

علم الفقہ اردو

چھ حصے کا مل

فقہی احکام و مسائل پر ایک مستند اور بنیاد پر مبنی کتاب

مُصَنَّفٌ

حضرت مولانا عبد الرشید کورافاتی لکھنوی



بناشر
دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ نگر چچی

علم الفقہ

چھ حصے کا میل اردو

علم الفقہ اردو زبان میں ممکن فقہ اسلامی کی ایک بہترین کتاب ہے جس میں وہ تمام اسلامی احکام و مسائل کہ جن کی ہر مسلمان کو دن رات ضرورت پیش آتی ہیں دیے ہیں۔ اس کتاب میں عربی کی صمیم اور مستند کتابوں کے تمام مضامین سنبھل اور آسان اردو میں منتقل کروئے گئے ہیں تاکہ ہر مسلمان خود مسائل دیکھ کر ان پر عمل پیرا ہو سکے۔ اس لئے ہر مسلمان گھر لے میں اس کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔

حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی ٹکنیکی
ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر حناہ کراچی

جملہ حقوق محفوظ

اشاعت : اول اگست ۱۹۶۵ء

بارہ تمام :- محمدرضی عثمانی

کل صفحات : ۱۰۰

قیمت مجلد :- ۵۶/-

طباعت :- ایجوکیشنل پریس، کراچی

ملنے کا پتہ

۱۔ ادانۃ المعارف ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی

۲۔ ادارۃ اسلامیات منشا انارکلی لاہور

ناشر

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

پیش لفظ

یہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے کہ برصغیر ہندوپاک کے علماء اسلام نے اگر ایک طرف اپنے مذہب کی گرفتدار اور بے پایاں خدمات انجام دی ہیں تو دوسری طرف برصغیر میں اردو زبان کی تشکیل اور اُس کے بعد اس کی ترویج میں بھی نمایاں اور شہسوار خدمات سرانجام دی ہیں اردو زبان پر علماء کما سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے عربی و فارسی زبان کی اہم اور بلند پایہ کتب کو اردو میں منتقل کیا ہے اور قرآن و حدیث فقرہ بفرقہ اردو دوسرے اسلامی علوم پر اب تک اردو میں جس قدر ذخیرہ عوام کے سامنے آچکا ہے وہ یقیناً ہندوپاک کے مسلمانوں کے لئے باعث فخر و اعتنان ہے۔

ہندوپاک کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ وہ اپنے دین و مذہب سے اردو زبان کے ذریعہ مکمل واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔

غزنی نقطہ نظر سے سب سے زیادہ اہم عقائد و عبادات و معاملات ہیں جن کے مسائل و احکام سے واقف اردو شناس ہونا ہر شخص کے لئے ضروری ہے اس سلسلہ میں علماء نے مختلف چھٹی چڑی کتابیں تصنیف کیں اس دور میں میکہ الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بہشتی زیور کو جو مقبولیت و شہرت

حاصل ہوئی وہ کسی دوسری کتاب کا حصہ نہ بن سکی۔ لیکن
 بہشتی زبور مرت فقہی مسائل پر ہی مشتمل نہیں بلکہ اس میں
 فقہی مسائل و احکام کے علاوہ اور بھی بہت سی معلومات ہیں
 لیکن اس کے حواشی اور ضمیموں نے اس کی ضخامت اتنی بڑھا
 دی کہ ہر شخص کے لئے اس سے فائدہ اٹھانا مشکل ہو گیا ہے۔ اختر
 کی درجہ خواہش اور تمنا تھی کہ کوئی ایسی کتاب پورے اہتمام
 کے ساتھ شائع کی جائے کہ جس میں نہایت آسان فقہی حقیقت
 کے مطابق مکمل مسائل درج ہوں اور علماء کے نزدیک معتبر
 مستند ہونے کے ساتھ عام فہم بھی ہو تاکہ ہر شخص اس سے
 استفادہ کر سکے۔

کافی تلاش و جستجو کے بعد حضرت مولانا عبد الشکور صاحب د
 قادری لکھنؤ کی مشہور کتاب علم الفقہ پر نظر ڈالی جو مستند
 ہونے کے ساتھ ساتھ اعمال و عبادات اور تمام دینی ضروریات پر
 مفصل معلومات کی حامل ہے کافی عرصہ ہوا یہ اتمل کتاب ^{تھیں} ہندو
 میں شائع ہوئی تھی۔ لیکن پاکستان میں کسی ادارہ نے اس کی
 طرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ یہ کتاب اس کی مستحق ہے کہ ہر
 شخص کو یہ کتاب اپنے گھر میں رکھنا چاہیے۔

تاکہ ہماری قوم کا ہر فرد اسلامی احکام کا پورا پورا علم حاصل
 کر سکے اور ہماری آئندہ نسل مسیح معنی میں مسلمان کہلائے
 کی مستحق بن سکے۔

اس کتاب علم الفقہ میں فقہ کی ان تمام ضخیم اور مستند کتابوں کے

مضامین سہل اور آسان اردو میں مشکل کر دیئے گئے ہیں جنہیں عربی میں ہونے کی وجہ سے اردو دعاں طبقہ نہیں پڑھ سکتا۔ علم الفقہ اسلامی احکام و مسائل کی ایسی جامع اور مستند کتاب ہے کہ لوگ اس کی موجودگی میں دوسروں سے مسائل پوچھنے کی محنت سے بے نیاز ہو جائیں گے اس لئے اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ وہ روزِ قمرہ پیش آنے والے مسائل کا خود ہی حل تلاش کر کے اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ اسی لئے اس کتاب کی اشاعت میں انتہائی اہتمام اور احتیاط برقی گئی ہے۔ چنانچہ اصل نسخہ پر نظر ثانی کرائی گئی اور پھر اس کے بعد کتابت کرائی گئی ہے تاکہ کتاب بالکل صحیح چھپے اور یہ پاکستانی نسخہ غلط سے پاک ہے۔ حتیٰ الامکان کتابت و طباعت میں بھی پورا اہتمام کیا گیا ہے اور کاغذ بھی سفید صغیر استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ پوری کتاب چھ حصوں پر مشتمل ہے جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے

① علم الفقہ حصہ اول۔ مسائل طہارت،

اس حصہ میں پاکی و ناپاکی وضو و غسل وغیرہ کے تمام احکام درج کئے گئے ہیں۔

② علم الفقہ حصہ دوم (مسائل نماز)

اس حصہ میں فرض نماز سنتیں نوافل اور ہر قسم کی نمازوں اور آئین کے احکام درج ہیں۔

③ علم الفقہ حصہ سوم (مسائل روزہ و رمضان)

جس میں رمضان کے فضائل اور روزہ کے تمام مسائل اور احکام

رعایت ہلال کا تفصیلی بیان ہے۔

علم الفقہ حصہ چہارم (مسائل زکوٰۃ و صدقات)

(۳)

اس حصہ میں مسائل زکوٰۃ و صدقات کی تفصیل قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ زکوٰۃ کن لوگوں پر اور کس صورت میں واجب ہے اور کن صورتوں میں نہیں اور یہ کہ زکوٰۃ و صدقات کے کون لوگ مستحق ہیں۔

علم الفقہ حصہ پنجم (مسائل حج)

(۵)

اس میں حج اور عمرہ کے تمام احکام و مسائل درج کئے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حج کن لوگوں پر فرض ہے اور اسکے شرائط کیا ہیں اور ساتھ ہی تمام مقامات زیارت کے احکام اور طریقے تفصیل کیساتھ کئے گئے ہیں۔

علم الفقہ حصہ ششم (مسائل معاشرت)

(۶)

اس حصہ میں نکاح طلاق خلع ہر و میراث و غیرہ کے مسائل و احکام درج ہیں انکے علاوہ دوسرے ایسے تمام مسائل جو روزمرہ زندگی سے تعلق ہیں کتاب کا یہ ایک نیک نسل خاکہ ہے تفصیل اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں البتہ کہ لوگ اس کتاب پر زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرینگے طرہ اشاعت کراچی کی ابتدا ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ عام مسلمانوں کے فائدے کیلئے مفید اسلامی کتابیں اعلیٰ سیار پر شائع کی جائیں کہ جو عرصہ سے نایاب ہیں اور جنکی فی زمانہ پرفتن کو ضرورت ہے۔ لیکن یہ ایک مشکل اور صبر آزمای کام ہے اسکو فرزند اللہ تعالیٰ کی مدد اور احباب دال ذوق حضرات کا تعاون ہی پورا کر سکتا

بندہ محمد رفیع عثمانی

۴۔

۲۰ اپریل ۱۹۶۵ء مطابق ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

تقریظ

از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضرت مولانا عبد الشکور صاحب مکتبہ نوری دامت برکاتہم کی
تصنیف لطیف علم اللہ اردو زبان میں مکمل فقہ اسلامی کی
بہترین کتاب ہے اس کے مستند اور محقق ہونے کے لئے تو
غور حضرت مصنف کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے جو اپنے علم و
فضل اور خدمات کی بناء پر عجایب تعارف نہیں کتاب کی
ترتیب سہل اور عام لوگوں کے فائدہ کے لئے عبارت
آسان کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ عام آدمی
غواں حضرت آسانی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

بندہ محمد شفیع حق الشریعہ

جلدی الاول السلام

خالی صفحہ برائے یادداشت قارئین کرام۔

کتاب مطالعہ کرنے والے حضرات کی سہولت کے لئے یہ ایک صفحہ خالی چھوڑا
گیا ہے تاکہ اس میں لوگ کتاب سے متعلق یادداشت درج کر سکیں۔

فہرست مضامین علم الفقہ چھ حصے کا مکمل اندو

۳۷	کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ	۳	پیش نظر
۳۸	مترقی احکام	۷	تفسیر حضرت مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہ
۴۰	نچاستوں کا بیان		علم الفقہ حصہ اول (مسائل طہارت)
۴۲	نچاست کے مسائل میں کارآمد اصول		
۴۵	جن چیزوں کا بیان جنہیں نچاست غلطیہ ہے	۱۷	آغاز
	جن چیزوں میں نچاست خفیفہ ہے ان کا	۱۷	اس کتاب میں جن امکا لاف کیا گیا
۴۸	بیان	۱۸	پانی کے مسائل
۵۱	پاک ہونے والی چیزوں کی قسمیں	۱۹	مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں
۵۱	زمین وغیرہ کی پاکی کا طریقہ	۲۰	پانی کی دوسری قسمیں
	جن چیزوں میں مسام نہیں ان کی پاکی	۲۰	جس پانی کی تینوں قسمیں
۵۲	کا طریقہ	۲۱	پانی کے مسائل میں کارآمد اصول
	جن چیزوں میں کم مسام ہیں ان کی پاکی کا	۲۲	نام مطلق طہر مطہر مکرہ کا بیان
۵۳	طریقہ	۲۵	غیر مستعمل پانی
۵۳	مسام والی چیزوں کی پاکی کا طریقہ	۳۰	طہر مطہر مکرہ پانی
۵۵	ترقیق و سیال چیز کی پاکی کا طریقہ	۳۱	جائزہوں کا جھوٹا پانی
۵۵	کارڈمی اور بے سیر چیزوں کی پاکی کا طریقہ	۳۲	کنویں کے احکام

۷۹	وضو کے مکروہات	۵۵	کمال کی پاکی کا طریقہ
۸۰	مغزوہ کا وضو	۵۶	جسم کی پاکی کا طریقہ
۸۲	وضو دو قسم کی چیزوں سے ٹپتا ہے	۵۹	متفرق مسائل
۸۲	پہلی قسم کی اول صورت	۶۱	استنجا کے مسائل
۸۳	پہلی قسم کی دوسری صورت	۶۱	پیشاب پاخانہ چہاں درست نہیں
۸۵	دوسری قسم	۶۲	پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا
۸۶	وضو میں چیزوں سے نہیں ٹپتا		چاہیے
۸۹	مسح کا بیان	۶۳	جن چیزوں سے استنجا بلا کر امت درست ہے
۸۹	غزوں کا مسح	۶۳	استنجا کا طریقہ
۹۰	مسح کی شرطیں	۶۵	استنجا کے احکام
۹۱	وہ چیزیں جن پر مسح درست ہے	۶۶	نجاست ٹھیکہ سے پاک ہونے کا طریقہ
۹۲	جن کو مسح درست ہے اور جگہ درست نہیں	۶۸	وضو کا بیان
۹۳	مسح کے احکام	۶۹	وضو کے واجب ہونے کی شرطیں
۹۳	مسح کا مسنون و مستحب طریقہ	۶۹	وضو کے صحیح ہونے کی شرطیں
۹۳	مسح کے فرائض	۷۰	وضو کے احکام
۹۳	مسح کے سنن و مستحبات	۷۰	وضو کا مسنون و مستحب طریقہ
۹۳	مسح کے باطل ہوجانے کی صورتیں	۷۲	وضو کے فرائض
۹۴	حدث اصغر کے احکام	۷۵	وضو کے واجبات
۹۷	وضو کے احکام	۷۶	وضو کی سنتیں
۹۹	غسل کا بیان	۷۸	وضو کے مستحبات

۹۹	۱۱۸	پانی کے استعمال سے معذور ہو چکی شرطیں	۹۹	غسل کے واجب ہونے کی شرطیں
۹۹	۱۱۹	جن چیزوں سے تیمم جائز ہے اور جن سے گھبریں	۹۹	غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں
۱۰۰	۱۲۰	تیمم کے احکام	۱۰۰	غسل کے فرض ہونے کی صورت
۱۰۴	۱۲۰	تیمم کا مسنون و مستحب طریقہ	۱۰۴	استحاضہ کی صورتیں
۱۰۵	۱۲۱	تیمم کے فرائض اور واجبات	۱۰۵	جن صورتوں میں غسل فرض نہیں
۱۰۷	۱۲۱	تیمم کی سنن اور مستحبات	۱۰۷	جن صورتوں میں غسل واجب ہے
۱۰۷	۱۲۲	تیمم جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے	۱۰۷	جن صورتوں میں غسل سنت ہے
۱۰۷	۱۲۳	علم الفقہ دوم (مسائل نماز)	۱۰۷	جن صورتوں میں غسل مستحب ہے
۱۰۸			۱۰۸	غسل کا مسنون و مستحب طریقہ
۱۰۹	۱۲۴	نماز کی تاکید اور اس کی فضیلت	۱۰۹	غسل کے فرائض
۱۰۹	۱۲۸	اصطلاحات	۱۰۹	غسل میں جن اعفاء کا دھونا فرض نہیں
۱۱۰	۱۳۱	اوقات نماز	۱۱۰	غسل کے واجبات
۱۱۰	۱۳۶	افان اور اقامت کا بیان	۱۱۰	غسل کی سنتیں
۱۱۰	۱۳۸	افان کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۱۰	غسل کے مستحبات
۱۱۱	۱۳۹	افان اور اقامت کا مسنون طریقہ	۱۱۱	غسل کے کردار
۱۱۱	۱۴۰	افان و اقامت کے احکام	۱۱۱	حدیث اکبر کے احکام
۱۱۲	۱۴۳	افان و اقامت کے سنن و مستحبات	۱۱۲	غسل کے متفرق مسائل
۱۱۲	۱۴۶	متفرق مسائل	۱۱۲	تیمم کا بیسان
۱۱۷	۱۴۷	نماز کے واجب ہونے کی شرطیں	۱۱۷	تیمم کے واجب ہونے کی شرطیں
۱۱۷	۱۴۹	نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۱۷	تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں

۲۰۲	نماز کے مستحبات	۱۵۷	فرض نمازوں کا بیان
۲۰۳	جماعت کا بیان	۱۶۴	نماز تحرک کا بیان
۲۰۴	جماعت کی فضیلت اور تاکید	۱۶۶	فصل نمازوں کا بیان
۲۱۱	جماعت کی حکمتیں اور فائدے	۱۶۹	نماز تہجد
۲۱۲	جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں	۱۷۰	نماز چاشت
۲۱۲	ترک جماعت کے مفروضہ ہیں	۱۷۱	نماز حجتہ المسجد
۲۱۴	جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۷۲	سنت وضو
۲۲۲	جماعت کے احکام	۱۷۳	نماز سفر
۲۲۳	مقتدی اودان کے مطلق سائل	۱۷۳	نماز استخارہ
۲۳۱	جماعت حاصل کرنے کا طریقہ	۱۷۴	نماز حاجت
۲۳۲	نماز میں چوروں سے فاسد ہو جاتی ہے	۱۷۵	مسئله الاقراہین
۲۳۹	نماز میں چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے	۱۷۵	مسئله التبیح
۲۴۴	نماز میں حدیث کا بیان	۱۷۷	نماز قیوم
۲۴۶	پہلا نقشہ	۱۷۸	نماز قنل
۲۴۷	دوسرا نقشہ	۱۷۸	نماز تراویح
۲۴۹	تیسرا نقشہ	۱۸۲	نماز احرام
۲۵۰	نماز میں سہو کا بیان	۱۸۳	نماز کسوت و خضوع
۲۵۳	تقصیر نمازوں کا بیان	۱۸۵	نماز کے فرائض
۲۶۰	مریض اور معذور کی نماز	۱۹۰	نماز کے واجبات
۲۶۲	مسافر کی نماز کی نماز	۱۹۲	نماز کی مستثنیات

۳۲۶	کفن کے مسائل	۲۶۷	خوف کی نماز
۳۲۸	نماز جنازہ کے مسائل	۲۶۹	نماز جمعہ کا بیان
۳۳۵	دفن کے مسائل	۲۷۱	جمعہ کے نفاذ
۳۳۹	شہید کے احکام	۲۷۳	جمعہ کے آداب
۳۴۳	تفرقہ مسائل	۲۷۶	نماز جہنم کی فضیلت اور تاکید
۳۴۵	ایصال ثواب کے مسائل	۲۷۸	نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں
۳۵۳	مسجد کے احکام	۲۷۹	نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں
۳۵۵	چیل حدیث نماز	۲۸۱	خچلے کے مسائل
۳۶۹	چیل آثار فاروق اعظمؓ	۲۸۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ عمر کے دن
۳۷۸	علم الفقہ حصہ سوم مسائل روزہ و صفا	۲۸۷	نماز کے مسائل
		۲۸۹	عبادت کی نماز کا بیان
۳۸۲	روزے کی فضیلت تاکید اور رمضان کی بزرگی	۲۹۳	کتبہ کرم کے اندر نماز پڑھنے کا بیان
۳۹۱	رویت ہلال کے احکام	۲۹۵	قرآن مجید کے نزول میں وتر کی حالت
۳۹۵	روزے کے واجب ہونے کی شرطیں	۲۹۹	قرآن مجید کے فحاش اور اسکی تلاوت کا ثواب
۳۹۶	روزے کے صحیح ہونے کی شرطیں	۳۰۶	قرآن مجید کی تلاوت و طہر کے آداب
۳۹۸	روزے کے اقسام	۳۱۰	سجدہ تلاوت کا بیان
۴۰۰	روزے کے فرائض	۳۱۹	جنازہ کی نماز وغیرہ کا بیان
۴۰۱	روزے کے سنن و مستحبات	۳۱۹	بیار کی عبادت کا بیان
۴۰۱	روزہ جن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے	۳۲۱	قریب المرگ کے احکام
۴۰۸	وہ صورتیں جنہیں روزہ فاسد نہیں ہوتا	۳۲۲	فضل میت کے مسائل

۳۸۸	زکوٰۃ اور شرکے کے تحقیق کا بیان	۳۱۳	سعد و دین کے احکام
۳۹۳	زکا زکا بیان	۳۱۷	قضا اور کفارے کے مسائل
۳۹۵	صدقہ فطر کا بیان	۳۱۹	روزے کے متفرق مسائل
۳۹۵	مسائل	۳۲۱	اعتکاف کا بیان
۵۰۰	چہل حدیث زکوٰۃ	۳۲۳	اعتکاف کے مسائل
۵۱۳	چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم	۳۲۸	چہل حدیث صیام
۵۳۰	علم الفقہ حصہ ششم (مسائل حج و عمرہ)	۳۳۶	چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم
۵۳۲	حج کی تاکید اور فضیلت	۳۵۲	علم الفقہ حصہ چہارم (مسائل زکوٰۃ و صدقات)
۵۳۵	اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے ناموں کی تشریح	۳۴۵	زکوٰۃ کی فضیلت اور اس کی تاکید
۵۴۰	حج کے فوائد و اداس کی حکمتیں	۳۶۶	زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرطیں
۵۴۱	حج کے احکام	۳۷۰	زکوٰۃ کے صحیح ہونے کی شرطیں
۵۴۲	حج کے واجب ہونے کی شرطیں	۳۷۱	سائقہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان
۵۴۳	حج کے صحیح ہونے کی شرطیں	۳۷۲	اونٹ کا انصاب
۵۴۵	حج کی فرضیت ساقط ہونے کی شرطیں	۳۷۳	گائے بھینس کا انصاب
۵۴۵	حج کا سنوں و مستحب طریقہ	۳۷۴	بکری بھیڑ کا انصاب
۵۵۱	حج کے قرائن	۳۷۵	چھاندی سونے اور چارقی مال کا انصاب
۵۵۱	حج کے واجبات	۳۷۷	زکوٰۃ کے مسائل
۵۵۲	حج کے مسائل	۳۸۱	عشر یعنی زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ
		۳۸۷	ساعی اور عاشر کا بیان

۶۱۷	نہایت اہتمام کے ساتھ میری وصیت ہے	۵۶۱	خلق و تقصیر
۶۲۳	حجہ الوداع کی مختصر کیفیت	۵۶۲	عمرہ
۶۳۰	جیل حدیث حج	۵۶۲	قرآن
۶۵۳	جیل آئندہ امیر المومنین فاروق اعظمؓ	۵۶۳	تہج
۶۶۶	علم الفقہ حصہ ششم (وسائل معاشرت)	۵۶۵	جائزوں کا بیان
۶۶۹	نکاح	۵۶۵	احرام کی جائزیتیں
۶۷۶	نکاح کی ترغیب اور تنفیلت	۵۷۱	دعوتِ بانی کی جائزیتیں
۶۸۰	نکاح کے احکام	۵۷۴	مفسد حج و عمرہ
۶۸۱	نکاح کا مسنون و مستحب طریقہ	۵۷۵	نیکار کی جزا
۶۸۶	رسوم نکاح	۵۸۶	حرم کی جائزیتیں
۶۸۸	نکاح کے ارکان اور اس کے صحیح و صحیح شکلیں	۵۸۳	احرام پر احرام باندھنا
۶۹۱	ایکاب و قبول	۵۸۶	احصار کا بیان
۶۹۸	نگاہی	۵۸۶	احصار کی صورتیں
۷۰۱	محرمات کا بیان	۵۸۷	احصار کا حکم
۷۰۱	پہلا سبب	۵۸۸	دوسرے کی طرف صحیح کرنا
۷۰۳	دوسرا سبب	۵۹۳	حج کی نذرانہ
۷۰۳	سسرالی رشتہ	۵۹۶	مستغرق مسائل
۷۰۳	دعوات	۵۹۸	حوالہ کم کے دو فتاویٰ اقدس کی زیادت کا بیان
۷۰۳	دعوات اور منکوحات کے اصول	۶۰۳	زیادت دفتہ اقدس کے فضائل اور اس کا حکم
۷۰۳	اپنے اصول	۶۰۹	زیادت کا طریقہ اور اس کے احکام

۷۱۷	گیارہواں سبب	۷۰۳	اپنے قرون
۷۱۷	تعلق حق غیر	۷۰۷	تیسرا سبب
۷۱۷	محرمات کا بیان	۷۰۷	دودھ کا رشتہ
۷۲۰	ولی کا بیان	۷۰	دودھ کے رشتہ کی شرطیں
۷۲۷	کنو کا بیان	۷۱۱	چوتھا سبب
۷۲۸	مہر کا بیان	۷۱۱	اختلاف مذہب
۷۳۳	مہر کی مقدار واجب کا بیان	۷۱۳	پانچواں سبب
۷۳۳	نقشہ مہر اہل التوبین	۷۱۳	اتحاد نزع
۷۳۷	مہر مثل	۷۱۳	چھٹا سبب
۷۵۰	شکاح فاسد و باطل کا بیان	۷۱۳	اختلاف جنس
۷۵۳	حقوق زوجین	۷۱۳	ساتواں سبب
۷۵۳	زوجہ کے حقوق	۷۱۳	طلاق
۷۵۳	نفقہ کے مسائل	۷۱۳	آٹھواں سبب
۷۵۹	زوج کے حقوق	۷۱۳	لعان
۷۶۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجاز شریف	۷۱۳	نواں سبب
۷۶۲	وٹنی غلام اور ان کے نکاح کے احکام	۷۱۳	ملک
۷۶۶	نا بالغ بچوں کے نکاح کا بیان	۷۱۳	دسواں سبب
۷۶۷	کافروں کے نکاح کا بیان	۷۱۳	جمع اور اس کا مطلب
۷۷۲	خاتمہ کتاب	۷۱۶	جمع کا دوسرا مطلب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَ اِلَیْنا رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِنَا عَلَی الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَی مَظْهَرِ کَمَالِہِ عِبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ مِّنْ اَنْفُسِہٖ لَنَا وَفَاوْکَا نَا فَحَسْبُ وَاِلَیْہِ اَخْتَابُ الْمُتَحِلِّیْنَ بِمَحَبَّتِہِ الْبَیِّنِہِ

چونکہ اس کتاب کے مقدمہ میں اللہ کی تعریف اور اس کے بڑھنے بڑھانے کی فضیلت اور اس کی احتیاج اور ضرورت جو ہر مسلمان کو اجتہاد سے پیدائش سے آخر وقت تک رہتی ہے نہایت دلچسپ تقریر اور بہت دلکش تحریر میں پیش نظر میں ہوگی اور اس کے متعلق دوسری مفید اور کارآمد بحثیں نہایت عمدہ تفصیل سے پیش کی جائیں گی۔ اس لئے اس مقام پر صرف بددعا ہر کرنے ان امور کے جن کا التزام اس کتاب میں کیا گیا ہے اصل مقصود کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

اس کتاب میں جن امور کا لحاظ کیا گیا ہے

- ۱۔ ہر شے کے متعلق جس قدر احکام ہیں وہ سب ایک جگہ جمع کر دیئے جاویں تاکہ ہر شخص کو مسئلہ نکالنے میں آسانی ہو۔
- ۲۔ ہر مسئلہ میں وہی قول لکھا جائے گا جس پر فتویٰ ہے مختلف اقوال اور روایات کا ذکر نہ کیا جائے گا تاکہ دیکھنے والے کے ذہن کو اشتباہ نہ ہو۔
- ۳۔ وہ بہت سے مسائل جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں حالانکہ ان کے نہیں بعض کو در مسائل کو منطقی ہر کھنڈا گیا ہے اس کی بھی تحقیق کی جائے گی۔
- ۴۔ بعض مسائل کی بلحاظ ضرورت دہلی بکھاریاں کی جائے گی۔
- ۵۔ زمانہ کے بدلنے سے جو احکام بدل گئے ہیں اور نجات کے نئے اسباب مثل ریل و تار

ٹاک، ٹکٹ، اشامپ، ٹوٹ وغیرہ کے احکام کا بھی بیان ہوگا

۶۔ جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آوے کہ جس کا حکم کتب فقہ میں نہیں یا سخت اختلاف کی وجہ سے ایک در شخص فیصلہ نہ کر سکیں تو علمائے عرب و عجم سے مشورہ کر کے صحت قول لکھ دیا جائیگا
۷۔ جن کتب معتبرہ سے مسائل نقل کئے جائیں گے ان کے نام بحوالہ مصنف و موطر یا فصل و باب لکھ دیئے جائیں گے تاکہ اگر کسی کو اصل کا دیکھنا منظور ہو تو اس کو وقت نہ ہو۔ ہاں جن مسائل میں اتفاق ہے یا مشہور رہیں ان کا حوالہ نہ دیا جائے گا۔

۸۔ اردو عام فہم جوگی لغت اور اصطلاح کی بھرت نہ ہوگی تاکہ عام لوگ بھی سمجھ لیں۔ میں خداوند تعالیٰ کی فطرت پر بھروسہ کر کے چوری چوری امید رکھتا ہوں کہ میری اس کتاب سے عام اہل اسلام کو نفع ہو گا علم دانوں کو بھی اور بے علموں کو بھی عورتوں کو بھی مردوں کو بھی اس بارے کہ اسکی عبادت اس قدر آسان اور معافی ہے جس کا سمجھنا کسی جاہلی کو بھی مشکل نہیں ہے۔ وہ معتبر باب کتاب میں جن سے اس کتاب میں کام لیا گیا ہے غالباً ہر شخص کو نہیں مل سکتیں۔ خدا نے چاہا تو اس کتاب کے بعد مفتی بہ اور معلق مسئلہ دریافت کرنے کے لئے پھر کس اور فقہ کی کتاب کی ضرورت نہ رہے گی۔ چونکہ فقہ میں عبادات اور عبادات میں نماز کا ترجمہ سب سے زیادہ ہے اسلئے بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی اب طہارت پانی پر موقوف ہے اس لئے پہلے پانی کے مسائل لکھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے آمین

پانی کے مسائل

مقدمہ :- اس میں ان اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کئے جائیں گے جو پانی کے مسائل میں لے جاتے ہیں۔ پانی کو عربی زبان میں ماء کہتے ہیں اور اسکی دو قسمیں ہیں مطلق، مقید۔
۱۔ مطلق :- وہ پانی جس کو محاذہ میں پانی کہتے ہیں اور پانی کے لفظ سے بغیر کسی خصوصیت کے عام ہوگا کہتے ہیں۔

پانی :- ۱۔ طبعاً شے ہے اگر گروہ خبار کی آمیزش اس میں نہ ہو تو جس برتن میں رکھا جائے اگر اسکی تمام اعمدہ کی چیزیں اس میں دکھلائی دیتی ہیں۔ رقیق اور پکلا ایسا ہے جس کو کپڑے سے بخوبی چھوڑ سکتے ہیں اور جسم اور اعضا پر بہت آسانی سے بہا سکتے ہیں۔ جاندار چیزوں کی زندگی اور زمین سے اشیاء کا اٹنا، ٹھنڈا پانی دھنا اس پر موقوف ہے۔ بزرگی اس کا رنگ ہے۔ مزہ اس کا اس سے پہچنے جس نے گری کا خفت اور پیاس کی حالت میں اس کو پیا ہو۔

۲۔ مقید :- وہ پانی جس کو محاذہ میں پانی نہیں کہتے جیسے گلاب، کیڑہ اور اس، سرکہ یا پانی کے ساتھ کوئی اور خصوصیت لگاتے ہیں جیسے ترابڑ کو پانی، ماربل کا پانی۔

مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں

۱۔ ظاہر مطہر غیر مکروہ :- وہ پانی جو خود پاک ہو اور اس سے وضو اور غسل وغیرہ بیکراہت کے درست ہو۔

۲۔ ظاہر مطہر مکروہ :- وہ پانی جو خود پاک ہو مگر ظاہر مطہر غیر مکروہ کے ہوتے ہوئے اس سے وضو، غسل وغیرہ مکروہ تہنزیہی ہے۔ ہاں اگر وہ نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

۳۔ طاہر غیر مطہر :- وہ پانی جو خود پاک ہے مگر وضو یا غسل اس سے جائز نہیں

۴۔ مشکوک :- وہ پانی جو خود پاک ہے مگر مطہر یا غیر مطہر ہونا اس کا یقین نہیں

اگر اس سے وضو یا غسل کیا جائے تو اس کو نہ جائز کہہ سکتے ہیں نہ ناجائز

ف۔ طاہر غیر مطہر اور مشکوک میں فرق یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس پانی طاہر غیر مطہر ہو تو اس کو مروت تمیم کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس پانی سے وضو اور غسل لانا جائز ہونا یقینی ہے اور اگر کسی کے پاس نامشکووک ہو تو اس کو وضو و تمیم دونوں کرنا چاہئیں۔ اس لئے کہ نامشکووک ہے وضو اور غسل کا جائز یا ناجائز ہونا یقینی نہیں۔

پانی کی یہ چاروں قسمیں ناپاک کو پاک کر دیتی ہیں۔ لکن وہ بالافرق مروت وضو اور غسل کے احکام میں ہے۔
۵۔ نجس :- وہ پانی جو خود ناپاک ہو اور وضو اور غسل اس سے جائز نہیں ناپاک چیزیں اس سے پاک نہیں ہوتیں بلکہ پاک چیزوں کو ناپاک کر دیتا ہے۔ چونکہ اس کی تین قسموں کا سمجھنا پانی کی دوسری قسموں کے معلوم کر لینے پر موقوف ہے۔ اس واسطے پہلے وہ دوسری قسمیں لکھی جاتی ہیں۔

پانی کی دوسری قسمیں

۶۔ بیماری :- وہ پانی جو بہتا ہوا ہو جسکو عام طور پر عیاضہ میں بہتا پانی کہتے ہیں۔

۷۔ راکد :- وہ پانی جو ایک جگہ ٹھہرا ہوا ہو بہتا ہوا نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ کثیر۔ قلیل

۱۔ کثیر :- اس تعداد پانی کہ جس کی نجاست ایک طرف گرے تو دوسری طرف اس کا کچھ اثر نہ ہو۔

نجاست کا رنگ، بو، مزہ پانی کے اور طرفوں میں معلوم نہ ہو۔

۲۔ قلیل :- وہ پانی جو کثیر نہ ہو یعنی اگر اس کے ایک طرف نجاست گرے تو دوسری کسی طرف نجاست

کا رنگ یا بو یا مزہ معلوم ہو۔

نجس پانی کی تینوں قسمیں

۱۔ وہ بیماری جس کے رنگ، بو، مزہ کو نجاست نے بدل دیا ہو۔

کثیر راکد :- جس کے تمام طرفوں کے رنگ، بو، مزہ کو نجاست نے بدل دیا ہو۔

قلیل رکند :- جس میں نہایت گری ہو خواہ تنواری یا بہت اور پانی کے رنگ، تو تہہ میں فرق ہو اور پانی نہ ہو۔

مستعمل :- وہ پانی جس سے زندہ آدمی فرض اور اگر نے یا ثواب حاصل کرنے کے لئے دھو کرے یا نہائے یا کسی عضو کو دھوئے بشرطیکہ وہ پانی اس کے جسم سے ٹپک چکا ہو اور جسم پر کوئی نجاست حقیقیہ نہ ہو بغیر تہہ۔ وہ پانی جو کجوروں کے پیچنے سے خیریں ہو گیا ہو مگر اس کی اصل رقت و خلائق میں کوئی فرق نہ ہو اور نہ اس کے پینے سے فساد پیدا ہو۔

دنیائی جہانور :- جن کی پیدائش اور زندگی پانی میں ہو، خواہ پانی سے جدا ہو کر زندہ رہ سکیں یا نہیں جیسے گڑیاں اور بھلی وغیرہ۔
خشکی کے جہانور :- جن کی پیدائش اور زندگی پانی میں نہ ہو، خواہ پانی میں زندہ رہ سکیں یا نہیں جیسے بطخ وغیرہ۔

دھوی جہانور :- جن میں ذبح کرنے یا کسی عضو کے کاٹنے سے خون بہہ پائے۔
غیر دھوی جہانور :- جن میں بالکل خون نہ ہو یا ایسا خون نہ ہو جو پیے بلکہ گڑھا ہو جو نہ سکے۔
کنواں :- پانی ۲۷۰ حصہ خشک کر کے نہ رہتا ہو۔
اسراف :- بے ضرورت یا ضرورت سے زائد پانی کو خرچ کرنا

پانی کے مسائل میں کارآمد اصول

(اصل ۱) الاصل فی المای الطہارۃ (اصل پانی میں پاکی ہے)
پانی اصل میں پاک ہے اور جب تک کسی دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھا جائیگا
مثال :- جگہ میں گواہوں میں جہاں سمجھا جاتا ہے کہ ٹپک تھوڑے سے ایک ناپاک ہو چکا لیکن جو جگہ پانی پاک ہے
(اصل ۲) اَلْیَقِیْنِ لَا یُزْکَلُ بِالشَّكِّ (یقین شک سے نہیں جاتا)

مذہب شافعی کا قول :- ان کو چار چیزیں مشہور ہے کہ جو پانی دس گونوں دس گونوں میں ہو وہ کڑے سے اس سے کم ہو تو قلیل :- یہ قول متاخرین کا ہے اصل مذہب میں اس کا کچھ نہ نہیں نہ حدیث سے کوئی نسخہ ہے
مذہب شافعی کا قول :- ان کو چار چیزیں مشہور ہے کہ جو پانی دس گونوں دس گونوں میں ہو وہ کڑے سے اس سے کم ہو تو قلیل :- یہ قول متاخرین کا ہے اصل مذہب میں اس کا کچھ نہ نہیں نہ حدیث سے کوئی نسخہ ہے

جس بات کا یقین ہو اس کو محض وہم یا شک سے چھوڑنا چاہیے۔

مثال :- کسی مکان میں پاک پانی رکھا ہوا ہے وہاں سے کتا نکلتے ہوئے دیکھا کہ کتا پانی چیتے ہوئے نہیں دیکھا اور کسی قرینہ سے اس کا پتہ معلوم ہوا اگر گمان ہو کہ شاید کتے نے پانی پی لیا ہو تو وہ پانی پاک ہے اس لئے کہ پانی کا پاک ہونا یقین ہے نہ پاک ہونے کا شک ہو اور اس شک سے یقین نہ جائے گا۔
(اصل ۳) غَرَبَ الظَّنُّ كَحَقِّهِ بِالْيَقِينِ (گمان غالب یقین کا حکم رکھتا ہے)

یقین کی طرح گمان غالب بھی محض وہم و خیال سے چھوڑنا نہ جائے گا۔

مثال :- کسی پانی کو دو مسلمان پاک کہیں اور ایک عورت یا کافر اس کو پاک بتائے تو وہ پانی پاک ہے دو مسلمانوں کے کہنے سے اس کے پاک ہونے کا گمان غالب ہے اور ایک عورت یا کافر کے کہنے سے اس کے ناپاک ہونے کا شک ہے۔ اس لئے اس کے پاک ہونے کا حکم دیں گے۔

(اصل ۴) اَلْأَمَلُ نَبْذٌ وَهِيَ كَانَتْ تَحْتَ مَا كَانَتْ (اصل یہ ہے کہ ہر چیز اپنی پہلی حالت پر باقی رہتی ہے) ہر چیز اپنی پہلی حالت پر باقی بھی جائے گی جب تک کہ اسکی پہلی حالت کا بدلہ کسی دلیل سے معلوم نہ ہو۔
مثال :- گھر سے گلاس میں پانی لیا گلاس کے پانی میں نجاست دیکھی تو گھر سے کے پانی کو ناپاک نہ کہیں گے۔ گھر سے کا پانی پاک تھا اب بھی پاک رہے گا اور نجاست شاید گلاس میں ہو۔ اس گلاس (محرک) دیکھ کر پانی لیا جائے تو پھر یقیناً نجاست گھر سے میں بھی جائے گی۔

(اصل ۵) اَلْأَمَلُ اِمْتِنَانٌ لِّلْغَرَبِ (اصل یہ ہے کہ نئی پیدا ہوئی چیز کو کہیں گے کہ اس وقت پیدا ہوئی ہے)
اسی وقت پیدا ہوئی ہے

جو چیز کو نئی پیدا ہوئی ہو۔ اور اس کے پیدا ہونے کا وقت معلوم نہ ہو تو اس کو کہیں گے کہ اسکی پہلی حالت پر باقی رہے گی۔
مثال :- کنویں میں مٹی ملا ہو چلا دیکھا جائے اور گھر سے کا وقت کسی قرینہ سے معلوم نہ ہو تو اس کنویں کے پانی کو دیکھنے کے وقت سے ناپاک کہیں گے اور اس سے پیشتر اس پانی سے جو وضو یا غسل کیا گیا ہے سب کو جائز رکھیں گے۔

(اصل ۶) اَلْمُشَقُّ مُجْتَلِبُ التَّيْسِيرِ (مشق سے آسانی ہوتی ہے)

قیاسی احکام ضرورت اور حرج کے وقت بدل سکتے ہیں۔

مثال :- ہندوؤں کی بیٹھ ناپاک ہے کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر کنویں کے پانی کو ناپاک کہیں تو بہت دقت ہوگی کیونکہ ہندوؤں کی بیٹھ سے کنویں کی حفاظت مشکل ہے۔
(اصل ۷) اَلْأَمَانَةُ اِلَیْهِ جَنَّتْ اَوْ جَنَّتْ مَعَهَا الشُّبُهَاتُ (اُمری حکم میں عقل کو دخل نہیں)۔

جنگل کر چکے۔ یہ تمام پانی پاک ہیں۔ وضو اور غسل ان سے بلا کراہت درست ہے۔
 مسئلہ (۲) نجاست جیسے پختہ، گوبر، لید و غیرہ سے پانی اگر گرم کیا جائے تو اس سے پانی میں
 کچھ نقصان نہ آئے گا وضو اور غسل بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ (۳) پانی کا زیادہ ٹھہرے رہنے، نکلے، ہندو رہنے سے یا برتن میں بہت دن رکھنے سے رنگ
 بدل جائے یا بد مزہ ہو جائے یا بو کرنے لگے تو وضو اور غسل بلا کراہت اس سے جائز ہے جیسے آداب
 عوض کا پانی زیادہ روز رکھنے سے بو کرنے لگتا ہے۔ حاکم پیسوں میں مذکور کلاتے ہیں تو اس کا رنگ و
 مزہ بدل جاتا ہے۔

مسئلہ (۴) جنگل میں چھوٹے گڑھوں میں جربانی بھرا ہوتا ہے تاوقتیکہ قرائن سے اس کے ناپاک
 ہونے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو اس وقت تک اس کو پاک ہی کہیں گے۔

مسئلہ (۵) راستوں پر ٹھکے گھرٹے وغیرہ میں پانی پینے کو رکھ دیتے ہیں اور اس سے ہر قسم کے
 لوگ شہری و بھائی چھوٹے بڑے مرد و عورت پانی لے کر پیتے ہیں اور احتیاط نہیں کرتے تو یہ پانی پاک
 ہے اس اگر ناپاک ہونے کا کسی طور سے یقین ہو جائے تو پھر پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۶) کافروں کے برتن کا پانی بھی پاک ہے اس لئے کہ نجاست سے ہر مذہب و ملت کے
 لوگ پیتے ہیں۔ ہاں جو کافر کونجاست سے نہیں پیتے اور کسی طرح قرائن سے معلوم ہو جائے کہ
 ان کے برتن پاک نہیں تو پھر ان کے برتن کا پانی پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۷) چھوٹے بچے جن کے ہاتھوں کا کچھ اعتبار نہیں نجاست سے وہ احتیاط نہیں کرتے
 اگر بانی میں ہاتھ ڈال دیں تو پانی پاک ہے۔ ہاں اگر ان کے ہاتھ کا ناپاک ہونا یقین طور سے معلوم ہو جائے تو پانی ناپاک
 مسئلہ (۸) وہ کنویں جن سے ہر قسم کے لوگ پانی بھرتے ہیں اور نیلے گود غبارا کوہ برتن اور ہاتھوں
 سے بھرتے ہیں ان کا پانی پاک ہے تاوقتیکہ برتنوں اور ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقیناً معلوم نہ ہو۔

(بقیہ حاشیہ منقولہ)

وَأَسْرَأَ بَنِي إِسْرَءِيلَ إِذْ قَالُوا ذَرُونَا مَا مَلَائِكَةُ رَبِّكَ بِهَذَا الْقَوْمِ الْمَؤْمِنِينَ
 معلوم ہوا کہ یہ بارش بھائی پاک ہے اور ناپاک چیزیں کو پاک کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ایک اور مقام میں ہے وَأَنَّا لَمُنَجِّيكَ
 وَأَنَّا لَمُنَجِّيكَ وَأَنَّا لَمُنَجِّيكَ وَأَنَّا لَمُنَجِّيكَ وَأَنَّا لَمُنَجِّيكَ وَأَنَّا لَمُنَجِّيكَ وَأَنَّا لَمُنَجِّيكَ وَأَنَّا لَمُنَجِّيكَ
 ہے۔ اگر نہ ہو تو تم کو ناپاک ہے۔ صوفی میں ہے أَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ دُونَ ذَلِكَ آيَةً
 ہے۔ اگر نہ ہو تو تم کو ناپاک ہے۔ صوفی میں ہے أَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ دُونَ ذَلِكَ آيَةً

مسئلہ (۹) گھڑے یا کتے سے لوثے یا آنچر سے میں پانی لیا جائے اور پانی پینے وقت اور اس کے قبل لوٹے اور آنچر سے کوڑ دیکھا جس سے معلوم ہو تاکہ اس میں کچھ تھپا یا نہیں اس پانی پینے کے بعد دیکھا تو لوٹے میں یا آنچر سے میں نجاست پانی تو ایسی حالت میں ٹھکے اور گھڑے کا پانی پاک ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں اس کا یقین نہیں کہ یہ نجاست گھڑے یا کتے میں تھی۔ ممکن ہے کہ لوثے یا گھڑے ہی میں ہوا اور اسی طرح ٹوٹل سے بلا دیکھے ہوئے پانی بہرا جائے اور کھینچنے کے بعد ٹوٹل میں نجاست ٹھکے تو پانی کنوئیں کا پاک ہے۔

مسئلہ (۱۰) دھت کی تہی گھونٹ کی وجہ سے پانی اگر ٹوڑ کرنے لگے یا بد مزہ ہو جائے یا رنگ بدل جائے یا سرواہ رنگ اور ترقیوں بدل جائیں تو یہ پانی پاک ہے۔ وضو اور غسل اس سے درست ہے۔

مسئلہ (۱۱) با وضو شخص با نیت وضو کے ہاتھ پر ٹھنڈا کر لیا اگر وہ غبار غیر مستعمل پانی وضو کرنے کی غرض سے یا دوسرے شخص کو وضو سکھانے کے لئے اگر وضو کرے تو اس وضو کا پانی مستعمل نہ ہوگا اور استعمال شدہ پانی سے وضو اور غسل درست ہے

مسئلہ (۱۲) با وضو مرد یا عورت جس کو نہانے کی ضرورت نہ ہو اور غسل نہ کرنا مسنون ہو اور نہ جسم پر کسی جگہ نجاست لگی ہو اور پھر نہانے کو یہ پانی مستعمل نہ ہوگا اور اس سے وضو اور غسل درست ہے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی ضرورت نہ ہو اگر اس وضو کو جو وضو میں نہیں دھویا جاتا دھوئے بشرطیکہ یہ وضو پاک ہو تو یہ پانی بھی مستعمل نہیں خواہ وہ سر کے بال ہی کیوں نہ دھوئے۔

مسئلہ (۱۳) ماضی یا وہ عورت جس کو کچھ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے خون بند ہونے سے پہلے اگر نہانے اور جس کا پاک ہو تو یہ پانی مستعمل نہیں اور وضو اور غسل اس سے درست ہے

مسئلہ (۱۴) بچہ اپنے سال کا ایک ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا اور وضو کرے یا دیر یا نہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔

۱۔ جس پانی کے تھپاک ہونے کا شبہ ہو اس کا بہنا یقین سے اس سے وضو اور غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ اچھا پانی موجود ہو یا اگر شبہ ہو کہ کھانا شاد ہے۔ ۲۔ عینہ سیٹ الٹی مایہ سیٹ مستحب ہے کچھ زرد اور سفید غرض شکیکہ سے لوراشی سفیدی ۳۔ بعض کتابوں میں ہے کہ اس سے وضو اور غسل درست نہیں و قول صحیح نہیں اس لئے کہ چہن کے گرنے سے یہاں تھپاک نہیں ہوتا اور عورت سے رنگ سکریاں لگتی ہیں اور نجاست پانی مطلق اور طہرہ کو کچھ وضو اور غسل اس سے درست نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں اسی طرح اگر دھن پانی میں لی جریجے یا شے کا پانی دھوئے یا کھانی سے چھو آئی ہو بھی اگر حال پاک ہے۔ ۴۔ پاک جو انسان کے جسم کا اگر پیلے سے مشبہ ہو تو جو اس کا کردہ ظاہرانی کا مکرم ہوگا۔ ۵۔

مسئلہ (۱۵) پاک کپڑا بہر حق اندام صریح پاک چیز میں جس پانی سے وضوئی جائیں اس سے وضو غسل درست ہے۔ بشرطیکہ محاورے میں اس کو عام مطلق کہتے ہیں اور پانی کے تین وصفوں سے دو وصف باقی ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں مثال چاندل وضوئے جائیں یا ترکاری وغیرہ وضوئی تو اگر رنگ، بو، مزہ تینوں بدل جائیں یا رنگ، مزہ بدل جائے یعنی دو وصف بدل جائیں تو وضو اور غسل درست نہیں۔ ہاں اگر کچھ نہ بدلے یا ایک بدلے تو درست ہے۔

مسئلہ (۱۶)، سور، کتے کے علاوہ کوئی زندہ جانور جس پانی سے نہلا جائے وہ پاک ہے بشرطیکہ جسم پر نجاست لگی ہوئی نہ ہو اور لعاب دہن نہ ملا جو اندام اسی طرح سور، کتے کے سوا زندہ جانور جس پانی میں جائے یا اگر چڑھے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچے اور جسم پر نجاست بھی نہ ہو تو پانی پاک ہے اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔ ہاں گھوڑا اور وہ جانور جن میں دم ساکل نہیں اور وہ جانور جن کا گوشت درست ہے ان کا لعاب دہن بھی اگر پانی میں مل جائے تو پانی پاک ہے۔ اور خناں

مسئلہ (۱۷) بھٹن یا کپڑا صاف کرنے کے لئے یا غرض پانی ہی صاف کرنے کی غرض سے کوئی شے مثل صابون وغیرہ کے پانی میں جوش دی جائے تو اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی کی اصلی رقت میں کچھ فرق نہ تھا جو اور پانی کا طرہاً نہ ہو جائے خواہ مزہ، بو، رنگ تینوں جاتے رہے ہوں۔ (مواقیع الفلاح)

مسئلہ (۱۸) پاک پانی میں خشک چیز مثل آٹے، مستی، اہلج وغلہ کے ڈال دی جائے یا خشک روٹی، بھگور دی جائے یا گاڑھی چیز مثل شربت، بنفشہ، نیلوفر، سبزیوں، گندکے کے ڈال دی جائے اور پانی کے تینوں وصف مزہ، بو، رنگ جاتے رہیں لیکن جوش نہ دیا جائے اور پانی کی رقت و میدان اصلی میں کچھ فرق نہ آئے اور محاورے میں اس کو پانی بھی کہتے ہیں تو اس سے وضو درست ہے اور اگر محاورے میں پانی اس کو نہ کہیں بلکہ اس کا دراصل نام ہو تو وضو درست نہیں خواہ رقت و میدان پانی کا سا ہو۔ مثال۔ شکر گول کر پانی میں شربت نہائیں تو اس سے وضو درست نہیں اگرچہ اس میں پانی کی کمی رقت باقی ہو اس لئے کہ اس کو محاورے میں پانی نہیں کہتے بلکہ شربت کہتے ہیں۔

ع ۱۵ اس لئے کہ محاورے میں اس کو عام مطلق بولتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ مرنے کو میری کی تہ پانی میں جوش دے کر غسل دواؤ تا میرے کہ اس سے تینوں وصف بھی بدل جائیں گے۔ ۱۷۔

ع ۱۶ رقت کے باقی رہنے کی یہ علامت ہے کہ کپڑے سے بخورائیں تو پھر جاتے اور میدان کی علامت ہے کہ اعضا پر پانی کی طرح بیجے۔ ۱۸۔ مستند۔

مسئلہ (۱۹) ایسی رقیق سیال شے جو پانی سے رنگ، بو، مزہ، جنوں و صفوں میں مخالف ہو جیسے سرکہ، دودھ، رس کہ ان کا مزہ، بو، رنگ تینوں مخالف ہیں اگر پانی میں مل جائے اور پانی کے کسی ایک وصف کو کھو دے خواہ مزہ بدل جائے یا رنگ یا بو تو اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ اِن اگر دو وصف جاتے رہیں تو درست نہیں۔ اور جو رقیق شے پانی سے دو وصف یا ایک میں مخالف ہو اور ایک یا دو میں موافق ہو جیسے عرق یا عمان، کیڑہ وغیرہ کہ جن کی بو، مزہ مخالف ہے اور رنگ میں موافق ہے تو سرکہ پانی میں مل جائیں اور پانی کے مزہ، رنگ اور بو میں کچھ تغیر نہ ہو تو اس سے وضو درست ہے ورنہ نہیں یعنی اگر دو وصف بدل جائے گا تو وضو درست نہ ہوگا

مسئلہ (۲۰) رقیق و سیال شے جو پانی سے کسی وصف میں مخالفت نہیں اس کا مزہ، رنگ یا بو سب پانی کا سا ہے تو اگر قلیل پانی میں مل جائے اور اس سے قلیل پانی وزن میں زیادہ ہو مثلاً یہ دقیق اگر ایک سیر ہو اور قلیل سوا سیر یا زیادہ سیر جو تو اس وقت اس قلیل سے وضو درست ہے

مثال :- مستعمل پانی ایک سیر جو کہ پانی کے کسی وصف میں مخالف نہیں دوسیر پانی میں مل جائے تو تمام پانی غیر مستعمل ہوگا اور اس سے وضو اور غسل درست ہے

مسئلہ (۲۱) جس جانور میں دم سائل نہ ہو یا دریا یا جانور پانی میں مر جائے یا پھول پھٹ جائے تو یہ پانی پاک ہے وضو اور غسل اس سے درست ہے

مسئلہ (۲۲) کثیر یا جاری پانی میں نجاست گرے یا کوئی جانور گر کر مر جائے اور پانی کا قعر، رنگ، بو ان تینوں میں سے ایک بھی نہ ہوئے اور پانی اپنی اصلی حالت پر رہے تو ان سے وضو اور غسل درست ہے، اِن اگر تینوں میں سے ایک بھی بدل جائے گا تو درست نہیں۔

مسئلہ (۲۳) جاری یا کثیر پانی میں مستعمل یا نجس پانی جو کہ جاری اور کثیر سے زیادہ جو مل جائے قدامت

۱۔ پانی سے تینوں وصف میں جو مخالف ہے اگر وہ دو وصف کو کھو دے تو کھاجا جائے گا کہ وہ پانی پر غالب ہے اور پانی فنا ہو کر کسی ہی کیگا اور جب پانی فنا ہوگی اور دوسری شے ہی کیگا تو پھر اس کو پانی کا حکم نہ ہے گا جیسے پانی برف بن کر جم جائے۔ ۱۲۔

۲۔ اس سے معلوم ہوگا کہ شخص جس کو نہالہ کی خدمت ہے یا اگر عرض یا کنوئیں میں نہالہ اس کے جسم پر نجاست نہ ہو تو پانی کنوئیں کا پاک ہے اور کسی طرح وضو کے وقت کوئی میں مستعمل پانی کے قطرے ٹپکے تو کبھی کبھ مر جائے نہیں اس لئے کہ مستعمل پانی بہ نسبت غیر مستعمل کے قوی ہے اور اس قوت سے یہ قہار نے جو نجس پانی کو کھاسا ہے وہ مفتی ہے نہیں۔ ۱۳۔

۳۔ ایسا جانور اگر پانی میں پھٹ کر مر جائے تو اس کا پینا کھو نہ بخوری ہے (شامی صفحہ ۱۳۳) ۱۴۔

جاری اور کثیر ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۲۴) کنواں چشمہ ناپاک اگر خشک ہو جائے اور پھر دوبارہ اس میں خشک ہونے کے بعد پانی پھلے تو یہ پانی پاک ہے بشرطیکہ اس میں اس وقت نجاست نہ ہو۔

مسئلہ (۲۵) جنس پانی گھڑے، پیائے، گلاس وغیرہ میں ہو اور نجاست کی وجہ سے پانی کارنگ، مزہ، بو، تینوں میں سے کوئی بھی نہ ہو اور تو ایسی حالت میں پاک پانی اوپر سے برے یا ان برتنوں میں اس قدر ڈالا جائے کہ پانی نکلتے۔ لیکن نیچے بچائے تو اس سے پانی درختن اور قنن پاک ہو جائیگا۔ (شامی ص ۱۳۷)۔
مسئلہ (۲۶) ناپاک زمین پر اگر اس قدر پانی ڈالا جائے کہ ایک گز بچائے یا اس قدر بارش ہو کہ ایک گز بچائے تو زمین اور پانی درختن پاک ہیں۔ (شامی ص ۱۳۸)۔

مسئلہ (۲۷) جاری پانی سے چند آدمیوں کو پیر متصل ہو کر وضو غسل کرنا درست ہے خواہ پانی جاری کسی چھوٹے سے نالے میں ہو جیسا کہ ہندوستان میں چھوٹے چھوٹے بڑے نالے بہتے ہیں جس سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔

مسئلہ (۲۸) جاری پانی اگر ناپاک ہو جائے یعنی نجاست اس کے کسی وصف کو بدل دے تو نجاست ۳ جب اثر جائے گا پانی پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۲۹) طائر مطہر پانی میں مستعمل پانی بہاؤ یا زیادہ مل جائے تو تمام پانی کو مستعمل کا حکم ہوگا۔
ہاں اگر مطہر زیادہ ہو تو تمام کو مطہر کہیں گے۔

مسئلہ (۳۰) حائضہ یا فساد عورت عورت خونی ہونے کے بعد نہائے تو یہ پانی مستعمل ہے۔

۱۔ کثیر اور جاری پانی نجاست سے پاک نہیں ہوتا اس لئے اگر اس کو ناپاک ہوئے حکم یہ کہ انسان کی سادھرت بہتے ہوئے ہو جائے گی جو پوری نجاست کا بدلہ ملے گا۔ فقہانہ فقہیہ ہے نفیس طبیعت نالے میں پانی کے استعمال کو نہ اجازت اور اگر اولاد کو نہ اور ناپاک ہے اور ظاہر ہے کہ کثیر اور جاری پانی میں اگر نجاست گرنے اور اس کا اثر معلوم نہ ہو تو ایسی طبیعت کے رنگ اس کے استعمال سے اس طرح نہ کریں گے۔ ہاں اگر نجاست پانی کے کسی وصف کو بدل دے تو خود اس کے استعمال سے کراہت ہوگی اور اس وقت یہ عین ناپاک ہے۔ اس تو قریب پر بات ہیں اور کھنے کے قابل ہے کہ کسی چیز میں اگر جانور ہو جائے اور سر کے پانی کا اکثر وصف ملے یہ بھی بوجھ اس پانی کا کوئی وصف اس کی وجہ سے متغیر نہ ہوئے پانی پاک ہے اور جانور کے پیچے کی طرہ وغیرہ اور غسل کرنا درست ہے جو اس کے غلات کھتے ہیں اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی ۱۲۔

۲۔ ہلکے نغزائے یہاں بہت چیز ناپاک ہون کے ہیں کا بدلہ اس پر ہے کہ مستعمل پانی ناپاک ہے۔ مثلاً یہ کہتے ہیں۔
(ملاحظہ فرمائیے ص ۲۸)۔

مسئلہ (۳۱) جس شخص کو نہانے کی ضرورت ہو اور جسم پر اس کے کہیں نجاست نہ ہو وہ اگر نہانے یا اپنے کس ہاک عضو کو دھوئے یا کئی کرے یا ناک میں پانی ڈالے یا با ضرورت پیر کو یا ہاتھ کو پانی میں ڈال دے تو یہ مستعمل ہو جائے گا لیکن ہاتھ یا پیر کو اگر ان میں ٹالے گا تو اسی قدر پانی مستعمل ہوگا جس قدر ہاتھ یا پیر کو دھو کر نہانے کی ضرورت ہے ہاتھ کو یا پیر کو اگر پانی میں ڈالے مثلاً پانی نکالنے کے لئے یا رکھنے کی وجہ سے تو پانی مستعمل نہ ہوگا اور اسی طرح سنت ادا کرنے کے واسطے اگر نہانے جیسے عیدین، جمعہ، حج، طواف وغیرہ کے لئے تو یہ بھی مستعمل ہوگا۔

مسئلہ (۳۲) بے وضو اگر وضو کرنے یا اپنے کسی عضو کو دھوئے جس کا وضو میں دھونا فرض یا سنت ہے تو یہ پانی مستعمل ہوگا۔ اور اسی طرح با وضو وضو کے ارادے سے اگر وضو کرے لیکن دونوں وضو ایک مقام پر نہ ہوں تو یہ پانی بھی مستعمل ہو جائے گا ہاں اگر ایک جگہ وضو کیا اور پھر بلا نسل اسی جگہ دوسرا وضو کیا تو دوسرے وضو کا پانی مستعمل نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۳) جس جگہ پانی کا استعمال مسنون یا مستحب ہے وہاں جو پانی استعمال کیا جائیگا وہ مستعمل کہلائیگا مثلاً کھانے کے پہلے یا پیچھے ہاتھ دھونا مسنون ہے تو جس پانی سے کھانے کے پہلے یا پیچھے ہاتھ دھویا جائے وہ مستعمل ہے۔

مسئلہ (۳۴) کانر کے بدن پر نجاست نہ ہو لیکن نہانے کی ضرورت ہو یا بے وضو ہو تو وہ جس پانی سے نہانے وہ مستعمل ہوگا ہاں اگر نہانے کی ضرورت نہ ہو اور با وضو پھر نہانے تو مستعمل نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۵) با وضو شخص وضو کے ارادہ سے دوبارہ وضو کرے یا بے وضو شخص بے ارادہ وضو کے اہوائے وضو کو دھوئے تو وہ پانی مستعمل ہوگا۔

مسئلہ (۳۶) تلیل پانی تھوڑی نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے مثلاً ایک قطرہ شکر یا چٹاب یا خون یا نجس پانی کا چھجائے یا ایک دلی پاخانہ گر جائے تو سب پانی نجس ہو جائیگا

لاکلیل

ابن عثیمہ (ص ۶۰) کہ ایسا شخص جو نہانے کی ضرورت دیکھتا ہے اور اس کے جسم پر کہیں نجاست نہیں اگر کسی میں داخل ہو تو تمام پانی ناپاک ہے۔ بے وضو شخص اگر پانی کے رخ میں پیچھے سے زیادہ ہاتھ ڈالے تو تمام پانی ناپاک ہے۔ وضو کے برتن میں اگر مستعمل پانی بچے تو سب پانی نجس ہو گیا جس قسم کے اور بہت مسائل میں اور فقہائے ہر باں بڑی بھی آرائشیں کی ہیں بلا طائفہ نجس چیزیں ہیں۔ زیادہ تعجب کی بات ہے کہ جب مستعمل پانی خود ناپاک ہے اگر طہر میں چڑھا دے یہ مل جائے تو کہتے ہیں کہ مٹی پر یہ ہے کہ جب طہر ہوگا۔ اسی باتوں کا کیا موقع تھا۔ ۱۲

اگرچہ نجاست سے پانی کا رنگ دیکھ کر وہ میں کچھ فرق نہ آیا ہو۔

مشکلہ (۳۷) خون سائل میں جانوروں میں جوتا ہے ان کا بدن سر جانے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے تو اگر ایسا جانور قلیل پانی میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا اور جن جانوروں میں خود خون سائل نہیں ہوتا مگر جب دوسرے جانوروں کا شل انسان وغیرہ کے خون پیٹے ہیں تب ان کا خون سائل ہو جاتا ہے جیسے بڑا کھٹکلی، جو نکت، بڑا چھپر پتو وغیرہ ہیں اگر یہ جانور ایسے وقت میں کہ ان میں خون سائل ہو قلیل پانی میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا جھلی مینڈک جن میں خون سائل ہو پانی میں مر جائے یا سرے ہوئے گر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ مشکلہ (۳۸) پاخانہ یا ادر کسی نجاست سے جو کثیر پیدا ہوتا ہے وہ نجس ہے۔ قلیل پانی میں گر جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔ (شامی صفحہ ۱۲ ج ۱)

مشکلہ (۳۹) قلیل ناپاک پانی میں اس قدر پانی چھوٹا جائے کہ وہ کثیر ہو جائے تو وہ پانی ناپاک نہ ہوگا بلکہ ناپاک ہو جائے گا۔ اور اسی طرح نجس حوضوں میں پانی نہ چھوٹا یا تنصوٹا جائے یا حوض میں نالی کے ذریعہ سے پانی بھرا جائے تو ان دونوں حالتوں میں پانی ناپاک نہ ہوگا۔ حاصل یہ کہ تنصوٹا پانی نجس پانی یا کسی دوسری نجس چیز سے ملے تو کل ناپاک رہے گا۔

طاہر مطہر مکروہ پانی

مشکلہ (۴۰) دھوپ سے جو پانی گرم ہو گیا ہو اس سے وضو غسل مکروہ ہے (شامی مسئلہ ۱۵ ج ۱)
مشکلہ (۴۱) جس قلیل پانی میں آدمی کا خضوک یا ناک مل جائے اس سے وضو غسل مکروہ ہے خواہ البیضاء
مشکلہ (۴۲) مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل اس سے درست نہیں (شامی مسئلہ ۱۵ ج ۱)

مشکلہ (۴۳) جو پانی کے ناپاک جو نے کا یقین ہو گیا ہو غلاب نہ ہو محض شک ہو اس سے وضو غسل مکروہ
مثال :- چھوٹا چھپر پتو پانی میں ہاتھ ڈال دے اور اس کے ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقینی نہ ہو۔ بلکہ ناپاک جو نے کا شک ہو تو اس سے وضو غسل مکروہ ہے

حد ہاء میں ہے کہ یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن یہ صحیح نہیں۔ جھلی چھوک کی نجاست یہ ہے کہ اس کے ہر کی انگلیوں میں جھلی اور کھال نہ ہو البتہ وہ جانور جن میں کوئی سائل نہ ہو ان کے مرنے سے پانی نجس نہیں ہوگا۔ ۱۲-

مسئلہ ۳۴) مرد کو خوب صورت لڑکے اور غیر محرم عورت کا جھوٹا پانی پینا مکروہ ہے بشرطیکہ اس پانی کے پینے سے شہوت کا گمان نہ ہو اس میں وہ لطافت ہے جو مجبوروں کے جھوٹے پانی میں ملتا ہے۔ اور اسی طرح عورت کو بھی غیر مرد کا جھوٹا پانی مکروہ ہے (المطہادی و مراقی الفلاح)

مسئلہ ۳۵) زومم کے پانی سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہیے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا وضو اور استنجہ کرنا مکروہ ہے (مراقی الفلاح مسئلہ ۳۶)

مسئلہ ۳۶) عورت کے وضو اور غسل کئے بچے جوئے پانی سے مرد کو وضو غسل مکروہ ہے (شامی)

مسئلہ ۳۷) دیہاتی یا غیر رومی جانور پانی میں مرکب چھٹ جائے اور دیر نہ دیر نہ ہو کہ پانی میں مل جائے تو اس پانی کا پینا مکروہ ہے اس وضو غسل اس سے درست ہے اس لئے کہ گمانی کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا (شامی مسئلہ ۳۸)

مسئلہ ۳۸) وضو کئے بچے جوئے پانی سے استنجہ کرنا مکروہ ہے

مسئلہ ۳۹) جن مقاموں پر خدا کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے خود اور عادی کی قوم اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل مکروہ ہے (شامی مسئلہ ۱۵)

جانوروں کا جھوٹا پانی

مسئلہ ۴۰) آدمی کا جھوٹا پانی مطہر غیر مکروہ ہے خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا، جھوٹے کا ہو یا بڑے کا مرد کا ہو یا عورت کا یا ایسے شخص کا ہو جس کو نہانے کی ضرورت ہو یا حیض اور نفاس والی عورت کا بشرطیکہ کوئی ناپاک چیز غسل و شرب اور ستر کے کھانے کو نہ آئے یا ہوا (المطہادی و شرح مراقی الفلاح)

مسئلہ ۴۱) گھوڑے کا جھوٹا، حلال جانوروں کا جھوٹا چرند چوں یا پرند، غیر رومی جانوروں کا جھوٹا طوم ہیں یا حلال، دیہاتی جانوروں کا جھوٹا طوم ہیں یا حلال، طاهر مطہر غیر مکروہ ہے بشرطیکہ ان کا نہ اس وقت ناپاک نہ ہو یعنی نجاست کھانے کی کوئی چیز پانی نہ پہنچا ہو اور ایسا بھی نہ ہو کہ نجاست اکثر کھانے یا کتے ہوں جیسا کہ بعض جانوروں کو نجاست کھانے کی عادت ہوتی ہے اور دوسری چیزوں سے اس کو زیادہ کھانے میں (شامی مسئلہ ۴۲) جو جانور طوم ہیں اور مکاتل میں رہتے ہیں جیسے بلی، چوہا، سانپ اور طوم پرند اور اسی طرح وہ حلال جانور جو جھوٹے پھرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ کھاتے ہیں جس چیز میں چاہتے ہیں نہ ڈال دیتے ہیں ان کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے

مسئلہ (۵۳) پر عددوں کے مواضع جانور جو مکانوں میں نہیں رہتے جنگل میں رہتے ہیں جیسے شیر، بیل، بکرا، بچھا، گوتہ، استغنی وغیرہ ان کا جھڑنا پاک ہے۔
 مسئلہ (۵۴) جن جانوروں کا جھڑنا پاک ہے اگر وہ ناپاک چیز کا کر فوراً پانی پیئیں تو یہ جھڑنا ناپاک ہے اس لئے کہ ناپاک چیز کے گنے سے زبان جوٹ وغیرہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔ ان کو کچھ توقف کے بعد جس میں وہ پاک دفعہ لعاب نکلنے سے منہ صاف ہو جائے مگر کسی پانی کو نہیں تو ناپاک نہ ہوگا۔
 مسئلہ (۵۵) جمر خجری پیداؤش گدھی بینی مادہ آخر سے ہوا کا جھڑنا اور گدھے کا جھڑنا مشکوک ہے

کنویں کے احکام

کنویں میں گرنے والی چیزوں کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جس سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ دوسری قسم وہ ہے جس سے کل پانی ناپاک ہو جاتا ہے تیسری قسم وہ ہے جس سے کل پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ تھوڑا پانی۔
 مسئلہ (۵۶) پاک چیز کے کنویں میں گر جانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا اور وضو غسل بہلی قسم اس کے پانی سے اس وقت تک درست ہے کہ اسکو پانی مطلق کہیں مثال :- کنویں میں شکر چھوڑ دی جائے تو اس سے وضو اس وقت تک درست ہے جب تک کہ وہ شربت نہ ہو جائے
 مسئلہ (۵۷) حیوان غیر وحشی یا دیوانی کے کنویں میں گر کر مر جانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا بشرطیکہ ان کے جسم پر نجاست نہ ہو۔ مثال :- پتیل، گھڑقال، نہ ساب جس میں خون نہ ہو اگر کنویں میں گر کر مر جائیں یا مر کر گر جائیں تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

۱۔ فقہائے کنویں کے پانی کو اگر تلواریا ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ کثیر، قلیل، لیکن چونکہ کثیر کا حکم یہاں بھی وہی ہے جو دوسرے کثیر پانیوں کا ہے۔ لہذا فقہائے اس کا اعتبار نہیں کیا بخلاف کنویں کے قلیل پانی کے کہ یہ دوسرے قلیل پانیوں کے خلاف ہے۔ دوسرے قلیل پانی ناپاک ہونے کے بعد پاک نہیں ہوتے اور یہ پاک ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے فقہائے کنویں کے قلیل پانی کے احکام علیحدہ بیان کئے ہیں اور کنویں سے ان کی مراد وہی کنواں ہے جس میں قلیل پانی ہو۔ - ۱۳ -

مسئلہ (۵۵) مسلمان کی لاش نہ ملنے کے بعد اگر کنوئیں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہو اور لاش پھول چھٹی نہ ہو۔

مسئلہ (۵۶) شہید نہ ہونے کے قبل بھی گر جائے تو کنوئیں ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہو اور غویں اس کا پانی میں نہ ملے۔

مسئلہ (۵۷) زندہ آدمی کنوئیں میں گر جائے یا غوطہ لگائے اور پھر زندہ نکل آئے تو کنوئیں ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہوئے یا گمان غالب نہ ہو اور احتیاطاً پانی سے کئے ہوئے ہوگا نہ ہو یا مسلمان مرد ہو یا عورت یا بچہ جسکو نہ ہونے کی ضرورت نہ ہو یا حیض و نفاس و اہل عدت یا شکر ٹیکہ گئے وقت نمونہ نہ ہو۔

مسئلہ (۵۸) روزہ کے دوران جاتوروں کی خشک ٹہری یا ناخن یا بال کے گر جانے سے کنوئیں ناپاک نہیں ہوتا، قاضی خاں،

مسئلہ (۵۹) مین جاتوروں کا جھوٹا پاک ہے وہ اگر کنوئیں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں تو پانی ناپاک نہ ہوگا اور قاضی خاں کے جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو اور مین حکم ان جاتوروں کا ہے جن کا جھوٹا سکروہ متذکرہ ہی ہے ان احتیاطاً اگر میرا تیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے، قاضی خاں،

مسئلہ (۶۰) سود کے ساتھ جاتوروں کیسے ہیں کہ ان کا جھوٹا پاک یا مشکوک ہے وہ اگر کنوئیں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں تو کنوئیں ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ ان کے جسم پر نجاست نہ ہوئے یا گمان غالب نہ ہو اور نہ ان کا پانی میں نہ ٹوٹے پانی سے علیحدہ رہے جس میں ان کے نہ کا عذاب پانی میں نہ ملے پائے ان اگر احتیاطاً میرا تیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے۔

مسئلہ (۶۱) ظاہر صلوٰۃ کردہ پانی یا مستعمل پانی کنوئیں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔

ایسا جھوٹا لڑکا جو نجاست سے احتیاطاً نہیں کرتا اور اس کے نہ پاک یا ناپاک جہاں معلوم نہ ہو اگر کنوئیں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی پاک ہے ان احتیاطاً اس میں ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے۔

عفا جان آدمی کا جسم مرنے کے بعد نہیں ہو جاتا ہے اسی کے موافق چاہیے تھا کہ مسلمان کا جسم بھی مثل کافر اور دوسرے دینی حیوانات کے ایسا نہیں ہوگا اگر نہ ملنے سے بھی پاک نہ ہوگا۔ لیکن اسلام نے اس کے بدلے حکم کو ایسا پاک کر دیا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی ایسا نہیں نہیں ہوتا۔

عفا جان آدمی کا جسم یا خصوصاً پیرانہ دینہ گو نجاست سے خالی ہیں مگر چونکہ ان کے جسم میں کالینین یا غلظت غالب ہے اس لئے ان پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۶۵) مرغی یا کسی ایسے جانور کا ٹھانرا جن کا گوشت حلال ہے اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے (خاصی آقاں)

مسئلہ (۶۶) زندہ عورت بچہ چننے اور دودھ پچاسی وقت کنویں میں گر جائے اور زندہ مکمل آئے تو پانی ناپاک نہ ہو گا بشرطیکہ اس کے جسم پر خون یا اور کسی قسم کی نجاست نہ ہو۔ (شامی)

مسئلہ (۶۷) مرغی اور بکے سوا کسی پرندے کا خاند یا پیشاب سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، مطلقاً صحیح ہے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۶۸) چھوٹے اور بکے یا خاند یا پیشاب سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔
مسئلہ (۶۹) اونت یا بکری کی تھوڑی سی گتلی کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہو گا خواہ جنگل کے کنویں میں گرے یا آبادی کے پانی میں گر کر ٹوٹ جائے یا نہ ٹوٹے

مسئلہ (۷۰) جس کنویں میں پیدا اور گوبر سے احتیاط و شرابہ ہے جیسے ان لوگوں کا کنواں جو گائے نہیں پاتے ہیں یا وہ کنواں جس سے ہر قسم کے لوگ پانی بھرتے ہیں جن میں ایسے لوگ بھی جن کے بدنوں میں گوبر یا پید لگی ہوتی ہے یا وہ کنواں جس کے قریب جانور اٹھتے بیٹھتے ہیں تو ان سب صورتوں میں تھوڑی سی پیدا اور گوبر سے کنواں ناپاک نہ ہو گا (مرآۃ المفاتیح - شامی)

مسئلہ (۷۱) آدمی کا گوشت یا کمال ناخن سے کم اگر گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہو گا مطلقاً اس کے مرآۃ المفاتیح

مسئلہ (۷۲) جس شخص کے ناپاک ہونے کا گمان غالب یا یقین نہ ہو وہ اگر کنویں میں چھڑی جائے تو پانی

ناپاک نہ ہو گا۔ مثال :- آج کل کنویں میں اگر بڑی دھاتیں چھڑی جاتی ہیں اور ان کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید اس میں شرب ہو تو محض اتنے خیال سے پانی ناپاک نہ ہو گا کیونکہ اس میں غلبہ ہونے کا یقین نہ ہو۔

مسئلہ (۷۳) بکری شیر سے بھاگ کر یا ہوائی سے یا اور جانور جس کا ذکر نہیں ہوا کسی جانور سے

ڈر کر کنویں میں گر جائے اور زندہ مکمل آئے تو پانی ناپاک نہ ہو گا (شامی)

مسئلہ (۷۴) نلوں کا پانی جو آٹھ کل چند و ستان کے اکثر شہروں میں فائج میں جاری پانی کے حکم میں

ہے عین جاری کی طرح نجاست گرنے سے نہیں نہیں ہوتا جب تک کہ وہ رنگ، بو میں فرق نہ آئے۔

مسئلہ (۷۵) جن جانوروں کا بیان اور جو صورتیں مذکورہ سے شبہ تک ہو چکی ہیں۔

ان کے سوا اور کسی جانور کا خاند یا پیشاب کنویں میں گر جائے تھوڑا پانی چھوڑا بہت کنواں

دوسری قسم

۱۔ ان کے باخاند یا پیشاب کے پاک ہونے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ ناپاک ہے۔ ۱۰۔

۲۔ تھوڑی سی مقدار میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ دیکھنے میں اور ذوق میں جسکو لوگ تھوڑی کہیں وہ تھوڑی ہے۔ ۱۱۔

یہ اگر کر مر جائیں تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اگر چنانچہ اس سے کوئی بھی پھولا پھٹا نہ ہو۔

مسئلہ ۸۲، مشکوک پانی جیسے گدے پیر کا جھوٹا پانی کنویں میں گر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۸۳، جن کنویں کو تمام پانی ناپاک ہو گیا تھا اس کا پانی اگر کسی کنویں میں گر جائے تو اس کا بھی تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ تاہم شکیں۔

مسئلہ ۸۴، کنویں کے قریب اگر کوئی نالی گڑھا ایسا نہ ہو جس میں ناپاک پانی جمع رہتا ہے اور اس کا اثر کنویں کے پانی میں معلوم ہو تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر باغات وغیرہ کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے اور کسی طرف اس کا اثر کنویں میں معلوم ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۸۵، چوبایا اس کے برابر کوئی اور چوبایا اس سے چھوٹا یا اس سے بڑا لیکن ٹی سے تیسری قسم چھوٹا اگر کنویں میں گر کر رہ جائے تو تمام پانی ناپاک نہ ہوگا بلکہ تھوڑا پانی اور بھی حکم ہے۔ در چہروں کا ان سب صورتوں میں ہیں ڈول نکالنے سے کنویں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۸۶، پانی یا کھیر یا ان کے برابر کوئی دوسرا چوبایا کنویں میں گر کر رہ جائے یا مڑا ہوا گر جائے مگر پھولا پھٹا نہ ہو تو تمام پانی ناپاک نہ ہوگا بلکہ تھوڑا پانی چاہیں ڈول نکالنے سے پانی پاک ہو جائے گا۔ اور یہی حکم ہے اگر ایک لی اور ایک چہرہ گر جائے

مسئلہ ۸۷، جن کنویں کا کل پانی ناپاک نہیں ہو بلکہ تھوڑا پانی ناپاک ہو ہے اس کا پانی اگر کسی کنویں میں گر جائے تو اس کنویں سے بھی اسی قدر پانی نکالنا چاہئے جس قدر اس کنویں سے نکالنا واجب ہے۔

مثلاً ایک کنویں میں پیر اگر اس سے میں ڈول پانی نکالنا واجب ہے اب اگر اس کنویں کا پانی کسی دوسرے کنویں میں گر جائے تو اس سے بھی میں ڈول پانی نکالنا واجب ہوگا اور اگر پہلے کنویں سے دس ڈول نکل چکے تھے صرف دس اور نکالنا باقی تھے اس وقت اس کا پانی دوسرے کنویں میں گر لے تو اس دوسرے کنویں سے بھی صرف دس ہی ڈول نکالنے جائیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ پانی گرتے وقت جس قدر ڈول ناپاک کنویں سے نکالنا واجب ہوگا اسی قدر اس دوسرے کنویں سے بھی نکالنا جائے گا۔ چنانچہ اس کا پانی گولا ہے (علی گری)۔

مسئلہ ۸۸، اگر کنویں کسی چیز کے گرنے سے ناپاک ہو ہے اسکو گرنے کے وقت سے دوسرے وقت سے دیکھا ہے ناپاک کہیں گے اور اس سے پہلے اسکو پاک سمجھیں گے اگر چنانچہ کوئی پھولا پھٹا یا جالہ ہی کیوں نہ ہو

مثلاً چھوٹا بادل اگر بڑے ہاتھ کے ساتھ گرے تو اس کا اعتبار نہیں بڑے ہاتھ کے گرنے سے چھوٹا پانی نکالنا چاہئے

تذکرہ بھی ان پانی نکالنا ہوگا ۱۲

مسئلہ ۸۹، مذہب صاحبین وقت شریف علیہ السلام اور بعض فقہاء ائمہ میں اسی پر ہے جو یہ روایت روایت کے وافی پر اور

اس پر عمل کرنے میں ہولت ہے اس لئے میں روایت اختیار کی گئی۔ ۱۲

کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ (۸۹) جس چیز کے گرنے سے کنویں ناپاک ہوا ہے پہلے اس چیز کو نکالنا چاہیے بعد اس کے شہوت کے حکم کے موافق اس کا پانی نکالنا چاہیے جب تک وہ چیز نہ نکالی جائے گی کنویں پاک نہ ہوگا۔ اگر چہ کتا ہی پانی میں نہ نکالا جائے اور مختار غرائزہ المقتضین)

مسئلہ (۹۰) اگر وہ نجاست ایسی ہے جو نکل نہیں سکتی تو اس کی دوسو مرتبیں ہی ایک ایک کاس کی ناپاکی دوسرے کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خود ہی ناپاک ہو جیسے مودہ جانور کا گوشت یا وہ جانور جو کنویں میں گر کر مر گیا ہے۔ دوسرے یکہ وہ ناپاک چیز خود ناپاک نہ ہو بلکہ دوسرے کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہو جیسے ناپاک کپڑا اور لکڑی وغیرہ پانی صحت میں کنویں کو اتنی مدت تک چھوڑ دینا چاہیے جس میں وہ ناپاک چیز ختم ہو جائے جس کی مقدار فقہاء پتھر پیسے لکھتے ہیں پھر اس مدت کے بعد بقدر واجب پانی نکال ڈالا جائے تو کنویں پاک ہو جائیگا (شامی) دوسری صورت میں اسی وقت پانی نکال ڈالنے سے کنویں پاک ہو جائے گا (شامی)

مسئلہ (۹۱) جن صورتوں میں تمام پانی ناپاک ہو جاتا ہے ان میں کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ ہے کہ نکل پانی نکال ڈالا جائے لیکن کنویں سے اس قدر پانی نکال ڈالا جائے کہ پھر ہمیں اگر ڈول ڈالیں تو آدھا ڈول نہ بھر سکے اس کے بعد کنویں ڈول رکھ کھینچنے والوں کے ہاتھ پر پاک ہو جائیں گے دھونے کی حاجت نہیں (شامی - قاضی خاں)

مسئلہ (۹۲) جس کنویں کا تمام پانی نہ نکل سکے اس سے تین سو ڈول نکال دیئے جائیں تو وہ پاک ہو جائیگا ۱۔ اس کے کہ یہ شخص خود پاک نہیں ہے بلکہ دوسری چیز کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہے۔ پس جیسے بقدر واجب پانی نکالنے سے کنویں پاک ہو جاتا ہے ویسا ہی چیز بھی پاک ہو جائے گی اور اگر چیز خود ناپاک ہو تو قیامت پاک نہ ہو سکتی اس لئے کہ نجاست کس طرح پاک نہیں ہو سکتی۔ ۲۔

۳۔ تمام پانی نکال ڈالنے سے فقہاء کی عداوت ہے کہ اس قدر پانی نکل جائے کہ بعد اس کے تو آدھا ڈول بھی نہ بھر سکے۔ ۴۔ اس مسئلہ میں دو اختلاف ہیں پہلا یہ کہ آیا تین سو ڈول نکال ڈالنے سے کنویں پاک ہو جائیگا یا نہیں۔ پہلے فقہاء اس طرف ہیں کہ پاک نہ ہو گا اس لئے کہ جب اس کا تمام پانی ناپاک ہو چکا ہے تو تین سو ڈول نکالتے سے کیا فائدہ جب تک کہ کل پانی نہ نکالا جائے اور کل پانی نکالنے کی ان لوگوں نے چند صورتیں لکھی ہیں (۱) دو آدمیوں سے جن کو پانی پہنچانے میں مدد نہ ہو اور نہ کرا لیا جاسکے پچھتے ٹھٹھکے وہ پانی اس کے ڈول نکال دیئے جائیں ۲۱ کنویں میں کسی کال کر

مسئلہ (۹۳) تیسرے قسم فقہاء میں ثول نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا اور اس میں یہ مشروط نہیں کہ میں ثول ایک ہی وقت میں نکال دے جائوں بلکہ مختلف وقتوں میں بھی تیس ثول اگر نکال دے جائوں تب بھی پانی پاک ہو جائے گا اور اسی طرح اگر ایک دفعہ اتنی بڑی چیز سے جس میں تیس ثول پانی سماتا ہو پانی نکال دیا جائے تب بھی پاک ہو جائے گا اور یہی حکم ہے۔ تمام ان صورتوں کا جن میں گنتی اور شمار سے ثول نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی اختیار ہے کہ ایک ساتھ سب ثول نکال دے جائوں یا مختلف وقتوں میں یا ایک ہی دفعہ اتنی بڑی چیز سے جس میں اس قدر ثول پانی سماتا جو اشامی،

مسئلہ (۹۴) تیسرے قسم فقہاء میں چالیس ثول پانی نکالنا چاہیے۔

مسئلہ (۹۵) جس قدر پانی نکالنا واجب ہے اگر اس قدر پانی کسی نے لے کے ذریعہ سے نکال دیا یا جاتا تب بھی کنواں پاک ہو جائے گا۔ (دور مختار)

مسئلہ (۹۶) ۲۱ پاک کنواں اگر اسکل خشک ہو جائے تب بھی پاک ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگر اس سے پانی نکلے تو وہ ۲۱ پاک نہ ہوگا۔ (مراۃ المفاتیح)

مسئلہ (۹۷) ظاہر مطہر پانی کو ہر قسم کی ضرورت میں استعمال کرنا درست ہے مگر اسرات مکروہ ہے اگرچہ وضو اور غسل میں ہو۔

مستغرق احکام

اجنبی جافہ رطبت ۲۱ پاک جائے کہ گئے یا تنہا پانی ہے سچر کچھ ثول پانی نکال کر دینی ثانی جائے کہ گئے یا تنہا پانی کم ہو گیا اس حد سے پانی نکال نکالا جائے مثلاً دس نکال کر دیکھا تو دس یا تنہا پانی ہے سو ثول نکالنے کے بعد پھر دس نکال کر دیکھا تو ایک یا تنہا پانی کم ہو گیا تو تیس سو ثول اور نکال دے جائیں تو کل پانی کنویں کا نکل جائے گا (۳) کنویں میں جس قدر پانی ہے اتنا ہی گہرا نہا چڑھا کر دیکھا جائے اور اس قدر پانی نکالا جائے کہ وہ گڑھا بھر جائے (۳) آدمی پانی کنیچن شروع کریں جب نہ تنگ جائیں تو کل پانی نکل جائے گا۔ اور بعضے اس طرف ہیں کہ تین سو ثول نکالنے سے پاک ہو جائے گا جیسے کہ کتاب میں لکھا گیا ہے اور یہی قول صحیح ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور امام صاحب سے بھی اکثر کتب فقہ میں مثل کنز و مفتی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ معراج الدیوب و مناقب وغیرہ کے یہی منقول ہے و لا سوا اختلاف یہ ہے کہ جس ثول سے پانی نکالا جائے وہ کتنے بڑا ہونا چاہیے صحیح یہ ہے جس ثول سے اس کنویں کو پانی بھر جاوے گا اب اتنی ثول سے تین سو ثول نکال دیئے جائیں بشرطیکہ ثول بہت بڑا نہ ہو اور اگر کنویں کا کوئی ثول نہیں یا بڑا ثول ہے یا بہت ہی چھوٹا اس کنویں کے مختلف ثول ہیں تو ان سب صورتوں میں اس ثول سے پانی نکالنا چاہیے جس میں ساڑھے تین میرانی آجائے امام محمد کی کتاب میں ۱۱ احکام سے یہی منقول ہے۔ ۱۰ اور شیخ مفید ص ۱۰۲

مسئلہ (۹۸) کتاہل میں شل بن ابیہ وغیرہ کے ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ایک نہر سے وضو کر رہے تھے اور ایک عورت نے وضو کرنے کے لیے نہر میں کودنے کی کوشش کی تو انہوں نے فرمایا: "یہ نہر ہے وضو کرنے کے لیے نہیں ہے" (ابن ماجہ ص ۱۰۲)

مسئلہ (۹۸) ناپاک پانی کا استعمال جس کے تخیل وصف نجاست کی وجہ سے ہل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو بلا اور نہ ہی انسان میں ڈال کر مارنا جائز ہے اور اگر حیوانوں وصف نہیں ملے تو اس کا جانوروں کو بلا اور نہ ہی میں ڈال کر مارنا اور مکان میں چھڑکنا درست ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ (۹۹) دینا ندی و قنات میں کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ جس کو نہانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دیا یا تالاب سے نہر نکال کر لائے اور اس سے وہ دیا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جائے کا اور بیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ کے استعمال سے منع کرے۔

مسئلہ (۱۰۰) جو تالاب یا کنواں کسی کی زمین میں ہو اس سے انسان اور دوسرے حیوانوں کو پانی پینے کا حق ہے اور مالک کو اس سے منع کرنے کا اختیار نہیں اس پانی سے پینے کے سوا اور کسی ضرورت میں بے اجازت مالک کے استعمال کرنا درست نہیں

مسئلہ (۱۰۱) دینا تالاب کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی رتن میں شل گھرے، مشک، دھیرو کے پانی بھرے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰۲) جو کنواں تالاب کسی کی زمین میں ہو تو مالک کو اختیار ہے کہ لوگوں کو اس کنویں تالاب سے پانی نہ بھرنے دے بشرطیکہ اس کے قریب زیادہ سے زیادہ ایک میل کی فاصلہ پر کنویں اور پانی نہ ہو اور اگر اتنی دوری پر کنویں اور پانی نہیں تو بھر نہیں منع کر سکتا

مسئلہ (۱۰۳) جس شخص کو پیاس سے دم نکلتا ہو اور دوسرے شخص کے پاس پانی ہو جو اس کے پینے کی ضرورت سے زیادہ ہو اور وہ خوش سے نہ دے تو اس سے نہ بک سکتی چھین لینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰۴) راکہ قبیل میں پاخانہ چشاب کرنا اور بلا ضرورت اس کا بھج کرنا اور اس میں نجاست نہ لانا

حقیر حافی مسئلہ (ضرورت سے زیادہ پانی خرچ نہ ہوا تھا) اس حدیث میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے مشکلا سراف نہ کرو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ میں بھی اسراف ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں خیال کرنا چاہیے کہ جب دشمنوں میں جو خود بھی عبادت اور نماز میں عبادت کا مشعر ہے۔ اسراف ناجائز ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ہیں عبادت کرنا چاہیے۔ ۱۰

حرام ہے اور داکٹر کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے (امراقی الفلاح)

مسئلہ (۱۰۵) بلا ضرورت پانی میں تھوکانا پاک سات کرنا مکروہ ہے اور مختار (۱۵۹)

مسئلہ (۱۰۶) مرث ٹھیلے سے جس نے استنجایا ہر اس کو داکٹر قلیل میں غوطہ لگانا اس میں شکیں کرنا حرام ہے اور داکٹر کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ (۱۰۷) دریا کے سفر کرنے والوں کو دریا میں پاخانہ پیشاب درست ہے۔

مسئلہ (۱۰۸) ناپاک پانی پیسے پاخانہ کی تاباں ان کو نہر تالاب میں لانا اور چھڑنا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰۹) لوگوں کے پینے کے لئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں پانی دیکھ دیتے ہیں اس سے وضو غسل درست نہیں اور نہ دوسری ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے ہاں اگر زیادہ ہو تو مشافقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہوا اس سے پینا درست ہے۔

نجمائستوں کا بیان اور ان سے پاکی کے طریقے

مقدمہ اس میں ان اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کیے جائیں گے جو نجاست کے مسائل میں برے جلتے ہیں (۱) نجاست کی دو قسمیں ہیں حکمیہ - حقیقیہ

(۲) حکمیہ انسان کی وہ حالت جس میں نماز اور قرآن مجید درست نہیں اور اس کو حدیث بھی کہتے ہیں اور حدیث کی دو قسمیں ہیں حدیث اکبر، حدیث اصغر

(۳) حدیث اکبر انسان کی وہ حالت جس میں بیخبر شلے کے یا تم کئے نماز اور قرآن مجید کا پڑھنا درست نہیں۔

(۴) حدیث اصغر انسان کی وہ حالت جس میں بیخبر و غواہ تم کئے نماز پڑھنا درست نہیں ہاں قرآن مجید پڑھنا درست ہے۔

(۵) نجاست حقیقیہ وہ چیز جس سے انسان نفرت کرتا ہے اور اپنے بدن اور کپڑوں اور کھانے پینے کی چیزوں کو اس سے بچتا ہے اسی وجہ سے شریعت میں اس سے بچنے کا حکم ہوا اور اگر کسی چیز میں لگ جلتے تو اس کے دور کرنے اور اس چیز کے پاک کرنے کا حکم کیا گیا۔ (بجۃ اللہ باہ ص ۲۹)

اور نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں غلیظہ - خفیظہ اور غلیظہ، خفیظہ کی بھی دو قسمیں ہیں اس لحاظ سے

نجاست خفیظہ کی چار قسمیں ہوتی ہیں

۶۰. غلیظہ وہ چیز جس کے پاک کرنے میں کسی قسم کا غیر نہ ہو تمام دلیلوں سے اس کا پاک ہی ہونا ثابت ہو

کوئی دلیل ایسی نہ ہو جس سے اس کا پاک ہونا قطعی اور اس سے بچنے میں انسان کو کچھ دقت نہ ہو جیسے آدمی کا پاخانہ یا خراب درخوردہ۔ (غواۃ النیقین)

تحقیق یہ وہ چیز جس کا نجس ہونا یقین نہ ہو کسی دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہو اور کسی دلیل سے اس کے پاک ہونے کا شبہ نہ ہو تاہو (مراقی الفلاح ص ۸۶)

۸۱۔ نجاست مرتبہ وہ ہے جو سرکھنے اور خشک ہونے کے بعد نظر آئے خواہ وہ خود ہی ایسی ہو جو خشک ہونے کے بعد معلوم ہوتی ہو جیسے پاتھانہ خرق سائل یا عود ایسی نہ ہو۔ مگر جب کوئی دوسری چیز اس پر تری کی حالت میں پڑ جائے اور چم جائے تب وہ خشک ہونے کے بعد معلوم ہو اور اگر کوئی چیز نہ پڑے تو نہ معلوم ہو جیسے لٹاک پانی اگر کپڑے وغیرہ پڑ جائے تو خشک ہونے کے بعد معلوم نہ ہوگا ایسی حالت میں وہ نجاست مرتبہ میں داخل نہ ہوگا اور تری کی حالت میں اس پر نشی وغیرہ پڑ جائے اور سوکھنے کے بعد معلوم ہو تو ایسی حالت میں وہ نجاست مرتبہ میں داخل ہوگا۔ (مراقی الفلاح ص ۸۷)

۹۱۔ نجاست غیر مرتبہ وہ ہے جو خشک ہونے کے بعد نظر آئے جیسے نجس پانی (۱۰) جسم و کپڑے کا جو محتاحصہ۔ اگر کپڑے میں اجزاء نہ ہوں جیسے عمامہ، دسی، رومال، چادر وغیرہ تو کل کا جو محتاحصہ معتبر ہوگا۔ اور اگر کپڑے میں اجزاء ہوں اور چند اجزاء سے جو ذکر کیا گیا ہو جیسے کرتہ، پاجامہ، کمان، تنگی، استین، آگاہ، بھینچا اور پانچے وغیرہ جو تھے یہی تو ایسی حالت میں جس چیز پر نجاست لگی ہو اسی کا جو محتاحصہ معتبر ہوگا نہ پورے کرتے کا اور اسی طرح پاجامہ کے ایک پانچہ میں نجاست لگ جائے تو اسی پانچہ کا جو محتاحصہ معتبر ہوگا نہ پورے پاجامہ کا اور اسی طرح جسم کے جس عضو پر لگی ہو اسی کا جو محتاحصہ معتبر ہوگا بشرطیکہ عورت میں مستقل عضو سمجھے جوں (شیانی ص ۲۱ ج ۱)

۱۱۱۔ دم و زن اس کا تین ماشا اور ایک رتی ہے اور پراش اس کی تین ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی تھیلی کو فوط

۱۲۔ غلیظہ غلیظہ کہ معنی امام صاحب کہتے ہیں استغاضی اور بوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ غلیظہ وہ ہے جس کو امام علامہ ناپاک کہیں اور غلیظہ وہ ہے جس کو امام علامہ پاک بھی کہیں۔ ۱۳۔

۱۴۔ کرکۃ کے مساوی میں دم و زن کا وزن دو ماشا اور ایک رتی ہے لیکن یہاں متعال یعنی دینار کے برابر دم و زن جو دم و زن نہیں ہیں ماشا اور ایک رتی بخلاف اسی عابد شاہی رحمت اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تلوخ کے برابر ایک دینار تھا جو اور چار ہجری ایک رتی جوتی ہے اور آٹھ رتی کا ایک ماشہ ہوتا ہے تو اس حساب سے ایک دینار تین ماشہ اور ایک رتی کا تھا۔ ۱۴۔

اچھی طرح تان کر پھیلاتے اور اس پر پانی ٹٹال کر دیکھتے کہ کتنی دوز تک پانی ٹٹھرتا ہے ظنی دوز تک پانی ٹٹھرتا ہے دیکھ کر ہم کی پیمائش ہے۔ یہ پیمائش قریب قریب مدد پر مروجہ کے برابر ہوتی ہے اس سے کم نہیں۔

(۱۲) مثنیٰ دہانی جس کے نکلنے سے انسان کی طبعی خواہش کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور انسان کی اس جنبش و اضطراب خاص کو سکون ہو جاتا ہے۔ مروہ کی مثنیٰ سپید اور گاڑی ہوتی ہے اور عورت کی نال پروردی اور تیلی۔

(۱۳) مثنیٰ وہ سپید اور تیل پانی جو انسان کی عین خواہش نفسانی اور خاص جنبش اور اضطراب کے وقت نکلتا ہے اور چونکہ انسان کو اس وقت ایک قسم کی پیروی ہوتی ہے لہذا اس کے نکلنے کی خبر نہیں ہوتی اور اس کے بعد جب مثنیٰ نکلتی ہے تو اس کا نکلنا چند ہوتا ہے۔

(۱۴) دوزی دھکا دھکا پانی جو اکثر چشاب کے بعد نکلتا ہے اور مثنیٰ دوزی کے نکلنے کے جوارعات ہیں اس میں نہیں نکلتا۔

(۱۵) حیض وہ خون ہر جوان عورت غیر حاملہ کو کم سے کم تین روز آئے اور کسی مرض یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو۔

(۱۶) نفاس وہ خون جو عورت کو بعد بچہ پیدا ہونے کے آئے

(۱۷) استحاضہ وہ خون جو حیض و نفاس کے علاوہ عورتوں کو آئے۔

(۱۸) منہ بھرتے وہ ہے ہر آدمی کے منہ میں باکھلف رسا کے (مرآۃ المفاتیح)

(۱۹) وباغت کمال کی بدبو اور رطوبت کے دور کے کہ کہتے ہیں خواہ مٹی سے ہو یا کسی دوسری چیز سے جیسے بول کی چھال یا ذریعہ یا صمپ میں دیکر کر اور جس کمال کو وباغت دیں اس کو بدبو غائب ہے۔

(۲۰) استنجاء جو خواہست کہ انسان کے اعضائے مخصوصہ سے نکلے اس کے انھیں اعضاءے دور کرنے کہتے ہیں۔

۱۔ یہ لفظ ایسا مشہور اور متعارف ہے کہ جس کو تمام لوگ جانتے ہیں اور ہر کس کے منہ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن دوزی کی مناسبت سے اس کے معنی میں کلمہ دینے گئے۔ ۱۲۔

۲۔ ان چندوں کی تفصیل مکی خواہست کے بیان میں ہوگی اور میں ان کے احکام میں لکھے جائیں گے ۱۲۔

نجاست کے مسائل میں کارآمد اصول

(اصل ۱) العشقۃ والحرۃ انما یعتبر فیما لا ینفخ فیہ
 مشقت وحرۃ کا اعتبار ان احکام میں ہے جو
 منصوصہ نہیں ہیں۔

جہاں احکام دلیل قطعی (جیسے قرآن مجید) سے ثابت ہیں وہ مشقت اور حرۃ کی وجہ سے نہیں بدل سکتے۔
 مثال - ستر، شراب، خون کا پاک ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے لہذا یہ کسی وقت پاک نہ ہوں گے۔
 (اصل ۲) المشقۃ تجلب التیسیر
 سختی سے آسانی ہو جاتی ہے۔

احکام تیساریں کہ ایسے وقت میں کہ ان پر عمل کرنے سے حرۃ یا مشقت ہو چھوڑ دینا درست ہے۔
 مثال - مردہ آدمی اگر نہلا جائے تو اس کے جسم سے جراثیم نکلتے ہیں اگر وہ پاک ہے لیکن نہلانے سے اس کے اوپر
 اس کی چھینٹیں پڑ جائیں تو چونکہ اس کا اس سے بچنا دشوار تھا اس لئے معاف ہیں

(اصل ۳) عموم البیولۃ من العشقۃ
 جس امر میں عام لوگ مبتلا ہوں اور اس کا پھوٹنا دشوار ہو
 وہ بھی مشقت ہے تمام لوگ میں کام کو کرتے ہوں اور اس سے ناجائز ہو اسکا ترک کرنا دشوار ہو تو اس حکم پر عمل نہ کریں گے۔
 مثال - بارش کے موسم میں راستہ کے پانی اور کچھ پتے پھینکا دشوار ہے۔ لہذا وہ اگر کپڑے وغیرہ پر لگ جائے
 تو معاف ہے۔

(اصل ۴) المعدوم لا یعود
 جو شے ناکل ہو گئی ہے وہ پھر عود نہ کرے گی۔
 شمار دینے میں چیز کے چلے جانے کا حکم دے دیا ہے وہ پھر دوبارہ نہیں لوٹتی۔

مثال - کپڑے سے منی نکل کر چلی جائے تو کپڑا پاک ہو جائے اس کے بعد اگر کپڑا پانی میں بھیج دینے
 یا پانی میں گر جائے تو کپڑا اور پانی پاک نہ ہوگا۔ اسی طرح نجس زمین خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہے
 اگر زمین بھیج دینے تو پھر اس کی ناپاکی نہ لگے گی۔

(اصل ۵) ما ینج للضرۃ ما ینقذہا
 ضرورت سے جو شے ناجائز کی گئی وہ وہیں جائز
 بقدر سہا
 ہوگی جہاں ضرورت ہے۔

امور کے ناجائز ہیں اور ضرورت کی وجہ سے جائز ہو گئے وہ وہیں جائز ہوں گے جہاں ضرورت ہو اور بلا ضرورت
 جائز نہ ہوں گے۔

مثال - کھانیاں اڑنے کے وقت اگر تیل غلہ یا پیٹیاں کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غسل

اس سے ناپاک نہ ہوگا اور کھلیاں کے مائلے کے مواد دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائیگا اس لئے کہ یہاں ضرورت نہیں۔

(اصل ۹) اذ اجتمع الماء المثلج والماء البارد
جب مثلاً کرنے والی اور مہانت دینے والی میٹھی پانی
تو جمع کرنے والی دلیل کو ترجیح دیا جائے گی
! لہذا نظر

جس چیز کے جائز اور ناجائز حرام اور حلال پاک اور ناپاک ہونے کی دلیلیں ہر طرح سے برابر ہوں تو جمع کرنے والی دلیل (جس سے ناجائز حرام، ناپاک ہونا نکلتا ہے) کا اعتبار ہوگا۔

مثال - نجاست پاک چیز میں اگر مل جائے تو تمام کو ناپاک کہیں گے اسی طرح نجاست غلیظہ اور خفیظہ دونوں ایک شے پر لگ جائیں تو نجاست غلیظہ کا اعتبار ہوگا یعنی اس کے پاک کرنے میں وہی شرط مستعمل ہوں گے جو غلیظہ میں یہ بشرطیکہ خفیظہ غلیظہ سے زیادہ نہ ہو۔

(اصل ۱۰) الحاجة تنزل منزلة الضرورة
حاجت اور ضرورت کا ایک حکم ہے۔
حاجت کا انت اخصاصہ
لوگوں کی ہر خاصہ لوگوں کی

ناجائز شے ضرورت کے وقت جیسے ناجائز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حاجت کے وقت بھی جائز ہو جاتی ہے حاجت عام لوگوں کی ہر خاصہ لوگوں کی۔

مثال - نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کا دھونا واجب ہے۔ لیکن جب اس قدر پانی ہو کہ چھپنے کی ضرورت سے ناکہ ہوا اور اگر اس پانی کو دھونے میں مرث کیا جائے تو تشنگی سے اپنے پاک ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں حاجت کی وجہ سے یہ معاف ہے

(اصل ۱۱) لا يلزم للثوب
یقین اور یقین کے مقابلے میں وہم اور شک کا اعتبار نہیں
جس شے کے پاک ہونے کا یقین یا یقین غالب ہو اس کے ناپاک ہونے کا یقین اور یقین غالب نہ ہو تو شخص وہم و شک سے اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہ دیں گے۔

مثال - کافر کھانے کی شے جو بناتے ہیں یا ان کے ہر تن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تا وقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل سے یا قریب سے معلوم نہ ہو۔

(اصل ۱۲) الثابت بالبرهان كالثابت بالعيان
جسے دلیل سے ثابت ہو جائے وہ واقع میں ثابت ہو جائے گی۔

جن چیزوں کا ہونا دلیل سے معلوم ہو جائے تو وہ حقیقت میں موجود نہ ہوں جائیں گی
مثال - ناپاک ہوتے ہوئے ہم نے کسی شے کو نہیں دیکھا لیکن وہ شخصوں نے اس کے ناپاک ہونے کی گواہی

دی یا قرائن اور آثار سے اس کا ناپاک ہونا معلوم ہوا تو وہ شے واقع میں ناپاک بھی ہائے گی۔

اصل ۱۱۰) العادۃ معکفۃ عادت سے بھی حکم معلوم ہوتا ہے۔

ردائع اور عادت جیسی ہر اس کے موافق حکم دیا جائے گا۔

مثال۔ عادت یہ ہے کہ اکثر آدمی طبعاً کھانے کو اندر ہی اندر چھڑیوں کو ناپاک سے بچاتے ہیں تو کفار کی چیزیں کو ناپاک نہ کہیں گے تا وہ قبیحہ قرینہ یا دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو۔

مسائل

ان چیزوں کا بیان جن میں نجاست غلیظہ ہے

مسئلہ (۱) جاندار چیزوں میں سوا جس کے زندہ ہو یا مردہ (مراقی، افلاک)

مسئلہ (۲) جن جاندار چیزوں میں خون سائل ہے وہ مرنے کے بعد نجس ہو جاتی ہیں بشرطیکہ دریائی

دہریں خواہ انسان ہو یا دوسل حیوان مگر وہ مسلمان جو شہید ہوا ناپاک نہیں ہوتا (شامی مسئلہ ۱۱۱)

مسئلہ (۳) وہ مردہ بچہ جس میں جان پڑی ہو انسان کا ہو یا کسی دوسرے حیوان کا اور اسی طرح خون بہتہ اندر گوشت کا تو نجس (جس میں اعضا نہیں ہیں) (شامی مسئلہ ۱۱۲)

مسئلہ (۴) جن جانوروں کا جھڑا ناپاک ہے ان کا پسینہ اور لعاب دہن بھی ناپاک ہے (لیتہ المصلیٰ)

مسئلہ (۵) مردہ جانور یعنی جو جانور باوجود قتل کے مرجلے اس کی ہڈی، سینگ، بال جو کھائے گئے پلو، بر، چرچ، کھتر، پنچہ، واقت کے سوا یعنی ان اعضا کے سوا جن میں خون مسرت نہیں کرتا تمام نجس ہیں۔
جیسے گوشت، جرتی، چتر، کھال۔ مگر کھال بافت سے پاک ہو جاتی ہے بخلاف گوشت وغیرہ کے۔

مسئلہ (۶) جو چیزیں اور اعضا مردہ جانور کے پاک ہیں وہ حرام دھوی جانور کے بھی پاک ہیں اور اس کے

مشکوٰۃ کالی چرکھا پاک ہے لہذا میں جانوروں کا جھڑا مشکوک ہے ان کا پسینہ اور لعاب دہن بھی پاک کا جیسے
بچہ جس کو پانی کے احکام کے تحت شہر بیان کیا ہے۔ ۱۲۔

۱۳۔ بعض لوگ جو پہلی شہر وغیرہ کی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں ہیں اگر طیب مافوق
کنا کے چمکاس مرض کا علاج سلا چلے کے اندر بھی تو ایسی حالت میں درست ہے۔ ۱۴۔

سوا تمام ناپاک ہیں جیسے گوشت و چربی وغیرہ اور ہونا پاک ہیں وہ شرعی طور سے ذبح کے بعد پاک ہو جاتی ہیں اور کھان میں سب کی سوا باغیٹ کے بعد پاک ہو جاتی ہے (شامی مصری ص ۱۵۷)

مسئلہ (۷) خون سائل نہیں ہے خواہ انسان کا ہو یا اور کسی حیوان کا اور اس میں یہ شرط نہیں کہ بافضل یا سال ہو بلکہ اگر بافضل ہو لیکن ایسا ہو کہ اگر رقیق ہوا تو یہ جاتا تب بھی نجس ہے (مرآۃ المفاتیح ص ۸۷)

مسئلہ (۸) زہدہ حیوان دوسری کا کوئی عضو کٹ جائے یا ٹوٹ کر علیحدہ ہو جائے تو نجس ہے بشرطیکہ ان اعضاء میں سے ہو جن میں خون سرایت کرتا ہے جیسے دانت، پیر، کان، ناک اور اگر ایسا عضو ہو جس میں خون سرایت نہیں کرتا تو وہ نجس نہیں جیسے ہال، ناخن وغیرہ

مسئلہ (۹) حرام جانور کا زہدہ صاف ہو یا زہدہ اور مردہ جانور کا زہدہ حرام ہو یا حلال نجس ہے (مالکیہ)

مسئلہ (۱۰) حیوان دوسری کے جسم سے مرنے کے بعد جو طہارت نکلے وہ نجس ہے۔ (شامی ص ۱۵۷)

مسئلہ (۱۱) انسان کا پاشانہ، پیشاب، منی، مدی، دودھی نجس ہے اور اسی طرح تمام جانوروں کی منی۔

مسئلہ (۱۲) عورت کی شرمگاہ سے جو طہارت نکلے وہ نجس ہے۔ (شامی)

مسئلہ (۱۳) منہ بھرتے بڑے کی ہوا بچہ کی اور حیض و نفاس و استحاضہ کا خون نجس ہے

مسئلہ (۱۴) ہر دوسری جانور کا چمکال (پاگر کرتے وقت جو کف منہ سے نکلتا ہے) ناپاک ہے

(مرآۃ المفاتیح)

مسئلہ (۱۵) انسان کے جسم سے دم سائل یا پیپ وغیرہ نکلے یا کوئی رقیق یا غلیظ شے جو وضو کو توڑ

دے وہ نجس ہے۔

مسئلہ (۱۶) شہید کا خون جب اس کے جسم سے بہہ کر گر جائے تو نجس ہے

مسئلہ (۱۷) جانور کے ذبح کرنے کے بعد گوں پٹوں میں یا گرشت اور ٹہری پر جو خون سائل گٹ جائے

وہ نجس ہے بشرطیکہ جانور اس میں غلیظ شے ہو۔

مسئلہ (۱۸) حرام جانوروں کا پیشاب اور اٹھا نجس ہے پتھروں یا غیرہ نہ چھوئے ہوں یا نہ۔

عہ مردہ اور عورت کی منی میں کچھ فرق نہیں۔ ۱۰

عہ جانوروں کی منی حرام ہوں یا حلال نجس ہے اور پٹوں نے سوا سوا حد کے کے باقی جانوروں کی منی کو پاک کھلے ہو

پہنچ نہیں اور بخار و شامی ۱۶ ص ۷ مذہب ہا یہی ہے کہ اسلام سامع کا مذہب یہ ہے کہ ادھاک ہے۔ ۱۰

عہ منہ بھرتے سے کم اگر ہو تو نجس نہیں۔ ۱۲ ص ۷ مذہب ہا یہی ہے کہ پیشاب کو حیض ملانے پاک کھلے ہو۔ مگر صبح

یہ ہے کہ ناپاک ہے اور اس خردت کی وجہ سے بعض چیزوں میں معاف کیا گیا ہے۔ ۱۰

طلحاتی ماحشیہ مراقی الفلاح ص ۱۸۹، شامی ص ۱۱۳۱ ج ۱)

مسئلہ ۱۹۱) پرندوں کے سوا تمام جانوروں کا پاخانہ نجس ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۹۰) جو پتالے جانور اڑتے نہیں ان کا پاخانہ نجس ہے جیسے مرغی، بھڑ وغیرہ۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۸۹) شراب اور تمام ایسی رقیق و سیال اشیاء جو لٹھ لاتی ہیں نجس ہیں۔

شامی ص ۱۱۳۱ ج ۱۔ مراقی الفلاح ص ۱۸۹ ج ۱)

مسئلہ ۱۸۸) نجاستوں سے جو عرق کھینچا جائے یا ان کا جوہر نکالا جائے وہ نجس ہے (شامی ص ۱۱۳۱ ج ۱)

مسئلہ ۱۸۷) جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری

دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا۔

مسئلہ ۱۸۶) مردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے

مسئلہ ۱۸۵) سانپ کی کھال نجس ہے (مالگیری)

مسئلہ ۱۸۴) مردہ انسان کے منہ کا صاب نجس ہے (مالگیری)

مسئلہ ۱۸۳) نجاست غلیظہ اور خفیفہ اگر مل جائیں تو مجموعہ کو غلیظہ کہیں گے اور اسی طرح پاک چیزیں

اگر نجاست غلیظہ مل جائے تب بھی مجموعہ کو غلیظہ کہیں گے۔

مسئلہ ۱۸۲) کسی چیز پر مثل کپڑے وغیرہ کے اگر ایک جگہ نجاست غلیظہ ہو اور دوسری جگہ نجاست

خفیفہ ہو اور ہر نجاست تنہا اسی مقدار میں جس قدر شریعت میں معاف ہے یا اس سے کم لیکن اگر دونوں کو ملا لیں

تو اس مقدار سے بڑھ جائے تو ایسی حالت میں اگر نجاست غلیظہ خفیفہ کی برابر یا زیادہ ہو تو وہ خفیفہ بھی غلیظہ

کبھی جائے گی یعنی دونوں کا مجموعہ ایک درہم سے کم یا برابر ہو تو معاف ہے ورنہ نہیں اور اگر نجاست خفیفہ

غلیظہ سے زیادہ ہے تو کل خفیفہ کبھی جائے گی یعنی کپڑے کے چوتھائی حصہ تک معاف ہے اور اس سے زیادہ نہیں۔

۱۵) اور ان کے پاخانہ میں اکثر دہرا یا کرتی ہے تو اگر یوں کہا جائے کہ جن پرندوں کے پاخانہ میں بدبو نہ ہے وہ نجس ہے

تو صحیح ہے ۱۲۔

۱۶) آج کل جو اگر بڑی معافی مشرب کا جو ہر چیز یا میں شراب پڑتی ہے وہ نجس ہیں اس کا استعمال درست

نہیں تاہم کچھ طبیب حنفی مسلمان یہ نہ کہتے کہ اس کا علاج خواہ اس کے اب کچھ نہیں ہے ۱۳۔

۱۷) یہ قید اس واسطے لگائی گئی کہ اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو اس کا حکم کھانا ہوا ہے یعنی معاف نہیں ۱۴۔

جن چیزوں میں نجاست خفیہ ہے ان کا بیان

مسئلہ (۱) مٹل جاقودوں کا پیشاب نجس ہے اور اسی طرح گھوڑے کا پیشاب بھی

مسئلہ (۲) خرام پر نذر حوائثے ہیں ان کا پاقاد نجس ہے اور اسی ہی مٹل پر نذر کا بشرطیکہ بد بویار ہو۔

معافی جو شریعت سے نہ کی ہو شریعت کے احکامات و احکام کی مسافریاں ریشہ دار ہیں نمونہ کے طور پر چند مسئلے یہاں لکھے جاتے ہیں کلیہ آبادہ ان مسافریوں کا اصل ۲-۳ میں بیان ہو چکا ہے

(۱) نجاست غلیظہ مرثیہ ہو تو درہم کی برابر وزن میں معاف ہے اور غیر مرثیہ ہو تو درہم کی برابر یا بیش میں معاف ہے یعنی کسی شخص کے جسم کا پٹے پاس قدر نجاست لگی ہو اور وہ بغیر اس کے دور کیے نماز پڑھے تو ناجائز ہو جائیگی لیکن دھونا بہتر ہے بشرطیکہ دھونے پر قدرت ہو اور باوجود قدرت کے نہ دھونا کر دہ ہے اور یہی حکم ہے اس نجاست غلیظہ کا جو درہم سے کم ہو۔ (شامی مسئلہ ۱۱)

(۲) نجاست غلیظہ مرثیہ ہو یا غیر مرثیہ اگر جسم کا پٹے پر لگ جائے تو چھ مٹائی حصہ کے قدر معاف ہے۔

(۳) نجاست اس قدر لگے جس قدر معاف ہے یا اس سے بھی کم مگر کچل کر اس سے بڑھ جائے تو وہ معاف نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو اس نجاست کا ہے جو پٹے ہی سے زیادہ لگ جائے (شامی مسئلہ ۱۲)

(۴) اگر کسی پٹے میں ایک طرت مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرت مرثیہ کر جائے اور ہر طرت مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ بھی معافی لگے گی اور معاف ہوگی اس اگر کچل کر اور پھیل کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ بھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔ (فتاویٰ المفتین)

(۵) نجاست غلیظہ مرثیہ وزن میں درہم سے کم ہو گونا گوش میں درہم سے زیادہ ہو تو کچھ حرج نہیں اس نے کہ اس میں درہم کا وزن معتبر ہے یا بیش کا اعتبار نہیں۔

(۶) کھلیاں چلاتے وقت جرجا اور غلہ پر پیشاب کر دے وہ معاف ہے

۷۔ یہاں تک کہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ درہم کی برابر نجاست ہو تو نذر توڑ کر دھوئے۔ ۱۲۔

۸۔ یہاں فقہاء کہتے ہیں کہ جب اس غلہ سے کچھ غلیظہ کر دیا جائے تو تمام پاک ہو جائے گا اور یہی اس کو پاک کرنے کا طریقہ ہے اس نے کہ جب اس کے دو حصے کر دے تو اس ایک کو باقی حصہ میں پاک نہیں کر سکتے لیکن اس وجہ سے مجتہدین کو پاک ہونا یقین ہے اور پاک ہونے کا شک یقین سے نہ جائے گا بلکہ اصل دفعہ مسائل اب تک یہ کہنا چاہیے کہ حکم

اصل دو حرج و مشقت کی وجہ سے شریعت نے معاف کر دیا۔ ۱۳۔

(۷) کسی نجاست کی چھٹیش اگر کھینچے یا بولن پرچے جائیں اور اس قدر باریک ہوں جیسے سوئی کی نوک تو وہ معاف ہیں اگرچہ مہمان کا اس مقدار سے زیادہ ہو جو شریعت میں معاف نہیں ہے اور اسی طرح جو لوگ کائے بل سہنس وغیرہ پاتے ہیں جیسے گاڑی بان، یکہ بان وغیرہ تو ان پر بھی اگر ان کا پھانہ پڑا یا تکیلی متفرق طور سے لگ جائے کہ میں کا مجموعہ درہم سے زیادہ ہو تو معاف ہے۔ (شامی ص ۱۳۷)

(۸) مردہ کو کوئی شخص نہلائے اور نہلا نہلائے پر اس کے پانی کی چھٹیش پڑے تو یہ معاف ہے۔

(۹) دستوں کی کھینچ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ آئینہ نجاست کا اثر نہ معلوم ہو۔ (مرآۃ المفلاح)

(۱۰) فرش یا باغیچہ اور کسی ناپاک چیز پر بیٹھنے سے بیٹھ جائے یا ناپاک زمین پر قدم رکھ لیا کسی ناپاک فرش پر سونے کی حالت میں اپنے نکلے تو یہ سب معاف ہے بشرطیکہ نجاست کا اثر نہ معلوم ہو۔ (مرآۃ المفلاح ص ۱۳۷)

(۱۱) ناپاک چیز پر اگر تکرر پھیرا پھیلا دیا جائے تو معاف ہے بشرطیکہ نجاست کا اثر اس پر نہ پایا جائے۔

(۱۲) دو دو درہم سے وقت و راکب بیگنی دور۔ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گرہ لگ جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال نکالا جائے۔ (نواۃ المفتیین)

(۱۳) جہے کی بیگنی آٹے میں ہیں جائے تو معاف ہے بشرطیکہ اس کا اثر آٹے میں نہ معلوم ہو اور اسی طرح اگر روٹی میں یک جہے آٹے میں معاف ہے بشرطیکہ گھلی نہ ہو اور روٹی ہی محنت میں۔ (نواۃ المفتیین)

یہاں اگرچہ ناپاک چیزوں کا بیان ہے مگر میں وہ چیزیں جو پاک نہیں ہیں اور ان کا معلوم ہو جانا مفید ہے کہیں جاتی ہیں۔

(۱) شہید کا خون جو اس کے بدن پر لگا ہوا پاک ہے (شامی ص ۲۳۷)

(۲) خون پیپ وغیرہ جو جسم یا زخم سے نکلے اور اس قدر نہ ہو جو بیکے پاک ہے غدا، اچھتہ، بد کے گئے سے زیادہ درہم سے ہو جائے۔ (شامی ص ۱۳۷)

(۳) حلال ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت وغیرہ پر جو اس جگہ کا خون ہوتا ہے وہ پاک ہے۔

(۴) خون سائل جن جانوروں میں نہیں ہوتا جیسے کچھڑ، کتھڑ، چو وغیرہ ایسے جانور اگر انسان کا خون نہیں تو وہ پاک ہے بشرطیکہ سائل نہ ہو۔ (شامی ص ۱۳۷)

(۵) دیہاتی جانور اور جانور جن میں دم سائل نہیں مرنے کے بعد بھی ناپاک نہیں ہوتے حرام ہوں۔ یا حلال جیسے بھٹی، چھو، پٹنے، سائپ، چھوٹی، تھوڑی۔ (مرآۃ المفلاح ص ۱۳۷)

(۶) یہ بھی ہے کہ کتا اور بلی بھی نجس نہیں۔

قاضی ابوبکر اور امام صاحب رحمہما اللہ جس کہنے ہیں۔ ۱۳۔

(۷) حلال پر بندوں کا پاخانہ پاک ہے بشرطیکہ گود لہ نہ ہو (غزائۃ المفتین و عالمگیری)

(۸) جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے جیسے آدمی مسلمان ہو یا کافر مرد ہو یا عورت خواہ سائنہ ہو یا انساع یا وہ شخص جس کو جانے کی ضرورت ہو۔ (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۹) نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے وہ اگر تم جائے اور اس سے کوئی چیز نائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادہ کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے جتا ہے (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۱۰) نجاست کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو۔ (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۱۱) نجس چیز جیسے پاخانہ، سود وغیرہ نمک کی کان میں گر کر نلک ہو جائے تو وہ پاک ہے اور اسی طرح مٹی ہو جائے یا جل کر راکھ ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے۔ حاصل یہ کہ نجس چیز کی اگر حقیقت بدل کر دوسری چیز بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گی جیسے شراب مرکوب بن جائے یا نجاست جل کر راکھ ہو جائے (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۱۲) نجاستوں سے جو چیز ارات نہیں وہ پاک ہیں۔ (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۱۳) پھل وغیرہ کے کپڑے پاک ہیں (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۱۴) کھانے کی چیزیں اگر سر یا نین اور گود کرنے لگیں تو پاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت، مٹو وغیرہ و اگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں۔ (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۱۵) نجاستوں سے جو کپڑے پیدا ہوتے ہیں جیسے پاخانہ یا شراب وغیرہ سے وہ نجس ہیں (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۱۶) سور کے سوا تمام جانوروں کے سیگے، بال، ہڈی، پٹھے، کھردرات یعنی دھتے بن میں خون نہیں سکر کرتا پاک ہے بشرطیکہ ہم کی طہارت اس پر نہ ہو ورنہ یہ چیز مردہ جانور کی ہوں یا غریب کی۔ (شامی مشافہ ۱۵۲۳)

(۱۷) شک اور اس کا ناف پاک ہے اور اسی طرح منبر وغیرہ

(۱۸) منہ بھرتے سے کتے پاک ہے۔ (امراق اصناف صحابہ)

(۱۹) سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ (غزائۃ المفتین و عالمگیری)

(۲۰) گندہ انجہا حلال جا تو رکھا پاک ہے۔ (غزائۃ المفتین)

(۲۱) سانپ کی کھلی پاک ہے۔ (عالمگیری)

(۲۲) گندمی کا دودھ پاک ہے مگر اس کا کھانا اور دست نہیں۔ (عالمگیری)

ہر چیز میں نجس ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہو سکتیں ہاں ان کی حقیقت اگر بدل جائے تو پاک ہو جائیں گی جیسے باغداد میں بن جائے۔ البتہ جو پاک چیزیں کہ نجس چیز کے گلے سے ناپاک ہو جاتی ہیں پاک کرنے سے پاک ہو سکتی ہیں اور یہ پاک چیزیں جو کچھ مختلف اقسام پر ہیں اور ہر قسم کے پاک کرنے کا طریقہ جدا جدا ہے اس لئے پہلے ان پاک چیزوں کی قسمیں نکھی جاتی ہیں جو نجاست سے ناپاک ہوں پھر ہر ایک کے پاک کرنے کا طریقہ لکھا جائے گا۔

ناپاک ہونے والی چیزوں کی قسمیں

- ۱- زمین اور مٹی سے اگلنے والی چیزیں جو کہ اس پر لگی ہوئی ہوں جیسے درخت، گھاس وغیرہ اور وہ چیزیں جو زمین سے چسپاں کر دی گئی ہوں جیسے دیوار، اینٹ، پتھر وغیرہ۔
- ۲- وہ چیزیں جن میں مسام نہیں ہیں اس قسم کی چیزیں ہر پانی کو جذب نہیں کرتیں جیسے لہو، چاندی، تانبا، چیل، شیشہ وغیرہ۔
- ۳- وہ چیزیں جن میں کم مسام ہیں اور طوبت کو جذب کرتی ہیں جیسے چمڑا وغیرہ۔
- ۴- وہ چیزیں جن میں بہت مسام ہیں اور طوبت کو خوب جذب کرتی ہیں جیسے کپڑا وغیرہ۔
- ۵- رقیق چیزیں جیسے شربت، شہد، دودھ، نیل، گھی، عرق، سرکہ وغیرہ۔
- ۶- گاڑی اور بستہ چیزیں جیسے جامہ ہو گئی، جامہ ہوا نہ ہو، گلند، گوندھا ہوا آٹا وغیرہ۔
- ۷- کھال
- ۸- جسم
- ۹- پانی

زمین وغیرہ کی پاکی کا طریقہ

- ۱- زمین اگر ناپاک ہو جائے غوا وغیرہ سے تو خشک ہونے سے پاک ہو جائے گی دھوپ سے خشک ہو یا ہوا سے یا آگ سے اور خشک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی تری اور نمی جاتی رہے نہ کہ سوکھ جائے۔

۵۰ اس کے احکام پر کچھ تفصیل کے ساتھ پہلے لکھ دیتے گئے ہیں اس سے یہاں مزید باتیں گے ۴۰۔

- ۲۔ ناپاک زمین اگر خشک ہونے سے پہلے دھو ڈالی جائے تب بھی پاک ہو جائے گی۔ لیکن اس کے دھونے کا یہ طریقہ ہے کہ اس پر اس قدر پانی بھرتا جائے کہ پانی بہہ جائے اور اس پانی میں کس طرح نجاست کا اثر معلوم نہ ہو یا پانی ڈال کر اس کو کچلے وغیرہ۔ جذب کریں اسی طرح تین بار کریں (شامی ص ۲۱۵)
- ۳۔ مٹی کے ڈھیلے، ریت، انگٹو بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور اسی طرح وہ پتھر جو چکنا نہیں اور پانی کو جذب کر لیتا ہے خشک ہونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ (شامی ص ۲۱۵)
- ۴۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں جراثیمی ہوتی کمزری ہیں جیسے درخت، گھاس وغیرہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں (شامی ص ۲۱۵)
- ۵۔ زمین پر ہر چیزیں قائم ہیں جیسے دیوار، کھڑکی کے ستون، مٹی وغیرہ یا وہ چیزیں جو زمین سے چسپاں ہیں جیسے اینٹ پتھر جو کھٹ کی کھڑکی وغیرہ تو یہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں بشرطِ مطلق (شامی ص ۲۱۵)
- ۶۔ ناپاک زمین کی مٹی اور کچلے اور نیچے اور نیچے کی مٹی پر کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (شامی ص ۲۱۵)
- ۷۔ ٹھنڈا اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے۔ (شامی ص ۲۱۵)
- ۸۔ ناپاک مٹی سے جبرتن بنایا جائے وہ پکانے سے پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ پکانے کے بعد نجاست کا اثر نہ معلوم ہو۔ (شامی ص ۲۱۵)
- ۹۔ ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح نجاست کی برفائے تو وہ پاک ہے۔ (خوانسار المقتبین)

جن چیزوں میں سام نہیں انکی پاکی کا طریقہ

- ۱۔ آئینہ، تلوار، چھتری، چاقو اور تمام وہ چیزیں جو لوہے سے بنی ہیں یا چاندی سے جیسے زیور وغیرہ یا تونے سے یا کتبے پتھر سے یا اور کس ایسی چیز سے جس میں سام نہیں ہوتے یا چکنا پتھر جو طرہت کو نہیں جذب کرتا یا روغن، آئینہ کیے ہوئے مٹی کے برتن میں پانی جذب نہیں ہوتا یا پیرانے استعمال کیے ہوئے برتن ایسے چھائی کو جذب نہ کریں تو یہ سب چیزیں اگر غسل ہو جائیں خواہ نجاست مٹی سے یا غیر مٹی سے تو زمین پر گر گرنے یا کچلے سے بچنے سے پاک ہو جائیں گی بشرطیکہ نجاست تہہ اور اس قدر گرگڑی یا چھپی جائے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے اور اگر نجاست خشک ہو تو مٹی کے رگڑنے اور پچھنے سے اور غیر مٹی صرف پچھنے سے پاک ہوگی

اور ان تمام صورتوں میں یہ شرط ہے کہ یہ چیزیں نقشین نہ ہوں۔ (شامی ص ۳۲۶ ج ۱)

اور نجاست غیر مرتبہ تین بار دھونے سے بھی پاک ہو جائے گی اور اس میں یہ شرط نہیں کہ ہر مرتبہ دھونے کے بعد خشک بھی کر لیا جائے بلکہ دفعہ دھونے سے بھی پاک ہو جائے گی اور نجاست مرتبہ اس قدر دھونے سے پاک ہو جائے گی کہ اس کا اثر جاتا رہے۔ (شامی ص ۳۲۷ ج ۱)

۲۔ وہ چیزیں جو منقش ہوں جیسے زور یا نقشین برتن وغیرہ تو بغیر دھونے پاک نہ ہوں گی پس اگر ان میں نجاست مرتبہ لگ جائے تو اس قدر دھوئی جائیں کہ وہ نجاست دور ہو جائے اور اگر غیر مرتبہ لگ جائے تو تین مرتبہ دھو ڈالی جائیں۔ (شرح مرقاۃ المفاتیح ص ۸۵)

۳۔ چٹائی اگر نجس ہو جائے تو نجاست غیر مرتبہ تین بار دھونے سے اور مرتبہ نو کپڑے سے پامچنے سے پاک ہو جائے گی۔ (خواصہ المفتین)

جن چیزوں میں کم مسام ہیں ان کی پاکی کا طریقہ

۱۔ سوزہ یا جوتہ اور کوئی ایسی چیز جو چڑے سے بنائی گئی ہو یا پوستین اس طرف سے جس طرف بال نہ ہوں یا بافت دی ہوئی کمال نجاست مرتبہ سے ناپاک ہو جائیں تو یہ نجاست پھیل کر داخل کر دو کر دی جائے تو پاک ہو جائیں گی۔ نجاست خشک ہو یا تراہد اگر نجاست غیر مرتبہ سے ناپاک ہو جائیں تو بغیر دھونے پاک نہ ہوگی۔ اور ان کے دھونے کا یہ طریقہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئی جائیں اور ہر مرتبہ اتنا توقف کیا جائے کہ خشک ہو جائیں اور پانی ٹپکتا بند ہو جائے۔ (شامی ص ۳۲۷ ج ۱)

۲۔ مٹی کے تین برتن یا ایسے چمچے کے برتن جو نجاست کو جذب کرنا ہو یا ایسی لکڑی کے برتن جو نجاست کو جذب کر سکیں تین مرتبہ اس طرح دھونے سے پاک ہو جائیں گے کہ ہر مرتبہ خشک کر لے جائیں کہ پانی ٹپکتا بند ہو جائے اور اگر کوئی چیز اس بعد مٹی جاتے تو اس میں مٹی داکے اور یہ شرط اس وقت ہے کہ جب چیزیں کسی برتن میں ڈال کر دھوئی جائیں اور اگر جاری پانی میں دھوئی جائیں یا پانی اوپر سے ڈالا جائے تو یہ شرط نہیں بلکہ جاری پانی میں صرف اتنی دیر تک رکھ دینا کافی ہے کہ پانی ایک طرف سے دوسری طرف نکل جائے اور اوپر سے پانی پھوٹنے میں صرف اتنی دیر کافی ہے کہ سب دھل جائے اور پانی بالکل ٹپک جائے (مجموعہ فتاویٰ مفتی محمد شفیع)

۳۔ نجاست مرتبہ کا حکم یہاں بھی ایسا ہے جہاں چیزوں کا ہے جن میں مسام نہیں ایسے غیر ذی حکم یہاں دوسرے جگہ ۱۲۔

اور اگر مٹی یا پتھر کے برتن کو آگ میں ڈال دیں تب بھی پاک ہو جائے گا۔

۴۔ فلو اگر ناپاک ہو جائے تو تین مرتبہ دھو ڈالنا جائے اور ہر مرتبہ خشک کر لیا جائے بشرطیکہ نجاست غیر مرئیہ ہو اگر نجاست مرئیہ ہو تو نجاست دودھ کر دی جائے خواہ دھونے سے اس کا کسی طرح سے اخراج نہ ہو۔

مسام والی چیزوں کی پاکی کا طریقہ

۱۔ کپڑے میں اگر مٹی لگ جائے تو مسٹے اور مٹی کے کھرچنے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ مٹی خشک ہو چکا ہو یا پھر پانی یا دھواں یا روئی کا پھیرا جائے روئی کا اور پھیرا کر کے پانی میں بھیج دیا جائے تو ناپاک نہ ہو گا اور اگر مٹی کے سا کوئی دوسری نجاست لگ جائے تو بغیر دھونے پاک نہ ہو گا۔

نجاست مرئیہ سے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس نجاست کو پاک پانی یا اس کی ایسی دقیق نیال شے سے جو چکینی نہ ہو دودھ کر دیں خواہ ایک دفعہ دھونے سے یا کئی دفعہ دھونے سے اور جب تک وہ دودھ نہ ہوگی۔ کپڑا پاک نہ ہو گا اور اگر نجاست کا دھبہ جس کا دور کرنا دشوار ہے باقی رہ جائے تو کچھ حرج نہیں صرف نجاست کی ذات کا دور کر دینا کافی ہے۔ مثلاً مٹی لگ جائے اور اس کو دھو ڈالیں مگر اس کا دھبہ باقی رہ جائے یا کوئی نجس رنگ لگ جائے یا خون لگ جائے تو صرف اس قدر دھو ڈالنا چاہیئے کہ پانی صاف نکلے گا۔ (اشامی ص ۱۷۱)

اور نجاست غیر مرئیہ سے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کو تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ پانی کو خوب اپنی طاقت کے موافق خچوڑ ڈالیں یہ اس وقت ہے جب کپڑے پر پانی ڈال کر دھوئیں اور اگر جاری پانی میں اتنی دیر تک ڈال دیں کہ وہ بھیج دیا جائے اور پانی ایک جانب سے دوسری جانب سرایت کر کے نکل جائے تو ایک مرتبہ دھو ڈالنا بھی کافی ہے۔ (مرآۃ الفلاح)

۲۔ باریک یا پھلے کپڑے میں اگر نجاست غیر مرئیہ لگ جائے اور دور سے خچوڑنے میں کپڑے کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو صرف تین مرتبہ دھو ڈالنا کافی ہے زور سے خچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ نجاست غیر مرئیہ اگر ایسی چیز میں لگ جائے جس کا خچوڑنا دشوار نہ ہے جیسے آٹا چٹائی بڑی دھڑی تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہے اس طرح کہ ہر مرتبہ پانی خشک ہو جائے خشک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس پر کوئی چیز دیکھ دی تو وہ تر نہ ہو۔ (اشامی ص ۱۷۲)

۴۔ مٹی خواہ تیل ہو گاڑی شے سے پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ خشک ہو اور بعض فقہانے یہ فرمایا بھی کہ جس سے کہ مٹی نکلے وقت جیسا کہ نکلے ہے کہ دوسری نجاست سے مل کر پاک نہ ہوئی ہو۔

۳۔ ناپاک تیل یا ناپاک گھی اگر کسی کپڑے میں لگ جائے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اگرچہ اس کی چکنائٹ باقی ہو اس لئے کہ تیل اور گھی خود ناپاک نہیں بلکہ کسی نجاست کے لگنے سے ناپاک ہوا ہے اور وہ نجاست تین مرتبہ دھونے سے جاتی رہے گی غلامت مرقار کی چربی کے کردہ خود ناپاک ہے لہذا جب تک اس کی چکنائٹ نہ جلے گی پاک نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح ص ۱۷۷)

رتیق و سیال چیز کی پاکی کا طریقہ

- ۱۔ ناپاک تیل یا چربی کا صاف کون بنا لیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔ (شامی ص ۲۲)
- ۲۔ تیل یا گھی ناپاک ہو جائے تو اس میں پانی ڈالا جائے جب یہ تیل یا گھی پانی کے اوپر جائے تو وہ نکال لیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح ص ۱۷۷)
- ۳۔ شہد یا شربت اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں پانی ڈال کر جوش دیا جائے جب تمام پانی خشک ہو جائے اور وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے تو پھر پانی ڈال کر جوش دیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح ص ۱۷۷)

گازھی اور بستہ چیزوں کی پاکی کا طریقہ

- ۱۔ صابون یا دھو کر کی گازھی میں ہوتی چیز ناپاک ہو جائے تو میں قدر ناپاک ہے اسی قدر علیحدہ کر لینے سے پاک ہو جائے گی جیسے ہا سوا گھی وغیرہ۔

کھال کی پاکی کا طریقہ

- ۱۔ سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال حرام کی ہیں یا کھال کی بافت سے پاک ہو جاتی ہیں خواہ کافر یا بافت دے یا مسلمان اور اگر حلال جانور کی کھال ہو تو صرف ذبح سے پاک ہو جائے گی یا بافت کی ضرورت نہ ہوگی۔ (شامی ص ۲۲۵)

۵۔ اس لئے کہ مہلک جانور سے اس کی حقیقت بدل گئی اور حقیقت بدل جانے سے ناپاک ہو جائے گی یا بافت کی ضرورت نہ ہوگی۔ (شامی ص ۲۲۵)

۲۔ سود کی چرہ اپنا پاک چیز سے کمال کو باغت در توین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گی۔

جسم کی پاکی کا طریقہ

- انسان کا جسم دو قوں طرح کی نجاست سے نجس ہوتا ہے یعنی نجاست حلیہ اور نجاست حقیقیہ۔ نجاست حقیقیہ سے پاکی کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے اور نجاست حلیہ سے پاکی کا طریقہ آنکھ بیان ہو چکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
- ۱۔ آدمی کی انگلی یا اند کوئی عضو اگر نجاست مرتبہ سے ناپاک ہو جائے تو وہ عفو و تین بار پانی کے دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس عضو کو تین بار کوئی شخص چاٹے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان تو وہ پاک ہو جائے گا اور اگر نجاست مرتبہ سے ناپاک ہو اسے تو تین بار دھونا یا چاٹنا شرط نہیں بلکہ اس قدر دھونا یا چاٹنا کافی ہے کہ وہ نجاست دود ہو جائے۔ (خواندہ المقتبین و شامی ص ۲۲)
 - ۲۔ اگر آدمی کا منہ کسی نجس چیز جیسے شراب سرد وغیرہ کے کھانے پینے سے نجس ہو جائے تو تین مرتبہ لعاب نچلنے سے پاک ہو جائے گا۔ (خواندہ المقتبین و شامی ص ۱۲۵)
 - ۳۔ آدمی کے کسی ناپاک عضو کو اگر کوئی ایسا جانور جس کا جھٹا ناپاک نہیں جھاٹے تب بھی پاک ہو جائیگا۔
 - ۴۔ عورت کے سر پرستان پر اگر کوئی نجاست غیر مرتبہ لگ جائے تو جب لڑکا اس کو تین مرتبہ چوستے گا تو پاک ہو جائے گا اور اگر نجاست مرتبہ میں صرف اس قدر چوستا کافی ہے کہ وہ نجاست دود ہو جائے تین مرتبہ کی شرط نہیں۔ (خواندہ المقتبین و شامی ص ۱۸۳)
 - ۵۔ انسان کے جسم پر اگر منی لگ جائے تو کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جائے گا اور یہ طریقہ صرف منی کے پاک کرنے کا ہے اور دوسری نجاست بغیر دھونے یا چاٹنے پاک نہ ہوگی۔ (شامی ص ۲۱۲)
 - ۶۔ فصد کے مقام یا اند کو کسی عضو کو جو خون، بیب کے نچلنے سے نجس ہو گیا اور دھونا نقصان کرنا ہو تو فطر حرکت پڑنے سے ہم چھوڑ دینا کافی ہے۔ (شامی ص ۲۱۶)

- ۷۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو پاک ہو جائے گا دیکھو ایسا کتنا جائز ہے اس لئے کہ جب وہ عضو نجس ہے تو اس کا چاٹنا مسلمان کی کسی طرح جائز نہیں۔ ۱۲۔
- ۸۔ لیکن بلا عدد لڑکے کے منہ میں نجس پسٹن نیز دھونے چاہا جائے نہیں اس لئے کہ مسلمانوں کو نجس چیز سے خود بچنا اور اپنے بچوں کو بچانا واجب ہے۔ ۱۳۔

۷۔ ناپاک رنگ اگر جسم میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر وضو کر پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔ (شامی ص ۱۱۷)

۸۔ ناپاک چیز اگر جلد کے اندر بھری جائے جیسا کہ ہندو اور بعض دیہات کے جاہل مسلمان کیا کرتے ہیں جس کو چاند سے عورت میں گوندتے ہیں تو وہ صرف وضو کرنے سے پاک ہو جائے گا جلد پھیلی کر اس رنگ کو نکالنا نہ چاہیے۔ (شامی ص ۱۱۷)

۹۔ اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اس کی جگہ پر دھڑکا کر جمایا جائے خواہ ناپاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ٹڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ٹڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دیا جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو شکالتا نہ چاہیے بلکہ وہ غور بخور پاک ہو جائے گا۔ (شامی ص ۱۱۷)

اگرچہ ہم ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ احسان کی پاک کرنے والی چیزیں نہایت عمدہ تفصیل سے لکھ چکے ہیں جس کے دیکھنے کے بعد ہر چیز کی پاک و ناپاکی اور اس کے پاک کرنے کے متعدد طریقے ہر شخص کو بہت آسانی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ انکے نقشہ اس قسم کا بنادیں جس کو دیکھ کر ہر شخص کو پاک کرنے کے طریقوں کی تعداد اور چیز جس میں طریقہ سے پاک ہو سکتا ہے اس کی کیفیت سے بخوبی واقف ہو جائے اور وہ مسامین ہر آدمی پر بھی گئے ہیں ایک اچھی صورت میں مقررہ اہل پر نقش ہو جائیں۔

وہ نقشہ یہ ہے

نمبر شمار	پاک کرنے والی چیزیں	پاک ہونے والی چیزیں
۱۔	دھونا خواہ پاک پانی سے ہو یا کسی ایسے پانی سے جس سے ناپاک پانی سے نجاست کو دور کرنے سے پہلے کھانڈا گیا ہو اور دوسرے طریقات مخلات و مقلات وغیرہ کے گروہ بوجہ کچا ہونے کی نجاست کو دور نہیں کر سکتے	اس طریقہ سے وہ چیزیں پاک ہو جاتی ہیں جنکی نجاست ذاتی نہیں ہے بلکہ کسی دوسری نجاست کی وجہ سے ناپاک ہو جاتی ہیں نجاست غیر مرتبہ ہیں یہ طریقہ تین مرتبہ عمل میں لانا چاہیے اور مرتبہ میں صرف اسی قدر کہ وہ نجاست دور ہو جائے۔

۱۰۔ اگرچہ ناپاک ہے لیکن چھوٹا اس کے بخیرہ کرنے سے مخلین اور نقدان ہو گا اس کے معانی ہیں۔

نمبر شمار	پاک کرنے والی چیزیں	پاک ہونے والی چیزیں
۲	حقیقت کا بدل جانا خواہ جلانے سے یا کسی دوسرے یا اندکسی ترکیب سے ۔	اس طریقہ سے تمام نجس چیزیں پاک ہو جاتی ہیں خواہ ان کی نجاست ذاتی ہو یا حارثی یعنی کسی دوسری نجاست کی وجہ سے ۔
۳	خواہ انسان چائے کا تر ہو یا مسلمان ہو ہو یا مرد یا عورت یا کونسی ایسا جانور چائے جس کا جھوٹا پاک ہے ۔	اس طریقہ سے صرف پاک چیزیں پاک ہوتی ہیں کہ جن کی نجاست حارثی ہو جیسے عورت کا پستان یا پاک ہو جانے کو بچ کے چاٹنے سے پاک ہو جاتا ہے ۔
۴	آگ سے جلادینا شمع (پھینا)	مٹی اور پتھر کی چیزیں یا وہ چیزیں جن میں مسامیں اس طریقہ سے وہ چیزیں پاک ہو جاتی ہیں جو چھڑے سے نہی ہوں جیسے موزہ وغیرہ
۵	خواہ چاقو، چھری، کھری وغیرہ یا انہیں سے یا اندکسی چیز سے یا اگر گڑا لے لے سے مسح (پھینا)	اس سے وہ پاک چیزیں پاک ہو جاتی ہیں جنکو دھو نہ سکتے ہوں مثل اس زخم کے جس کو دھونا نقصان کرتا ہو ۔
۶	ترکیز سے یا تر یا تھو سے یا اندکسی تر چیز سے مثل ردی وغیرہ کے ۔	اس سے وہ پاک چیزیں جو چھڑے کی قسم سے ہوں پاک ہو جاتی ہیں ۔
۷	کُلِّفَ لَمَّا زمین پر ڈال کر یا عود اس پر مٹی جھڑ کر فولف (ہاتھ سے مچھڑا)	یہ طریقہ صرف جسم اور کپڑے کو پاک کرنے کے لئے ہے خواہ جو مٹی لگ جائے کہ پاک ہو گیا ہو مٹی خواہ سڑک ہو یا تھو کی ۔ اس طریقہ سے صرف پاک یا نجس پاک ہوتی ہیں
۹	تَلْب (اٹھ دینا) یعنی نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دینا بشرطیکہ نجاست کی بددیوانی نہ ہو ۔	

نمبر شمار	پاک کرنے والی چیزیں	پاک ہونے والی چیزیں
۱۰	بیس (سبک جانا) خود دھوئے پاؤں سے یا ہوا وغیرہ سے	یہ طریقہ صرف ان پاک چیزوں کے پاک کرنے کا ہے جو زمین سے آگئے والی چیزیں ہوں بشرطیکہ اس پر لگی ہوں جیسے درخت گھاس چوہا ستون دروازہ کی چوکت باند وغیرہ
۱۱	توح (کنویں سے پانی نکالنا)	اس طریقہ سے صرف کنویں کا باقی پانی اور کنویں کی مٹی اور اس کی اینٹیں اور وہ ٹول جس سے پانی نکلا گیا ہے اسی پانی نکالنے والوں کے ہاتھ پر پاک ہو جاتے ہیں۔
۱۲	فرج (کسی جانور کو حلال کرنا) دوسری جانور کا خون خشرقی طور پر نکال ڈالنا اس کی تفصیل اور قسمیں انشاء اللہ آئندہ بیان ہوں گی۔	اس طریقہ سے سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال پاک ہو جاتی ہے حرام ہوں یا حلال اور حلال جانوروں کا گوشت بھی پاک ہو جاتا ہے۔
۱۳	دباغت دھڑ سے کی رطوبت کا مدد کرنا خود کسی دھابے یا بغیر دھابے اس طرح کہ اس کی توجہ جاتی رہے۔	اس طریقہ سے سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال پاک ہو جاتی ہے حرام ہوں یا حلال مردہ کی کھال پر یا زندہ کی۔

متفرق مسائل

- مسئلہ ۱۱) جو چیزیں بغیر دھوئے پاک ہو جاتی ہیں خواہ شے سے یا خشک ہونے سے وہ اگر کسی طرح تر ہو جائیں تو پاک نہ ہوں گی اور اس طرح اگر چیزیں کسی تیل پانی یا سر یا مٹی یا پانی یا پاک نہ ہوں گے۔ (شامی ص ۲۱۵ ج ۱)
- مسئلہ ۱۲) جاست نہ لڑے کے جسم پر نہ ہوا نہ اس کے جسم سے ٹکی ہوئی ہو اور نہ اس کی طرف سے ہو جس کو

وہ پہنچے ہوتے چادر دالیں چیزیں جو جس کا قیام و قنولہ نازی کے جسم کی وجہ سے ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔
 مسئلہ (۱۱) کسی جانور کے جسم پر نجاست یا اور وہ نازی کے سر پر آچھے (۱۲) خشک نجاست زمین پر ہو اور
 نازی کا کپڑا اس پر پڑ جائے (۱۳) بڑا لڑکا جو خود آٹھ بیٹھ سکا ہو اور اس کے جسم پر نجاست ہو وہ نازی کی
 گود میں آکر بیٹھ جائے۔ (شامی ص ۲۳۳، دوطحاوی، مراقی الفلاح ص ۲۵۹)

مسئلہ (۱۴) کوئی چیز اگر ناپاک ہو جائے اور نجاست کا مقام یا اندر ہے اور نہ کسی مقام خاص پر گداز
 غالب ہو تو ایسی صورت میں وہ چیز پوری دھوئی چاہیے (شامی ص ۲۳۳)

مسئلہ (۱۵) ناپاک چیز ایسی کہ جو چھٹی ہو جیسے تیل، گھی، سرواڑی، چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور
 اس تندہ دھوئی جائے کہ باقی رات بچھنے لگے تو پاک ہو جائیگی اگر چہ اس ناپاک چیز کی چھلکا ہٹ باقی ہو (شامی ص ۲۳۳)

مسئلہ (۱۶) ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گونے سے چھینٹیں اُڑ کر کسی پر پڑ جائیں تو وہ پاک ہیں
 بشرطیکہ اس نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔ (مراقی الفلاح ص ۲۵۹)

مسئلہ (۱۷) کپڑا اگر ناپاک اور تر ہو مگر ایسا تر نہ ہو کہ نہ چوڑ سکے تو اس میں اگر کوئی خشک کپڑا لپٹ جائے
 تو وہ ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ وہ ناپاک کپڑا عین نجاست سے ناپاک نہ ہو بلکہ ایسی چیز سے جس کو نجاست نے ناپاک
 کر دیا ہو جیسے ناپاک پانی اور اگر عین نجاست جیسے پشاب وغیرہ سے ناپاک ہو اور تو پھر وہ خشک کپڑا جو اس
 نہ لپٹ گیا ہے ناپاک ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح ص ۲۵۹)

مسئلہ (۱۸) زمین یا اور کسی تجس چیز پر بھیجے کپڑا اس کو کھنے کو مال دیں یا ویسے ہی رکھ دیں تو ناپاک نہ ہوگا
 بشرطیکہ نجاست کا اثر اس میں دھوئے ہوئے زمین وغیرہ خشک ہو جائے (مراقی الفلاح ص ۲۵۹) (دعا لکیری)

مسئلہ (۱۹) بکری یا اور جانوروں کے سر اور پیر پر ذبح کرنے کے بعد جو خون ہوتا ہے وہ جلا دینے سے
 پاک ہو جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح)

مسئلہ (۲۰) کتے کا لعاب اگر کسی برتن میں لگ جائے تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ برتن
 خواہ مٹی کا ہو اور کسی چیز کا لیکن سنت بار دھونا بہتر ہے اور ایک بار اسی سات بار میں مٹی سے دھونا چاہیے

مسئلہ (۲۱) دو ہر کپڑا اور مٹی کا کپڑا اگر ایک جانب نجاست ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل پاک
 سمجھا جائے گا فلاں اس پر درست نہیں۔ (خزانة المفتیین)

مسئلہ (۲۲) کچے ہوئے گوشت یا اور کسی کچنی ہوئی چیز میں نجاست پڑ جائے تو پاک نہیں ہو سکتا (مراقی الفلاح ص ۲۳۳)

مسئلہ (۲۳) مٹی یا اور کوئی ہر نہ پیتھ چاک کرنے اور اس کی آؤ کش بھونے سے پہلے پانی میں جوش بچائے
 جیسا کہ کتب محل اگر حیروں اور ان کے ہم منش ہندو ستانوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی۔

استنجا کے مسائل

انسان کے اعضائے خصوصہ پر پانخانہ پیشاب کے ٹپکے سے جو نجاست لگ جاتی ہے اس کے پاک کرنے کے طریقے اور دوسری پاک چیزوں کے پاک کرنے کے طریقے میں کچھ فرق ہے اس لئے اس کے مسائل اور اس کے آداب علیحدہ بیان کیے جاتے ہیں۔

پیشاب پانخانہ جہاں درست نہیں

مسجد میں یا مسجد کی حجت پر پانخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ ایسی جگہ پانخانہ یا پیشاب کرنا جہاں قبلہ کی طرف منہ یا پیچ کرنا پڑے مکروہ تحریمی ہے خواہ جنگل ہو یا آبادی اور ایسی جگہ استنجا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(شامی خزانۃ المفتیین، مجمع الاہم)

چھوٹے چھوٹے پانخانہ پیشاب کے لئے ایسی جگہ بھلانا جہاں قبلہ کی طرف منہ یا پیچ کرنا جائز ہے۔ اور اس کا گناہ بھلانے والے پر ہے۔ (شامی، خزانۃ المفتیین، طحاوی)

چاند، سورج کی طرف پانخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیچ کرنا مکروہ ہے۔ (شامی)

ماکہ قلیل پانی میں پانخانہ یا پیشاب کرنا حرام ہے اور ماکہ کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تحریمی ہے۔ (مرآۃ المفاتیح ص ۲۸۰ و شامی و رد مختار)

برتن میں پانخانہ یا پیشاب کر کے پانی میں ڈالنا یا ایسی جگہ پانخانہ یا پیشاب کرنا جہاں سے بہہ کر پانی میں چلا جائے مکروہ ہے۔ (شامی)

۱۔ اس بیان میں ایضا اضافی اس قسم کے آئیں گے جن کے معنی بیان کئے گئے جیسے منہ، مکروہ وغیرہ ان کے معنی نجاست ملک کے بیان میں لکھے جائیں گے۔ ۱۲۔

۲۔ حاصل یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ یا پیچ کرنا مکروہ ہے اگر کوئی شخص جو نے سے قبلہ کی طرف منہ یا پیچ کر کے بیٹھ جائے اور وہاں میں پانی نہ لے تو اس حالت میں اس کو چاہئے کہ دوسری طرف پھر کر بیٹھ جائے قبلہ کی طرف ایسی حالت میں منہ یا پیچ کرنا قبلہ کی بے تعلیم ہے۔ ۱۳ (شامی)

۳۔ اگرچہ لوگ دیکھ کر سفر کرتے ہیں ان کو جو جہوری کے جائز ہے۔ ۱۴ (شامی)

نہر اور آداب و طریقہ کے کادر سے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگر نجاست اس میں نہ گریے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھے ہوں، اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھے ہوں، ابا قحول کے درمیان میں، مسجد اور عید گاہ کے اس قدر قریب جس کی بدولت نمازیوں کو تکلیف ہووے قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں، راستہ میں، پہاڑ کے درخ پر، صولح میں، راستہ کے قریب اور ناقلاً کسی محکم کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ بیٹھے آٹھتے ہوں، امدان کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے بہرہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔ (شامی خزانۃ المفتین)

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہیے

بات کرنا، بلا ضرورت کھانا، کسی آیت یا حدیث یا اور شجرہ چیز کا پڑھنا ایسی چیز جس پر غلط یا اپنی یا کسی فرشتہ یا کسی منظم کو نام ہو یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا، بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، تمام کپڑے اناکار بردہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، اپنے ہاتھ سے استنجا کرنا۔ (خزانۃ المفتین، شامی، مراقی الفلاح)

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں

ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید اور کل، پاک چیزیں، وہ تو سبیل یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو، بنہ ایٹ، ٹھیکری، شیشہ، لوہا، پلیدی، سونا، پتیل وغیرہ کو نہ، (مراقی الفلاح) اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے مرکب وغیرہ (مکمل دوی و خزانۃ المفتین) وہ چیزیں جس کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بخش اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دالی ہوں۔

۱۔ اس سے نام راست مراد ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بہت لوگ اس راستے سے گزرتے ہیں یا کم، ۱۲۰۔

۲۔ قیمتی چیز سے استنجا کرنا اس وقت مکروہ ہے جب یہ خیال ہو کہ استنجا کرنے سے وہ چیز یا مکان بیکار ہو جائے گا یا اس کی قیمت کم ہو جائے گی اس کا استنجا کرنے کے بعد مرنے سے وہ چیز ہم میں آسکے اور قیمت کم نہ ہو کہ وہ نہیں ۱۱۔

خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت ہو۔ جیسے کچھ آعرن وغیرہ مادی کے اجراء جیسے آل، ہڈی، گوشت وغیرہ حیوان کا وہ جو جو اس سے متصل ہیں مسجد کی چٹائی یا گنڈا یا بھلا وغیرہ، درختوں کے پتے، کاغذ خواہ گھنٹا ہوا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، دھوا کا بچا ہوا پانی، دھڑے کے مال سے بلا اس کی اجازت و رضا مندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کچھ اور کوئی چیز، روٹی تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں۔ ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ (اشامی و طحاوی)

جن چیزوں سے استنجا بلا کر اہمیت درست ہے

پانی، مٹی، ٹاڈھیلہ، پتھر، کپڑا اور کل وہ چیزیں جو پاک ہیں اور نجاست کو دور کر دیں بشرطیکہ آل اور محترم نہ ہوں۔ (در مختار و مرآۃ المفاتیح و خواندۃ المفہم)

استنجا کا طریقہ

جن شخص کو یا خانہ یا پیشاب کی ضرورت ہو اس کو چاہئے کہ اس سے پہلے کہ وہ اس کو مجبور کر دے اٹھے اور کسی علیحدہ مکان میں جائے اور اگر جنگل میں جائے تو اتنی دور نکل جائے کہ لوگوں کی نظر سے غائب ہو جائے اور ننگے سر نہ ہو جب یا خانہ کے دروازے پر پہنچے پس سجدہ اٹھا، اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے اور یا خانہ میں پہنچا یاں پر پہنچے اور پیشاب کے بعد اپنے جسم کو کھولے اور بائیں پیر پر زور دے کہ پیر بچھا کر بیٹھے اور اپنے خیال کو یا خانہ کے منہ اور کسی طرف نہ لے جائے خاص کر درج کی باتوں کی طرف اور اس حالت میں کسی سے بات نہ کرے یہاں تک کہ سلام یا سلام کا جواب یا چھینک کے بعد الحمد للہ اللہ کی خبر کہے اور افان کا جواب بھی نہ لے اور اپنے جسم خصوصاً شہرہ گاہ کو نہ دیکھے اور نہ یا خانہ یا پیشاب کو اور یا خانہ یا پیشاب میں نہ نہ کہے اور بلا ضرورت

۱۔ عرق سے استنجا اگر کر لیا جائے تو درست ہے مگر چونکہ اس میں مال خالی ہوتا ہے اس وجہ سے مکروہ ہے۔ ۱۲۔

۲۔ خواہ اس میں انگریزی کھنٹی ہو یا انگریزی یا لٹریچر کی چیز جو ہر حال میں اس سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ ۱۳۔

۳۔ اس میں بشرطیکہ نہ بہت گھڑا ہو نہ خلیفہ سے نہ لیا گیا ہو نہ نجاست کو دور کر سکے۔ ۱۴۔ (مرآۃ المفہم)

۴۔ اگر اس حالت کا کہ ۱۰۔ الشکام کہ اسے اللہ میں پناہ اٹھا ہوا ہے وہ دیکھنے سے پاک ہے نہ پاک چیز نہ۔ ۱۵۔

نیا اور درنگ نہ ٹھہرے اور نہ اپنے بدن سے شغل کرے اور نہ نگاہ کو اونچا اٹھائے بلکہ نہایت قسوم و حیا کی حالت میں بیٹھے اور اس امر کی کوشش کرے کہ اپنی خصوصیت سے اچھی طرح خارج ہو جائے اور غلط ہونے کے بعد بقدر ضرورت ڈھیلوں کا استعمال کرے اس طرح کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کو اور تیسرا پھر پہلے کی طرح بشرطیکہ اگر کایا نہ ہو دوسرا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا اس کے خلاف اور تیسرا پہلے کی طرح اور دوسری صورتیں مردوں کیلئے ہیں عورتوں کو نیز اذان میں دوسری خصوصیت کے موافق کرنا چاہئے اور کھڑے ہونے سے پہلے اپنے جسم کو بڑھ کر لے اور نکلنے وقت پہلے ہاتھ پیر نکالے اور بعد نکلنے کے یہ دُعا پڑھے۔

عَفِّرْنَاكَ اللَّهُمَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي ذُنُوبِي وَأَمْسَكَ مَا كُنْتُ بِاسْتِغْنَاءِ اس کے بعد ڈھیلے سے اتنی دیر تک استغناء کرے کہ ہر قطرہ آگے کا خبہ نہ رہے اور پورا الطینان ہو جائے بخلاف حرکت کرے اور چلنے سے یا اور کسی طرح پھر جب ڈھیلے سے استغناء کر چکے تو پانی سے استغناء کرے پانی سے استغناء کرنے کے لئے کسی دوسری جگہ جائے اور پہلے اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے اور جسم کھلے سے پہلے یہ دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الْغَنِيُّ وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ پھر پانی سے پہلے اپنے پاؤں کے مقام کو دھوئے اس کے بعد پیشاب کے مقام کو اور مبالغہ کے ساتھ استغناء کرے اس طرح کہ نجاست کی بو جاتی رہے اس کے بعد اپنا ہاتھ زمین یا مٹی سے مل کر تین مرتبہ دھوئے اور کوئی کپڑا وغیرہ ہو تو اس سے اپنے جسم کے پانی کو صاف کرے پھر پاؤں کو بائیں ہاتھ سے اور اس کے بعد نکلنے وقت یہ دُعا پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ السَّاعَةَ طَهْرًا فَالْإِسْلَامَ تَوْفَرًا قَائِدًا أَوْ لِيَدًا إِلَى الْإِثْمِ وَالْإِلَى جَنَاتِ النَّعِيمِ اللَّهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِي وَجْهِي وَطَهِّرْ قَلْبِي وَخَفِّضْ ذَنْبِي (اشعری)

عد۔ تو اس کا یہ ہے کہ استغناء کی کوشش چاہتا ہوں سب تو نہیں اسى اللہ کو جس نے وہ کر دی مجھ سے وہ چیز جو مجھ کو عیبت دیتی اور باقی دیکھیں وہ چیز جو مجھ کو قائم کرتی ہے انسان جو غفلت کا ہے اس کا غفلت وہی ہو جائے اگر نہ وہی ہو تو پھر ہی کا خوف ہے اور خون و غیور اس سے بے شک باقی رہتا ہے اگر نہ ہے تو غفلت کی کوئی صورت نہیں۔

عد۔ جو غفلت کا نام ہو اور اصل تہذیب کے الشکاء شکر ہے کہ وہی اسلام پر ہے اللہ بھیجے گا اس کو وہ شکر جو گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نجاستوں سے پاک رہتے ہیں اور خداؤں کو کچھ خوف ہوتا ہے نہ رنج۔ ۱۲۔

عد۔ توجہ نہ کرنا شکر ہے کہ اس نے اپنی کپاک کر لیا اور اسلام کو اس میں دشمن بنایا کہ جس کے غلبہ سے اس کی بارگاہ بگڑ سکتی ہوئی ہے اور حجت الہی ہے اسے اللہ شکر گاہ کو لگائے ہیں سے پورا اور میرے دل کپاک کر اور میرے گناہوں کو صاف فرما۔ ۱۳۔

استنجا کے احکام

(۱) استنجا کرنا سنت مؤکدہ ہے بشرطیکہ اپنے بھٹنے کی جگہ سے نہڑے اور اگر اپنی جگہ سے بڑھ جائے خواہ دم سے کم چھوڑا زیادہ تو اس کا دھونا فرض ہے (مراقۃ العلام)

(۲) جس جگہ پاخانہ پیشاب کیا جائے اگر وہاں سے کوئی شخص بے استنجا کئے ہوئے اٹھ جائے اور اس جگہ سے نجاست اپنی جگہ سے بڑھ جائے تو استنجا کرنا واجب ہے اور اگر نہڑے تو مستنون ہے

(۳) فصد اور خروج دھواں اور سونے کے بعد استنجا کرنا بدعت ہے

(۴) جہاں چیز پاخانہ کے مقام سے نکلے جیسے کوئی انگری یا داند وغیرہ تو اس کے بعد استنجا کرنا بدعت ہے بشرطیکہ اس پر نجاست نہ لگی ہو

(۵) جب کوئی ٹاپاک چیز پاخانہ پیشاب کے مقام سے نکلے تو اس کے بعد استنجا کرنا چاہیے خواہ وہ پاخانہ پیشاب ہو یا اس کے سما جیسے غرتن، پستیا وغیرہ

(۶) پاخانہ پیشاب کے مقام پر کسی دوسرے کی نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا پانی سے فرض ہے حالانکہ ٹھیلہ وغیرہ وغیرہ سے استنجا کرے تو درست نہیں۔

(۷) نجاست اگر ایسی خشک ہو جائے جو ٹھیلے سے دھوٹ کے تو پھر مرن پانی سے استنجا کرنا چاہیے۔

(۸) استنجا میں طاق عدد کا استعمال مستنون ہے خواہ دو تین ہوں یا پانچ یا سات لیکن کم سے کم اس قدر

ضرور ہوں جن سے وہ نجاست دور ہو جائے اور یہ شرط ہے کہ تین سے کم نہ ہوں اگرچہ اس سے کم میں بھی نجاست دور ہو سکتی ہے۔

(۹) ہندو ٹھیلے کے پانی سے استنجا کرنا مستنون ہے

۱۰۔ یہ مذہب امام محمد رضا علیہ السلام صاحب دستہ علیہ السلام سے کم کو فرض نہیں سمجھتے اور حنبلہ مذہب سے زیادہ نہ ہو۔

۱۱۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر غیر استنجا کے ہوئے اٹھ جائے تو اسکو استنجا کرنا واجب ہے خواہ نجاست نہ ہو یا نہ ہو صحیح نہیں۔

۱۲۔ اسی کا واسطہ ہے کہ نجاست لگی ہوئی ہو تو وہ اس نجاست کے استنجا کرنا ہوگا۔

۱۳۔ پانی اور ٹھیلے دونوں سے استنجا کرنا مستنون ہے اور اگر دونوں سے نہ ہو سکے تو پانی سے استنجا کرنا نسبتاً ٹھیلے وغیرہ کے بہتر ہے۔

۱۴۔ مراقۃ العلام میں یہ شرط ہے کہ تنہا اس استنجا کیا جائے تاکہ دوسرے کوئی اس کے جسم کو نہ دیکھے اور اگر کہیں اتفاق سے ایسا موقع ہو کہ تنہا نہ ہو سکے تو پانی سے استنجا کرنا چاہیے اس لئے کہ شرکاء دوسرے شخص کو نہ دیکھ سکیں۔

۱۵۔ اگرچہ حدیث و روایت میں حدیث و روایت کے لئے شہرہ ہر کے سامنے استنجا کرنا جائز ہے۔

نجاست حکمیہ سے پاک ہونے کا طریقہ

نجاست حکمیہ کی ایک قسم یعنی حدث اصغر کی طہارت وضو اور تیمم سے ہوتی ہے اور دوسری قسم یعنی حدث کبیر کی طہارت غسل اور تیمم سے ہوتی ہے اس لئے پہلے ایک مقدمہ لکھا جاتا ہے جس میں وضو اور تیمم اور غسل کے اصطلاحی الفاظ کے معانی ظاہر کئے جائیں گے، اس کے بعد ہر ایک کا بیان پر تفصیل لکھا جائے گا۔

مقدمہ

جو احکام الہی بعد از ان کے افعال یا اعمال کے متعلق ہیں ان کی اصطلاحیں ہیں (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب (۵) حرام (۶) مکروہ تحریمی (۷) مکروہ تنزیہی (۸) مباح

۱۔ فرض وہ فعل ہے کہ باوجود چھوڑنے والا ناسق مستحق عذاب اور اس کا منکر کا فرض ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں فرض عین اور کفائیہ

۲۔ فرض عین۔ جس کا کرنا ہر ایک پر فرضی ہے اور جو شخص یا غدر چھوڑ دے وہ ناسق اور مستحق عذاب ہے جیسے بیچ و تمق اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔

۳۔ فرض کفائیہ۔ جس کا کرنا ہر ایک پر فرضی نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ

۴۔ واجب۔ وہ فعل ہے جس کا باوجود چھوڑنے والا ناسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ بشرطیکہ یا کسی اور یا اور شے کے چھوڑنے اور جو شخص اسکو چلا کر چھوڑے وہ گناہ ہے اور منکر اس کا فرض نہیں۔

۵۔ سنت۔ وہ فعل ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ سنت مکرہ، سنت غیر مکرہ۔

۶۔ سنت مکوہ۔ وہ فعل ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہے اور باوجود بلا عذر بھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا رجز اور تنبیہ نہ کی جائے اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب

۷۔ چند الفاظ کا استعمال فرائض و فرائض و فرائض ہے ان کو یہی بیان کریں گے۔ ۱۷

وضو کا بیان

مصحح یہ ہے کہ وضو اگلی آستوں میں بھی تھا اس اُمت کے ساتھ خاص نہیں (عمدۃ القاری)

۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو (جس کا ایک فرد وضو ہے) نصف ایمان قرار دیا ہے (ترمذی)

ایمان کے دو حصے ہیں (۱) اعتقاد اور (۲) عمل۔ عمل کا بڑا حصہ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ پر موقوف ہے اس لئے اس کو نصف ایمان فرمایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دشوک کرنے سے اللہ تعالیٰ صغیر و کبیر گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اور

آخرت میں بڑے مرتبے دیا ہے اور دُعا کرنے سے تمام بدلوں کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(۳) نبی مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسنون طریقے سے وضو کرے اللہ اس کے بعد کبوتر شہادت

پڑھے اس کے لئے جنت کے انھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے جائے (مسلم)

(۳۱) نبی مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کہہ کر پکاری جائے گی یہ سنے کہ وضو کرنا

پانی حین اعضا پر چڑھتا ہے وہ اعضا قیامت کے دن نہایت چمک دار اور روشن ہو جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

بعض صحیح احادیث میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں انجیلا قیامت کو قیامت کے دن

پہچان لوں گا کسی نے پوچھا کہ حضرت! اسے کثیر نعم میں آپ کیسے پہچان لیں گے۔ ارشاد ہوا کہ ایک پہچان پہلا

وہ یہ کہ وضو کی وجہ سے ان کے منہ (مختصر) چمکے ہوں گے۔

۱۲۔ اس اعطائے وضو کا روشن ہو جانا اس اُنت کے ساتھ خاص ہے۔ ۱۲

بعض احادیث میں ہے کہ مذہب دوسرے سے دلائل و احکامات پر ہے جو اپنے جہانوں سے جوئے تھے اور باتھو دھونے سے

وہ گناہ معاف کرتے ہیں جہاں تک وہ نہیں سمجھتے اور پھر دوسرے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو میرے لیے

تھے مگر بایں کے۔ ساتھ خواہاں وصل جاتے ہیں یہاں تک کہ انہی دنوں کے بعد گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے آنکھ اور پرانے کی شخصیات سے یہ ممکن نہ ہوتا چاہیے کہ اور اعتقاد کے گناہ میں

جیس جیس اس بڑے بعد میں یہ فرمایا گیا ہے کہ بعد از قتل کے گناہوں سے پاک ہو جائے اور دوسری

معدنیوں میں ایران کا نمونہ ہے جو تمام اعضاء پر ہوا جا تا ہے۔ ۱۲۔

(۵) با وضو رہنے سے آدمی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے احوادث میں ہے کہ ہر وقت با وضو رہنا سوا کوئی کامل کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔

(۶) با وضو نماز کے لئے مسجد جانے میں ہر قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ثواب ملتا ہے

(۷) با وضو مسجد میں نماز کا انتظار کرنے سے جتنا وقت انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے اور نماز کا ثواب ملتا ہے۔

وضو کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، کافر پر وضو واجب نہیں

(۲) بالغ ہونا، نابالغ پر وضو واجب نہیں۔

(۳) عاقل ہونا، دیوانہ، مست اور بیہوش پر وضو واجب نہیں۔

(۴) پانی کے استعمال پر قادر ہونا، جس شخص کو پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو اس پر وضو واجب نہیں۔

(۵) نماز کا اس قدر وقت باقی رہنا کہ جس میں وضو اور نماز کی گنجائش ہو۔ اگر کسی شخص کو اتنا وقت نہ ملے

تو اس پر وضو واجب نہیں۔ مثال کوئی کافر ایسے وقت میں اسلام لایا کہ وضو اور نماز دونوں کی گنجائش

نہیں کوئی نابالغ ایسے تنگ وقت بالغ ہوا۔

وضو کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) تمام اعضاء پر پانی کو پہنچ جانا اگر کوئی جگہ ہل کے برابر بھی خشک رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

(۲) جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جس کی وجہ سے جسم پر پانی نہ پہنچ سکے۔ مثال اعضاء وضو پر چربی یا

خشک موم لگا ہوا ہو۔ انگلی میرا تنگ آگئے تھی ہو۔

۱۱۔ اس نیکے وضو عبادت ہے اس کا فرقہ کہ عبادت کا حکم نہیں دیا گیا نہ اس کی عبادت قبول ہوتی ہے جب تک

۱۲۔ ایمان نہ لاویں۔ ۱۳۔

۱۴۔ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو جس کی صورتیں قریم کے بیان میں آئیں گی۔ ۱۵۔

۱۳۹ جن حالتوں میں وضو جائز ہے اور جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں حالت وضو میں ان چیزوں کا نہ ہونا بشرطیکہ وہ شخص معذور نہ ہو۔ حیض یا نفاس والی عورت وضو کرے تو درست نہیں، جب تک اگر وضو کرے تو نہ ہوگا، یا غارتہ پشیا ب کرتے وقت کرے تو نہ ہوگا۔

فرض ہے نماز کیلئے نفل ہو یا سنت واجب ہو یا فرض جنازہ کی نماز ہو یا سبقت نماز۔

وضو کے احکام

واجب ہے کہ مکہ مکرمہ کے طہات کے لئے، قرآن مجید پھونکنے کے لئے، سنت ہے سوتے وقت، غسل کے پہلے۔

مستحب ہے اذان، تکبیر کے وقت خطبہ پڑھنے وقت خواہ نکاح کا ہو یا عید کا یا اور کسی چیز کا اور عزم دین کی تعلیم کے وقت، دین کی کتابیں پھونکنے وقت، سلام یا سلام کا جواب دینے وقت، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے وقت، ستر اٹھنے کے بعد، اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد، میت کو غسل دینے کے بعد، جنازہ اٹھانے کے لئے، ہر وقت با وضو رہنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے، عرفات میں ظہر کے لئے، کعبہ کی صفائے رخ کے لئے، جب تک قبل غسل کھانا کھانے کے لئے اور اپنی زوجہ سے خواہش پر لا کرنے کے لئے روحانیات جن میں چارے نزدیک وضو نہیں ہوا، اور دوسرے ائمہ کے نزدیک جاتا رہتا ہے، حیض یا نفاس والی عورت کو ہر نماز کے وقت وضو کرنا۔

وضو کا مسنون و مستحب طریقہ

وضو کے لئے کسی شے کے ہاتھ میں پانی لے کر اپنے مقام پر قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ وضو خاص اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ثواب کے لئے کرتا ہوں۔ پانچ کا صاف کرنا، منہ اتھکا دھونا، کھچے مقصور نہیں ہیں، ارادہ ہر عضو کے دھوئے یا مسح کرتے وقت ہے، پھر شہادۃ العظیۃ والحمد للہ علیٰ دین الاسلام۔

- ۱۔ منہ دھو کر وضو میں حالتوں کے ساتھ بھی جمع ہو جائے جیسے کسی کو شیاب کا مرض ہو کہ ہر وقت پیشاب جاری رہتا ہے تو اس کا وضو اس حالت میں درست ہے۔ ۲۰
- ۲۔ عورات کے غریب ایک مقام ہے حاجی لوگ قریہ مارنا کہ وہاں ٹھہرتے ہیں۔ ۳۰
- ۳۔ صفا اور مردہ دھو کر بھی اس کے درمیان میں حاجی دھوئے یہی صفا دھوئے کہتے ہیں۔ ۴۰
- ۴۔ صحت میں دھو کر گناہ نہیں گئی، دھو کر بھی گناہ نہیں گئی جن سے وضو نہیں جاتا۔ ۱۲۰
- ۵۔ شدہ کا نام لے کر اور اس کا شکر ہے اپنے مسلمان ہونے پر۔ ۱۳۰

چھو کر ہاتھ چلو میں پانی لے اور دونوں ہاتھوں کو گھٹوں تک مل کر دھوئے اسی طرح تین بار کرے پھر دھپنے
 ہاتھ کے چلو میں پانی بے کر لگی کرے اور مسواک کو دھپنے ہاتھ میں اس طرح پکڑ کر چھوٹی انگلی مسواک کے ایک
 سرے پر اور انگوٹھا مسواک کے دوسرے سرے کے قریب اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں، اوپر کے
 دانتوں کے طول میں دائیں طرف سے لٹکا ہوا بائیں طرف لائے پھر اسی طرح نیچے کے دانتوں کو ملے پھر مسواک کو دھپنے
 کھال کر نیچے ڈالے اور دھو کر اسی طرح ملے اس طرح تین بار ملے اس کے بعد نکلیاں اور کہتے آکر تین کلی پوری ہو جائیں
 تین سے زیادہ بھی دھویں کلی اس طرح کرے کلیانی مٹلے کسی بیج ملے اگر روزہ وارد ہو کلی کرے وقت بعد
 بسم اللہ کر شہادت کہ یہ قہار چھوٹا جائے۔ **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ عَلَى بِلَادِهِ وَأَقْرَبِهِ وَفِي رَوْحٍ وَشَكْرٍ**
وَحُسْنٍ جَبَّارٍ ذَلِك۔ تاک میں پانی پیتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کہ یہ دھپا چھوٹا جائے
اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْجَنَّةِ نہ کہ **الْجَنَّةِ** ان شاء پھر دھپنے ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر تاک
 میں اس طرح لے کر تھنوں کی جڑ تک پہنچ جائے اگر روزہ وارد نہ ہوا دھپنا بائیں ہاتھ سے تاک صاف کرے اس
 طرح تین بار کرے اور ہر بار بائیں ہاتھ سے دھو دوں چلو میں پانی لے کر تمام منہ کو مل کر دھوئے اس طرح کہ
 کوئی جگر بال بلے بھی چھوٹے دپائے پھر اگر حرم نہ ہو تو دائیں ہاتھ سے اس طرح کہ دھپنے چلو میں پانی لے کر
 دائیں کی جڑ کو کرے اور ہاتھ کی پشت گریٹن کی طرف کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اچھ کی جانب لے
 جائے اسی طرح دھو کر اور دھوئے اور دائیں ہاتھ سے لے کر تین مرتبہ دھو مل جائے اور تین بار دائیں ہاتھ سے
 دھپائے تین بار سنیادہ دھپنے پائے اور دھپنے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کہ یہ قہار چھوٹا جائے
اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْجَنَّةِ نہ کہ **الْجَنَّةِ** دھپنے چلو میں پانی لے کر تینوں تک بھادے اور مل
 کر دھوئے کہ ایک بال بلے بھی خشک نہ جائے اور دھپنے ہاتھ میں انگوٹھی جو تو وہ اس کو حرکت دے
 لے اگرچہ انگوٹھی ٹھوس ہو اور اس طرح عورت اپنے چلوں آکر سی انگلیں چڑھی وغیرہ کو اس طرح دھپا دھپنے
 ہاتھ کر اور دھو دے پھر اسی طرح تین بار بائیں ہاتھ کو دھوئے اور دھپنا ہاتھ دھوئے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ
 شہادت کہ یہ قہار چھوٹا جائے **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْجَنَّةِ** نہ کہ **الْجَنَّةِ** دھپنے چلو میں پانی لے کر تینوں تک بھادے اور مل
 کر دھوئے کہ ایک بال بلے بھی خشک نہ جائے اور دھپنے ہاتھ میں انگوٹھی جو تو وہ اس کو حرکت دے

۱۱۔ اس کو ہر روز تین مرتبہ دھوئے کہتے ہیں۔ ۱۲۔

۱۳۔ اسے شامیری نے دیکر قرآن کے تحت سے لے کر ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ۱۴۔

۱۵۔ اسے اللہ تعالیٰ کو عزت کی توشیح ملنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے کیا۔ ۱۶۔

۱۷۔ اسے اللہ تعالیٰ کو عزت کی توشیح ملنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے کیا۔ ۱۸۔

۱۹۔ اسے اللہ تعالیٰ کو عزت کی توشیح ملنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے کیا۔ ۲۰۔

یہ نقشہ اس لئے کیجئے جہاں آہے کہ ناظرین کو اجمالی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس طریقے میں کون کون سے امور فرض ہیں اور کون واجب اور کون سنت اور کون مشتبہ اس نقشہ کے بعد فرماؤ لا شے پر ایک کلو بیان بالتفصیل بھی کیا جائے گا۔

مکروہات ۹ ہیں	<p>(۱) خرچ میں مستحب ہی ان کے خلاف کرنا (۲) پانی میں اسراف (۳) پانی میں کمی (۴) وضو میں بلا عذر دینا وہی بات کرنا (۵) اعضاء وضو کے علاوہ اعضاء کا بلا ضرورت نہوٹنا (۶) اعضاء وضو پر رو سے چھیننا (۷) ازارنا (۸) تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھونا (۹) پانی سے تین بار سے کاسنا (۱۰) وضو کے بعد ہاتھوں کا پانی چھلکانا۔</p>
مستحبات پندرہ ہیں	<p>(۱) وضو کرنے کے لئے اونچے مقام پر بیٹھنا (۲) قبلہ رخ ہونا (۳) منی کے برتن سے وضو کرنا۔ (۴) خود ہی کرنا (۵) فرض واجب کی حد سے زیادہ اعضاء کو دھونا (۶) دھونے کے بعد ہاتھوں کو اترنا (۷) پانی لینا (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۹) وضو میں انگوٹھی کا حرکت دینا (۱۰) کانوں کے مسج کے وقت چھٹی انگلی کانوں کے سوراخ میں ڈالنا (۱۱) ہر عضو دھوتے یا مسج کرتے وقت بسم اللہ اور کلمہ شہادت پڑھنا (۱۲) وضو میں جو قعائیں وارد ہوئیں ان کا پڑھنا (۱۳) بعد وضو کے کھانے یا سورت اور آیت ازلہ پڑھنا (۱۴) پھر دھوتے وقت بائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا اور (۱۵) دھونے کے بعد (۱۶) جازروں میں پہلے ہاتھ پاؤں کا تر کرنا۔</p>
سنتیں پندرہ ہیں	<p>(۱) وضو کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ اور کلمہ شہادت پڑھ کر وضو کرنا (۳) منہ دھونے سے پہلے دھونا (۴) ہاتھوں کو گھٹنوں تک دھونا (۵) تین بار تک کرنا (۶) تین بار تک میں پانی لینا (۷) غیر حرم کو تین مرتبہ ٹوکھٹھی کا خطل کرنا (۸) ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے دھونا (۹) ہاتھوں کی انگلیوں کا خطل (۱۰) پیر کی انگلیوں کا خطل (۱۱) چہرے سے سر کا مسج (۱۲) کانوں کا مسج (۱۳) ہر عضو کا تین بار پے درپے کاٹنا (۱۴) دھونا اور قریب دھونا کرنا۔</p>
واجبات چار ہیں	<p>(۱) اعضاء وضو کو جن باتوں سے چھپایا جائے ان کا دھونا (۲) کپڑوں کا دھونا (۳) ہاتھوں کا دھونا (۴) چہرے کا مسج۔</p>
فرائض چار ہیں	<p>(۱) تمام مساجد ایک مرتبہ دھونا اور دھونے (۲) ہاتھوں کی انگلیوں تک ایک مرتبہ دھونا اور دھونے (۳) چہرے کا مسج (۴) پیر کی انگلیوں تک ایک مرتبہ دھونا۔</p>

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں (۱) منہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کا دھونا (۳) سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پیروں کا دھونا، ان میں سے چاروں چیزوں کا نام وضو ہے۔

پہلا فرض یہ تمام دیکھا ایک مرتبہ دھونا خواہ وضو کرنے والا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھوئے یا خود بخود غسل جائے جیسے کوئی شخص دیکھ کر اس شرط لگائے یا اس کا پانی چیرے سے پڑ جائے اور تمام منہ و غسل جائے۔

(۱) تمام منہ سے مراد وہ سطح ہے جو اذان کے پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونوں کانوں کے نیچے میں ہے۔

(۲) آنکھوں کا جو گوشہ تاک کے قریب ہے اس کا دھونا فرض ہے۔ اور اکثر اس پر سبیل آجاتا ہے اس کو دور کر کے پانی پہنچانا چاہیئے۔

(۳) جو سطح خضاد کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ ٹاڑھی نکلی ہو یا نہیں۔

(۴) ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ ٹاڑھی کے بال اس پر نہ چڑھنا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ ہلکے نظر سے آئے۔

(۵) چونکہ جو حصہ کہ چوتھ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

دوسرا فرض (۱) دونوں ہاتھوں کا کہیں تک ایک مرتبہ دھونا خواہ وضو کرنے والا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھوئے یا اور کسی طریق سے غسل جائیں دونوں ایک مرتبہ ملکر دھوئے یا علیحدہ علیحدہ۔

(۲) انگلیوں کی گنگالی میں بغیر خلال کے پانی نہ پہنچے تو خلال کرنا فرض ہے۔

(۳) کسی شخص کے ایک جانب میں چست دوسری طرف ہاتھ ہوں تو وہ اگر دونوں ہاتھوں میں ہر ایک سے

کام لیتا ہے یعنی چیزوں کو پکڑ سکتا ہے اور اٹھا سکتا ہے تو دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے۔ اسی طرح اگر دونوں

پیروں میں ہر ایک سے پیر کا کام لیتا ہے چل سکتا ہے تو دونوں کا دھونا فرض ہے اور اگر دونوں سے کام نہیں

لے سکتا تھا مگر دونوں چڑھے ہوئے انگوٹھے ہوں تب بھی دونوں کا دھونا فرض ہے اور اگر نہ ہوتے تو ہاتھوں

بلکہ جملہ ہاتھوں کو صرف اسی کا دھونا فرض ہے جو کام دیتا ہے۔

۷۵ دھونا فقہاء کے نزدیک اس کا نام ہے کہ پانی ہاتھ کے ایک مقام سے دوسرے مقام پہنچ جائے ایک کہتے کہ وہ ہاتھ وضو سے دھوئے کے بعد فوراً چنگ جائیں۔ ۱۲ (دشای)

اتحاد یا پر کے درمیان سے اگر دوسرا اتحاد یا پر جم ہو تو اس کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ اس مقام سے جم ہو
جی کا دھونا دوسری فرض ہے مثلاً اتحاد میں کہنی یا کہنی کے نیچے سے جم ہوا یا پیر میں ٹخنے کے نیچے سے جم ہوا اور اگر
کہنی یا ٹخنے کے اوپر سے جم ہو تو اس قدر حصہ کا دھونا فرض ہے جو کہنی یا ٹخنے کے نیچے حصہ کے مقابلہ
میں ہو۔

تیسرا فرض :- سر کے کسی جزو کا مسح

چوتھا فرض :- دونوں پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا بشرطیکہ موزہ پہنے ہوئے نہ ہو مگر انگلیوں
کی گمان میں بغیر خال کے پانی نہ پیچے تو خال بھی فرض ہے۔

۱۱۱۔ اگر ناک سر کے اندر کا دھونا (۱۲) یا دھوسی یا مونچھا یا سبھوں اگر اس قدر گھنی ہو۔
کہ جلد نظر نہ آئے تو اس جلد کا دھونا جس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں (۱۳) وضو
میں جس مقام کا دھونا فرض ہے اگر ان ہاتھوں پر لگ جائے جو جلد تک پانی پہنچنے سے منع ذکر ہے تو اس کا
پورا فرض نہیں مثال سوا اتحاد یا پر پر ہنسی وغیرہ لگ جائے تو اس کا چھڑانا فرض نہیں۔

وضو کے واجبات

دھوس چار واجب ہیں (۱) سبوں یا دھوسی یا مونچھا اگر اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی جلد چھپ
جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر ہاتھوں کا دھونا واجب ہے جن سے جلد چھپی ہوئی ہے۔ پانی
ال جلد کے آگے نہ آئے ہیں ہاتھوں کا دھونا واجب نہیں۔

(۲) کہنیں کا دھونا اگر ایک ہی جانب کسی کے دو ہاتھ ہوں تو اسے دوسرے ہاتھ کی کہنیاں دھونا بھی

اگر بہ اکثر فقہائے کرام حدیث و روایہ کے احکام میں فرض اور واجب کی تفصیل نہیں کی ہے۔ اور ان کی ایک
ہی جگہ جمع کر دیا ہے بلکہ بعض نے واجبات کو بھی فرض ہی کے حصوں سے بیان کیا ہے اور بعض نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وضو اور
فصل میں کہنی واجب نہیں ہے مگر اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ وضو و غسل میں واجب اور فرض دونوں اس یکساں ہیں جب شہر
کے ترک ہونے سے وضو و غسل نہیں ہو سکتا ایسی وجہ کے ترک ہونے سے کہ نہیں ہو سکتا اگرچہ اس کتاب میں غرض یہ کی
اسانی کے لئے وضو کو ایلیہ بیان کیا ہے اور واجبات کو علیٰ اکملہ شأناً فقہائے کرام نے دونوں ہاتھوں کا کہنیں
سمیت دھونا فرض کیا ہے نہ کہ ان میں صرف ہاتھوں کا دھونا کہنیں کا دھونا واجبات ہی کہنا ہے۔

بھی واجب ہے بشرطیکہ دونوں سے کام لے سکتا ہو ورنہ اگر دونوں ہاتھ لے جوئے ہوں تب بھی دوسرے ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہے اور اگر لے جوئے نہیں تو صرف اسی ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہے جو کام دیتا ہے۔ ہاتھ کے درمیان سے اگر دوسرا ہاتھ ... نکلا ہو تو اس کے کہنی یا حصے کا جو کہنی کے مقابل ہو دھونا واجب ہے۔

(۳۱) چوتھائی سر کا مسح کرنا واجب ہے اگر سر پر بال ہیں تو صرف انھیں بالوں کا مسح کرنا واجب ہے جو چوتھائی سر پر ہیں۔

(۳۲) دونوں پیروں کے نشوں کا دھونا واجب ہے اگر روزہ نہ پہنے ہو اگر ایک ہی جانب میں کسی شخص کے دو پیر ہوں تو اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو کہنی کے بیان میں گذری۔

وضو کی سنتیں

وضو میں سنت مکتدہ پندرہ ہیں

(۱) وضو اور اس کے متعلقات مثل استنجاء وغیرہ کے پہلے وضو کی نیت کرنا اور نیت یہ نہیں ہے کہ زبان سے کہہ کہے بلکہ محض یہ امان کر کے کہ میں وضو محض ثواب اور غلہ کی خوشی کے لئے کرتا ہوں نہ اپنے ہاتھ نہ صحت کرنے کے لئے۔ (اور مختار)

(۲) بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَام پڑھ کر شروع کرنا۔

(۳) منہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا نین گٹھوں کے ایک بار دھونا۔ اور واجب ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے تو ہاتھوں کو کچھ کہیں سے دھونا چاہئے۔

(۴) نین بار لگی کرنا لیکن پانی ہر بار دینا ہو اور نہ ہر بار ہوا اور کلی میں اس قدم مبادلہ کرے کہ پانی طلق کے قریب تک پہنچ جائے بشرطیکہ روزہ ولدت ہو اگر روزہ دار ہو تو اس قدم مبادلہ نہ چاہئے۔

(۵) کلی کرنے وقت سواک کرنا، سواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سواک داسنے ہاتھ میں اس طرح لے کر سواک کے ایک سرے کے قریب ہاتھ کو دھوا اور دوسرے سرے کے نیچے آغیر کی اٹھلی اور درمیان میں اوپر تک جانب اور اٹھلیاں رکھے اور منھیں اندھ کر نہ پچھڑے اور پہلے اوپر کے ہاتھوں کے طول میں داہنی طرف کرے پھر بائیں طرف اس طرح پھر نیچے کے ہاتھوں میں، اسی طرح اور ایک بار سواک کر لے کے بعد سواک کرے

م اللہ تعالیٰ لا ۲۷ م نے کہ اور اس کا شکر کہے جبکہ اس نے اسلام سے مشرف کیا۔ ۱۲۔

منہ سے نکال کر چھڑ دے اور اندر فریانی سے جھگو کر پھر کرے اسی طرح تین بار کرے اس کے بعد مسواک کو دھو کر دروازہ پر دے کھڑکی کے رکھ دے۔ زمین پر دو لیے ہوا رکھ دے دانتوں کی عرض میں مسواک نہ کرنا چاہیے۔

مسواک ایسی خشک اور سخت لکڑی کی نہ ہو جو دانتوں کو نقصان پہنچا دے اور نہ ایسی تراش نرم کہ میل کو صاف نہ کر سکے بلکہ متوسط ہے کی چوڑ بہت سخت نہ بہت نرم نہ ہریے درخت کی بھی نہ ہو۔ پیلو یا زیتون یا کس کوڑے درخت کی مثل نیم و طبر کے جو تو ہیرے۔ لبائی میں ایک بالشت کی جڑا چاہیے مقدار سے تراشے تراشے اگر کم ہو جائے تو سناٹہ نہیں مرنائی میں مانگو شے سے زیادہ نہ ہو سیدھی ہو گردہ دار نہ ہو اگر مسواک نہ ہو یا دانت نہ ہوں تو کپڑے یا انگلی سے مسواک کا کام لینا چاہیے۔

۱۵ تاک میں تین بار پانی لینا اور ہر بار پانی ہوا اس قدر بابتھ کیا جائے کہ پانی نختوں کی جڑ تک پہنچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو۔

(۸) تین بار اس شخص کو منہ دھونے کے بعد جو محرم نہ ہو نازھی کا خلال کرنا بشرطیکہ نازھی گھنی ہو خلال کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ داہنے چلو میں پانی لے کر غڑائی کے نیچے کے باؤں کی چوڑوں میں ڈالے اور ہاتھ کی پشت گروں کی طرف کر کے انگلیاں باؤں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی جانب بے جائے۔

(۹) ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے دھو لیگیوں کی طرف سے۔

(۱۰) کہیں تک تین بار ہاتھ دھونے کے بعد ہاتھوں کی انگلیوں کا تین بار خلال کرنا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی پھیلی ہمد کہ کر اوپر کے ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھینچے۔

(۱۱) تین بار پیر کے دھونے کے وقت ہر ایک انگلیوں کا ہر بار خلال کرنا پیر کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھٹی انگلی سے کرنا چاہیے اس طرح کہ داہنے پیر کی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھٹی انگلی پر ختم کرے (۱۲) پیر سے ایک ایک بار مسح کرنا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں اور پھیلیوں کے سر کے

محرم اس شخص کو کہتے ہیں جو نماز کے بعد سے اوپر ہاتھ محرم دھونے کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ خلال کرنے میں ہاتھ نہ لگائے۔ چاروں طرف کو بال کا مسح ہے۔ ۱۳۔ ہاتھ کی انگلیوں کا خلال اس وقت مسنون ہے کہ جب انگلیوں کی گمانی میں پانی پہنچ جائے اور اگر پانی نہ پہنچے تو فرض ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور یہی کیفیت پیر کی انگلیوں کے ساتھ کی جاتی ہے۔ ۱۴۔

بعض فقہاء نے سر کے مسح کا دستور طریقہ بھی لکھا ہے مگر صحیح اور آسان یہی ہے جو لکھا گیا۔ ۱۵۔

سر کے آگے کے حصہ پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جائے اور پھر پیچھے سے آگے لے جائے۔

(۱۲) سر کے مسج کے بعد کانوں کا مسج کرنا لیکن کانوں کے مسج کے لئے از سر نو دم بخون کو ترک کرے بلکہ سر کے مسج کے لئے ترک کرے اس کے لئے بھی کافی ہے اس اگر سر کے مسج کے بعد عام یا ٹوپی یا اند کوئی ایسی چیز چھوئے جس سے ہاتھوں کی تری جاتی رہے تو پھر دوبارہ ترک کرے۔ کانوں کے مسج کا یہ طریقہ ہے کہ چھوٹی انگلی کو کان کے سوراخ میں ڈال کر حرکت دے اور شہادت کی انگلی سے کان کے اندر دبی جتنے کانگوٹھے سے ان کی پشت پر مسج کرے۔ (اسحار الرائق)

(۱۳) ہر عضو کا تین بار اس طرح دھونا کہ ہر بار پورا غسل جائے اور اگر ایک بار آدھا اور پھر دوسری بار باقی دھویا تو یہ دوبارہ نہ سمجھا جائے گا بلکہ ایک ہی بار سمجھا جائے گا۔

(۱۴) وضو اسی ترتیب سے کرنا جس ترتیب سے کھنا گیا یعنی پہلے کان پھر ناک میں پانی لینا پھر منہ دھونا پھر سر ٹاڑھی کا غلال پھر ہاتھوں کا دھونا پھر انگلیوں کا غلال پھر سر کا مسج پھر کانوں کا مسج پھر ہریوں کا دھونا پھر پیر کی انگلی کا غلال۔

(۱۵) داہنے عضو کا بائیں عضو سے پہلے دھونا۔

(۱۶) ایک عضو کے دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں اس قدر درجہ حرارت کا پہلا عضو اور دوسرا عضو کے مستقل ہونے کے خشک ہو جانے۔ ہاں اگر کسی ضرورت کی وجہ سے اس قدر درجہ حرارت نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔

(۱۷) دھونے کے وقت اعضا کو ہاتھ سے لٹکانا اور ہاتھ کا اعضا پر پھیرنا۔

وضو کے مستحبات

وضو میں چار چیزیں مستحب ہیں۔

۱۔ وضو کرنے کے لئے کسی اونچے مقام پر بیٹھا اگر مستقل پانی جسم اور کپڑوں پر نہ پڑے

۲۔ وضو کرنے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھا

۳۔ وضو کا برتن مٹی کا ہونا۔

۴۔ وضو کرنے میں کسی سے مدد لینا یعنی دوسرے شخص سے اعضائے وضو کو نہ دھلانا بلکہ خود ہی دھونا

اور اگر کوئی دوسرا شخص پانی دیتا جائے اور اعضا کو خود ہی دھونے لگے تو مضائقہ نہیں۔

- ۵۔ اعضا کو جہاں تک دھرتا فرض یا واجب ہے اس سے زیادہ دھرتا لانا۔
- ۶۔ دہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔
- ۷۔ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
- ۸۔ انگوٹھی وغیرہ اگر ایسی ہو کہ جسم کو پانی پہنچنے سے منع نہ کرے تو اس کا حرکت دینا۔
- ۹۔ کانوں کے مسج کے وقت چھوٹی انگلی کا دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالنا۔
- ۱۰۔ پیرو دھرتے وقت دہنے ہاتھ سے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے ملنا۔
- ۱۱۔ جانوں کے موسم میں پہلے ہاتھ پیروں کو تر ہاتھ سے ملنا کہ تمام عضو دھرتے وقت پانی آسانی سے پہنچ جائے۔
- ۱۲۔ ہر عضو دھرتے وقت بائیں ہاتھ سے دقت بسم اللہ اور کئی شہادت پڑھنا اور عبارت کی نیت کرنا۔
- ۱۳۔ وضو میں اللہ وضو کے بعد پڑھنا میں حدیث شریف میں دکر ہوئی ہیں ان کو پڑھنا۔
- ۱۴۔ وضو کے پہلے چہرے پانی کا کھر سے چھ کر لینا۔

وضو کے مکروہات

- ۱۔ جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں ان کے خلاف کرنے سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے۔
- ۲۔ پانی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔
- ۳۔ پانی کا اس قدر کم خرچ کرنا کہ میں سے اعضا کے دھرتے میں نقصان ہو۔
- ۴۔ حالت وضو میں کوئی دنیا کی بات بلا قصد کرنا۔
- ۵۔ بلا قصد دھرتے اعضا کا وضو میں دھرتا۔
- ۶۔ متعدد دھرتے اعضا پر ہلکا سے چھینٹا لانا۔
- ۷۔ تین اجنبی زبان اعضا کو دھرتا۔
- ۸۔ تھپاتی سے تین بار مسج کرنا۔
- ۹۔ وضو کے بعد دھرتوں کا پانی چھو کرنا۔

تین اجنبی وضو کے طریقہ میں گدہ لکھی ۱۰۔

وضو دو قسم کی چیزوں سے ٹوٹتا ہے ۔ ایک وہ جو انسان کے جسم سے نکلیں دوسری وہ جو اس کو طہاری ہوں جیسے میوہ شی اور سونا وغیرہ۔

پہلی قسم کی دوسری میں ایک وہ خاص حصہ اور مشترک حصہ سے نکلے جیسے شیشا پاخانہ وغیرہ دوسری وہ جسم کے باقی مقامات سے نکلے جیسے تے خون وغیرہ

پہلی قسم کی اول صورت :- ۱۔ زندہ آدمی کے خاص حصہ سے کوئی چیز سوا ہوا کے نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ خواہ وہ چیز پاک ہو جیسے

نکھر چھر وغیرہ یا نا پاک ہو جیسے پاخانہ شیشا، ہڈی وغیرہ

۲۔ مرد یا عورت اگر اپنے خاص حصہ میں کچلا اور دنی وغیرہ رکھیں اور یہ کچلا پینا یا سے تر ہو جائے اور کچلے کے باہر کی جانب میں اس کا اثر معلوم ہوا تو وضو ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ یہ کچلا وغیرہ خاص حصہ کے اندر چھپ نہ گیا ہو۔ حاصل یہ کہ نجاست کے نکلنے سے وضو اس وقت جائز ہے کہ جب وہ نجاست جسم سے جدا ہو جائے یا ظاہر ہو۔

۳۔ زندہ آدمی کے مشترک حصہ سے اگر کوئی چیز نکلے خواہ پاک ہو جیسے نکھر چھر وغیرہ یا نا پاک ہو جیسے پاخانہ وغیرہ تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ اگر کسی عورت کا خاص مشترک حصہ سے مل کر ایک ہو گیا ہو تو اس کے جس حصہ سے ہوا نکلے وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ اس کے دونوں حصوں میں اب فرق باقی نہیں رہا۔

۵۔ اگر کسی شخص کے جسم میں مردانہ عورت دونوں کے اعتبار ہوں اور اس کا مردانہ عورت ہونا مقصود نہ ہو تو اس کے جس عضو سے ہوا نکلے وضو ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ اگر کسی شخص کے مشترک حصہ کا کوئی جزو باہر نکلے جس کو ہمارے عورت میں کاٹھ بھٹا کہتے ہیں، تو اس سے وضو جائز ہے خواہ وہ کچلا ہو یا کسی لکڑی کچلے، یا سختہ وغیرہ کے خدائیہ سے اندر پہنچا یا جائے۔

۷۔ اگر کوئی چیز مشترک یا خاص حصہ سے کچل کر پھر اندر چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۸۔ بیض یا اس سے کہ اگر چھپ جائے گا تو پھر نہ ہونے سے وضو جائے گا۔ ۱۲۔

۹۔ اس مسئلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے اکثر یہ کہتے ہیں کہ اگر خود جو عائد چلا جائے تو وضو جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ ہاں یہ وضو جائز ہے تاہم وضو کا ٹوٹنا حدیث کے خلاف ہے۔ ۱۳۔

مثال۔ ۱۔ عورت کے خاص حصہ سے لڑکے کا کوئی جو مثل مرد وغیرہ کے منجلی کر بچہ راند چلا جائے خواہ وہ جو بچہ باہر نکلا تھا نصف ہو یا نصف سے کم یا زیادہ بشرطیکہ خون نہ نکلے۔ ۲۔ مرد یا عورت کے مشترک حصہ سے یا خاندان وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکل کر راند چلا جائے۔ ۳۔ اور اسی طرح آنت وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکل کر راند چلا جائے۔

۸۔ اگر کسی کے مشترک یا خاص حصہ کے قریبہ ذمہ ہو کر یا لود کسی طرح کوئی سوراخ ہو جائے تو اس کا دہنی حکم ہوگا جو اس حصہ کا ہے بشرطیکہ اس سوراخ سے وہ نجاست مادہ نہ نکلے جو جو اس کے قریب کے حصہ سے نکلتی ہے۔

مثال۔ ۱۔ مشترک حصہ کے قریب ہو اور اس سے پاخانہ نکلے جو۔ ۲۔ خاص حصہ کے قریب ہو اور اس سے پیشاب وغیرہ۔

۹۔ اگر کسی کے مشترک حصہ میں کوئی چیز مثل لکڑی یا انگلی یا کپڑے وغیرہ کے ٹالی چاٹے یا عمل (مقتضیٰ) لیا جائے غلہ وہ خود لے لے اسے یا کوئی دوسرا واجب وہ چیز باہر نکلے گی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۱۰۔ منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مثال۔ کسی شخص نے کوئی اوجھا استعمال کیا کسی اپنے مقام سے گریز اور اس انداز سے منی بغیر شہوت خارج ہوگئی۔ ۱۱۔ جن چیزوں کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے۔ جیسے حیض، نفاس، منی وغیرہ ان سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

پہلی قسم کی دوسری صورت

۱۔ نندہ یا کسی کے جسم سے اگر غلہ یا بیب یا اور کوئی ناپاک چیز نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ کوئی چیز انسان کے جسم سے نکلے جائے یا اپنے مقام سے بہرے کہ اس مقام پہنچے جائے جس کا دوسرا وضو غسل میں فرض یا واجب ہے۔

۲۔ غلہ اس سے کہ کسی نے کہ اگر غلہ نکلے گا تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اس کا عمل آگے لکھا جاتا ہے۔ ۱۲۔

۳۔ غلہ اس سے کہ کسی نے کہ اگر غلہ نکلے گا تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اس کا عمل آگے لکھا جاتا ہے۔ ۱۳۔

پہلی قسم کی دوسری صورت سے علم حاجی کے نزدیک ضرور ٹوٹ جاتا ہے امام شافعی کے نزدیک نہیں امام صاحب کے موافق صاحب کا بھی ایسی ہی مذہب ہے۔ مشرور وضو اور ان سے وضو ٹوٹ جائیگا اور اس کا عمل آگے لکھا جاتا ہے۔ ۱۴۔

اور اگر کوئی نہ دہنی اور تفصیل میں اصل کا خوف نہ ہوتا تو اس کا کوئی نہ تاخر تک نہ۔ ۱۵۔

- ۲۔ اگر کسی زندہ آدمی کے جسم سے کوئی ناپاک چیز نکلے ادا اپنے مقام سے نہیے گرا بیسی ہو کہ اگر جسم پر چھری پڑی جائے تو ضرور اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۳۔ زخم سے خون یا پیپ نکلے یا نکلا جائے اور زخم ایسی جگہ ہو جس کا دھونا مسفرنہ ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا۔
- ۴۔ قصد میں خون اگر اپنے مقام سے نکلے لیکن جسم کے کسی حصہ پر نہ پہنچے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۵۔ جو تک یا کھنکش یا اد کوئی جا تو اگر اس کا خون پٹنے کا وہ اگر جسم پر چھوڑا جائے تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۶۔ خون ناک سے نکل کر تختے میں آ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۷۔ اگر زخم سے نرہ تو اس خون یا پیپ کوئی بار نکلے اور ہر بار پڑنے سے سات کر دیا جائے یا مٹی وغیرہ ڈال کر خشک کر دیا جائے تو ہر بار جو نکلا ہے وہ اگر اس قدر ہو کہ اگر نہ پڑی جاتا تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۸۔ زخم پر چٹی یا ندھری گئی ہو اور خون یا پیپ چٹی کے اوپر سے ظاہر ہو تو اگر اس قدر ہو کہ اگر چٹی نہ ندھی ہو تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۹۔ رانٹ یا بیت یا منہ سے اگر منہ کی طرف سے خون ساکی نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا خواہ منہ بہر کر چڑیا نہیں۔
- ۱۰۔ اگر کسی کے منہ یا ناک سے خون خشک یا ناک کے دھاب کے ساتھ لاپہا نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ خون غائب ہو یا برابر اور سی حکم پیپ خشک وغیرہ غائب یا برابر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۱۱۔ خشک اور پاک شے کے اگر کوئی ناپاک شے سے نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ ایک منہ سے ہو اور منہ بہر کر ہو خواہ وہ خون بہت ہو یا پت ہوں یا نکلا۔
- ۱۲۔ اگر خون بہت یا نکلا وغیرہ کسی پاک شے کے ساتھ مکر نکلیں جیسے خشک بنفہ وغیرہ تو اگر خشک کم ہو یا برابر تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۱۳۔ اگر ایک منہ سے کوئی بار تھوڑی تھوڑی سی تہ ہو اور ہر بار کی تہ سے منہ بہر کے کو سب دھنکی تہ

۱۴۔ شہناک کے اس حصہ کو کہ چھری پر پڑی تک کا خون نکلے سے وضو ٹوٹ جائیگا جس کے کا حکم کا ایسا حصہ ہو جس کا دھونا مسفرنہ میں واجب ہے۔ ۱۵۔ خون کا غائب یا برابر ہونا تک سے معلوم ہوتا ہے مگر شہناک کے تو خون غائب یا برابر ہونا جائیگا اور تک نہ ہو تو خشک غائب ہے۔ ۱۶۔ تھوڑی تھوڑی تہ سے ایک خشک کی شہناک کے نکلنے کو کہ زخم بدل جائے تو وضو نہ ہو جائیگا نہ کسی کی عیادت یا طبیعت یا اس کے سے اور بہر حکم ہو جائے یا منہ سے منہ سے جاتی ہے اور بہر طبیعت، منہ سے تو یہ دوسری تہ بھی جائیگی اور سب تک بھی جائیگی، ان دونوں کو ایک منہ سے بھی جائیگی۔ (تیسری تہ کا حکم نہ لکھا گیا)

اگر لائی جائے تو نہ بھر کر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے

- ۱۳۔ کسی شخص کی آنکھ سے کچھ اسیل (اگر کچھ کہیں آنکھوں سے پانی بہتا ہو تو اس کا وضو پانی بہنے سے ٹوٹ جائیگا
- ۱۵۔ جسم کے کسی حصہ سے سپید پانی نکلے اور اس کے نکلنے سے انسان کو تکلیف ہو تو وضو ٹوٹ جائے اگر خواہ ظاہر میں کوئی زخم معلوم ہو یا ہو یا نہیں اور اگر اس کے نکلنے سے تکلیف نہ ہو مگر کوئی طیب حافق تصویر کرے یا کسی طریقہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ پیپ ہے اور کسی زخم سے آئی ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائیگا۔

۱۔ جن حالتوں میں عیاشی و خاس دوست نہیں دیتے ان میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

دوسری قسم ۱۔ مثال راجت یا پٹ یا کروٹ یا اور کسی ایسی ہیئت پر سو جائے کہ جس میں سر میں زمین سے علیحدہ ہو جائیں خواہ وہ شخص سوئے جس کو خرورج رنج کا مرض ہو یا اور کوئی۔

- ۱۔ نماز اور تلاوت اور شکرانہ کے بعد دل کے سوا کسی اور جگہ میں ہیئت مستوفیہ کے خلاف سو جائے۔
- ۲۔ جو مریض لیٹ کر نماز پڑھتا ہے وہ نماز میں سو جائے۔
- ۳۔ خاص نماز میں دو نمازوں کے درمیان سو جائے خواہ رافوں پر سر رکھ کر یا کسی اور طرح بشرطیکہ دونوں ایڑی زمین سے علیحدہ ہوں۔

۵۔ جو شخص زمین پر اس طرح بیٹھا ہو کہ سر میں زمین سے علیحدہ ہوں وہ اگر سو جائے اور سونے کی حالت میں زمین پر اس طرح گرے کہ سر میں زمین سے علیحدہ ہو جائیں تو وہ اگر زمین پر گرنے سے پہلے بیدار نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے۔

۶۔ کسی مرض یا عید و غیرہ سے مہوش ہو جائے۔

۷۔ کسی ناشی چیز کے استعمال سے نشہ پیدا ہو۔

۸۔ کسی باغ کا دروازہ صحت بجا استیصالی جنازے کے سوا اور کسی نماز میں تہجد ادا

۹۔ دو یا باغ آدمیوں کی شرمگاہیں بشرطیکہ ان میں عیاشی خواہ دونوں مردوں یا عورت یا ایک مرد اور دوسری عورت بشرطیکہ درمیان میں کوئی ایسی چیز حائل نہ ہو جس کی وجہ سے ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس نہ ہو سکے۔

۱۔ نماز میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ قصداً سوئے یا بے قصد سرین زمین سے جلا رہیں

۲۔ اگر کسی شے سے ٹیک (مہلا) لگا کر سوجائے لیکن سرین زمین پر رہیں تو وضو نہ جائے گا اگرچہ ٹیک اس طرح لگائے گا کہ وہ شے جس پر ٹیک لگائی ہے علیحدہ کر جائے تو سرین زمین سے علیحدہ ہو جائیں۔

۳۔ مسجد میں سونے سے وضو نہیں جاتا خواہ مسجد نماز کا پہلا گھنٹہ کا یا تنگ گھنٹہ کا۔

۴۔ نماز اور تلاوت اور شکرانہ کے بعد جس کے سوا کسی اور مسجد میں سونے سے وضو اس وقت نہ ٹوٹے گا جب کہ یہ مسجد اسی ہیئت سے کیا جائے جس ہیئت سے مستثنیٰ ہے لیکن یہ شرط مرد کے لئے ہے نہ عورت کے لئے عورت کا وضو غیر مسنون مسجد میں سونے سے بھی نہ جائے گا۔

۵۔ اگر کوئی شخص زمین پر چڑھ کر اس طرح سوجائے کہ سرین زمین سے علیحدہ نہ رہیں پھر وہ غیبتی میں زمین پر گر پڑے تو اس کا وضو نہ جائے گا بشرطیکہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی بیدار ہو جائے۔

۶۔ اونٹن سے وضو نہ جائے گا۔

۷۔ اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائیگا۔

۸۔ نابالغ کے قبضہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ نماز میں ہو۔

۹۔ نماز میں اگر کوئی شخص سوجائے اور سونے کی حالت میں قبضہ لگائے تو وضو نہ جائے گا۔

۱۰۔ جنازہ کی نماز اور تلاوت کے بعد میں قبضہ لگانے سے وضو نہیں جاتا نابالغ جو یا نابالغ۔

۱۱۔ نعلین اور تبسم سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ نماز میں ہو۔

باب ہم نے اس نے قائل کیا کہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ جن میں یہاں سے عام واحد کے نزدیک وضو نہ جاتا

ہے اور دوسرے نہ کہ نزدیک نہیں ٹوٹتا اور ایسی صورتوں کے بیان کرنے کی ہرگز وجہ سے ضرورت ہے ہم شہادت میں کہ

چکے ہیں کہ جن صورتوں میں ہمارے یہاں وضو نہ جاتا ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا ہے ان میں وضو نہ

ہذا اگرچہ یہ باب قائل نہ کرتے تو وہ صورتیں ہمارے عین نظر میں تھیں کہ کچھ معلوم ہوئی۔ اللہ ہی کو پتہ ہے کہ امام صاحب کا

قریب یکسانیت حدایت کے موافق ہے اور یہ کہ یہ بھی منظور ہے کہ ہمارے عین نظر میں فقیر بن جائیں۔ ۱۲۔

ایں حالت میں صاحب ہدایہ نے وضو نہ کرنے کو کھلے کر منع نہیں فرمایا ہے کہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۳۔

مسجد کے سنون ہیئت کو بیان فرمانے کے بیان میں ہوگا۔ ۱۴۔ مسجد محکمہ و خیمہ میں ایسی خلیفہ نماز ہو کہ پس کا آدمی نہ

سکے ۱۵۔ جسم نہ پوشی میں یا نعلین یا دھرم میں کہ ہمارے عین میں سکنا کہتے ہیں۔ ۱۶۔

۴۱- مرزا عورت اپنے خاص حقہ میں تمل یا کوئی دوا لیا یا فی ڈالیں پچکھادی سے یا کسی طرح اسدوہ اپر نکل آئے تو اس سے وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ خاص حقہ میں نجاست نہیں رہتی تاکہ یہ احتیاط ہو کہ نہ تمل وغیرہ اسی نجاست پر ہو کر ڈالیں یا یا ہے۔

۱۳۔ لکھنا نے سے دفعہ نہیں جاتا خواہ پروا دی۔

۱۳۔ نہان یا جسم کے کسی حصہ کو ایسی چیز تکلیف دہ کر کے چھلنے سے تکلیف دہ کر اور کسی طریقہ سے زخم کا مہر یا معلوم دھوکہ دینا نہ جائے اور مثال مکان سے میل نکلے یا جسم کے کسی حصہ سے سپید پانی نکلے۔

۱۵۔ صورت کی پستان سے اور دم نکلنے سے وضو نہیں ہوا، خود دودھ غریب کے یا غریبہا کے لئے لڑا کر ہے۔

۱۶۔ تاکہ سے اگر خونِ محفلے ملے گا اس مقام تک نہ پہنچے چل رہا ہے تو حضورِ جیلے گا۔

۷۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو حاکمیت سے کالے یا بچلے اے اس پر غور کا اثر پڑا جیسے تو گنہگار یا باوجود حاکموں پر نہ کہ کروڑ بکھا جائے اگر اس پر غور نہ کیلے تو وہ سو نہ رہے گا۔

۱۸۔ مولا علیؑ اہل بیت کا سرور و پیکر ہے۔ بائیسویں نبی ہونے والے سے وہ اپنا سرور دیکھنے سے دشمن ہو جائے گا۔

۱۹۔ مروجہ صورت یا صورت کا خاص حصہ یا کسی کا مشترک حصہ یا اپنا خاص حصہ ٹھہرنے سے دستور دیا جائے گا۔ اور اس کی طرح صورت کا دستور یا مروجہ خاص حصہ یا مشترک حصہ یا اپنا خاص حصہ یا مشترک حصہ ٹھہرنے سے دستور دیا جائے گا۔

۲۰۔ اگر کوئی مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں کوئی چیز مثل روتی کپڑے وغیرہ کے رکھائیں اور بوجھتے انھیں سے نکل کر اس کپڑے کو تر کر دے تو وہ خون نہائے گا بشرطیکہ کپڑے کے باہر کی جانب اس نجاست کا کچھ اثر نہ ہو یا وہ کپڑا اس خاص حصہ میں اس طرح رکھا جاوے کہ باہر سے نظر نہ آوے

۱۱۔ جس کو چاہے عفت میں اختلا کرتے ہیں ناکامی میں زور دیتی ہے۔

اس مسئلہ میں ہمارے سرور اقدس امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سخت اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ مروکوا یا خاص خصوصاً ائمتہ کا خاص مقتدا کسی کا اختیار ہے خود لوگ جانتے ہیں کہ یہاں امام شافعیؒ اور ان کے متبعین کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ان بیانات کا ذکر کرنا ہی بہت سے مقدس فقہاء کے مبارک دماغوں سے ٹپکتی رہی لیکن قول کا لغت ہے اور اگر لغت ہی پر کیا کہ امام صاحب کے اس منصب پر رعایت اور ولایت کے طریقہ سے کچھ بڑے دینی تب بھی بہت طول ہو جائے گا لہذا ہم اس قول پر اکتفا کرتے ہیں کہ امام صاحب کا نائب رعایت اور ولایت دونوں کا حامل ہے بہت کم و نہایت قابل قبول ہے نہ دعا صاحب فرسیت کی جہاں شبہ سے متعلقہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲۔

مثال ۱۰۔ کسی مرد نے اپنے خاص حصہ میں مدنی سکلی اور پشایابی نامی نے اپنے مقام سے اگر اس مدنی کو گرو
مگر اس مدنی کا وہ حصہ باہر سے دیکھائی دیتا ہے تو نہیں ہلا وہ مدنی اس حصہ میں ایسی چھپی ہوئی ہو کہ با
ہر اہل نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اگر لے دی توئی تو ہو جائے تب بھی اس مرد کا وضو نہ جائے گا
۱۱۔ کسی عورت نے اپنے خاص حصہ میں مدنی یا کپڑا دیکھا یا پشایابی یا عیض نے اپنے مقام سے اگر اس مدنی
یا کپڑے کو تر کر دیا مگر مدنی یا کپڑے کا وہ حصہ جو باہر سے دیکھائی دیتا ہے تو نہیں ہوا یا وہ مدنی اور کپڑا
خاص حصہ میں ایسا چھپ گیا ہو کہ باہر سے نظر نہ آتا ہو تو اس صورت میں اگر پھٹی مدنی یا کپڑا تو ہو
تب بھی اس عورت کا وضو نہ جائے گا۔

۱۲۔ اگر کوئی مویا عورت اپنے مشترک حصہ میں مدنی یا کپڑا دیکھ کر کہیں اور اس مدنی یا کپڑے کا وہ حصہ
اندھ رہے یا سست سے تر ہو جائے مگر وہ حصہ جو باہر سے نظر نہ آتا ہو تو بھی تر ہو جائے اور وہ مدنی وغیرہ
مشترک حصہ میں ایسی چھپ گئی ہو کہ باہر سے نظر نہ آتی ہو تو ان سب صورتوں میں وضو نہ جائے گا۔
۱۳۔ اگر کوئی شخص کسی مرد یا عورت کے ساتھ بیکلام کرے تو اس کا وضو نہ جائے گا جب تک کہ نہ ہی یا مٹی
نہ بجلی۔

۲۲۔ اگر باغ کے ساتھ یہ فعل کیا جائے تب بھی بڑی مٹی یا لٹکائی کے نیچے ہوئے وضو نہ جائے گا بشرطیکہ
باغ ایسا یا باغی ہو کہ اس کے ساتھ کرنے میں مشترک حصہ اور خاص حصہ کے مل جانے کا خوف ہو۔
۲۳۔ مٹی اپنے مقام سے نکلی مگر اس نے اپنے خاص حصہ کو اس زود سے دبا لیا کہ مٹی باہر بالکل نہ نکلی تو وضو
نہ جائے گا۔

۲۵۔ اگر وہ شخص اپنے حصوں کو لہریں مگر وہ مٹی میں مثل ہو کر پڑے وغیرہ کے کوئی ایسی چیز حائل ہو جو ایک
دوسرے کے جسم کی حرارت دھونس ہونے سے وضو نہ جائے گا جو او دونوں مرد و عورتوں میں
عورت یا ایک عورت اور دوسرا مرد باغی ہوں یا نا باغی

۲۶۔ آنکھ کے اندر اگر خون یا پیپ پیچہ ادا آنکھ سے باہر نہ آئے تو وضو نہ جائے گا
۲۷۔ زخم سے خون دیکھ کر زخم کی مہر سے اوڑھ لیا ہو جس کا دھونا نقصان کرے تو وضو نہ جائے گا۔
۲۸۔ چودہ شراب پینے والے کے بدن سے پسینہ نکلے تو اس سے وضو نہ جائے گا
۲۹۔ زخم سے اگر کپڑا یا گوشت کا ٹکڑا گر پڑے یا اچھا نکلے وضو نہ جائے گا۔

۳۰۔ اس نکلنے آنکھ پر یا اس حصہ جس کے ایک کونے کا وہ حصہ میں حکم ہے نہ غسل ہے۔ ۱۱

۳۱۔ ایسی حالت میں بعض فقہاء کہتے ہیں کہ وضو اگر چاہے مگر صحیح ہے کہ نہیں جاتا۔ ۱۲

۳۰۔ خشک یا بلغم اگر کسی ایسی شے کے ساتھ مش کھانے یا پت یا ایسی شے کے ساتھ جوتے میں نکلے وہاں خایہ کے پاک ہو تو اس صحت میں اگر خشک اور بلغم زیادہ ہو اور وہ چیز کم اور اس قدر ہو جس سے منہ نہ بھر سکے تو وضو نہ جائے گا اور خشک اور بلغم اور وہ چیز برابر ہو مگر دونوں میں کوئی اس قدر نہ ہو جس سے منہ نہ بھر سکے تب بھی وضو نہ جائے گا۔

۳۱۔ اگر کوئی چیز تے میں نکلے جیسے کیرا وغیرہ تب بھی وضو نہ جائے گا۔

۳۲۔ اعضائے وضو اگر زخم ہو اور وضو کے بعد اس زخم کے اوپر کی کھال جدا کر دی جائے تو اس سے وضو نہ جائے گا نہ اس مقام کے دوبارہ وضو نہ کی ضرورت ہوگی خواہ جلد کے جدا کرنے سے تکلیف ہو یا نہ ہو۔

۳۳۔ وضو کرنے کے بعد اگر سر یا غلامی کے بال یا جنوری منڈھا دی جائیں تو اس سے وضو باسرا مسح باطل نہ ہوگا یعنی اس کے بعد دوبارہ وضو باسرا مسح یا اس مقام کے وضو نہ کی جہاں کے بال منڈوائے گئے ہیں حایث نہیں۔

۳۴۔ بٹ سے ہوتے آخون اگر وضو کے بعد کنوا دے جائیں تو وضو نہ جائے گا اور غلامی مقام کے دوبارہ وضو نہ کی ضرورت ہوگی جو تاخون کٹ جانے سے مکمل گلیا ہے۔

۳۵۔ پاک چیز کے جسم سے نکلنے سے وضو نہیں جاتا جیسے آنکھوں سے آنسو یا جسم سے پسینہ۔

۳۶۔ خشک یا بلغم اگر منہ سے نکلے تو وضو نہ جائے گا خواہ کوئی ہی کیوں نہ ہو یعنی منہ بھر بھی ہو تو وضو نہیں جاتا۔

۳۷۔ کوئی گناہ کرنے سے کیا کافر ہو جانے سے افروز یا شہ منہ وضو نہیں جاتا۔

۳۸۔ اونٹ یا گورشت یا اور کوئی بک ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں جاتا۔

مثال۔ کسی نے وضو کیا اس کے بعد اپنے کسی بھائی کی خبیث کی یا جھوٹ بولا یا کافر ہو گیا اس وقت اگر وہ اس کا وضو نہ جائے گا نہیں وہ خبیث کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا اور وہ کافر بعد مسلمان ہونے کے اسی وضو سے بشرطیکہ اور کسی وجہ سے نہ تو ناچو نہ پڑھ سکتا ہے۔

موزوں کا مسح۔ ہم وضو کے چارے فرض ہیں کہ جس کی وضو کا چوتھا فرض دونوں پیروں کا خشون تک ایک مرتبہ وضو یا بشرطیکہ موزے پہنے ہوئے نہ ہو اور اگر موزے پہنے ہو تو اس کا حکم وہاں نہیں بیان کیا گیا لہذا اب ہم اس کا حکم لکھتے ہیں۔

۱۔ امام پاک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ یا گورشت کھانے سے وضو چلا جائے۔ ۱۷۔

اگر کوئی شخص پیروں میں موزے پہنے ہو تو اس پیروں کا دھونا فرض نہیں بلکہ بھائے پیروں کے دھونے کے صرف ایک مرتبہ دو دفعوں موزوں کا مسح کافی ہے۔ در صورتیکہ مسح کے سبب شرائط موجود ہوں جائیں جن کی تفصیل آگے معلوم ہوگی۔

وضو کے وقت پیروں سے موزوں کا اتار کر پیروں کا دھونا اور پھر موزوں کا پہنا مشقت سے خالی رہتا خصوصاً محبت کے اوقات میں، اور اس ملک کے لوگوں کو جہاں موزے پہننے کا عموماً دستور ہے جیسے عرب، ترکیستان اور اکثر بلادِ عجم میں اس نے ضمیمہ حقیقی نے بعض اپنے لفظ ذکر مے سے اس مشقت کو مبرا فرمایا اور بھائے اس کے صرف ایک ایک مرتبہ دونوں موزوں کے مسح کو قائم فرمایا اور اپنی حکمت بالفہ اس کے لئے چند قسوسط مقرر فرمائے جو یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ موزوں کا مسح اسی آست کے ساتھ خاص ہے۔ اگلی آفتیں اس الہام میں شریک نہیں۔

۱۔ جن موزوں پر مسح کیا جائے وہ ایسے ہونا چاہئیں کہ پہننے سے پہلے اس صفحہ مسح کی شریطیں :- کو چھالیں جس کا دھونا وضو میں فرض ہے ہاں اگر اتار کی پھوٹی اگلی کی برابر تین انگلیوں سے کم نکلا رہ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

۲۔ موزے کا اس قدر پھٹا ہونا جو مسح کو مانع ہو گا اس سے کم پھٹا ہو تو حرج نہیں۔

۳۔ موزوں کا پیر کی جلد سے متصل ہونا اس قدر بڑے نہ ہوں کہ کچھ حصہ ان کا پیر سے خالی رہ جائے اور اگر بڑے ہوں تو موزوں کے اسی حصہ میں مسح کیا جائے جس میں پیر ہے۔

۴۔ موزوں میں ان چار دستوں کا ہونا (۱۱) ایسے درزی ہوں کہ بغیر کھوپڑے یا بندے ہونے کیروں پر کھوپڑے (۱۲) ایسے گندے ہوں کہ ان کو پہن کر تین میل یا اس سے زیادہ چل سکیں (۱۳) ایسے ہونے کہ ان کے نیچے کی جلد نظر نہ آئے (۱۴) پاؤں کو جذب نہ کرتے ہوں یعنی اگر ان پر پاؤں ڈالا جائے تو ان کے نیچے کی سطح تک نہ پہنچے۔

۵۔ قبل حدت موزوں کا طہارت کا ملکی حالت میں پہنا ہونا اگرچہ پہننے کے وقت طہارت کا مل نہ ہو۔

مثال۔ کسی نے وضو کرتے وقت پہلے دونوں پیر دھو کر موزے پہن لئے اس کے بعد باقی اعضاء کو دھویا یا ایک پیر دھو کر موزہ پہن لیا اس کے بعد دوسرا پیر دھو کر دوسرا موزہ پہنا تو پہلی صورت میں

۵۔ اس کا بیان وہاں کیا جائے گا جہاں کے باطل ہو جائے گی صورتیں اس جائیں گی۔ ۱۲۔

۶۔ فقہائے عربی شریعت کے کہ موزے پہننے کے بعد اگر کچھ نہ ہو تو وضو نہیں ہوتا اور اگر کچھ نہ ہو

دونوں موزوں کے وقت طہارت کا طرہ نہ تھی اور دوسری صورت میں پہلا موزہ پہننے کے وقت طہارت کا طرہ نہ تھی مگر چونکہ بعد پہننے کے طہارت کامل ہو گئی لہذا اب ان پر مسح ہو سکتا ہے۔

۱۔ پیر کے موزے اور پانچاڑوں پر مسح درست ہے بشرطیکہ ان میں مسح کے شرائط پائے جائیں۔

وہ چیزیں جن پر مسح درست ہے:

۱۔ خواہ وہ پیر کے ہوں یا پیر کے با اور کسی چیز کے۔
۲۔ بات پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو دھوئے کے چھپائے اور اس کا چاک قسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر جلد نظر نہ آئے کہ جو مسح کو مانع ہو۔

۳۔ موزوں کے اوپر اگر موزے پہنے جائیں تو ان اوپر والے موزوں پر مسح درست ہے بشرطیکہ ان میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہوں خواہ نیچے کے موزوں میں شرائط پائے جائیں یا نہیں اور یہ اوپر والے موزے قبل حدث کے اور قبل اس کے کہ پہلے موزوں پر مسح کیا جائے پہنے گئے ہوں۔

۴۔ اگر ایسے موزوں پر جن میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہیں ایسے موزے پہنے جائیں جن میں شرائط نہیں پائے جاتے تو ان پر بھی مسح جائز ہے بشرطیکہ ایسے رفیق ہوں کہ مسح کی قرعہ ان سے تہا اور کر کے نیچے کے موزوں کو پہنچ جائے جن میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہیں یہ سمجھا جائے گا کہ درحقیقت مسح انہیں پر ہوا۔

۵۔ اگر موزے ایسے چھوٹے ہوں کہ جن سے شے نہ چپ سکیں اور کوئی شے چھوٹے وغیرہ کا ان کے ساتھ سکا کر پے سے کرے جائیں تو ان پر مسح جائز ہے

۶۔ زخم کا پٹا نہ مسح درست ہے انہیں تین صورتوں میں جن کا بیان معذود کے وضو میں نہ چکا مگر موزوں کے مسح میں اور ٹی کے مسح میں یہ فرق ہے کہ موزوں پر صرف اقدار تین انگلیوں کے مسح کیا جاتا ہے اور ٹی کا مسح ٹی کی پوری سطح پر ہوتا ہے یا اس کے اکثر حصے پر۔

۱۔ وہ چیزیں جن پر مسح درست نہیں:

۱۔ وہ موزے جن میں مسح کے شرائط نہ پائے جاتے ہوں مثلاً موزے اس قدر چھوٹے ہوں کہ پیر کی پوری اس جلد کو نہ چھپائیں جس کا وضو وضو میں فرض ہے بلکہ تین انگلیوں کی برابر پیر کی جلد ان سے ظاہر ہوتی ہو یا اس قدر چھوٹے ہوں کہ جو مسح کو مانع ہے یا ان چار وصفوں سے کوئی وصف ان میں نہ پایا جاتا ہو یا طہارت کا طرہ کی حالت میں پہنے ہوئے نہ ہوں۔

مثال۔ کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وہ وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا

- اس نے کتیم جہادت کا طہ نہیں خواہ وہ تھیم صرف غسل کا ہو یا وضو غسل دونوں کا۔ پاسے زنا نہ میں ہر آستانے آونی اور متوکی رائج ہیں ان پر مسح جائز نہیں اسی نے کہ ان میں مسح کی شرطیں نہیں پائی جاتیں مرنے ان کو پہن کر تین میل نہیں چل سکتے اور پانی کو جذب کر لیتے ہیں بیشیشہ اور نکڑی اور بائیں دانت وغیرہ کے موزوں پر بھی مسح جائز نہیں اس لئے کہ ان کو پہن کر بالکل نہیں چل سکتے۔
- ۲۔ اگر موزوں پر موزے پہنے جائیں اور پہلے موزوں کا مسح ہو چکا ہو تو ان اور پر والے موزوں پر مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر یہ دوسرے موزے حدت کے بعد پہنے گئے ہوں تب بھی ان پر مسح درست نہیں۔
- ۳۔ جن موزوں میں شرائط پائے جاتے ہیں ان پر اگر ایسے موزے پہنے جائیں جن میں شرائط نہیں پائے جاتے اور ایسے رفیق ہوں جن سے مسح کی قری مجاہد کر کے بچے کے موزوں تک پہنچ جائے تو ان اور پر والے موزوں پر مسح جائز نہیں۔
- ۴۔ حدت کو رد جانے کے بعد بغیر پردہ موزے پہنے کے موزوں پر مسح جائز نہیں۔
- ۵۔ بھائے ہاتھوں کے دھونے کے دستاویز پر مسح جائز نہیں۔
- ۶۔ بھائے سر کے مسح کے عام پر مسح جائز نہیں۔
- ۷۔ اگر موزے پر موزے پہنے جائیں اور اوپر والے موزوں میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہوں تو ماتھے ٹال کر نیچے والے موزوں پر مسح درست نہیں خواہ ان میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہوں یا نہ پائے جاتے ہوں۔
- ۸۔ اگر کوئی بوسے کے موزوں پر جن میں شرائط مسح کے نہ پائے جاتے ہوں چھوڑ دیا جائے مگر صرف اسی سطح پر جو چلنے کی حالت میں زمین پر نہ رہتی ہے تب بھی ان پر مسح جائز نہیں۔

جن کو مسح درست ہے اور جن کو درست نہیں،

- ۱۔ وضو کرنے والے کو مسح درست ہے خواہ مرد ہو یا عورت یتیم ہو یا سافر بشرطیکہ مسح کی سب شرطیں پائی جائیں۔
- ۲۔ غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت۔ غسل میں مسح کرنے کی یہ صورت ہے کہ پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود میٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اسکے بعد

پیر و جمعہ پر مسج کرنے۔ (اور غنیمت وغیرہ)

تیمم کرنے والے کو مسج جاننا نہیں۔

مقیم کو حدث کے بعد سے ایک دن رات تک موزوں پر مسج کی اجازت ہے اور مسافر کو حدث کے بعد کے تین دن اور تین رات تک بستر پر ایک کوئی حلقہ نہ ہو۔

اگر ظہر کے وقت پیر و جمعہ کو موزوں سے پہنچے جائیں اور عشا تک حدث نہ ہو بعد عشا کے حدث ہو تو عشا کے وقت سے اس کو ایک رات بعد ایک دن تک مسج کی اجازت ہوگی اگر مقیم ہے اور تین رات تین دن تک اگر مسافر ہے پہنچنے کے وقت کا اعتبار نہیں۔ اگر کوئی مقیم موزوں سے پہنچنے کے بعد ایک دن رات سے پہلے سفر کرے تو اس کو مسافر کی سنت پوری کرنے کی اجازت ہوگی۔

مثال۔ کسی مقیم نے مغرب کے وقت موزہ پہنا اور اسی شب کی صبح کو اس نے سفر کیا تو اس کو تین دن اور دو رات مسج کرنے کی اجازت ہوگی۔ اگر کوئی مسافر تین دن تین رات سے پہلے قیام کرے تو اس کو مقیم کی سنت تک مسج کی اجازت ہوگی۔

مثال۔ کسی مسافر نے فجر کے وقت موزہ پہنا اور اسی دن صوبہ انتداب کے وقت اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو صرف ایک رات اور مسج کی اجازت ہوگی۔

۱۔ اگر کسی کے پاس وضو کے لئے صرف اسی قدر پانی ہو کہ اس سے پیر کے سوا اور سب اعضاء کو غسل سکے ہیں تو اس کو موزوں کا مسج واجب ہے اگر کسی کو غوطہ ہو کہ بیروں سے وضو کرتا ہے اور اس پر مسج واجب ہے اسی طرح اگر کسی کو نفث ہو کہ بیروں سے وضو کرتا ہے اور اس پر مسج واجب ہے کسی موقع پر مسج نہ کرنے سے داخلہ یا خارجی ہونے کا لوگوں کو گناہ ہو وہاں بھی مسج کرنا واجب ہے یہ کہ جہاں کہیں مسج نہ کرنے سے کوئی واجب ترک جوتا ہو وہاں مسج کرنا واجب ہے۔

سوا ان مقامات کے جہاں مسج کرنا واجب ہے موزوں کو نہ کہ پیر و جمعہ کا وضو یا نہایت مسج کرنے کے بہتر ہے۔

بے موزوں سے آگے جوئے پیر و جمعہ کا وضو گناہ ہے۔

مسح کا مسنون و مستحب طریقہ

دونوں ہاتھوں کو غیر مستعمل پانی سے تر کر کے داہنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے داہنے مونہے کے سرے پر اور انگلیاں بیکر بنائے باور بائیں ہاتھ کی انگلیاں ایسے مونہے کے سرے پر رکھ کر انگلیوں کو کھینچ کر ایک کھینچ لیا جائے اس طرح کہ مونہے پر پانی کے خطوط کھینچ جائیں۔ مسح مونہے کے اس حصے کے ظاہری سطح پر ہونا چاہیے جو پیر کی پشت پر بننا ہے اس حصہ پر چلنے میں زمین پر نہ بننا ہے۔

۱۔ مسح کا مونہے کی اس ظاہری سطح پر ہونا جو پیر کی پشت پر نہ جیتی ہے۔
 ۲۔ مونہوں کا انگلیوں کے مقام سے تسریعاً اندھنے کی جگہ تک ہاتھ کی

چوٹی انگلی سے تین انگلیوں کے برابر تر ہو جانا خواہ ہاتھ سے تمسکے جائیں یا اور کسی چیز سے یا خود بخود تر ہو جائیں جیسے کوئی شخص گھاس میں چلے اور شبنم سے اس کے مونہے تر ہو جائیں یا مٹی کے تر شیش سے اس کے مونہوں کو مستعد تری پہنچ جائے تو یہ مسح بھی جائز ہے۔ اختیار ہے کہ دونوں مونہوں کا مسح ایک ساتھ کیا جائے یا پہلے ایک کا پھر دوسرے کا یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے جس مونہے کا مسح پہلے کیا جائے تسریعاً اندھنے کی جگہ وہ ٹہری ہے جو پیر کی پشت پہنچ میں آگئی معلوم ہوتی ہے۔

۱۔ ہاتھ سے مسح کرنا کسی اور چیز سے
 مسح کے سنن اور مستحبات :- ۲۔ مسح کرنے وقت ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔

۳۔ انگلیوں کو مونہوں پر رکھ کر اس طرح کھینچنا کہ مونہوں پر خطوط کھینچ جائیں۔

۴۔ مسح پیر کی انگلیوں کی طرف سے شروع کرنا نہ پٹلی کی طرف سے۔

۵۔ مسح پٹلی کی چوٹ تک نہ کرنا اس سے کم نہیں۔

۶۔ ایک ہاتھ ساتھ دونوں مونہوں کا مسح کرنا۔

۷۔ داہنے ہاتھ سے داہنے مونہے کا مسح کرنا اور بائیں ہاتھ سے بائیں مونہے کا۔

۸۔ ہاتھ کی انگلیوں کی جانب سے مسح کرنا نہ پشت کی جانب سے۔

مسح کے باطل ہو جانے کی صورتیں

۱۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے مسح بھی باطل ہو جاتا ہے یعنی پھر دوبارہ مسح کرنے کی ضرورت

ہوگی۔ جیسے موزوں کا وضو نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسج بھی باطل ہو جاتا ہے مگر اس کو موزے آٹا کر پیروں کا دھونا واجب ہے اس اگر اس کا فرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور مسج آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔
موزے کا پیر سے یا پیر کے اکثر حصے سے اترو جانا خواہ قصداً یا غرضاً قصہ کے اعتبار سے اس مسئلہ میں موزوں کا آٹا کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

موزے کا چٹ جانا بشرطیکہ اگر اڑی کے پاس پٹھا ہو تو اس قدر چمک چلنے کی حالت میں اس سے اڑی کا اکثر حصہ کھل جاتا ہے اور اگر انگلیوں کے پاس پٹھا ہو تو اس قدر چمک چلنے کی حالت میں تین انگلیاں اس سے کھل جاتی ہوں اور اگر ان دونوں مقاموں کے سوا اور کہیں پٹھا ہو تو اس قدر پٹھا ہو کہ اس سے چلنے کی حالت میں پیر کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کی برابر پیر کی جلد کھل جاتی ہو اس صورت میں بھی موزے آٹا کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

اگر موزہ کئی جگہ پٹھا ہو اور ہر جگہ تین انگلیوں سے کم پٹھا ہو مگر سب ملنے سے تین انگلیوں کی برابر ہو جائے تب بھی مسج باطل ہو جائے گا بشرطیکہ ایک ہی موزہ اس قدر پٹھا ہو اور اگر دونوں موزوں سے مل کر اس قدر پٹھے ہوں تو اس قدر اعتبار نہیں مسج باطل نہ ہوگا اگر موزوں میں اس قدر یا ایک یا ایک سوراخ ہو جائیں جن میں موٹی موٹی ڈبائے کے توان کا اعتبار نہیں اگرچہ کہتے ہی ہوں۔

اگر موزے پٹھے ہوں مگر پیر کا حصہ بقدر تین انگلیوں کے نہ ظاہر ہو تو اس کا اعتبار نہیں مسج باطل نہ ہوگا اگرچہ وہ پٹھا ہو جن انگلیوں سے زیادہ ہو۔

پیر کے اکثر حصہ کا کسی طرح داخل جانا اس صورت میں موزوں کو آٹا کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔
سج کی نیت کا گور جائے اس صورت میں بھی موزوں کو آٹا کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی کو سوزی کے زمانے میں ہر دو پانی سے پیروں کو دھونے میں نقصان کا خوف ہو اور گرم پانی کسی طرح داخل نہ کر سکے ہو تو اس کو موزوں کا آٹا کر پیروں کا دھونا مسان ہے بلکہ انہیں موزوں پر اس کو مسج کرنے کی اجازت ہے جب تک خوف داخل نہ ہو جائے مگر مسج پانی کے مسج کی طرح ہوگا یعنی پورے موزے پر یا اس کے اکثر حصہ پر نہ موزے کی طرح اس لئے کہ موزے مثل زخم کے چپٹی ہیں۔

اس مسئلہ میں بعض فقہاء کہہ رہے ہیں کہ اس صورت میں ان موزوں پر مسج جائے نہیں بلکہ ایسے شخص کو موزہ لگا کر قریم کی اجازت دینا چاہیئے۔ دیکھو اگرچہ ہمارے فریق قیاس ہے مگر اکثر بلکہ تمام فقہاء کے عقائد۔ ۱۰۔

ف جب ایک موزے کا سبج باطل ہو جائے گا تو دوسرے موزے کا سبج بھی باطل ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ایک پیر کو سبج کرنا اور دوسرے کو دھونا جائز نہیں اگر سبج کیا جائے تو دونوں پر اودھوئے جائیں تو دونوں۔

مثال۔ کسی شخص کا ایک ہی موزہ بقدر تین آنکھوں کے پچھا ہو دوسرا نہیں یا کسی کا ایک پیچہ صل جائے گا دوسرا نہیں و نہ ٹوٹنے سے جو شرعی حالت انسان کے جسم میں پیدا ہوتی ہے حدث اصغر کے احکام:- وہ حدث اصغر ہے۔

- ۱۔ حدث اصغر کی حالت میں نماز پڑھا طرام ہے غواہ نقل ہو یا فرض پنجوقتہ ہوں یا عیدیت کی ہوں یا جنازہ کی۔
- ۲۔ عیدہ کرنا حرام ہے غواہ تلاوت کا ہو یا شکر اذکار یا ایسے ہی کوئی شخص عیدہ کرے۔
- ۳۔ کعبہ مکرمہ کا طواف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۴۔ قرآن مجید یا اسی چیز کا چھونا جو قرآن مجید کے ساتھ چسپاں ہو مثل دھنیا اور پیاز یا اس کی پٹرنے کے جو جملہ چیزیں حاکم بن دیا جاتا ہے مکروہ تحریمی ہے غواہ ان اعضاء سے چھوئے جو وضو میں دھوئے جاتے ہیں۔

مثال۔ اعضاء کے بالان اعضاء سے جو وضو میں نہیں دھوئے جاتے جیسے بازو سینہ وغیرہ یا ایسے کپڑے سے چھوئے جو اس کے جسم پر مثل استین، خامن، ماس، رمال، پچاند وغیرہ کے۔ (مالگیری، شامی وغیرہ)

۵۔ اگر کاغذ یا کسی اور چیز پر جیسے کپڑا اھلی وغیرہ قرآن مجید کی ایک آیت بھی لکھی ہو تو اس پر سے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے غواہ اس مقام کو چھوئے جس میں وہ آیت لکھی ہوئی ہے یا اس مقام کو جو سادہ ہے۔

۶۔ کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر قرآن مجید یا اس کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو تو اس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جس میں لکھا ہوا ہے سوائے مقام کا چھونا مکروہ نہیں۔

مثال۔ کسی پتھر یا پل یا روپیہ پر کوئی آیت قرآن مجید کی لکھی ہو تو اس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہے۔

۷۔ قرآن مجید کے سوا اود آسمانی کتابوں میں مثل تورات، انجیل، زبور وغیرہ کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو سوائے مقام کو چھونا مکروہ نہیں۔

۸۔ قرآن مجید اگر جزدان میں ہو یا ایسے کپڑے میں پچھا ہو جو اس کے ساتھ چسپاں نہ ہو تو اس کا چھونا

مکروہ نہیں ۔

۹۔ اگر کسی ایسے کچرے سے قرآن مجید کو چھوئے جو ہم پر نہ ہوا کچرے کے سوا کسی اور چیز سے مل کر ہی پھونکے چھوئے تو مکروہ نہیں ۔

۱۰۔ حدیث اصغر کی حالت میں قرآن مجید کا کسی کاغذ پر لکنا مکروہ نہیں بشرطیکہ اس کاغذ کو نہ چھوئے نہ لکھے چھوئے نہ سادے کو اس لئے کہ کاغذ وغیرہ ایک آیت بھی لکھی ہو تو اس پر سب کاغذ کا چھونا مکروہ ہے ۔

۱۱۔ کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر مثل تبر وغیرہ کے قرآن مجید کا لکنا مکروہ نہیں بشرطیکہ لکھے چھوئے نہ چھوئے خواہ سادے مقام کو چھوئے ۔

۱۲۔ ایک آیت سے کم کا لکنا مکروہ نہیں خواہ کسی چیز پر لکھے ۔

۱۳۔ حدیث اصغر کی حالت میں قرآن مجید کا پڑھنا پڑھا خواہ دیکھ کر پڑھے پڑھنے یا زبانی درست ہے ۔

۱۴۔ نابالغ بچوں کو حدیث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا پڑھنا اور چھونا مکروہ نہیں ۔

۱۵۔ تفسیر کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے بشرطیکہ اس میں آیات قرآنی لکھی ہوں اور تفسیر ہوں اور تفسیر کے سوا دوسری دینی کتابوں کا چھونا مثل حدیث نقد وغیرہ کے جائز ہے ۔

۱۶۔ اگر قرآن مجید کا ترجمہ کسی اصحاب میں ہو تو صحیح ہے کہ اس کا بھی وہی حکم ہے جو قرآن مجید کا ہے ۔

(بحوالہ ائقین و اعتقاد)

۱۷۔ قرآن مجید کی جو آیتیں منسوخ الاسلام ہیں ان کا وہ حکم ہے جو قرآن مجید کے سوا دوسری آسمانی کتابوں کا ہے وہ اگر کسی چیز پر لکھی ہوں تو اس کے مرتبہ اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھی ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں ۔

وضو کے متفرق مسائل

۱۔ ہاتھ گرگڑا پاک ہوں اور پانی میں ہے ہاتھ نہالے ہوئے وضو ممکن نہ ہو یعنی کوئی ایسا شخص نہ ہو جو ہاتھ وصلہ سے یا پانی نکال دے اور نہ کوئی ایسا کپڑا ہو جس کی پانی میں ڈال کر ہاتھ وضو کے تو اس صورت میں وضو نہ کرنا چاہیے ۔

۲۔ وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھوئے گا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لئے پانی پر دھوئے اسی طرح اگر وضو کے درمیان میں کسی عضو کی نسبت پر شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر وضو کر دھوئے مثلاً کہیںونگ ہاتھ دھوئے کے بعد یہ شبہ ہو تو نہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو ہاتھ دھو ڈالے یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل رکھے۔

۳۔ عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ ناپاک جگہ وضو کرنا درست نہیں۔

۵۔ مسجد میں وضو کرنا درست نہیں ہاں مگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر۔

۶۔ دست پر میل آجانے کے وقت، سر اٹھنے کے بعد منہ میں پانی آجانے کے وقت، غار کعبہ میں داخل ہونے کے وقت، کسی مجلس اور جمعیت میں جانے کے لئے، قرائت بعد پڑھنے کے لئے، مسواک کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ایک وضو سے دوسرے وقت کی نافرط سے تو اس کو بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔ (اشامی)

۷۔ وضو کے بعد وضو کے اعضا کا کسی کپڑے وغیرہ سے پرچھڑانا جائز ہے مگر پیر پٹنے میں مبالغہ اچھا نہیں جس کپڑے سے وضو کا پانی پڑھا جائے اس کو سات پاک ہونا چاہیے جو کپڑا استیجا کے بعد استعمال کیا جائے اس سے وضو کا پانی دبوچنا چاہیے۔

۸۔ اگر کسی شخص کا پیر معد شستن کے کٹ گیا ہو اور دوسرے پیر میں موزہ پہنے ہو تو اس کو صرف ایک ہی موزہ پہننا جائز ہے۔

۹۔ جس شخص کو ایسا مرض ہو جس میں وضو کی توڑنے والی چیزیں بے ارادہ جاری رہتی ہوں اس کو مستحب ہے کہ نماز کے اخیر وقت مستحب تک انتظار کر کے وضو کرے شروع وقت میں نہ کرے اس خیال سے کہ شاید بعد وقت تک اس کا وہ مرض دفع ہو جائے۔

۱۰۔ کافر کا وضو صحیح ہے اس لئے کہ وضو کے صحیح ہونے میں مسلمان ہونا شرط نہیں ہاں واجب ہونے کے لئے اہلیت اسلام شرط ہے۔ اگر کوئی کافر حالت کفر میں وضو کرے اور اس کے بعد قبل اس کے کہ کوئی بیرون وضو کے ٹوٹنے والی پانی جائے اسلام ملے تو وہ اسی وضو سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی سر میں اس قدر دھو دھو یا زخم وغیرہ ہوں کہ سر کا مسح نہ کر سکے تو اس کو سر کا مسح معاف ہے

غسل کا بیان

فقہ کی اصلاح میں غسل سر سے پیر تک جسم کی تمام اس سطح کے دھونے کو کہتے ہیں جس کا دھونا بغیر کسی قسم کی تکلیف کے ممکن ہو۔

۱۔ مسلمان ہونا کا شرط غسل واجب نہیں۔

۲۔ بالغ ہونا، نابالغ پر غسل واجب نہیں۔

۳۔ عاقل ہونا، دیوانے اور مست یا دیہوش پر غسل واجب نہیں۔

۴۔ مسلمان ہونا کے استعمال پر قادر ہونا جس شخص کو قدرت نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں۔

۵۔ ناز کا اس قدر وقت ملنا کہ جس میں غسل کر کے ناز پڑھنے کی گنجی کش ہو۔ اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر اس وقت غسل واجب نہیں۔

مثال۔ کسی کو ایسے تنگ وقت میں نہانے کی ضرورت ہو کہ غسل کر کے ناز پڑھنے کی گنجی کش نہ ہو یا کوئی عورت ایسے ہی تنگ وقت میں حیض یا نفاس سے پاک ہو۔

۶۔ حدیث اکبر کا پایا جانا، جو حدیث اکبر سے پاک ہو اس پر غسل واجب نہیں۔

۷۔ ناز کے وقت کا تنگ ہونا شروع وقت میں غسل واجب نہیں۔

۱۔ تمام جسم کے ظاہری حصہ پر پانی کا پہنچ جانا بشرطیکہ

غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں :- کوئی قدر نہ ہو، اگر بغیر کسی عذر کے کوئی

ظاہری حصہ جسم کا بال برابر بھی خشک رہ جائے گا تو غسل صحیح نہ ہوگا۔

۲۔ جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جس کی وجہ سے جسم تک پانی نہ پہنچ سکے۔

مثال۔ جسم پر چربی یا خشک موسم یا خیر وغیرہ لگا ہوا ہو یا انگلیوں میں تنگ انگوٹھی چھتے وغیرہ ہوں یا کانوں میں تنگ ایسیاں ہوں کہ سوراخ میں پانی نہ پہنچ سکے۔

۳۔ جن چیزوں سے حدیث اکبر جو تاسیہ ان چیزوں کا حالت غسل میں نہ ہو، کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں غسل کرے یا کوئی مرد منی گرنے کی حالت میں غسل کرے تو صحیح نہ ہوگا۔

غسل کے فرض ہونے کی صورت

حدث اکبر سے پاک ہونے کے لئے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہیں
خروج منی یعنی منی کا آنی جبکہ سے بشہوت جذب ہو کر جسم سے باہر نکلنا سوتے میں یا باہر
پہلا سبب :- میں ، بیہوشی میں یا حوش میں ، جماع سے یا بغیر جماع کے کسی خیال ، تصور سے یا غما
حقہ کو ہاتھ سے حرکت دینے سے یا اولادت سے یا کسی مرد یا جانور سے خواہش پیدا کرنے سے ۔
اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلنے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل
فرض ہو جائے گا ۔

مثال :- منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اس نے اپنے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا ۔
روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے
ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی ۔

اگر کسی کے خاص حصہ سے کچھ منی نکلی اور کچھ اندر باقی رہ گئی اور اس نے غسل کر لیا بعد غسل کے
وہ منی جدا ہوئی رہ گئی تھی بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل
فرض ہے بشرطیکہ وہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے
زیادہ چلنے کے نکلے ۔

اگر کسی کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا بشرطیکہ شہوت کے
ساتھ ہو ۔ اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سناٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں چارہ صورتیں

۱۔ مرد کے جسم میں منی کی جگہ چھو ہے اور عورت کے جسم میں سیدھی کی ڈھریاں ۱۲۰ اور مٹھارہ وغیرہ ۱۱۰

۲۔ سونے کی حالت میں عورتوں کی منی گر گئی ہے احادیث سے ثابت ہے ۱۲۰ م ۱۱۰

۳۔ ہانگنے میں بغیر شہوت کے منی نکلنے کی صورتیں مردوں کے ساتھ خاص ہیں عورتوں کی منی سیدھی میں یا بغیر جماع کے نہیں ۱۱۰

۴۔ اولادت کے کسی مشترک حصہ میں اپنے خاص حصہ کے داخل کرنے کے کچھ منی غرا وہ مشترک حصہ مٹکا ہوا عورت کا ۱۱۰

۵۔ مذہب امام صاحب اور امام مخدوم کا ہے اور تھامی اور صفت کے نزدیک حصہ سے باہر نکلنے وقت بھی شہوت

فرض ہے لہذا ان کے نزدیک اس صورت میں غسل فرض ہوگا ۱۱۰

میں بیکہ ان کے سات مہر قوں میں غسل فرض ہے

۱۔ یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یا دہرہ۔

۲۔ یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یا دہرہ۔

۳۔ یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یا دہرہ۔

۴۔ شک ہو کہ یہ منی ہے یا عرق ہے اور احتلام یا دہرہ۔

۵۔ شک ہو کہ یہ منی ہے یا ذی ہے اور احتلام یا دہرہ۔

۶۔ شک ہو کہ یہ ذی ہے یا ذی ہے اور احتلام یا دہرہ۔

۷۔ شک ہو کہ منی ہے یا مذی ہے یا ذی ہے اور احتلام یا دہرہ۔

اگر کسی شخص کا ختنہ ہوا ہو اور اس کی منی خاص حصہ کے سوا رخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر نہ جائے جو ختنہ میں کاٹ دی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا اگرچہ وہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلے جو۔ (بحر الرائق وغیرہ)

ایلا ج یعنی کسی با شہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص دوسرا سبب ۱۔ حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشرک حصہ میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا ختنہ منی گرسے یا دگر سے اس مہر ق میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں تو دونوں پر شرط میں پائی جاتی ہیں اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔ اگر عورت کو موی ہو تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کی بکارت نہ ہو جائے۔ (دہرہ وغیرہ)

اگر عورت کم سن ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصہ اندر مشرک متعلق جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصہ میں مرد کے خاص حصہ کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائے گا اگر اس میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں۔

میں مرد کے ختنے کاٹ گئے ہوں اس کے خاص حصہ کا سر اگر کسی کے مشرک حصہ یا عورت کے خاص حصہ میں داخل ہو تب بھی غسل فرض ہو جائے گا دونوں پر مرد میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں اس پر۔ (قاضی خاں)

اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اس کے جسم سے اسی مقدار کا اعتبار کیا جائے گا۔

(بحر الرائق دہرہ وغیرہ)

اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس

ہر تو غسل فرض ہو جائے گا۔ (بحر الائق وغیرہ)

اگر کوئی عورت شہوت کے طلب میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی کھڑی وغیرہ کو اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا سنی گسے یا دگوسے اشامی حاشیہ و درختار و حاشیہ بحر الائق)

حیض یعنی کسی عورت کے خاص حصہ سے حیض کے خون کا باہر آنا کم سے کم مدت تیسرا سبب :- حیض کی تین دن تین رات سے زیادہ سے زیادہ دس دن رات اور کم سے کم دو حیضوں کے درمیان میں عورت چند دن پاک رہتی ہے یعنی ایک حیض کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک دوسرا حیض نہ آتا ہوا اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ممکن ہے کہ کسی عورت کو تمام عمر حیض نہ آئے حیض کی مدت میں سوا خاص سہیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے حیض سمجھا جائے گا۔ جس عورت کے حیض کی عادت مقرر ہو گئی ہو اس کو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ خون حیض سمجھا جائے گا۔

مثال :- کسی عورت کو پانچ دن حیض آیا کرتا ہے اس کو اگر نو دن یا دس دن خون آئے تو یہ سبب حیض سمجھا جائیگا اگر کسی عورت کو تین دن رات یا زیادہ یا اگر عادت مقرر ہو گئی ہو تو عادت کے موافق خون اگر بند ہو جائے اور پندرہ دن یا اس سے زیادہ بند رہے اور اس کے بعد پھر خون آئے تو یہ دو دنوں خون علیحدہ علیحدہ دو حیض سمجھے جائیں گے۔

اگر کسی عورت کو دس دن سے کم حیض ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اس کے بعد پھر خون آئے تو خون آنے کے وقت سے دس دن تک اس کے حیض کا زمانہ سمجھا جائے گا اگر عادت مقرر نہ ہو وہ خون آنے کے دن سے ابتدا عادت کے حیض سمجھا جائے گا۔

مثال :- جس عورت کی عادت مقرر نہیں اس کو ایک دن خون آیا یا اس کے بعد چھ دن تک بند رہا اس کے بعد پھر خون آیا تو ایک دن وہ جس میں خون آیا اور نو دن میں خون نہیں آیا یا بڑھل دس دن حیض سمجھے جائیں گے۔

جس عورت کی عادت سات دن حیض کی ہو اس کو ایک دن خون آیا اور چھ دن بند رہا تو ایک دن وہ جس میں خون آیا اور پھر دن وہ جس میں خون نہیں آیا بڑھل سات دن اس کے حیض سمجھے جائیں گے۔

نفاس یعنی عورت کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے نفاس کے خون کا باہر نکلنا چوتھا سبب :- نفاس کا حکم اس وقت کے خون سے دیا جائے گا جو صحت سے زیادہ حصہ پھر

کے باہر آنے کے بعد اس سے پہلے خون مچلے وہ نفاس نہیں۔ (بحوالہ لائق وغیرہ)
زیادہ سے زیادہ مدت نفاس کی چالیس دن بات ہے اور کم مدت کی کوئی حد نہیں۔ ممکن ہے کہ
کسی عورت کو بالکل نفاس نہ آئے

کم سے کم نفاس اور حیض کے درمیان میں عورت چند دن طاهر رہتی ہے
نفاس کی مدت میں سوا خالص پسیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے وہ نفاس سمجھا جائے گا جس
عورت کی عادت مقرر ہو اس کو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر چالیس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ سب
نفاس سمجھا جائے گا۔

مثال۔ کسی عورت کو جس دن نفاس کی عادت ہو اس کو اتالیس یا پورے چالیس دن خون آئے تو یہ
سب خون نفاس سمجھا جائیگا۔ اگر کسی عورت کو چالیس دن سے کم نفاس ہو کر بند ہو جائے گا اور پھر
چالیس دن کے اندر ہی دوسرا خون آئے اور وہ خون چالیس دن کی حد سے آگے نہ بڑھے تو سب
زمانہ یعنی جس میں پہلا خون آیا اور جس میں بند رہا اور جس میں دوسرا خون آیا نفاس سمجھا جائے گا۔
اور اگر دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ جائے تو پہلے خون سے چالیس دن تک اگر
عادت مقرر نہ ہو اور اگر عادت مقرر ہو تو بقدر عادت کے نفاس سمجھا جائے گا۔

مثال۔ ۱۔ کسی عورت کو عادت والی ہو یا بے عادت چند دن نفاس ہو کر بیس دن بند رہا اور پانچ دن
پھر خون آیا تو سب زمانہ سب کا مجموعہ چالیس دن ہو گا ہے نفاس سمجھا جائے گا۔ ۲۔ جس عورت کی
عادت بیس دن نفاس کی ہو اس کو چند دن خون آکر چند دن بند رہے۔ ۱۰ اور پھر گیارہ دن خون
آئے تو چند دن وہ جن میں پہلا خون آیا ہے اور وہ پانچ دن جن میں خون بند رہا جملہ بیس دن اس کا
نفاس ہو گا اس لئے کہ دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے نہ بڑھ گیا۔ اگر کسی عورت کے دو بچے
پیدا ہوں اور دونوں کی ولادت میں پھر چھینے سے کم نفل ہو تو اس کا نفاس پہلے بچہ کے بعد سے ہو گا
پس اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے اندر پیدا ہو تو خون اس کے بعد آئے وہ بھی نفاس ہے بشرطیکہ
اسے دن آئے کہ پہلے خون سے مگر چالیس دن یا اس سے کم ہو زیادہ نہ ہو اور اگر اتنے دن چکر پہلے
خون سے مل کر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو اگر اس کی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن تک وہ
جس قدر عادت ہے اس قدر نفاس سمجھا جائے گا۔ اگر کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوں اور دونوں
کی ولادت میں پھر چھینے یا اس سے زیادہ کا نفل ہو اور دونوں بچوں کے بعد خون آئے تو وہ دونوں
خون علیحدہ علیحدہ وہ نفاس سمجھے جائیں گے۔

اگر کسی عورت کے پیٹ میں ذخم وغیرہ کی وجہ سے موراخ ہو گیا چو انداز کا اس موراخ سے پیدا ہو تو اگر خون اس کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے باہر آئے تو وہ نفاس سمجھا جائے گا۔ (بحوالہ ابن قریہ)

۱۔ نو برس سے کم عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں خواہ تین دن رات آئے یا اس سے کم۔

۲۔ بچپن سالی یا اس سے زیادہ عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بشرطیکہ خالص سرخ یا باسرخ ناگہ بہ سیاہی نہ ہو۔

۳۔ حاملہ عورت کو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

۴۔ تین دن رات سے کم جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

۵۔ دس دن رات سے زیادہ جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

۶۔ عادت والی کو اس کی عادت سے زیادہ خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں بشرطیکہ دس دن رات سے بڑھ جائے۔

مثال۔ کسی عورت کو پانچ دن حیض آئے کی عادت چو اس کو گیارہ دن خون آئے تو میں قدر اس کی عادت سے بڑھ گیا ہے یعنی چھ دن استحاضہ میں شمار ہوں گے۔

۷۔ اگر کسی عورت کو دس دن حیض ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اس کے بعد پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے حیض نہیں اس لئے کہ دو حیضوں کے درمیان میں کم سے کم پندرہ دن کا فاصلہ ہوتا ہے۔

۸۔ بچہ کے ہنٹ سے زیادہ باہر نکلنے کے پہلے جو خون آئے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں اس لئے کہ نفاس اسی وقت سے ہے جب نصف یا اس سے زیادہ حصہ بچہ کا باہر آجائے۔

۹۔ چالیس دن نفاس ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اور پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے حیض نہیں اس لئے کہ کم سے کم نفاس بند ہونے کے بعد پندرہ دن تک حیض نہیں پڑتا۔

۱۰۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ خون آئے تو اگر اس کی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن سے جن قدر زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں اور اگر عادت مقرر ہو تو جس قدر عادت سے زیادہ ہے وہ سب استحاضہ ہے۔

مثال (۱) بے عادت والی عورت کو کتنا ایس دن خون آئے تو چالیس دن نفاس چھوگا اور ایک دن استحاضہ۔
 (۲) جس عورت کو جس دن نفاس کی عادت ہو اس کو کتنا ایس دن خون آئے تو پندرہ دن اس کا نفاس چھوگا اور اکیس دن استحاضہ۔

۱۱۔ جس عورت کے دو بچے پیدا ہوں اور دونوں میں چھ ماہ سے کم فصل چھوڑ دے اور پھر چالیس دن کے بعد پیدا ہو جن خون اس کے بعد آئے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

۱۔ منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت نہ بہا ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا۔
 مثال: کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اپنے سے گر چڑا یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی۔

۲۔ اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت بہتا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نہ نکلی تو غسل فرض نہ ہوگا خواہ یہ نہ نکلنا خود بخود ہو یا خاص حصہ کا سودا رخ بند ہو جانے کے سبب سے خواہ (۱) احتہ سے نہ نکلا گیا ہو یا روئی خفیہ رکھ کر۔

۳۔ اگر کسی شخص کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے بغیر شہوت کے منی نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔
 ۴۔ اگر کوئی مرد کسی جانور یا مردہ کے خاص حصہ یا مشترک حصہ میں اپنا خاص حصہ داخل کرے یا اس کا خاص حصہ اپنے مشترک حصہ میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ منی نہ نکلے اس طرح اگر کوئی عورت کسی جانور یا مردہ کا خاص حصہ یا کوئی لکڑی یا انگلی یا اس کی چیز اپنے خاص حصہ یا مشترک حصہ میں داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ منی نہ نکلے اور خاص حصہ مشترک داخل کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ قلبہ شہوت کی حالت کا نہ ہو۔

۵۔ اگر کوئی بے شہوت لڑکا کسی عورت کے ساتھ جماع کرے تو کسی پر غسل فرض نہ ہوگا اگرچہ عورت مکلف ہو۔

۶۔ اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ اپنے ہی مشترک حصہ میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

۷۔ اگر کوئی مرد کسی کم سن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ منی نہ گرسے اور وہ عورت اعتدال کم سن ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصہ اور مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف ہو۔

- ۸۔ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کچلا پیٹ کر تاج کو سے اندر کھڑا اس قدر موتا ہو کہ جسم کی حرارت اس کی وجہ سے نہ محسوس ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔
- ۹۔ اگر کسی کنواری عورت کے ساتھ صحبت کی جائے اور اس کی بکارت زائل نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)
- ۱۰۔ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا جو مقدار سر سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔
- ۱۱۔ نڈی اور ندی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔
- ۱۲۔ اگر کسی عورت کے خاص حصہ میں مرو کی ہنی بغیر مرد کے خاص حصہ کے داخل ہوئے پہلی جائے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔
- ۱۳۔ اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور خون باطل نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔
- ۱۴۔ استیاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔
- ۱۵۔ اگر کسی شخص کو منی جاری رہے کامرض ہو تو اس کے اوپر منی نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔
- ۱۶۔ سوا نکلنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھنے کی بقیہ سات صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔
- (۱) یقین ہو جائے کہ یہ نڈی ہے اور احکام یاد نہ ہو۔
- (۲) شک ہو کہ یہ منی یا نڈی ہے اور احکام یاد نہ ہو۔
- (۳) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احکام یاد نہ ہو۔
- (۴) شک ہو کہ یہ نڈی ہے یا ودی ہے اور احکام یاد نہ ہو۔
- (۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احکام یاد ہو۔
- (۶) یقین ہو جائے کہ ودی ہے اور احکام یاد نہ ہو۔
- (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا نڈی ہے یا ودی ہے اور احکام یاد نہ ہو۔ اس دوسری قسمی ساتوں صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا ضروری ہے۔
- ۱۷۔ حصہ اعلیٰ کے مشترک حصہ میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔
- ۱۸۔ اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی صورت یا مرو کی ناک میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔
- ۱۹۔ اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اثر نہ معلوم ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

- ۱۔ اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا اور وہ نہ نہایا اور نہ نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر بعد اسلام کے نہانا واجب ہے۔
- ۲۔ اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بانٹ ہو جائے تو اس کا نہانا واجب ہے
- ۳۔ مسلمان مرد سے کی لاش کو نہلانا زندہ مسلمان پر واجب کفایہ ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنت ہے

- ۱۔ جمعہ کے دن بعد نماز فجر کے نماز جمعہ کے لئے ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔
- ۲۔ عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔
- ۳۔ عید عمرہ کے احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔
- ۴۔ حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل مستحب ہے

- ۱۔ اسلام لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اگرچہ حدث اکبر سے پاک ہو۔
- ۲۔ کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی طہارت حوائی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔
- ۳۔ بچے گھونٹنے کے بعد اور جنون اور سستی اور بے ہوشی رفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔
- ۴۔ مرد سے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔
- ۵۔ شب ہرات یعنی شعبان کی پندرہ صبح یا شام کو غسل کرنا مستحب ہے۔

- ۶۔ یلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو یلۃ القدر معلوم ہو۔
- ۷۔ عریضہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔
- ۸۔ مزللفہ میں ٹھہرنے کے لئے صوبی تاڑیچ کی صبح کو بعد نماز فجر کے غسل مستحب ہے۔
- ۹۔ طواف زیارت کے لئے غسل مستحب ہے۔
- ۱۰۔ کنکری پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے۔
- ۱۱۔ کسوت اور خضوت اور استسقاء کا نماز دل کے لئے غسل مستحب ہے۔
- ۱۲۔ خوف اور عیبست کی نمازوں کے لئے غسل مستحب ہے۔
- ۱۳۔ کسی گناہ سے گوبہ کرنے کے لئے غسل مستحب ہے۔
- ۱۴۔ سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے۔
- ۱۵۔ استناضہ والی عورت کو غسل کرنا مستحب ہے جب اس کا استناضہ دفع ہو جائے۔
- ۱۶۔ جو شخص غسل کیا جائے اور اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

غسل کا مسنون و مستحب طریقہ

جو غسل کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ کوئی کپڑا مثل لنگی وغیرہ کے باندھ کر نہائے اور اگر برہنہ ہو کر نہائے تو کسی ایسی جگہ نہائے کہ جہاں کسی نا محرم کی نظر نہ پہنچ سکے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو زمین پر الجھلی سے ایک دائرہ کھینچ کر اس کے اندر ہضم الشرطہ کر نہائے۔

۱۔ یلۃ القدر ۱۲ یا ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۵ یا ۱۶ تاریخ کو ہوتی ہے اس کو وضو کر کے کایہ مطلب ہے کہ کسی کو کشف ادا ہوا ہے وضو کر جائے کہ آیت یلۃ القدر ہے یا جماعت میں اس بات کی فکر نہ کرے کہ کوئی شخص وضو کرے کہ آیت یلۃ القدر ہے ۱۲۔

۲۔ مرد و عورت ایک مقام ہے مگر عورت کے درمیان میں دھواں ماحمی میں ہوتے ہیں اس لئے اسکو میں حق کہتے ہیں ۱۰۔

۳۔ طواف زیارت وہ طواف ہے جو کسی جگہ کی دوسری یا تیسری تاریخ کو کیا جاتا ہے ۱۰۔

۴۔ منی میں حاجی لوگ دوسری یا تیسری تاریخ کو کنکری پھینکتے ہیں۔

۵۔ کسوت مسنونہ گریز کو اور خضوت چاند گریز کو کہتے ہیں ان دونوں گریزوں میں درود رکعت نماز پڑھی جاتی ہے ۱۰۔

۶۔ استناضہ عورت کے پانی پر پڑنے کی کھانا لگنے کا مستحق کہتے ہیں ایسے وقت میں ایک خاص طریقہ سے نماز پڑھیں جائیگا ۱۰۔

۲۔ عورت کو اپنے خاص حصّہ کے اندر دینی چیز کا انگلی وغیرہ ڈال کر صاف کرنا۔

۳۔ جسم کے اس حصّہ کا دھونا جس کے دھونے سے تکلیف یا ضرر ہو۔

مثال۔ آنکھ کے اندر کی سطح کا دھونا اگرچہ اس میں نہیں سرسہ لگا ہو۔ (۲) عورت کو اپنے کان کے اس سوراخ کا نکادہ وغیرہ ڈال کر دھونا جو بند ہو گیا ہو جس مرد کا خشتہ نہ ہوا ہو اور اس کو خشتہ کی کھال کو اوپر چھانے میں تکلیف ہو تو اس کو اس کھال کے نیچے کا جلد کا دھونا۔ عورت کو اپنے گندھے ہوئے بالوں کا کھولنا بشرطیکہ بیزکھوے ہوئے بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں اگر بالوں میں گرہ پڑ گئی ہو تو اس کا کھولنا۔

۱۔ کلی کرنا

غسل کے واجبات :- ۱۔ ناک میں پانی لینا۔

۲۔ مردوں کو اپنے گندھے ہوئے بالوں کا کھول کر تر کرنا۔

۳۔ ناک کے اندر جو میل ناک کے سبب سے جم چکا ہے اس کو تھپڑا کر اس کے نیچے کی سطح کا دھونا۔

۱۔ نیت کرنا یعنی دل میں یہ قصد کرنا کہ میں نجاست سے پاک ہونے کے لئے غسل کی سنتیں :- ۱۔ خدا کی خوشی اور ثواب کے لئے نہایت اچوں نہ جان صاف کرنے کے لئے۔

۲۔ اسی ترتیب سے غسل کرنا جس ترتیب سے لکھا گیا یعنی پہلے پشتوں کا دھونا پھر خاص حصّہ کا دھونا پھر نجاست حقیقیہ کا دھونا اگر پھر پھر پورا دھواں اگر ایسی جگہ ہر جہاں پانی جمع ہو تو ہر یوں کا بعد غسل کے دوسری جگہ ہٹ کر دھونا پھر تمام بدن پر پانی بہانا۔

۳۔ بسم اللہ کا کہنا۔

۴۔ سواک کہنا۔

۵۔ ہاتھ پیروں کا اور ڈاڑھی کا تین مرتبہ غسل کرنا۔

۶۔ بدن کو ملنا

۷۔ بدن کو اس طرح دھونا کہ باوجود جسم اور ہمارے متعلّق ہونے کے ایک حصّہ خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرے حصّہ کو دھو ڈالے۔

۸۔ تمام جسم پر تین مرتبہ پانی بہانا۔

۱۔ ایسی جگہ نہایت جہاں کسی ناموس کی نظر نہ پہنچے یا تہجد غسل کے مستحبات :- ۱۔ وغیرہ اور نہ کرنا۔

۲۔ داہنے جانب کو بائیں جانب سے پہلے دھونا۔

- ۱۔ سر کے دلہنے حصہ کا پہلے ظلال کرنا پھر انہیں حصہ کا۔
- ۲۔ تمام جسم پر پانی اس ترتیب سے بہاؤ کہ پہلے سر پر پھر داہنے شانے پر پھر بائیں شانے پر۔
- ۳۔ جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں وہ غسل میں بھی مستحب ہیں سوا قبلہ رو ہونے اور دعا پڑھنے اور غسل سے بچے ہوئے پانی کا کھڑے ہو کر پینا بھی مستحب نہیں۔
- ۴۔ بلا ضرورت ایسی جگہ نہانا جہاں کسی غیر محرم کی نظر نہ پہنچ سکے۔
- ۵۔ برہنہ نہانے والے کو قبلہ رو ہونا۔
- ۶۔ غسل کے مکروہات :-
- ۱۔ غسل میں سواہم اشک کے اور دعا توں کا پڑھنا۔
- ۲۔ بے ضرورت کلام کرنا۔
- ۳۔ جتنی چیزیں وضو میں مکروہ ہیں وہ غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

حدت الکبر کے احکام

- جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کے پیدا ہونے سے جماعتباری حالت انسان کے جسم کو طاری ہوتی ہے اس کو حدت الکبر کہتے ہیں۔
- ۱۔ جو چیزیں حدت اصغر میں منت ہیں وہ حدت اکبر میں بھی منت ہیں جیسے نانا اور مسجد تلاوت کا ہو یا شکر اذکار، قرآن مجید بغیر کسی حائل کے چھونا وغیرہ وغیرہ۔
 - ۲۔ مسجد میں داخل ہونا حرام ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے۔
 - ۳۔ مثال۔ کسی شخص کے گھر کا حدادہ مسجد میں ہوا تو کوئی دوسرا دستہ اس کے بچنے کا سوا اس کے دھواں کو مسجد میں تحیم کر کے جاتا جائز ہے۔ کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہوا تو اس کے سوا کہیں پانی نہ دھو تو اس مسجد میں تحیم کر کے جاتا جائز ہے۔
 - ۴۔ قرآن مجید کا بقصد تلاوت کرنا حرام ہے اگرچہ ایک آیت سے کم چھو لیا اگرچہ فسوخ التلاوة ہو۔
 - ۵۔ کہہ کر مرد کا طوان کرنا حرام ہے۔
 - ۶۔ قرآن مجید کا چھونا جن شرائط سے حدت اصغر میں جائز ہے انہیں شرائط حدت اکبر میں بھی جائز ہے۔
 - ۷۔ عید گاہ میں اور مدرسہ میں اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔
 - ۸۔ قرآن مجید کی ان آیتوں کو جن میں دیا یا اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو بقصد دعا کے پڑھنا جائز ہے۔ کوئی شخص مسجد کا تختہ اور کسی ایسی ہی آیت کو بطور دعا کے پڑھے تو جائز ہے۔

- ۸۔ حیض و نفاس کی حالت میں عورت کے مات اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا بشرطیکہ کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو مکروہ تحریمی ہے اور کاحرام ہے۔
- ۹۔ استحاضہ کی حالت میں صرف جماع کرنا حرام ہے اگرچہ اس سے حدث اکبر نہیں ہوتا۔
- ۱۰۔ حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو دندہ کھنا حرام ہے۔
- ۱۱۔ حیض والی عورت اگر کسی کو قرآن مجید پڑھاتی ہو اس کو ایک ایک لفظ کا ترک ترک کر پڑھانے کی غرض سے کہنا جائز ہے اس پوری آیت کا ایک دم پڑھ دینا اس وقت بھی ناجائز ہے۔
- ۱۲۔ حیض اور نفاس کی حالت میں عورت کے برے لینا اور اس کا چھوٹا پانی وغیرہ دینا اور اس سے لپٹ کرنا سمٹنا اور اس کے مات اور مات کے لپٹ اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور مات اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے احتلاط سے بچنا مکروہ ہے۔

غسل کے متفرق مسائل

- ۱۔ اگر کوئی مرد سوا شستنہ کے بعد اپنے کپڑوں پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصہ کو اتار دے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مٹی کبھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یا دھواں اس تری کے مٹی ہونے کا خیال نہ ہو۔ (در مختار)
- ۲۔ اگر مرد مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر بیٹھیں اور سوا شستنہ کے بعد اس بستر پر تری کا نشان پایا جائے اور کسی طرف سے یہ معلوم ہو کہ یہ کس کی مٹی ہے اور اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور مرد یا عورتوں میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر بیٹھا ہے اور مٹی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ (در مختار و بحر الرائق وغیرہ)
- ۳۔ عورتوں کو حیض و نفاس کے وقت اپنے خاص حصہ میں روئی یا کپڑا رکھنا سنت ہے کہ کنواری ہوں یا نہ ہوں۔ (در مختار و بحر الرائق وغیرہ)
- ۴۔ چونکہ حدثا عورتوں کو ہر روز غسل ہے اس لیے ان کے ساتھ وضو نہ ہوتا ہے اس لیے ان کے غسل میں وضو واجب ہے۔ (در مختار و بحر الرائق وغیرہ)

۵۔ مرد ہونے کی وجہ سے ایک جگہ پر دو کلاوسٹور سٹاک حیض کی حالت میں دو عورتوں کو لگا کر دیتے تھے اور ان کے احتلاط سے بچ کر کرتے تھے۔ اور یہ وہ طریقہ کی مشابہت ہم لوگوں کو سننے سے دوسرے بیکسیج عادت میں ثابت ہے کہ کوئی علی الشریعہ و علم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حالت حیض میں احتلاط فرماتے تھے۔ ۱۰۔

- خبریں اور جو کنواری نہ ہوں اُن کو بغیر حیض و نفاس کے بھی بدلتی رنگا مستحب ہے۔
- ۳۔ حیض و نفاس کا حکم اس وقت سے دیا جائے گا جب خون جسم کے ظاہری حصہ تک آجائے اور اگر ناس حیض میں روئی وغیرہ جو قواس کا وہ حصہ تر ہو جائے جو جسم کے ظاہری حصہ کے مقابل ہے ہاں اگر روئی نکالی جائے تو اگر اس کے اندر دنی حصہ میں خون ہوگا تب بھی حیض و نفاس کا حکم دے دیا جائے گا اس لئے کہ نکالنے کے بعد وہ اندرونی حصہ بھی خارجی حصہ بن گیا۔
- ۵۔ اگر کوئی عورت بدلتی رکھنے کے وقت ظاہر تھی اور جب اُس نے روئی نکالی تو اس میں خون کا اثر آیا تو جس وقت سے اُس نے روئی نکالی اسی وقت سے اس کا حیض و نفاس سمجھا جائے گا اس سے پہلے نہیں یہاں تک کہ اس سے پہلے کی اگر کوئی ناز اس کی قضا ہوئی ہوگی تو وہ بعد حیض کے پڑھنا پڑھے گی اور اگر عورت روئی رکھتے وقت حائضہ تھی اور جس وقت روئی نکالی اس وقت اس پر خون کا نشان نہ تھا تو اس کی طہارت اسی وقت بھی جاری تھی جب سے اُس نے روئی رکھی تھی۔ اسی طرح اگر کوئی عورت سواٹھنے کے بعد حیض دیکھے تو اس کا حیض اسی وقت سے ہوگا جب سے بیدار ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں اور اگر کوئی حائضہ سواٹھنے کے بعد اپنے کو ظاہر ملے تو جب سے سوتی ہے اسی وقت سے ظاہر بھی جائے گی۔ (بحوالہ افق و مشاد و دھرم و غیرہ)
- ۶۔ اگر کوئی ایسی عورت جس کو ابھی تک حیض نہیں آیا اپنے خاص حصہ سے خون آتے ہوئے دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اس کو خون حیض کچھ کر ناز و وغیرہ چھوڑ دے پھر اگر وہ خون تین دن رہا سے پہلے بند ہو جائے تو اس کی جس قدر نازیں چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا پڑھنا ہوگی اس لئے کہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ خون حیض نہ تھا استثناء نہ تھا حیض تین دن مدت سے کم نہیں آگیا اور اگر تین دن رہا اسی طرح اگر کوئی عادت والی عورت اپنی عادت سے زیادہ خون دیکھے اور عادت اس کی دس دن سے کم ہو تو اس کو چاہیے کہ اس خون کو حیض کچھ کر ناز و وغیرہ پڑھ دے اور غسل نہ کرے پس اگر وہ فون دس دن مدت سے زیادہ ہو جائے تو اس قدر اس کی عادت سے زیادہ ہو گیا ہے استثناء سمجھا جائیگا اور اس نہاد کی نازیہ اسکو قضا چرنا ہوگی۔ (بحوالہ افق و غیرہ)
- ۷۔ جس عورت کا حیض دس دن مدت کا گر بند ہوا ہو اس سے بغیر غسل کے خون بند ہونے ہی حرام جائز ہے اور جس عورت کا خون دس دن مدت سے کم گر بند ہوا ہو تو اگر اسکی عادت سے بھی کم اگر بند ہوا ہے
- ۸۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر تین دن مدت سے پہلے ناز چھوڑنا چاہیے مگر صحیح اور مستحب یہی قول ہے جو ہم نے اختیار کیا۔ وہ مشرقی و غلطی ۱۲

تو اس سے جماع جائز نہیں جب تک کہ اس کی عادت نہ گزر جائے اگرچہ غسل بھی کر چکے اور عادت کے موافق اگر بند ہوا ہے تو جب تک غسل نہ کرے یا ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے جماع جائز نہیں۔ بعد نماز کا وقت گزر جانے کے بغیر غسل کے بھی جائز ہے۔ نماز کا وقت گزر جانے سے یہ مقصود ہے کہ شروع وقت میں خون بند ہوا ہو تو باقی وقت سب گزر جائے اور اگر اخیر وقت میں خون بند ہوا ہو تو اس قدر وقت جو نا ضروری ہے کہ جس میں غسل کر کے نماز کی نیت کہنے کی گنجائش ہو اگر اس سے بھی کم وقت باقی ہو تو پھر اس کا اعتبار نہیں دوسری نماز کا پہلا وقت گزرنا ضروری ہے۔ اور یہی حکم ہے نفاس کا اگر چالیس دن اگر بند ہوا ہو تو خون بند ہوتے ہی بغیر غسل کے اور اگر چالیس دن سے کم اگر بند ہوا ہو اور عادت سے بھی کم ہو تو بعد عادت گزر جانے کے اور اگر عادت کے موافق بند ہوا ہو تو بعد غسل یا نماز کا وقت گزر جانے کے جماع وغیرہ جائز ہے۔ ہاں ان سب صورتوں میں مستحب یہ ہے کہ بغیر غسل کے جماع نہ کیا جائے۔ (بہار اللہ وغیرہ)

۸۔ جس عادت کا خون دس دن رات سے کم اگر بند ہوا ہو اور اگر عادت مقرر ہو چکی ہو تو عادت سے بھی کم ہو اسکو نماز کے اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے اس خیال سے کہ شاید پھر خون نہ آجائے مثلاً اگر عشا کے شروع وقت خون بند ہوا ہو تو شا کے اخیر وقت مستحب یعنی نصف شب کے قریب تک اس کو غسل میں تاخیر کرنا چاہیے اور جس عورت کا حیض دس دن یا اگر عادت مقرر نہ ہو عادت کے موافق اگر بند ہوا ہو تو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک غسل میں تردد کرنا مستحب ہے اور یہی حکم ہے نفاس کا اگر چالیس دن سے کم اور اگر عادت مقرر نہ ہو تو عادت سے کم اگر بند ہو تو اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے اور پچاس دن یا عادت مقرر ہو تو عادت کے موافق اگر بند ہو تو اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (نہایہ، فتح قدیر، بہار اللہ)

۹۔ اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ نکلے تب بچہ احتیاطاً اس پر غسل واجب ہوگا۔ (نہایہ، بہار اللہ وغیرہ)

۱۰۔ اگر کوئی عورت غیر زائہ حیض میں کوئی دوا ایسی استعمال کرے کہ جس سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں۔ (اشاہ و نقاشی)

۱۱۔ امام صاحب کا مذہب ہے کہ اگر عورت دوا ایسی استعمال کرے کہ نیکو اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اور بعض فقہاء نے اس کے قول کو بھی کھلے گھر چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ یہ دوا احتیاطاً ہی ہے اور نہ واجباً اور فقہاء نے اس پر

مثال۔ کسی عورت کو چھینے میں ایک دفعہ پانچ دن حیض کے پندرہ دن کے بعد دوا کے استعمال سے غم آجائے وہ حیض نہیں۔

۱۱۔ اگر کوئی عورت کوئی دوا وغیرہ استعمال کر کے یا اور کسی طرح اپنا حمل ساقط کر دے یا اور کسی وجہ سے اس کا حمل ساقط ہو جائے اور اس کے بعد غم آئے تو اگر بچہ کی شکل مثل ہاتھ پیر یا انگلی وغیرہ کے ظاہر ہوتی ہو تو وہ خون نفاس ہے۔

اور اگر بچہ کی شکل وغیرہ نہ ظاہر ہوتی ہو بلکہ گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کے بعد جنون آئے وہ نفاس نہیں بلکہ اگر تین دن رات یا اس سے زیادہ آئے اور اس سے پہلے عورت پندرہ دن تک ظاہرہ چکی ہو تو یہ خون حیض ہوگا ورنہ استحاضہ (بیمار لائق، طحاوی وغیرہ)

۱۲۔ کسی بچہ کے تمام اعضا کٹ کر ٹکٹیں تو اس کے اکثر اعضا شکل پکڑنے کے بعد جنون آئے وہ بھی نفاس ہے

۱۳۔ ایک بار حیض یا نفاس آئے سے عادت مقرر ہو جاتی ہے مثلاً ایک دفعہ جس کو سات دن حیض آئے اور دوسری دفعہ سات دن سے زیادہ اور دس دن سے بھی بڑھ جائے تو اس کا حیض سات ہی دن رکھا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی کو ایک دن یا دو دن نفاس آئے اور دوسری مرتبہ میں دن سے زیادہ اور چالیس دن سے بڑھ جائے تو اس کا نفاس میں ہی دن رکھا جائیگا۔ (اشیاء معلومہ ص ۱۰۷)

۱۴۔ اگر کسی ایسی عورت کو جس کی عادت مقرر نہیں یعنی اس کو اب تک کوئی حیض یا نفاس نہیں آیا یا بچہ ہر تہی خون جاری ہو جائے اور بار بار جاری رہے تو خون جاری ہونے کے وقت سے دس دن رات تک اس کا حیض سمجھا جائے گا اور بیس رات دن طہارت کے یعنی استحاضہ پھر دس رات دن حیض اور بیس رات دن استحاضہ۔ اسی طرح بار بار حسب سہ گاہ اور اگر اسی حالت میں اس کے بچہ پیدا ہونے کے بعد سے چالیس رات دن اس کے نفاس کے اور بیس رات دن طہارت کے رکھے جائیں گے پھر اسی طرح دس رات دن حیض کے اور بیس رات دن طہارت کے۔

۱۵۔ اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جائے اور بار بار جاری رہے تو اس کا حیض، نفاس تو اس کی عادت کے موافق رکھا جائے گا۔ یا اس کی عادت چھ ہفتہ ظاہر رہنے کی ہو۔ تو اس کا طہرہ سبکی عادت کے موافق یعنی پورے چھ مہینے دیکھا جائے گا۔ اگر کسی کی عادت چھ مہینے

۱۶۔ اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جائے اور بار بار جاری رہے اور اس کو یہ خیال ہو کہ مجھے

عندہ دن کے بعد کی تیرہ رات بڑھ جاتی تھی کہ اگر پندرہ دن سے پہلے خون دے گا تو وہ بیس ہی حیض نہ سمجھا جائیگا اس لئے کہ حیض کے بعد پندرہ دن تک دوسرے حیض نہیں آتا دوا کے چھ گولے داخل دیکھا۔ ۱۲

مجھے کہتے دن حیض ہوا تھا یا یہ یا دہرہ ہے کہ ہیمنہ کی کس کس تاریخ سے شروع ہوتا تھا اور کب ختم ہوتا تھا یا دونوں باتیں یا دہرہ میں تو اس کو چاہیے کہ اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جس زمانہ کو وہ حیض کا زمانہ خیال کرے اس زمانہ میں حیض کے احکام پر عمل کرے اور جس زمانہ کو طہارت کا زمانہ خیال کرے اس زمانہ میں طہارت کے احکام پر عمل کرے اور اس کا گمان کسی طرف نہ ہوتا اسکو ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھنا چاہیے اور روزہ بھی رکھے مگر جب اس کا یہ مرض دفع ہو جائے روزہ کی نفاذ کرنی ہوگی اور اسکو شک کی کیفیت ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت یہ شک ہو کہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا تو اس صورت میں ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت یہ شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا یا حیض سے خارج ہو چکا تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز پڑھا کرے (بحوالہ فقہ و طہرہ) اگرچہ ابھی ان مسائل کے متعلق بہت کچھ تفصیل باقی ہے مگر چونکہ اس مقام کے مناسب نہیں اور ان کی تفصیل سے عام قاری کو فائدہ بھی نہیں اس لئے اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

۱۰۔ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے بشرطیکہ غسل فرض ہو اور کوئی صورت مستحکم ممکن نہ ہو۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں اور عفتوں کے سامنے اور عفتوں کو سب کے سامنے نہانا احرام ہے (انتظار و تقاضا وغیرہ) اگر کسی کو سر کا جھکنا نقصان لگتا ہو اس کو سر کا دھونا صاف ہے باقی جسم کا دھونا اس پر فرض ہے۔

(رد المحتار بحوالہ فقہ و طہرہ)

تیمم کا بیان

تیمم وضو اور غسل کا قائم مقام ہے اور منجملہ ان جلیل القدر نعمتوں کے جو اسی آیت کے ساتھ خاص

تیمم من بابہ ہر میں سرور ہوا تھا حضورؐ یہ ہے کہ ایک روز ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے قشر بندے

میں تھے انہوں نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کو گھبراہٹ کو جب یہ حال

مسلم ہو کر آپؐ نے میں تیمم کر دیا اور کہو گوں کہ اس کی تشریح یا مفسرہ یا جس جگہ آپؐ نے تیمم فرمایا تھا کہیں اپنی جگہ

نہ تھا جب نماز کا وقت آیا تو لوگوں نے یہ وضو نماز پڑھ لی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا ذکر کیا اٹھا اسی وقت

تیمم کی آیت جو صفحہ ۱۱۵ میں ہے نازل ہوئی اس کے بعد وہ اس میں گیا۔ ۱۱

ہیں۔ اگلی آفتوں میں تیمم نہ تھا۔ خیال کرو کہ جب ان کو پانی نہ ملتا تھا تو وہ لوگ کیا کرتے ہوں گے یا اسی طرح خجاست کی حالت میں ناز وغیرہ دیتے ہوں گے یا ناز وغیرہ ان کو چھوڑنا پڑتی ہوگی۔

تیمم کے واجب ہونے کی شرطیں

- ۱۔ مسلمان ہونا، کافر یا یمیم واجب نہیں۔
- ۲۔ بالغ ہونا، نابالغ پر تیمم واجب نہیں۔
- ۳۔ عاقل ہونا، دیوانہ اور مست اور بے ہوش پر تیمم واجب نہیں۔
- ۴۔ حدیث: اصغریٰ اکبر کا پایا جاتا جو شخص دونوں حدیثوں سے پاک ہو اس پر تیمم واجب نہیں۔
- ۵۔ جن چیزوں سے تیمم جائز ہے۔ ان کے استعمال پر تاقہ ہونا جس شخص کو ان کے استعمال پر قدرت نہ ہو اس پر تیمم واجب نہیں۔
- ۶۔ ناز کے وقت کا تنگ ہو جانا شروع وقت میں تیمم واجب نہیں۔
- ۷۔ ناز کا اس قدر وقت ملنا کہ جس میں تیمم کر کے ناز پڑھنے کی گنجائش ہو اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر تیمم واجب نہیں۔

تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں

- ۱۔ مسلمان ہونا، کافر یا یمیم صحیح نہیں یعنی حالت کفر کے تیمم سے بعد اسلام کے ناز جائز نہیں ہاں اسلام لانے کے وقت جو غسل مستحب ہے اگر اس کے عوض تیمم کرے تو اس کو مستحب کے ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا۔
- ۲۔ تیمم کی نیت کرنا جس حدیث کے سبب سے تیمم کیا جائے یا اس سے طہارت کی نیت کی جائے یا جس چیز کے لئے تیمم کیا جائے اس کی نیت کی جائے۔ مثلاً اگر ناز جنازہ کے لئے تیمم کیا جائے یا قرآن مجید کی تلاوت کے لئے تیمم کیا جائے تو اس کی نیت کی جائے مگر ناز اسی تیمم کے صحیح ہوگی جس میں حدیث سے طہارت کی نیت کی جائے یا کسی ایسی عبادت مقصود کی نیت کی جائے جو بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی۔
- ۳۔ پانچ حصہ اور دونوں ہاتھوں کا سرکہ منیوں کے صحیح کرنا۔

۵۔ عبادت مقصود وہ عبادت جس کی مشروعیت صحت ثلثہ اور اشتغال کی خوشنودی کے لئے جو کسی دوسری عبادت کے ادا کرنے کے لئے اس کی مشروعیت نہ ہو جیسے نذر قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ تلاوت و ذکر قرآن مجید کے لئے اور بعد میں ملنے کے لئے ان سے صحت ثلثہ مقصود نہیں جتنا کہ دوسری عبادتوں کا ادا کرنا جس میں اشتغال نہ ہے۔ ۱۲

- ۳۔ جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جو مسح کو ماننے پر غسل و وضو کی وجہ بن جائے، تو مسح یا تنگ انگوٹھی اور پھلوں وغیرہ کے بارے میں دونوں ہاتھوں سے یا ان کے اکثر حصہ سے مسح کرنا۔
- ۴۔ جن چیزوں سے حدث اصغر یا اکبر ہوتا ہے ان کا تیمم کے وقت نہ ہونا۔ کوئی حالت عورت تیمم کرے تو صحیح نہیں۔

اور اگر ایسی عبادت کے لئے تیمم کیا جائے جو بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی جیسے نماز قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ تو اس کے لئے پانی کے استعمال سے معذور ہونا بھی شرط ہے اور پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

پانی کے استعمال سے معذور ہوئی کی صورتیں

- ۱۔ اس قدر پانی کا جو وضو اور غسل کے لئے کافی ہو وہاں موجود نہ ہونا بلکہ ایک میل یا ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر ہونا۔
- ۲۔ پانی موجود ہو مگر کسی کی امانت ہو یا کسی سے غضب کیا ہو یا ہو۔ (معمولاً فقہ حنفی)
- ۳۔ پانی کے نرخ کا معمول سے زیادہ گراں ہو جانا۔
- ۴۔ پانی کی قیمت کا نہ ہو موجود نہ ہونا۔ خواہ پانی قرض مل سکتا ہو یا نہیں اور بہ صورت قرض لینے کے اس کے اور بقا اور بچا نہیں۔ (رواقی الطائف)
- ۵۔ ہاں اگر اس کے ملک میں مال ہو اور ایک مدت معینہ کے بعد سے پھر اس کو قرض مل سکے تو قرض لینا چاہیئے۔
- ۵۔ پانی کے استعمال سے کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے صحت کے حاصل ہونے میں دیر ہوگی۔
- ۶۔ سردی کا اس قدر زیادہ ہونا کہ پانی کے استعمال سے کسی عضو کے ضائع ہو جانے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو اور اگر پانی نہ مل سکتا ہو۔
- ۷۔ کسی دشمن یا دہندہ کا خوف ہو کہ پانی ایسے مقام پر پھر جہاں دہندے وغیرہ آتے ہوں یا دستہ میں چور مل کا خوف ہو یا اس پر کسی کا قرض ہو یا کسی سے عداوت ہو اور یہ خیال ہو کہ اگر پانی لینے جائیگا تو وہ قرض خواہ یا دشمن اس کو قید کرے گا یا کسی قسم کی تکلیف دیگا۔ یا کسی فاسق کے پاس پانی ہو اور عورت کو اس سے پانی میں اپنی بے حرمتی کا خوف ہو۔

۸۔ ہمارے مذاہب میں اگر دوا میں کے حساب سے شری ایک میل تقریباً ایک میل معذور ہوگا ہے۔ ۱۰۔

۹۔ اہم شائسی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر خوف جہاں کے تم جائز نہیں۔ ۱۰۔

- ۸۔ پانی کا نہ پینے کی ضرورت کے لئے رکھا ہوگا اگر وضو غسل میں خرچ کر دیا جائے تو اس ضرورت میں حرج ہو مثلاً پانی آگیا مگر نہ پیا اگر سخت وغیرہ پکانے کے لئے رکھا ہو پانی اس قدر ہوگا اگر وضو غسل میں صرف کر دیا جائے تو بیاس کا خوف ہو خواہ اپنی پیاس کیا کسی اور آدمی کو یا اپنے جانور کا بشرطیکہ کوئی ایسی تدبیر نہ ہو سکے جس سے مستقل پانی جائزوں کے کام آسکے۔
- ۹۔ کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنویں میں ڈال کر تر کرے اور اس سے پنجرہ کر لہات کرے یا پانی شلے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور شکا ہوگا کہ پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نہیں ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے۔
- ۱۰۔ وضو یا غسل کرنے میں ایسی نماز کے چلے جانے کا خوف ہو جس کی قضا نہیں جیسے عیدین اور جنازہ کی نماز۔
- ۱۱۔ پانی کا بھول جانا۔ مثلاً کسی شخص کے پاس پانی ہو اور وہ اس کو بھول گیا ہو اور اس کے خیال میں ہوگا کہ میرے پاس پانی نہیں ہے۔

جن چیزوں سے تیمم جائز ہے اور جن سے جائز نہیں

- ۱۔ مٹی یا مٹی کی قسم سے جو چیز جو اس سے تیمم جائز ہے اور جو مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے جائز نہیں۔ جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم نہ ہوں اور نہ جل کر راکھ ہو جائیں اور وہ چیزیں مٹی کی قسم سے ہیں جیسے ریک اور تھمر کے اقسام حقیقہً زہر جعفری و زہر سنگ سرمہ برتقال سنگتیا وغیرہ اور جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم ہو جائیں یا جل کر راکھ ہو جائیں اور وہ مٹی کی قسم سے نہیں جیسے کپڑا لکڑی وغیرہ کر جل کر راکھ ہو جاتے ہیں اور سونا چاندی وغیرہ کہ جلنے سے نرم ہو جاتی ہیں۔
- ۲۔ جو چیزیں مٹی کی قسم سے نہ ہوں اگر ان پر غبار ہو تو ان سے بوجہ اس غبار کے تیمم جائز ہے۔
- ۳۔ کسی کپڑے یا لکڑی یا سونے چاندی وغیرہ پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے۔
- ۴۔ کسی جنس چیز پر غبار ہو تو اگر وہ غبار اس پر خشکی کی حالت میں پڑا ہو اور اس سے تیمم کرنے میں غماست کے کسی جز کے آنے کا خوف نہ ہو تو اس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔
- ۵۔ کسی حیوان یا انسان یا اپنے اعضاء پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے جیسے کسی نے جھاڑو دی اور اس سے غبار آکر منہ اور ہاتھوں پر پڑ جائے اور ہاتھ سے ملنے تو تیمم ہو جائے گا۔
- ۶۔ اگر کوئی ایسی چیز جس سے تیمم جائز نہیں مٹی وغیرہ کے ساتھ مل جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا اگر مٹی وغیرہ غالب ہو تو تیمم جائز ہوگا ورنہ ناجائز۔

۱۔ جن چیزوں کے لئے وضو فرض ہے ان کے لئے وضو کا تیمم بھی فرض ہے اور جن کے لئے وضو واجب ہے ان کے لئے وضو کا تیمم بھی واجب ہے اور جن کے لئے وضو سنت یا مستحب ہے ان کے لئے وضو کا تیمم بھی سنت یا مستحب ہے اور یہی حال ہے غسل کے تیمم کا بقیاس غسل کے۔

۲۔ اگر کسی کو حدیث اکبر ہو اور مسجد میں جانے کی اس کو سخت ضرورت ہو اس پر تیمم کرنا واجب ہے۔
۳۔ جن عبادتوں کے لئے دونوں حدیثوں سے طہارت شرط نہیں جیسے سلام، سلام کا جواب وغیرہ۔ ان کے لئے وضو و غسل دونوں کا تیمم بغیر غدر کے ہو سکتا ہے اور جن عبادتوں میں صرف حدیث اکبر سے طہارت شرط نہ ہو جیسے قرآن مجید کی تلاوت اذان وغیرہ ان کے لئے صرف وضو کا تیمم بغیر غدر کے ہو سکتا ہے۔

۴۔ اگر کسی کے پاس مشکوک پانی ہو جیسے گدے کا جھٹا پانی تو طہالت میں پہلے وضو یا غسل کرے اس کے بعد تیمم کرے۔
۵۔ اگر وہ غدر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ غدر جاتا ہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنی چاہئیں۔ مثال کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے لازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو بارگاہوں گا۔

۶۔ ایک مقام سے اور ایک تحصیل سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں تو درست ہے۔
۷۔ جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی یا مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہیے کہ نماز بلا طہارت پڑھے پھر اس کو طہارت سے لوٹائے۔

مثال۔ کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے نہ ہو اور نماز کا وقت جانا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھے۔ جیل میں کوئی شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھے اور دونوں صورتوں میں نماز کا عبادت کوئی چیز کا

تیمم کا مسنون و مستحب طریقہ

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر اہدیت کر کے اپنے دونوں ہاتھوں کو کسی ایسی مٹی پر جس کو نجاست نہ ہو بھیجی ہو یا نجاست اس کی دھو کر نالہ کر دی گئی ہو اپنے دونوں ہاتھوں کو تحصیل ہوں کی جانب سے کشادہ کر کے مار کر لئے اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کی اپنے ہاتھ سے منہ پر نہ اس طرح کہ کوئی جگہ ایسی نہ باقی رہے جہاں ہاتھ نہ پہنچے پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر لئے اور پھر

ان کی مٹی جھاڑ ڈالے اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں سوا کھڑکی انگلی اور انگوٹھے کے دانے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک پہنچانے اسی طرح کہ بائیں ہاتھ کی پچھلی بھی لگ جائے اور کہنیوں کا مسیح بھی ہوجائے پھر باقی انگلیوں کو اور ہاتھ کی پچھلی کو دوسرے جانب رکھ کر انگلیوں تک کھینچا جائے اسی طرح بائیں ہاتھ کا بھی مسیح کرے وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی طریقہ ہے اور ایک ہی تیمم دونوں کے لئے کافی ہے اگر دونوں کی نیت کی جائے۔

تیمم کے فرائض اور واجبات

- ۱۔ تیمم کرتے وقت نیت کرنا فرض ہے۔
- ۲۔ مٹی یا مٹی کے قسم سے کسی چیز پر دومرتبہ ہاتھ مارنا فرض ہے۔
- ۳۔ تمام مشا اور دونوں ہاتھوں کے اکثر حصہ سے ملنا فرض ہے۔
- ۴۔ اعضاء سے ایسی چیز کا رکھ کر دینا فرض ہے جس کے سبب مٹی جستم نہ پہنچ سکے جیسے روغن یا چربی وغیرہ
- ۵۔ تنگ گھومتی تنگ جھیلوں اور چڑیوں کا آٹا مار ڈالنا واجب ہے
- ۶۔ اگر کسی قرینہ سے پانی کا قریب ہو یا معلوم ہو تو اس کے تلاش میں سو قدم تک غور جائے یا کسی کو کھینچنا واجب ہے
- ۷۔ اگر کسی کے پاس پانی ہو اور اس سے ملنے کی امید ہو تو اس سے طلب کرنا واجب ہے۔

تیمم کی سنن اور مستحبات

- ۱۔ تیمم کے شروع میں بسم اللہ کہنا درست ہے
- ۲۔ اسی ترتیب کے تیمم کرنا سنت ہے جس ترتیب سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا یعنی پہلے مکہ کا مسح ہر دونوں ہاتھوں کا
- ۳۔ پاک مٹی یا پختہ گیلیوں کی اندرونی سطح کو ملنا سنت ہے نہ ان کی پشت کو۔
- ۴۔ بعد ملنے کے دونوں ہاتھوں سے مٹی کا جھاڑ ڈالنا سنت ہے۔
- ۵۔ مٹی پر ہاتھ دھرتے وقت انگلیوں کا کشادہ کرنا سنت ہے تاکہ غبار ان کے اندر نہ پہنچ جائے
- ۶۔ کم سے کم تین انگلیوں سے مسح کرنا سنت ہے
- ۷۔ پہلے دائیں عضو کا مسح کرنا پھر بائیں کا سنت ہے
- ۸۔ مٹی سے تیمم کرنا سنت ہے نہ اس کے ہم جنس سے
- ۹۔ منہ کے مسح کے بعد ڈالنا ہی کا خیال کرنا سنت ہے۔

- ۱۰۔ ایک عضو کے مسح کے بعد یا توقف دوسرے عضو کا مسح کرنا مستحب ہے
- ۱۱۔ مسح کا اسی خاص طریقہ سے ہونا مستحب ہے جو تیمم کے طریقہ میں لکھا گیا ہے
- ۱۲۔ جس شخص کو آخر وقت تک پانی ملے کا یقین یا گمان غالب ہو اسکو نماز کے آخر وقت تک پانی کا استعمال کرنا مستحب ہے مثلاً بکنوں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یقین یا گمان غالب ہو کہ آخر وقت تک دبی ٹوئل مل جائیگا۔ یا کوئی شخص دبی چادر ہو اور یقیناً اسکو ہر وقت تک دبی ایسی شین پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے۔

تیمم جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے

- ۱۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے وضو کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان سے غسل کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے
- اگر وضو اور غسل دونوں کے لئے ایک ہی تیمم کیا جائے تو جب وضو ٹوٹ جائیگا تو وہ تیمم وضو کے حق میں ٹوٹ جائیگا اور غسل کے حق میں باقی رہے گا جب تک غسل کی واجب کرنے والی کوئی چیز پانی نہ ملے جس عند کے سبب سے تیمم کیا گیا تھا اسکے زائل ہوجانے سے تیمم نہ جاتا رہتا ہے اگرچہ اسکے بعد ہی وضو اور غسل پیدا ہوجائے مثلاً کسی شخص نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا پھر جب پانی ملا تو وہ تیار ہو گیا۔
- اگر کوئی شخص سقا ہوا انگشتا ہوا پانی کے پاس سے گزرے تو اس کا تیمم نہ جائیگا اس لئے کہ وہ ایسی حالت میں پانی پر پہنچا تھا جس میں اسکو پانی کے استعمال پر قدرت نہ تھی مگر اس میں شرط ہے کہ اس طرح سوا ہوا کہ جس سے وضو نہ ٹوٹے یا تیمم غسل کے عوض میں کیا ہو۔ مثلاً کوئی شخص گھوڑے یا کسی گاڑی پر بیٹھا ہوا سو جائے اور نشانے دہ میں سے کوئی پانی کا چشمہ یا ندی وضوئے تیمم کا تیمم نہ جائیگا۔ (قاضی خان، زاد المعاد، فتح المصیر، فہرہ)
- اگر کوئی شخص دبی چادر ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہوا اور نشانے دہ میں چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کے چشمے، تالاب، ذخیرہ، کھائی دیں تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قلعہ نہیں۔ ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے آخر نہیں مل سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے علم الفقہ کی پہلی جلد جس میں طہارت کا بیان ہے ختم ہوگئی اس کے بعد دوسری جلد شروع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ آمین۔

۱۔ شرط اس لئے لگائی ہے کہ اگر تیمم وضو نہ ہو گا اور اسی طرح سو جائے گا جس سے وضو ٹوٹ جائے گا تو اس کا تیمم نہ ہونے لوث جائے گا پانی نہ ملے گا کچھ وضو نہ ہوگا۔ ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْفَلَاةَ وَمَعْرَاجَ الْمُؤْمِنِينَ وَصَيَّرَهَا صَادِقَ الْبَيْتِ
وَالْفَلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى أَكْرَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْآخِرِينَ إِمَامِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۝

جو کلام اس کتاب کی پہلی جلد میں طہارت (جو نماز کی شرطوں میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے) کے مسائل کچھ چکے ہیں اس سے اب ہم نماز کا بیان شروع کرتے ہیں خدائے تعالیٰ ہمیں اسے فضل و کرم سے اس کو حسبِ دل خواہ انجام تک پہنچائے اور اہل اسلام کو اس سے منتفع فرمائے۔ آمین۔

نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی غربیت خالی نہیں۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت تک تمام دوسروں کی امت پر نماز فرض تھی۔ ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ابتداء رسالت میں دو وقت کی نماز فرض تھی ایک آفتاب نکلنے سے پہلے اور ایک آفتاب ڈوبنے کے بعد۔

ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی قرآن پانچ تہی میں نماز فرض کی گئی۔ ۱۔ فجر۔ ۲۔ ظہر۔ ۳۔ عصر۔ ۴۔ مغرب۔ ۵۔ عشاء۔ ان پانچوں وقتوں کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔ اگلی امتوں میں کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی۔

نماز کی تاکید اور اس کی فضیلت

نماز اسلام کا رکنِ اعظم ہے بلکہ اگر یہ کہاجائے کہ اسلام کا دار و مدار اسی پر ہے تب بھی باطل مبالغہ نہیں ہر مسلمان قائل بالقرآن پر ہر روز پانچ وقت فرض میں ہے۔ امیر مہربان فقیر صحیح ہو یا فرض مسافر ہو یا مقیم یہاں تک کہ اگر دشمن کے مقابل میں جب لڑائی کی آگ بجراک دہی ہو اس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ عورت کو جب وہ درود میں مبتلا ہو جو ایک سخت مصیبت کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہیں بلکہ اس کے او میں وی کر نے کی بھی اجازت نہیں یہاں تک کہ اگر بچہ کا کوئی جزو نصف سے کم اس کے خاص حصہ سے باہر آگیا ہو خون نکلا ہو یا انہیں اس وقت بھی اس کو نماز پڑھنے کا حکم ہے اور نماز پڑھنے میں توقف کرنا جائز نہیں، جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث کے مبارک صفحات مالا مال ہیں شریعت میں کسی اور عبادت کی اس قدر سخت تاکید نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنے والے کو کافر فرماتے ہیں ابیر اللہ نہیں حضرت فاروق اعظم جیسے جلیل الشان فقیہ صحابی کا بھی یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام شافعی بھی اس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اس کے کفر کے قائل نہیں مگر ان کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لیے سخت تعزیر ہے۔ تمام وہ حدیثیں ہیں سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو محض طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کا ترک کرنے والا خدا اور رسول کے جو ایک سخت گنہگار اور سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کا ترک کرنا تمام گناہوں میں ایک بڑے و جہ کا گناہ ہے اپنے مالک و اتنا کہ رضا جوئی یوں ہی ہر بندے پر فرض و واجب ہوتی ہے اور جو بندہ خیال نہیں کرتا وہ اس مالک کے تمام بندوں میں ایک بڑا بندہ سمجھا جاتا ہے اور مالک کے نزدیک نہایت ذلیل اور خوار رہتا ہے۔ اگر اس قدر سخت تاکیدوں کے بعد بھی خیال نہ کرے تو خیال کیجئے کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے !

تمام وہ حدیثیں یا اکثر ان میں کی اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو اس کے لیے ایک طریق و فتر بھی کفایت نہ کرے گا۔ لہذا چند آیات قرآنی اور چند صحیح احادیث اور صحابہ و تابعین

رضی اللہ عنہم کے چند اقوال اس جگہ بیان کیے جاتے ہیں۔

۱۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ كَتَابًا مَّقْشُوْرًا۔ بیشک ایمان والوں پر نماز فرض ہے وقت و وقت سے۔

۲۔ تو کہ تم ان کا فظوا علی الصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی۔ پابندی کرو نمازوں کی خصوصاً درمیان نماز (عصر) کی۔

۳۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یَذِیْبُنَ السَّیِّئَاتِ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں نیکیوں سے مراد اس آیت میں نماز ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث سے جو آگے بیان ہوگی یہ مراد صاف طور پر واضح ہے۔

۴۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْفَعُ مِنْ الْفُحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَیْنِ كَرَّ اللّٰهُ اَکْبَرُ بیشک نماز بُرے اور خراب کاموں سے انسان کو بچاتی ہے اور بیشک اللہ کے ذکر کا بڑا مرتبہ ہے اور بڑا اثر ہے۔

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیائی چیزوں پر ہے۔ ۱۔ توحید اور رسالت کا اقرار۔ ۲۔ نماز پڑھنا۔ ۳۔ زکوٰۃ دینا۔ ۴۔ رمضان کے روزے رکھنا (بشرط قدرت)۔ ۵۔ حج کرنا (بخاری، مسلم)

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اللہ کا قرعے درمیان میں نماز میں داخل ہے (مسلم) خیال کرو کہ جب یہ حد فاصل زور ہے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نماز پھر زاری وہ کافر ہو گیا۔ (مشکوٰۃ) جو لوگ بے نماز کو کافر نہیں کہتے ان کے نزدیک اس حدیث میں کافر ہو جانے کا یہ مطلب ہے قریب کفر کے ہو گیا اور محاورے میں ایسا استعمال ہوتا رہتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی جگہ میں ہے یا دھندو گار ہو جائے اور اس کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ رہے تو اس کو کہتے ہیں کہ مر گیا یعنی اب موت اس کے قریب ہے۔

۸۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے گا قیامت میں اس کے ساتھ ایک نور ہو گا اور وہ نماز اس کے لیے باعث نجات ہوگی اور جو شخص نماز سے غفلت کرے گا وہ قیامت میں تاروں، فرعون، ہامان، ابلیس بن غفلت پیسے و دشمنان خدا کے ہزارہ ہو گا (مسند امام احمد، علی، بیہقی)

۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے جو شخص اس کو اچھی طرح وضو کر کے پابندی اوقات سے پڑھتا رہے گا اور اس کے دل کا پتہ و آداب کی رعایت کرے گا اس کے لیے جیل شانہ کا وعدہ ہے کہ بخش دے گا اور جو شخص ایسا نہ کرے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کچھ وعدہ نہیں چاہے بخش دے اور چاہے عذاب کرے گا۔ (مسند امام احمد مؤطا امام مالک ابو داؤد)

۱۰۔ حضرت ابو الدرداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے جانی دوست نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے ابو الدرداء! نماز چھوڑنا اس لیے کہ نماز چھوڑنے والے سے اسلام کا زہر بری ہے لہذا ماجرہ گویا دائرۃ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

۱۱۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کے زمانے میں جب پتہ بھڑھو رہی تھی باہر شریعت لائے اور ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر بٹائیں اس سے بکثرت پتے گرنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابو ذر جب کوئی مسلمان خلوس دل سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی اسی طرح بھڑھاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے بھڑھ رہے ہیں۔ (مسند امام احمد)

۱۲۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں کون سی عبادت زیادہ پسند ہے۔ ارشاد ہوا کہ نماز (بخاری و مسلم)

۱۳۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ جس کو اگر کسی کے روزہ روزہ پر ضرر ہو ورنہ ہر روز پانچ مرتبہ اس نہیں تنہا ہو پھر بھی اس کے بدن پر کچھ مل باقی رہ جائیگا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کے بدن پر کچھ بھی مل نہ رہے گا۔ ارشاد ہوا۔ کہ یہی کیفیت نماز کی ہے جس طرح منہ نے سے بدن کی کثافت دور ہو جاتی ہے اسی طرح نماز پڑھنے سے روح کی کثافت دور ہو جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے نہایت رنج و زحمت کی حالت میں جوہن کو ایک عورت کے ساتھ سوا جانے کے اور باقی ناپاکانہ امور کے ارتکاب سے غلامی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے ایک خطا صادر ہو گئی ہے میرے لیے جو سزا تجویز فرمائیے میں حاضر ہوں حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ تم سے کیا گناہ ہو ہے۔ اتنے میں نادان

وقت آگیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کی قرینہ لے گئے وہ شخص بھی نماز میں آپ کے ساتھ تھے نماز کے بعد پھر انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے بیٹے کیا حکم ہو گا ہے اور شاد ہو کہ نماز پڑھنے سے تمہارا انا و محاف ہو گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی اِنَّ الْفَسَنَاتِ يَنْذِرُنَّكَ الشَّيْطَانُ اور اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ حکم خاص میرے بیٹے کے لیے ہے یا آپ کی تمام امت کے لیے اور شاد ہو کہ سب کے لیے۔ (بخاری - مسلم)

۱۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے صغیرہ گناہ ہوتے ہیں سب مٹا دیے جاتے ہیں (مشکوۃ المصابیح)

۱۶۔ عبد اللہ بن شعیب (ایک میل اللہ تابعی) فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سوانح کے بارے میں کسی عبادت کے چھوڑنے کو کفر نہ کہتے تھے۔ (ترمذی)

۱۷۔ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو اس کے چہرہ میلاد کا رنگ ستیزہ ہوا تاکہ لوگوں نے پوچھا کہ اسے امیر المومنین آپ کی یہ کیفیات ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اب اس واپس کے ادا کرنے کا وقت آ گیا جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تھا اور وہ سب اس واپس کے پھینے سے ڈر گئے اور انکار کر دیا۔ (راجاواہ العلوم)

۱۸۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جس وقت نماز کے واسطے وضو فرماتے، ان کا کلب لڑو ہو جاتا، ایک مرتبہ ان کے گھر والوں نے ان سے پوچھا کہ وضو کے وقت آپ کی یہ حالت ہر جاتی ہے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ (احیاء العلوم)

یہ اشارہ ہے اس لئے کہ چونکہ اس عرصہ میں کہ کائنات نے تخلیق کی تھی اور اُن کے لئے جو کچھ ضروری تھا وہ بھی اس وقت ہی پیدا کیا گیا تھا۔ اُن کے لئے جو کچھ ضروری تھا وہ بھی اس وقت ہی پیدا کیا گیا تھا۔ اُن کے لئے جو کچھ ضروری تھا وہ بھی اس وقت ہی پیدا کیا گیا تھا۔

اصطلاحات

ہم اس میں چند اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کرتے ہیں۔

۱۔ زوال۔ آفتاب کا ڈھل جانا جسے ہماری عرف میں دوپہر ٹھکانہ کہتے ہیں۔

۲۔ سایہ اھل۔ وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے یہ سایہ ہر شے کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی میں بڑا ہوتا ہے کسی میں چھوٹا کہیں باطل نہیں ہوتا جیسے کہ معتکف اور مدینہ منورہ میں زوال اور سایہ اھل کے چلنے کی سہولت ہے کہ ایک سیدھی ٹکڑی ہوا زمین پر لگاؤ دیں اور جہاں تک اس کا سایہ پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنادیں پھر دیکھیں کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی زوال نہیں ہوا۔ اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا اگر کیاں رہے نہ پیچھے ہٹے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے، اس کا استنوا کہتے ہیں۔ (بحر الرافق)

۳۔ ایک مثل۔ سایہ اھل کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

۴۔ دو مثل۔ سایہ اھل کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دو گنا ہو جائے۔

۵۔ تشویب۔ وہ اعلام جس سے پہلے کوئی اعلام ہو چکا ہو اور اس کی غرض اور اس اعلام کی غرض ایک ہو مثلاً پہلے اعلام سے لوگوں کو نماز کے لیے بلا مقصود ہو تو دوسرے اعلام سے بھی وہی مقصود ہے۔

۶۔ اقامت۔ جس کو ہمارے عرف میں تکبیر کہتے ہیں مافوقی کو جماعت قائم ہونے کی اطلاع کے لیے کہی جاتی ہے۔

۷۔ عورت۔ جسم کا وہ حصہ جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے۔ مرد کے لیے عواہ آزاد ہوا غلام ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے گھٹنا عورت میں داخل ہے اور آزاد عورتوں کے لیے سوا منہ اور اچھہ دو دونوں قدم کے کل جسم عورت ہے اور لڑکی کے لیے پیٹ اور پیٹ سے گھٹنوں کے نیچے۔ یعنی اور پشت کا وہ حصہ جو سینے کے مقابل ہے عورت نہیں گھٹنا اگر کسی کا غلام ہو تو اس کا حکم مثل لڑکی کے ہے اگر آزاد ہو مثل آزاد عورتوں کے۔

۸۔ عورت خلیفہ۔ خاص حصہ اور مشترک حصہ اذان میں اور ان کے قریب قریب کا جسم۔

۹۔ عورت خفیضہ۔ خاص حصہ اور مشترک حصہ اور ان کے متصل جسم کے سوا باقی وہ اعضاء جن کے چھپانے کا حکم ہے۔

۱۰۔ مذکر۔ وہ شخص جس کو شرم سے انحرک کسی کے چھپے جماعت سے غارتھے اور اس مقتدی اور عورتوں میں کہتے ہیں۔

۱۱۔ مسبوق۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔

۱۲۔ وہ شخص جو کسی امام کے چھپے نمازیں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سبب رکعتیں یا کچھ رکعتیں حاکم رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو حادث ہو جائے ہجر یا اکبر۔ (برق الفخارج۔ درمندان)

۱۳۔ مقیم۔ وہ شخص جو اپنے وطن میں ہو خواہ وہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت یا ایسے مقام پر ہو جہاں کے وطن سے تین دن کی مسافت سے کم فاصلہ پر ہو۔

۱۴۔ مسافر۔ وہ شخص جو اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت سے ایسے مقام کا ارادہ کرے جہاں سے تین دن کی مسافت پر ہو جبکہ وہ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے اس پر مسافر کا اطلاق شرمع ہو جائے گا۔ تین دن کی مسافت متوسط چال سے ہوتا چاہیے نہ بہت تیز اور نہ بہت سست جس کا اندازہ تیس کوں انگریزی میل کے حساب سے کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ انسان متوسط چال سے ہر روز دس کوں پھرتا ہے۔

۱۵۔ وطن۔ رہنے کی جگہ۔ وطن کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ وطن اصلی۔ ۲۔ وطن اقامت۔

۱۶۔ وطن اصلی۔ وہ مقام جہاں ہمیشہ رہنے کے قصد سے انسان جو دو بارش کرے پھر اگر اتفاقاً اس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی قصد سے سکونت اختیار کرے تو یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائے گا۔ اور پہلا مقام وطن اصلی نہ رہے گا۔

۱۷۔ وطن اقامت۔ وہ مقام جہاں انسان چند دن یا اس سے زیادہ رہنے کے قصد سے قیام کرے خواہ رہنے کا اتفاق چند دن سے کم ہو یا زیادہ۔

ملہ۔ تین دن کی مسافت بدل چلنے کے اعتبار سے ہے۔ فقہاء جماعت نے اس کی تینوں اہم میل سے کی ہے
اختار دوم میں ہیں امام عظم ابوحنیفہ جہاں ایک اہم میل کی طرف ہے۔ کہ وہاں حدیثی

۱۸۔ عمل کثیر۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت کچھ خراء و دونوں ہاتھوں سے کیا ہائے

یا ایک ہاتھ سے اور خراء دیکھنے والا اس فعل کے کرنے والے کو نماز میں جگہ پانز بجے۔

۱۹۔ عمل قلیل۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت نہ کچھ۔

۲۰۔ ۱۰۔ وہ نماز جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔

۲۱۔ قضا۔ وہ نماز جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی

جائے۔

۱۵۔ عمل کثیر کی ہر ایک تعداد نے مختلف ترمیمیں لکھی ہیں بعض نے یہ لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے میں دونوں ہاتھوں کی ضرورت پڑے جیسے علامہ کا باندھنا اور بعض نے لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے والے کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں ہے اگر صبح اور نام صاحب کے اصولی کے مطابق یہی ترمیم ہے جو لکھی گئی (بحوالہ اسی)

ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔

والیضاً جمعہ کی نماز کا وقت بھی ہی ہے عرفہ اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گھر میں ہی پکے
تأخیر کر کے پڑھا جاتا ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جہازوں کے نماز میں جلد پڑھنا مستحب
ہے۔ (شامی، بحر)

عصر کا وقت۔ بعد دو شل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے
عصر کا مستحب وقت اس وقت تک جب تک آفتاب میں زدوی نہ آجائے اور اس کی زدوشنی
اسی کم ہو جائے کہ اس پر نظر ٹھہرنے لگے اس کے بعد مکروہ ہے اور عصر کی نماز ہر روز میں حرام اور
ہو یا جائز اور کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر اس قدر دیر کہ آفتاب میں زدوی نہ آجائے اور اس کی
زدوشنی کم ہو جائے ان میں دن اور ہوا میں دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے (در مختار)
مغرب کا وقت۔ آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق کی
پیمیدی آسمان کے کناروں میں قائم رہے باقی رہتا ہے۔ (بحر المحیط اور حاشیہ مراقی الفلاح)
مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے اور ستاروں کے اچھی طرح
نکل آنے کے بعد کہ تھوڑی سی۔ ان میں روزانہ ہوا میں دن اس قدر تاخیر کہ نماز پڑھنا کر
ہیں اس وقت آجائے گا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے۔ مغرب کا وقت باطل فجر کا

۱۔ عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف ہے صاحبین نے کسی ایک بعد ایک شل کے بعد کا وقت نہ ہونا چاہا و لام
صاحب نے تو ایک بعد دو شل کے اور عصر کے آخری وقت میں کسی کا اختلاف نہیں رہا کہ ایک بعد کا وقت
غروب آفتاب تک رہتا ہے اور بعض نے عصر کے وقت کو آفتاب کے نذر ہو جانے تک بیان کیا ہے ۲
۳۔ آفتاب ڈوبنے کے بعد ایک مرتبہ آسمان کے کناروں میں ظہر جوتی ہے اس کے بعد پھر ایک پیمیدی خواہ
جوتی ہے۔ اس پیمیدی اور اس مرتبہ دونوں کا شفق کہتے ہیں۔ امام الاصفہانی کے نزدیک مغرب کا وقت
پیمیدی شفق تک رہتا ہے اور صاحبین کے نزدیک صرف شفق تک بعض فقہانے صاحبین کے مذہب پر فتویٰ
دیا ہے اور اسی کو امام صاحب کا مذہب بھی بیان کیا ہے مگر صحیح نہیں امام صاحب کے نزدیک مغرب
کا وقت پیمیدی شفق تک رہتا ہے۔ اور اگر صاحب سے مثل حضرت صدیق اکبر حضرت عائشہ اور انصار اور
صحابہ بنی ہاشم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بھی نہ منقول ہے عرفہ میں عمر سے اور ایک صاحب بنی امیہ
جہاں سے صرف شفق کا قول نقل کیا گیا ہے نہ ان فقہانوں کا اس پر اتفاق ہے امام صاحب کے قول پر عمل کرنا
چاہیے۔ ۴۔ فقہانہ ترمذی۔ بحر الرائق۔ المحیط اور حاشیہ مراقی الفلاح۔ شامی

عکس ہے فجر کے وقت پہلے سیدی ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد سرخی اور مغرب میں پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سیدی تھ شفق کی سیدی ذائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی درجابے (بحر - نبح القصیر) عشا کی نماز تہائی مدت گزر جانے کے بعد نصف شب سے پہلے مستحب ہے۔ اور نصف شب کے بعد مکروہ ہے۔ (شامی)

جس دن اگر ہو اس دن عشا کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ (رد مختار وغیرہ) ورنہ کا وقت نماز عشا کے بعد ہے جو شخص آخر شب میں اٹھا ہر اس کو مستحب ہے کہ ورنہ آخر شب میں پڑھے اور اگر نشتے میں شک ہو تو پھر عشا کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیے (مرآۃ المفلاح و مقلم) عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح اُٹنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ذوال آفتاب تک درجہ آفتاب کے کچھ (۳۰ گراؤ) سے پہلے مخصوص ہے کہ آفتاب کی زدوی جانی ہو اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے اس کی تہیں کے نیچے غائبانے لکھا ہے کہ بعد ایک نیزے کے بند ہو جانے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے (مرآۃ المفلاح - شامی) اوقات مکروہ۔ اٹھارہ ہیں۔

۱۔ آفتاب نکلنے کے وقت جب تک آفتاب کی زدوی ذائل ہو جائے اور اس وقت دو شفیق اس میں نہ آجائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے اس کا شمار نہ نکلنے میں ہو گا اور یہ کیفیت آفتاب میں ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد آتی ہے۔

۲۔ ٹھیک دو پہر کے وقت جب تک آفتاب دھل نہ جائے۔

۳۔ آفتاب میں سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک۔

۴۔ نماز فجر پڑھنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح اُٹنے تک۔

۵۔ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔

علمہ مشاکبہ ہوائی وقت میں اختلاف ہے میں دلوں کے ایک مغرب کا وقت سرخی شفیق تک درجہ ہے ان کے نزدیک مثلاً کا وقت سرخی شفیق کے بعد آتا ہے بعد صبح صادق کے نزدیک فجر کا مغرب کا وقت سرخی شفیق تک درجہ ہے اس لیے ان کے نزدیک مثلاً کا وقت بعد پیر شفیق کے آتا ہے ۱۲

۶۔ فجر کے وقت اس کی سنتوں کے علاوہ۔

۷۔ مغرب کے وقت مغرب کی ناز سے پہلے۔

۸۔ جب امام خطبہ کے پنے اپنی جگہ سے اٹھ کر ۱۱ اور خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا تکلیف کا یا حج وغیرہ کا۔

۹۔ جب فرض ناز کی تکبیر کی باقی ہو، ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے ملی جائے گی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔

۱۰۔ ناز عیدین سے قبل عروا گھر میں یا عید گاہ میں۔

۱۱۔ ناز عیدین کے بعد (عید گاہ میں)۔

۱۲۔ عرفہ میں عصر اور ظہر کی ناز کے درمیان اور ان کے بعد۔

۱۳۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی ناز کے درمیان اور ان کے بعد۔

۱۴۔ ناز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سوا فرض وقت کے اور کسی ناز کا پڑھنا خواہ وہ قضا کے واجب الترتیب کیوں نہ ہو۔

۱۵۔ پانچواں پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت۔

۱۶۔ کھانا آملنے کے بعد اگر اس کی طبیعت کھانا کھانے کو چاہتی ہو اور میال ہو کہ اگر ناز پڑھے گا تو اس میں جی نہ لگے گا اور یہی حکم ہے تمام ایسی چیزوں کا جن کو چھوڑ کر ناز پڑھنے

میں جی نہ لگنے کا خوف ہو، ہاں اگر ناز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے ناز پڑھنے میں ہلکے کراہت نہیں (مطلوبہ حاشیہ سرائی الفضل)۔

۱۷۔ آدھی رات کے بعد عشا کی ناز پڑھنا۔

۱۸۔ ستاروں کے بکڑت تھل آنے کے بعد مغرب کی ناز پڑھنا۔

ان تمام اوقات میں ناز مکروہ ہے صرف اس قدر تفصیل ہے کہ پہلے دو سے تیس

پندرہ صریح سو گویں وقت میں سب نمازیں مکروہ ہیں فرض ہوں یا واجب یا قفل اور سب نماز

کا ہو یا سب کا اور پہلے تین وقتوں میں کوئی ناز شروع کی جائے تو اس کا شروع کرنا بھی صحیح نہیں

اور اگر ناز پڑھتے پڑھتے ان میں سے کوئی وقت آجائے تو ناز باطل ہو جاتی ہے۔ مگر ان چھ

چیزوں کا شروع کرنا ان میں بھی صحیح ہے۔

۱۔ جنازہ سے کی ناز۔ بشرطیکہ جنازہ انہیں تین وقتوں میں سے کسی وقت آیا ہو۔

- ۲۔ سجدہ تلاوت۔ بشرطیکہ سجدہ کی آیت انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت پڑھی گئی ہو۔
- ۳۔ اسی دن کی عصر۔
- ۴۔ نفل نماز۔
- ۵۔ دو نماز جس کے ادا کرنے کی نذر انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت میں کی گئی ہو۔
- ۶۔ اس نماز کی قضاء جو انھیں وقتوں میں شروع کر کے خاسد کر دی گئی ہو۔ جنازہ کے نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے اور سجدہ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہیہ کے ساتھ صحیح ہے باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمیہ کے ساتھ صحیح ہے۔
- گمراہوں کا باطل کر کے اچھے وقت میں ادا کرنا واجب ہے۔
- دو وقتوں میں صرف فرض نمازوں کا ادا کرنا مکروہ ہے۔
- باقی اوقات میں صرف نوافل کا ادا کرنا مکروہ ہے فرض اور واجب کا ادا کرنا مکروہ نہیں۔

دو وقت کی نمازوں کا ایک ہی وقت پڑھنا جائز نہیں مگر وہ مقاموں میں رہا عرض میں عصر اور عصر کی نمازوں کا ایک ہی وقت میں رہا عرض میں مغرب اور عشا کی نماز کا عشا کے وقت میں۔ (شامی)

۱۔ جہتہ بہام اور خفیہ نہ ہے بلکہ شافعی کے نزدیک سفر میں بدو فرض میں دو نمازوں کا ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے اور ظاہر ماراث سے بھی یہی ملتا ہے معلوم ہوتا ہے لہذا اگر کسی قحوت سے کوئی خفیہ بھی ایسا کہ قحوت ہو تو اس کے ساتھ وہ بھی اس کو کرنا جائز ہے جو علم شافعی کے نزدیک بھی کے وقت قحوت میں۔ میں کا ذکر آئے آئے گا (رد المحتار)

نوٹ:- یہ مسئلہ اگر مستحسن اکی نفاقی رائے ہے اور علم خفیہ بہام معلوم اور وقت کی تصریحات کے خلاف ہے فقہاء خفیہ کے نزدیک دو نمازوں کا وقت واحد میں بھی کرنا قطعاً جائز ہے۔ علم محمد نے اپنی تفرعات میں طریقت کا حق و حکم نقل فرمایا ہے جو تمام علماء اسلامی میں جاری تھا۔ ان میں بھی مصنفین کثرت میں ایکبار "حق ہیں اصوات میں گناہ و گمراہی کے رد کا نقل ہے تحقیق کیا ان کو مانتے ہیں خدا تکبر و تکبر سے انکار و ان کے خداوند مخلد کر رہا اور تمام عقائد کی کاسمی ہی ممکن ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں ادا کی جائے۔ ان اصوات کا تعلق انہیں میں کیا ہوتا تو ان وقت واحد میں دو نمازوں کو پڑھنا اس آیت کے خلاف ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل جو کتابت اسی مسئلہ کی شروع میں کی گئی تھی۔ (محمد بن عبدالحق)

نماز کے اوقات کا بیان ہر کتاب ہم اذان کا بیان شروع کرتے ہیں اس لیے کہ اذان بھی وقت معلوم کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اور اسی کے ساتھ اقامت کا بھی ذکر کریں گے۔

اذان اور اقامت کا بیان

اذان کی ابتدا مدینہ منورہ میں سلسلہ ہجری سے ہوئی اس سے پہلے نماز بے اذان کے پڑھی جاتی تھی چونکہ اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد کچھ ایسی کثیر نہ تھی اس لیے ان کا جماعت کے لیے مجمع ہونا بغیر کسی اطلاع کے دشوار نہ تھا، جب مسلمانوں کی تعداد بڑھنا شروع کرنے لگی اور مختلف حرفہ اور پیشہ کے لوگ جوق جوق دین انہی میں داخل ہونے لگے تو ضرورت اس امر کی پیش آئی کہ نماز کا وقت آنے اور جماعت قائم ہونے کی اطلاع ان کو دی جائے جس سے وہ اپنے اپنے قریب و بعید مقامات سے جماعت کے لیے مسجد میں آسکیں لہذا یہ طریقہ براذان کا (۱) اس غرض سے پورا کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اذان اسی اقامت کے لیے عام ہے۔ (۲) اگلی منزل میں زحیٰ

لے مختصر قریب اذان کی ضرورت تھی یہ چکر بے محابہ کو اطلاع اوقات نماز اور قیام جماعت کی ضرورت معلوم ہوتا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا بعضوں نے یہ کہنے کی راہ نکال کر بیان کیا ہے بعضوں کی رائے یہی کہ اذان بجا دی جائے کہ غریب مسلمانوں کو اس کو پہنچے میں فرمایا وقت غرض اذان نے یہ کہنے کی راہ نکال دی کہ اذان کے وقت اعلان جماعت ہوتا ہے اور یہاں پر اس کے بعد جب اذان نہ پڑھے اور حضرت فاروقؓ نے غلابؓ کو کہا کہ ایک رشتہ نے یہ طریقہ اذان کا جوڑا ہے یہاں کا ہمارے گھرانے کو تعلیم کیا کہ اس طریقہ سے نماز کے اوقات اور جماعت کی اطلاع مسلمانوں کو کی جائے کہ بعض روایات میں ہے کہ جب اذان پڑھی نہ پڑھے فرماتے تھے کہ میں جاناؤں میں تھا اصل ہوتا تو تھا اور بعض میں ہے کہ فرمایا اگر بگائے کا کافر نہ ہوتا تو میں کشتہ کا بگل سنتا نہ تھا اسی لحاظ سے بعض علماء نے اس واقعہ کو مثال دیکھ کر یہ عقیدہ رکھا ہے کہ اذان بجا کر مالیت بیدار ہی میں ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ جب اذان پڑھی دینی اللہ عزوجل نے یہ واقعہ حضرت نبیؐ میں عرض کیا کہ حضرت نے فرمایا کہ جس کے پاس ہے اور حضرت عدلیؓ کو اذان پڑھا کہ اسی طرح اذان دیا کہ وہ حضرت فاروقؓ نے بھی اذان پڑھا کہ وہاں کیا بیٹھ رہا تھا وہاں ہی تھا کہ اس سے پہلے حضرت نے وہی میں نازل ہوئی تھی چنانچہ عبداللہ ذاتیؓ نے اپنے منہ میں یہ اور روایت سے طریق میں سے روایت کی ہے بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ غلابؓ مولیٰ میں نبیؐ کو حضرت جبریلؑ نے اذان کی تعلیم فرمائی تھی کہ یہ احادیث صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت میں بھی وہ غلابؓ مولیٰ مقصود نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ بعض اہل حق اس لیے کہ نبیؐ کو درحالیٰ مولیٰ ادا ہوا ہے۔ لہذا اس سے مقصود وہی بات ہے کہ میں ذات کو یہ جواب دیکھا گیا تھا حافظ ابن حجر نے بھی نسخہ ابیاری میں ایسا ہی مذکور ہے واللہ اعلم ۱۲

تاکد اللہ علی ذلک۔

ابن اللہ تعالیٰ کے اولاذ میں ایک بہت بڑے درجہ کا ذکر ہے اس میں توحید اور رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہے اس سے اسلام کی شان اور شوکت ظاہر ہوتی ہے اس کی فیضیت اور اس کا ثواب احادیث میں جا بجا مذکور ہے کچھ یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

- ۱۔ اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور جو لوگ اس کو سنتے ہیں جن جوں یا انسان وہ سب قیامت کے دن اذان دینے والے کے ایسا ہی گواہی دیں گے۔ (بخاری، نسائی، ابن ماجہ)
- ۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انبیاء اور شہداء کے بعد اذان دینے والے جنت میں داخل ہوں گے بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ مؤذن کا مرتبہ شہید کے برابر ہے۔
- ۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سات برس تک برابر اذان دے اور اس سے اس کا مقصود محض ثواب ہو تو اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دی جاتی ہے (ابوداؤد و ترمذی)
- ۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے میں کس قدر ثواب ہے تو یقیناً ان کو یہ منصب بغیر تردد اسے نہ ملے بیشک وہ اس کے لیے تردد ڈالیں۔ حاصل یہ کہ اس منصب کے لیے سخت کوشش کریں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)
- ۵۔ صحابہ کے زمانہ میں ایسا ہوا ہے کہ اذان کے لیے لوگوں میں اختلاف تھا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ عبادت منصب مجھے ملے یہاں تک کہ فوتِ قرعہ ڈالنے کی آئی (تاریخ بخاری)
- ۵۔ قیامت کے دن مؤذنوں کو بھی شفاعت کی اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنے اعزاء و اقبا یا جس کے لیے چاہیں دعاؤں کا عالم سے سفارش کریں۔
- ۶۔ اذان دیتے وقت شیطان پر بہت خوف و وحشت طاری ہوتی ہے اور بہت بے حواسی سے بھاگتا ہے جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہاں تک نہیں ٹھہرتا۔ (بخاری، مسلم)
- ۷۔ قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں بند ہوں گی یعنی وہ نہایت معزز اور لوگوں میں ممتاز ہوں گے اور قیامت کے خوف اور مصیبت سے محفوظ رہیں گے۔
- ۸۔ جس مقام پر اذان دی جاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے غلامیاد اور ملاؤں سے وہ مقام محفوظ رہتا ہے۔
- ۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذنوں کے لیے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ اور اخلاص

کی فضیلت اور تاکید اذان سے بھی سے زیادہ ہے۔ (رد مختار وغیرہ)

اس مقام پر یہ سوال ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر فضائل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے اس منصب کو کیوں اختیار نہیں فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ حضرات اس سے بھی زیادہ مفید اور اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے اور اگر اس منصب کو اپنے ذمہ لیتے تو ان کاموں میں حرج ہوتا اس لیے وہ اس منصب کو اختیار کرنے سے مجبور رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان دینے کی حدیث تردید میں ہے اگرچہ اس سے قطعی ثبوت نہیں ہوتا۔ اور یہاں کے کان میں اذان دینا تو قطعاً آپ سے ثابت ہے۔

اذان کے صحیح ہونے کی شرطیں

- ۱۔ اگر کسی اذان نواز کے پتلے اذان دی جائے تو اس کے پتلے اس نماز کے وقت کا ہونا، اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صبح نہ ہوگی بعد وقت آنے کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہو گا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا اور کسی وقت کی (مراقی الفلاح، رد مختار وغیرہ)
- ۲۔ اذان اور اقامت عربی زبان میں خاص انھیں اذان سے ہونا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صبح نہ ہوگی اگرچہ وہ کسی کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصد اس سے حاصل ہو جائے (ایضاً)
- ۳۔ مؤذن کا مرد ہونا۔ عورت کی اذان درست نہیں، اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔ اور اگر نیز اعادہ کیے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ (بحر الرائق، مراقی الفلاح، مطاوی وغیرہ)
- ۴۔ مؤذن کا صاحب عقل ہونا اگر کوئی نابالغ یا مجنون یا مست اذان دے تو نہ ہوگی (ایضاً)

اذان اور اقامت کا سنن طریقہ

اذان کا سنن طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دو قول حد ثلث سے پاک ہو کہ کسی نچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو گھر یا ہو اور اپنے دو قول کا قول کے سوراغل کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف پہنچان کلمات کر کے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ چار مرتبہ۔ پھر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ۔ پھر اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ دو مرتبہ۔ پھر خُشْعًا عَلَى الصَّلٰوةِ دو مرتبہ۔ پھر خُشْعًا عَلَى الصَّلٰوةِ دو مرتبہ۔ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ۔ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ اور خُشْعًا عَلَى الصَّلٰوةِ کہتے وقت اپنے منہ کو دائیں طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں اور کُشْعًا عَلَى الصَّلٰوةِ کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد کی علی الصَّلٰوةِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ دو مرتبہ کہے۔ پس کل الفاظ اذان کے چندہ ہوئے۔ اور فجر کی اذان میں سترہ۔ اور اذان کے الفاظ کو گاکر ادا کرے نہ اس طرح کہ کچھ بہت آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ اور دو مرتبہ اشباہ کہہ کر اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے۔ اور اذان ادا کر کے سوا دوسرے الفاظ میں ہر نقطہ کے بعد اسی قدر سکوت کرے کہ دوسرا نقطہ کہے (رشائی)

۱۱۔ اشد بہت بڑا ہے یعنی اس کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲

۱۳۔ میں گویا ہوں کہ اذان کے سوا کوئی خدا نہیں ہے جب تک انسان کو کسی امر کا پورا یقین نہیں ہوتا اس وقت تک کہ اس کی کوئی گواہی نہیں دیا اس لیے یہاں اس عنوان سے پورے عقیدین کا اظہار مقصود ہے ۱۴

۱۵۔ میں گویا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں ۱۶

۱۷۔ آواز نازک و ساطع ۱۸

۱۹۔ آواز ایک نازک و دوسرے میں نازک کے لیے نازک میں نازک یہی نازک ہے ۲۰

۲۱۔ نازک بہتر ہے سونے سے چونکہ پھرنے کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت آدمی کو اپنے خواب خیر میں کا چھوڑنا ناگزیر ہوتا ہے اس لیے اس کو اس امر کی اطلاع دی جاتی ہے کہ گھبراہٹ اس خواب خیر میں سے

۲۲۔ نازک بہتر ہے ۲۳

اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کی جاتی ہے اور اقامت مسجد کے اندر اور اذان بلند آواز سے کی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اقامت میں الصلوٰۃ غیر من القوم نہیں بلکہ بچائے اس کے ہر وقت قَدْ اَقَامَتْ الصَّلٰوةَ دو مرتبہ اور اقامت کہتے وقت کاذل کے سوراخ کو بند کرنا بھی نہیں اس لیے کہ کاذل کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لیے بند کیے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اور اقامت میں جی علی الصلوٰۃ ہی علی الصلوٰۃ کہتے وقت دہائی بائیں جانب کا منہ پھیرنا بھی نہیں ہے۔

اذان و اقامت کے احکام

۱۔ سونا اور جود کے علاوہ سب فرض عین نمازوں کے لیے ایک بار اذان کتنا مردوں پر سنت منکوحہ ہے دسافر ہر یا متعین جامعیت کی نماز یا تنہا۔ استقلال ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کے لیے دو بارہ اذان کتنا اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں۔ تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ و طود پر آہستہ دی جائے تاکہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لیے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر ولایت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں۔ اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وجہ پر طحی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لیے صرف اقامت۔ ہاں مستحب یہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے مثلاً

۱۲۔ بے شک نماز تیار ہو گئی

۱۳۔ غنق کی لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر و گھر مغرب کی نماز قضا ہو گئی تھی عشا کے وقت آپ نے سب کی قضا کر لی بعض روایات میں ہے کہ صرف ظہر کے واسطے اذان کی گئی اور باقی کے واسطے صرف اقامت اور بعض روایات میں ہے کہ اذان بھی ہر ایک کے لیے علیحدہ کی گئی ۱۴۔ (شاہی)

۱۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد رضی اللہ عنہما کتنا نے میں بیکر کے لیے بھی غنق اور نمازوں کے بیکر کی لڑائی کی اور یہ اذان جب ہام ظہر پڑھتے تھے بے خبر پڑھتا تھا تو اس وقت بھی باقی تھی مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ظہر پڑھتے تھے تو انھوں نے ایک اذان جمعہ کی نماز کے لیے اور (شاہی)

۲۔ مساز کے لیے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں تو اذان مستحب ہے سنت مذکورہ

نہیں۔

۳۔ جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لیے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلہ کی مسجد یا گاہوں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لیے کہ محلہ کی اذان اور اقامت تمام محلے والوں کو کافی ہے (بحر الرائق - در مختار وغیرہ)
۴۔ جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھیں گئے تو اذان اور اقامت کا کتنا کرو وہ ہے ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ (رد مختار)

۵۔ اگر کوئی شخص ایسے مقام پر ہو جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ بھی ہوتا ہو لہذا نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی طور سے پڑھتا ہو یا نماز دو رکعت قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے۔ (بحر الرائق - در مختار)

۶۔ عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔

۷۔ لڑکوں اور غلاموں کے لیے اذان اور اقامت دونوں مکروہ ہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھیں۔ (در مختار - بحر الرائق)

۸۔ فرض میں نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لیے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کتا یہ ہو جیسے جہان سے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا قتل ہو جیسے اور نمازیں۔ (بحر الرائق - در مختار)

۹۔ مسجد خیمہ پیدا ہو تو اس کے دہائے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اور اسی طرح اس شخص کے کان میں کہنا جو کسی رنج میں مبتلا ہو یا اس کو سرگی کا مرض ہو یا غصہ کی حالت میں ہو اور اس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ انسان ہو یا جانور اور لڑائی کے

محلہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اگر عورتیں جماعت پڑھیں تو ان کے لیے اقامت مکروہ نہیں

اذان اس وقت بھی مکروہ ہے مگر صحیح ہے کہ ہر حال میں دونوں مکروہ ہیں (رواقی اختلاف)

لطفاً یہ جانیں رواقی اختلاف - در مختار - بحر الرائق - غلام

وقت اور جگہ ہونے کے کام میں اور اسی طرح اُس مسافر کو جو راہ بھول گیا ہر روز کوئی راہ بتانے والا نہ ہو اور اسی طرح اگر کسی جن و غیرہ کا ظہور ہوتا ہو جس کی کو تکلیف دیتے ہوں۔

۱۰۔ جو شخص اذان سنے اور ہر احدت ظاہر یا جنب اس پر اذان کا جواب دینا واجب ہے یعنی جو غلط ٹہرن کی زبان سے سنے وہی غروب میں کہے۔ مگر حق علی الصلوٰۃ اور حق علی الغلہ کے جواب میں لَا تَغْلُظْ وَلَا تَقْوُۃُ إِلَّا بِاللّٰہِ میں کہے اور صلوٰۃ خیر من النہم کے جواب میں سَدَقْتَ وَبَوَّسْتَ اور بعد اذان کے دو شعر پڑھ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰہُمَّ رَبِّ هٰذَا الدَّعْوۃُ اَتَمِّهِ الصَّلٰوۃَ اَتَمِّہِ اَتَمِّہِ سَبِّحْنَا مُحَمَّدًا بِالنَّوْصِنۃِ وَالْفَوْصِنۃِ

اس میں مشکلات یہ کہ ان کا جواب دینا مسلمان کے لیے یا واجب اور نہ ان سے جواب دینا واجب ہے
یعنی جو فقط کفران کے ساتھ ہے وہی فقط فروعی کہا جائے یا عدم کے جواب دینا واجب ہے یعنی ادنیٰ
شک کرنا ان کے لیے مسجد میں جانا چاہیے کیسے صحیح ہے کہ ان کا جواب نہ ان سے دینا واجب ہے یا واجب
و محیط و قاضی حاکم و غیر اہل حق و بکر الہی دو جہاد و غیرہ نے اسی کی فتویٰ کی ہے اور احادیث سے بھی
یہ معلوم ہوتا ہے۔ بخلافی و مسلم ہیں کہ ان کی اصل اذہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جیسا کفران سے سرور و صا ہی تم
جیسا کہ ۱۲

سے نہیں طاقت اور قوت لگے خدا کی مدد سے نرفوتی علی الصلوٰۃ یا حتی علی اختلافہ سببے تو وہ غنائے
یہ لوگوں کو پاتا ہے لہذا اس کے جواب میں یہ دعا ملاحظہ فرمائیے کہ غنائے علیہ سببے کی طاقت اور قوت
خدا ہی کی مدد سے جرتی ہے لہذا خدا کی مدد ہوتی ہے تو ہم حاضر ہوتے ہیں ۱۶

[illegible]

۱۔ اے اللہ! اس مالکِ اس کا دل دعا و رازوں اور اس تمام جوئے والی قاعدہ کے غایت فرما ہمارے سرور احمد علی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ایک مقام ہے جنت میں جو ان حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہ ملے گا کہ وسیلہ سے شفاعت کی اجازت مراد ہے اور بڑی چیزیں ان کو مقام محمد و جان سب انبیاء خدا کی تعریف کریں گے اور ان حضرات کو شفاعت کی اجازت ملے گی کہ جس کا ان سے حق سے وعدہ فرمایا ہے بلکہ تو وہ و خلافی نہیں کرتا لیکن وہ کمال تصفیہ و کمال اللہ و رحمت اللعالمین ہی کہتے ہیں حالانکہ

وَابْعَثْ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

۱۱۔ اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ الحمد اَنّ محمدًا رَسُوْلُ اللہ سننے کے بعد بھی کہے مَلٰی اللہ مَلٰیئِكَ يٰ اَدَسُوْنَ اللہ اور جب دوسری مرتبہ سنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو اکٹھے کر کے کہے قَسْرَةُ عَلَيْنِيْ بِكَ يٰ اَرَسُوْنَ اللہ واللہمَّ مَتَّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ (جامع الرموز۔ کنز العباد)

۱۲۔ اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ اگر پہلے کی حالت میں اذان سنے تو کھڑا ہو جائے اور اذان سننے کی حالت میں سراجواب دینے کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہو بیان تک کہ سلام یا سلام کا جواب بھی نہ دے اور اگر قرآن مجید پڑھتا ہو تو اس کا پڑھنا بھی موقوف کر دے۔

۱۳۔ جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نائز کے لیے جامع مسجد جانا واجب ہے۔ خرید و فروخت یا اور کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔
۱۴۔ جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا واجب نہیں لیکن اگر جواب دے تو مکروہ بھی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۱۵۔ اقامت کا جواب دینا مستحب ہے واجب نہیں اور تہقامت الصلوة کے جواب میں اَعَامَنَا اللہ وَاَدَامَنَا کے (فتح القدیر۔ بحر الرائق)
۱۶۔ آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیے۔ ۱۔ نائز کی حالت میں۔ ۲۔ خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا۔ ۳۔ ۴۔ حیض و نفاس میں۔ ۵۔ عیلم وین پڑھنے اور پڑھانے کی حالت میں۔ ۶۔ جماع کی حالت میں۔ ۷۔ حیضاب پائنا کی حالت میں۔

۱۷۔ رحمت نازل فرمائے اللہ تعالیٰ آپ پر اسے خدا کے پیغمبر ۱۲
۱۸۔ میری حکمتوں کی نشاندہی آپ ہی سے ہے۔ رسول اللہ یا اللہ مجھے خاتمہ منکر صبح اور جمعہ سے ۱۲
۱۹۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَ اِنَّا لَنُوحِيْ لَلسَّحَابِ مِنْ اٰیٰتِنَا لَعَلَّكُمْ اَلْجَمْعَ فَاَنْصَبُوا اِلٰی ذٰلِكَ وَاَلِیْہِ وَ ذَرُّوا الْبَیْعَ۔ جب نائز جمعہ کی حالت میں پہلے قرآن کے ذکر و نفاذ جمعہ کے لیے دُعا دے اور خرید و فروخت چھوڑ دے یعنی دنیا کے تمام کاموں کو چھوڑ کر نائزیت و احکام سے نائز کے لیے جائے۔ اور باتفاق متفقین اس اذان سے پہلی اذان مراد ہے (مطہطاوی و ماخیزہ راقی العللہ)
تالم دیکھے اس کو نما اور ہمیشہ دیکھے ۱۲

۸۔ کھانا کھانے کی حاجت میں۔ ہاں بعد ازاں چھپروں سے فراغت کے اگر اذان ہووے زیادہ
زیادہ نہ گنوارا ہو تو جواب دینا چاہیئے ورنہ قسمیں مثلاً (بحر الرائق)

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں بعض مؤذن کے متعلق ہیں بعض اذان اور اقامت
کے اندام ہم پہلے مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔
۱۔ مؤذن کا مرد ہونا، عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کے تو
اس کا ادا کر دینا چاہیئے اقامت کا اعادہ نہیں اس لیے کہ اگر اقامت مشروع نہیں
ہوگا اقامت تک اذان کے (رد مختار)

۲۔ مؤذن کا عاقل، بالغ، عینوں اور مست اور نا سمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے
اور ای کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہیئے نہ اقامت کا (رد مختار)

۳۔ مؤذن کا مسألی ضروریہ اور ناز کے اوقات سے واقف ہونا اگر باہلی کوئی اذان سے
قرآن کو مؤذنوں کی بارگاہ نرسے گا (بحر الرائق)

۴۔ مؤذنوں کا پیر، گدا اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت
میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا۔

۵۔ مؤذن کا بلند آواز ہونا۔

۶۔ اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے غلغلہ کھٹا اور اقامت کا مسجد کے اندر کھٹا۔ مسجد
کے اندر اذان مکروہ ہے۔ ہاں مسجد کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر دھبے کے سامنے
کھٹا مکروہ نہیں بلکہ تمام بلاد اسلام میں معمول ہے۔ (مراقی، افلاح)

۷۔ اذان کا کھڑے ہو کر کھٹا۔ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کے تو مکروہ ہے اور اس کا
اعادہ کر لینا چاہیئے ہاں اگر سوار ہو یا اذان صرف اپنی قناد کے لیے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں

۸۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے بارگاہ میں یہ نہ کہیں مسجد کے اندر نہ جوں ہی مسجد کے اندر نہ
ہو نہ ان میں اس کو مسجد کے اندر داخل کر دیا اور اس نماز میں بٹے بٹے جلیل الشان نبوی سرور و خلیفہ
نے مسکرت کر دیا اس لیے یہ فعل مکروہ نہ اقامت تمام بلاد اسلام میں رائج ہو گیا اور کسی نے آج تک اس کا انکار
نہیں کیا اور نہ

۸۔ اذان کا بلفظ اذان سے کہنا۔ ان اگر صرف اپنی ناز کیلئے کہے تو اقامت ہے مگر پھر بھی زیادہ شراب بلند آواز میں ہوگا۔

۹۔ اذان کہنے وقت کافل کے سوا انہوں کو انگلیوں سے بڑ کر لینا مستحب ہے۔

۱۰۔ اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر وقت تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کہ کہے کہ سنے والا اس کا جواب دے سکے۔
تہذیب کے علاوہ اور احفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد ہی قدر سکوت کہ کہے کہ سنے والا اس کا جواب دے سکے۔
اور اگر کسی وجہ سے اذان کے الفاظ کو بغیر اس قدر ٹھہر ٹھہر کر کہے کہ اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے کہ اس کا اعادہ مستحب نہیں۔

(رد المحتار رد المحتار)

۱۱۔ اذان میں حق تعالیٰ بصلوات کہتے وقت وہ اپنی طرف منہ کو پھیرنا اور حق تعالیٰ بصلوات کہتے وقت بائیں طرف منہ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان ناز کی پھر اور کسی چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھیرنے پائے۔

۱۲۔ اذان اور اقامت کا قبلہ وہ ہو کر کہنا بشرطیکہ سوائے ہر۔ بغیر قبلہ نہ ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (رد المحتار)

۱۳۔ اذان کہتے وقت محدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے اور دونوں حدوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدوں سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدت اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی محدث اکبر یا صغیر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔

۱۴۔ اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وہ کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مرتبہ صحت کہے کہ جیسے شفاء اللہ عنہ ان شاء اللہ سے پہلے شہداء محمد و رسول اللہ کہے یا حق تعالیٰ بصلوات سے پہلے حق تعالیٰ بصلوات کہے جیسے اس صورت میں صرف اسی صورت ذکر و تہذیب کا اعادہ فرمادی جائے جس کو اس نے مقدم کر دیا ہے پہلی صورت میں اذان کا اکر اللہ کہے کہ کہ سلطان محمد و رسول اللہ پھر کہے تہذیب و صورت میں حق تعالیٰ بصلوات کہے کہ حق تعالیٰ بصلوات پھر کہے یہی اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔ (رد المحتار رد المحتار)

۱۵۔ اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اذان یا اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرے نہ اقامت کا (در مختار - شامی)

متفرق مسائل

۱۔ اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصد آنہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

۲۔ اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت تاقیم نہ ہو تو اقامت کا اعلان کرنا چاہیے ہاں اگر کچھ قحطی کی وجہ سے ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور ان کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاسل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کلام شروع کر دیا جائے تو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہیے (در مختار)

۳۔ اگر مردان اذان دینے کی حالت میں مرتد ہو جائے، اعلیٰ اللہ عنہ راہے جو شخص ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اس کو حدیث ہو جائے اور وہ اس کے دور گھٹنے کے نیچے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت متکبرہ ہے۔ (در مختار - شامی)

۴۔ اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدیث ہو جائے تو بہتر ہے کہ اذان یا اقامت پوری کرے اس حدیث کے دور کرنے کو جائے۔

۵۔ ایک مؤذن کا دوسرا مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں قرعہ پڑھے وہی اذان دے (در مختار)

۶۔ بہتر ہے کہ اذان کہنے کا منصب بھی امام ہی کے سپرد کیا جائے۔ (در مختار)

۷۔ جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ ان اگر وہ اذان دے کہیں

سے ثابت نہیں ہے اور اذان میں بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

۱۱۔ مؤذنی کو پابندی کے قیام میں جس جگہ کثرت شروع کرے وہیں ختم کر دے۔

۱۲۔ اذان اور اقامت کے پہلے نیت شرط نہیں۔ اس ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لیے کہتا ہوں اور کچھ قصور نہیں۔ اذان اور اقامت کا بیان جو کچھ اب نماز کے مسائل دیکھے جاتے ہیں۔

نماز کے واجب ہونے کی شرطیں

۱۔ اسلام۔ کافر پر نماز واجب نہیں یعنی یقین کا قائل ہے کہ کافر پر بھی نماز واجب ہوتی ہے اور اگر کافر توبہ کرے تو نماز اس کو حلال ہے۔ اس کے ترک پر جہنمی عذاب کیا جائے گا۔ (المطہری برمات القلائد)

۲۔ بلوغ۔ نابالغ پر نماز واجب نہیں۔

۳۔ عقل۔ بے عقل پر نماز واجب نہیں خواہ وہ بے عقلی جنون کے سبب سے ہو یا بے ہوشی کے سبب سے مگر شرعاً ہی جنون اور بے ہوشی کا اعتبار ہے جو پانچ نمازوں کے وقت تک رہے اگر اس سے کم ہو تو پھر اس پر نماز واجب ہے یہاں تک کہ بعد میں بوشی کے قضا یا حنی پٹے کی اور جو بے ہوشی غصہ کے سبب سے ہو اس سے نماز معاف نہیں ہوتی۔

۴۔ عورتوں کو حیض و نفاس سے پاک ہونا حیض و نفاس کی حالت میں عورتوں پر نماز فرض نہیں۔ بعد اسلام یا بولوغ یا بعد منیوں اور بے ہوشی کے اور اسی طرح بعد حیض و نفاس کے نماز کا نیت

بعض ادا ریش اس مضمون کی یاد دہانی ہیں کہ ان میں بھی سنی اللہ علیہ وسلم کا نام لگائی اس کا گوشتوں کو ہر نماز پابندی لگائی اور ریش ان میں بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچ سب غصہ ہیں لگا گوشت صحت حدیث پر ان نماز ہے بشرطیکہ اس حال کے سنت ہونے کا خیال نہ کیا جائے اور اس کو کئی طور پر چیز نہ دیکھ جائے۔ نماز میں غلطی اور غلطی کی حد یہ ہے کہ اس میں اگر غلطی ہو جائے تو اس کو بعض لوگ اس کو سنت دیکھتے ہیں غلط ہے۔ کہ یہی یمنوں کو اس کے واجب کا خیال ہے اگر کوئی نہ کرے تو اس پر صحت خلاصت کی جاتی ہے۔ یہاں ایسی حالت میں اس کا ترک کرنا بہتر ہے واللہ اعلم

منا اگرچہ وہ اسی عقد ہو کہ اس میں معرفت تحریر کی گنجائش ہو۔ اگر کسی کا اس سے بھی کم وقت ملے تو اس پر اس وقت کی غائظی نہیں۔

نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں

چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتوں سے زیادہ ہے اس وجہ سے اس کے شرائط بھی بہت ہیں یہاں تک کہ مراقبہ اخلاقی میں دیکھا ہے کہ اس کے شرائط کا احصاء نہیں ہوا اگر ہم اس مقام پر معرفت ہی شرطوں کو بیان کرتے ہیں تو ان کی ضرورت ہر نماز میں پڑتی ہے۔ بعض شرائط جو کسی خاص نماز سے تعلق رکھتے ہیں جیسے بعد کی نذر کے شرائط ان کا ذکر اس مقام پر کیا جائے گا جہاں ان نمازوں کا بیان ہوگا۔ پہلی شرط - طہارت، نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ اس اگر بعد معافی ہو تو کچھ عفوئہ نہیں مگر غفلت یہ ہے کہ اس سے بھی پاک ہو اسی طرح نجاست منکبہ کی وہ لوں فردوں (صغیر، اکبر، صغیر) سے بھی پاک ہونا چاہیے نجاست حقیقیہ اور منکبہ دونوں سے پاکی کے طریقہ جلد تذکرہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے اور اسی طرح اس چیز کو جو اس کے جسم سے جدا تعلق رکھتی ہو کہ ان حرکتوں سے جہ نماز میں ہوتی ہیں مثل رکوع، سجود وغیرہ کے اس چیز کو بھی حرکت ہو۔ مثال - کسی چادر کا پاک حصہ نماز پڑھنے والے کے جسم پر ہوا اور جس حصہ زمین پر ہو مگر اٹھنے بیٹھنے سے اس کو خشش ہوتی ہو (مراقبہ اخلاقی - درمناز)

اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا جس حصہ نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے خشش نہ کہے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہیے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھنے ہونے پر بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے ٹوکی ہوئی نہ ہو۔ (درمناز وغیرہ)

مثالی - نماز پڑھنے والا کسی بچہ کی ٹھلے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم بالکل پڑا جس پر تو کچھ حرج نہیں مگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کچھ تر وغیرہ آگے ٹوٹ جائے اور اس کا جسم خش ہو تو کچھ حرج نہیں اس لیے کہ وہ اپنی قوت اور مدد سے بچھٹتا ہے پس یہ نجاست اسی کی طرف شرب ہوگی جو نماز پڑھنے والے سے اس کو کچھ تعلق نہیں سمجھا جائے گا۔ (بحوالہ لائی۔ مراقبہ اخلاقی وغیرہ)

اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی چیز ہو جس کی نجاست اپنی جگہ پیدا نہیں

میں جو اور نہ خارج میں اس کا کچھ خد ہو تو کچھ حرج نہیں (در مختار - شامی)

مثال - نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لیے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اس نجاست کے ہوگا جہاں انسان کھڑیٹھ میں دھن پے جس سے طہارت کا حکم نہیں اسی طرح اگر کوئی ایسا اٹھ جس کی نمودی خوں ہو گئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس جہ تبہ میں کچھ حرج نہیں اس لیے کہ اس کا خوں اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اضافہ نہیں بخلاف اس کے اگر کسی شیشی میں پوشاب بہا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ مناس کا بند ہو اس لیے کہ اس کا پوشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پوشاب پیدا ہوتا ہے۔

(بحر الرائق - مثالی وغیرہ)

نماز پڑھنے کی جگہ - نجاست حقیقہ سے پاک ہونا چاہیے اس اگر نجاست جہرہ مناسی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے سر پہنچے ہوں اور سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک پہنچتی ہو۔

(در مختار مرقی الفلاح وغیرہ)

اگر صرف ایک سیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پر کراٹھ لے دے تب بھی کافی ہے۔

(در مختار)

اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے جتنا دوسرے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا (بحر الرائق - شامی)

اگر کسی نجس مقام پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر پاک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے (بحر الرائق - شامی)

اگر کسی کپڑے کا اتر نہیں ہو تو اس پر نماز درست نہیں (شرح وقایہ - بحر الرائق)

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑنا ہو تو کچھ حرج نہیں (بحر الرائق)

اگر کسی شخص کو کوئی پاک جگہ نماز کے لیے نہ ملے مگر معتبر یا مکان غالب ہو کہ اخیر وقت مل جائے تو اس کو آخر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے اور اگر بغیر انتظار کے اس شخص مقام میں نماز پڑھ لی جائے تب بھی کچھ حرج نہیں۔

دوسری شرط۔ ستر عورت۔ یعنی ناز پڑھنے کی حالت میں اس حصہ جسم کو چھپانا فرض ہے جس کا ظاہر کسی شرمناک احرام ہے خواہ تنہا ناز پڑھے یا کسی کے سامنے۔

اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان میں ناز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام میں اس پر بھی ستر عورت فرض ہے اگرچہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف نہیں، اس اپنی فکر سے چھپانا شرط نہیں اگر کسی کی نظر اپنے جسم پر ناز پڑھنے کی حالت میں پڑ جائے تو کچھ حصہ نہیں درجہ اولاً و ثانیاً و سرائی الاطراف اگر کوئی لذتی عورت اسی قدر اپنے جسم کو چھپائے ہوئے ناز پڑھ رہی ہو جس کا چھپانا اس پر فرض ہے اور ناز پڑھنے کی حالت میں آزاد کردہی جہاں تو اب اس پر تمام اس پر فرض ہے جسم کا چھپانا فرض ہوگا جس کا چھپانا آزاد عورتوں پر فرض ہو سکتا ہے پس اگر وہ قبل ادا کرتے ایک رکعت کے بغیر عمل کثیر کے اپنے تمام جسم کو چھپائے تو اس کی ناز ہو جائے گی ورنہ نہیں درجہ ثانیاً و غیرہ اگر نازی کی حالت میں کسی ایسے قسم کا چھتھا حصہ کھل جائے جس کا چھپانا فرض ہے خواہ وہ عورت غلیظہ ہو یا خفیضہ اور اتنی دیکھ سکتا ہے جس میں ایک رکعت ادا ہو سکتا ہے تو اس کی ناز باطل ہو جائے گی اور اگر ناز پڑھنے کے پہلے سے کھلا ہو تو اس ناز کا شروع کرنا صحیح نہ ہوگا۔ (درمنازہ، ثانی وغیرہ)

اگر ایک ہی عضو کئی جگہ سے کھلا ہو تو سب کھلے مقامات حاکم اس عضو کی چھتائی کے برابر ہو جائیں تو اس کی ناز قاسد ہو جائے گی۔

مثال۔ کسی شخص کی ران ایک جگہ سے بقدر آٹھویں حصہ کے کھلی ہو اور دوسری جگہ بھی بقدر آٹھویں حصہ کے تو دونوں مل کر بقدر چھتائی حصہ کے ہو جائیں گے اور ناز قاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کئی عضو کھلے ہوں اور ہر ایک چھتائی حصہ سے کم ہو تو اگر سب کھلے حصے صفات مل کر ان کھلے ہوئے اعضا میں چھوٹے عضو کی چھتائی کے برابر ہو جائیں تب بھی ناز قاسد ہو جائے گی (درمنازہ وغیرہ)

مثال۔ کسی عورت کو سینہ حشر کھلا ہو یا ایک کان کچھ کھلا ہو تو اگر دونوں کھلے ہوئے تمام کان کی چھتائی کے برابر ہو جائیں تب بھی ناز قاسد ہو جائے گی۔

اگر ناز پڑھنے کی حالت میں کوئی شخص قصداً اپنی عورت غلیظہ یا خفیضہ کے چوتھے حصے کو کھول دے تو اس کی ناز غرہاً قاسد ہو جائے گی خواہ بقدر ادا کرنے ایک رکعت کے کھلا ہے یا اس سے کم (مثالی)

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ ہو جس سے وہ اپنے اعضا کو چھپائے یا ایسا باریک کپڑا ہو جس سے بدن نظر آتا ہو تو اس کو چاہیے کہ کسی وقت کے پتے یا ٹٹی وغیرہ سے اپنے اعضا کو چھپائے اور اگر یہ کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر اسی طرح ناز پڑھوئے۔ اگر کسی کو یقین یا گمان غالب ہو کہ بغیر وقت ناز تک اس کو کپڑا اہل جہانے کا قیاس کو مستحب ہے کہ بغیر وقت تک انتظار کرے۔ اگر کسی دوسرے شخص کے پاس کپڑا ہو اور یہ امید ہو کہ اگر اس سے مانگا جائے گا تو دے دے گا خواہ بطور رعایت کے یا ہرے کے قیاس سے طلب کرنا واجب ہے۔ اگر کبھی کے پاس کوئی شخص کپڑا ہو تو ناز میں اس سے ستر مانو نہیں بلکہ برہنہ ناز پڑھنا چاہیے۔ اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا ہو جس کا چرختائی سے کم حصہ پاک ہو تو اس سے ستر کے ناز پڑھنا مستحب ہے اگر غیر اس سے ستر کے ہوئے ناز پڑھے تب بھی جائز ہے اور اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا ہو جو چرختائی حصہ یا اس سے زیادہ پاک ہو تو اس سے ستر کے ناز پڑھنا چاہیے نیز اس سے ستر کے ہوئے ناز نہ ہوگی رد مختار۔

یہ سب صورتیں اسی وقت ہیں جب اس کپڑے کے ظاہر کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو مثلاً بانی نہ ملتا ہو یا چھپنے وغیرہ کے بیٹے دکھا ہو اور اگر ظاہر کرنے سے معذوری ہو اور ایہوں کے ہوگی وجہ حذر بنانا ہے گا ان نازوں کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

اگر کسی عورت کے پاس اس قدر کپڑا ہو جس سے وہ اپنے بدن کھادوسرے چرختائی حصہ کو چھپا سکتی ہو تو اس کو سر کے چرختائی حصہ کا چھپانا فرض ہے۔ اور اگر اس قدر ہو کہ سر کے چرختائی حصہ سے کم چھپ سکے تو پھر سر کا چھپانا فرض نہیں ہاں اتنا ہی کہ جس قدر چھپ سکے اسی قدر چھپائے۔ (رد مختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس اس قدر کپڑا ہو کہ اس سے جسم کا بعض حصہ چھپ سکتا ہو تو عورت غلیظہ کو چھپانا چاہیے اور اگر اس قدر ہو کہ عورت غلیظہ بھی پوری نہ چھپ سکے تو خاص حصہ کا چھپانا نسبت مشترک حصہ کے بہتر ہے (رد مختار وغیرہ)

ان سب صورتوں میں اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری ہو اور ایہوں کے ہو تو جب معذوری باقی رہے گی ناز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

مثال۔ کوئی شخص جیل میں محبوس ہو جائے اور اس کے پاس کپڑے نہ ہوں یا کسی دھن نے اس کے کپڑے اکارتیلے ہوں یا کوئی دھن لکھا ہو کہ اگر تو کپڑے پنے گا تو میں تجھے مار

وہاں کھڑا کر کسی کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں (در مختار وغیرہ)
 اگر کسی کے پاس ایک پڑا اور کچھ ہے اس سے اچھے جسم کو چھپانے چاہئے اسے کچھ اگر نماز پڑھ
 تو اس کو چھپانے کے لئے جسم کو چھپانے اور نماز اسی میں مقام پر پڑھ لے۔

تیسری شرط - استقبال قبلہ - یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ کرم کی طرف
 کی خواہ حقیقتاً کعبہ کی طرف نہ کرنا شرط نہیں ہاں مسنون البتہ ہے لہذا اگر کوئی کعبہ سے منہ
 پھر کر نماز پڑھے تو جہاں سے کی گئی خلاف سنت کے وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ جن لوگوں کو کعبہ کرم
 نظر آتا ہو مثل ان لوگوں کے جو مکہ معظمہ میں رہتے ہیں وہاں کے کعبہ بیت اللہ کے درمیان میں کوئی تمبا
 نہ ہو ان پر فرض ہے کہ خاص کعبہ کی طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں جس طرف کعبہ جو بالکل سیدھ پر
 کھڑا ہو نماز فرض نہیں جو شخص قبلہ کی طرف نماز پڑھنے سے عاجز ہو غرض کسی مرض کی وجہ سے یا مال
 کے خوف سے یا کسی دشمن کے خوف سے یا اور کسی وجہ سے تو اس کو استقبال قبلہ کی ضرورت نہیں۔
 بلکہ جس طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اگر کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ کعبہ کرم کس طرف ہے اور نہ کوئی
 ایسا متبرہ مسلمان جو جس سے پوچھ لے تو اس کے پیچھے شرط ہے کہ اپنے گمان غالب پر عمل کرے
 اس کو غالب گمان ہے جس طرف کعبہ معلوم ہو اسی طرف نماز پڑھ لے اگر نماز پڑھتے ہیں اس کا گمان
 بدل جائے تو اس کو چاہیے کہ اسی طرف پھر جائے اور اسی حالت میں اگر نماز پڑھ چکے کے بعد
 اس کو اپنے گمان غالب کی غلطی معلوم ہو جائے تو اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر
 کوئی ایسی حالت میں بغیر غالب گمان کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ادا نہ ہوگی اگرچہ اس نے کعبہ
 کی طرف نماز پڑھی ہو۔

۱۔ ابتدائے اسلام میں نماز بیت المقدس کی طرف پڑھی جاتی تھی جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ پھر نماز
 اسی طرف پڑھائی گئی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں کعبہ کی طرف متحرک کے نماز پڑھنے کا حکم
 نازل ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا وہ انتظار میں رہتے تھے کہ کعبہ
 حکم نازل ہو۔ اور وہ اس کی وجہ سے کعبہ کی طرف سے آپ کو مہراجہ ہونے لگی اور حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی قبلہ تھا
 اور قیامت میں عرض مقرر کی گئی تھی وہاں ہر ایک کی بہت سی فضیلتیں کعبہ میں تھیں جو بیت المقدس میں نہ
 تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں فکر کی نماز پڑھ رہے تھے تو رکت پڑھ چکے تھے کہ کعبہ
 کی طرف پھرے گا حکم آگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اسی طرف پھر گئے۔

اگر قبلاً معلوم ہونے کی صورت میں جماعت کے نماز پڑھے جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے گمان غالب پر عمل کرنا چاہیے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہو گا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی اس لیے کہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتداء بجا نہیں۔

پھر تکلیفی مشروط - نیت - یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا - زبان سے بھی کہنا بہتر ہے۔ اگر فرض نماز پڑھتا ہو اور نیت میں اس فرض کی تفصیل بھی ضروری ہے مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھتا تو دل میں یہ قصد کرنا کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں اور اگر عصر کی نماز پڑھے تو یہ کہ میں عصر کی نماز پڑھتا ہوں اس امر کی نیت ضروری نہیں کہ یہ ظہر یا عصر اس وقت یا آج کی ہے۔ ہاں اگر قضا پڑھتا ہو تو اس میں دن کی تفصیل بھی ضروری ہے۔ مثلاً یہ دن کہو کہ فلاں دن کی نماز پڑھتا ہوں۔ اور اگر اس کے ذمہ صرف ایک ہی ظہر کی یا عصر کی قضا ہو تو پھر اس کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اس کی تفصیل بھی ضروری ہے کہ یہ کون واجب ہے۔ ورنہ عیدین کی نماز سے یا تہ کی نماز اور اگر کئی تہوں کی نماز اس کے ذمہ ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ ان میں سے کسی ایک کی تفصیل کرے اور اسی طرح مسجد کلاوت اور شکر میں نیت کلاوت یا شکر کی شرط ہے۔ رکعتوں کی تعداد کی نیت شرط نہ ہوں خواہ فرض نماز ہو یا واجب مثلاً نیت کر میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں یا چار رکعت فرض ظہر دو رکعتاً

اس فصل پر ہے کہ اس کی بھی نیت کرے۔ (مناہجہ - شامی)

اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ میں اس وقت جو نماز فرض ہے وہ پڑھتا ہوں۔ اور اس نماز کا وقت موجود ہو یا نہ ہو مگر نہ ہونے کا علم نہ ہو تو یہ نیت کافی ہو جائے گی۔ اور اگر اس کا وقت نہ ہو اور وقت نہ ہونے کا اس کو علم بھی ہو تو پھر نماز نہ ہوگی مگر مسجد کی نماز اس نیت سے یہ ہوگی اگرچہ وقت موجود ہو اس لیے کہ مسجد کی نماز ظہر کے عوض میں پڑھی جاتی ہے اصل میں ظہر کی نماز فرض ہے۔

اگر کوئی اس نیت سے نماز پڑھے کہ میں آج کے دن جو نماز فرض ہے وہ پڑھتا ہوں تو یہ نیت صحیح نہیں اس کی نماز نہ ہوگی۔

اگر کوئی شخص مثلاً ظہر کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ میں آج کے دن کی ظہر پڑھتا ہوں تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی اور ظہر کا وقت ہو یا نہ ہو اس کی نماز ہو جائے گی اس لیے اور نماز قضا

کی نیت سے اور تضا اور اکی نیت سے صحیح ہو جاتی ہے۔

مقتدی کو اپنے اہل علم کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

اہل علم کو صرف اپنی نیت کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی

خودت اس کے پیچھے نواز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نواز جنازہ اور حیدر اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لیے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر کھڑی ہو یا نواز جنازے یا مجھے یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مقتدی کو امام کی تعمین شرط نہیں کہ وہ لایہ ہے یا مرد بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اپنی

اہل علم کے پیچھے نواز پڑھتا ہوں ہاں اگر تعمین کہے گا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہو گا تو اس کی نیت نہ ہوگی

مشاکل کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نواز پڑھتا ہوں، حالانکہ میں کے پیچھے نواز

پڑھتا ہے، وہ خلا ہے تو اس کی نواز نہ ہوگی۔

جنازے کی نواز میں یہ نیت کرنا چاہیے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دھا

کے لیے پڑھتا ہوں، اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت

کر لینا کافی ہے کہ میرا اہل علم جس کی نواز پڑھتا ہے اس کی میں بھی پڑھتا ہوں۔ صحیح ہے فرض اور آج

نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نواز کی نیت کر لینا کافی ہے اس شخص کی کوئی ضرورت تیس

کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب یا نہ سنت غیر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا

تراویح یا کسوف یا خسوف کو نیت کرے تو بہتر ہے۔

اگر نیت زبان سے بھی کہی جائے تو ایسی جمادات ہر ناچاہیے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ

نیت ہو چکی نہ کہ اب نیت کہے گا۔ نیت کی جلدت خراء عربی زبان میں ہر ناچاہیے اور کسی زبان میں

۱۔ ہر ایک کی نیت ہم اس مقام پر ذکر کریں گے جہاں وہ نمازوں کا بیان آئے گا۔ ۱۲

۲۔ زبان سے نیت کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و فضی اللہ عنہ سے مستعمل نہیں اور لغت میں بھی

نیت دلی تصور اور اسے کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کو نیت نہیں کہتے۔ اسی خیال کے بعض علماء زبان

سے نیت کی جمادات کے کہتے تھے ہیں، مگر علماء فقہاء نے اس سے اس کو باوجودیکہ مستحب کہا ہے

کہ عوام کو دلی ارادے کی تیسرے میں دلی ارادے کی شکل ہوتا ہے تو اس کا دلی ارادہ یا نیت زبان سے کہے

کے ہونے مستعمل نہیں ہوتا۔ (مد مظاہر - شامی)

حرف زبان سے اگر نیت کی عبادت کر دی جائے تو رد مست نہیں اور اگر صرف دل سے ارادہ کر دیا جائے تو درست ہے بلکہ اصل نیت یہی ہے۔

کسی نماز میں مستقبل کی نیت شرط نہیں فرض نماز ہو یا واجب سنت ہر مستحب اور وقتدار نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہر تہجد ہے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کرے تب بھی بدعت سے بشرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز داخل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ۔ اور وہی شرط بعد از وقت آنے سے پہلے نیت کرے تب بھی بدعت ہے بعد از تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہیں اور اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہو گا۔

باب پنجم فی شرط تکبیر تحریمہ۔ یعنی نماز شروع کرنے کے وقت اللہ اکبر کہنا یا اس کے ہم معنی اور گرائی نکلنا چاہے کہ اس تکبیر کے بعد نماز کی حالت شروع ہو جاتی ہے اور کھانا پینا پھر اور بات چیت کرنا اور مکرر وہ چیزیں جو نفل نماز میں ممانعتیں حرام ہوتی ہیں اس کو تحریمہ کہتے ہیں۔ تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں ہر یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ تحریمہ کا نیت کے ساتھ بلا ہوا اور ناخواہ حقیقتاً علی ہوائی ہو یعنی ایک ہی وقت میں نیت اور تحریمہ دونوں ہوں یا سکا تا علی ہوائی ہو یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیان کوئی ایسی چیز داخل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے پہلے چلنا پھر ناؤ شو کرنا منافی نہ سمجھا جائے گا اور اس کے حاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت میں کچھ خلل نہ آئے گا مگر افضل یہی ہے کہ حقیقتاً لاو سے (مراقی الفلاح)

۲۔ نین نمازوں میں گھڑا ہوا فرض ہے ان کی تکبیر تحریمہ کر لے ہو کر کے اور باقی نمازوں کی جن میں طرح چاہے مگر اس ہر کمالی ظاہر نماز میں خود ہی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے کی حالت میں یا قریب و کر کے جب تک کہ نہ کہی جائے۔ اگر کوئی شخص جب تک کہ تکبیر تحریمہ کے قرائت میں کھانکھار کوغ کے قریب نہ ہو تو تحریمہ صحیح رہتا ہے کی اور اگر کوغ قریب ہو تو صحیح نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح)

بعض ناواقف یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوغ قریب ہو تو بدعتی ہے تو بدعتی کے بحال سے بدعتی

نہ بعض فقہانے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نہایت درجہ غفلت و درجہ ہو کہ اس کو دل سے کھانکھار کا رد کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لیے صرف زبان سے کہہ دینا یا بدعتی نہ کہ نیتیں کی جائے ہے کہ صرف زبان سے کہنا کس وقت کافی نہیں بلکہ ایسے شخص کو اس کی حالت ہو کر دل سے کھانکھار کا رد کرنا بدعتی کے حکم میں داخل کر کے نماز بدعتی کا حکم دیا جائے گا۔ (رشائی)

جبکہ جانتے ہیں وہ اس حالت میں تکبیر تحریم کہتے ہیں ان کی نازیباں ہوتی ہیں اس لیے کہ تکبیر تحریم نماز کی صحت کی شرط ہے جب وہ صحیح نہ ہوں تو ناز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔
۴۔ تحریم کا نیت سے پہلے نہ ہوتا۔ اگر تکبیر تحریم پہلے کر لی جائے اور نیت اس کے بعد کی جائے تو تکبیر تحریم صحیح نہ ہوگی۔ (مراقی افلاک)

۴۔ تکبیر تحریم کا اتنی آواز سے کہنا کہ غرض سے بظریعہ ہرانا ہو (ایضاً)
گونگے کو تکبیر تحریم کے پہلے زبان بظاہر وہی نہیں بلکہ اس کو تکبیر تحریم سمات ہے (ایضاً)
۵۔ تکبیر تحریم کا ایسی جہالت میں ہونا کہ تائیں سے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رجائی کہیں جاتی ہیں کسی اور قسم کا مضمون مثل دعا وغیرہ کے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نیت ہے کہ اللہ اکبر کہتے ہو اللہ اعظم کہتے ہو اللہ اعلیٰ کہتے ہو اس کی تحریم صحیح ہو جائے گی بظلمات اس کے اگر کوئی شخص اللہ اعظم کہتا ہے تو تحریم صحیح نہ ہوگی اس لیے کہ اس سے دعا کا مضمون بھی سمجھا جاتا ہے۔

(در مختار مراقی افلاک وغیرہ)
۶۔ اللہ اکبر کے ہمزہ یا یا کو نہ بڑھانا۔ اگر کوئی شخص اللہ اکبر یا یا اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کی تحریم صحیح نہ ہوگی (ایضاً)

۷۔ اللہ میں نام کے بعد ان کہنا۔ اگر کوئی شخص اللہ کے تو اس کی تحریم صحیح نہ ہوگی۔

۸۔ تکبیر تحریم کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ہونا۔ اگر کوئی کہتا ہے تکبیر تحریم کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم وغیرہ کے تو اس کی تحریم صحیح نہ ہوگی (در مختار۔ مراقی افلاک وغیرہ)
(۹) تکبیر تحریم کا تیلہ دو جو کہنا بظریعہ کوئی عذر نہ ہو

فرض نمازوں کا بیان

بادیہ کہ فرض نمازوں کا چار حصا ایک حق واجب کا زمرہ سے آتا ہے اور حق واجب کے ہونا اگر نہ ہو تو کسی انعام کا استحقاق ہوتا ہے نہ کوئی کمال مگر اللہ جل شانہ کی عنایت سے جو

۱۔ اللہ بہت بزرگ ہے ۱۲
۲۔ اللہ کا ہر قدر بہت بلند ہے ۱۳
۳۔ اللہ کا ہر قدر بہت بلند ہے ۱۴
۴۔ اللہ بڑے بڑے شے ۱۵

سورقہ دہیں۔ جسے سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں برائیت و دوسری رکعت کے بڑی سورت، یعنی چاہے۔ (باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں) ایک روایت کی کہ زیادتی کا اعتبار نہیں۔ بھروسہ و عشاقی غازیں و الحسا و الطارق بعد کم کن اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت چاہے مغرب کی غازیں کو آواز دہلت سے آخر تک۔

سود سے پڑھ چکے کے بعد اللہ اکبر گناہوں کو معاف کر دے اور رکعت کی ابتدا ساتھ ہی ہوا اور رکعت میں ابھی طرح پہنچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے رکعت اسی طرح کی جائے کہ دونوں بائیں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں آدھ متر اور سر پہ برابر ہوں ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا ہو اور میٹھا اٹنی ہوتی ہو یہ کہ بند ہاں سیدھی ہوں غدار نہ ہوں رکعت میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ وَكُنَّا بِسَبِّهِمْ رُكُوعًا ہے پھر رکعت سچا آٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور اہم صرف تسبیح اللہ بَلْنَ حَبْصَةٍ كَذِبَتْ اور مستند مرثیہ وَبَنَّا لَكَ الْحَصْنَ اور مستند دونوں کے پھر تکبیر گناہوں اور دونوں بائیں ہاتھوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جاوے تکبیر اور سجدہ کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور سجدہ میں پہنچے ہی تکبیر ختم ہو جائے سجدہ میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے پھر بائیں ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور منہ دونوں بائیں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہیے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پہلو انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے اور انگلیوں کا درخ قبلہ کی طرف اور پیٹ ناف سے علیحدہ اور بازو بائیں سے جدا ہوں پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ کمر کی کاست چھو نہ پڑے درمیان سے نکل سکے۔ سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ کہے پھر سجدے سے آٹھ کر اچھی طرح بیٹھ جائے اس طرح کہ وہاں پہلو کی طرح کھڑا رہے اور بائیں ہاتھ کو زمین پر رکھا کہ اسی پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ ناف پر رکھے اس طرح کہ انگلیاں پھیل ہوں سرخ آنکھوں کا قبلہ کی طرف ہو نہ بہت کشادہ ہوں نہ بالکل ملی ہوئی سر سے آنکھوں کے گھٹنے کے قریب ہوں اور اس حالت میں کوئی رمداد چڑھے سجدہ سے اٹھتے وقت پھر پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر اٹھا لینا ان سے بیٹھ چکے کے بعد

۱۳۔ پاکیزہ ایوانگتاہوں میں اپنے بے غصہ تہ پروردگار کی

۵۔ قبل کرنا اللہ نے فریفتہ اس شخص کی ہیں نے اشد کی تکریف کی ۱۲

۵۴۔ اے مومنین! جب تم پر کسی چیز کی خبر ہو تو اس سے پہلے ہی ۱۲

۱۲۔ پاکستان گناہوں میں پہنچے ہوئے اور گناہوں سے توبہ کی ۱۲

دوسرے سجدہ کی طرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا دوسرا سجدہ کر چکے بعد تکبیر کہتا ہوا قرآن کھڑا ہو جاتا کھڑے ہوتے وقت پہلے پٹائی اٹھائے پھر رک پھر اٹھ پھر گھٹنے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو ہاتھوں کو زمین سے سہارا دے کر نہ کھڑا ہو اس دوسری رکعت میں صرف بسم اللہ نہ کر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے اور اسی طرح کوئی دوسری صلیت طاکر اسی طرح رکوع تو مہ دو نوں سجدہ یکے با یکے دوسرے سجدہ کے بعد اسی طرح بیٹھ کر جس طرح دو نوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھا تھا یہ پڑھے

اَلْحَيَاتُ لِلّٰہِ وَالْمَمْلُوٰتُ وَاطْلُبَا
اِسْلَامَ عَلَیْکَ اَنْتَہَا النَّبِیُّ وَرَحْمۃُ اللّٰہِ
وَبَرَکَاتُہٗ اِسْلَامَ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِہِ اللّٰہِ
اِنَّا لَہٗ حَیٰتٌ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ
اَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

سب تضرعیں اور سالانہ جنی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں اسے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہم پر بھی سلام اور اللہ کے سب نیک بندوں پر سلام میں ملے گی دیا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور اگر ہی دیتا ہوں اس کی کہ تم اس کے بندے ہو

نمبر ۱۰۰

فراہم کہتے وقت اگر ٹہنے، ہونچ کی انگلی کا ملکہ بنا کر اور چوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو بند کر کے کلمہ کی انگلی آسان کی طرف اٹھائے اور انا اللہ کہتے وقت کلمہ کی انگلی جھکا کر سے پھر حقیر پر تک بیٹھے انگلیاں اس حالت میں رہیں اگر دوسرے رکعت والی نماز ہو تو انھیں اس کے بعد یہ دعا پڑھے

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِیِّ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ ؕ
اَللّٰہُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ ؕ

اے اللہ رحمت اپنی نازل کر محمد پر اور اس کی اولاد پر جیسے نازل کی تو نے اپنی رحمت حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد پر بیشک تو ہمیں صفات والا اور بزرگ ہے؟ اے اللہ برکت نازل کر محمد علیہ السلام اور ان کی اولاد پر جیسے برکت نازل کی تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد پر بیشک تو ہمہ صفات والا بزرگ ہے؟

یہ درود پڑھ کر چکے کے بعد یہ دعا پڑھے۔
اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ
عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زکوٰۃ کی اور موت

قِسْمَةُ الْمُحْجَاةِ لِمَا تَوْصِيَةً
الْمُصْبِحِ الدُّجَالِ
یا یہ دعا پڑھے۔

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تجھے
سزا کوئی عذاب کا بھجھنے والا نہیں بخش دے میرے
لگا اپنی طرف سے اور میرے اعمال پر رحم کرے شک
تو بخیر اور دریم ہے ۱۲۔

اس کے بعد نماز ختم کر دے اسی طرح کہ پہلے دعا اپنی طرف منہ پھیر کر کہے اَلَسَّلَامُ عَلَیْکَ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پھر بائیں طرف منہ پھیر کر کہے اَلَسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اِس سلام
میں کرام کا تین فرشتوں کی اور ان لوگوں کی نیت کی نیت کر رہا ہے جو نماز میں شریک ہوں۔ اور اگر
وہ رکعت والی نماز نہ ہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات پڑھ کر فوراً کھڑا
ہو جائے باقی تین رکعتیں بھی اسی طرح پڑھے گران رکعتوں میں بسم اللہ کے بعد صرف سورۃ فاتحہ
پڑھ کر رکوع کر دے اور دوسری سورت نہ پڑھے اگر تین رکعت والی نماز ہو تو دوسری رکعت میں وہ
چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھ کر اسی طرح التحیات اور سورۃ شریف پڑھ کر
وہی دعا پڑھے۔ اس کے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کر دے۔ فجر مغرب عشا کے وقت
پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت اور صبح اللہ میں حمد اور صبح تکبیری، ایام شعبان واذ
سے سکے اور منقرہ کو اختیار ہے اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف صبح اللہ میں حمد اور صبح تکبیری
بلند آواز سے کہے اور منقرہ آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیری وغیرہ آہستہ کے نماز کی حالت میں
ادھر ادھر وادھر دیکھنا چاہیے جگہ کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کے مقام پر نظر جگہ سے
اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر سجدوں میں ناک اور بیٹھنے کی حالت میں زانو پر۔ نماز کی
حالت میں آنکھوں کو گھٹا رکھے بند نہ کرے۔ ہاں اگر کچھ کو آنکھ بند کرینے سے نماز میں دل زیادہ
لگے گا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

دونوں پیروں پر زور دے کہ کھڑا ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ کبھی رہنے پر زور دے کہ
کھڑا ہو اور کبھی بائیں سر پر زور ہے اس پیشہ کہ اس طرح کھڑے ہونے میں قیچہ کا خوف نہیں ہوتا۔
نماز ختم کر چکنے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے

- ۹۔ مردوں کو مسجدوں میں دونوں پیر کی انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے عورتوں کو نہیں۔
 ۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سر کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال بیٹھ چاہئیں اس طرح کہ داہنی دان پر آہٹے اور داہنی پٹیل بائیں پٹیل پر۔
 ۱۱۔ عورتوں کو کسی وقت قرأت بشرا آواز سے کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہیے۔

نماز وتر کا بیان

نماز وتر واجب ہے مسلمان کا کافر نہیں تارک اس کا شکل فرض نمازوں کے تارک کے نام سے اور گنہگار ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں داخل ہوا
 سندک حاکم روزہ کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہے۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے
 طے وتر کا ہوا مسجد مفتوحہ روزی طرح سے پڑھ سکتے ہیں اگر کسی نماز داہن ہوتے۔ وتر پڑھنا نماز کا کمرہ گنتے
 یہ کہ بائیں طاقی رکعتیں ہوں تو نفاذ کے وقت میں وتر پڑھنا نماز کا کمرہ گنتے ہیں کہ وقت حشاک نماز کے بعد ہے جو عام
 طور پر حشاک بعد ہی نماز پڑھی جاتی ہے اور یہاں اس کا بیان ہو گا ۱۲

شعبہ ۱۲۔ واجب امام صاحب کا ہے اور قاضی ابویوسف امام شافعی وتر اٹھنا کے نزدیک واجب ہے
 امام صاحب کی دلیل یہ کہ حدیث ہے جو آگے بیان ہو گی اس سے کہ سنت کے ترکہ پر ایسی سختی نہیں کی جاتی جیسے نماز وتر
 میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رکعت میں کسی اسم اللہ پڑھی میں تین یا اربعہ انفرادی تیسری میں تین یا اربعہ اربعہ پڑھتے تھے
 کہ یہ واجب امام صاحب کا ہے ان کے نزدیک ایک رکعت کی وتر مانا نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک
 وتر دو ایک رکعت، اہل ہانوسے دونوں طرف بکثرت احادیث میں موجود ہیں مگر قریب رکعت وتر اکثر فقہائے صحابہ
 کا معمول تھا حضرت فاروقؓ کو اس میں ایک قاسم امام تھا ایک مرتبہ سیدہ بنی مسیبؓ کی ایک رکعت وتر پڑھتے
 کہ وہ دیکھا فرمایا کہ کسی شخص نماز پڑھتے ہوئے دو رکعت اور پڑھو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا (نہایت تندی سے)
 حدیث علیؓ میں تین رکعت وتر کی نقل کی ہے اور اس کو عثمان بن عفانؓ اور عائشہؓ اور ابن عباسؓ اور ابی ایوبؓ میں
 اندھنہم کی طرف منسوب کیا ہے اور اخیر میں مذکور ہے کہ ایک جماعت صحابہ و تابعین کی اس طرف ہے ابی مسعود
 ابو بکرؓ فاروقؓ کا مذہب وتر کی تین رکعت ہونے میں امام محمد کی نظر میں موجود ہے امام حسن بصریؓ فرماتے ہیں کہ
 صاف کا اس پر معمول تھا روزے تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی ایک رکعت کی وتر عام طور سے لوگ جانتے

کے بعد اگر ایک میسر بھی کس محتاج کو نہ دیا جائے تو غربیت کی طرف سے کچھ تعرض نہیں۔ روزے کا بھی یہی حال ہے رمضان کے سوا اگر ایک روزہ بھی نہ رکھا جائے تو غربیت کی طرف سے کچھ مضائقہ نہیں۔ حج کی بھی یہی کیفیت ہے فرض ہونے کے بعد تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کر کے پھر اگر کہیں نہ گیا جائے تو کچھ گناہ نہیں ملازموں میں اگر صرف فرائض اور ایسے جائیں اور سنتیں نہ پڑھیں جہاں تو گناہ ہے۔ یہاں سے بھی یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ نماز، اعتدال، شاذ کو کس قدر پسند ہے۔

نفل نمازوں کے پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اہل یر بیان ہر چکا فرق صرف اس قدر ہے کہ فرائض کی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری رکعت پڑھنے کا حکم ہے اور نوافل کی سب رکعتوں میں نوافل کی رکعتوں میں جو سورتیں پڑھی جائیں ان کا برابر نہ ہونا بھی خلاف سنت نہیں ہے۔ فرائض میں دو رکعت تک اور نوافل میں چار رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑھی جاسکتی ہیں مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہئے۔

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت ہوگی وہیں ان کی تاکید تمام ہوگی و سنتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے ان کا درجہ منقول ہے بعض علماء نے لکھا ہے کہ ان کے انکار سے کفر کا خوف ہے (دور متماد - مراقی الفلاح ج ۱ ص ۱۸۷)

یہی جان ہانے کا خوف ہو جب بھی نہ چھوڑو۔ اس سے مقتصد و معرفت تاکید ہو ورنہ غیب ہے ورنہ
جان کے خوف سے تو فراموشی کا چھوڑنا بھی ہائز ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کس نے میرے لئے ایک تمام دنیا دانا یا سب سے بترہی۔

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت
 لہ جو کہ سنت کی پہلی رکعت میں ہی کریم قل یا ایہا الکافرون دوسری رکعت میں قل سمعنا وأطعنا پڑھتے تھے انا
 غواہی کے لحاظ سے کہ اگر پہلی رکعت میں اتم شریعت اور دوسری رکعت میں اتم تکلیف ہو مگر ہمارے تمدن میں یہی آفتوں سے نجات
 معجزانہ ہو گیا مگر یہ حدیث میں نہیں آیا۔ (طحاوی جامعہ راقی القلار) مگر امام شافعی رحمت اللہ علیہ کے نزدیک
 ظہر کے پہلے چار رکعت دو سلام سے سنت ہیں، امام صاحب کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے
 سعادت کی ہے کہ حضرت ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔ امام شافعی کی طرف سے اس حدیث کی تاویل کی
 جاتی ہے جو اصل خلاف ظاہر ہے یعنی یہ چار رکعت سنت ظہر کی تھیں بلکہ متقل نماز تھیں ۱۲

مؤکدہ ہیں۔ (مراتی افلاح - در مختار وغیرہ)
 جمعہ کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں اور فرض کے
 بعد بھی چار رکعتیں ایک سلام سے (مراتی افلاح وغیرہ)
 عصر کے وقت کوئی سنت مؤکدہ نہیں۔ ان فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب
 ہیں (مراتی افلاح)

مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔
 عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ اور فرض سے پہلے چار رکعت
 ایک سلام سے مستحب ہیں۔

وتر کے بعد بھی دو رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ لہذا یہ دو رکعت بعد وتر کے
 مستحب ہیں۔ ان سب سنتوں کے لیے علیحدہ علیحدہ تاکیدیں اور تفصیلات حدیث شریف میں
 وارد ہوئی ہیں مگر یہاں صرف ایک وہ حدیث لکھی جاتی ہے جس سے سب کی تفصیلات ظنی
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھ لیا کہ اس کے پہلے
 اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔ (صحیح مسلم)
 ترمذی اور نسائی میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اس طرح منقول ہے۔ چار قبل نکر کے اور
 دو صبح کے بعد۔ دو مغرب کے بعد۔ دو عشاء کے بعد دو فجر کے قبل۔

ان سنتوں کے علاوہ اور بھی نازیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ولذا وہاں سنت
 کے پہلے ان کا ذکر بھی ضروری ہے لہذا ہم اپنی کتاب ان کے جملہ ذکر سے خالی رکھنا نہیں
 چاہتے۔

۱۱ صاحب مرقاۃ مات نے لکھا ہے کہ بعد سے پہلے کوئی سنت منقول نہیں حالانکہ ترمذی میں حضرت
 ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بعد سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعتیں
 پڑھا کرتے تھے ۱۲

۱۲ وہ غریب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد بعد کے چھ
 رکعتیں منقول ہیں پہلے چار ایک سلام سے پھر دو رکعت ایک سلام سے دونوں طرف صبح حدیث میں وارد

نماز تہجد

نماز تہجد سنت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اس کے پڑھنے کی بہت ترغیب دیتے تھے۔ اس کے فضائل بہت احادیث میں وارد ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد فرض نمازوں کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے۔ (مسلم)

حضرات صحابہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص سے نماز تہجد کے درجہ ولایت کو نہیں پہنچتا اس میں شک نہیں کہ نماز تمام صلوات امت کا حاصل ہے صحابہ سے لے کر اس وقت تک بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کسی امت والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے۔

نماز تہجد کا وقت عشا کی نماز کے بعد ہے۔ سنت یہ ہے کہ عشا کی نماز پڑھ کر سو رہے اس کے بعد اللہ کی نماز تہجد پڑھے (شافعی وغیرہ)

بہتر یہ ہے کہ بعد نصف شب کے پڑھے۔ کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت منقول ہے اور اکثر معمول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ رکعت پر تھا ایک سلام سے دو دو رکعتیں۔ تہجد کی نماز اس نیت سے پڑھے۔ تَوَيْتُ اَنْ اُسْبِقَ وَكُنْتُيْ صَلَوةَ الشَّهِيدِ سَلَمَةً اللّٰہِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں نے یاد ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تہجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کو کبھی اس سے کچھ پہلے کبھی کچھ اس کے بعد تہجد کے پہلے اُٹھتے تو اس دعا کو بیداری کے وقت آپ کی معمول تھی پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھ منہ پر ملتے تاکہ نیند کا اثر

۱۔ بعض فقہاء نے اس نماز کو شب کا حصہ کر دیا ہے۔ چار سنت ہے ۱۱

۲۔ بعض کتب فقہ میں اس نماز کی آٹھ رکعتیں نشان لگوا رکھی ہیں مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس رکعت بھی حضرت نے پڑھی ہیں۔ شرح سفر المسافر میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کو بہت عمدہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے ۱۲

۳۔ دو دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْبَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَرَالِیْہِ الْقِسْوَرُ ترجمہ اللہ کا شکر ہے کہ میں بعد موت (غواب) کے زندہ رہا اور اُٹھ گیا اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے۔ اسی کے علاوہ اور بھی مختلف دعائیں حضرت سے منقول ہیں ۱۲ (سفر المسافر)

جائے کہ ہے اس کے بعد مسراک فرماتے مسراک میں جہانگیر کا حضرت کی عادت تھی۔ بعد مسراک کے وضو فرماتے بعض روایات میں ہے کہ مسراک اور وضو کرتے وقت بعض میں ہے کہ اس سے پہلے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور سورۃ آل عمران کی آخری دس آیتیں جن کی ابتدا اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ سَجَۃٍ تَلٰوَتِ فرماتے اور بعض روایات میں ہے وَثَقْنَا مَا خَلَقْتُمْ هٰذَا اَبَا وِلَدًا سَ لَا تَخْلُفُ الْوَعْدُ عَادَتِ تک پڑھتے اس کے بعد نماز شروع کرتے۔ نماز پڑھنے میں آپ کی عادت خلت تھی کہیں چار رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سورہ پڑھتے۔ سورہ اٹھنے کے بعد پھر اسی طرح مسراک اور وضو کرتے اور آیتوں کی تلاوت فرماتے اکثر عادت آپ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی اسی واسطے فقہانے آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں و ترکی نماز حضرت بعد تہجد کے پڑھتے تھے اور اگر غیر کا وقت آگیا تو اس کے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے پھر ٹھوڑی دیر لیٹ رہتے اس کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے۔

نماز چاشت

نماز چاشت مستحب ہے اختیار ہے کہ چار رکعتیں پڑھے چار سے زیادہ بھی
صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بھی منقول ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ کبھی چار سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے
طبرانی کی ایک حدیث میں چار رکعت تک منقول ہیں (مرآۃ الخلائع)
نماز چاشت کا وقت آفتاب کے وہی طرح نکل آنے کے بعد سے نکلنے سے پہلے تک
رہتا ہے (مرآۃ الخلائع) نماز چاشت اس نیت سے پڑھی جاتے
نَوَيْتُ اَنْ اَقْرُبَ اِلَى رَّبِّكَ
صَلٰوةَ الْفَتْحِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں۔

بیان تک جو نمازیں مذکور ہیں وہ جن میں کوئی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ التزام سے پڑھا کرتے
تھے کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ پڑھتے تھے ان کے پڑھنے کوئی خاص سبب ہر نماز
خدا تعالیٰ مسجد مسجد میں جانے کے لیے پڑھتے تھے۔ نماز خسوف و کسوف چاند کو بھی سورج کو بھی
کے سبب سے و علی ذوا القیاس۔

طالب ثواب اور پیر سنت کو چاہئے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے
اگر خیال کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں وہی بات میں فراغ وغیر ملا کر صرف جیسا ایس رکعتیں
برقی ہیں سترہ رکعت فرض تین رکعت و تر بارہ رکعتیں مگر وہ سنتیں جو پنج وقتی نمازوں کے ساتھ
پڑھی جاتی ہیں آٹھ رکعت نماز تہجد چار رکعت نماز چاشت۔ مگر ان سنی ہم لوگوں کی کم ہمتی اور
سستی کے سلسلے میں بعض ہی کا ادا ہونا دشوار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَأَتِمُّوا لِكُلِّ فَرِيضَةٍ عَلَيْهَا تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ لَا تَجْعَلُوا فِيهَا عِلْفًا
الَّذِينَ يَكْتُمُونَ أَهْوَائَهُمْ يَخْلَفُونَ بَيْنَ يَدَيْهِمْ
ہم مکمل اور پورا کی سستی اور کم ہمتی کی ہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور ثواب و عذاب
کے ملنے کا پورا یقین نہیں ہے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ جَعَلِنَا مِنْ عَمَلِنَا كَالْعِلْفِ اللہ بعض عمل کرنے لگا ہے کہ جو ہم
شب و روز اسے تہذیب کریم کا دروازہ طالب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بیشک اس پر
سعادت و رحمت کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا۔

تختہ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو (در مختار وغیرہ)
اس نماز سے مقصود مسجد کی تعلیم ہے جو درحقیقت خدا کی تعلیم ہے اس لیے کہ مکان کی تعلیم
مناصب مکان کے خیال سے بڑا کرتی ہے یہی غیر خدا کی تعلیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں مسجد میں گئے
کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے بشرطیکہ کوئی گروہ وقت نہ ہو (در مختار بحر الرائق شامی وغیرہ)
اگر گروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
وَكَلَامُ اللَّهِ اَلَا اللَّهُ اَرَبُّهُ اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے (در مختار۔ مراقی الفلاح)
اس نماز کی نیت یہ ہے۔

نَوَيْتُ اَنْ اَسْبِيَّ اَرْكَعَتَيْنِ تَحْتَهُ
المسجد میں بیٹھنا ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تختہ المسجد

پڑھوں۔
دو رکعت کی کہ تخصیص نہیں اگر چہ دو رکعت پڑھیں جائیں تب بھی کہ مضاف نہیں۔

اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی

فرض یا سنت خیرۃ المسکین کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے خیرۃ المسکین کا ثواب بھی مل جائے گا اگرچہ اس میں خیرۃ المسکین کی نیت نہیں کی گئی (رد مختار - مراقی الفلاح - ثانی وغیرہ) اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص میٹھا جائے اور اس کے بعد خیرۃ المسکین پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے (رد مختار وغیرہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز پڑھ لے نہ بیٹھے (صحیح بخاری - صحیح مسلم) اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ خیرۃ المسکین پڑھ لینا کافی ہے۔ غرض پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں (رد مختار - ثانی)

سنت وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے (رد مختار - مراقی الفلاح) اگر ہمارے گھٹیں پڑھی جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لی جائے تب بھی کافی ہے ثواب مل جائے گا (مراقی الفلاح) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز غامض دل سے پڑھ لیا کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے (صحیح مسلم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت جلالیؑ کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی صبح کو اس سے دریافت فرمایا کہ تم کو نسا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل میں نے تمہارے چلنے کی آواز جنت میں اپنے آگے سنی جلالیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرتا ہوں (صحیح بخاری) غسل کے بعد یہ دو رکعتیں مستحب ہیں اس لیے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہوتا ہے (رد المختار)

نماز سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اپنے گھر جائے (دور ممتاز وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں آئی دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں (طبرانی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے (صحیح مسلم)

مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اٹھنے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ نہ کرے تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھے (شامی وغیرہ)

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو اور اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہو یا اس میں تردد ہو کر وہ کام کسی وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر یا ویش ہو تو اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد نہیں ہو سکتا اس لیے کراچ عبادت ہے اور عبادت کے کرنے نہ کرنے میں تردد کیسا اس میں تردد ہو سکتا ہے کہ سفر آج کیا جائے یا کب تو ایسی حالت میں مستحب ہے کہ وہ رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے اس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے (دور ممتاز - مراقی الفلاح)

بہتر ہے کہ سات مرتبہ تک نماز استخارہ کی تکرار کے بعد کام شروع کیا جائے۔

رشامی - مراقی الفلاح

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم میں آپ کا اہتمام ہوتا تھا (بخاری - ترمذی - ابوداؤد وغیرہ)

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے

قَوِّیْتَ اَنْ اَسْأَلَ رَزَقَیْ عِلْوًا
میں نے نہایت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ
اَلَا سَمْعًا وَ اَبْصَارًا ۔ پڑھیں۔

پھر ستر رکعت نماز پڑھ کے یہ دعا پڑھیں یہ ہے ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ
بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَعِیْلُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ فَخْرٌ
وَلَا اَخْذٌ وَ قَلَمٌ وَاَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هَذَا
اَلْاَمْرُ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَہِیْ اَمْرٍیْ وَ عَاجِلِہِ وَ اَجَلِہِ فَاَقِدْ لَیْ
وَ تَسَوِّعْ لَیْ ثُمَّ بَارِکْ لَیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هَذَا اَلْاَمْرُ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ
وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَہِیْ اَمْرٍیْ وَ عَاجِلِہِ وَ اَجَلِہِ فَاَصْرِفْہُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْہُ عَنْہُ
وَ اَقِلْ لَیْ الْاُخْبَارَ حَتّٰی کَانَ ثَمَرًا فِیْمَنْہِیْ بِہِ ۔

اور فقط امر کی جگہ اپنی حاجت ذکر کرے مثلاً سفر کے لیے استخارہ کرنا ہر تو ہذا السَّخَرِ
کے اور نکاح کے لیے استخارہ کرنا ہر تو ہذا الْبَکَاحِ کے کسی چیز کی خرید و فروخت کے لیے کرنا ہر
تو ہذا اَلْبَيْعِ کے وہ علیٰ ہذا القیاس بعض مشائخ سے منقول ہے کہ بعد اس دعا پڑھنے کے باوجود
قبلہ رو ہو کر سو ہے اگر خواب میں سفیدی یا سرخی دیکھے تو سمجھے کہ یہ کام اچھا ہے کرنا چاہیے اور
اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھے کہ یہ کام بُرا ہے نہ کرنا چاہیے (شافی)
اگر کسی وجہ سے نماز پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا عورت حیض و نفاس کے سبب
سے تو صرف دعا پڑھ کر کام شروع کر دے (لطفاً وہی وغیرہ)
مستحب ہے کہ دعا کے پلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے۔

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو
یا بلا واسطہ یعنی کسی بندے سے اس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو
یا کسی سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھے
اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے اس دعا کو پڑھے ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَسَّخَدَ
نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ چشم پوش اور غرض

سُبْحَانَكَ اللَّهُ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ
 رَحْمَتِكَ وَرَفْعَ أَمْرِ مَقْصُودِكَ وَالْعَنِيَّةَ
 مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَفَسَادٍ مِنْ كُلِّ أَشْرٍ لَا تَدْعُ
 إِلَيَّ ذَنْبَ الْآخِرُونَ وَلَا حَاجَةَ نَفْسِي
 وَنَفْسِ الْأَعْقَرُونَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

کرنے والے کے ہاں بیان کرتا ہوں میں اللہ کی جو
 مالک ہے عرش عظیم کا اور سب ترغیب اللہ ہی کے لیے
 ہیں جو پروردگار ہے سادہ جان کا اسے اللہ میں خود سے
 مانگا ہوں وہ چیز کی دنیا پر تیری رحمت ہوتی ہے اور جو
 تیرے بخشش کا سبب دانت ہوتی ہیں اور مانگا ہوں پناہ
 ہر نافرمان سے اور پناہ ہوں پناہ ہر گناہ سے اسے اللہ سے
 کسی گناہ کا بے تحاشے ہوئے اور کسی غم کا بے درد ہو چکے ہوئے
 اور کسی حاجت کا بے پردا ہو چکے ہوئے نہ چھوڑ ۱۲

اس دعا کے بعد جو حاجت اس کو درپیش ہو اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے جو نماز حاجت
 دہانی کے لیے مجرب ہے بعض بزرگن نے اپنی ضرورتوں میں اس طریقہ سے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ
 سے اپنی حاجت بیان کی ان کا کام پورا ہو گیا (شانی)
 ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ میرے
 لیے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا کرے فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب
 ہو گا اگر کم تو کم دعا کروں انھوں نے خواہش کی کہ آپ دعا فرمائیے اس وقت آپ نے ان کو
 یہ نماز تسلیم فرمائی۔

صلوۃ الاوابین

نماز اوابین مستحب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں
 نماز اوابین چھ رکعت چار صلاہیں ہیں جن میں سلام سے نماز مغرب کے بعد (سوانح الافلاک)

صلوۃ التسبیح

صلوۃ التسبیح مستحب ہے ثواب اس کا احادیث میں بے شمار ہے۔

۱۔ اس میں اس سے پچاس یا اس سے زیادہ کے نیچے کوئی خاص عودت بھی تم کو یاد ہے انھوں نے کہا ہاں انا کم
 انکار۔ والی صلاۃ تمل یا ایسا نکالوں۔ کل ہر اللہ احد ۱۳

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اسے چھ اس کے پٹھے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے کئے چارے اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک مرتبہ اس کو پڑھ لیا کرو ورنہ ہفتے میں ایک بار ورنہ مہینہ میں ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار۔
(ترمذی)

بعض متقیین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دینی کی کچھ عزت نہیں کرتا (رثامی)
صلوۃ التہنیت کی چار رکعتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں بہتر ہے کہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں اگر وہ سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہے۔ ہر رکعت میں پچتر مرتبہ تسبیح کہنا چاہیئے پوری نماز میں تین سو مرتبہ۔ صلوۃ التہنیت کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ نہایت کرے

قَوَّيْتُ أَنْ أَسَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ
میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز صلوۃ التہنیت پڑھوں۔

تکبیر تحریر یہ کہ کہ اگر خدا باندھے ہو سبحانک اللہم پڑھ کر پندرہ مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پھر الحمد للہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد اور سورت پڑھے اس کے بعد دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے اٹھ کر سبحان اللہ من حمد و ربنا لک الحمد کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے میں جائے اور دو نوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد اور سجدوں کے درمیان میں دس دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ الحمد اور دوسری سورت کے دس مرتبہ الحمد اور رکوع اور قیام اور دو نوں سجدوں اور ان کے درمیان میں دس دس دفعہ اسی تسبیح کو پڑھے اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پڑھے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ سبحانک اللہم کے بعد اسی تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ بعد الحمد اور سورت کے پندرہ مرتبہ الحمد اور دوسرے سجدے کے بعد چیتھ کر دس مرتبہ اسی طرح دفعہ رکعت میں بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ الحمد انہیات کے دس مرتبہ اسی طرح تیسری رکعت میں بھی اور چوتھی رکعت میں بعد دو در شریف کے دس مرتبہ الحمد باقی تسبیحیں بدستور پڑھے یہ دونوں طریقہ ترمذی میں مذکور ہیں۔ ان دونوں روایتوں میں سے جس روایت کو چاہے اختیار کرے۔

اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق عمل کرے اور کبھی اس روایت کے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے (رشائی)

اس کی تفسیریں چونکہ ایک خاص عدد کے لئے تھیں پڑھی جاتی ہیں یعنی حالت قیام میں پچیس یا پندرہ مرتبہ اور باقی حالتوں میں دس دس مرتبہ ہیں۔ پہلے اس کی تفسیروں کے نکلنے کی ضرورت ہوگی اور اگر خیال اللہ کی کشتی کی طرح ہے کہ تو قافلوں میں مشرعب نہ ہو گا لہذا فقہانے لکھا ہے کہ ان کے نکلنے کے پہلے کوئی علامت معقودہ کرے مثلاً چپ ایک دفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو باندھے پھر دوسری کو اسی طرح دوسری چوٹی پر پانچویں کر جب چپا عدد پڑا ہو جائے تو دوسرے ہاتھ کی پانچویں انگلیاں یکے بعد دیگرے اسی طرح باندھے اسی طرح پورے دس عدد ہو جائیں گے اور اگر پندرہ مرتبہ کرنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں ڈھیل کر کے پھر باندھے پندرہ عدد پورے ہو جائیں گے انگلیوں کی پوروں پر دنگتیاں پائیں (رشائی)

اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال میں عدد یاد رکھے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرح نہ ہو جائے تو اور بھی بہتر ہے (رشائی)

اگر جہزے سے کسی مقام کی تفسیریں چھوٹ جائیں تو ان کو اُس دوسرے مقام میں اور کرنے چھوٹے مقام سے لے لیا جاتا ہو بشرطیکہ وہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس میں دگنی تفسیریں پڑھنے سے اس کے بڑھ جانے کا خوف ہو اور اس کا بڑھ جانا چھوٹے مقام سے منہج ہو مثلاً قسے کا درج سے بڑھا دینا منہج ہے پس رکعت کی چھوٹی ہوئی تکبیریں قسے میں خدا کی ہائیں بلکہ پہلے سجدے میں اور اسی طرح دونوں سجدوں کی درمیان نشست کا سجدوں سے بڑھا دینا منہج ہے لہذا پہلے سجدے کی چھوٹی تکبیریں درمیان میں خدا کی ہائیں بلکہ دوسرے سجدے میں (رشائی)

نماز توبہ

جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہو جائے اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کو معاف کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے (مطلیٰ دوی - شامی وغیرہ)

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان سے کوئی گناہ صادر ہو جائے اور اس کے بعد خدا کی عبادت کرے دو رکعت نماز پڑھے

پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے اللہ اس کے گناہ بخش دے گا پھر آپ نے بطور دعا اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا إِثْمًا قَالُوا لَا مَلْجَأَ لَنَا إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْهِ يَرْجِعُ الْأَمْرُ
 جب کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ اس کے لئے توبہ بہت آسان فرماتا ہے۔ (الایۃ)

چونکہ یہ نماز اس آیت سے بھی جاتی ہے۔

نماز قتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جائے تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہ نماز مستغفار و نیامیں اس کا آخری عمل رہے۔

(لطفاً دیکھیں مرقاۃ المفاتیح وغیرہ)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے بھیج دیا تھا اُنہوں نے راویں کفار کلمہ پڑھیں مگر خدا کی اس نعمت غیبیہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت غیبیہ رضی اللہ عنہ کو مکہ میں سے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا گیا۔ یہ شہید ہونے لگے تو انھوں نے ان لوگوں سے اہواز کے دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت یہ نماز مستحب ہو گئی (مشکوٰۃ)

نماز تراویح

نماز تراویح رمضان میں سنت مؤکدہ ہے مروجہ کے لیے بھی اور عورتوں کے لیے بھی (در منثور)

نماز تراویح تراویح کی ہے تاکہ آرام کرنے کے لیے یہ نمازیں پڑھیں تاکہ صبح کی نماز پڑھنے میں تندرستی ہو۔

کے بعد چھپ کر آرام کر لیتے ہیں اس لیے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں ۱۲

نماز تراویح کے سنت ہونے کا سبب اس شخص کے لئے ہے کہ وہ کوئی فرقہ اسلام میں نہ ہو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رمضان فریضہ میں تین شب جماعت کے بعد نماز پڑھنی چاہی ہے۔ یہ نماز کوئی کیست کوئی ہر حال میں مستحب جماعت کے نہیں پڑھیں اور فرمایا کہ جیسے نیت ہے کہ کہیں فرضی نہ ہو جائے پھر کوئی نہ پڑھے تو حکم فرضی کا سنت نکلا۔ اس کے بار بار ۱۲

مستحب ہے ہاں اگر اتنی ریزاک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے قرائن پڑھے چاہے نہیں وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔ مگر مفسر میں لوگ بدلے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہیں عربہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں بعض فقہانے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ
سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ
وَالْكِبَرِيَّاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قَدُّوسٌ
وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَلِيِّ وَالْوَجْدِ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ سُبُّوحٌ مُبَارَكٌ وَتَسْبِيحُكَ الْجَنَّةُ
وَلَعَوْلُكَ مِنْ النَّارِ (شامی)

پاک یاں کرتا ہوں پاک اور بادشاہت والے کی
پاک یاں کرتا ہوں عزت اور عظمت اور قدرت
اور بزرگی اور بڑبڑے والے کی پاک یاں کرتا ہوں
میں اس بادشاہ کی جو زندہ ہے کبھی نہ مرے گا بہت
پاک ہے وہ پروردگار ہے۔ مفسرین اور اداکار
نہیں کوئی خدا سوا اللہ کے ہم اپنے گناہوں کی معافی
چاہتے ہیں اللہ سے ہم بہشت کا سوال کرتے ہیں اور عذرا

سے پناہ مانگتے ہیں ۱۲

اگر عشا کی نماز جماعت سے پڑھی گئی ہو تو قرائن بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اسی لیے کہ تراویح عشا کی تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشا کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھیں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہے۔۔۔۔۔ جماعت کے پڑھی ہے اس لیے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جاتا ہے۔۔۔۔۔ (غزوہ)

۱۔ جسے کہ پچھلے عشا کی

میں قرائن کو دتر

دو ہے لوگوں کی

پہنچا ہائے گا لوگوں

غزہ کے جس قدر لوگوں کو

س سو تین پڑھ دی جائیں

دو بارہ پڑھ دے یا اور

سورتن چاہے پڑھے۔ (درمختار، مرقاۃ المفاتیح، بحر الرائق، شامی وغیرہ)

ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاکہ تنگی لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا ماننا ہے بشرطیکہ لوگ نایت شرعیہ ہوں کہ ان لوگوں نے گراں نہ گزرے اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو کمزور ہے۔

تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ ارحم الراحمین جملہ آواز سے پڑھ دینا چاہیے۔ اسی سے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورت کا جز نہیں ہیں اگر بسم اللہ باطل نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آیت سے آواز سے پڑھی جائے گی تو مستندوں کا قرآن مجید پڑانا ہو گا۔

تراویح کا رمضان کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے مثلاً چند روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت نہ کہ ہے۔ صبح ہے کہ قیل ہوا اللہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا مجید

۱۔ عوادہ قیل جہاں سورہ اندر کوئی سورت آج کل کس سورت قبل ہوا اللہ کے شروع پر بسم اللہ پڑھنے کا ہے اس کی کوئی خصوصیت نہیں ہے نہ سمجھنا چاہیے کہ کسی اور سورت کے شروع پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کافی نہ ہوگی۔ اسی خیال سے حضرت ابو عبد اللہ صاحب مکتبہ نے مکتبہ کے کتب خانے میں بسفر کو چھوڑ دیا کبھی سورہ بقرہ کے شروع پر بسم اللہ پڑھ دیتا ہوں اور کبھی اہم تر کیف کے شروع پر کبھی کسی اور سورت کے شروع میں ۱۲

۲۔ مذہب متبہ لاسہ میں لوگوں کے نزدیک بسم اللہ ہی کی نایت ہے اور ہر سورت کا جز ہے ان کے نزدیک ایک سورت پر آیتیں بسم اللہ کی ہوں گی سورہ بقرہ کے شروع پر بسم اللہ ہونے کا کوئی قائل نہیں اور سورہ نمل کے بعد میں بسم اللہ ہونے کا کوئی منکر نہیں ہے اتفاقاً ہی بسم اللہ میں ہے ہر سورت کے شروع پر قرآن مجید میں کبھی ہوتا ہے ختم کے نزدیک بسم اللہ کسی سورت کا جز نہیں اگرچہ ہر سورت کے شروع پر بسم اللہ نازل ہوتی تھی اور ایک آیت یا سورت کے کئی مرتبہ نازل ہونے سے اس کا کئی آیتیں یا کئی سورتیں ہو یا خود ہی نہیں مثلاً سورہ فاتحہ کے دو سورت ہونے کا کوئی قائل نہیں امام شافعی اور قرآن کا کوفہ نے ایک بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے اور وہ مذہبوں کے علاوہ اور کئی سات مذہب بھی ہیں کی تفصیل حضرت مولانا عبد اللہ صاحب دارالافتاء کے رسالہ شرط سے ہی معلوم ہو سکتی ہے

آج کی دستور ہے کہ وہ ہے نماز تراویح اس نیت سے پڑھے

قُرَيْشٌ اَنْ اُسْبٰى وَكُنْتُمْ اَصْلًا
اَلْتَرٰوِیْحَ سُنَّةَ الشَّيْخِ عَلٰی اللّٰهِ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابِهِ

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازوں میں بیان ہو چکا ہے۔

نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب فتاویٰ بیان نہیں رمضان المبارک کی راتوں میں جو عبادت کی جائے اس کا ثواب امارت میں بہت وارو ہے ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں خاص اللہ کے واسطے ثواب سمجھ کر عبادت کرے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

نماز احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے بیسج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ (مراتی الفلاح - لفظاوی وغیرہ)

اس نماز کی نیت یوں کی جائے

قُرَيْشٌ اَنْ اُسْبٰى وَكُنْتُمْ اَصْلًا
سُنَّةَ الشَّيْخِ عَلٰی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِهِ

میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز احرام فی طہیر
اصلاً والسلام کی سنت پڑھوں۔

۱۔ اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک قرآن مجید ختم کرتے وقت کل جوا اللہ میں مرتبہ پڑھنا مستحب ہے مگر انھوں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ حکم اس قرآن مجید کا ہے جو نماز میں نذرنا جاہلانے اس کے علاوہ نماز تراویح صحابہ سے پہنچ کر اسرارہ انھوں میں مروی ہے لہذا مفتا ہونے کے سبب حکومہ ہو گئی اسی خیال سے حضرت مرزا محمد علی صاحب قدس سرہ نے لکھا ہے کہ میں نے سورہ انعام کا تین مرتبہ پڑھا چھوڑ دیا ہے اس لیے کہ صحابہ و تابعین وغیرہم سے میرے علم میں منقول نہیں اور ہمارے فقہانے بھی اس قرآن مجید میں سورہ انعام کی تکرا کر کہ وہ لکھا ہے جو نماز میں پڑھا جاوے واللہ اعلم۔

۲۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل یا اللہ احد حدیث میں وارد ہوئی

۱۲۴ (مرطادوی و شیعہ مرآۃ الفلاح)

نماز کسوف و خسوف

کسوف کے وقت اور کسوف نماز مسنون ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسوف و خسوف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں ۔
اس سے مقصود ہندوں کو خوف دلا کر کہیں چھپ گئے ہوں اور کھیر تو نماز پڑھو ۔

نماز کسوف و خسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نماز کا ہے ۔

نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعیہ حاکم وقت یا اس کا نائب
اقامت کرے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کسوف میں وہ سب شرطیں معتبر ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں مگر خطبہ کے (خطبہ ہی مراقی الفلاح)

نماز کسوف کے لیے اذان یا اقامت نہیں بلکہ اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو پکار رہا جائے

(مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۃ بقرہ وغیرہ کا پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا
بست و ریت تک ادا کرنا مسنون ہے ۔

نماز کے بعد امام کو چاہیے کہ وہ عین معرفت ہو جائے اور سب مقتدی آمین کہیں ۔
جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے وہ عین معرفت رہنا چاہیے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب
غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو اجتناب و ماکہ موقوف کو کے نماز میں مشغول ہو جانا
چاہیے ۔

خسوف کے وقت بھی اور کسوف نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں ایسی
طرح جب کوئی خوف یا حسیبیت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے شلاً سخت آندھی چلے بازو
آئے یا بجلل گرے یا ستارے بست ڈھیں یا برت بست گرے یا پانی بہت برے یا کوئی مرض عام
مثل پیچھے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی شخص وغیرہ کا خوف ہو گرہن و فکات میں جو نمازیں پڑھی
جائیں ان میں جماعت دکی جائے ہر شخص اپنے گھروں میں پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی

لے کسوف سورج گرہن کا اور خسوف چاند گرہن کہتے ہیں ۔

مصیبت یا رنج نہ ملتا تو عارضی شتمن ہو جاتے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

جس قدر نمازیں بیان بیان ہو چکیں ان کے علاوہ بھی جس قدر قرآن کی کثرت کی جائے باعث ثواب و ترقی و درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جس کی تفصیلات امام ربیع شریف دلاور دہلوی لکھے ہیں اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب بھی ملتی ہے علیہ وسلم نے فرمائی ہے قتل و ضمان کے غیر مختصر کی راتوں اور شبوں کی چند چیزیں کا تارخ کے ان اوقات کی بہت تفصیلات اور ان میں عبادت کا بہت ثواب اپنا و پیشین دلاؤ ہوا ہے ہم نے اختصار کے خیال سے ان کی تفصیلات بیان نہیں کی استسقا کے لیے کوئی خاص نماز نہیں ملتی علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے منقول نہیں کیا اس دعا کا بیشک ثابت ہے (مراقی الفلاح و غیرہ)

اگر کوئی شخص سنت نہ سمجھے اور استسقا کے لیے نماز پڑھے تو کچھ گمراہی سے بچ جائے نہ پڑھی جائے (مراقی الفلاح - دلائل و غیرہ)

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ ہو تا تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی پسنے کی دعا کرتا مومن ہے استسقا کے لیے دعا کرنا اس طرح ہے کہ تمام مسلمان مل کر بیچ اپنے اطراف کو اور پڑھوں اور ہاوردوں کے پیادوں و پیش کی طرف جائیں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں پھر شخص ان میں سے جو تگہ ہو وہ قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی پرستے کی دعا کرے۔ (مراقی الفلاح و غیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقا کی بروعا میں اللہ تعالیٰ میں منجھانے کا ایک دعا ہے۔

اللہ استسقا اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنے کو کہتے ہیں ۱۴۔

سکن میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے صاحبین کا مذہب اس کے اختلافات ہیں ان کے نزدیک استسقا کے لیے نماز میں منقول کیوں نہیں ہے اور وہ جماعت کے بھی نمازی میں بھی اگرچہ دعا و پیش میں صرف دعا ہی پڑھتی ہے نماز کا ذکر بھی نہیں ہے نہ یہ دعا و حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقا کے لیے بہت دعا ہے اگرچہ قرآنی نماز میں نہیں ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ثابت رہی تو وہ نماز اس سنت کو نہ سمجھ سکتے اور ایسے حضرات کے لئے دعا و امانت کا ان کو نہ معلوم ہوا بھی ہے کہ وہ ان کے ساتھ اور اسباب جو وہی وقت کو جوڑتے ہو کب و کس پر کو گواہ کرتے ۱۵ (مطالعہ فی مراقی الفلاح)

اللَّهُمَّ اسْقِ قَوْمَكَ مَاءً حَيًّا نَافِعًا خَيْرَ
مَاءٍ مَا جَلَا غَيْرَ عَائِلٍ اللَّهُمَّ اسْقِ
عِبَادَكَ وَبِحَاثَتِكَ وَاللَّهُ وَرَحْمَتُكَ
وَأَمَّا بَلَدُكَ الْيَسِيْرَ اللَّهُمَّ اسْقِ
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَفِي الْفَقْرِ
أَكْمَلُ عَلَيْنَا الْغِيْبَ جَعَلْ مَا أُنْزِلَتْ
تَوْفَاؤُ بِلَا غَا اِلٰی خَيْرٍ۔

اسے اللہ پر دعا ہے کہ اپنی مخلوق کو پورے کرنے والا جو
خاندانوں سے نقصان نہ پہنچائے اور پست درجہ نہ پہنچائے
اللہ اپنے پیغمبر اور پیغمبروں کو پانی پلا دے اور اپنی
رحمت کو پہنچائے اور اللہ پر دعا ہے کہ اللہ کا لہو کر دے
اللہ ترے حاکم کو اللہ میں تو مخلص ہے اور ہم سب غیر
ہیں لیکن ہم پر ناظرین رحمت اور اللہ سے ہم کو مدد
دے اور اللہ ہی اللہ ہی کا سامان کر ۱۲

استقامت کی دعا کا جو ان زبان میں یا تمام میں انھیں افطار سے پہلے پڑھنا ضروری نہیں۔
نماز کی قسموں کا بیان میں ہر ایک صریح ہے نماز میں یا تمام میں یا تمام میں یا تمام میں یا تمام میں
اب ہم نماز کے فرائض اور لوازمات اور مستحبات اور فضائل اور مکروہات لکھتے ہیں
جس سے یہ معلوم ہو گا کہ ہر ایک نماز پڑھنے کا اور پڑھانے کا کیا ہے اور کون کونسا
اور کونسا سنت ہے اور کونسا مستحب اور ایسی چیزیں لکھیں گے کہ ان کی حکایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہو
جاتی ہے۔

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض چار ہیں ان میں سے پہلے نماز کے دو ہیں یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور
دو نماز کے ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا کہ نہیں۔
۱۔ اقامت (کھڑا ہونا) اور در تک کھڑا رہنا فرض ہے جس میں اس قدر قرائت کی جائے
جو فرض ہے (اور مختار وغیرہ)
کھڑے ہونے کی حد فقہاء نے بیان کی ہے کہ اگر اقامت پڑھائے جائے تو گھٹنوں تک
نہ بیٹھ لیں (مراقی اشواق وغیرہ)
قیام صرف فرض اور واجب نمازوں میں فرض ہے۔ ان کے سوا اور نمازوں میں فرض نہیں۔
(مراقی اشواق)

بے شک نماز محمد پر محمدی اور جواد وغیرہ کے ۱۲

کلمہ ہمارے فرائض کا بیان ہے جو نماز کے اندر داخل ہیں اور نماز کے صبر کرنے کی شرطیں جو بیان ہو چکی ہیں
سب فرض ہیں ۱۳

صحیح یہ ہے کہ فجر کی سنت میں قیام فرض ہے اس لیے کہ اس تاکید میں کسی کا اختلاف نہیں بلکہ بعض فقہاء اس کے وجوب کے قائل ہو گئے ہیں (در مختار وغیرہ)
 تراویح میں کھڑا ہونا فرض نہیں اس لیے کہ اس کی تاکید سنت فجر کی بار نہیں (در مختار وغیرہ)
 اس نقل کی تصدیق شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو یا وجہ ہے اور اسی طرح وہ نماز جس کی نذر کی گئی ہو مگر فقہانے اس میں نکتہ کیا ہے کہ اس میں قیام فرض ہے یا نہیں احتیاط یہ ہے کہ وہ بھی کھڑے ہو کر پڑھ جائیں۔
 جو شخص قیام پر قادر نہ ہو اس پر قیام فرض نہیں۔

اگر کسی کے زخم ہو اور کھڑے ہونے سے اس زخم سے خون آجانے کا احتمال ہو تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں اسی طرح اس شخص کو جس کے کھڑے ہونے سے پیشاب آجانے کا خوف ہو یا عورت کو جس کے کھل جانے کا خوف ہو (در مختار وغیرہ)
 اگر کوئی شخص ایسا کرے اور ہو کر کھڑے ہونے سے اس کو ایک آیت پڑھنے کی یہی طاقت رہے تو اس کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں (در مختار وغیرہ)

۲۔ قرأت یعنی قرآن مجید کا پڑھنا نمازیں۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ بڑی آیت ہو یا چھوٹی مگر شرط یہ ہے کہ کم از کم دو حلقوں سے مرکب ہو جیسے **سُبْحَانَكَ** اور اگر ایک ہی حلقہ ہو جیسے **سَمِیْعٌ** یا **عَلِیْمٌ** یا ایک حرف ہو جیسے **ح**۔ **ق**۔ وغیرہ یا دو حرف ہوں جیسے **حَسْبُ** وغیرہ یا کئی حرف ہوں جیسے **اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ** وغیرہ تو اس سب سر قول میں ایسی

ملے اس میں اختلاف ہے مگر محقق مذہب میں ہے کہ اس کا پورا قرآن یا بعض جملے اس کے خلاف ہے مگر اس کو طہاری وغیرہ متعین نہ ہو کر یا بے دخل طہاری، قاضی نماز، شالی وغیرہ)

تک یعنی نماز تراویح کو سنت فجر پر قیاس کر کے کہا ہے کہ تراویح میں بھی قیام فرض ہے مگر یہ قیاس صحیح نہیں اس لیے کہ سنت فجر کی تاکید تراویح کی تاکید سے بہت زیادہ ہے ۱۲ (فتاویٰ قاضی نماز، شالی وغیرہ)

تک مراد شیخ عبدالحی صاحب فرماؤں مراد نے بھی سنا ہے میں نے اسے اس طرف ظاہر کی ہے اور کہا ہے کہ فقہاء کے اشادات سے صاف ظاہر ہے کہ اسے کہیں نمازوں میں بھی قیام فرض ہے ۱۳

تک یہ مذہب ہمارے اہم صاحب کا ہے۔ صاحبین کے نزدیک بڑی ایک آیت اور چھوٹی آیتیں آئیں گے پڑھنا فرض ہے ان کے نزدیک چھوٹی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض ادا نہیں ہوتا۔ (مرآۃ المفاتیح)

ایک آیت کے پڑھنے سے فرض نماز ہو گا (در مختار، مراقی الفلاح)

فرض نمازوں کی صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ لیکن تخصیص نہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے یا پہلی دو رکعتوں میں یا دو میانی مثلاً مغرب کے وقت اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت میں قرأت کرے اور دوسری میں نہیں یا دوسری اور تیسری میں کرے پہلی میں نہیں ہر صورت فرض نماز ہو جائے گا (کنز العمال، در مختار، مراقی الفلاح)

و نیز اور فعل نمازوں کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔

اور اگر قرأت فرض بلکہ واجب بھی نہیں امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے۔

۱۔ دوم اس وقت کہ فرض نماز میں مقتدی علیہ السلام کسی کا اختلاف نہیں ان سورۃ فاتحہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ مقتدی مقتدی ہے امام شافعیؒ اسے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدی پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آواز کی اور یہی امام احمد کا بھی مذہب ہے امام مالکؒ کے نزدیک فرض نہیں۔ اگرچہ بہت آدمی کی غلط فہمی ہے کہ امام شافعیؒ ابو حنیفہؒ و مالکؒ اور صاحبین کا یہ مذہب ہے کہ بہت آدمی آواز بلند آواز دونوں قسم کی نمازوں میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی ہے فرض نہیں بلکہ ہمارے فقہاء اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے قرآنہ شریف مشکوٰۃ میں اور علماء نے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے کہ اگر آواز کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ لیکن آواز کی نماز میں نہیں۔ حالانکہ امام مالکؒ کی کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس مسئلہ میں امام صاحب کے باطل میں تھے انھوں نے موطا میں لکھا ہے کہ نہیں ہے قرأت امام کے پیچھے بلند آواز کی نماز میں نہ آواز آواز کی ہی کے ساتھ نہ پہلی ہی ہم کہ بہت ہی سوشل اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ لکھا کہ امام محمدؒ نے فرمودہ تھا کہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ان مذاہب کے مصلوم ہونے سے بات ظاہر ہو گئی کہ سورۃ فاتحہ کے بارے میں حنفیہ و مالکیہ کے تامل ہیں یا کسی پر کوہ مقتدی کی کسی حال میں فرض نہیں خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آواز کی دوسرے یہ کمال پڑھے تو مکروہ تحریمی ہے۔ یہاں ہم صرف فرض دہرے کثابت کرتے ہیں مکروہ ہونے کو وہاں بیان کریں گے جہاں نماز کے مکروہات لکھیں گے جو لوگ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتے ہیں۔ ایسی ہی بڑی دلیل ہے حدیث ہے لا صلوة الا بقراءة الفاتحة پھر سورۃ فاتحہ کے نماز میں ہوتی ان کے کہ وہ ایک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک کو حقیقت پڑھنا چاہیے ہمارے امام صاحب کے داخل میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے۔

مَنْ كَانَ لَهُ اِحْتِمَالٌ فَقَرَأَ اَوْ اَمَامَ قَرَأَ اَوْ لَمْ يَفْعَلْ فَقَرَأَ فَقَرَأَ فَقَرَأَ فَقَرَأَ فَقَرَأَ فَقَرَأَ فَقَرَأَ فَقَرَأَ فَقَرَأَ فَقَرَأَ

ایسی کی قرأت بھی جائز ہے اس حدیث کے پیچھے ہرے میں اگرچہ میں علماء نے کلام کیا ہے مگر ان کلام کو نہ بھیجیں (راقی المجلد سولہویہ)

سبوتی کو اپنی بی بی رکعتوں سے، رکعتوں میں قرات کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کی کوئی رکعت قرات والی قرات ہوئی ہو۔

حکماً اصل یہ ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ مقتدی کو قرات کی حاجت نہیں ان سبوتی کے لیے ان جنی جنی رکعتوں میں چکر لگانا نہیں ہوتا اس لیے کہ اس کی قرات کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ دو کوغ ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکعت کتلہ فرض ہے کیونکہ اس کی حد نقصان ہے بیان کی ہے کہ اس قدر جبکہ ہمارے ہیں اور ان کے نقصان تک پہنچ سکیں عزت بجا بمانا فرض ہے بلکہ ورنہ تک بجا بمانا فرض نہیں۔

اگر کسی کی بیٹھ کر پڑھا جائے وغیرہ کی وجہ سے جبکہ کوئی ہوا اور ہر وقت اس کی حالت کوغ کے مشابہ رہتی ہو تو اس کو کوغ میں عزت بجا دینا چاہیے۔ (مراقی الافلاج)

۳۔ مسجد۔ ہر رکعت میں دو مسجد سے فرض میں ایک مسجد و قرآن مجید سے ثابت ہے

و جبکہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶) یہ حدیث بہت مندوں سے مروی ہے مفسرین میں سے باطلی مسیح و سالم ہیں کسی کے کوغ کی گنجائش نہیں میں وغیرہ نے اس میں بہت زور دیا ہے اور علما و مفتیان مولانا ابوالحسنات نور اللہ مرقدہ نے اس سے انکار کیا کہ نہایت عمدہ تحقیق سے صحابہ اور امام الکلام میں لکھا ہے (شکوۃ مجید) اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو قرات کوغ کی کچھ ضرورت نہیں نہ سورۃ فاتحہ کی نہ کسی اور سورت کی اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ شاید یہ حدیث جھڑاؤ کی نواز کے لیے جو اس لیے کہ یہ ارشاد حضرت کا نواز عصر کے وقت تھا جو آہستہ آواز کا نواز ہے اب ہمارے نزدیک اس پہل حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر سورۃ فاتحہ ناز میں نہ پڑھی جائے تو عقیدہ ناز حکماً نواز نہ ہوگی اور چونکہ جماعت کی ناز میں امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور اس حدیث نبوی سے ثابت ہوا کہ امام کا پڑھنا صحیح ہے مقتدیوں کا پڑھنا ہے لہذا مقتدیوں کی ناز میں سورۃ فاتحہ سے غالی نہ ہوگی اور جب سورۃ فاتحہ سے غالی نہ ہوگی تو ناز کیوں نہ ہوگی ان امام میں نہ پڑے تو بیشک ناز نہ ہوگی یہی مطلب اس حدیث کا حضرت جابرؓ سے مروی ہے ترمذی حضرت جابرؓ سے ناقل ہیں اس میں سے فرمایا کہ مقتدیوں میں سورۃ فاتحہ نہ پڑے تو اس نے ناز ہی نہیں پڑھائی مگر یہ کہ امام کے پیچھے جو ترمذی لکھتا کہ امام اس سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ جو ہر ایک سورہ میں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ اگر تم ناز پڑھنا ہو تو یہ حکم ظاہر ہے کہ پیچھے نہیں ہم بیان انہی حدیث کا کشاکش کرتے ہیں۔ اگرچہ انی مفسرین بہت باقی ہے مگر انصاف اور تحقیق کے لیے ان کا تصدیق کافی ہے ۱۲۰

مردود و سراجادیت سے اور اجماع سے ۔

سجدہ میں ایک گھٹنا اور ایک ہیکر کی انگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا اور دیگر پیشانی نہ رکھ
لکنا بخیر کسی پھر ٹسے وغیرہ کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو بچائے اس کے مرت ناک کا رکھ
رہنا کافی ہے ۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

سجدہ ایسی چیز پر کرنا چاہیے جہاں پر سجدہ اور پیشانی اس پر رکھ سکے اور پیشانی زمین پر رکھنے
وقت جس قدر زمین سے اونچی ہو آخر وقت تک اسی قدر اونچی رہے اگر کسی ایسی چیز پر سجدہ کیا جائے
جس پر پیشانی نہ جم سکے جیسے روئی کا ڈھیر یا ریت کا ٹکڑا وغیرہ تو درست نہیں اس لیے کہ روئی کا ڈھیر
سجدہ کرنے سے دب جائے گا اور ریت کا ٹکڑا گھل کر اس قدر نہ رہے گا جتنا پہلے تھا اور پیشانی کو زمین
سے اسی قدر بلند ہی نہ رہے گی جتنی رکھنے وقت تھی (مراقی الفلاح)

چار پائی اگر خوب کسی ہو کہ سجدہ کرنے سے اس کی بناوٹ کو باطل بنیش نہ ہو اور ہر سجدہ اپنی
حالت پر قائم رہے تو اس پر سجدہ جائز ہے ۔

وہ فرض کا گنہ میں میں روئی وغیرہ بھری ہو اگر سجدہ کرنے سے دبتے ہیں تو ان پر سجدہ جائز
نہیں ۔ اور اگر چلتے خوب دب چکے ہوں اور اب باطل نہ ہیں تو ان پر سجدہ جائز ہے ۔

سجدہ کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آواز گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہیے اگر آواز
سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں ۔ اس کا کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے
تو جائز ہے شرط جماعت زیادہ ہو اور لوگ اسی قدر اونچے گز سے سوسے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن
نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیشینہ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیشینہ پر سجدہ کیا جائے وہی
اسی نماز پڑھتا ہو سجدہ کرنے والا نہ ہو ۔ (مراقی الفلاح)

اگر کسی ایسے شخص کی پیشینہ پر سجدہ کیا جائے جو وہ نماز نہ پڑھتا ہو تو جائز نہیں ۔

مشائل سجدہ کرنے والا ظہر کی نماز پڑھتا ہو اس کی پیشینہ پر سجدہ ہو ، فجر کی نماز پڑھتا ہو ۔

۵۔ نعلینہ اخیرہ یعنی دانشت جہاں کی آخری رکعت میں دو دن سجدوں کے بعد ہوتی ہے

سے پیش نماز سے گھٹا ہے کہ بعد از آخر نماز کے شرط سے ہے نماز کا کوئی نہیں منی نماز کی حقیقت سے خارج ہے ۔
بعد از آخر نماز سے خارج ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ نماز اشد تعاقب کی تکمیل کے لیے ضروری ہے اور شخص کی تکمیل
میں اس کو شرط ہے چنانچہ اپنے تکمیل سے اولیٰ سے زیادہ سجدوں میں یہ شرط کی مانجیہ مراقی الفلاح اگر کسی اور راۓ تھا کہ
یہ تو ان کے بعد نماز کا کوئی ہے و شرط نماز اصل نماز وغیرہ اخیرہ اس شکات کا یہ ہو گا کہ یہ لوگوں کے نزدیک تھا کہ
آخر و شرط ہے کہ نہیں اس کے بعد کو سجدہ آخر و شرط کی حالت میں اس کا کیا جائے تو نماز ہو جائے گی اور اس کے
تو سجدہ کی ہے اس کے نزدیک نہ ہو گی

عراق اس سے پہلے کوئی اور نشست ہو چکی ہو جیسے ظہر عصر مغرب عشاء وغیرہ کی نمازوں میں یا زہر چکی ہو جیسے فجر جمعہ صیدیا وغیرہ کی نمازوں میں۔

اتنی دیر تک پیش فرض ہے جس میں احویات پڑھی جا سکے اس سے زیادہ پیش فرض نہیں۔

(رد مختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

۶۔ نماز کو اپنے فعل سے تمام کر دینا یعنی بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے جو قیام کے خلاف ہو مثلاً اسلام علیکم کہ وہ یا قیام سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت کرے

نماز کے واجبات

۱۔ تکبیر تحریرہ کا خاص اٹھ اکبر کے لفظ سے ہونا اور اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثل اللہ اعظم وغیرہ کے ادا کی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

۲۔ بعد تکبیر تحریرہ کے اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جا سکے۔ (رد مختار۔ شامی وغیرہ)

۳۔ سورۃ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک مرتبہ پڑھنا۔

۴۔ ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت یا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتوں کی ہونا چاہیے اگر تین آیتیں پڑھ لی جائیں تو کسی سورت کا جزء ہوں یا خود سورت ہیں تو کافی ہے۔

۵۔ پہلے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا اس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے دوسری سورت پڑھے اور اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے تو واجب ادا ہو گا۔

۶۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔ اگر دوسری تیسری یا تیسری چوتھی میں قرأت کی جائے اور پہلی دوسری میں نہ کی جائے تو واجب ادا نہ ہو گا اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا۔

(رد مختار۔ مراقی الفلاح)

نہ نماز کو اپنے فعل اختیار سے تمام کرنا یا اتفاق دینی میں اس کے فرض ہونے میں علماء کا اختلاف ہے کہ قرأت کے نزدیک فرض نہیں بلکہ ردی کے نزدیک فرض ہے۔ علماء شیعہ نے ایک رسالہ خاص اسی مسئلہ میں لکھا ہے جس میں ردی کی تاکید ہے اس رسالہ سے ملحق قول ہی معلوم ہے کہ یہ فرض ہے (رد مختار)

- ۷۔ لکھ کے بعد لکھ کر سیدھا لکھ کر اور لکھ کر کو فقہاء فرماتے ہیں۔
- ۸۔ مسجدوں میں پورے دونوں اہل حق اور گنہگاروں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھنا (مراقی الفلاح)
- ۹۔ دوسرے مسجد کے اس کے بعد سے پہلے اور اگر مثلاً اگر کوئی شخص پہلے رکعت میں بغیر دوسرا مسجد کیلئے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اس کا واجب ترک ہو جائے گا اس کیلئے کہ اس نے مسجد سے پہلے قیام کر لیا۔ (رشائی)
- ۱۰۔ لکھ اور مسجدوں میں آتی درجہ شہرنا کہ ایک مرتبہ سہانہ ربی انظمہ وغیرہ سہانہ ربی ملائی وغیرہ کہ سکے (لطائف مراقی الفلاح وغیرہ)
- ۱۱۔ دونوں مسجدوں کے درمیان میں آشکارہ بیٹھا جس کو فقہاء جہلے کہتے ہیں۔
- ۱۲۔ قوسے اور مسجدوں کے درمیان اس قدر شہرنا کہ ایک مرتبہ قیام کی جائے۔
- ۱۳۔ تھوڑے اولیٰ یعنی دونوں مسجدوں کے بعد دوسری رکعت میں بیٹھا اگر نماز دور رکعت سے زیادہ ہو۔

۱۔ رکعت سے آگے کو فقہائے مسنون لکھتے ہیں کہ اگر واجب ہے قاضی نماز نے کھلے کہ اگر کوئی شخص ضرور نا قبول جائے تو اس پر بعد سے لازم ہوگا اگر تو سہ واجب نہ تھا تو سہ سو کیوں نہ ہو تا بعد مسجد واجب کے ترک سے تہا سے نہیں تھا ان ہیام اور میرواج سے اس کو واجب کھلا ہے شرط میں ہے کہ جب کوئی مسند وکیل کے خلاف ہو اور کوئی روایت بھی اس کے موافق ہو جائے تو ان نکات میں نہ جائے اور روایت جو جب قدر کی قاضی نماز میں موجود ہے علامہ رشائی نے لکھا ہے کہ قوسے کا مسنون ہونا واجب میں مشہور ہے اور اس کے وجوب کی بھی روایت آئی ہے اور وجوب وکیل کے موافق بھی ہے اسی کو کمال الدین ابن ہمام امدان کے بعد جتنے متاخرین جوئے سب نے اختیار کیا ہے ۲۔ دونوں مسجدوں کے درمیان میں نہ کہ بیٹھے کہ اکثر فقہائے مسنون لکھتے ہیں کہ جہلے اس کے وجوب کے قائل ہیں ابن ہمام وغیرہ کا بھی قول ہے اصول مذہب کے بھی یہی موافق ہے۔ ۱۲ (رشائی)

۳۔ یہ نیز اس لیے لکھا ہے کہ اگر نماز دو رکعت کی ہوگی تو پیشا فرض ہوگا اور قصہ اول نہ ہے لکھا کہ اخیر ہو جائے گا ۱۲

۴۔ اس مسند کی زیادہ تفصیلی مسجد سے کہ بیان میں آئے گی ۱۳

۱۴۔ قصد عاقبتی میں بعد از نیت کے چٹنا۔

۱۵۔ دو روز قصدوں میں ایک مرتبہ نیت پڑھنا اگرچہ اس میں ہر ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھی جائے تو اوجہ ترک ہو جائے گا۔

۱۶۔ نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے۔

(دور شدہ شالی وغیرہ)

مثال ۱۔ سورۃ فاتحہ کے بعد زیادہ رکعت کرنا رکعت دوسری سورت کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ ۲۔ دو رکوع کرنا دو سرا رکوع مسجد سے کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ ۳۔ تین مسجد سے کرنا تیسرا قیام یا قعود کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ ۴۔ پہلی یا تیسری رکعت کے اخیر میں زیادہ نہ چٹنا۔ چٹنا دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا (شامی) ۵۔ دوسری رکعت میں نیت کے بعد زیادہ چٹنا جس میں کوئی دکنی شل کرے وغیرہ کے ادا ہو سکے۔

۱۷۔ نماز و تہیں دھانے قنوت پڑھنا غراہ کوئی دعا ہو۔

۱۸۔ عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے تھہ تکبیریں کرنا۔

۱۹۔ عیدین کی دوسری رکعت میں دو رکوع کرنے وقت تکبیر کرنا۔

۲۰۔ امام کو فجر کی دو قیام رکعتوں میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں غراہ قضا ہوں یا ادا اور جمعا اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بعد از آواز سے قرات کرنا منفرہ کو اختیار ہے چاہے بعد از آواز سے قرات کرے یا آہستہ آواز سے آواز کے بلند ہونے کی نقضائے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد نامی ہے کہ خود سن سکے دوسرا سن سکے۔

۲۱۔ امام کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب عشا کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرات کرنا (خاص خاں - نہراٹھائی وغیرہ)

۲۲۔ جہ نقل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرات کرنا جو غلطی بات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے (مراقی الفکار)

۲۳۔ منفرہ اگر غیر مغرب عشا کی قضاؤں میں پڑھے تو ان میں بھی اُس کو آہستہ آواز سے قرات کرنا اگر بات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔

- ۲۴۔ اگر کوئی شخص مغرب عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیے۔ اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔
- ۲۵۔ نماز کا الشَّلَامُ نہ لگے کہ اگر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔
- ۲۶۔ دو مرتبہ اسلام علیکم کہنا۔ (دوسرا وغیرہ)

نماز کی نشیئ

۱۔ تکبیر تحریر کئے۔ تمت ترکہ وجہ کانا (مراقی الفوائد) ۲۔ تکبیر تحریر کئے تھے پہلے دونوں صفہ ہام تاشی کے نزدیک سلام فرض چنان کی خندہ و حدیث چھٹی کا اضافہ بھی، اور کبھی التسلیم بھی نماز سے خروج سلام کے ذریعہ سے ہوتا ہے کہ نقصان سے کہ کھانے کو یہ حدیث فرضیت پر ولایت نہیں کرتی ان ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت اس کے ساتھ لائی جائے تو اس سے سلام کا فرضی ہونا لگتا ہے اگر نہ فرضیت کے دیکے تک بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دعا اچیرہ کر چکے ہو اس سے حدیث جو جائے تو اس کی نماز جو گئی ۱۴ آرتھی اور دونوں فقرہ صفہ ذہب ہمارے ہام صاحب اور امام محمد کا ہے اور اسی کو صاحب چاہے نے لکھا ہے اور ہمارے اکثر مشائخ اس طرٹ ہیں اسی دہرے صاحب و رفقاء نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور علامہ محمد بن عابدی نے رد المحتار میں اسی کو اپنی کتب سے اور امام ابو یوسف کے نزدیک تکبیر کئے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے میں تکبیر کی ابتدا اور ابتدا ٹھانے کی ابتدا ساتھ ہی ہر امام طحاوی اور تاشی لہاں وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دونوں کیفیتیں مروی ہیں پہلی کیفیت جو ہمارے ہام صاحب کا ذہب ہے چہ بخاری ترمذی نسائی ابن ماجہ ابوداؤد میں ابوعبید سادہ میں بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ راوی داؤد اور نسائی میں ابی یوسف سے بھی مروی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر تکبیر کرتے تھے اور دوسری کیفیت جو امام ابو یوسف کا ذہب ہے مستحکم احمد اور یحییٰ اور ابوداؤد میں بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے میں دونوں کیفیتوں کے علاوہ ایک تیسری کیفیت ابوعبید میں بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ کہ پہلے تکبیر اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھاتا چنانچہ ابوداؤد کی ایک حدیث سے یہ حضرات عدالت خود پر سمجھا جاتا ہے اسی جام غیہ کیفیت یحییٰ کی منی بکری سے اپنی کتاب فتح المتعجب میں نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ اس کے تمام راوی معتبر ہیں یہ دونوں کیفیتیں بھی مسلم سے ثابت ہیں اس لیے اختیار نہ ہونا ہے بھی کیفیت پر عمل کیا جاتا تھا تو صرف اتنی ہوتی ہیں کہ ہمارے نزدیک پہلی کیفیت اولیٰ ہے اور ابو یوسف کے نزدیک دوسری کیفیت

۱۴۔ باقوں کا اٹھانا مردوں کو کافروں تک اور عورتوں کو شافروں تک عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شافروں تک باقہ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

۱۵۔ تکبیر تحریر کئے وقت اسٹے ہوئے باقوں کی تشبیہیں اور انگلیوں کا درجہ قبیلے کی طرف کرنا۔ (رد مختار وغیرہ)

۱۶۔ باقہ اٹھانے وقت انگلیوں کو نہ بہت کشادہ کرنا نہ بہت ملانا۔

۱۷۔ بعد تکبیر تحریر کے فوراً باقوں کا باقہ لینا مردوں کو ناک کے نیچے عورتوں کو سینے پر۔

۱۸۔ مردوں کو کافروں تک باقہ اٹھانا اچھا اور مذہب ہے امام شافعی رحمت اللہ علیہ کے نزدیک مردوں کو بھی شافروں تک دونوں کیفیتیں ناجائز ہیں۔ ائمہ مدعیہ سلم سے متحمل ہیں اکثر روایات میں کافروں تک اٹھانا منقول ہے درجہ سفر مسافرت شیخ و علمائے امام داؤد و مسائی و در طعنی و ملاوی سلم یا کہ امام احمد طبرانی متفق ہیں زہری و دیگر کتب سے متعدد طریق سے اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اس سے فقیر نے اس کیفیت کو اختیار کیا اگرچہ اس کیفیت کا ثبوت کمال نہیں ہمارے فقہاء نے جو کاس کا اگر ٹھٹھ کافروں کی نو سے مل جائے چنانچہ ہم بھی اس کو کچھ چکچکیں دو مرتبہ اس خیال سے لکھا ہے کہ اس میں باقوں کا کافروں کی رو سے اٹھانا یقینی ہو جائے سنت بھرا کر نہیں لکھا ہے اس کو سنت سمجھنا چاہیے اس لیے کہ کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا اور اٹھا علم ۱۲

۱۹۔ عورتوں کو شافروں تک باقہ اٹھانے کا اس لیے حکم دیا گیا کہ اس میں عورتوں اور شافروں کے کافروں تک باقہ اٹھانے میں سینے کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہے صحیح ہے کہ عورت خود کو شریک ہر حال کی سب کو شافروں تک باقہ اٹھانا چاہئے ۱۲ (رد مختار وغیرہ)

۲۰۔ سردی کے عذر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کپڑوں کے اندر ہی سینے تک باقہ اٹھایا ہے ۱۲ (ابو داؤد) ۲۱۔ اس مسئلہ میں بھی امام شافعی رحمت اللہ علیہ حقائق میں ان کے نزدیک مردوں کو بھی سینے پر باقہ اٹھانا چاہیے بعض کو تاہم عقروں کا خیال ہے کہ منفریہ کے پاس اس مسئلہ میں کوئی نقل و میل نہیں مالا کہ اس میں ابی حنیبلہ کے مصنف میں ایک حدیث بذریعہ طبرانی کے مالک ابی جریر سے منقول ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناک کے نیچے باقہ اٹھاتے ہوئے دیکھا اس حدیث کے سب روای مستدرک میں کا خیال ہے کہ مقرر سے اور مالک سے صحیح نہیں ہوئی مالا کہ یہ صحیح نہیں ترمذی کے روایت سے اس خیال کی قطعی ظاہر ہو جاتی ہے علامہ فرنگی ملاح نے اقصیٰ المآثر میں اس بحث کی خوب تفتیش کی ہے ۱۲۔

۲۲۔ عورتوں کو سینے پر باقہ اٹھانے میں کچھ عورتوں کا یہ ہے کہ ان کے حق میں وہی روایت اختیار کی گئی جس پر امام شافعی کا عمل ہے ۱۲۔

[illegible]

۷۔ اتر اُتر جانے کے بعد فوراً سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ پڑھنا۔

۸۔ امام اور مفتوی کو یہ بات کہ انھم کے بعد اسد مسوق کو اپنی ان رکعتوں کی پہلی رکعت میں جو امام کے بعد پڑھے بشرطیکہ وہ رکعتیں قرأت کی ہوں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔

۹۔ ہر رکعت کے شروع میں الحمد للہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا۔

۱۰۔ اہم اور مستند کوسورہ فاتحہ ختم ہونے کے بعد آمین کہنا اور قرأت جہنما و اذیہ سے ہر کوسب

۱۱
 ۱۲

[illegible]

۱۳۔ غور کے فرض کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی بنسبت بھی سورت پر اٹھ ورشامی ہ

۱۵۔ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کو گنا اس طرح کہ گویا اور رکوع کی ابتدا میں اللہ ہی پروردگار رکوع میں پہنچنے کی تکبیر ختم ہو جائے۔ (غیر فقیہ وغیرہ)

۱۶۔ مردوں کو رکعت میں ٹکٹھنوں کا دوزخوں انھیں سے پکڑنا اور عورتوں کو صرحت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا (غیر واجب)

۱۷۔ مریضوں کو انگلیاں کشاویہ کر کے گھٹنوں پر بٹھکنا اور عورتوں کو خاگر۔

۱۸۔ رکوع کی حالت میں پڑھ لیں گا سید عارفتا۔

۱۹۔ مردوں کو درگت کی حالت میں ایسی طرح جھپک جانا کہ بیشمار اور مریں سب برابر ہو جائیں۔ اور
عورتوں کو صرف اس قدر جھپکنا کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچ جائیں۔ (مرقاۃ المفاتیح و دیگر)

۲۰۔ رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ عَزَّوَجَلَّ کرنا۔

۲۱۔ دکن میں مریدوں کو دوزخ کا عقوبت کا پتلا سے ہوا دکھانا۔

۲۲۔ تو میں اہم کو صرف پیسج اللہ یس حید کا کہتا اور مقتدی کو صرف سر بُٹا
وَلَاكُ الْحَيُّو اور منفر کو مددوں کہتا۔

۱۰۰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تک وقت ہوا، شیخے وقت تکبیر کیا کرتے تھے، اور نماز ادا کر کے، تمام انکار کا اسی کے منت

اس نے برحق ہے اور اس حدیث سے تمہیں کہ اس خاص طریقہ سے کتاب بھی معلوم ہو گئے ۱۲

نیکوئی کے لیے علم جب رکھ کر سوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹھنوں پر رکھ دیتے (ابو داؤد، ترمذی)

حضرت نادر قاسمی نے انھوں کو کہہ دیا کہ تم لوگوں نے فرمایا کہ تم لوگوں کا کراہنا، سنت ہے یہی سنی کا مذہب ہے اس کے

خلافت ہے، امام محمد کتاب الآثار میں لکھتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ سے خبر ملی کہ ان کو حملہ حسن کو لایا

میں نے ان کو نادق اعظم سے کہہ دیا ہے اور کھٹنوں، رکھنے والے اور انہیں ٹھیک کرتے ہیں کہ

حضرت نادر علی گاہی فرماتے ہیں کہ یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی کے کلمہ ہی پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ہے امام ابو

فیصلہ کا دوسرا حصہ نہیں ملتا کرتے اس مسئلہ میں ان مسودہ کے قریب ۱۲

یہی اصل انیسویں علم کی شکل ہے جس کی حالت میں اس پر ہوتی کہ اگر باقی چھ ٹکڑا کا کڑہہ ہوتا تو یہی ماہر اور صحیح علم

میں نے یہاں اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب کچھ لکھا ہے۔ یہ سب کچھ تو جیسا کہ ایک معتدل

1952

۴۰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی سے پہلے کی حالت میں اقصوں کو پہنوں سے بھرا رکھتے تھے (ترمذی)

- ۲۸۔ مسجد کی حالت میں دونوں سروں کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف رکھنا (شرع و جایز)۔
- ۲۹۔ مسجد کی حالت میں دونوں زانوں کا ملا ہوا رکھنا۔
- ۳۰۔ مسجد میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیْ اَلَا اَعْلٰی کہنا۔
- ۳۱۔ مسجد سے اُٹھتے وقت تکیر کہتے ہوئے سر کا زمین سے اٹھانا۔
- ۳۲۔ مسجد سے اُٹھ کر کھڑے ہوتے وقت زمین سے ہاتھوں کو سہارا دینا۔
- ۳۳۔ دونوں مسجدوں کے درمیان میں اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے دونوں مسجدوں کے پھر بیٹھنا چاہیے۔ جس کا بیان آگے آئے گا۔
- ۳۴۔ تعدادِ اولیٰ اور آخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور بائیں پر زمین پر کھپا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں انگلیوں کے سرے ٹھٹھن کے قریب ہوں اور مردوں کو اس طرح کہ اپنے بائیں سر پر بیٹھیں اور داہنے زانو کو بائیں پر رکھ لیں اور بائیں پر داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ بدستور زانوں پر ہوں۔
- ۳۵۔ احتیاط میں لا اکر کہتے وقت داہنے ہاتھ کی رینگ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے اُس پاس کی انگلی بند کر کے کلمہ کی انگلی کا اٹھانا اور اَللّٰہ

سے نئی مثل اللہ علیہ وسلم مسجد کی حالت میں سر کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف نہ کہتے تھے ۲۷ رجب بخاری

۱۔ نئی مسلم نے فرمایا کہ جب مسجد کیا کرو تو دونوں زانوں کا رخ کر دو ۱۲ (ابوداؤد)

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں اُٹھتے وقت زمین سے ٹانگ نہ لگانا سنت ہے۔

فتح البیان، بحوالہ ابن تیمیہ اسے مستحب کہلے ہے اگر صحیح نہیں ۱۲۔

۳۔ امام شافعی کی کہے ہوئے ایک متحدہ اخیر میں دونوں کی طرح بیٹھنا سنت ہے بخاری و دلیل میں بہت کثرت سے احوال میں ہیں شافعی زانیہ علی غرض مروی ہے کہ داہنے قدم کو کھڑا رکھنا

اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا اور بائیں قدم پر بیٹھنا بہت ہے اسی مضمون کی اساس پر مسلم (ابوداؤد مستند امام) محمد بن حنفیہ و ابن ابی یونس ۱۲۔

- ۲۶۶۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا (مراقی الفلاح)
- ۲۶۷۔ قعدہ اخیرہ میں بعد الکیات کے بعد و شریف پڑھنا (مراقی الفلاح وغیرہ)
- ۲۶۸۔ درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑھنا جو قرآن مجید یا احادیث سے ثابت ہو اگر کوئی ایسی دعا پڑھی جائے جو قرآن مجید اور احادیث سے ثابت نہ ہو تب بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ دعا ایسی چیز کی ہو جس کا مطلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو۔ (مجموع الرای)

رفیقہ حاشیہ سفرۃ: اس کو چاہیے کہ طاعتی تہجد کی کار سالتوں میں العبادۃ فی تعین الاشارة اور دعا میں عابدین کار سالتی التزوید فی تصدق الفلاحی عطا القصد دیکھے اور ان کے علاوہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعث المعانی ترجمہ مشکوٰۃ اور شرح سفر السجادہ میں بعد مولانا شیخ ابوالکلام علی دہلوی نے صحابہ و غلو میں اس مسئلہ کو خوب تحقیق سے لکھا ہے اور ابھی حال میں ہمارے ایک کرم خیز نے بھی اس مسئلہ میں ایک جامع رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام خیر الاشارة فی اثبات الاشارة ہے۔

دفعہ: تمام ناکث کے نزدیک انکسار کفر جانا بھی سنت ہے ان کی خدا ایک حدیث ابو داؤد کی ہے جس میں تحریر لکھا ہے عنکے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت انکسار کو بلاستے تھے طاعتی تہجد نے پہلے رسالتوں میں العبادۃ میں ایک حدیث ابو داؤد اور سنائی است نقل کی ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ حضرت انکسار کو بلاستے تھے اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ یہی اکثر علماء کا مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے اور قاعدہ جمع میں ابوالخنیفہ سے دیکھو کہ پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو گا کہ بلاستے تھے یعنی نیچے سے لوہے کو انکسار کفر سے نکالتے تھے ۱۲

دفعہ: ہمارے زمانہ کے بعض ناواقف اشارہ ہی نہیں کرتے مگر انکا اشارہ سنت کو کر رہے ہیں اس سبب کہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں تھی بعد بعض لوگ اشارہ کو تہجد میں لگے انگلیوں کا معلق نہیں بناتے مگر اشارہ اس خاص کیفیت سے سنوں ہے علامہ محمد بن مامری و دہلوی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے فقہاء کے اقوال بعد امت ظاہر کر رہے ہیں کہ اشارہ اس خاص کیفیت سے سنوں ہے اور وہ انگلیوں کا معلق بنانا اور باقی انگلیوں کا بند کرنا ہے اور یہی علامہ ہفتہ سارہ رخ التزوید میں لکھتے ہیں کہ نیز اس کیفیت کے اشارہ کو نہ سے پھر قاعدہ نہیں ۱۳

۱۴۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں دکن میں پڑھنا افضل ہے اگر کوئی شخص صحت جملہ اشخاص رہ کر نہ لے یا جنتی مرتبہ سہاں اشارہ کئے کہ کوئی کہے کہ ہمارے نبی میں کہ صحت نہیں (طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح) اگر کوئی شخص کہے کہ وہ دعا کوئی دوسری صحت پڑھے تب بھی مانوس ہو بشرطیکہ وہ صحت اتنی بڑی ہو کہ اس کے پڑھنے سے دو رکعت پہل دوسری رکعت سے زیادہ پڑھے ۱۵

۱۵۔ دعائیں نماز کے طریقہ میں یہاں کر چکے ہیں دونوں احادیث سے ثابت ہیں ۱۶

۲۹۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت داہنے بائیں طرف منہ پھرتا مراقی الفلاح،

۳۰۔ پہلے داہنے طرف منہ پھرتا پھر بائیں طرف (مراقی الفلاح)

۳۱۔ امام کو سلام بلند آواز سے کہنا۔

۳۲۔ دوسرے سلام کی آواز کا یہ نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا (مراقی الفلاح)

۳۳۔ امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت لڑکے ہوں یا
مختل ہو کر انا کا تہیج وغیرہ فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے
والوں کی اور کرنا کا تہیج فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں بائیں
طرف ہر قربائیں سلام میں باور خدا کی ہو تو دونوں سلام میں امام کی بھی نیت کرنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کے مستحبات

۱۔ تکبیر تحریر کہتے وقت اردوں کو اپنے ہاتھوں کا استہین یا پھار وغیرہ سے باہر نکال دینا بشرطیکہ
کوئی قدر مثل سروی وغیرہ کے نہ ہو اور حرکتوں کو ہاتھوں کا نہ نکالنا بلکہ پادریا دھپٹے وغیرہ میں
چھپائے رکھنا۔ (مراقی الفلاح)

۲۔ کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر مسجد سے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع میں قدم پر
مسجد سے میں تاکہ بدیشی کی حالت میں زانو پر سلام کی حالت میں شانلی پر (رد مختار وغیرہ)

۳۔ انسان کے ہر چند فرشتے اللہ تعالیٰ کے علم سے رہتے ہیں ایک فرشتہ میں سے صدائے طرف رہتا ہے
اس کا کام یہ ہے کہ جو نیک کام انسان کرتا ہے اس کو گندے اور ایک فرشتہ بائیں طرف رہتا ہے وہ اس کی بدی کو
گندے کرتا ہے جو انسان سے صادر ہو اس کے گندے اور بھی فرشتہ رہتے ہیں اس کے ہر دو میں اختلاف ہے جتنے
کو فرشتوں اور ان کے ان نیت کی حالت میں ان ملائکہ کی جمعیۃ علیہم السلام کے وقت ہوتی رہتی ہے۔ اَمْنَتْ
بِاَللّٰہِ وَتَعَالٰی یٰمُکَلِّمِمْ وَکَلِّتُمْ قَوْلَ سَلَامٍ لَا یَعْلَمُہٗ جَلَّ جَلَالُہٗ اِلَّا اللّٰہُ ۱۲

۴۔ میں ہادیث میں بیان فرماتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے دو حالت خدا کی ہیں،
جدا ہے اور انور میں داخل ہیں جو فرض اللہ سے متعلق ہے کہ میں ہادیثوں کے ذریعے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا کرتا ہوں اس کے ساتھ کہ وہ ایک آدمی کے ہاتھوں کو پکڑے اس کے ہاتھوں کو پکڑتے تھے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے

کہ ان ہادیثوں میں صریح کے خدا سے تھا ۱۳

- ۳۔ جہاں تک ممکن ہو کھانسی یا جھٹائی کو روکنا رد مختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ
- ۴۔ اگر جھٹائی آجائے تو حالت قیام میں رہنے والی کی پشت و رخائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر لیٹا کر مختار وغیرہ
- ۵۔ امام کو قنوت کا صلوٰۃ کے بعد فوراً تکبیر تحریر کرتا۔ وہ مختار وغیرہ
- ۶۔ قنوت اولیٰ اور اخیر میں وہی خاص تکبیر پڑھتا جو حضرت امیر مومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس کا بیان امیر ہو چکا اس میں کمی زیادتی نہ کرنا۔
- ۷۔ قنوت میں اسی خاص دعا کو پڑھنا جو امام اور کاتب کے چپے میں یعنی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْذُ بِكَ اور اس کے ساتھ اَللّٰهُمَّ اٰخِرُ نَبِیِّ الْاَلَمِیْنِ پڑھ لیتا اولیٰ ہے رشائی وغیرہ

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت ہوگا وہ ہے اس لیے جس کا ذکر بھی نماز کے واجبات و ضمن کے بعد اور رکعات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے نیا اور قابلِ اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لیے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا۔

جماعت کم سے کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کو ایک شخص اپنی میں تنہا

صلوٰۃ جماعتی کہہ کر کے کا ایک حمد و طرہ ہے کہ جب جماعتی کی آمد معلوم ہو تو اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ نبیؐ کو کسی جماعتی نے نماز کی تکبیر سے کہیں سے کیا اور کیا بارگاہِ حق پر ٹیکہ لگایا اور رشائی کہتے ہیں کہیں سے بھی اسے آؤ گا اور صبح ۱۲

سنانہ بعض فقہاء کے نزدیک ہر حالت میں رہنے والی ہاتھ کی پشت سے منہ نہ کرنا چاہیے (رد مختار)

سنانہ اس خاص دعا کے پڑھنے کا رد مختار وغیرہ میں منقول حکایت گمراہی سے استنباط ہی معلوم ہوا کہ سنت ہوگا کہ اولیٰ اور اخیر میں بالکل غیر ظاہر ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی خاص دعا پر روایت منقول نہیں ہے اور صحابہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی نہیں ہے منقول ہیں اللہم اٰخِرُ نَبِیِّ الْاَلَمِیْنِ اور حمید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے خاص دعا یعنی اللہم ہنسہ عینک اِنَّا نَسْتَعِيْذُ بِكَ اور سید مرتضیٰ امیر مومنین وغیرہ سے اسے اپنے صحت میں لکھ دیا تھا اگر حکومت اس کی ضرورت ہو اگر نہ ہو

ہوا اور دوسرے جموع اور تاریخ اپنی فائدہ کے صحت و فساد کو امام کی نماز پر محمول کر دے یا تغیر میں سمجھنا چاہیے کہ جب کہ لوگ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور سب کا مطلب ایک ہوتا ہے تو کسی کو اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہیں اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہے اور اس کی ارجحیت سے موکلوں کی ارجحیت ہوتی ہے اس فرق اس قدر ہے کہ وہاں وکیل کو صرف اپنے موکلوں کا اظہار و تصور منظور ہوتا ہے اور یہاں اپنا تصور اور مدعا اپنی مد نظر ہوتا ہے۔

قبول کہ امام اور تاری کو مقتدی کہتے ہیں۔

امام کے سوا ایک آدمی کے شرک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت ظلم ہو یا آزاد بکھرے ہو یا نابالغ بچہ۔ ان بچہ و غیرہ کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا دو آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔ رجحان اراق۔ درختار۔ شامی وغیرہ

جماعت کے جو سنیوں کی بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل نماز بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو۔ (شامی وغیرہ)

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح اسناد پر اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو بہت کافی رحم کار سالہ تیار ہو سکتا ہے۔ ان کے دلچسپی سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے ساتھ سے مسجد اشرف کے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت ہر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا بھی چاہتا تھا یہ خبر شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہئے تھا نماز مجلس عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اُس کی تکمیل ہو وہ بھی اعلیٰ درجہ کی پہنچا دی جائے ہم اس مقام پر پہلی اس آیت کو دیکھ کر کہ جس سے بعض مفسرین و فقہائے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حصے میں بیان کرتے ہیں۔

قرآن تبارک و تعالیٰ وار کما راعی الساکین نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھو۔ یعنی

جماعت سے (مسالم الشریعہ - جلالین - خازن ابوالسعود - ہارک تفسیر کبیر وغیرہ) اس آیت میں حکم مزج جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر نہ کہ رکعت کے معنی بعض مفسرین نے فطرح کے بھی لکھے ہیں لفظ فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الیٰہی عذر رضی اللہ عنہ جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے متائیں درجے زیادہ ثواب و روایت کرتے ہیں۔ (رمیح بخاری - صحیح مسلم وغیرہ)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ہوا اور یہی بہتر ہے اور جس حد جماعت زیادہ ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ)

۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قریبی مکانات سے رچ کر وہ مسجد نبوی سے دور تھے، آٹھ گز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اگر قیام کریں تب ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیام اپنے قدموں میں جہنم میں پڑھتے ہیں، تو اب نہیں بگھٹتے۔ (رمیح بخاری)

معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اسی قدر اس کو زیادہ ثواب ملے گا۔
۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقاء وقت نماز کے اختلاف میں جو تکبیرے دو سب نماز میں شمار ہوتا ہے (رمیح بخاری)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روئے عشا کے وقت میں ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کے سو رہے اور تم 'ناوہ' وقتہ جہاں خطا میں گور اصحاب نماز میں مصوب ہوا۔ (رمیح بخاری)

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بشارات دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے بیٹے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کے بیٹے پوری روشنی ہوگی۔ (ترمذی)

۷۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عشا کی بقا د

لے تو یہ بھی لکھا ہے کہ انت نماز کی جماعت میں بیٹھ کر نماز پڑھوں گے اسی قدر جو شخص کو ثواب ملے گا جتنی ہزار آدمیوں کے جو شخص کو ہر دو نمازوں کا ثواب ملے گا۔ (بخاری)

جماعت سے پہلے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو شخص فجر کی نماز

جماعت سے پہلے گناہ سے باری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

۸۔ حضرت ابودرید رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک روز آپؐ نے فرمایا کہ بیشک میرے دلی میں یہ راہ ہے کہ کسی کو حکم دوں کہ کٹائی چھ کرے پھر افغان کا حکم دوں اور کسی شخص کو کہ کسی کو دعا دامت کہے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (بخاری - مسلم - ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز میں مشغول ہوتا اور تمام مومن کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال کا حساب کو صبح اس کے جلا دوں و مسلم عشا کی تحفیس میں اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ صبح کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تاہم جماعت کی سزا آگاہی جلا تا ہے اور یہ سنت سرشاریت میں نہیں کافی مگر ترک جماعت اور غیبت میں خیانت کی (اشحۃ المسائل شرعاً غلامی مشکوٰۃ) امام ترمذی اسی حدیث کو کلمہ گرفتار کرتے ہیں کہ یہ مضمون ابن مسعود اور ابو الدرداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔

۹۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں نبی مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز پڑھیں تو بیشک آں پر شیطان غالب ہو جائے گا پس اے ابوالدرداء، جماعت کو اپنے سے پہلے لازم سمجھو تو کہ پھر پیرایا شیطان، اسی بکری (راوی) کو کھانا دینا کہتا ہے چاہے تھے وہ جماعت سے الگ ہو گئی ہو۔ (ابوداؤد)

۱۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص افغان من کر جماعت میں نہ آئے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہے قبول نہ ہوگی بلکہ اس نے پڑھا کہ وہ عذر کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ عذر یا مرض یا بوجہ تاؤ اس حدیث میں خون یا مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض اس حدیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اس نے میں افغان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اس میں اپنی جگہ پر جا کے بیٹھ

کیا حضرت نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے محمد بن قثم نے جماعت سے نماز کیوں خرچ کر لی
کیا تم مسلمان نہیں ہو میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ
چکا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہر ہی سہ تو اگلی
کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ چکے ہو اور نماز امام مالک (نسائی) اور اس حدیث کو خود سے
دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بزرگ پرہ صحابی محمد بن قثم اللہ عز کو جماعت سے نماز پڑھنے
پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔

۱۲۔ یزید بن اسود رضی اللہ عنہما اپنے والد یزید کو اس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک جگہ میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے حجر کا پتھر ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے سلام پھیر
کر دیکھا کہ وہ شخص نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور انھوں نے جماعت سے نماز نہیں پڑھی۔ پس
آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو میرے سامنے حاضر کرو وہ اس حالت میں لائے گئے کہ ان کے بدن
میں لڑھکھڑا ہوا تھا حضرت نے فرمایا کہ تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ دونوں
عرض کرنے لگے کہ رسول اللہ ہم اپنے گھروں میں پڑھ چکے تھے آپؐ نے فرمایا کہ اب
ایسا تم کرنا جیسے مسجد میں جماعت ہو تو تم بھی پڑھ لیا کرو اگرچہ گھر میں پڑھ چکے ہو۔ تو
دوسری نماز تھوڑی نقل ہو جانے کی۔ ترمذی اس حدیث کو کلمہ کفر مانتے ہیں کیونکہ مفسرین
محمد بن اسود یزید بن اسود رضی اللہ عنہما سے منقول ہے (جامع ترمذی)

اور اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت کو دیکھیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج میں جب جبل
مجاہد ہو گا وہ صحابیوں سے یہ فعل ملو کر دیا کہ جماعت کی سخت تاکید سے لوگ صلیع ہو جائیں اور کسی کو
ترک جماعت کی جرأت نہ ہو۔ چند حدیثیں نوٹ کر کے طور پر ذکر ہو چکیں اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بزرگ پرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سنئے کہ انہیں جماعت کا کس قدر اہتمام مد نظر تھا اور ترک
جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت اور ان کی مرضی کا
ان سے زیادہ کس کو خیال ہو سکتا ہے۔

۱۔ اسود کہتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت ائمہ اربعین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر
تھے کہ نماز کی پابندی اور اس کی فضیلت و تاکید کا ذکر نکلا اس پر حضرت عائشہؓ نے تائید دینی صلی اللہ
علیہ وسلم کے مرض و وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور افغان ہونے کو آپؐ نے
فرمایا کہ اگرچہ سے کہ نماز پڑھاؤ میں عرض کیا کہ اللہ کے ایک نسیانہ دینا حق القلوب آدمی ہیں جب

آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بے طاقت ہو جائیں اور نماز پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی فرمایا پھر وہی جواب دیا کیا تب آپ نے فرمایا کہ تم تو کسی باتیں کرتے ہو جیسے یوسف سے مصر کی عورتیں کرتی تھیں اور بکر سے کہو کہ نماز پڑھاؤں یہی طریقہ حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھانے کو کھلے، تنہا میں ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میسر ہی آنکھوں میں اب تک وہ حالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے چلتے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیچھاٹھا سکیں وہاں حضرت ابو بکرؓ نماز شروع کر چکے تھے چنانچہ کچھ ہی دیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور انہیں سے نماز پڑھوائی۔

(صحیح بخاری)

۲۔ ایک دن حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلمان بن ابی حذافہ کو مسجد کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ رات پھر نماز پڑھتے ہیں اس وجہ سے اس وقت ان کو نیند آگئی۔ تب حضرت فاروق نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے برصیت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں۔ (موطا امام مالک)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے زیادہ ثواب ہے اس لیے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں غفل ہو تو ترک کر دینی ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک ہم نے آزاد یا اپنے کو اور صحابہ کو ترک جماعت نہیں کیا مگر وہ منافق ہیں کا اتفاق نکلا ہوا ہو یا بیچارہ بیچارہ تو وہ آدمیوں کا سہارا دے کہ جماعت کے نیلے حاضر ہوتے تھے۔ یہ شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہدایت کی انہیں بتلائی اور منکران کے نماز ہے انہی مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو یعنی جماعت ہوتی ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جیسے خواہش ہو کہ کل وقیامت کے دن (اللہ کے سامنے مسلمان ہوائے اے چاہیے کہ بیخ وقیقت نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کے طریقہ نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انہیں طریقوں میں سے ہے اگر تم اپنے گروں میں نماز پڑھو یا اگر وہ جیسے منافق پڑھ لیتے ہیں تو بے شک تم سے چھوٹ جائے گی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دو گے اپنے

و غیر کی سنت کو تو بے غصہ گراں ہو جاوے گا۔ اور کوئی شخص اگر بھی طرح و نحو کے فائدے کے لیے مسجد میں نہیں جاتا مگر یہ کہ اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عزارت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اور دم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق۔ ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تاکید لگا کر جماعت کے لیے جاتے تھے اور صحت میں کھڑے کر دیے جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے اذان کے بعد بے نیاز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور ان کے مفسدین علم کو نہانا مسلم

دیکھو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مارک جماعت کو کیا کیا کسی مسلمان کا بے بھی ہے خدا ترک جماعت کی حرات ہو سکتی ہے، کیا کسی ایماندار کو حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کو روا ہو سکتی ہے۔

۵۔ حضرت ام و دواور رضی اللہ عنہا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بی بی بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابوالدرداء میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غصہ بنا کہ تھے میں نے بوجھا کہ اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے ناز پڑا دیتے ہیں مینی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے۔ (صحیح بخاری) یہ دای ابوالدرداء میں کوئی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر جماعت کی تاکید کی تھی پھر ان کو اس قدر غصہ کیوں نہ آتا ان سے ایک حدیث، ناز کی تاکید میں بھی بہت پیار سے الفاظ سے منقول ہے جسے ہم ادھر لکھ چکے ہیں۔

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اصحاب سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو کوئی اذان سن کر جماعت میں نہ جائے اس کے ناز ہی نہ ہوگی۔ یہ لکھ کر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا کہ یہ حکم تاکید ہی ہے مقصود یہ ہے کہ بے نادر ترک جماعت جانا نہیں (جائے ترمذی) ۷۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر ناز میں پڑتا ہو مگر جماعت میں شریک نہ ہوتا ہو اسے آپ کیلکھتے ہیں فرمایا کہ روزہ میں جائے گا (ترمذی)

امام ترمذی اس حدیث کا یہ مطلب دیا ہے کہ جسے جماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر ترک

کو۔ یہ تہذیب محکم کی بنیاد ہے لہذا لیکن اگر وہ شر میں جانے سے مراد تھوڑے دن کے بیٹے جانا یا جانے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔

۸۔ سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی باتم پر ہی کرتے۔ راجیہ اور اعلام صحابہ کے اقوال بھی تھوڑے سے بڑی ہو چکے جو حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اب ذما علماء امت اور جسدین ملت کو دیکھئے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان اعاوریت کا مطلب انہوں نے کیا سمجھا ہے۔

۱۔ ظاہر ہے اور امام احمد کے بعض متقدمین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بشرط اس کے نماز نہیں ہوتی۔

۲۔ امام احمد کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض میں ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہیں امام شافعی کے بعض متقدمین کا بھی یہی مذہب ہے۔

۳۔ امام شافعی کے بعض متقدمین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفار ہے۔ امام طحاوی جو حنفیہ میں ایک بڑے درجہ کے فقیہ اور محدث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے۔

۴۔ اکثر متقدمین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے اتفاق اپنی تمام اور علی اور صاحب بحر الرائق وغیرہم اس طرف ہیں۔

۵۔ اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مذکورہ ہے مگر واجب کے حکم میں۔ حقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کر چکے۔ اجماع سے فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے واپس آنا نہ ہے۔ بحر الرائق وغیرہ۔

حنفیہ وغیرہ میں ہے کہ جب غرض تارک جماعت کو مراد یا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پرہیز اس کے اس فعل قبیح پر کچھ نہ ہو لیں تو گنہگار ہوں گے۔ بحر الرائق وغیرہ۔ اگر مسجد ہانے کے بیٹے امامت سنے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا۔ بحر الرائق وغیرہ۔ یہ اس لیے کہ اگر امامت سن کر ہٹا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جائے گا خوف ہے امام گھڑے ہوئی ہے کہ جمعہ اور جماعت کے لیے تیز قدم جانا اور مست ہے بشرطیکہ نیاؤ نکاحیت نہ ہو۔

تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اس نے بے عذر

مرفع ہلنگاری سے جماعت چھٹی بلکہ لائق وغیرہ

الگوئی شخص دینی مسائل کے پرستے پر حملے میں دلیرانہ شغولی رہتا ہے اور جماعت میں حاضر
نہ ہوتا اور تصدق نہ سمجھا جائے گا اور اس کی کوئی بھی مقبول نہ ہوگی۔ (بلکہ لائق وغیرہ)

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

علمائے ہند کچھ بیان کیے ہیں کہ جہاں تک میری آگاہی پہنچتی ہے شہادہ اللہ حدیث دہری
سے بہتر جامع اور طبیعت تقریباً کسی کی نہیں اگرچہ زیادہ دقت بھی تھا کہ اس کی پاکیزہ جماعت سے جو
مضامین ملتے تھے ان میں اگر میں خلاصہ اس کا بیان درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

۱۔ کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی جماعت دسم نام کر دی جائے یہاں تک کہ
وہ جماعت ایک فرد کی عادت ہو جائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور
کوئی جماعت فائدہ سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ خاص اہتمام کیا جائے۔

۲۔ مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جہاں بھی عالم بھی اندازہ بڑی مصلحت کی بات ہے
کہ سب لوگ بھی ہو کہ ایک دو سرے کے سامنے اس جماعت کو ادا کریں کہ اگر کسی سے کچھ غلط ہو جائے
تو وہ سراسر اسے تعلیم کر دے گرا اللہ کی جماعت ایک زبردستی کہ تمام پہنچنے والے آئے دیکھتے ہیں
غلامی اس میں ہوتی ہے تیار دیکھتے ہیں اور جو عمل کی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں یہی ایک ذریعہ فائدہ
کی تکمیل کا ہو گا۔

۳۔ جو لوگ بے فائز ہیں گے ان کا بھی اس سے حال کھل جائے گا اور ان کے دخل و
نقصیت کا موقع ملے گا۔

۴۔ چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب غلیظت
دیکھتا ہے نذول رحمت اور تجریت کے پلے۔

۵۔ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد دیکھ کہ اس کا کلمہ بلند اور بلند کر پست ہو اور
نہی ہو کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور بات جب یہی ہو سکتی ہے کہ طریقہ متذکرہ ایسا
کہ تمام مسلمان عالم اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور جماعت کے پیچھے نہ جا
ہو کریں اور دشمنان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں انھیں سب مصالح سے غریبیت کی پوری توجہ جماعت

کی طرف مدعو ہو گئی اور اس کی توجہ غیب ہو گئی اور اس کے چھوڑنے کی سخت مخالفت کی گئی۔
(رحمۃ اللہ الباقی)

۴۔ جماعت میں یہ قاعدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکے گا جس سے دینی احکامات اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہو گا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصد ہے اور جس کی تاکید و نصیحت ہاجا قرآن عظیم اور احادیث نبوی کریم میں بیان فرمائی گئی ہے علی اللہ علیہ وسلم۔ افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت کی ایک عام عادت ہو گئی ہے۔ جاہلوں کا کیا ذکر ہم علماء کو اس بلا میں مبتلا کر رہے ہیں۔ افسوس یہ لوگ حدیثیں پڑھتے ہیں اور ان کے معانی سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکید میں ان کے پھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتی۔ قیامت میں جب ہر مومن روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقصدات پیش ہوں گے اور اس کے نفاذ کرنے والے یا اور اس کی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہو گی یہ لوگ کیا جواب دیں گے۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں

- ۱۔ اسلام۔ کافر پر جماعت واجب نہیں۔
- ۲۔ مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں (بجورائے۔ درمشار و غیرہ)
- ۳۔ بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں (بجورائے و غیرہ)
- ۴۔ عاقل ہونا۔ مست، مجے ہوش اور اسے پر جماعت واجب نہیں۔
- ۵۔ آزاد ہونا۔ غلام پر جماعت واجب نہیں۔ (بجورائے۔ درمشار و غیرہ)
- ۶۔ تمام عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر اگر کسی کو بہتر ہے زاد اگر نے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔ (رشائی)

ترک جماعت کے عذر پندرو ہیں

- ۱۔ نہانے صحیح ہونے کی کسی شرط کا شکل طہارت یا ستر عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا۔
- ۲۔ یا نیک ہستند۔ سے برتاہو۔ ایسی حالت میں تمام محمد نے نواہین لکھا ہے اگرچہ نہ جانا

جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھے۔

۳۔ مسجد کے راستے میں سخت کچرا ہو۔ امام اور مسکن نے امام صاحب سے پوچھا کہ کچرا اور غبرو کی حالت میں جماعت کے بیٹے آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا بالکل پسند نہیں۔

۴۔ سردی سخت ہو کہ باہر نکلتے نہیں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔

۵۔ مسجد جانے میں مالی و مالیات کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔

۶۔ مسجد جانے میں کسی دشمن کے لی جانے کا خوف ہو۔

۷۔ مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمیٹا جانے کا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔ (رشامی)

۸۔ اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو ایسی حالت میں یہ ضروری نہیں کہ لائٹیں وغیرہ ساقط کر جائے۔

۹۔ رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت پہلے ہو۔

۱۰۔ کسی مریض کی تیمارداری کرنا ہو کہ اس کے جماعت میں پہنچے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔

۱۱۔ کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک لگی ہو ایسی کو نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

۱۲۔ پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

۱۳۔ سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قائلہ کل ہلے گا۔ (رشامی)

ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قائلہ کے بعد دوسرا قائلہ بہت دلوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ لی تو دوسرے وقت جاسکتا ہے ہاں اگر ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مسافقہ نہیں سہاوی شریعت سے حرج آشکارا گیا ہے۔

۱۴۔ فقر وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ باطل فرصت نہ ملتی ہو بشرطیکہ کسی کسی بلا قصد جماعت ترک ہو جاتی ہو۔

۱۵۔ کوئی ایسی بیماری جس کی وجہ سے کھل پھرنے کے یا نینا ہوا اگرچہ اس کو مسجد تک کوئی پہنچا دینے والا مل سکے یا نینا ہوا کوئی پیر نہ لگا ہوا ہو۔ (در المختار وغیرہ)

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱۔ مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی بھی نیت کرنا صحیح ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے نکلاں نماز پڑھتا ہوں۔ نیت کو بیان یہ تفصیل اور ہو چکا ہے۔

۲۔ امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقتہً متحد ہوں بھیہ دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا علیٰ متحدہ جوں بھیہ کسی دریا کے پانی پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے آس پاس ہو اور کچھ مقتدی پل کے اس پار مگر دریا میں ہیں برابر صلیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں چوڑی کے اس پار ہیں دریا شامل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقتہً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صلیں کھڑی ہوئی ہیں اس لیے دونوں کا مکان علیٰ متحدہ سمجھا جائے گا اور اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کسی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اس لیے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام مکمل متحد کہے جائیں گے۔ اسی طرح اگر کسی گھر کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز سماں نہ ہو تو وہ بھی علیٰ متحدہ مسجد سے متحد بھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کہ اس امام کی اقتداء کرنا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔ (در المختار وغیرہ)

اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا یا جنگلی ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان آفاقی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام نہ مختلف کہے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔ (در المختار وغیرہ)

مثلاً ایک بہت بڑی مسجد کی مثال میں فقہانے شہر خوارزم کی جامع مسجد قدیم کو لکھا ہے جس کے ایک دروازے پر لکھا ہے کہ یہ مسجد ۱۲۱۲ (شہادی)

تھ بہت بڑا گھر ہے جس کا طول چالیس گز اور ۱۲ (شہادی) گز ۱۲۲۲ مقل کا۔

تھ امام صاحب اور امام قسٹ کے نزدیک صفت کم ہے کم تھ آدمیوں سے ہوتی ہے ۱۲ (در المختار وغیرہ)

اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان میں کوئی ضرورت میں مانو وغیرہ چل سکے یا کوئی اعتبار بنا حوض چھریں کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی امام رہ گذر ہو جس سے چل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں مصیبت نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ کیے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی اور مختار و غیرہ اسی طرح اگر وہ مصغر کے درمیان میں کوئی ایسی شریعت ایسا رہ گذر واقع ہو جائے تو اس صحت کی اقتدا درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس بار ہے (رد المحتار وغیرہ)

پہلے کی اقتدا سوا کے چھپچھپا ایک سوا کی دوسرے سوا کے چھپچھپا صحیح نہیں اس لیے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سوا ہی دونوں سوا ہوں تو درست ہے۔
(رد المحتار وغیرہ)

۲۔ مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا متاثر نہ ہونا اگر مقتدی کی نائز امام کی نماز سے متاثر ہوگی تو اقتدا درست نہ ہوگی و مرآت الفلاح۔ در مختار وغیرہ) مثلاً امام غر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی غر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی غر کی۔ ہاں اگر دونوں کل۔ کہ غر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے غر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ (شامی) اگں امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لیے کہ وہ دونوں نمازیں متاثر نہیں مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام قفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہوگی اس لیے کہ دونوں نمازیں متاثر ہیں (رد مختار وغیرہ)

۳۔ امام کی نماز کا صحیح ہونا اگں امام کی نماز فاسد ہوگی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے شکل اس کے کہ امام کے کچڑوں میں نجاست خفیہ تک ایک دوہم سے زیادہ حتیٰ اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اختلائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو دھون تھا اور بعد نماز کے یا اختلائے نماز میں اس کو خیال آیا (در مختار وغیرہ) امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے تمام مقتدیوں کو حتیٰ الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں خواہ آدمی کے ذریعہ سے اطلاع کی جائے یا خط کے ذریعہ سے (رد مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

۴۔ اگں امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو مثلاً امام شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہو یا مالکانی ہے خواہ مقتدی

امام کی نماز اس کے مذہب کے موافق صحیح نہ ہو تو مقتدی کی نماز بھی درست نہ ہوگی اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ غنائی نہ ہو مثلاً امام شافعی مذہب ہوا تو اس نے اپنے خاص جتنے کو چھڑا ہوا اور اس کے بعد بے وضو بیٹھے ہوئے نماز پڑھا ہے یا وضو میں اس نے نیت نہ کی ہو یا نماز میں سورہ فاتحہ کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھی ہو کہ متعلق مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح نہ ہوگی اگرچہ اس کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ غلط نہیں ہوا۔

یہی حکم غیر مقتدی کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقتدی کی نماز ان کے پیچھے بلا کر اہستہ درست ہے خواہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کریں یا نہ کریں۔

۵۔ مقتدی کا امام بنے آگے نہ کھڑا ہو تاہم اگر ہوا تو پیچھے۔ اگر مقتدی امام کے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدار درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی لڑائی امام کی لڑائی سے آگے ہو جائے۔ اگر لڑائی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لیے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتدار درست ہو جائے گی۔ (در مختار، رد المحتار وغیرہ)

۶۔ جیوں نے مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہونے کے لیے مذہب مقتدی کی رعایت شرط کی ہے ان کے نزدیک اس صورت میں مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے اس لیے کہ ان سورہوں میں مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ غنائی نہیں ہوتی اور مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے اس کے نزدیک اس حد کافی ہے اگرچہ معلوم نہ ہو کہ ان میں مکلف ہے کہ ایسی صورت میں میرے نزدیک مقتدی کو بھی اپنی نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے اس لیے کہ جب امام کی نماز نہیں ہوتی تو مقتدی کی نماز جو اس پر سرفوت تھی وہ رد ہوئی نہ ہوگی اگرچہ فقہ ایسی حالت میں مقتدی کی نماز کی صورت کا غنائی دے چکے ہیں ۱۱

۷۔ ہمارے زمانے کے بعض متعصب مقلدین غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یہاں تک کہ اگر کوئی امام کو بلند گوازے آجی کہتے ہوئے سنا یا بیٹھنے یا تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا تو اپنی نماز کا اعادہ کر لے یہی میری ناقص فہم میں یہ تعصب نہایت بد ہے اور قابلِ تادیب اگر مقتدی کی جو شرط کے مقام سے واقف ہے اس فعل عیج کر میں سے امت میں باخبر ہیں چنانچہ ہوتا تو درگھٹے گا ان اگر کوئی غیر مقلد ہے اس امام صاحبِ کبر و اکتاہو تو وہ ایک مسلمان کی نسبت کرنے سے ناتواں ہو جائے گا اس صورت میں اس کے پیچھے نماز کرو، ہوگی مگر جائز پھر بھی رہے گی ۱۰

۱۱۔ مری بات ہے کہ ایسے کم علموں پر تنقید واجب ہے۔ ۱۲

۷۔ مقتدی کو امام کے اختلافات کا مثل رکوع قسے مسجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم جو امام کا علم کر دیکھ کر اس کی یا کسی بکیر کی امامت کی یا کسی مقتدی کو دیکھ کر۔ اگر مقتدی کو امام کے اختلافات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حامل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہو گی اور اگر کوئی حامل مثل پر سے یا اولیٰ اور وغیرہ کے ہو مگر امام کے اکثر اختلافات معلوم ہوتے ہیں تو اقتدا درست ہے۔ (رد مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

۸۔ مقتدی کو امام کے حال کا معلوم کرنا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً یہ اس وقت جب امام چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھ کر ختم کر دے اور شہر یا گاؤں کے اندر ہو۔ اگر شہر یا گاؤں سے باہر ہو تو پھر مقتدی کو امام کے حال کا جانتا ضرط نہیں۔ اس پہلے کہ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ وہ مسافر ہو گا اور چار رکعت کو دو رکعت اسی سے قہر کر کے پڑھا ہو گا۔ نہ سو کے سبب سے۔ اسی طرح اگر نماز چار رکعت والی نہ ہو یا پوری رکعتیں پڑھے (رد مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

یہ شرط اس پہلے لگائی گئی ہے کہ اگر امام چار رکعت نماز کو دو رکعت پڑھ کر دے اور مقتدی کو اس کے منقسم یا مسافر ہونے کا علم نہ ہو تو اسے سنت تردد ہو گا کہ امام نے دو رکعت سو کے سبب سے پڑھی ہیں یا مسافر ہے اور قصر کیا ہے اور یہ تردد وطن طرح کی خیابانیں پیدا کرے گا۔

۸۔ مقتدی کو قدام اداکن میں سوا قرات کے امام کا شریک نہ بننا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔ پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جاوے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع آسے مل جائے۔ (رد المحتار)

اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدہ کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور آخر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام

لے جدید جماعت زیادہ ہو جاتی ہے اور اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ کچھ مفلون کی امام کے اختلافات کا علم نہ ہو گا تو کچھ لوگوں کو مقتدیوں میں حکم دیتا ہے کہ وہ تکبیر پڑھا کر کہیں اس بات کا خیال ہی آئے ہو گا۔

اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۱۷) عورت کی اقتدا عورت یا غنث کے پیچھے درست ہے۔
 (۱۸) بالغ عورت یا بالغ مرد کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۱۹) نقل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شرکت ہو جائے (۲۰) نقل پڑھنے والے کی اقتدا نقل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے (۲۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کے کوئس نے بھی اسی چیز کی نذر کی جس کی غلاں شخص نے نذر کی ہے۔ حاصل ہے کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہو گا تو اقتدا درست ہو جائے گی۔ اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتدا درست نہیں۔

(۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت بالغ کے پیچھے۔ (۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے غنث کے پیچھے (۳) غنث کی غنث کے پیچھے۔ (۴) جس عورت کو اپنے حیض کا نماز یاد نہ ہو اس کی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا ظاہر نہیں ہوتا اس لیے یہ شدید کیا جاتا ہے کہ جب مقتدی امام سے زیادہ نہیں بلکہ اس کی برابر ہے تو اقتدا کیوں درست نہ ہوگی مگر اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو غنث امام ہے شاید عورت جو اور جو غنث مقتدی ہے شاید مرد ہو اس لیے کہ غنث میں دونوں احتمال ہوتے ہیں پس مقتدی کے امام سے بڑھ جائے کا خوف ہے اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے بعض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا پس اس صورت میں بھی مقتدی کے امام سے بڑھ جائے کا خوف ہے۔ (۵) غنث کی عورت کے پیچھے اس خیال سے کہ شاید وہ غنث مرد ہو۔ (۶) ہوش و حواس والے کی اقتدا مجنون مست بے ہوش بے عقل کے پیچھے۔ (۷) ظاہر کی اقتدا طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلسلہ اجول وغیرہ کی مشکاکیت ہو۔ (۸) ایک عذر والے کی اقتدا دو عذروں کے پیچھے مثلاً کسی کو عرق رنجا کا مرض ہو ۱۰۰ ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو عرق رنجا اور سلسلہ اجول دو بیماریاں ہوں۔ (۹) ایک عذر والے کی اقتدا دوسرے عذر والے کے پیچھے مثلاً سلسلہ اجول

سلسلہ اجول یا عذر زیادہ ہونے کی صورت میں اس کا حکم بہت تفصیل سے بعد ازل کے صفحہ (۱۳۵) میں بیان ہو چکا ہے۔ ۱۰

۱۱ صاحب بحر الرائق وغیرہ کے نزدیک ایسی صورت میں اقتدا درست ہے اس لیے کہ ان کے لئے ایک عذر کے دو

ہونے کا اندر ہی مطلب ہے جو (۹۴) صفحہ کے حاشیہ میں بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

والا ایسے شخص کی اعتقاد کرے جس کو کلمہ پڑھنے کی شکایت ہو۔ وہ اس فتویٰ کی اعتقاد ہی کے پیچھے (۱۱۱) ہی کی اعتقاد ہی کے پیچھے بجائیکہ مقتدیوں میں کوئی فتویٰ موجود نہ ہو۔ اس صورت میں امام کی نافرمانی ہو جائے گی اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ اس فتویٰ کو امام کر دیتا اور اس کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی اور جب امام کی نافرمانی ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نافرمانی ہو جائے گی۔ جن میں دو امی بھی ہے۔ (۱۱۲) ہی کی اعتقاد کو ننگے کے پیچھے اس لیے کہ امی اگرچہ بالفعل قرأت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے گونگے میں قریب بھی نہیں۔ (۱۱۳) جس شخص کا جسم عورت چھو یا ہوا اس کی اعتقاد برہنہ کے پیچھے۔ (۱۱۴) کہ کوئی عبادت کرنے والے کی اعتقاد ان دونوں سے عاجز کے پیچھے۔ اگر کوئی شخص حرفت مجدد سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اعتقاد درست نہیں۔ (۱۱۵) فرض پڑھنے والے کی اعتقاد اقل پڑھنے والے کے پیچھے۔ (۱۱۶) نذر کی نافرمانی پڑھنے والے کی اعتقاد اقل پڑھنے والے کے پیچھے اس لیے کہ نذر کی نافرمانی واجب ہے۔ (۱۱۷) تہن کی نافرمانی پڑھنے والے کی اعتقاد قسم کی نافرمانی پڑھنے والے کے پیچھے مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نافرمانی ہے تو درست نہ ہوگی اس لیے کہ نذر کی نافرمانی واجب ہے اور قسم کی قتل قسم کی نافرمانی اختیار ہے چاہے نافرمانی کے اپنی قسم پوری کرے یا کفارہ دے دے نذر پڑھے۔ (۱۱۸) جس شخص سے صاف حروف نہ آواہر نکلے ہوں مثلاً سین کرٹے یا زے کو فغین پڑھا تو برا اور کسی حرف میں یا سیاہی تبدیل تفریق ہوتا ہو تو اس کے پیچھے مٹا اور صحیح پڑھنے والے کی نافرمانی نہیں اس اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اعتقاد صحیح ہو جائے گی۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۱۱۹) امام کا واجب الاطاعت نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جس کا مفرد رہنا مفروضی ہے جیسے مسبق امام کی نافرمانی ختم ہو جائے کہ بعد مسبق کو اپنی چھوٹی ہونے رکعتوں کا تنہا پڑھنا مفروضی ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبق کی اعتقاد کرے تو درست نہ ہوگی۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۱۲۰) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقتہً جیسے مددک یا سکنا جیسے لاحق لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ہیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی مددک یا لاحق کی اعتقاد کرے تو درست نہیں ایسی طرح مسبق اگر اس کی بالاحسن مسبق کی اعتقاد کرے تب بھی درست نہیں۔ (رد المحتار)

یہ گیارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صلح ہونے کی بیان کیں اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اعتقاد صحیح نہ ہوگی۔

جب کسی مقتدی کی اقتداء نہ صحیح ہوگی تو اس کی وہ نفاذ بھی نہ ہوگی۔ جس کو اس نے جماعت
اقتداء اور کیا ہے۔ (در مختار وغیرہ)

جماعت کے احکام

جماعت شرط ہے۔ احمد اور عینی کی نفاذوں میں (بحر الرائق)۔ در مختار وغیرہ
جماعت واجب ہے۔ پنج آہنی نفاذوں میں خواہ مگر پیش پر کسی ہائیں یا مسجد میں بشرطیکہ
کوئی اندر نہ ہو۔ اور ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں جو اہر پر بیان ہو چکے۔
جماعت سنت مؤکدہ۔ نفاذ ترمذی میں اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو
اور نفاذ کسوف کے لئے بھی۔ (بحر الرائق وغیرہ)
جماعت مستحب ہے۔ رمضان کی وتر میں۔

۱۔ جماعت میں بظاہر ہر ایک کے بعد قریب مسلم ہونے میں پیش کرتا ہو جماعت مؤکدہ مکھا ہے جس میں واجب
اور اسی وجہ کہ مذہب راجع اور اکثر تحقیقی کو مذہب بیان کیا گیا اور بحر الرائق در مختار وغیرہ اکثر فقہاء میں اہم کھنڈی کہ جس کتب
میں اس سنت لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت میں حدیث سے ہے نہ کہ خود جماعت سنت ہے بلکہ
لزام مشائخ مذہب کا وجہ جماعت یا تحقیق ہے وجہ کہ ہر لوگ ناکال میں ہی کہ میل فی کل اللہ علیہ وسلم کی سنت وراثت
اور ہر ایک جماعت سنت سے سنت و عید پیش آگے میں بلا پیشہ کے ہر صحیح احادیث میں مذکور ہے مذہب و احادیث اور
نقل و مجلس میں احادیث میں ان لوگوں کو تاکہ جماعت کے عنوان سے یاد کر کے اس سرکار اظہار کیا گیا ہے جس سے عدل
ظاہر ہے کہ اس سرکار استحقاق ان کو ترک جماعت کے سبب سے ہر اہم مقام میں اور معتد کے سبب سے متاخر میں
جو لوگ جماعت کے سنت ہوں سب کے قائل ہیں ان کے شبہات عدلی کا جواب فتح ابداری میں تفصیل موجود

چھ۔ ۱۲

۲۔ بظاہر علماء کے نزدیک کوئی جماعت کرنا واجب ہے نہ ہی لوگوں میں کے نزدیک نفاذ کا جواب
قدم سے و یا تا واجب ہے مگر ہر دم کلمہ چکائی کہ صحیح ہے کہ نفاذ کا جواب نفاذ میں ہے و یا تا واجب ہے نہ نفاذ کوئی بھی
جماعت کرنا نہ ہو نہ ہر ایمان جو ایمان ثواب زیادہ سے گا۔ ۱۳۔ بحر الرائق سنت و اطلاق

۳۔ بظاہر علماء کے نزدیک وہ نفاذ کہ درجی جماعت مستحب نہیں ہے مگر صحیح نہیں ہے ہر ایمان نام کے نزدیک
نفاذ کی کاروں اس میں بھی جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر شرعاً نہیں ہے کہ اس کی سنت ترمذی کی سنت کے نقل
نہیں ہے۔ ۱۴

جماعت مکروہ تنزیہی ہے۔ سو اذان کے اور کسی زمانہ کی وتر میں (بجز اذان)۔
مذبحہ اذان، اس کے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے
بلکہ کسی بھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں (رشائی)

جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ نماز خوب میں۔ اور تمام نوافل میں بشرطیکہ اس احکام سے
ادا کی جائیں جس احکام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے
سے لوگوں کو جمع کر کے ان اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے وتر میں آدمی ہیں ہر کسی نفل
کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ایسا ہی مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے
۱۔ مسجد محلے کی ہو عام رکھڑ پر نہ ہو۔

۲۔ پہلی جماعت جلتا آواز سے اذان و اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

۳۔ پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہیں اور جن کو اس مسجد کے اختلافات
کا اختیار حاصل ہے۔

۴۔ دوسری جماعت ایسی جہت اور احکام سے ادا کی جائے جس جہت اور احکام سے پہلی
جماعت ادا کی گئی ہے۔

اگر دوسری جماعت مسجد میں ادا کی جائے بلکہ گھر میں مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شرط
ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام ہو مگر پرے ہو محلے کی نہ ہو تو اس میں دوسری بلکہ
تیسری جماعت بھی مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت جلتا آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر پڑھی

۱۔ وتر میں کی قیاس سے لگائی گئی ہے کہیں سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کے مکروہ نہ ہوئے ہیں اختلاف
ہے تین تک بالاتفاق مکروہ نہیں (بجز اذان وغیرہ)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بد جماعت پر جانے کے گھر میں جماعت کہتے تھے۔
اس کے مکروہ نہ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ ۱۲۔

۳۔ جس مسجد میں امام اندھڑی مقروہ اور جماعت کا وقت صبح اور لوگوں کو معلوم ہو اس مسجد کو محلے کی
مسجد کہتے ہیں (رشائی) اگر امام اندھڑی مقروہ ہو یا جماعت کا وقت صبح اور عظم نہ ہو تو وہ
رکڑ کی مسجد ہے۔ محلے کی نہیں۔ ۱۳۔

گئی ہو تو دوسری جماعت کہہ نہیں۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے
 نہ ان کو مسجد کے اختیارات کا اختیار حاصل ہے۔ یا دوسری جماعت اس حیثیت سے نہ ان کی جگہ
 جس حیثیت سے پہلی جماعت ان کی جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت
 کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو حیثیت بدل جائے گی اور یہی جماعت کہہ نہ ہوگی۔ (رد المحتار)
 حرمین خرمین کی مسجد میں امام روگرد کی مسجد کا حکم کتنی میں اس لئے کہ ان کی جماعت کا وقت
 معین اور معلوم نہیں لہذا ان میں دوسری جماعت کہہ نہیں۔ (رد المحتار)

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

۱۔ مقتدیوں کو چاہئے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق میں اور صاف زیادہ ہوں
 اس کو تمام بنائیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جن میں امامت کی یاقت ہو تو غلبہ رکے پر عمل کریں یعنی

لے آگے ظاہر روایت میں ختمیہ کے نزدیک دوسری جماعت کی اکثریت متحمل ہے اور اسی بڑے بعض مقاموں
 صورت میں دوسری جماعت کو کہہ سکتے ہیں مگر قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اکثریت بدل ہی جائے تو
 کہہ نہیں اور انھیں کے قول پر فتویٰ ہے علامین عابدین نے رد المحتار میں اس کو بہت بڑے سے کھیلے اور اس
 سے بھی دوسری جماعت کا جواز نکلتا ہے۔ فتویٰ اور ابو یوسف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز
 پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ کوں ہے جس کے ساتھ صافان کو ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں اس کی جماعت کا ثواب ملے
 ہے پس ایک شخص کو کہہ ہو گئے اور انھوں نے اس کے ساتھ نماز پڑھ لی۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ شخص جس کے ساتھ
 نماز پڑھنے کو کہہ ہو گئے وہ نماز میں ہو کر صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بیٹھ کر اس کے ذکر کو کہہ کر اس شخص کو ثواب
 دیا۔ مقام کی مسجد میں آئے اور وہاں نماز پڑھ لی تھی انھوں نے وہاں پھر ان میں امامت کے ساتھ دوسری جماعت
 ان کی بعض لوگوں کو یہ خیال ہے کہ اگر دوسری جماعت کی اجازت دی جائے گی تو پہلی جماعت کے کم ہو جائے گا
 خوف ہے حالانکہ یہ عریض لازم آئے گا کہ دوسری جماعت جلیلہ و احترام کے قائم کر دی جائے اور جب جلیلہ
 احترام کے ایک دوسری جماعت حضور ہے اور اتفاقاً کسی کچھ لوگ اس میں نہ ہوں تو ان کی جماعت کرے سے ہر
 لازم نہیں آتا لہذا اس کے جب پہلی جماعت کے برابر دوسری جماعت کا ثواب نہیں رہا کیا تو بلا ان ثواب
 کسی طرح پہلی جماعت میں کمی نہ کریں گے اور یہ تو دوسری جماعت نہیں کرتے اس کا کیا علاج دلائل عامہ

کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ (رد المحتار شامی وغیرہ)

۵۔ غلام کا اگر چہ آزاد شدہ ہو اور ولد النوا یا بیٹی حرامی کا امام بنا کر وہ تنزیہی ہے ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں اسی طرح کسی ایسے حسین و جلیل کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور ایسے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔

اگر کسی کو ایسا مرض ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے مثل پیدہ داغ، عیلام وغیرہ کے تو اس کا امام بنانا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

۶۔ نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے۔ ہاں سنی وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں ہیں مگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اہل رکوع سے اسٹھتے وقت اہل رکوع کی ٹھائے تو حنفی مقتدی کو رکعتوں کا اٹھانا ضروری نہیں اس لیے کہ انہوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے اسی طرح فخری نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدی کو ضروری نہیں۔ ان وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہذا اگر شافعی امام پڑھے مذہب کے موافق رکوع کے بعد پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو رکوع کے بعد پڑھنا چاہیے۔ (رد المحتار وغیرہ)

۷۔ امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقتداؤں سنوں سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع کا بعد وغیرہ میں زیادہ ویت تک پڑھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہوں ان کی رعایت کر کے قرات وغیرہ کئے

۸۔ ان لوگوں کو امام بنانا اس لیے مکروہ ہے کہ اکثر غلام اور گنہگار اور ولد النوا کو علم دین حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی گنہگار کو ریاستوں کوئی دینی علم نہیں ملتا وہاں ان کا کوئی تربیت کرنے والا نہیں ہوتا علاوہ اس کہ ان لوگوں کی راست سے بعض لوگوں کو ایسی تقویٰ ہوتا ہے۔ امام غلام ۱۲ سالہ حدیث میں آیا ہے کہ امام کو تفسیر ابراہیم کی کتاب پڑھنے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی ملتا تھا۔ یہ مسلم ہے بہت بڑا شمار وہ کیوں نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے ہیں جس سے ان کی قوم کو تکلیف ہوتی ہے ۱۲

۹۔ ایک مرتبہ ایک شخص کے ہاتھ کی انڈیاں ان کی خدمت سے فخر کی نماز میں موت قبل از موت سب خلق اور ان کے بعد رب ان سے انکشاف بھی کرے کہ ان کی نماز میں تھی ۱۳

بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرات کرنا بہتر ہے۔ تاکہ لوگوں کا صحیح ذہن جو خلالت جماعت کا سبب ہو جائے۔

۸۔ اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنے جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ (رد مختار وغیرہ)

۹۔ اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہیئے اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں اور وہ ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر وہ سے زیادہ ہوں تو کھڑا تحریمی ہے اس لیے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

(رد مختار شامی)

۱۰۔ اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہو اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہئے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نارا نشلی سے وہ مقتدی امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہو بائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ بٹائیں تو امام کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہئے کہ آگے بڑھ جائے۔

۱۱۔ اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہئے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

۱۲۔ اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورتیں کچھ منٹ کچھ نابالغ تو امام کو چاہئے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکیوں کی پھر نابالغ عورتوں کی پھر نابالغ عورتوں کی

۱۳۔ امام کو چاہئے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے کھڑے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑا ہونے کا حکم دے صف میں ایک دو سرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے۔ درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہئے مگر غشوں کی صف میں اب تک دو سرے سے مل کر نہ کھڑا ہونا چاہئے بلکہ درمیان میں کوئی عامل یا خالی جگہ میں بھی ایک آدمی کھڑا ہو سکے چھڑی جائے اس لیے کہ غش میں مرد اور عورت دونوں کا احتمال ہے انشائے کہ کھڑے ہونے میں نماز حاسمہ ہو جائے گی۔

۱۴۔ تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہئے کہ صف

نے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہوا کھڑا کر لے۔

پہلی صفائی کے لئے ہوتے ہوئے دوسری صفائی کے لئے ایک گروپ ہے۔ یہاں جیسا پہلی صفائی کے لئے ہوتا ہے وہی دوسرے صفائی کے لئے ایک گروپ ہے۔

۱۔ اگر جماعت حضرت محمد (ق) کی جو کوئی امام علی (ع) حضرت جو قوام کو مقتدرین کوئی چیز میں مکرر
روز یا چھ روز، گھر یا بازار میں، خواہ ایک یا متعدد ہی برائے ایک، سے بخند آئے۔

یہ ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت کو وہ نہیں بلکہ عوام کو ہے۔

۱۶۔ اگر جماعت صرف مختصروں کی ہو تو ان کا امام مقتدیہ اہل بیت کے آگے کھڑا ہو مقتدیہوں کے
 پیچھے میں یا ان کے برابر کھڑا ہو اگرچہ ایک ہی مقتدیہ یا برابر امام مقتدیہوں کے برابر کھڑا ہو جائے گا تو
 نذرانہ خالص ہو جائے گی۔ وہ بھی کی اور یہ گونہ بھی۔

۱۷۔ مرد کو صرف خود توں کی ہاست کہنا ایسی جگہ کہ وہ تو خیر ہے، یہ جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی عرصم
عورت مشل اس کی نہ دچایاں ہیں وغیرہ کے محموز ہو۔ ہاں اگر کوئی مرد یا عرصم محبت سے مجھ و مجھ تو پھر گندہ
نہیں۔ (رد غشکوہ و فحیرہ)

۱۱۔ اگر کوئی شخص غنا فخر مغرب یا عشا کاغز قرآن استہادہ آواز سے پڑھ رہا ہو اس وقت میں کوئی شخص اس کی آہٹ کرے تو اس پر ہند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے پس اگر مردہ فاتحہ یا دو سری سورت میں آہٹ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ پھر مردہ فاتحہ یا دو سری سورت کو جنت آباد سے پڑھے اس لیے کہ امام کو فخر مغرب عشا کے وقت ہند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ یہاں مردہ فاتحہ کے بعد جو مانے سے بعد سو کنڈے لگا۔ (دار فائدہ وغیرہ)

۱۵۔ ہمارے فقہاء و محدثین کی حیثیت اور کردہ تو یہی کہ جس کی اصلاح میں مذکور ہے اس پر اس وقت تک مداخلت نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ خود کو اصلاحی عمل میں مصروف رکھے۔ اگر وہ اس میں کوتاہی کرے تو اس کی اصلاح کے لیے اس کی مداخلت کی جائے گی۔

غیر الحرام ۱۲۔
 بعض فقہاء کو دیک اندھوں کا تصرف سے کہا کہ ہندو سے خرید چکا ہے اور ہندو سے بیچ چکا ہے
 وہ صحیح قرار دے رہا ہے ہندو سے خرید چکا ہے اس کو ہندو امانت سے نہ لے چکا ہے بلکہ اس کے لئے ۱۲ سال کا ۱۲۔

۱۹۔ امام بخاری اور ایسا ہی منفرد و مستحب ہے کہ اپنی اہل بیت کے علاوہ ہر شخص کو امامت کا حق نہیں ہے۔ امامت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ کسی کو ایک گز یا اس سے زیادہ اور اپنی اہل بیت کے علاوہ کسی کو بھی اس کا حق نہیں ہے۔ اگر مسجد میں نماز پڑھنا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نماز کے سلسلے سے گزر رہا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں۔

امام کا مشرکہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے، مشرکہ قائم ہو جانے کے بعد نماز کے آگے سے نقل ہونے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر مشرکہ کے کسی طرف سے کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہو گا۔

۲۰۔ لائق یعنی وہ مقتدی جس کی کچھ کمیتیں یا سب کمیتیں بعد شریک جماعت ہونے کے باقی رہیں مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ باقی رہے یا لوگوں کی کثرت سے رکعتیں سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا غوث ہائے اور ضرورت کے لیے جہاں امام حد بیان میں اس کی کمیتیں باقی رہیں نماز نعت کی تلاوت و لائق چنانچہ کسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتدار اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لائق ہے یا سب حد بیان کی کہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا کھڑے ہوا کہ یہ رکعت اس کی کا اہم بھی جائے گی اور اس رکعت کے بعد نماز سے وہ لائق سمجھا جائے گا۔

لائق کو واجب ہے کہ چلتا اپنی آن رکعتوں کو ادا کرے جس کی باقی رہی ہیں پورا کرے اور کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک جماعت ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی ٹھیک ہے۔

لائق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا یعنی مقتدی قرات نہیں کرنا دیتے ہیں لائق بھی قرات دے کہے بلکہ رکعت کیلئے ہونے کوڑا ہے اور پیچھے مقتدی کی اگر سو ہو جائے تو سجدہ اور کچھ ضرورت نہیں ہوتی ورنہ بھی لائق کو بھی اور تمام باتوں میں جیسا کہ مقتدی پر امام کا اتباع واجب ہوتا ہے ویسا ہی لائق پر بھی۔

۲۱۔ مشرکہ میں جو کچھ بھی ہو نماز پڑھنے کے سلسلے میں اس کا

تعلق نماز سے ہے مثلاً اگر کچھ بھی ہو قس سے قرائت کے وقت قرائت باقی ہے چنانچہ اس میں شک ہے۔ جتنے کے جتنے ہیں وہ سب امام کے ساتھ پڑھ کر سکیں جیسے ہیں چنانچہ اس کے بعد نماز پڑھ کر دینی نماز پڑھ کر دینی جیسا کہ اس کے بعد پڑھنا چاہیے کہ اپنی نماز ختم کر لے اور پھر وہاں جیسا کہ اس کے بعد پڑھنا چاہیے کہ اپنی نماز ختم کر لے۔ پھر لائق پڑھنا اور دوسرا سجدہ ہوتا ہے۔ ۱۳۔

۲۱۔ مسبق کو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس تعداد تا باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے مسبق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرات کے ساتھ ادا کرنا چاہئے اور اگر کوئی مسبوہ ہو جائے تو اس کو سجدہ ہو بھی کر نافذ ہو جائے۔

مسبق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنی چاہئیں پہلے قرات والی پھر بے قرات کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے تعدد کرے یعنی ان کی رکعتوں کے حساب سے جو دوسری جماعت میں پہلا قصد کرے اور تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قصد کرے و علیٰ ہذا القیاس۔ مثال۔ ٹکڑ کی نماز میں تین رکعت ہو جائے کے بعد کوئی شخص شریک ہو تو اس کو چاہئے کہ بعد امام کے سلام پھر بیٹھ کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے پہلا رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری رکعت ادا کرے اور سجدہ کر کے کچھ لا قصد کرے اس لیے کہ یہ رکعت اس کی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری رکعت لاسے اور اس کے بعد قصد ذکر کرے اس لیے کہ یہ رکعت اس کی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری رکعت نہ پڑھے کیونکہ یہ رکعت گئی نہ تھی۔

۲۲۔ اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبق بھی مثلاً گھر رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں اور وہ لاحق ہے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز میں پڑھے گا اس میں امام کی متابعت کا خیال رکھے بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں سہن ہے۔ مثال۔ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا دعوت ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس وہ بیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہئے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور وہی تینوں رکعتوں کو قصد کی طرح ادا کرے یعنی قرات نہ کرے اور ان تین کی اپنی رکعت میں قصد کرے اس لیے کہ وہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قصد کیا تھا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی قصد کرے اس لیے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں بھی قصد کرے اس لیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے امام نے اس میں قصد کیا تھا پھر اس رکعت کھڑا کرے

جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہر پہلی ختی اور اس میں بھی قعدہ کو اسے اس لیے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے۔ اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنا ہوگی اس لیے اس رکعت میں وہ سبق ہے اور سبق دہانی لکھی ہوئی رکعتوں کے اور کرنے میں مفرد کا حکم رکھتا ہے۔ (دعا مختار وغیرہ)

۲۳۔ مقتدیوں کو ہر رکعت کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر اور کما سنت ہے۔ تحریر بھی امام کی تحریر کے ساتھ کریں۔ ہر رکعت بھی امام کے ساتھ کر کے ساتھ قمر بھی اس کے قمر کے ساتھ سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ غلطی کہ ہر فصل اس کے ہر فصل کے ساتھ آں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں اسی طرح قعدہ آخر میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیری۔ اس کو سلام سجدہ وغیرہ اگر مقتدیوں نے تسبیح پڑھی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہئے۔

جماعت حاصل کرنے کا طریقہ

۱۔ اگر کوئی شخص اپنے غلط یا کھان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہر پہلی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں چاہے اگر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ (رشاشی وغیرہ)

۲۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز نہ پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے جو رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر عشاء کا وقت ہو۔ غیر عصر مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لیے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نماز مکروہ ہے چنانچہ عقیقات نماز کے بیان میں یہ مسئلہ گورچکا اور مغرب کے وقت اس لیے کہ یہ دوسری نماز نقل ہوگی اور نقل میں تین رکعت منقول نہیں۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

۳۔ اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اس حالت میں وہ فرض جماعت سے جو رہے تو اس کو چاہئے کہ فوراً نماز ترک جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو اور کسی اور وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر اس کو نماز تمام کر

وینا چاہئے نماز تمام کو بیٹھ کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر مثلاً کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے۔
اگر عصر مغرب۔ مثلاً کے وقت صرف پہلی یا دہ مری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت
پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہئے نماز نہ توڑنا چاہئے۔

۴۔ اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت ہونے لگے تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت
پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت قفل کی نیت کی ہو قفل نماز کو بھی توڑنا نہ چاہیے اگرچہ پہلی رکعت
کا بھی سجدہ نہ کیا ہو۔ (رد منکر و غیرہ)

یہی حکم ہے ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ کا کہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو وہی رکعت
پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو بعد فرض کے پڑھنے ظہر کی سنتیں بعد ان دو سنتوں کے کچھ
جائیں جو فرض کے بعد ہیں۔ (شافعی وغیرہ)

۵۔ اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چل جانے کا
خوف ہو یا اگر تین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پڑے گی تو پڑھوئے مثلاً ظہر کے وقت جب
فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہے گی تو پھر مؤکدہ سنتیں جو
فرض سے پہلے پڑھی باقی ہیں چھوڑ دے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ
سے مگر فجر کی سنتیں چھوڑ کر نماز مؤکدہ ہیں لہذا ان کے پیچھے حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکے ہوں تب
بھی اما کر لی جائیں بشرطیکہ قعدہ اخیرہ مل جانے کی امید ہو اگر قعدہ اخیرہ کے بھی نہ ملنے کا خوف ہو
تو پھر نہ پڑھے۔ (رد منکر و غیرہ)

۶۔ اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت کی سنت میں اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے
ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ صرف فرائض اور احادیث پر اختصار
کر کے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے فرض ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور
وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لیے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر
کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صحن سے علیحدہ مسجد کے

۷۔ بعض فقہانے لکھا ہے کہ اگر ایک رکعت کے کابعد چار سنت فجر پڑھے اور نماز مسجد ہو تو چھوڑ دے خواہ مسجد وغیرہ ملے
کی امید ہو یا نہیں۔ صاحب شریعت و فقہ نے اس کو اختیار کیا ہے مگر ابی ہاشم غفرلہ نے اختصار میں اختلاف
فرمایا اس قول کی توجیہ ۱۰۰ ہے جرم نے اختیار کیا ہے ۱۲۔

کسی کو خوش رکھنے کے لیے کسی اور کو تڑپنے سے (رو غبار و غم)

۱۔ اگر جماعت کا قصد مل جائے اور رکنیت نہ ملے تو جماعت کا نائب مل جائے گا اگرچہ
اصطلاح فقہائیں اس کو جماعت کی غدار نہیں کہتے جماعت سے وہ کرنا جب یہی کہا جائے گا کہ جب یہ مل
رکنیت مل جائیں یا اکثر رکنیت مل جائیں مثلاً چار رکنیت ملنی لازمی تھی کہ رکنیت مل جائیں یا چار رکنیت
ملنی لازمی کہ دو رکنیت مل جائیں اگرچہ بعض فقہاء کے نزدیک جب تک کل رکنیت نہ ملے جماعت میں شمار
نہیں ہوتا۔

۷۔ جس رکعت کا رکوع اہم کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت علی گنجی اور اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار غنیمت میں نہ ہو گا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے

۱۔ غار کے غرائظ میں سے کسی طرح کا منقود ہو جانا۔ مثال ۱۔ طہارت باقی نہ رہے طہارت کے باقی نہ رہنے کی جہنم میں تو اس میں غار نامہ نہیں ہوتی جہنم کو ہم غار کے کردار کے بعد ایک مستقل عناصر کے بیان کریں گے۔ ۲۔ جوش و خروش نہ رہی خواہ یہ جوش کے سبب سے یا مینوں یا سیب وغیرہ کی وجہ سے۔ ۳۔ بچنے کو قصداً نہ ضرر پہلے سے چیز ۱۔ اگر یہ قصداً نہ اختیار کی حالت میں سینہ پہلے سے پھر جائے تو اگر قدر اور اگر کسی دکن کے خصل کو نہ ضرر کے یہی حالت رہے تو غار نامہ جو کئی وقت نہیں یا کسی انداز سے قصداً پھیرا جائے تب بھی غار نامہ نہ ہوگی خلتا حالت غار میں کسی کو یہ شہرہ جو کو ضرر یا نامہ اور ضرر کرنے کے لیے سینہ پہلے سے پھیرے اور بعد اس کے نامہ آجائے کو ضرر نہیں کیا اگر یہ نامہ جو سے نکلنے کے قبل ہے تو غار نامہ نہ ہوگی ورنہ نامہ جو جائے گی۔

۲۔ فائدہ کے فرائض کا ترک ہو جانا خواہ عرصہ یا سہ ماہی مثلاً خواتین بائبل ذکر سے بے قیام ہو کر سکون و غمیرہ جیسے غمزدار ترک کر دیا جائے۔

میں نے ان کے وجہات کا غور کیا اور فرمایا۔

۴۔ ملازم کے واجبات کا سہا سہیڈ کر سہیڈ ہو سکتا ہے۔

۵۔ حالتِ غنائہ میں کلام کو کلام کے غرضِ غنائہ سے تعلق میں یہ شرط ہے کہ کم سے کم اس میں ۱۰ حروف ہوں یا ایسا ایک حرف جس کے معنی سمجھ میں آجاتے ہوں۔ (۱۰ غنائہ وغیرہ)

کلام کی باختمی نہیں ہے۔ پہلی قسم کسی آدمی کے غنا طبع میں یہ کلام ہر حال میں مفید نواز ہے خواہ عشاء ہو یا سہا غری زبان میں جو یا غری عربی وہ فقط قرآن مجید میں ہر باتیں۔ مثال۔ ۱۔ کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ میں نماز میں نہیں ہوں یا اللہ کسی دھوکہ میں آکر کسی آدمی سے کہ کلام کرے۔ ۲۔ نماز کی حالت میں کسی آدمی سے کہے کہ اَتَحْتِی الْخُفَّۃَ۔ ۳۔ نماز کی حالت میں کسی سے کہے کہ پڑھو۔ ۴۔ کسی بچہ یا عورت کے آدمی سے کہے کہ یا یٰ اَحْمَدُ خَلِّیْ فِیْکَ الْکَلْبُ یا کسی عورتی نام کے آدمی سے کہے کہ یا شامو منی یا کسی سے کہے اَفْخُوْا بِہِ سب حفاظ قرآن مجید کہیں۔ یہی حکم ہے سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے غافلہ میں ہو۔ اور یہی حکم ہے اگر دوسرے کی جھینک کے جواب میں یٰ زَیْدُ خَلِّیْ فِیْکَ الْکَلْبُ کہے یا اچھی خبری رکھ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اسی طرح اور کوئی فقط زبان سے نکل جائے اگر اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جَلَّ جَلَالُہُ کے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھے تب بھی نماز ناسد ہو جائے گی خبر لیکر اس کہنے سے اس شخص کا جواب دینا ہو۔ (در فتاویٰ وغیرہ)

حاصل۔ یہ کہ جب آدمیوں کے غافلہ میں کلام کیا جائے گا خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت میں ہو نماز ناسد ہو جائے گی۔

دوسری قسم۔ کسی ہمارے غافلہ میں کلام کرنا یہ کلام بھی ہر حال میں مفید نواز ہے۔ تیسری قسم۔ خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفید نواز ہے بشرطیکہ عربی فقط نہ ہو اور ایسی نہ ہو جو قرآن مجید میں وارد ہوئی ہو اور عربی فقط نہ ہو اور قرآن مجید میں وارد ہو تو اس سے نماز ناسد نہ ہو گی مثلاً اپنی جھینک کے جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے یا اسی قسم کا کوئی اور فقط زبان سے نکل جائے اگر کوئی فقط کسی شخص کی سن کر کہے ہو تو اس کے کہنے سننے سے بھی نماز ناسد ہو جائے گی اگرچہ وہ فقط قرآن میں وارد ہو مثلاً نَعْمَ لَکِی کا سن کر کہے ہو تو نَعْمَ کہنے سے اس کی نماز ناسد ہو جائے گی اگرچہ یہ فقط قرآن مجید میں ہے۔

چوتھی قسم ذکر اور دعا۔ یہ قسم بھی مفید نواز ہے بشرطیکہ دعا غیر عربی عبارت میں ہو مگر قرآن مجید اور احادیث میں وارد نہ ہو اور اس کا مطلب نہ کرنا غیر خدا ہے حرام ہو۔ مثلاً حالت نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کہ اللہم عظمیٰ الصلح یا اللہم نہرو جنتی فلاحاً نہ یہ دعائیں نہ قرآن مجید میں ہیں نہ

۱۔ سانپ کو مثال ۱۲۔ ۲۔ ترجمہ لکھنؤی الکتاب ۱۲۔ ۳۔ ترجمہ پڑھو ۱۲۔
۴۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے ۱۲۔ ۵۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ ۱۲۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرے ۱۲۔

احادیث میں نشان کا مطلب کہ تاخیر نماز سے شروع ہے لہذا ایسی دعاؤں سے نماز فاسد ہو جائے گی اس آثر قرآن مجید یا احادیث میں کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اس کا مطلب کہ تاخیر نماز سے نماز پڑھ کر تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ یہ سوئمہ پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدہ میں۔

پانچویں قسم۔ حالت نماز میں قہر دینا جس کی کوئی قرآنی جیسے کے غلط پڑھنے یا آگاہ کرنا۔ یہ قسم بھی مفید نماز ہے بشرطیکہ قہر دینے والا مقتدی اور لینے والا اس کا امام نہ ہو۔

مسئلہ۔ چونکہ قہر دینے کا مسئلہ فقہاء کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل جہانے تصنیف کی ہے اس لیے ہم چند جزئیات اس کے اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگرچہ امام کو قہر سے نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بعد ضرورت قرات کر چکا ہو یا نہیں بعد ضرورت سے وہ مقدار قرات کی مقتدرہ پر مستوف ہے۔ (نہر الفائق شامی وغیرہ)

امام کی بعد ضرورت قرات کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ رکوع کرنے مقتدیوں کو قہر دینے پر مجبور نہ کرے۔ مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورت شدید نہ پیش آئے امام کو قہر نہ دیں ضرورت شدید سے مراد یہ ہے کہ مثلاً اگر امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع ذکر کرتا ہو یا سگوت کر کے کھڑا ہو جائے۔ اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو قہر دے اور وہ قہر دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر قہر دے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس اگر اس کو قہر بخود یاد آجائے خواہ اس کے قہر دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اس کے قہر دینے کو کچھ دخل نہ ہو تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (رشائی)

اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو قہر دے جس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس قہر دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (بحر الرائق وغیرہ)

مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا ہر نماز کی یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو قہر دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر قہر دے لے گا تو اس کی نماز بھی۔

اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید کی قرات کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی (مقتدی مقتدی کو چاہئے کہ قہر دینے میں تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے بلکہ قہر دینے کی اس نیت کو خفیہ کے نزدیک مقتدی کو قرات قرآن ذکر نا چاہئے۔ (فتح القدیر وغیرہ)

۲۔ رکعتیہ کسی غرض یا غرض میں سے۔ اگر کوئی غرض ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار کھانسی آجائے یا کوئی غرض سے جو قہر نماز فاسد نہ ہوگی (غرض صبح کی مثال)

۱۔ آواز زمان کرے کہ یہ کھلے۔ ۲۔ مقتدری نام کہ اس کی عقل پر آگاہ کرنے کے لیے کھلے۔ ۳۔ کوئی شخص اس غرض سے کھلے کہ وہ دوسرے لوگ میرے لیے نہ بنیں۔

۷۔ رو کیا آگ آگ آفت و غم کو بڑھانے کی مصیبت یا درد سے ہر اور کو یہ اختیار ہی نہ ہوا کیسے اختیار ہی سمجھو یا تو ہر اور کو یہ مصیبت یا درد سے نزدیک ہونے کے خوف یا اجنبیت یا دوری کے یاد سے ہر آہ بھرنا غم کا سہرا نہ ہوگا۔ (درد خستہ و غمخوار)

۲۔ کھانا پکانا وغیرہ : عورتوں کی تعلیم اور اس کے ذریعہ ان کے درمیان میں کوئی چیز پھیلنے کی مقدار سے کم آتی ہے اور اس کے ذریعہ ہوسے تو غارت خانہ نہ بھگی حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے ہوسہ میں فساد آسکتا ہے غارت بھی اس سے خاسہ ہو جاتی ہے۔ (دور خستہ اور غیر)

۴۔ عملِ شریعت پر ایک مثالِ نماز کی جنس سے یا نماز کی اصطلاح کی غرض سے نہ ہو۔ اگر اعمالِ نماز کی جنس سے ہو مثلاً کوئی شخص ایک رکعت میں دو رکعت کہے یا تین سجدے کرے تو نمازِ خاصہ نہ ہوگی اس لیے کہ کوئی سجدہ وغیرہ اعمالِ نماز کی جنس سے ہیں۔ اسی طرح اگر نماز کی اصطلاح کے غرض سے برتے ہوئے نمازِ خاصہ نہ ہوگی۔ مثلاً احسان نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ شخص وضو کرنے کے لیے جاسکے تو اس کی نمازِ خاصہ نہ ہوگی۔ اگرچہ پلٹا پھرتا وضو کی عملِ شریعت کے جس طرح اصطلاحِ نماز کے لیے ہے۔ لہذا احسان صحیح ہے۔

5۔ وہ جو کہتے ہیں کہ یہ وہود ہے کاپرانا ناکل (پیشہ)۔ (دورفتندہ وغیرہ)

اگر حالت نماز میں کوئی شخص تاسید پھینکے تو اگر کسی جانور کے اوڑھنے کی غرض سے ہے تو نماز
فاسد نہ ہو گی اور اگر کسی خنثی پر پھینکا ہے تو عمل بیکار ہے لہذا اور نماز فاسد نہ ہو جائے گی۔

مجلس

۱۰۔ نمازیں بہت دیر چلتا پھرتا۔ اس امر چلنے کی حالت میں سینہ قبیلے سے نہ پھرنے پائے ہوو
جماعت میں ہر نو ایک رکعت میں ایک صوف سے زیادہ نہ چلے اور نہ نماز پڑھا تو اچھے مسجد سے کے
مقام سے آگے نہ پڑھے اور مکان نہ چلنے پائے مثلاً مسجد میں ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز
خاصہ نہ ہوگی۔ یا کسی عہد سے چلے مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے چلے اس صورت میں
اگرچہ سینہ قبیلے سے پھر جائے اور چاہے جس قدر چلتا پھرتے نماز خاصہ نہ ہوگی۔

۱۱۔ عورت کا مرد کے کسی عضو کے علاوہ کوئی اور ایوان شریف نہیں ہے۔ ۱۔ عورت باطنی ہو چکی

ہو غدار جوں ہوا جڑی یا مالغ ہو کر تال بولے ہو لڑکائی کم سن مالغ لڑکی نما میں ملازی ہر جائے نماز
 خاسد نہ ہوگی۔ ۲۔ دونوں نمازیں ہوں اگر ایک نماز میں ہر دو سرا نہیں تو جس نماز سے نماز خاسد نہ
 ہوگی۔ ۳۔ کوئی حائل بعد بیان میں نہ ہو مگر کوئی پردہ در بیان میں ہو یا کوئی شتر و حائل جو تب بھی نماز کا
 نہ ہوگی اور مگر در بیان میں اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک ساقی وہاں کھڑا ہو سکے تب بھی نماز خاسد نہ ہوگی اور وہ
 جگہ مائل سمجھی جائے گی۔ ۴۔ محبت میں خاسد کے معنی ہوسن کی شرطیں پائی جاتی ہیں۔ اگر جو بہت مجبور
 ہو یا حالت میں غیر بدظن اس میں ہر تو اس کی مخالفت سے نماز خاسد نہ ہوگی اس لیے کہ ان صورتوں میں وہ غدار
 میں نہ سمجھ جائے گی۔ ۵۔ نماز خاسد کے نہ ہو پتا نہ کہ کی نماز میں مخالفت مفسد نہیں۔ ۶۔ مخالفت
 بحد یا یکہ کن کے باقی رہتے اگر اس سے کم مخالفت رہے تو مفسد نہیں مثلاً اپنی در تک لفظ ادا رہے
 کہ جس میں مکرع و غرض نہیں ہو سکتا اس کے بعد باقی رہے تو اس میں مخالفت سے نماز میں خاسد نہ آسکتا۔
 ۷۔ تحریر دونوں کی ایک ہر مضمین اس قدرت نے اس حد کی اعتدالی ہر یاد۔ اس سے کسی تیسرے کی اعتدالی کہ
 ۸۔ ہر دووں کی ایک ہی قسم ہو۔ یعنی بحالت اعتدال نماز ادا کر رہے ہوں۔ اگر ایک بحالت اعتدال ادا ہو دو نماز
 بحالت الاعتدال یا دونوں بحالت اعتدال تو مخالفت مفسد نہ ہوگی۔ مثلاً ایک مسبق ہو دو سرا لاحق یا دونوں
 مسبق ہوں اس لیے کہ مسبق ہو سلام امام کے پائی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مغز واکم رکھتا ہے۔
 ان اگر دونوں لاحق ہیں تو نماز خاسد ہو جائے گی اس لیے کہ لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے۔ ۹۔ مکان
 علیا تب بھی مخالفت مفسد نہیں مثلاً ایک مسجد میں ہر دو سرا مسجد کے باہر۔ ۱۰۔ دونوں ایک ہی طرف نماز
 پڑھتے ہوں اگر دونوں کے نماز پڑھنے کی ہمت مختلف ہو مثلاً اندھیری شب میں قید معلوم ہونے
 کے سبب سے ہر شخص نے اپنے غالب مکان پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی دل کے دوسرے کے خلاف ہوئی
 ہو اگر کبھی کے اعتدال ہوئی ہو اور ہر شخص مختلف ہمت کی طرف نماز پڑھتا ہو۔ ۱۱۔ امام نے اس صورت
 کے حالت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی ہو اگر امام نے اس کے امت کی نیت نہ کی ہو تو پھر
 اس مخالفت سے نماز خاسد نہ ہوگی بلکہ کسی صورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

۱۲۔ نماز کی صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکعت کا ادا کرنا یا بحد ادا کرنے کسی
 رکعت کے کسی حالت میں رہنا۔ (در مختار وغیرہ)

۱۳۔ امام کا بعد صحت کے بعد تہیہ کیے ہوئے مسجد سے باہر نکل جانا۔ (در مختار وغیرہ)

۱۴۔ امام کا کسی ایسے شخص کو تہیہ کر دینا جس میں ہمت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی جنون یا
 ملاخ یا بے کوی یا کسی عصب کو۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کسی کو ٹہنی یا حمار نماز پڑھتے ہیں مگر جانے تو اقل یہ ہے کہ کسی حالت میں اسے اٹھا کر چلے
لیکن اگر اس کے کپڑے میں مثل کثیر کی غصوت پڑے تو پھر نہ پڑے۔ (رد المحتار)
۷۔ چاند چشما بدو اندھ کی غصوت کے وقت بے غصوت دفع کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ
تحریمی ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

اگر کسی کو چند نماز شروع کر چکے ہیں حالت نماز میں یا مکان چشما وغیرہ معلوم ہو تو اس کو چاہئے
کہ نماز توڑ دے اور وہی غصوت سے فراغت کر کے بالعیناں پڑھنے لگے اور نماز اقل ہو یا فرض اور نماز
پڑھتا ہو یا جماعت سے اور یہ خوف بھی ہو کہ جماعت کے دوسری جماعت نہ ملے گی۔ ان اگر یہ
خوف ہو کہ وقت نماز کا اندھ ہے لایا جائزہ کی نماز ہو اور یہ خوف ہو کہ نماز جو جائے گی تو نہ توڑے بلکہ
اسی حالت میں نماز تمام کرے۔ (رشائی)

۸۔ مردوں کو اپنے بالوں کا جوڑا وغیرہ باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر حالت نماز
میں جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ علی کثیر ہے۔ (رد المحتار۔ رشائی وغیرہ)
۹۔ جہت کے مقام سے ٹکریں وغیرہ کا شاکر وہ تحریمی ہے۔ ان اگر خیر شلے جہت
مکمل ہی نہ ہو تو پھر شاکر ضروری ہے اور اگر مسنی طرح سے بے شلے مکمل نہ ہو تو ایک مرتبہ شاکر
اور نہ پڑھنا جائز ہے۔ (رد المحتار۔ رشائی وغیرہ)

۱۰۔ حالت نماز میں انگلیوں کا توڑنا ایک ہتھ کی انگلیوں کا دوسرے ہتھ کی انگلیوں میں
داخل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رد المحتار۔ رشائی وغیرہ)

۱۱۔ حالت نماز میں ہتھ کا گھلے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بکر الدائی۔ رشائی وغیرہ)

۱۲۔ حالت نماز میں منہ کا قبیلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ چار منہ پھیرا جائے یا تھڑا اور شائی
۱۳۔ گوشہ چشم سے بے غصوت شہیدہ اور غصوت مرد کیٹنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

۱۴۔ حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہتھ اور سر میں نہیں رہیں اور دونوں زانو ٹکڑے
ہوئے بیٹھ جائے مکروہ تحریمی ہے۔ (رشائی وغیرہ)

۱۵۔ مردوں کو اپنے دونوں ہتھوں کی کھوپڑیوں کا سہمے کی حالت میں زمین پر بٹھانا مکروہ تحریمی
۱۶۔ سلام کا جواب دینا اختیار کے شلے سے مکروہ تحریمی ہے۔ (رشائی)

- ۱۸۔ سجدہ مرتبہ چوٹانی یا حرفت ناکہ پر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رد مختار وغیرہ)
- ۱۹۔ علمے کے کچھ پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رد مختار وغیرہ)
- ۲۰۔ ناز میں بے قدر چاندن اور پھینا مکروہ تحریمی ہے۔ (رد مختار وغیرہ)
- ۲۱۔ حالت ناز میں جمائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ (رشائی)
- ۲۲۔ حالت ناز میں آنکھوں کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر ناکہ بند کر لینے سے غصہ نہ زیادہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ (رد مختار وغیرہ)
- ۲۳۔ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر مسجد محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ (رد مختار وغیرہ)
- ۲۴۔ حرفت امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک گز سے کم نہ ہو مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہیں۔ (رد مختار وغیرہ)
- ۲۵۔ مقتدیان کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کماریت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں۔ (رد مختار وغیرہ)
- ۲۶۔ حالت ناز میں کوئی ایسا کھڑا ہونا جس میں کسی ہاتھ کی تصویر ہو مگر وہ تحریمی ہے۔ اسی طرح ایسے مقام میں ناز پڑنا جہاں چھت پر یا وہ بنے یا میں جانب کسی ہاتھ کی تصویر ہو (رد مختار وغیرہ)
- اگر فرش پر یہاں کھڑے ہو گئے ہوں تصویر ہو تو مکروہ نہیں اسی طرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا اس قدر چھپی ہو کہ اگر زمین پر نہ لکھ دی جائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اس کو دیکھے تو اس کے اعضا محسوس نہ ہوں یا اس کا سراپا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا اشارہ کیا گیا ہو یا تصویر چاندن کی نہ ہو تو مکروہ نہیں۔
- (رد مختار وغیرہ)
- ۲۷۔ حالت ناز میں آیتوں یا سورتوں کا یا تسبیح کا انگلیوں سے خدا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر انگلیوں پر شہادہ کرے بلکہ ان کے بٹانے سے حساب دے لے تو مکروہ نہیں یہاں کہ ملاوۃ تسبیح کے بیان میں گورچکا۔ (رشائی)
- ۲۸۔ حالت ناز میں ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل تعیلل ہے ضرورت کرنا مکروہ تحریمی ہے (رشائی)
- ۲۹۔ ناک اور دھن کی کھڑے وغیرہ بند کر کے ناز پڑنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رشائی)
- ۳۰۔ مقتدی کو اپنے نام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رشائی)

۳۱۔ قرأت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لیے جھک جائادھو جھکنے کی حالت میں قرأت تمام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رشائی)

۳۲۔ رکوع اور جہ سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے سے سرٹھانیا مکروہ تنزیہی ہے۔

۳۳۔ کسی ایسے کپڑے کو سین کرنا یا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس میں جہد و معانی نجاست ہو مثلاً نہایت غلیظ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو یا غلیظ طرح تھاقی حصہ سے زیادہ نہ ہو۔ (رسائل اہل کان)

۳۴۔ فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے یعنی جو سورت پیچھے ہے اس کو پہلی رکعت میں پڑھنا اور جو پہلے ہے اس کو دوسری رکعت میں مثلاً کل یا ایہا الکافرون پہلی رکعت میں اور اہم ترکیف دوسری رکعت میں۔ اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ غافل میں اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں۔ مگر کسی سے سہواً خلاف ترتیب ہو جائے اور معاً اس کو خیال آجائے کہ میں خلاف ترتیب قرأت کر رہا ہوں تو اس کو چاہئے کہ اسی سورت کو تمام کرے اس لیے کہ اس سورت کے شروع کرتے وقت اس کا قصد خلاف ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہ ہونے کے سبب سے اس کا پڑھنا مکروہ نہ رہا۔ (رشائی)

۳۵۔ ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک جگہ سے ایک رکعت میں پڑھنا اور کچھ آیتیں دوسری جگہ سے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑ دی جائے اگر مسلسل قرأت کی جائے یعنی درمیان میں کچھ آیتیں چھوڑتے نہ پائیں یا دو آیتوں سے زیادہ چھوڑ دی جائیں تو جہر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر دوسری دوسری رکعتوں میں پڑھی جائیں اور ان کو دو حصوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہوں چھوڑ دی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

مثال۔ پہلی سورت میں سورہ تکوین پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورہ نمرہ اور درمیان میں سورہ عبس جو تین آیتوں کی سورت ہے چھوڑ دی جائے۔ یہ کراہت بھی فرائض کے ساتھ خاص ہے۔

نقل نمازوں میں جس کیسا کیا جائے تو کچھ کراہت نہیں۔ (رشائی)

۳۶۔ ایسی دو سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا جن کے درمیان میں کوئی سورت جو فراء چھوٹی یا بڑی ایک یا ایک سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت بھی صرف فرائض میں ہے۔

(رشائی)

۳۷۔ نماز کے سنن میں کسی سنت کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر الاذن وغیرہ)

۳۸۔ مستندی کو جب کہ ہام قرأت کر رہا ہو کوئی عام وغیرہ پڑھنا یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ

وہ سورۃ فاتحہ ہر بار کوئی سو مرتبہ پڑھ کر وہ تھوڑی سی بڑھ چکا ہے۔ پڑھنے سے قرآن مجید کے سننے میں خلل واقع ہوا ایسی آواز سے پڑھے کہ امام کو پڑھنے میں اشتباہ نہ ہونے سکے۔ ہاں اگر کوئی معتدی ایسی طرح قرات کرے کہ امام کی قرات میں بھی خلل انداز نہ ہو اور قرآن مجید کے سننے میں حرج نہ ہو مثلاً آہستہ آواز کی تلاوتیں بہت آہستہ آواز سے جو امام تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ بعض متقی علماء کے نزدیک ایسی حالت میں معتدی کو سورۃ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

شیخ الحدید شامی کا ارشاد ہے کہ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَعَلَّکُمْ تُرْجَوْنَ قَوْمِ وَلَکُمْ اَلْوَدَّیْنِ اور اس آیت کے تحت سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا سنتا اور جہت ہے عوام فائدہ کے اندر پڑھا جائے یا غار کے اندر میں پس اگر اس کے خلاف کیا جائے گا تو بے خبر مکروہ تحریمی ہوگا اس واسطے جہاں قرات شروع کر چکا ہو تو معتدی کو سمجھا کہ اللہم وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ ایسی حالت میں معتدی کو نیت اہل مکہ چپ کھڑا اور جانا چاہئے ۱۲

تیسرے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی نماز سے خارج ہو کر اپنے صحابہ صحابیہ اور عیال کے ساتھ سے کسی سے پھرے جیسے قرات کی ہے تو ایک نے عرض کیا کریں نے کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کریں کتابوں کی کمال سے کہ تم لوگ قرآن پڑھنے میں ہر سے نزاع کرتے ہو یعنی مجھے اطمینان سے پڑھنے نہیں دیتے (نسائی - مؤطا - امام مالک - ترمذی وغیرہ) یہ حدیث اور اس کے مثل اور بھی چند مسنون ہیں کہ میں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے جیسے کوئی چیز اس طرح پڑھتا ہو اس کے اطمینان میں خلل ہو مگر یہ ہے۔ ان احادیث کی بعض لوگوں نے تصنیف بھی کی ہے مکروہ قابل اعتبار نہیں، اس سب کے احادیث امام الکلام میں موجود ہیں ۱۳

تیسرے اس مسئلہ میں علماء امت مختلف ہیں صحابہ سے لے کر اس وقت تک قرآن مجید سے اس مسئلہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا قرآن مجید سے صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا سنتا اور جہت میں رکعت کے ماضی پر ضروری ہے جس سے تعجب انگیز ہے کہ امام جہاں سے قرات کرے اور تو معتدی کو پکڑے نہیں رکعت میں یہ نہیں ثابت ہوتا اگر آہستہ آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تب بھی ماضی پر رکعت ضروری ہو مگر نہ خارج تلاوتیں کوئی اس پر کاف کافی ہے حالانکہ اس نیت سے آہستہ قرآن مجید پڑھنے کے وقت بھی رکعت ثابت کیا جائے گا تو خارج تلاوتیں بھی ثابت ہو جائے گی اس لیے کہ اس نیت میں کوئی تخصیص نماز کی نہیں کی گئی۔ احادیث غیر کے متعلق سے بات ظاہر ہوتی ہے کہ معتدی کی قرات فرض اور واجب نہیں ہے بلکہ اس کو بھی پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی شخص اس طرح قرات کرے جو امام کو پڑھان کر دے اس کی بھی ممانعت حدیث سے ثابت ہوتی ہے ہاں اگر کوئی غرض نہ ہونے کے لئے اور معتدی قرات

نماز میں حدیث کا بیان

نماز میں اگر حدیث ہو جائے تو اگر حدیث اکبر ہو جائے گا تو نماز خاسر ہو جائے گی اور اگر حدیث اصغر ہو گا تو وہ خالی سے خالی نہیں اختیاری ہو گا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجہ میں یا اس کے بسبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہو گا یا نہیں اگر اختیاری ہو گا تو نماز خاسر ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قنوت کے ساتھ ہنسنے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر غصی نکال دے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے لوہ چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور ملوث نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز خاسر ہو جائے گی اس لیے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوئے ہیں اور اگر بے اختیاری ہو گا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا تاکد الواقع ہو گا جیسے قنوت جنون بیوقوفی وغیرہ یا تخیل الواقع جیسے خروج ریح یا عشاء مذی وغیرہ اگر تاکد الواقع ہو گا تو نماز خاسر ہو جائے گی۔ اگر تاکد الواقع نہ ہو گا تو نماز خاسر نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اس حدیث کے ریح کرنے کے اسی نماز کو تمام کرے اور اگر نماز کا اعادہ کرے تو بہتر ہے۔

(تیسرا شیخ صفحہ ۱۲۹) مذکور ہے کہ اس کا جواب بھی امانت سے نکلتا ہے۔ صحابہ کے اقوال و افعال میں یہ نکتہ ہے کہ بعض قرأت مذکور تھے اور ریح کرتے تھے جیسے ابی سعید رضی اللہ عنہ بعض سے اہانت اور ریح دونوں منقول ہیں جیسے عمر رضی اللہ عنہ، عطاء بن ابی رباح سے اجازت روایت کرتے ہیں اور امام محمد کا فتویٰ بعض سے آہستہ آواز کی نماز میں اہانت دینے اور آواز کی نماز میں اہانت منقول ہے بعض سے یہ وقت کی ناپاکی اہانت منقول ہے۔ چارے انکشاف مذہب ہے کہ سورۃ فاتحہ کی قرأت امام پر مستور ہو واجب ہے مقتدی پر واجب نہیں بلکہ کردہ تحریمی ہے اور بعض نسخہ آہستہ آواز کی نماز میں مستحب اور جب آواز کی نماز میں مکروہ کا حکم ہے اور یہی مسئلہ مستقل اور قابل اختیار کرنے کے ہے اور امام محمد سے بھی واجب جاری ہے اسی مذہب کو نقل کیا ہے۔ مثلاً ابی اللہ صفی محدث دہلوی نے اس مسئلہ کو امام مذہب فاروق اعظم اور حضرت ابی اللہ امامیہ بہت صاف کا حکم ہے اور اس سے بھی لڑا وہ متصل اور دو نقل مکتبہ شری نے اپنے رسالہ امام الکرام میں جو نام اس مسئلہ میں ہے بیان فرمایا ہے اگر زیادہ تحقیق کسی کو متنازع ہو تو ان کتابوں کو دیکھئے ہم سفر بیان فقہ و فروع نہایت اختصار کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲

نماز میں حدیث کا بیان

نماز میں اگر محدث ہو جائے تو اگر محدث اکبر ہو جائے گا تو نماز حاسد ہو جائے گی اور اگر محدث
 اصغر ہو گا تو وہ حلال سے خالی نہیں اختیاری ہو گا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے
 سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہو گا یا نہیں اگر اختیاری ہو گا تو نماز حاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی
 شخص نماز میں تہتہ کے ساتھ ہنسنے یا اپنے بدن میں کوئی غریب لگا کر خون نکال دے یا عداوت
 و سب سے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی چتوڑ وغیرہ چھت سے
 گر کر کسی نماز پڑھتے ہوئے اس کے سر میں گئے اور دونوں غل آئے اس سبب صورتوں میں نماز حاسد ہو جائے گی
 اس سبب کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوئے ہیں اور اگر بے اختیاری ہو گا تو اس میں دو
 صورتیں ہیں یا نامرد الواقع ہو گا جیسے تہتہ جنونی میوٹھی وغیرہ یا کثیر الواقع جیسے خود ج و سبب
 پاجانہ مذی وغیرہ اگر نامرد الواقع ہو گا تو نماز حاسد ہو جائے گی۔ اگر نامرد الواقع نہ ہو گا تو نماز حاسد نہ
 ہو گی بلکہ اس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اس محدث کے رخص کرنے کے اسی نماز کو تمام کرے اور اگر نماز
 کا اعادہ کرے تو بہتر ہے۔

درجہ برائے صفحہ ۱۲۹) مذکور ہے تو اس لایم از فکر انتخاب میں مملویش سے ٹکلتا ہے۔ صواب کے قبول و اعمال میں
میں نقص میں بعض قرأت مذکور تھے اور منہ کرتے تھے جیسے وہ خود بھی اثر منہ بعض سے اجازت اور منہ بعض متحمل
ہیں جیسے عربی خطاب و فی اللہ عزہ و جلایں اس سے اجازت و روایت کرتے ہیں اور امام احمد لافست بعض سے آہستہ
آواز کی نماز میں اجازت بلند آواز کی نماز میں اجازت متحمل۔ بے بعض سے برکت کی بنا پر اجازت متحمل ہے۔ ہمارے
فخرا کا مذہب ہے کہ سورۃ فاتحہ کی قرأت اہل علم اور متقدم و ادیب کے مقتدی پر واجب نہیں بلکہ مکروہ و تحریمی ہے اور
بعض نے آہستہ آواز کی نماز میں مستحب اور بلند آواز کی نماز میں مکروہ و مکاحیہ اور یہی مسلک متحمل اور قابل اختیار کرنے
کے بعد امام محمد سے بھی صواب جاری ہے۔ اسی مذہب کو نقل کیا ہے۔ شہ ولی اللہ حق محبت و طری نے اس مسئلہ کو شمار
مذہب تادوق و اقلیم اور غیر الشیخ ابوالخیر میں بہت صاف و مکاحیہ اور اس سے بھی زیادہ مفصل اور مقل علامہ مکسفری
نے اپنے دربار امام الکلام میں جو نام اس مسئلہ میں ہے وہی فرمایا ہے اگر نہ وہ تحقیق کسی کو متجاوز ہو تو ان کتابوں کو
دیکھئے ہم نے یہاں بقدر ضرورت نہایت اختصار کے ساتھ مذکور کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲

اس صودت میں نماز قاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

- ۱۔ کسی دکن کی حرالت حدیث میں وارد ہے۔
- ۲۔ کسی دکن کو پہننے کی حرالت میں خدا نہ کرے مثلاً عجب وضو کو جائے یا وضو کر کے اسے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لیے کہ قرأت نماز کا رکن ہے۔
- ۳۔ کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔
- ۴۔ بعد حدث کے بغیر کسی غذا کے بقدر ادا کرے کسی دکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لیے جائے ہاں اگر کسی عذر کے طور پر جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً عینیں زیادہ ہوں اور جب پہل صفت میں ہوں اور وضو کو بچاؤ کرنا مشکل ہو۔

- ۵۔ مقتدی کو ہر حال میں اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز وہیں پڑھنا جہاں پہلے شروع کی تھی
- ۶۔ امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو۔

مفتویٰ اگر حدیث ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً سلام پیر کر وضو کرے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام منہن اور مستہیات کے ساتھ کرنا چاہئے اور اس درمیان میں کوئی کلمہ وغیرہ نہ کرے ہاں اگر قریب مل سکے تو دور نہ ہائے مابعد یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے وضو کے بعد چاہئے کہ اپنی نماز تمام کرے چاہے جہاں پہلے تھا وہیں جا کر پڑھے۔

امام کو اگر حدیث ہو جائے اگرچہ قعدہ اخیر میں ہو تو اس کو چاہئے کہ فوراً سلام پیر کر وضو کرنے کے لیے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ بگھڑا کر دے مگر کہ خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مہجور کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مہجور کو لاشائے سے بظاہر کتنی رکعتیں وغیرہ پڑھے اور باقی ہیں خود اٹھیں۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر اتھار رکھ دے بعد باقی ہو تو پیشانی پر قرأت باقی ہو خود پر سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر سجدہ سلام کرنا ہو تو بیٹھ کر۔ پھر جب خود وضو کرے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آگے اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں اگر فی مسجد کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کا نافذ وہی نہیں چاہے کہے اور چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کرے آگے پھر امام ہی جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ (شامی وغیرہ)

خلیفہ کو بیٹھنے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جائے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو تمام اپنی نماز حق کی طرح تمام کرے۔ امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی کو کسی کو اپنے میں سے

اس صورت میں نماز خاصہ ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

- ۱۔ کسی دکن کو حالتِ حدیث میں ادا کرے۔
 - ۲۔ کسی دکن کو پہلنے کی حالت میں ادا کرے مثلاً خیبہ و وضو کر جائے یا وضو کر کے اسے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لیے کہ قرأت نماز کا رکن ہے۔
 - ۳۔ کوئی ایسا فعل جو نماز کے متافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔
 - ۴۔ بعدِ حدث کے بغیر کسی عقد کے بقدر ادا کرے کسی دکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لیے جائے ہاں اگر کسی عضو سے دیر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور وضو پہل صحت میں ہو اور مسنون کو چھوڑ کر آنا مشکل ہو۔
 - ۵۔ مقتدی کو ہر سال میں اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز میں پڑھتا ہوں یا پتلے شروع کی تھی
 - ۶۔ امام کا کسی اپنے شخص کو خلیفہ کرنا جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو۔
- مستزاد اگر محدث ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً سلام پیر کر وضو کرے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستہیات کے ساتھ کرنا چاہئے اور اس ویدیان میں کوئی کلمہ وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو وہ نہ جائے مابقی یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے وضو کے بعد چاہے وہ اپنی نماز تمام کرے چاہے وہاں پہلے تھا وہیں ہاں کر پڑے۔
- امام کو اگر محدث ہو جائے اگرچہ عقدہ اخیر میں ہو تو اس کو چاہئے کہ فوراً سلام پیر کر وضو کرنے کے لیے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں سے کسی کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے اور اگر کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی ہمارے ہے اور اس مسبوق کو اشلانے سے بھلا دے کہ اتنی رکعتیں وغیرہ میرے اور باقی میں خود اٹھلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر اتھار کر دے مسجد باقی ہو تو چٹائی پر قرأت باقی ہو تو پیر مسجد تلاوت باقی ہو تو چٹائی اور ان پر مسجد سے کھڑا ہو تو بیٹھ کر۔ پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کو مقتدی بن جائے اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرے خواہ وہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں اگر پانی مسجد کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں چاہے کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ حبیب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ (رشامی وغیرہ)
- خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کو مقتدی ہو جائے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز ادا کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی کو کہہ دے تو اس سے

خلیفہ کر دیں یا خود کو ہی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت کرے تب ہی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہو تو وضو سے یا سترے سے آگے نہ بڑھنا ہو۔ اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کو حدیث ہو جائے اس کو بھی فوراً منہم پیر کر دینا چاہئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرے۔

مقتدی کو ہر حال میں اپنے مقام پر ہلکا نماز پڑھنا چاہئے خواہ جماعت باقی ہو یا نہیں۔ اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہئے کہ جس تعداد میں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو اور اگر کسی حد تک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ سلام پیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گنتی دہرائی رکعتوں کے ادا کرتے ہیں معروضہ ہو۔

اگر کسی تعداد یا خصوص میں بعد اس کے کہ بعد راہقیات کے خیر چکا ہو جنوں ہو جائے یا حدیث اکبر ہو جائے یا حدیث اصغر کرے یا بے ہوش ہو جائے یا مقتدی کے ساتھ جیسے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہو گا۔

نماز کے اقسام اور اس کے پڑھنے کا طریقہ اور نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن و مستحبات وغیرہ اور بن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جو چیزیں حالت نماز میں مکروہ ہیں ان سب کا بیان تفصیل اور کلاماً اب ہم چاہتے ہیں کہ ان سب مضامین کو بحیثیت تفصیل تین نقشوں میں اسج کریں۔ پہلے نقش میں نماز کے اقسام و سرے نقش میں نماز کے فرائض و واجبات و سنن و مستحبات تیسرے نقش میں نماز کے مکروہات و منہیات تاکہ یہ اجمالی صورت دیکھیں انہیں ہو جائے اور ماہیت کی تفصیل بھی از سر فرمائید ہو جائے۔

۲۔ پہلا نقشہ

فرض نمازیں - فرض نمازیں دن رات میں ختم کے وقت پندرہ اور دو سرے دنوں میں تیرہ رکعت ہیں۔ دو رکعت فجر کے وقت چار رکعت ظہر کے وقت اور جمعہ کے دن چھ رکعت ہیں۔ چار رکعت عشاء کے وقت۔ چار رکعت مغرب کے وقت۔ چار رکعت عصر کے وقت۔ فرض میں ہیں اور چنانچہ کسی نماز فرض کفایہ ہے۔ واجب نمازیں - شریعت کی طرف سے تین نمازیں واجب ہیں و تراویح میں ہیں۔ دو تین رکعت ہر روز عشاء کے بعد اور جمعہ دن دو دو رکعت صبح کے بعد اور دو نماز تہجد کی ہمارے وہ بھی واجب ہے اور

بر نفل بعد شروع کر دینے کے واجب ہو جاتی ہے یعنی اس کا تمام کرنا اور ناسد ہو جانے میں اس کی قضا ضروری ہے۔

مسنون نمازیں۔ فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت ظہر کے وقت چار رکعت چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد مغرب کے وقت دو رکعت فرض کے بعد عشاء کے وقت دو رکعت فرض کے بعد نماز تہجد۔ تہجد نماز تراویح کا پیش رکعت۔ نماز احرام۔ نماز کموت اور رکعت نماز خسوف اور رکعت۔ مستحب نمازیں۔ وتر کے بعد دو رکعت نفل و خود دو رکعت۔ نماز سفر اور رکعت نماز عشاء اور رکعت۔ نماز حاجت اور رکعت۔ صلوٰۃ الاقامین چار رکعت۔ صلوٰۃ الشیخ چار رکعت۔ نماز توبہ دو رکعت نماز قتل دو رکعت۔

دوسرا نقشہ

فرائض۔ ۱۔ قیام۔ ۲۔ قرات۔ ۳۔ رکوع۔ ۴۔ سجدہ۔ ۵۔ قعدہ اخیرہ۔ ۶۔ نماز کو اپنے نفل سے تمام کرنا۔

واجبات۔ ۱۔ تکبیر تحریمہ کا اٹھانے کے وقت سے ہوتا۔ ۲۔ بعد تکبیر تحریمہ کے بعد سورہ فاتحہ کے قیام کرنا۔ ۳۔ فرض نمازوں کی دو رکعت باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔ ۴۔ سورہ فاتحہ کے بعد سری صورت ملنا فرض کی پہلی دو رکعت اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں۔ ۵۔ قمر۔ ۶۔ تحصیل نماز کا نفع یعنی رکوع سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تیس پڑھی جاسکے۔ ۷۔ جلسہ۔ ۸۔ قعدہ اولیٰ بعد اہتیمات کے۔ ۹۔ دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ اہتیمات پڑھنا۔ ۱۰۔ نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل نہ کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا موجب ہو جائے۔ ۱۱۔ نماز وتر میں دسائے نفلت۔ ۱۲۔ مسجد میں چھ تکبیریں۔ ۱۳۔ مسجد میں دو سری رکعت کے دو گنا میں تکبیر۔ ۱۴۔ امام کو فجر مغرب عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں بیٹھا نماز سے قرات کرنا اور باقی نمازوں میں آہستہ آواز سے۔ ۱۵۔ نماز کو دو مرتبہ اسلام علیکم کہ کر ختم کرنا۔

سُنَن۔ ۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت سر نہ جھکانا۔ ۲۔ تکبیر تحریمہ سے پہلے دونوں کا اٹھانا مودوں کو قانون تک محدود کو شاد تک۔ ۳۔ ٹٹے ہونے اتھوں کی تھیلیاں قبل رخ ہونا۔ ۴۔ اٹھنا اٹھانے کے وقت انگلیوں کا نہ کشادہ کرنا نہ ملانا۔ ۵۔ بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً اقرا بعد انامروں کو ان کے چپے مودوں کو پیچھے نہ۔ ۶۔ مودوں کو اس طرح کرنا کہ کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے معلق میں ہو۔

اور وہ اپنی تین انگلیاں بائیں کلائی کے اوپر ہوں اور عورتوں کو صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ لینا۔ ۷۔ ہاتھ باندھنے کے بعد فوراً سبنا تک اٹھم پڑنا۔ ۸۔ منفر و اور امام کو بعد سبنا تک اٹھم کے اٹھو ہاتھ اور سبنا پڑھنا۔ ۹۔ ہر رکعت کے شروع میں سبنا پڑھنا۔ ۱۰۔ بعد سورۃ فاتحہ کے آیت آواز سے آمین کہنا۔ ۱۱۔ حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان پاؤں نقل کا فصل ہونا۔ ۱۲۔ فجر طہر کے فرض میں طوالت مفصل عمر عثمانیہ اور سنا اس پر سبنا قیام پڑھنا۔ ۱۳۔ فجر کی پہلی رکعت میں دو سری رکعت سے ٹوٹ کر سبنا پڑھنا۔ ۱۴۔ رکوع مسجدوں میں جاتے وقت اور مسجدوں سے اُٹھتے وقت اٹھا کر کہنا۔ ۱۵۔ مردوں کو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھ سے پکڑنا اور عورتوں کو صرف ہاتھ رکھ لینا۔ ۱۶۔ مردوں کو گھٹنوں پر رکھنا اور عورتوں کو گھٹنوں کی حالت میں پٹھانوں کا بیہ حد رکھنا۔ ۱۷۔ مردوں کو رکوع میں اپنی طرح بیٹھ جانا عورتوں کو صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ ۱۸۔ کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم رکوع میں اور سبحان ربی الاعلیٰ مسجدوں میں کہنا۔ ۱۹۔ رکوع میں مردوں کو ہاتھ پلو سے عیدار کہنا۔ ۲۰۔ قوسے میں اہم کو صرف صحیح اٹھ مقصدی کو صرف درنا مقصد کو دونوں کہنا۔ ۲۱۔ مسجد میں جاتے وقت پہلے گھٹنے کا پھر ہاتھوں کا پھر کان پر پیشانی کا زین پر رکھنا اور اٹھتے وقت اس کے برعکس۔ ۲۲۔ مسجد میں منہ کو دونوں کے درمیان میں رکھنا۔ ۲۳۔ مسجد سے مردوں کو اپنے پیٹ کا نالہ سے اور کنبوں کا پلو سے جہاں رکھنا اور ہاتھوں کی بانہوں کا زین میں سے اٹھا ہوا کہنا۔ ۲۴۔ مسجد کی حالت میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا اور پیر کی انگلیوں کا رخ قبیلے کی طرف اور دونوں ناکوں کا ملا ہوا رکھنا۔ ۲۵۔ مسجد سے کھڑے ہوتے وقت زین سے سامنا ہونا۔ ۲۶۔ دونوں مسجدوں کے درمیان اور قعدہ اولیٰ و ثانی کی میں خاص کیفیت سے بیٹھنا ہر اہر بیان ہوا۔ ۲۷۔ انقیات میں اسی خاص کیفیت سے اٹھا کر کہنا۔ ۲۸۔ فرض کے پہلے دو رکعت کے بعد ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا۔ ۲۹۔ قعدہ اخیر میں انقیات کے بعد دو رکعت پڑھنا۔ ۳۰۔ بعد دو رکعت کوئی دھڑکتے ہاتھ پڑھنا۔ ۳۱۔ اسلام علیکم کہتے وقت ہاتھ اپنے بائیں طرف منہ پھر ناپچلے دہنے طرف پھر بائیں طرف۔ ۳۲۔ امام کو بلند آواز سے سلام کہنا۔ ۳۳۔ دوسرے سلام کی آواز کا پہلے سلام سے پست ہونا۔ ۳۴۔ امام کو سلام میں مختصریوں اور فرشتوں کی اور منفر کو صرف فرشتوں کی نیت کہنا۔

مستحبات - ۱۔ تکبیر تحریر کے وقت مردوں کو اسٹین وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا۔ ۲۔ قیام کی حالت میں مسجد سے کے مقام پر رکوع میں تھم پر مسجد سے بائیں تاک پر بیٹھنے کی حالت میں ناک پر سلام کی حالت میں شانوں پر نکل کر کہنا۔ ۳۔ گناہی۔ جہانی کا کہنا۔ ۴۔ اگر جہانی کہائے تو حالت قیام میں

راہنے ائمہ و مرہائیں ہاتھ کی پشت سے منہ بند کرنا۔ ۵۔ سجدہ تاسمت اہل صلوٰۃ کے قوفاً امام کو کبیر تحریم
کنا۔ ۶۔ دونوں ہاتھوں میں وہی نام الحیات پڑھنا۔ ۷۔ قنوت میں بالتسمیٰ التسمیٰ تک اور التسمیٰ
اور فی پڑھنا۔

تیسرا نقشہ

جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ۱۔ نماز کے شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہونا
۲۔ نماز کے قرائن کا چھوٹ ہونا۔ ۳۔ نماز کے واجبات کا سوا چھوڑ کر سجدہ سمونہ کرنا۔ ۴۔ حالت نماز
میں کلام کرنا۔ ۵۔ بے عذر اور بے کسی غرض میں کسی کے کھانا۔ ۶۔ کسی مصیبت یا درد کے سبب سے دونا
یا آہ یا آن کرنا۔ ۷۔ کھانا پینا۔ ۸۔ وہ عمل کثیر جو احوال و احوال نماز کی مجلس سے نہ ہو۔ ۹۔ نماز میں
بے عذر چھٹا پھرتا۔ ۱۰۔ عورت کا حالت نماز میں غمازی ہو جانا۔ وہ شرطوں کے ساتھ جو اوپر بیان ہو چکی ہیں
۱۱۔ نماز کے صحت کے شرائط مفقود ہونے کے بعد کسی دکن کا ادا ہونا۔ ۱۲۔ امام کا بعد وراثت کے بغیر
یکے ہونے مسجد سے چلا جانا۔ ۱۳۔ ایسے شخص کو نیت کر دینا جس میں اہمیت کی صلاحیت نہیں۔ ۱۴۔
مستفی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز کو غیر موجب اعتدال میں تمام کرنا۔
۱۵۔ قرآنی مجید کی قرات میں غلطی کرنا بے تفصیل مذکور۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں۔ مکروہ تحریمی۔ ۱۔ حالت نماز میں کپڑے کا خلعت و ستور پہننا۔
۲۔ دو کمرے میں جاتے وقت ٹہنی وغیرہ سے چمانے کے نیچے کپڑوں کا اٹھایا۔ ۳۔ حالت نماز میں کوئی
انفوسل کرنا یا کثیر کی حد تک نہ پینے۔ ۴۔ جو غلاب کپڑے لوگوں کے سامنے ہیں کرنا علی مکتا ہرمان کرنا حالت
نماز میں پہننا۔ ۵۔ ہر مذہب نماز پڑھنا بشریک نماز مشرک کے نیچے نہ ہو۔ ۶۔ پیشاب یا عذر یا عذر و وجہ
کی ضرورت کے وقت بے ضرورت دفعہ یکے ہونے نماز پڑھنا۔ ۷۔ سجدہ کے مقام سے انگلیوں کا
ٹھٹھانا بشریک بے ٹھٹھانے ہونے سجدہ ممکن ہو۔ ۸۔ حالت نماز میں انگلیوں کا ٹھٹھانا یا ایک ہاتھ کی انگلیوں
دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا۔ ۹۔ نماز میں ہاتھ کو کھینچ کر رکھنا۔ ۱۰۔ منہ قبلہ سے پھرتا۔ ۱۱۔
حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ سر پر نہیں رہیں اور نہ ان کو کمر سے جوئے سینہ سے لگے ہوں
۱۲۔ مردوں کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا سجدہ میں نہیں پکچا کرنا۔ ۱۳۔ کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا۔ ۱۴۔
عورت پیشانی یا ناک سے سجدہ کرنا۔ ۱۵۔ عورت کے کپڑے پکچا کر سجدہ کرنا۔ ۱۶۔ حالت نماز میں رو کر پڑھنا
جس میں جاندار کی تصویر ہو بے تفصیل مذکور۔ ۱۷۔ حالت نماز میں بے ضرورت عمل تعلیل کرنا۔ ۱۸۔ اور منہ پکڑنا

سے بند کر لینا۔ ۱۹۔ قرأتِ نتم ہونے سے پہلے رکوع کے لیے جھکنا مانوس جھکنے کی حالت میں باقی قرأتِ تمام کرنا۔ ۲۰۔ کسی ایسے کڑے کو پینا جس میں بعد صافی نجاست ہو۔ ۲۱۔ فرض نمازوں میں نماز تہجد قرآنی کے خلاف قرأت کرنا۔ ۲۲۔ نازل کسٹن میں کسی سنت کا ترک کر دینا۔ ۲۳۔ مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ پڑھنا جس سے قرآن مجید کے سٹف میں غفل واقع ہو جائے امام کی قرأت میں انتشار ہو۔ مکر وہ تشریحی :- کوئی اگر اپنا ذی سونے چھو غیر وکالت میں رکھ دینا بشرطیکہ قرأت میں خلل نہ ہو۔ ۲۔ مردوں کے اپنے ہاتھ بالوں کا جوڑا باندھ کر ناز پڑھنا۔ ۳۔ گوشہ چشم سے بے فروت وار مرد و عورت کا ۴۔ سلام یا سلام کا جواب اٹھانے سے دینا۔ ۵۔ نماز میں بے حد چار زانو ٹیٹنا۔ ۶۔ جھانپنا۔ ۷۔ آنکھوں کا بند کر لینا۔ ۸۔ امام کا عیب میں پکڑ لینا۔ ۹۔ حرفِ امام کا کسی اونچے مقام پر پکڑ لینا۔ ۱۰۔ مقتدیوں کا بے فروت کسی مقام پر پکڑ لینا۔ ۱۱۔ آنکھوں یا سورتوں وغیرہ کا آنکھوں پر شمار کرنا۔ ۱۲۔ فرض نمازوں میں ایک سو صدقہ کی کچھ آیتیں ایک رکعت میں پھر دوسری رکعت میں پڑھنا بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم پھٹا نہ جائے۔ ۱۳۔ فرض نمازوں میں ایک سو صدقہ کا درمیان میں چھٹا کر دو سو صدقہ کی ایک سو رکعت میں پڑھنا۔

نماز میں سو کا بیان

نماز کے سنسن اور مستحبات کے ترک سے نماز میں کچھ غرابی نہیں آتی یعنی صحیح ہو جاتی ہے اس میں سنسن کے چھوڑ دینے سے نماز میں کراہت تحریمہ آجاتی ہے اس کے ترک سے بدست نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے۔ اس لیے کہ جو نماز کراہت تحریمہ کے ساتھ رکھی جائے اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (رشائی)
نماز کے فرائض میں اگر کوئی چیز مسدود یا عدا چھوٹ جائے تو نماز کا عدا ہو جائے گی اور اس کا کوئی تدابیر نہیں ہو سکتا۔

نماز کے واجبات میں اگر کوئی چیز عدا چھوڑ دی جائے تو اس کا بھی تدابیر نہیں ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نماز کے واجبات میں اگر کوئی چیز مسدود چھوٹ جائے تو اس کا تدابیر ہو سکتا ہے وہ تدابیر یہ ہیں کہ بعد از اخیر میں اقیات پڑھنے کے بعد دہائی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجود کیے جائیں اور بعد مسجدوں کے پھر قصد کیا جائے اور اقیات اور دو شریعت اور دعا چھوڑ کر معمول پڑھ کر سلام

پھر اس لئے کہ مسجد کو مسجد سمجھتے ہیں۔ (رشای)

مسجد سو کر لیٹنے سے وہ خرابی جو ترک واجب کے سبب سے نمازیں آئی تھی رفع ہو جاتی ہے۔
خدا جس قدر واجب چھوٹ گئے ہوں وہی مسجد سے کافی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی سے نماز کے سبب
واجبات چھوٹ گئے ہوں اس کو بھی وہی مسجد سے کرنا چاہئے دو سے زیادہ مسجد سو شروع نہیں
(دو شخصوں)

مسجد سو اس شخص پر واجب ہے جس سے کوئی واجب نماز کا چھوٹ گیا ہو اور بعد مسجد سے
کے اقیات پڑھا جس پر واجب ہے۔ اقتل یہ ہے کہ دہائی طرف سلام پھرنے کے بعد یہ مسجد سے
لیکے جائیں اگر بے سلام پھیرے یا سب سے سلام کر کہ مسجد سے کوئی بے باقیں تب بھی جائز ہے۔
نماز کے واجبات چھوٹ کر اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں لہذا یہاں اب ہر واجب کے ترک کا ذکر
کرنا یہ کہ ہے ان چند واجبات کا مجب فرزت ذکر کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص سورۃ فاتحہ یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اسی رکعت کے رکوع میں یا بعد رکوع
کے یا دہائے تو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی سورت کو پڑھ لے اور پھر رکوع کرے
اور مسجد سو کرے اس لئے کہ رکوع کے ادا کرنے میں تاخیر ہو گئی اور اگر سورۃ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے
بعد دوسری رکعت میں یا دہائے تو اگر دوسری سورت چھوٹی ہے تو اس کو پڑھ لے اور سورۃ فاتحہ چھوٹی
ہو تو اس کو پڑھ لے ورنہ ایک رکعت میں دو سورۃ فاتحہ جو جائیں گی اور تنگ سورۃ فاتحہ کی مشروع نہیں
اس سورت میں بھی مسجد سو کرنا چاہئے۔

اگر کوئی شخص سورۃ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھ جائے اور اسی وقت اس وقت اس کو
خیال آجائے تو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد پھر سورت پڑھے اور مسجد سو کرے اس لئے کہ
دوسری سورت کا سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہے اور یہاں اس کے خلاف ہوا۔
اگر کوئی شخص سورۃ فاتحہ دوسرے پڑھ جائے تو اس کو بھی مسجد سو کرنا چاہئے اس لئے کہ سورۃ
فاتحہ ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا واجب ہے۔

اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص جہلاً نماز سے قنات کر جائے یا جہلاً نماز کی نماز میں آہستہ
آہستہ آواز سے قنات کرے تو اس کو مسجد سو کرنا چاہئے۔ اس اگر آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قنات
جہلاً نماز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہ ہو مثلاً دو تین جہلاً نماز سے نکل جائیں
تو کچھ ضائع نہیں۔

اگر کوئی شخص سات یا کم میں انقیات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت بعد سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھے تو کھڑے نہ ہو اس لیے کہ تحریر اور سورۃ فاتحہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اور انقیات بھی اسی قسم سے ہے اور اگر قرأت کے بعد پڑھے یا دوسری رکعت میں پڑھے غدا قرأت سے پہلے یا قرأت کے بعد اس کو مسجد سو کرنا چاہئے اس لیے کہ قرأت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہے اور دوسری رکعت کی ابتدا بھی قرأت سے کرنا واجب ہے۔

اگر کوئی شخص توڑ بھول جائے یا مسجدوں کے درمیان میں جلسہ ذکر سے قواس کو بھی مسجد سو کرنا چاہئے۔

اگر کوئی شخص کسی رکعت میں ایک ہی مسجد کو کسے دوسرا مسجد بھول جائے اور دوسری رکعت میں یا دوسری رکعت کے بعد یا تعدۃ اخیرہ میں قبل انقیات پڑھنے کے یا آگے آجائے قواس مسجد سے کھڑا کرے اور مسجد سو کرے اور اگر تعدۃ اخیرہ میں بعد انقیات کے یا کسے قواس مسجد سے کھڑا کرے پھر انقیات پڑھے اور مسجد سو کرے۔

اگر کوئی شخص کسی رکعت میں پہلے مسجد کو کسے رکوع ذکرے اور دوسری رکعت سے پہلے اس کو یا آگے آجائے قواس کو کھڑا کرے اور پھر مسجد کو کسے اس کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو اور مسجد سو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے نہ آجائے بلکہ دوسری رکعت میں تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع سمجھا جائے گا اور یہ دوسری رکعت کا اہم جوہانے گی اس کے عرض میں اور رکعت اس کو پڑھنا ہوگی۔ اس صورت میں بھی مسجد سو کرنا ہوگا۔

اگر کوئی شخص تعدۃ اولیٰ بھول جائے تو اگر وہ رکھڑا ہو یا کھڑا ہو تو پھر نہ بیٹھے اور مسجد سو کرے اور اگر پڑا نہ رکھڑا ہو یا کھڑا ہو بلکہ مسجد سے قریب ہو یعنی گھٹنوں سے اونچا نہ ہو تو پھر بیٹھ جائے اور اس صورت میں مسجد سو کرنا ضرورت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص تعدۃ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے اور قبل مسجد کو کسے اس کو یا آگے آجائے قواس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے اور مسجد سو کرے اور اگر مسجد کو چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا بلکہ اس کی یہ ناز اگر فرض کی نیت سے پڑھتا تھا تو قتل ہو جائے گی اور اس کو اختیار ہے کہ اس رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور غلا سے تاکہ یہ رکعت میں ضائع نہ ہو اور وہ کہتے ہیں یہ بھی قتل ہو جائے گی۔ اگر عسرا اور خبر کے فرض میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت نہ سکتا ہے اس لیے کہ عسرا و خبر کے فرض کے بعد قتل مکروہ ہے اور یہ کہتے ہیں فرض نہیں دیں بلکہ قتل ہو گئی ہیں پس اگر فرض سے پہلے قتل پڑھی گئی اور اس میں کچھ کراہت

نہیں مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائے اور نہ پانچ رکعت ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقولہ نہیں اور اس صورت میں مجدد سو کی ضرورت نہ ہوگی۔

(در مختار - رد المحتار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قصد اخیر میں بعد اس قدر بیٹھنے کے جس میں انتہیات پڑیں چاہے کہ کھڑا ہو جائے تو اگر مسجد نہ کر چکا ہو تو بیٹھ جائے اور مجدد سو کرے اسی بیٹھے کو سلام کے اور اگر نہ ہو جو واجب تھا تاخیر ہو گئی اور اگر مسجد کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ ایک رکعت اور ملاوے تاکہ یہ رکعت ضائع نہ ہو اور اگر رکعت نہ ملائے بلکہ کسی رکعت کے بعد سلام پھیر دے تب بھی ہاؤر ہے مگر ملاوے بنا ہنر ہے۔ اس صورت میں اس کی وہ رکعتیں اگر فرض کی نیت کی تھی تو فرض ہی رہیں گی نقل نہ ہو جائیں گی عصر اور فجر کے فرض میں بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اسی بیٹھے کو بعد عصر اور فجر کے فرض کے قصداً نقل پڑھنا مکروہ ہے اگر مسافر پڑھ لی جائے تو کچھ کرہ است نہیں اس صورت میں فرض کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی گئی ہیں بیان نمونہ منقول کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں جو فرض کے بعد ظہر مغرب عشا کے وقت مسنون ہیں کیونکہ ان منقولہ کا معنی تو یہ ہے ادا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ (در مختار - رد المحتار)

اگر کوئی شخص نماز میں ایسا نفل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے تو اس کو مجدد سو کرنا چاہئے۔

مثال ۱۰۔ سورہ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اس قدر سکوت کرے جس میں کوئی رکعت اور سورہ کے ۲۰ کوئی شخص قرات کے بعد اتنی ہی دیر تک سکوت کیجے ہوئے کہ کھڑا ہوے۔ ۲۰۔ کوئی شخص قصد اولیٰ میں بعد انتہیات کے اتنا ہی دیر تک سچپ بیٹھا رہے یا دودھ شربین پڑھے یا کوئی دعا مانگے ان سب صورتوں میں مجدد سو واجب ہوگا۔

اگر کسی شخص سے سو ہو گیا ہو اور مجدد سو کرنا اس کو یاد نہ رہے یہاں تک کہ تمام ختم کرنے کی غرض سے سلام پھیر دے اس کے بعد اس کو مجدد سو کا خیال آئے تو اب بھی وہ مجدد سو کر سکتا ہے تاؤ فیکر قبیلہ سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔

اگر کسی نے ظہر کی فرض میں ادائی رکعت کے بعد پھر کر میں چاروں رکعتیں پڑھ چکا ہوں سلام پھیر دیا اور بعد سلام کے خیال آیا تو اس کو چاہئے کہ دو رکعتیں اور پڑھ کر نماز تمام کر دے اور مجدد سو کرے۔

اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے تو اس کی عادت شک کرنے کی

نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اس کو شک ہو کہ تاہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی نئے رکعتیں اس کو غالب گمان سے یا پڑیں اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا تھا اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کسی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظن ہو کہ نماز میں شک ہو کہ تین رکعت پڑھ چکا ہے یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کرے اور ان سب صورتوں میں اسی کو سجدہ سو کرنا چاہئے۔ اگر کسی شخص کو کسی رکعت کے بعد شہد ہو کہ اس کے بعد قعدہ کرنا چاہئے خواہ قعدہ اولی کا شہد ہو یا قعدہ اخیرہ کا تو اس کو چاہئے کہ وہاں قعدہ کر دے اور سجدہ سو کرے۔

قضا نمازوں کا بیان

بے عذر نماز کو قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے جو بے عذر دل سے تو یہ کہے ہوئے صاف نہیں ہوتا۔ حج کرنے سے بھی گناہ کبیرہ صاف ہوتے ہیں اور انہم الذین کو اختیار ہے کہ بے کسی وسیلہ اور سبب کے صاف کر دے۔

اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو ان کو چاہئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بغیر آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرات کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔ قضا نماز کا اعلان ادا کرنا گناہ ہے اس لیے کہ نماز کا قضا ہونا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہے نماز قضا کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کے قضا نماز میں یہ بھی نیت کرنا چاہئے کہ میں فلاں نماز کی قضا پڑھتا ہوں اور اگر نیت کرے تب بھی جائز ہے اس لیے کہ قضا پر نیت ادا اور ادا پر نیت قضا درست ہے۔

فرض نمازوں کی قضا بھی فرض اور واجب کی قضا واجب ہے۔ وتر کی قضا واجب ہے اور اسی طرح نذر کے نماز کی اور اس نفل کی جو شروع کر کے ناسد کر دی گئی ہو اس لیے کہ نفل بعد شروع کرنے کے واجب ہو جاتا ہے سنن مؤکدہ وغیرہ اور کسی نفل کی قضا نہیں ہو سکتی بلکہ جو نماز ان کی قضا کی غرض سے پڑھی جائے گی وہ مستقل نماز معلومہ سمجھی جائے گی اس کی قضا نہ ہوگی ہاں نفل کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائیں اور فرض کی قضا قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتیں بھی پڑھی جائیں اور اگر زوال کے بعد پڑھی جائے تو نہیں اور اگر صحت خفیف قضا ہو نہیں سکی تو بعد طلوع آفتاب

کے دوران سے پہلے پڑھ لی جائیں۔ اور ظہر کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر وہ جائیں تو وقت کے اندر قبل ہی دو سنتوں کے جو فرض کے بعد ہیں پڑھ لی جائیں وقت کے بعد نہیں پڑھی جاسکتیں خواہ فرض کے ساتھ پڑھ جائیں یا نہ پڑھیں۔

ووقت نماز اور قضا نماز میں اور ایسا ہی قضا نمازوں میں باہم ترتیب فروری ہے بشرطیکہ وہ قضا فرض نماز ہو یا وتر کی مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضا ہو گئی ہو تو ظہر کی قضا اور عصر کی وقتی نماز میں اس کو ترتیب کی رعایت فروری ہے یعنی جب تک پہلے ظہر کی قضا نہ پڑھے گا عصر کا فرض نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نقل ہو جائے گی اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر کا فرض ہے و تراویح کیے ہوئے نہیں پڑھ سکتا اسی طرح اگر کسی کے ذکر فجر اور ظہر کی قضا ہو تو ان دونوں کے آپس میں بھی ترتیب فروری ہے یعنی جب تک پہلے فجر کی قضا نہ پڑھے گا ظہر کی قضا نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نقل ہو جائے گی اور ظہر کی قضا بہ طور اس کے ذکر باقی رہے گی۔ اس اگر بعد اس قضا کے پانچ نمازیں اسی طرح پڑھ لی جائیں تو پھر پانچوں صبح ہو جائیں گی یعنی نقل نہ ہوں گی فرض وہیں کی جتنا چھوڑے گئے پانچ ہو گا ترتیب ان میں ضرور قریں میں مانتا ہو جاتا ہے۔

پہلی صورت۔ نسیان۔ یعنی قضا نماز کا یا و نہ پڑھا اگر کسی کے ذکر قضا نماز ہو اور اس کو وقتی نماز پڑھتے وقت اس کے ادا کرنے کا خیال نہ رہے تو اس پر ترتیب واجب نہیں اور اس کی وقتی نماز میں کو ادا کرے یا صبح ہو جائے گی اس لیے کہ قضا نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہے۔ اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں مختلف ایام میں قضا ہوں ہیں مثلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی اور اس کو یہ یاد ہے کہ پہلے کن قضا ہوئی تھی تو اس صورت میں ان کی آپس کی ترتیب مانتا ہو جائے گی جس کو چاہے پہلے ادا کرے چاہے پہلے ظہر کی قضا پڑھے یا عصر کی یا مغرب کی۔ (رشائی)

اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز کا خیال نہ تھا بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قضا اخیر میں انقیات پڑھنے کے یا بعد انقیات پڑھنے کے اگر قبل سلام کے یہ خیال آجائے تو وہ نماز اس کی نقل ہو جائے گی اور فرض اس کو پھر پڑھنا ہو گا۔ (رشائی)

اگر کسی شخص کو دو مرتبہ ترتیب کا علم ہو یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ پہلے قضا نمازوں کو بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازوں کو نہ پڑھنا چاہئے تو اس کا یہ خیال بھی نسیان کے حکم میں دیکھا جائے گا اور ترتیب اس سے مانتا ہو جائے گی۔ (رد المحتار)

دوسری صورت۔ وقت کا نکل جانا۔ اگر کسی کے ذکر کوئی قضا نماز ہو اور وقتی نماز

ایسے تنگ وقت پڑھے جس میں صرف ایک نماز کی گنجائش ہو خواہ اس وقتی کو پڑھے یا اس قضا کو تو اس صورت میں ترتیب ماقط ہو جائے گی اور بغیر اس قضا کے پڑھے ہوئے وقتی نماز کا پڑھنا اس شخص کے لئے درست ہو گا۔ پھر اگر نماز میں وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہے یعنی اگر مستحب وقت میں صرف اسی قدر گنجائش ہو کہ صرف عصر کا فرض پڑھا جا سکے تو اس سے زیادہ کی گنجائش نہ ہو تو ترتیب ماقط ہو جائے گی اگرچہ اصل وقت میں گنجائش ہو اس لئے کہ بعد آفتاب زرد ہو جانے کے نماز مکروہ ہے۔

(شامل)

اگر کسی کے ذمہ کئی نمازوں کی قضا ہو اور وقت میں سب کی گنجائش نہ ہو بعض کی گنجائش ہو تب بھی صحیح یہ ہے کہ ترتیب ماقط ہو جائے گی اور اس پر یہ ضروری نہ ہو گا کہ کسی قدر قضا نمازوں کی گنجائش وقت میں ہو پہلے ان کو ادا کرے اس کے بعد وقتی نماز پڑھے مثلاً کسی کی عشاء کی نماز قضا ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت میں ادا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجائش ہو تو اس پر یہ ضروری نہیں کہ پہلے وتر پڑھے تب صبح کی نماز پڑھے بلکہ بے وتر ادا کیے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھے گا تو درست ہے۔

تیسری صورت - قضا نمازوں کا پانچ سے زیادہ ہو جانا۔ وتر کا حساب ان پانچ میں نہیں ہے اگر وہ بھی طالع جائے تو یوں کہیں گے کہ چھ سے زیادہ ہونا یہ قضا نمازیں خواہ حقیقتہً قضا ہوں جیسے وہ نمازیں ہر چاہے وقت میں نہ پڑھی جائیں یا مکمل قضا ہوں جیسے وہ نمازیں جو کسی قضا نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے ہے اس کے ادا کیے ہوئے پڑھ لی جائیں مثلاً کسی سے فجر کی نماز قضا ہوئی ہو اور وہ فجر کی نماز بے اس کے ادا کیے ہوئے باوجود زیاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے تو یہ فجر کی نماز مکمل قضا میں شمار ہوگی اس کے بعد عصر کی نماز بھی مکمل قضا میں کہی جائے گی اگرچہ ادا کیے ہوئے ان دونوں نمازوں کے باوجود زیادہ ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے اسی طرح مغرب اور عشاء کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھے گا تو چنانچہ اس سے پہلے قضا نمازیں پانچ ہر رکعتیں ایک حقیقتہً اور چار مکمل آفتاب اس کے اوپر ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اس کی صحیح ہوگی۔

پانچ نمازوں تک ترتیب باقی رہتی ہے اگرچہ وہ مختلف کمالات میں قضا ہوئی ہوں اور زمانہ بھی بہت گزر چکا ہو مثلاً کسی کی کوئی قضا نماز ہوئی تھی اور وہ اس کو یا دوسری چند روز کے بعد پھر اس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس کا بھی خیال اس کو نہ رہا پھر چند روز کے بعد اس کی کوئی نماز قضا ہوئی اور اس کا بھی خیال نہ رہا پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضا ہوئی اور وہ بھی اس کو یاد نہ رہی تو اب یہ پانچ نمازیں ہر رکعتیں اب تک نہیں

ترتیب واجب ہے یعنی ان کے یا دہرتے ہوئے یا وجہ وقت میں گنجائش کے وقتی فرض ہو کر پڑھے گا
تو وہ صحیح نہ ہوگی اور نقل ہو جائے گی۔ (رد مختار۔ رد المحتار)

ترتیب ماقط ہو جانے کے بعد صحیح و نہیں کرتی مثلاً کسی کی قضا نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں
اور اس سبب سے اس کی ترتیب ماقط ہو جائے بعد اُس کے وہ اپنی قضا نمازیں کو ادا کرنا شروع
کریں یہاں تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ وہ جائیں آداب وہ صاحب ترتیب نہ ہوگا اور غیر ان کے
اور ان کے حصے یا وجہ یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے جو فرض نماز پڑھے گا وہ صحیح ہوگی۔
اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہوگئی ہو اور اس کے بعد اُس نے پانچ نمازیں اور پڑھ لی ہوں اور اس
قضا نماز کو یا وجہ یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے نہ پڑھا ہو تو پانچویں نماز کا وقت گزر جانے
کے بعد پانچوں نمازیں اس کی صحیح ہو جائیں گی یعنی فرض دیں گی اس لئے کہ یہ پانچویں نماز نہیں سکھاتا
قضا ہیں اور وہ ایک حقیقتاً قضا سب مل کر پانچ سے زیادہ ہو گئیں لہذا ان میں ترتیب ماقط ہو گئی
اور ان کا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہو گیا۔

اگر کسی کی نمازیں حالت سفر میں قضا ہوئی ہوں اور اقامت کی حالت میں ان کو ادا کرے تو
قرعے ساتھ قضا کرنا چاہیے یعنی ہمارے رکعت والی نماز کی دو رکعت اس طرح حالت اقامت میں جو
نمازیں قضا ہوئی تھیں ان کی قضا حالت سفر میں پڑھے تو یہی ہمارے رکعتیں پڑھے قرعہ کر لے۔

(رد مختار و بیہود)

نفل نمازیں شروع کر دینے کے بعد واجب ہر باقی ہیں اگرچہ وہ کسی وقت مکروہ میں شروع
کی جائیں یعنی ان کا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا شکیاں یا رکعت تحریمہ اس میں آجائے تو ان کی قضا
پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نقل قضا شروع کی جائے اور شروع کرنا اس کا صحیح ہو اگر
قضا شروع کی جائے مثلاً اگر کسی شخص یہ خیالی کرے کہ میں نے ابھی فرض نماز نہیں پڑھی فرض کی
نیت سے نماز شروع کرے بعد اس کے اس کو یاد آجائے کہ میں فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اس کی نقل
ہو جائے گی اس کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور اگر اس میں خسارہ وغیرہ آجائے گا تو اس کی قضا
بھی اُس کو نہ پڑھنا پڑے گی اسی طرح اگر کوئی قصداً اخیر میں سہواً گڑھا ہو جائے اور وہ رکعتیں پڑھ
لے تو یہ دو رکعتیں اس کی نقل ہو جائیں گی اور چونکہ قضا نہیں شروع کی گئیں اس لئے ان کا تمام کرنا
اس پر ضروری نہیں نہ نامد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضا ضروری ہے۔ اور اگر شروع کرنا صحیح نہ
ہو تب بھی اس کا تمام کرنا اور نامد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضا کرنا ہر گز شکیاں کوئی ہو کسی

عورت کی اتنا سی نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا بھی اس کا صحیح نہ ہوگا۔

اگر نفل نماز شروع کر دینے کے بعد ٹانگہ کی بجائے کوعرف و درکتوں کی قضا واجب ہوگی اگرچہ نیت و درکت سے زیادہ کی کی ہو اس لیے کہ نفل کا ہر شخص یعنی ہر درکتیں علیحدہ نماز کا حکم رکھتی ہیں۔ اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اس کے دونوں شفیع میں قرأت ذکر سے پہلے شفیع میں قرأت ذکر کرے یا دوسرے میں ذکر سے پہلے شفیع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا صرف پہلے شفیع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا صرف پہلے شفیع کی ایک رکعت میں نہ کرے تو ان سب وجوہ صورتوں میں وہ بھی رکعت کی قضا اس کے ذمہ لازم ہوگی پہلی دوسری صورت میں صرف پہلے شفیع کی اس لیے کہ پہلے شفیع کی دونوں رکعتوں میں قرأت ذکر کرنے کے سبب سے اس کی تحریر نہ ہوگی اور دوسرے شفیع کی بنا اس پر صحیح نہ ہوگی گویا دوسرا شفیع شروع ہی نہیں کیا گیا پس اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی۔ تیسری صورت میں صرف دوسرے شفیع کی اس سبب سے کہ پہلے شفیع میں کو نہ نہ نہیں آیا خدا صرف دوسرے شفیع میں آیا ہے۔ چوتھی صورت میں صرف پہلے شفیع کی اس لیے کہ خدا صرف اس میں آیا ہے دوسرا شفیع باطل صحیح ہے۔ چوتھی صورت میں صرف پہلے شفیع کی اس لیے کہ خدا صرف اس میں آیا ہے پہلا شفیع باطل صحیح ہے۔ چوتھی صورت میں صرف پہلے شفیع کی اس لیے کہ پہلے شفیع کی دونوں رکعتوں میں قرأت ذکر کرنے کے سبب سے اس کی تحریر نہ ہوگی۔ ہر جہلے گی اور دوسرے شفیع کی بنا اس پر صحیح نہ ہوگی لہذا اس کی قضا اس کے ذمہ لازم نہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفیع کی ایک ایک رکعت میں قرأت ذکر کرے ایک ایک میں نہ کرے یا پہلے شفیع کی ایک اور دوسرے کی دونوں صورتوں میں چار رکعت کی قضا چڑھنا ہوگی اس لیے کہ ان دونوں صورتوں میں پہلے شفیع کی تحریر نہ ہوگی لہذا دوسرے شفیع کی بنا اس پر صحیح ہوگی اور خدا دونوں شخصوں میں آیا ہے۔

حیض و نفاس کی حالت میں جو نمازیں نہ پڑھی جائیں وہ صاف ہیں ان کی قضا ذکر کرنا چاہیے۔ ہاں اگر حیض و نفاس سے کسی ایسے وقت میں فراغت حاصل ہو جائے کہ اس میں تحریر کی بھی گنجائش ہو تو اس وقت کے نماز کی قضا اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وقت میں زیادہ گنجائش ہو تو اسی وقت اس نماز کو پڑھے اگرچہ پڑھ چکی ہو اس لیے کہ اس سے پہلے ہی پر نماز فرض نہ تھی اب فرض ہوئی ہے اس سے پہلے پڑھنے کا کچھ اعتبار نہیں یعنی فرض نہیں ساقط ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہو تو اس کو بھی اس وقت کے نماز کی قضا پڑھنا ہوگی اس مسئلے کی تفصیل حیض کے بیان

میں جو رکی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی رکوع کا عشا کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر رکعتی کلاش دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو اسلام ہو گیا ہے تو اس کو چاہئے کہ عشا کی نماز کا پھر اعادہ کرے۔

(فتاویٰ کاظمی خاں)

اگر کسی عورت کو آخر وقت میں حیض یا نفاس آگیا ہے تو رائجی تک اس نے نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت کی نماز اس سے معاف ہے اس کی قضاء اس کو نہ کرنا ہوگی۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

اگر کسی کو حیض یا بیہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازوں کے وقت تک وہ سوے تو اس کے ذمہ اس نمازوں کی قضا نہیں وہ نمازیں معاف ہیں ان اگر پانچ نمازوں تک بیہوشی رہے اور چھ نمازیں اس کو ہو گئی آجائے تو اس نمازوں کی قضا اس کو کرنا ہوگی۔

جو کافر دار الحرب میں اسلام لائے اور مسألی نہ بماننے کے سبب سے نماز نہ پڑھے تو پچھتے دن ان سبب کے سبب سے اس کی نمازیں گنی ہوں ان نمازوں کی قضا اس کے مستحق ہیں۔ (درمناذ وغیرہ)

اگر کسی کی بہت نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور ان کو یاد کرنا چاہے تو وقت ان کی تمہین فرمادی ہے اس طرح کہ میں اس فجر کی قضا پڑھتا ہوں کہ جو صبح کے اخیر میں مجھ سے قضا ہوئی ہے پھر اس کے بعد یہ نیت کہ میں اس فجر کی قضا پڑھتا ہوں جو اس سے پہلے مجھ سے قضا ہوئی تھی اس طرح غرض وغیرہ کی نماز میں بھی تمہین کرے۔

اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں نہ حالت مرض میں فوت ہوئی ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے پر قادر تھا مگر وہ اشد سے ہی سے مری تو اس کو چاہئے کہ کمرے وقت اپنے وارثوں سے وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے ہر نماز کے عوض میں صدقہ دے دینا اور اس کے وارث اس کے مال کی تسلی سے ہر نماز کے عوض میں سوا سیرگیس دینا اذھالی سیرگیس اس کی قیمت جتنا جوں کو دے دیں انشاء اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی قضا اس قیمت کے ذریعے آڑ جائے گی۔

نماز کا شروع کر کے قطع کر دینا بے کسی ضرر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا مکمل اور اگر مال کے خوف سے قطع کر دی جائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو ہائز ہے مثلاً کوئی نماز پڑھتا ہو اور کسی شخص کو دیکھے کہ اس کا یا کسی دوسرے کا مال چرائے پلے جاتا ہے۔ اگر نماز کی تکمیل کے لیے قطع کرے تو مستحب ہے مثلاً کوئی شخص نماز فرض پڑھتا ہو اور جماعت شریک ہوئے کی فرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس فرض کو ترک نہ کرے اور اپنی یا کسی دوسرے جان بچانے کے لیے قطع کرنا فرض ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی صلاحت میں فریاد رسی کے پینے پلانے تو ایسی حالت میں بھی توڑ دینا فرض ہے اگرچہ یہ معلوم ہو کہ اس پر کوئی مصیبت آئی ہے یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ میں اس کی مدد کر سکوں گا۔

اگر کسی کو نماز پڑھنے کی صلاحت میں اس کے ماں باپ یا کسی قریبی شخص نماز توڑ دے تو اسے اور نقل ہوا وہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو بھی توڑنا بہتر ہے اور توڑ دے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو توڑ دے اس خیال سے کہ وہ ناخوش نہ ہو جائیں مثلاً شامی وغیرہ

مریض اور معذور کی نماز

اگر کوئی شخص کسی مریض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور سے قادر نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز ادا کرے۔

اگر قیام پر قدرت نہ ہو کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مریض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن میں کمیں صحت اور دھونے لگتا ہو تو اس پر قیام فرض نہیں اس کو چاہئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سمیت سر کے اشارے سے کرے اگر سنی طریقہ سے بیٹھ سکتا ہو یعنی جس طریقہ سے احتیاط پڑھنے کے پینے حالت صحت میں بیٹھنا چاہئے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس طریقہ سے بیٹھیں اس کو ممانعت ہوا اسی طرح بیٹھے۔ اور اگر تھوڑی دیر کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو چاہئے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور یعنی در تک کھڑا ہو جائے کھڑا ہے بعد اس کے کھڑے ہو کر حشر نہ کر اگر صرف چند تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونے کی قوت ہو تب بھی اس کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر رکعے بعد اس کے بیٹھ جائے اگر نہ کھڑا ہو گا تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے سے خواب کھڑی کے یا تکبیر کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہئے۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

اگر کسی شخص کے پاس کچھ اس قدر ہو کہ کھڑا ہونے کی حالت میں اس کا جسم حرکت نہ چھپ سکتا ہو یا بیٹھنے کی حالت میں چھپ جاتا ہو تو اس صورت میں بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہئے اسی طرح اگر کوئی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے ایسا ہے طاقت یا نفس میں مبتلا ہو جائے کہ اگر قرائت نہ کر سکے تو اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہئے۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

اگر کوئی مرد اور عورت یا عورت یا عورت سے برتد وقت نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگرچہ کھڑے ہونے کی قوت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لیے رکوع کی یہ نصبت دیا وہ سر جھکاوے۔ کسی چیز کا پیشان کے برابر اٹھائے اس پر سجدہ کرنا مکروہ نحوی ہے۔ ان اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھ دی جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور ہو یعنی نہ اپنی قوت سے کچھ سکتا ہو نہ کسی کے سہارے سے تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ بیٹھنے کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ چپٹے پیٹھ پر قبضے کی طرف ہوں اور سر کے نیچے کوئی ٹکیہ وغیرہ رکھ لے تاکہ منہ تجھلے کے سامنے ہو جائے اور اگر پہلو پر بیٹھے خواہاں ہوں یا ایسی پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ منہ قبضے کی طرف ہو اور سر سے رکوع سجدے کا اشارہ کرنا چاہے سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو۔ آنکھ باز نہ ہو وغیرہ کے اشارے سے سجدہ کرنا کافی نہیں۔ (رد منہ اور غیرہ)

اگر کوئی عورت درہ نہ میں مبتلا ہو مگر خوش حواس قائم ہوں تو اس کو چاہئے کہ بہت جلد نماز پڑھے سنے تاخیر نہ کرے مبادا انھاس میں مبتلا ہو جائے اور نماز قضا ہو جائے۔ ان اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت میں بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس کو صدمہ پہنچے گا تو بیٹھ کر پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آ گیا ہو مگر ابھی تک خاص نہ بچا ہو تو اس کو بھی نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین میں کوئی ٹکڑا سا کھود کر بولتی وغیرہ کچھ کر بچے کا سر اس میں رکھ دے یہ بھی نہ ممکن ہو تو اشاروں سے نماز پڑھے۔

(خزانة الروایات وغیرہ)

اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہئے کہ نماز اس وقت نہ پڑھے بعد صحت کے اس کی قضا پڑھے پھر اگر یہی حالت اس کی پانچ نمازوں سے زیادہ تک رہے تو اس پر ان نمازوں کی قضا بھی نہیں جیسا کہ فقہاء کے بیان میں گور چکا۔

اگر کسی مریض کو کمترین کا شمار ہو نہ رہتا ہو تو اس پر بھی اس وقت کی نماز کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بعد صحت کے ہی کی قضا پڑھے۔ ان اگر کوئی شخص اس کو بتلایا جائے اور وہ پڑھے تو حجت ہے یہی حکم ہے اس شخص کا جو زیادہ بڑا صلہ کے سبب سے غیور یا مستقل ہو گیا ہو یعنی وہ سرے شخص کے بتلانے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اگر کوئی بتلانے والا نہ ملے تو وہ اپنے قابل دیکھ کر عمل کرے۔

(فتح المفتی)

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں بیمار ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ باقی نماز جس طرح چاہے
سکتا ہو تمام کرے مثلاً اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا تو اسے کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر
پڑھے رکوع سمجھے سے بھی مسذور ہو گیا ہو تو اسلئے سے رکوع سمجھ کر سب بیٹھنے سے بھی مسذور
ہو گیا ہو تو ایٹ کر۔

اگر کوئی مسذور نماز میں قنادر ہو جائے تو اگر صرف تمام سے مسذور تھا اور بیٹھ کر رکوع سمجھ کر
کنا تھا اور اب کھڑے ہونے کی قدرت ہو گئی تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے اور اگر رکوع سمجھ کر سے
بھی مسذور تھا اور اس نے اسلئے سے رکوع سمجھ کر کے ارادہ کو کے نیت باندھ لی تھی مگر اب تک
کوئی رکوع سمجھ کر اشارے سے اٹھ نہیں کیا تھا اور اب اس کو رکوع سمجھ کر پھر قدرت ہو گئی تو وہ باقی نماز
یعنی رکوع سمجھ کر کے ساتھ اٹھ کر اسے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سمجھ کر چکا ہو تو وہ نماز اس کی تکمیل
ہو جائے گی اور پھر نئے سرے سے اس نماز کا پڑھنا اس پر لازم ہو گا۔

اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف
ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا کڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں تراویح کی نماز میں ضعیف
اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ (رشائی وغیرہ)

نفل نماز میں جب تک ابتدا میں بیٹھ کر پڑھنے کو اختیار حاصل ہے وہ یہ بھی درمیان نماز میں بھی
بیٹھ جانے کا اختیار ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ (در مختار وغیرہ)
چلتی ہوئی کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ خوف ہو کہ پلٹی ہوئی کشتی میں کھڑے ہونے
سے سر گرنے لگے گا۔

اگر کوئی کشتی دیر کے کنا سے رکی ہوئی ہو تو وہ خشکی کے حکم میں ہے اور اس پر بیٹھ کر نماز کسی طرح
جائز نہیں اور اگر دیر کے اندر رکی ہوئی ہو اور تھما سے اس کو جنبش و حرکت بھی ہوتی ہو تو وہ چلتی ہوئی
کشتی کے حکم میں ہے۔ کشتی میں نماز پڑھنے کی حالت میں استقبال قبلہ ضروری ہے اور جب کشتی اور کسی حرکت
پھر سے کہ قبلہ بدل جائے تو نماز پڑھنے والے کو بھی پھر مایا ہائے تاکر استقبال قبلہ نہ جاسکے۔ اگر
استقبال قبلہ ممکن نہ ہو تو آخر وقت تک تامل کرے جب دیکھے کہ اب نماز کا وقت جائے تو پھر جس سمت
چاہے نماز پڑھوے۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص کسی جانور پر سوار ہو اور اپنے گلاؤں یا شمر کی آبادی سے باہر ہو تو اس کو تمام نفل اہل
کا مسافرت وغیرہ کے اسی سوا دی پر بیٹھے بیٹھے پڑھنا جائز ہے رکوع سمجھ کر اشارے سے کرے بھی

حالت میں استقبال قبلہ بھی شرط نہیں نہ نماز شروع کرتے وقت نہ حالت نماز میں بلکہ جس طرف وہ ہالدار جا رہا ہو اسی طرف نماز پڑھنا چاہئے۔

اگر کسی شخص نے سواری پر نفل نماز شروع کی اور بعد اس کے بے عمل کھڑے ہوئے اُس سواری سے اتر پڑا تو وہ اسی نماز کی جغیہۃً کو تمام کرے نئے سرے سے نماز پڑھنے کی حاجت نہیں مگر اب استقبال قبلہ ضروری ہو جائے گا اور دو گونہ سبب اختلاف سے کافور ہو گا۔ اور اگر کسی نے اپنے گناؤں یا شرم سے باہر سواری پر نماز پڑھنا شروع کی تھی اور اب بھی نماز تمام نہ ہونے پائی تھی کہ گناؤں یا شرم میں مبتلا گیا تو اس کو اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اختلاف سے جغیہۃً نماز تمام کر لینا چاہئے۔ اترنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (رد مختار وغیرہ)

گناہی وغیرہ کی سواری میں بھی نفل کا پڑھنا جائز ہے خواہ پہنچی ہوئی گاڑی ہو یا کھڑی ہوئی فرائض اور واجبات کا کسی جانور یا گاڑی کی سواری میں پڑھنا ناجائز نہیں۔ ان اگر کوئی عذر ہو مثلاً سواری سے خود اتر نہ سکتا ہو یا اترنے کے بعد چڑھنا دشوار ہو یا اترنے میں کسی درد سے جانور یا دشمن کا خوف ہو یا عورت کو اپنی بے حرمتی کا خوف ہو یا کچھ اور غیر وہ اس عذر پر کہ اگر کھینچے گا تو نماز پڑھے تو منہ وغیرہ میں کچھ دھیر جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ اگر اتر کر نماز پڑھے گا تو ساتھ کے لوگ اس کے بڑھ جائیں گے اور خود تہادہ جائے گا ایسی صورتوں میں اُسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشادے سے فرض اور واجب نمازوں کا پڑھنا بھی جائز ہے مگر استقبال فروری ہے۔ اور اگر گاڑی کا کوئی جزو جانور پر نہ ہو خواہ کھڑی ہو یا پہنچی ہو جانور اس کو تسمیہ یا تسمی کے بعد اشادے سے کھینچ رہا ہو جس کا ایک سرا اس جانور پر ہو اور دوسرا سرا گاڑی پر تو اس میں گاڑی پر فرائض اور واجبات کا بے عذر پڑھنا بھی جائز ہے مگر کھڑے ہو کر اور استقبال قبلہ کے ساتھ۔ (رشائی وغیرہ)

ریٹل کی سواری میں نماز پڑھنا جائز ہے خواہ فرضی ہو یا نفل اور اترنے سے معذور ہو یا نہیں اس استقبال قبلہ ضروری ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہئے۔ (معدۃ الموعظین)

اگر کھڑے ہو سقویں یا بیل کی حرکت سے گر جائے کا خوف ہو جیسا کہ بعض نامہوراء لغویں میں ہوتا ہے تو پھر جغیہ کر پڑھے۔

اگر کسی کے داخل میں دودھ ہوتا ہو اور بغیر منہ میں سرو پانی یا کوئی دوا ڈالے ہوئے ہو تو اس کو نہ پانی نہ دودھ نہ اس کو پلہ ہے کہ اگر کوئی شخص لائق امامت کے نہ ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سے ورنہ اس حالت میں منہ میں دودھ کھہرے تو اپنی نماز پڑھنے اور قرأت وغیرہ کو کہے۔ (غیرہ)

مسافر کی نماز

مسافر جب اپنے گناہوں یا شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس کو قصر یعنی چار رکعت کے فرض میں دو رکعت رکعت پر مختار واجب ہے اگر چہ وہی چار رکعت رکعت پڑھنے کا تو گنہگار ہو گا اور دو واجب اس سے ترک ہوں گے ایک قصر دو سرے قصد اخیرہ کے بعد فوراً منام پھر نماں پڑھے کہ چلا تو مسافر کے حق میں قصد اخیرہ اس کے بعد اس کو فوراً سلام پیر رہنا چاہئے تھا اور اس نے نہیں پیرا جبکہ کھڑا ہو گیا۔
تین رکعت یا دو رکعت کے فرائض میں قصر نہیں ہے۔ (درمندانہ وغیرہ)

مسافر اگر چار رکعت فرض پڑھے گا تو پہلی دو رکعتیں اس کی فرض ہوجائیں گی اور دوسری نفل اگر کوئی شخص اس مسافت کو جو متوسط چال سے تین دن سے کم میں نہیں طے ہو سکتی کسی تیز سواری کے ذریعہ سے مثل گھوڑے یا دہلی وغیرہ کے تین دن سے کم میں طے کرے تب بھی وہ مسافر سمجھا جائے۔ متوسط چال سے مراد آدمی یا اونٹ کی متوسط رفتار ہے۔ تین دن کی مسافت سے یہ مراد ہے کہ سچ سے دوپہر تک چلنے نہ کہ صبح سے شام تک اسی چلنے ہم سفر اس مسافت کا انداز چھتیس میل کیا ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکے صبح سے دوپہر تک آدمی متوسط چال سے بارہ میل سے زیادہ نہیں چل سکتا۔ سفر عوام جائز ہو یا نامجاہل کوئی شخص چوری کی فرض سے یا کسی کے قتل کے ارادے سے یا کوئی غلام اپنے سرانی کی سب سے اہانت یا کوئی لڑکا اپنے والدین کی خلاف ورزی سفر کے ہر حال میں اس کو قصر کرنا چاہئے۔

مسافر کو اس وقت تک قصر کرنا چاہئے جب تک اپنے وطن اصلی نہ پہنچ جائے یا کسی مقام پر حکم کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد نہ کرے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے کے ذاتی ہو۔ اگر کوئی شخص پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس کو قصر کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر پندرہ دن کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہ ہو مثلاً کوئی شخص ریا میں ٹھہرنے کی نیت کرے یا دارالحرب میں یا جنگل میں تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہو گا اس مسئلہ پر وہی حکم اگر جنگل میں ہی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی اس چلنے کہ وہ جنگل میں پہنچنے کے عادی ہوتے ہیں۔ (درمندانہ وغیرہ)
اگر کوئی شخص قبل تلخ کرنے اس مقدار مسافت کے جس کا اعتبار سفر میں کیا گیا ہے کسی مقام میں ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرے تو وہ مقیم ہو جائے گا اگرچہ پندرہ دن ۴

شہر نے کی نیت کی ہو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنے ارادہ سفر کو فسخ کر دیا۔ (رد المحتار)

ان چند صورتوں میں اگر کوئی مسافر بعد قطع کرنے مسافت سفر کے چند روزوں سے بھی زیادہ شہر
جائے تو وہ مقیم نہ ہوگا اور قصر کرنا اس پر واجب رہے گا۔ ۱۔ ارادہ چند روزوں شہر نے کا ہو مگر
کسی وجہ سے بے قصد ارادہ زیادہ شہر نے کا اتفاق ہو جائے۔ ۲۔ کچھ نیت ہی نہ کی ہو بلکہ امروز
فردا میں اس کا ارادہ وہاں سے چلے جائے گا ہو غرض اسی میں پیش میں چند روزوں یا اس سے زیادہ
بھی ٹھہر جائے۔ ۳۔ چند روزوں یا اس سے زیادہ شہر نے کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت
نہ ہو۔ ۴۔ چند روزوں شہر نے کی نیت کرے مگر وہ مقام میں بشرطیکہ ان دونوں مقاموں میں اس قدر
فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے افغان کی آواز دوسرے مقام میں نہ جاسکتی ہو مثلاً دس دوڑ مکہ معتمد میں پہنچنے
کا ارادہ کرے اور پانچ سو دوڑ منی میں مگر سے منی تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اگر رات کو ایک مقام
میں پہنچنے کی نیت کرے اور وہاں کو دوسرے مقام میں تو میں موضع میں رات کو شہر نے کی نیت کر لی ہے
وہ اس کا وطن الحاق ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی اب دوسرا موضع جس میں دن کو
رہتا ہے اگر اس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم
رہے گا اور اگر ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہوگا کہ ایک جگہ کی افغان کی آواز دوسری
جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں چند روزوں شہر نے کے
ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔ ۵۔ خود اپنے سفر وغیرہ میں دوسرے کا تابع ہو مثلاً عہدت اپنے
شوہر کے ساتھ سفر میں ہو یا ملازم اپنے اٹا کے ساتھ یا لڑکا اپنے باپ کے ساتھ ان سب صورتوں میں
اور ان کے احوال میں اگر یہ لوگ چند روزوں سے بھی زیادہ شہر نے کی نیت کر لیں تب بھی مقیم نہ ہوں گے
اور ان پر قصر واجب رہے گا ان مگر وہ لوگ جن کے یہ تابع ہیں چند روزوں شہر نے کا ارادہ کر لیں تو یہ
بھی مقیم ہو جائیں گے خواہ یہ لوگ ارادہ کریں یا نہیں بشرطیکہ ان لوگوں کے ارادے کا ان کو علم ہو جائے
اگر ان لوگوں کے ارادے کا ان کو علم نہ ہو تو وہ لوگ مقیم نہ ہوں گے مسافر ہی رہیں گے یہاں تک کہ
ان کو علم ہو جائے۔ (رد المحتار۔ رد المحتار وغیرہ)

مقیم کی انتظام مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے عہدہ ارادہ یا قضا اور مسافر واجب
دو کہتیں پڑھ کر سلام پیرہے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اٹھ کر تمام کرے اور اس میں قرأت
د کہے بلکہ چپ کوڑا رہے اسی بیٹہ کہ وہ لاتی ہے اور قصد اولیٰ اس مقتدی پر بھی فرض ہوگا مگر مسافر
التم کہ مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد سلام پیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کرے۔
(رد المحتار وغیرہ)

مسافر بھی مقیم کی اقتدار رکھتا ہے مگر وقت کے اندر بعد وقت کے نہیں اس پہلے کہ مسافر جب مقیم کی اقتدار کرے گا تو یہ جمیعت امام کے درجہ پر چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قصد اولیٰ الفضل ہو گا اور اس کا فرض امام کی تحریر قصد اولیٰ کے نقل ہونے کے ساتھ ہو گی اور مسافر مقیم کی اس کی رضیت کے ساتھ پس فرض پڑھنے والے کی اقتدار نقل پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں (در مختار - رد المحتار)

مسافر بھی سفر کے ترک نہ کرے اور مغرب کی سنت کا بھی نہ ترک کرنا بہتر ہے اور باقی سنتوں کے ترک کا اختیار ہے مگر بہتر ہے کہ اگر پہلے رات ہو اور المینان نہ ہو تو نہ پڑھے ورنہ پڑھے۔

(رد مختار - رد المحتار)

ایک وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہو جائے یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام میں تمام عمر سکونت کے ارادے سے مقیم تھا بعد اس کے اس نے اس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی نیت سے سکونت اختیار کی تو اب یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائے گا اور پہلا مقام وطن نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر ان دونوں مقاموں میں سفر کی مسافت ہو اور اس دوسرے مقام سے سفر کر کے پہلے مقام میں جائے تو مقیم نہ ہوگا۔ (در مختار وغیرہ)

وطن اصلی وطن اقامت سے باطل نہیں ہوتا یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام میں چند روز کی سکونت اختیار کرے بعد اس کے اپنے وطن اصلی میں جائے تو معاذ ماں پچھتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

وطن اقامت وطن اصلی میں جانے سے باطل ہو جاتا ہے یہی وجہ وطن اقامت سے وطن اصلی میں پہنچ جائے گا تو مقیم ہو جائے گا یہر وجہ وہاں سے اس وطن اقامت میں جائے تو مقیم نہ ہوگا۔ ہاں یہر وہاں پہنچ کر اگر چند دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو وہ بارہ وطن اقامت ہو جائے گا اور وطن اقامت وطن اقامت سے بھی باطل ہو جاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص ایک مقام میں چند دن یا اس سے زیادہ ٹھہرے

کی نیت سے اقامت کرے بعد اس کے اس مقام کو چھوڑ دے اور جائے اس کے دوسرے مقام میں اسی نیت کے ساتھ اقامت کرے تو وہ پہلا مقام وطن نہ رہے گا وہاں پہلے سے مقیم نہ ہوگا۔ اگر کوئی مسافر کسی نماز کے وقت گوردہ اخیر وقت ہو جس میں عزت تحریر کی گنجائش ہو چند دن اقامت کی نیت کرے تو وہ مقیم ہو جائے گا اور اگر ابھی تک اس وقت کی نماز نہ پڑھی ہو اور چار رکعت والی نماز ہو تو اسے قصر جائز نہیں اور اگر قصر کے ساتھ ساتھ پڑھے چکا ہو تو پورا عبادہ کی مابقت نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اتکاست کی نیت کرے خواہ اولیٰ نماز میں یا درمیان میں یا اخیر میں مگر سجدہ سہو یا سلامت پہلے تو اس کو وہ نماز ہی پڑھنا چاہئے اس میں قصر جائز نہیں۔ ہاں اگر نماز کا وقت گزر جائے گے بعد نیت کرے اور لاشعری ہو تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں عاہر نہ ہو گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر کرنا اس میں واجب ہو گا ہاں بعد اس نماز کے البتہ اس کو قصر جائز نہ ہوگا۔

مثال۔ ۱۔ کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت گزر گیا بعد اس کے اس نے اتکاست کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔ ۲۔ کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاشعری ہو گیا پھر جب اپنی گنی ہوئی کیستیں ادا کرنے لگا تو اس نے اتکاست کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے نماز پڑھنا ہوگی۔ (رد المحتار وغیرہ)

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہوئے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی دندہ جانور یا کوئی اژدہ وغیرہ جو ایسی حالت میں صوب سلطان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اور ساروں سے خوفنے کی بھی صحت نہ ہو کو سب لوگوں کو پہلے کہ سولہوں پر بیٹھے بیٹھے اشدوں سے نماز پڑھ لیں مستقبل قبل ہی اس وقت شرط نہیں ہاں اگر وہ آدمی ایک ہی سولہ ہی پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی صحت نہ ہو تو مؤخر ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں اطمینان کے بعد اس کی قضاء پڑھ لیں۔

اذا گئے مگر جو کہ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے اس کا حدیث سے نماز پڑھیں۔ تمام مسلمانوں کے

سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی حدیثی جماعت کی حالت میں چار وقت کی نماز اور اب کی حالت میں تینا ہو گئی تھی جس کو آپ نے بعد اطمینان کسا دیا ۱۱

۔ کا حد نماز پڑھنے کا غلط قیاس ہے اس ہی بہت الگ لکھ کر لکھا جاتا ہے تجلے سے بھی اخوات ہوتا ہے (باقی بر صفحہ ۲۶۸)

دوسرے کر دیے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ نماز شروع کروے اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر - عصر - مغرب - عشاء بشرطیکہ لوگ مسافر نہ ہوں۔ اور قمر نہ کریں تو جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر قمری رکعت کے نیلے کھڑا ہونے لگے تو وہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے جیسے فجر - جمعہ - عیدین کی نماز یا ظہر - عصر - عشاء کی نماز قمر کی حالت میں۔ اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ فقیر نماز پڑھے امام کہ ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے پھر جب فقیر نماز امام تمام کر چکے تو نہ اسلام پھر دس عدد یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی فقیر نماز پڑھنے کے تمام کر دیں اس پہلے کہ وہ لوگ لائق ہیں پھر یہ لوگ دشمنوں کے مقابلے میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرات کے ساتھ تمام کرے اس پہلے کہ وہ مسبوق ہیں۔ حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے نیلے آتے وقت پیادہ چلتا چاہئے اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی اس پہلے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اس تعداد اہانت دی گئی ہے جس کی سنت ضرورت ہو۔ اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلے حصے کے ساتھ ایک رکعت دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (رشانی)

دوسرے حصے کا امام کے ساتھ فقیر نماز پڑھ کر چلا جائے اور پہلے حصے کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصے کا ہیں اگر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے یہ بھی جائز ہے۔ کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ فقیر نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کرے تب دشمن کے مقابلے میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ (رد المحتار - رشانی وغیرہ)

واقعہ حاشیہ صفحہ ۲۶۷) اگرچہ تک حادیث میں ویز غزوان میں یہ طریقہ نماز صحت کا وارد ہو گیا ہے اس لیے مشروع رکھا گیا ہے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طریقہ ناجائز ہے ان کے نزدیک یہ طریقہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا آپ کے بعد ہر اس طریقے سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ بحر العلوم نے کہا کہ وہ میں اس رائے کو پسند کیا ہے کہ جس شخص نے وہ فائل بیان کی ہے وہ قابل شک کی ہیں ایک دلیل ان کی یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس طریقہ نماز کو حضرت کے زمانے کے ساتھ خاص کیا ہے بعد ان میں سے خطاب کے کیا ہے کہ آپ تم کسی شکل میں ہم وہ نماز پڑھاؤ قرآن میں اس طریقہ کو کسی دوسرے کو اجازت نہیں دی مگر حقیقت اس آیت سے ضرورت نہیں ثابت ہو سکتی بہت سی آیتیں دیکھی ہیں جہاں حضرت سے خطاب کیا گیا ہے اور وہ تمیم ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص جو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بستر نہ ہے کہ ایک بعد ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدہ سے نماز پڑھی بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہئے اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت غلات قیاس محل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے بے ضرورت غلہ یہ اس قدر محل کثیر مفید نماز ہے۔

اگر کوئی نابالغ لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھا کر یوں یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لیے اس قدر محل کثیر صاف نہ ہو گا۔

غلات غلات جنت قبلہ کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اس سفر میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہئے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اس حالت میں دشمن آجائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا چاہئے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

اگر کوئی شخص دریا میں پیر ہوا ہو اور نماز کا وقت زیر ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اگر ممکن ہو کہ قمر بڑی دیو کب اپنے ہاتھ پر کوئی شیش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

یہاں تک پہنچتے وقت نمازوں کا اور ان کے تعلقات کا ذکر تھا۔ اب چونکہ پھر خدا اس سے فراغت ملی لہذا نماز جمعہ کا بیان رکھا جاتا ہے اس لیے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شہادۃ اسلام سے ہے اسی لیے جمعہ میں یہ نماز سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔

نماز جمعہ کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی عبادت پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر محنت تاکہ ماوراء فضیلت خیریت جانیہ میں داخل نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے

کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بلانے کا سارا کام آپ کی ٹہریاں بھی نہ ہوں گی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء و علیہم السلام کا بدن بھرا دیا ہے۔ (ابن ماجہ و ترمذی)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاہدین سے مراد جمعہ کا دن ہے کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دو عافیتیں کرتا اگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بنا دیا ہے۔ (ترمذی و شاہدین کا غلط تصور و بدوح میں واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے۔

وَاللَّهِ لَیْسَ فِی ذَٰلِكَ الْبُزْجِ وَالتَّیْمِیْمِ قسم ہے آسمان کی اس میں سورج ہیں اور قسم ہے زمین پر سورج اور زمین پر سورج و شاہدین کا غلط تصور و بدوح میں واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے۔ (ابن ماجہ)

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الغنم سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔ (ابن ماجہ)

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خطاب قبر سے مقرر کرے گا۔ (ترمذی)

۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیۃ الْکِیْمِ مِمَّا اَنْکَسَتْ لَکُمُ دِیْنِکُمْ کی تلاوت فرمائی ان کے پاس ایک بیرونی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اتری تو ہم اس دن کو جمعہ بناتے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری تھی جمعہ کے دن اور عرس کا دن یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت اس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔

۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا اہتمام خمیسینہ سے کرتے تھے شب جمعہ کو فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات سفید رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے۔ (مشکوٰۃ)

۱۰۔ تیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دے گا اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان کو دن اور رات کی مقدار اور گنتوں کا شمار تعلیم فرما دے گا پس جب جمعہ کا دن آئے گا تو وقت ہر گاہی وقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کے لیے نکلتے تھے ایک نداوی آواز دے گا کہ اسے جہنم جنت سے کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہے جس کا ٹول دعویٰ سنا دے کہ کوئی نہیں جانتا وہاں جنگل کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند انبیاء علیہم السلام نو کے منبروں پر بیٹھ جائیں گے اور زمین

یا قوت کی کرسیوں پر پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ خشک دریاں ڈھیر ہو گا اٹھائے وہ ہوا اس خشک کو ان کے کپڑوں کے اندر سے جانیں اور مٹھیں اور بالوں میں لگائے گی وہ ہوا اس خشک کے لگانے کا طریقہ اس حدیث سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں پھر حق تعالیٰ ساطلاہن عرش کو حکم دے گا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لے جا کر رکھ پھر ان لوگوں کو خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے میرے بندوں جو غیب پر ایمان لائے ہو مالا لکھو کہ جو کچھ انا اور میرے پیغمبر کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے سب لوگ ایک زبان کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے عرش چاہتے ہیں تو یہی ہم سے راضی ہو مگر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ متفق ہوں گے کہ عرش کو عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم کو اپنی صورت زیادہ دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں پس حق سبحانہ پر دے اٹھا دے گا اور ان لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہاں آوار سے ان لوگوں کو گھیرے گا اگر اہل جنت کے بیٹے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو خشک ہوا اس نور کی تاب نہ لاسکیں اور جل جائیں پھر ان سے فرمائے گا کہ اب اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمالی حقیقی کے اثر سے دونا ہو گیا ہو گا یہ لوگ اپنی بیہوشی کے پاس آئیں گے نبی بیان ان کو دیکھیں گی نبی اپنی بیہوشی کو تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جہاں کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائے گا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے ان کی بی بیایں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسی صورت تھوڑی تھی وہ اب نہیں یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (شرح سفر السعادت) دیکھئے حمد کی دن کشنی بڑی نعمت ملی۔

۱۱۔ ہر روز دو پہر کے وقت دودھ پیو کی بات ہے مگر حمد کی برکت سے حمد کے دن نہیں پیر

کی بات۔ (راجیاء العلوم)

۱۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حمد کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانوں! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے

حمید مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور صراک کھاے دن لازم کرو۔ (ابن ماجہ)

مجموعہ کے آداب

۱۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ عید کا احکام پنجشنبہ سے کرے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔
پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ کیا اور کہے اور اپنے پسنے کے کپڑے صاف کر رکھے اور خوشبو
گھڑ میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لاکر رکھے تاکہ پھر عید کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول نہ ہو نہ پکا
بزرگانِ ملت نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عید کا ناکارہ اس کو ملے گا جو اس کا مشغول رہتا ہو اور اس کا
اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بد نصیب وہ ہے جس کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ عید کب ہے۔
حتیٰ کہ کچھ لوگوں سے پوچھے کہ آج کون دن ہے اور بعض بزرگ شب عید کو زیادہ اہتمام کی غرض سے
جامع مسجد ہی میں جاکے رہتے تھے۔ (احیاء العلوم)

۲۔ پھر عید کے دن بعد نماز فجر کے غسل کرے سر کے بالوں کو اور چون کو خوب صاف کرے اگر گلا
شخص فجر کی نماز سے پہلے غسل کرے تو سنت ادا نہ ہوگی۔ اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا
ہے۔

۳۔ جمعہ کے دن بعد غسل کے عید سے عید پکڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو
خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتروائے۔

۴۔ جامع مسجد میں بہت سیر سے جائے جو شخص جتنے سیر سے جائے گا اسی قدر اس کو خوب
زیادہ ملے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے دن فرشتے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور سنت

طے ہلکے اہم صاحب کے نزدیک یہ غسل سنت ہوگا ہے اور بعض علماء اس کے وجوب کے قائل ہیں مگر عید
اس کی بہت تاکید آئی ہے مگر چونکہ بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ غسل کی اہمیت بھی اتنی ہے اس لیے وہ تاکید جو
مذہب کے پیچھے کی ہو اسے ضرورت شعور سنت ہو کہ کوئی تک نہ کرے۔ اہل مدینہ عید کی کوئی تاکید
نہیں دیتے تھے کہ تو اس سے بھی زیادہ تاکید ہے جو جمعہ کے دن غسل نہ کرے (امام اعظم حضرت عثمان ایک
کسی وجہ سے غسل نہ کرے کہ حضرت عائشہؓ نے خطبہ پڑھتے ہی کی حالت میں ان کو ٹوکا۔ رضی اللہ عنہا ۱۲
ت۔ صحیح ہے کہ غسل نماز کے لیے سنت ہے یہی ان کی نماز پھر فرض نہیں ان پر غسل بھی مستحب نہیں ہے
کرنا چاہئے نہ کریں۔ (امام اعظم (عجلالہ تعالیٰ فرجہ) شرح وقایہ وغیرہ)

پہلے عرا تاج اس کو پہرائے کے بعد دوسرے کسی طرح درجہ درجہ سب کا نام لکھتے ہیں سب سے پہلے جو آٹا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے کا اس کے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں پھر جیسے مرغ کی قربانی میں پھر جیسے اللہ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے پھر جیسے غلبہ ہوئے لکھتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور غلبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری - صحیح مسلم)

اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے ٹھیلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں تمام لوگ اتنے سربسے سے جابجاء مسجد جاتے تھے اور سخت شرم و ہشام ہوتا تھا جیسے جیسے کے دونوں میں پھر جب یہ طریقہ ہمارا ہاتھوں نے کہا کہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی یہ مکہ کرنام غرامی فرماتے ہیں کہ یوں نہیں شرم آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے وہی یعنی یہود سینچو اور نصاریٰ آقا کو اپنے عبادت مخالف اور گرجا گروں میں کیسے سربسے جاتے ہیں اور طالبان دہانے سربسے بانا اور علی میں شریہ و فروخت کے نیلے پہنچ جاتے ہیں میں طالبان دین کیوں پیش تہلی نہیں کرتے۔

درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانہ میں اس مبارک دن کی تعداد بالکل گھٹا دی ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے انہوں نے وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتا اور جبریل اگلی آسمانوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ذلت اور ناقہ دی ہو رہی ہے خدا کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سنت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ (بنا دلائل و اشارات لیسوا اجمعون)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ الم جمدہ اور اہل حق صلی اللہ انسان پڑھتے تھے لہذا انہیں سورۃ اہل جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سنت جمدہ کرنا حکم کے کسی بھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو جو بکامیال نہ ہو۔

۶۔ جمدہ جمعہ کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ جمدہ اور سورۃ منافقین یا حج اکرم دیکھنا اہل حق اور حل ہم ان حدیث اذنا شہرہ پڑھتے تھے۔

۷۔ جمدہ کے دن عشاء نماز سے پہلے یا چھپے سورۃ کعب پڑھنے میں بہت ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمدہ کے دن جو کوئی سورۃ کعب پڑھے اس کے نیلے عرش کے پچے سے آسمان کے

برابر چند ایک نور ظاہر ہو گا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور اس جمعوے سے پہچانے ہوئے ایک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے۔ (شرح سفر السعاده)
 علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہیں اسی لیے کہ کبیرہ بے قرۃ کے نہیں معاف ہوتے واللہ اعلم و ہر ارحم الراحمین۔

۸۔ جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لیے احادیث میں ہمارے کہہ کر جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔
 اس کے علاوہ ہر عبادت کا ثواب جمعہ کے دن زیادہ ملتا ہے۔

نماز جمعہ کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض میں ہے قرآنی مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔
 اور عظیم شعا اسلام سے ہے مشکوٰۃ الاکار اور بے حد اس کا تارک نامستحق ہے۔

۱۔ قولہ تعالیٰ - مَا آتَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْجُمُعَةِ
 فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

جب نماز جمعہ کے لیے اذان کی جائے تو تم لوگ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم باؤ۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطیبہ ہے۔
 روئے نے سے مقصود نہایت اہم کے ساتھ بتایا ہے۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے
 بعد اس کے اپنے باؤں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اس کے بعد نماز کے لیے چلے اور
 جب مسجد میں آئے تو کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جس قدر نماز اس کی قسمت میں ہیں
 پڑھے جب امام خطیب پڑھنے لگے تو سکوت کرے اگر خوشہ جمعہ سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص
 کے معاف ہو جائیں گے۔ (بیح بخاری)

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور صیر سے مسجد میں
 پہنچے وہاں پر نہ بٹھے پھر خطیب سے اسی درمیان میں کوئی غلطی غل نہ کرے تو اس کی پھر قدیم
 کے عوض میں ایک سال کا نل کی عبادت کا ثواب ملے گا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی

تائیدوں کا۔ (ترمذی)

۳۔ ابی عمر اسی اور برید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بڑے فراتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدا نے تعالیٰ ان کے دلوں پر سر کر دے گا پھر وہ سخت غضب میں پڑ جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جگہ سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ ہرگز کتاب لکھے۔ (ترمذی) اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم اس سے بیزار ہو جائے گا۔

۶۔ طلاق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ کا جماعت کے ساتھ ہر مسلمان ہر حق واجب سے مگر پلیر (غیس) غلام، عورت، لڑکا، بیمار، اور (اور) مہاجر

۷۔ ابی سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق میں فرمایا کہ میرا قسم اگر وہ لوگ کسی کو اپنی جگہ امام کر دیں اور خدا ان لوگوں کے گروں کو جلا دے اور نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے۔

اسی مضمون کی روایت ترک جماعت کے حق میں وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔
۸۔ ابی جہاں رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے عذر ترک جیسے نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق نکمہ رہتا ہے اسی کتاب میں کہ جو تفریق و تبدل سے باطل محفوظ ہے و مشروط یعنی اس کے طلاق کا حکم ہمیشہ رہے گا یاں اگر تو بہ کرے۔ یا ادرہم الراحمین (تو بعض عنایت سے معاملہ فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔)

۹۔ ماہد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر امداد قیامت کے دن پرایاں دے گا اس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پر مسافر و عورت ہے مگر بعض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام ہیں اگر کوئی شخص منکام یا تمہارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرمائے گا جو عورت ہے یا لڑکا اور غلام ہے یا مشغول ہے اس کو کسی کی عبادت کی پروا نہیں اس کا کہنا۔ ہے اس کی ذات پر صفت معروف ہے کوئی اس کی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے۔

۱۰۔ ابی جہاں رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا میں شخص نے پہنچے وہ پہنچے کئی جگہ ترک دیتے ہیں اس نے سلام کو پس پشت ڈال دیا۔ (اشعۃ الہدایات)

۱۱۔ ابی جہاں رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور وہ مجھے اور جماعت میں شریک نہ رہتا تا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ وہ روزِ داغ میں ہے پھر وہ شخص ایک

میں نے تک برابر ان سے ہی سوال کرتا رہا اور وہ بھی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم)

ابن امادیش سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی ظاہر ہو گیا تھا کہ نماز جمعہ کی سنت ایک شریعت میں ہے اور اس کے تارک پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ لہذا اب بھی کوئی شخص بعد دعویٰ اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرات کوں نہ کرے۔

نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں

۱۔ مستقیم ہونا۔ مسافر نماز واجب نہیں۔

۲۔ تندرست ہونا۔ یعنی نماز جمعہ واجب نہیں۔ جو مرض یا عجز مسجد تک پہنچانے سے مانع ہو یا کسی مرض کا اعتبار ہے۔ ہر حال کے دوہرے اگر کوئی شخص کوہود ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جاسکے یا تاہینہ یہ سب لوگ مرض ہی کے تحت ہیں گئے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہ ہوگی۔

۳۔ آزاد ہونا۔ غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۴۔ مرد ہونا۔ عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۵۔ جماعت کے ترک کرنے کے جرح واد پر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا۔ اگر ان طوروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔

مثال ۱۔ پانی بہت زور سے بہتا ہو۔ ۲۔ کسی مرض کی تیار داری نہ ہو۔ ۳۔ مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو۔

۶۔ اور نمازوں کے واجب ہونے کی شرطیں اور یہ ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی

فاسل ہونا یا باج ہونا۔

یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعہ کے واجب ہونے کی ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک عذر یا وجہ نہ ہو جائے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز برہائے گی یعنی ظہر کا فرض اس کے ذوق سے اتر جائے گا مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

سے مراد جہاں مسجد نہیں ہے بلکہ جو قحی ناز کی مسجد مراد ہے۔

جس مقام میں یہ تعریف صادق ہو وہ مصر ہے اور جہاں نہ صادق ہو وہ قرہ ہے۔

(خواتین، بکرا، ایتان، شتر و تار و غیرہ)

۲۔ دارالاسلام ہوتا۔ دارالحرب میں نماز جمعہ درست نہیں۔ دارالاسلام وہ مقام ہے جہاں کاباد شدہ مسلمان ہو یا وہاں احکام اسلام جاری ہوں اور کافروں کی طرف سے کوئی مزاحمت احکام شرعیہ میں نہ ہوتی ہو اور اہل اسلام وہاں باطن و آئین جلا مبارک کھار کے رہ سکتے ہوں جہاں جہاں یہ باقی نہ ہوں وہ دارالحرب ہے۔

جو مقام کسی زمانے میں دارالاسلام تھا اس کے دارالحرب ہونے میں یحییٰ شرطیں ہیں۔ ۱۔ اس میں کافر کے احکام جاری نہ ہوں یعنی ۲۔ دارالحرب سے متصل جو اس کے اور دارالحرب کے درمیان میں کوئی واسطہ نہ ہو۔ ۳۔ کوئی مسلمان اس میں بغیر اہل کفار نہ رہ سکے۔ (خواتین، بکرا، ایتان، شتر و تار و غیرہ)

۴۔ بادشاہ اسلام یا اس کی طرف سے کسی شخص کا مقرر ہونا۔ اس میں مقامات میں کفار کا قبضہ ہو اور وہاں کفار کا قحی ہو یا کفار سب کافر ہوں۔ وہاں یہ شرط نہیں مثلاً ہمارے زمانہ میں ہندوستان کا یہی حال ہے لہذا ۳۔ نظر کا وقت۔ وقت غر سے پہلے اور اس کے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی بات

ملے ہندوستان کو بعض لوگ دارالحرب سمجھتے ہیں حالانکہ دارالحرب کی تعریف اس پر کسی طرف صادق نہیں کہ وہ دارالحرب کی وجہ سے دارالحرب میں کوئی قحی ہو یا کفار سب کافر ہوں۔ اس مسئلے کی تحقیق و تفحص میں موجود ہیں جس میں انہوں نے اتفاق کیا ہے کہ اس میں کوئی کافر نہیں ہے بلکہ کفار کے قبضے میں ہیں اور دارالاسلام میں اس لیے کہ ان احکام اسلام جاری ہیں اور کفار کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوتی دارالاسلام ۱۲

۱۔ یہ شرط اس صحت سے کہ کوئی جہاں ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جس میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں اور فقہ و فساد کا بھی خوف ہو تاکہ لڑا کر کوئی شخص یا مسلمان کی طرف سے مزاحمت نہ ہو اور احکام اسلام درست رہے لہذا اس میں سے بعض فقہانے کہا ہے کہ بادشاہ اسلام ہونا ہی شرط نہیں بعض فقہین نے اس شرط کی نفی کی ہے کہ یہ شرط صرف امتیازی فعل ہے نہ کہ اس کے شرعاً مانع ہے ہر شخص جو ذاتی تکلیف دہی نے فتح انسان میں یہاں تک کہ بعض نے یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ اس زمانہ میں قدرت عظمیٰ باطنی کے غنا و شہنشاہی سے جو کہ نماز جمعہ میں کی جاتی ہے اور جو کہ اس کی پڑھی جاتی ہے اور اگر نماز جمعہ کے معنی ہونے کے لیے بادشاہ کی ہجرت وغیرہ شرط ہوتی تو وہ لوگ جو عام تھے کہ ان خلاف کرتے مگر یہ ثابت دلائل نہیں ہو سکتا حالات غلط ہو رہی ہیں ہمارے زمانے میں اس شرط کو مطلقاً چھوڑنا لازم ہے ۱۲

۲۔ بعض لوگوں نے جو کہ نماز اہل سے پہلے ہی پڑھ کر رکھی ہے حالانکہ کسی صورت سے ثابت نہیں بخاری میں اس کے مسلم کی حدیث میں صحت ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ نماز اہل کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ دارالاسلام ۱۲

میں وقت جہاں ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ بعد از وقت و بعد از تہجد کے ہر جگہ جو اور اسی وجہ سے نماز مجدد کی تخصیص پڑھی جاتی۔

۵۔ خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ کا ذکر کرنا اور صرف سبحان یا الحمد کہہ دیا جائے اگرچہ صرف اسی قدر کمال کرنا اور ملافت سنت کے مکروہ ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

۶۔ خطبے کا فائدہ سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز ہوگی۔

۷۔ خطبے کے وقت ظہر کے اندر عداوت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز ہوگی۔

۸۔ جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبہ کے نماز ختم ہونے تک موجود رہنا گو وہ تین اولیٰ ہو خطبے کے وقت تھے اور یہیں اور نماز کے وقت اور اگر یہ تین آدمی ایسے ہیں جو اہانت کر سکیں اگر صرف محدث یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز ہوگی۔ (رد المحتار)۔ ہذا زیہ رد المحتار

اگر سہرا کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی یا ان اگر سہرا کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

۹۔ عام عبادت کے ساتھ علی الاعلان نماز مجدد کو پڑھنا۔ کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز مجدد پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز مجدد پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جہاں مسجد کے دروازے بند کر دیے جائیں تو نماز درست ہوگی۔

یہ شرط اظہار بیان ہونے نماز کے صبح ہونے کے تھے اگر کوئی شخص باوجود نہانے جانے نماز شرائط کے نماز مجدد پڑھے تو اس کی نماز درست ہوگی یعنی ظہر کا فرض اس کے قدر سے نہ اتنے سے کہ نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چونکہ نماز ظہر ہوگی اور نفل کا اس پر تمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا اسی حالت میں نماز مجدد پڑھنا مکروہ ہو جائیگا۔ (رد المحتار)

خطبے کے مسائل

جب سب لوگ جماعت میں آئیں تو امام کو پابندی کو نہیں پڑھنا چاہئے اور مؤمنین اس کے سامنے کھڑے ہو کر ایمان کہے ایمان کے بعد فوراً امام کھڑے ہو کر خطبہ شروع کر دے۔

خطبہ پڑھنے والے کا باغ ہر شرط نہیں اگر کوئی نابالغ لڑکا خطبہ پڑھ دے جب بھی جائز ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

خطبہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنا جس سے اگر نہ کیا جائے تو وہ خطبہ معتبر نہ ہوگا اور نماز مجس کی شرط ادا نہ ہوگی۔ اگر صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے مگر نہ خطبہ کی نیت سے تب بھی خطبہ ادا نہ ہوگا۔

خطبہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں۔ ۱۔ خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو گھبراہٹ نہ آئے۔ ۲۔ دو خطبے پڑھنا۔ ۳۔ دونوں خطبے کے درمیان میں اتنی دیر نہ گزے جتنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ ۴۔ دونوں خطبوں سے ظہارت کی حالت میں خطبہ پڑھنا۔ ۵۔ خطبہ پڑھنے کی حالت میں نہ لوگوں کی طرف دیکھنا۔ ۶۔ خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اے عزة اللہ میں اشیطان یا رحیم کہنا۔ ۷۔ خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔ ۸۔ خطبے میں اپنی طرف قسم کے مضامین نہ ہونا۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر و دانش کی تعریف نہ کرنا۔ ۱۰۔ عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت۔ ۱۱۔ جنتی مسلمان اللہ علیہ وسلم پر درود۔ ۱۲۔ وحفہ نصیحت قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورت کا پڑھنا۔ ۱۳۔ شرعے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ ۱۴۔ شرعے خطبے میں بچائے وحفہ نصیحت کے مسلمانوں کے پیچھے نہ مارتا۔ ۱۵۔ خطبہ کو زیادہ طویل نہ کرنا بلکہ غانے سے کم رکھنا۔ ۱۶۔ خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاشی و غیرہ پر یا تھکے کہ کر گزارنا۔ ۱۷۔ اللہ کا لائق ہونے کا یہ جیسا کہ بعض لوگوں نے ہمارے زمانے میں عادت ہے۔ ۱۸۔ مختلف نہیں۔ ۱۹۔ دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا۔ ۲۰۔ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض علوم کا دستور تھا ان سنت مبارکہ اور مکروہ تجویزی ہے۔ خطبہ پڑھنے والوں کو قبلہ دھجھنا۔

دوسرے خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و انوارِ مہتابی و مطہراتِ فہرہ و آفتاب کے

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

دو غلبے پڑتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرنے نہ دیتا۔ لیکن جب دوسرے غلبے سے آپ کو فراغت ہوتی حضرت بلالؓ آگاہت کتے اور آپ نماز شروع فرماتے غلبہ پڑتے وقت حضرت کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں مسلم میں ہے کہ غلبہ پڑتے وقت حضرت کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے دو محترِب آگیا چاہتا ہو اپنے لوگوں کو فروتیا ہو اس طرح غلبے میں قرآن کرتے تھے کہ

يُغِيثُ أَمَّا وَالشَّافِعِ تَكْهَانُ | عہدہ قیامت اس طرح ساتھ صحابہ کرام میں جیسے یہ دعا تھی کہ
اور کچھ کانٹنگ اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور بعد اس کے فرماتے تھے۔

لیکن یہ محمد صلاۃ کے پس سب کلاموں سے بہتر
نہ تھا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد صلاۃ
علیہ السلام کا ہے اور سب چیزوں سے بہتر کسی نئی باتیں ایسا بہتر
نہ تھا میں ہے میں ہرگز نہیں کہ اس کی جہان سے بھی زیادہ بہتر
ہم جو شخص کچھ مال چھوٹے نہ اس کے اعوا کا کہ ہمارا کچھ
قرنی چھوٹے یا کمال و کمال تو دوسرے نسخے ہیں ۱۲

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ عَمَلٍ بَنِي بَنِي النَّبِيِّ
خَيْرُ الْكَلَامِ عَنِ النَّبِيِّ وَشَرُّ الْأَمْرِ عَنِ النَّبِيِّ
ثَانِيًا أَدْرَأُ بِذَلِكَ عَمَلًا لَدُنَّا أَنَا أَوَّلُ بَنِي
مُؤْمِنٍ بِنِ قَسْبِهِ مَن تَوَكَّلَ مَا لَا بَلَاءَ عَلَيْهِ وَمَن
تَوَكَّلَ جَنِينًا أَوْ بُنِيًا مَا قُتِلَ۔

کبھی غلبہ پڑتے تھے۔

اسے دیکھ کر دوست آئے سے چھوڑ دینا اور ایک
کلام کہنے میں اور یہ دیکھ کر اس حدیث کو تھا ہے اور تھا ہے
یہ دیکھ کر کہ وہاں ہے اس کے ذکر کی کثرت اور عقیدہ پینے
سے ظاہر ہو رہا ہے اس کا ثواب ہوا گئے اور اللہ تعالیٰ کے
زیادہ ترین کیے ہوا گئے اس قدر ہوا گئے کہ جہان و کائنات
نے تھا ہے اور یہ کہ نماز فرض کی ہے میرے اس شخص میں
اس شخص میں سال میں قیامت تک ہرگز اسکا ہر شخص
اس کو رک کے میری زندگی میں یا میرے بعد اس کی
رضیت کا انکار کر کے باطل الگ ہے جو علی اس کا کوئی
باہتار جو ظالم یا عامل تراش اس کی پریشانیوں کو نہ دے کہ
خدا کے کسی کام میں ہرکت دے۔ سبزی دہی کی نماز

يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَرَ
بِأَنفُسِكُمْ أَفَأُنْفِثِلُ إِلَيْكُمْ الْخَبْرَ وَبِأَنفُسِكُمْ
بِأَنفُسِكُمْ وَبِأَنفُسِكُمْ بِلَاغَةٍ وَبِأَنفُسِكُمْ
بِلَاغَةٍ الْقَدْرَ بِالْبَيْتِ وَالْبَيْتِ بِالْبَيْتِ
وَتَحْتَمِلُ مَا وَفَّقْتُمْ وَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ
فَرَضَ عَلَيْكُمْ الْحَقَّ وَتَحْتَمِلُ مَا فِي مَقَالِ حَدَا
فِي تَحْتَمِلُ مَا فِي مَقَالِ حَدَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ سَبِيلًا مَن تَوَكَّلَ فِي حَقِّهَا
أَوْ تَوَكَّلَ فِي حَقِّهَا أَوْ تَوَكَّلَ فِي حَقِّهَا أَوْ تَوَكَّلَ
حَقِّهَا أَوْ تَوَكَّلَ فِي حَقِّهَا أَوْ تَوَكَّلَ فِي حَقِّهَا
بِأَنفُسِكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ تَوَكَّلَ فِي حَقِّهَا

کی متعدد مسجدوں میں بھی نواز جمعہ جاتو ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی مسجد بقیہ جمعہ انبیاء پر پڑھنے وقت یا سینہ سر کے بعد کرے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نواز تمام کرنی چاہئے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نواز اس کے ذریعے آ کر جائے گی۔ (بحر الرائق۔ در مختار وغیرہ)

جب کسی مقام میں جمعہ کے صبح ہونے کی کسی شرط میں شک پڑ جائے مثلاً معمر ہرنے یا عبدیہ بن مسعود کے نزدیک نواز جمعہ ایک مقام کی ایک ہی مسجد میں ہونا چاہئے تو ایسی حالات میں وہاں کے لوگوں کو بہتر یہ ہے کہ بعد جمعہ کے فرضی اور سنت پڑھ چکے کے چار رکعت نہایت ظہر احتیاطاً پڑھ لیا کریں اور اس کی نیت یہ کر لیں *قَوَّيْتُ اَنْ اُخْبِرَ ظَهْرِيْ اَوْ سَأَلْتُ وَفَّقَنِيْ وَكُنْتُ اُصَلِّمُ جَنَّتْ* میں سفر ہر ارادہ کیا اگر وہ اخیر ظہر میں کا وقت مجھے ملا اور اب تک اس کو میں نے نہیں پڑھا اور کروں اور اس نواز کی چاروں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا ضروری ہے۔ اس نواز کو کچھ غروی نہ سمجھے اور نہ خیال کرے کہ جمعہ کی نواز نہیں چلی۔ کسی نماز میں اس نواز نے مابلوں کو اس خیال میں ڈال دیا تھا کہ جمعہ کی نواز فرض ہی نہیں اسی سبب سے صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ غرضی دیکھا کہ یہ نواز پڑھ چکی ہو جائے تاکہ مابلوں کا اعتقاد زخواب ہو نہ جائے۔

۱۔ ہم نے حضرت اشک کے نزدیک ایک دوسری رکعت کا اکثر حق ہو جانے کو شرکت صحیح ہر حال میں اس کو جمعہ کی نواز نام کرنا ہوئی اور اسے امام کے سلام کے بعد ظہر کی نواز تمام کرنا چاہئے مثلاً ایک رکعت امام کے ماقبل ہی ہو تو بعد امام کے سلام کے حق رکعت اس کے ہے مگر حق اس قبل نہیں نہ اس کی کوئی قریہ ملے ہے۔ (بحر الرائق)

۲۔ جب شہزادوں میں دو جیسے جیسے تھے تو ان کے علاوہ نے احتیاطاً چار رکعت ظہر احتیاطاً پڑھنے کا حکم لوگوں کو دے دیا۔ (فیض)

عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ نیت کرے قَوَّيْتُ اِنَّ اُصَلِّيَ سِتًّا تَعْتِقُ اَنْوَاجِبَ صَلَوةِ جِبْرِيلَ الْفَطْرِ سِتًّا تَكْلِيْكَاتٍ وَاجِبَةٍ مِّنْ لِّسَانِيَّتِي كِي كَرُوْهُ رُكُوتٍ وَاجِبَ نَازِجِيَّتِي كِي چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں یہ نیت کو کے ابتدا ہندو سے اور سبھا تک اللهم پڑھ کر تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریر کے دونوں کانوں تک ابتدا اٹھائے اور بعد تکبیر کے ابتدا لگا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دین تک ترقعت کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہے لیں ، تیسری تکبیر کے بعد ابتدا ٹٹکائے بلکہ بانجھ سے اور آخر اللہ سبحان اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسب دستور رکوع مسجد سے کہے کہ لو اور اس دوسری رکعت میں پہلے سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت پڑھ لیں کہ بدعت تین تکبیریں اسی طرح کہے لیں یہاں تیسری تکبیر کے بعد ابتدا نہ ہندو سے بلکہ ٹٹکائے کہے اور پھر تکبیر لگا کر رکوع میں ہلے۔ (عجائب الارواء)

بعد نماز کے دو خطبے منبر پر پکڑے ہلکے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دین تک بیٹھے جتنی دین مسجد کے خطبے میں۔

بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبے کے دعا مانگنا بھی مثل اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اور امتین اور صحابہ میں رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں اور اگر ان حضرات نے کسی دعا مانگی ہوئی تو ضرور نقل کی جاتی۔ لہذا بعض تبلیغ دعا دعا مانگنا مانگنے سے بہتر ہے۔

عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے پہلے خطبے میں نور تبرک اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ (ربح الارواق و غیرہ)

عید الفطر کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہی سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں فرق اور قدر ہے کہ عید الفطر کی نیت میں پچاس جِبْرِيلَ الْفَطْرِ کہے عیدین اَلَا تَقْبَلُ لَاحِقًا وَخَلَّ كَرَّے۔ اور جو عید الفطر میں عید گاہ ہلانے سے پہلے کوئی شہر میں چڑھ گیا اس شہر میں بھی جو عید الفطر میں راستہ چلتے وقت آہستہ تکبیر کیا مسنون ہے اور یہاں جیسا نماز سے عید الفطر کی نماز در کر کے پڑھا مسنون ہے اور عید الفطر کی

لے عیدین کی نماز میں بھی مثل مسجد کے نماز کے سورۃ الحمد اور سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اجماعی اور حدیثی الفاظ میں مثل اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۱۱

کے بعد کھڑی ہو کر خیر خیر میں مل کر اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ میں اس تکبیر کے بعد ابتدا ہندو سے لے کر ان سے فرقہ ہندو کے علماء سے اس کا سوال بھی کیا انہوں نے ثنائی میں اسے نہ پایا بلکہ کہ میں عباس انہوں کی اس عبادت میں مطلع ہوا اللہ تعالیٰ ہمیں سخت نیکو کلام میں مسنون تحریر سے نہ جانے لاکھ مرہ ہے ۱۲۔
کے بعد خیر خیر میں مل کر اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ میں اس تکبیر کے بعد ابتدا ہندو سے لے کر ان سے فرقہ ہندو کے علماء سے اس کا سوال بھی کیا انہوں نے ثنائی میں اسے نہ پایا بلکہ کہ میں عباس انہوں کی اس عبادت میں مطلع ہوا اللہ تعالیٰ ہمیں سخت نیکو کلام میں مسنون تحریر سے نہ جانے لاکھ مرہ ہے ۱۲۔

سور سے ہواں وہ قناعت فرمایاں ہے نہ وہاں جہاں عید کی نواز پڑا ہی سمائے وہاں اور کوئی نواز پڑا نہ تھا کہ وہ
 ہے نواز سے پہلے ہی اور چپکے ہی۔ اہل جہد نواز کے گھر میں آکر نواز پڑا نہ تھا کہ وہ نہیں اور قبل نواز
 کے یہ بھی مکروہ ہے۔ (محرر ایشیائی)

مختار تھی اور وہ لوگ ہر کسی کو جو اسے قمار میں نہ پڑھیں، اس کو قبل نماز حید کے کوئی نقل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

عید الفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر الفرق کے احکام بیان کرنا چاہئے۔

کبیر تشریف یعنی ہر شخص میں نانہ کے بسا ایک مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد کتنا واجب ہے بشریکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مقرر ہو۔ یہ کبیر حرات اور مسافریہ واجب نہیں، ان گمراہ لوگوں کی ایسے شخص کے متذکرہ ہوں جن پر کبیر واجب ہے تو ان پر بھی کبیر واجب ہو جائے گی۔ (درد الفتاویٰ)

یہ کبیر عرفہ یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کتنا واجب ہے پر سب نہیں مانتے ہیں۔

اسی تمکیر کا جلتا ہوا دھڑ ہے کہتا جا رہا ہے اس عورتی کہستہ آواز سے کہیں (رواقیہ)

ملکہ نے فریبہاں صاحب کا ہے صاحبیں کے نزدیک کوئی شرط نہیں ہوتی اور مسافر اور مسافرہ اور
تفریحی گاہ، ٹیلیویشن ہے صاحب بھلائیوں نے سراج و چراغ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی
صاحبیں کے قول پر ہے۔ انما بتر ہے کہے لوگ میں ٹیلیویشن کیا کریں۔ ۱۴۔

۱۲۔ مذہب صاحبیں کا ہے اور حضرت نادوق و رخصتی و فی اللہ عنہما سے بھی ہی مشغول رہے وہم
صاحب کے نزدیک عورت کی غیرت سے حیرت کی صورت تک اکل آٹا نازوں کے ہر تکیہ واجب ہے
اور یہی مذہب ہے اہل مسجد و فی اللہ عنہم کہ چونکہ جتنا آزاد سے تکلیف کیادعت ہے وہی چلے امام
صاحب نے اہل مسجد کے مذہب کو اختیار کیا لیکن عبادت میں اکثر کا اختیار کرنا جہت سے اور اصول
میں مقرر ہے کہ وہ کوفی پیچ پر عت اور عرب میں دائر ہوا اس کا کرنا اختیار کیا جائے اس سے غلطی
صاحبیں کے قول پر کیا اور اسی پر عمل ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

بات کروے عدا یا حسد یا مسہد سے پہلا یا پہلے تو پھر ان چیزوں کے بعد تکبیر رکعت چاہئے اگر کسی کا وضو
غافل سے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کرے وضو کرنے نہ جائے اور اگر
وضو کے کچے تب بھی جائز ہے (بحر الرایق)

اگر تمام تکبیر کرنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کر دیں یہ احتیاط نہ کریں کہ جب
ایام کے تب کہیں۔ (رد مختار۔ بحر الرایق وغیرہ)

عید کا وضو کی نماز کے بعد بھی تکبیر کر لینا واجب ہے۔ (بحر الرایق۔ رد المحتار)

عید میں کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔ (رد مختار وغیرہ)

اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملے ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس
بجائے کہ جماعت اس میں شرط ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہو اور کسی وجہ سے اس کی نماز قاصد
ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے اس اگرچہ اور لوگ بھی اس کے
ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جائے تو عید اضطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضطر کی
پیر میں تلاوت تک پڑھی جا سکتی ہے اور یہ نماز قضا بھی ہوائے گی۔

۱۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے غرض کے دن مغرب کی نماز پڑھائی اور تکبیر تشریف لے کر
بھول گیا اسی ایام اور فیض نے جو چہ نماز میں شریک تھے تکبیر کر دی۔ صاحب بحر الرایق نے روایت نقل کر کے
لکھتے ہیں کہ اس سے چند غلطی حاصل ہوئے ایک تو یہ مسئلہ یعنی ایام تکبیر کرنا بھول جائے تو مقتدی
پڑھ دیں۔ دوسرے یہ کہ تنظیم استاد کی بھی ہے کہ اس کی اطلاع کرے کہ کیا ایام اور وقت ایام صاحب
کا حکم سے ایام میں گئے نہ یہ حال کیا کر لے اپنے استاد کے ہوتے قازانہ پڑھنا چاہئے۔ تیسرے یہ کہ استاد
چاہئے کہ عید اپنے کس شاکر کو قاضی کیجے تو ان کے سامنے اس کی غفلت کرتے کہ لوگ بھی اس کو بدگ
بھیں اور اس سے فائدہ نہ ملے۔ چوتھے یہ کہ شاکر کو چاہئے کہ اپنے استاد کا مرتبہ بھول جائے تکبیر
ایام اور وقت استاد کی حیثیت سے تکبیر بھول گئے حالانکہ کئی وقت اس تکبیر کو کہتے ہوئے ہو چکے تھے۔
۲۔ علامہ نے فقہا لکھتے ہیں کہ عید کی نماز کے بعد تکبیر کرنا تمام صلات سے متعلق ہے اس لیے غرض
کہ لینا چاہئے۔ صاحب رد المحتار لکھتے ہیں کہ اگر "ان کی عبادت سے اس کا وجوب معلوم
ہوتا ہے ۱۲

عید الاضحیٰ کی نمازیں بے قصد و بیکرہ عرصی تا تاریخ تک تاخیر کرنا ہمارا ہے مگر مکروہ ہے اور عید الاضطر میں بے قصد باطل جانو نہیں۔ (ریح الرایت - در مختار وغیرہ)

عذر کی مثال - ۱۔ کسی وجہ سے امام نماز پڑھنے نہ آیا ہو۔ ۲۔ پانی برس رہا ہو۔ ۳۔ چاند کی تاریخ تحقق نہ ہو اور بعد ازاں کے جب وقت آیا تو اسے تحقق ہو جائے۔ ۴۔ اگر کسی کی نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ازاں مکمل ہفتے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔ (رد المحتار)

اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت اگر شریک ہو جو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو قیام میں اگر شریک ہو اور فوراً بند نیست ہونے کے تکبیر کی کہے۔ اگرچہ امام قرات شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں اگر شریک ہو ہو تو اگر کتاب گمان ہو کہ تکبیروں کے فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو قیامت بعد رکوع تکبیر کہے۔ بعد اس کے کہ رکوع میں پائے تبیح کے تکبیر کہے۔ اگر عات رکوع میں تکبیر کہتے وقت اچھا نہ اٹھ سکے اور اٹھنے میں اس کے کہ رکوع تکبیر کہے امام رکوع سے سزا خالی تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس عید تکبیر کی رو گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔ (رد المحتار)

اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں پڑھی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے کے لیے پڑھے قرات کرے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس طریقہ سے وہی رکعتوں کی قرات میں تکبیر داخل ہوتی جاتی ہے اور یہ کسی کا مذہب نہیں ہے اس لیے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ (رد المحتار)

اگر امام تکبیر کہتا ہو اور اس کے بعد کہ اس کو خیال آئے کہ اس کو پڑھنے کو حالت رکوع میں تکبیر کہے۔ پھر قیام کی طرف دھڑے اور اگر کوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی خامد نہ ہوگی۔

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کہ شریعت کے باہر اس کی مخالفت نہ نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائے گا خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے۔ مگر وہاں جب ایک طرف منہ کر کے نماز شروع کی جائے تو پھر حالت نماز میں دوسری طرف پھر جانا جائز نہیں۔ اور

جس طرح قتل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ (رد المحتار)

کعبہ شریف کی چوہدر کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ میں مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور آسمان کی حمادی جو حصہ چاکا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے۔ قبیلہ کعبہ کی دیواروں پر منحوس نہیں اسی لیے اگر کوئی شخص کسی جگہ پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اس کی نماز بالاعتقاد درست ہے لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی جہتیں ہے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا ہے اس لیے مکروہ تحریمی ہوگی۔

کعبہ کے اندر نماز نماز پڑھنا صحیح جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اس لیے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ان یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے ساتھ ہو تب بھی درست ہے اس لیے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ سمجھا جائے گا آگے جیب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا مگر ان اس صورت میں مذکورہ ہوگی اس لیے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حاصل کر لی جائے تو یہ کراہت نہ ہے گی۔

(رد المحتار وغیرہ)

اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر ملحقہ اندھے ہوئے ہوں تب بھی نماز ہو جائے گی لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی اس لیے کہ اس صورت میں امام کا منہ امام کے منہ کے ساتھ ہوگا۔ (رد المحتار)

اگر مقتدی اندھ ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔ (رد المحتار)

نہاوند عالم کی توفیق سے ان نمازوں کا بیان تمام مذکورہ جگہوں میں قرآن مجید کی قرأت فرض ہے

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ کے اندر قتل نماز پڑھی ہے گھر پر قتل اور فرض دونوں استقبال کیسے فرض ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں اس لیے فرض نہیں ہوتا ہے۔ امام مالک کے نزدیک فرض نماز جائز نہیں اس لیے کہ وہ قبلہ کا استقبال اس صورت میں نہیں ہوتا امام شافعی اس مسئلہ میں پہلے سے موافق ہیں صاحب شریعہ وقایہ نے جو ان کا اختلاف نقل کیا ہے صحیح نہیں ان کی مذہب کے لوگوں میں جاری ہے مرنے کو کعبہ کے صاحب نماز کہتے ہیں کہ مقتدا صاحب شریعہ وقایہ کے قلم سے صحت نقل کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور اسباب ہم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے ساتھ ہی کہ حالات قرآن مجید کے اور اس کی تلاوت وغیرہ کے احکام بھی مذکور ہیں اور اسی لیے ہم نے مسجد تلاوت کا بیان بھی ایک نہیں کیا اگرچہ ہمارے فقہاء کا تعلق ہے کہ مسجد ہے اور مسجد مسجد تلاوت کا بھی ذکر کر رہے ہیں۔ اور خدا نے چاہا تو ذکر بھی نہایت سلیب اور مفید ہو گا جس کی تفصیل سے اکثر فقہاء کی کتابیں مثالی ہیں۔ ابھی بحث میں سب سے پہلے ہم یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کیا چیز ہے اور وہ ہم تک کیسے پہنچا اس کے بعد اس کے پڑھنے پر عمل کی کیفیت اور قراب بیان کریں گے اس کے بعد جو مسائل اس سے متعلق دیکھتے ہیں ان کا ذکر کریں گے۔

ماشاء اللہ سبحانی و نعم الوکیل۔

قرآن مجید کے نزول اور جمع و ترتیب کے حالات

جانتے ہو قرآن مجید کیا چیز ہے ایک مقدس کتاب ہے جو نبی اکراموں پر بتدریج نازل ہوئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہ ایک عرش و کرسی کا کلام ہے جس نے اپنے ایک برگزیدہ و پیغمبر اور مقرب بندے سے کیا اسلام کی بنیادی پاک آسمانی قرآن پر ہے جس نے اطاعت کی وہ مطلقہ اسلام میں داخل ہوا جس نے نہ تو ابھی سرکشی کی وہ اس کا پیرو جماعت سے خارج ہو گیا اللہ جل شانہ کے افسوس میں شامل ہوا صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ شریف چاہیں برس کا وہ اس وقت آپ کو خلعت نبوت عطا ہوا اور امت کی رسالت آپ کے سر پر رکھی گئی اسی زمانہ سے محول قرآن کی ابتدا ہوئی۔ دیکھا تو فرما کہ حسب حاجت و ضرورت تھوڑا تھوڑا تنسیخ برس تک نازل ہو گا۔ اگلی کتابوں کی طرح یہ ایک کتاب ہی مرتبہ نازل نہیں ہو گیا۔

پھر جب کہ بعد آپ کی نبوت کے دشمنان کی شب قدر میں یہ قرآن مجید صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آسمانی پر جسے ہم دیکھ رہے ہیں حسب حکم رب العزت نازل ہو گیا۔ بعد بعد اس کے حضرت جبریل علیہ السلام کو جس وقت میں قدر حکم ہوا انھوں نے اس مقدس کلام کو اپنے بے کم و کاست بے تفریق و تامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا کسی دوا تیش بھی ایک سکت سے بھی کسی دس دس دس دس تیش بھی کسی

شاء اللہ حضرت اعلیٰ علی نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو رحمت اللہ و عزت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرستادہ
 علیہ السلام پر ہر دو سب کتابیں یہی پاک ہی و فرستادہ ہر گز یہی دوا تیش و سب کتابیں و دشمنان ہی کے
 پیچھے میں تفریق۔ (انتقال، ۱۲)

پہلی بار ہی سورہ میں ہی کفریت میں وہی کہتے ہیں غلام نے وہی کے متعدد فرقے احادیث سے استفادہ کیے ہیں۔ ۱۔ فرشتہ وہی سے کہئے اور ایک آمادہ نقل گفتگو کے علوم میں کیفیت متعدد سے مدد فرمائی ہے ثابت ہے کہ وہی کی تمام قرآن میں سنت حق بہت تعلیمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جہت حق حق کر آپ نے فرمایا جب کبھی کسی وہی آئی ہے قرآن میں بتا دیں کہ اب جان لیں جائے گی۔ ۲۔ فرشتہ وہی میں کوئی بات مثال دے۔ ۳۔ فرشتہ وہی کی صورت میں اگر ہم کلام وہی کے قسم بہت آسان حق اس میں تعلیمات نہ ہوتی تھی۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ پیدائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام فرمائے جیسا کہ شب سراج میں۔ ۵۔ حق تعالیٰ حالت خواب میں کلام فرمائے یہ قسم بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ۶۔ فرشتہ حالت خواب میں اگر کلام کرے۔ مگر فیروزہ صمدی کی وہی سے قرآن مجید خالی ہے۔ تمام قرآن مجید حالت پیدائی میں نازل ہوا۔ اگرچہ بعض علماء نے سورہ کوڑکی غیر قسم سے قرار دیا ہے مگر متقدمین نے اس کو رد کر دیا ہے اور ان کے شہرہ کا کافی جواب دے دیا ہے۔ (محققان)

قرآن مجید کے دفعات متبادل ہوتے ہیں یہ بھی ممکن تھی کہ اس میں بعض آیتیں وہی میں بھی لکھی وقت منقطع کر دینا قبائلیہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ قرآن مجید میں قرآن قسم کے ضرورت ہونے میں وہی کا حکم بھی ضروری ضرورت ہی ضروری۔

مثال ۱۱۔ سورہ المائدہ میں کہ کائنات کربین اذ تم وادیاؤں مالی لا حشر انت یاکون انیو انتانی وکونکون کہ انتانی لا حشر انت یاکونکون (کیونکہ اللہ کا وارث ولا یصلکم جبروت انیو اذ تم وادیاؤں مالی لا حشر انت یاکونکون انتانی لا حشر انت یاکونکون) (۲) دہلے تجرت ہی قرآن مجید کی اندر سورہ میں نہیں۔ بعض وہی میں ہی کی کلامت منقطع ہوئی کہ حکم باقی ہے پیچھے آیت ربکم کہ حکم اس کلامی ہے مگر کلامت اس کی نہیں ہوتی یہ دونوں قسمیں قرآن مجید سے نکال دی گئیں اور ان کا کلامی قرآن مجید میں نہ ہوتا نہیں بعض وہی میں ہی کی کلامت باقی ہے مگر حکم منقطع ہو گیا ہے یہ قسم قرآن مجید میں داخل ہے اس کی بہت مثالیں ہیں بعض لوگوں نے مستقل تصانیف میں ان کو بھی لکھا ہے حق تفسیر میں اس سے بہت بحث ہوتی ہے مگر یہ مقام ان کی تفصیل کا نہیں (تفسیر اصفیٰ)

جب شائع کیا گیا تھا، آیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریق اعلیٰ میں محمد کے جدار رحمت میں سکونت اختیار فرمائی اور نزول دی موقوف ہو گیا قرآن مجید کسی کتاب میں جیسا کہ آج کل ہے مجید و متاخرین پیروں پر سورہیں اسی آیتیں لکھی ہوئی تھیں اور وہ مختلف لوگوں کے پاس تھیں، اکثر صحابہ کہہ دیا قرآن مجید ان ہی یاد مقاسب سے پہلے قرآن مجید کے ایک بار کہنے کا فیصلہ حضرت

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہوا اور حق تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے اپنے پیارے بچے و دوسرے کو پرکھا جو اپنے غریب سے کیا تعامیلاً کہ قرآن مجید کے ہم عالم ہیں اس کو بھی کرنا اور خلافت کرنا ہمارے ذمے ہے۔ یہ زاد حضرت امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کا تھا۔ حضرت فاروق نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حفاظ قرآن شہید ہوتے جاتے ہیں اور بیت سے جنگ یا مار میں شہید ہو گئے جیسے غوث ہے کہ اگر اپنی حال رہے گا تو بیت بڑا احقر قرآن مجید کا اقر ہے جتنا رہے گا انہیں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس طوطی پر فرمائیے اللہ قرآن مجید کے بھیجے کہ نہ کا اہتمام کیجئے حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اس کو تم کیسے کر گئے ہو حضرت فاروقؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم بہت اچھا کام ہے۔ پھر تمنا فرماتا حضرت فاروقؓ اس کی تحریک کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت صدیقؓ کے دل مبارک میں بھی یہ بات جم گئی انہوں نے مذہب میں ثابت رضی اللہ عنہ عنہ کو طلب کیا اللہ سب قسم بیان کر کے فرمایا کہ قرآن مجید کے بھیجے کہ نہ کے پیچھے میں نے آپ کو غیب کی بات آپ کا آپ دی تھی اور جان صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی خدا کی قسم کہ اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اس کو آپ لوگ کیسے کر سکتے ہیں، بالآخر وہ بھی رضی ہو گئے اللہ انہوں نے بہت اہتمام فرمایا ہے قرآن مجید کو شروع کیا۔

ذریعہ ثابت رضی اللہ عنہ کے غیب کرنے کی وجہ علامہ نے یہ لکھی ہے کہ ہر سال رمضان میں حضرت جبریل علیہ السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کا ذکر کیا کرتے تھے اور سال وراثت میں اور تہ قرآن مجید کا دور ہوا اور ذریعہ ثابت رضی اللہ عنہ اس ذریعہ سے بھی شریک تھے اور اس اخیر دور سے لے کر بعد پر کوئی آیت غیب نہیں ہوئی جس میں تہ قرآن اس دور سے بھی پڑھا گیا وہ سب باقی رہا انہوں کو اللہ تعالیٰ ان کی کاغذ کاغذ علم تھا۔ (شرح المستند)

جب قرآن مجید صحابہ کے احکام شیخ سے بھی آج کا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے اپنے ذرا غفلت میں اس کی نظر پائی کہ وہ جہاں کہیں کتابت میں غلطی ہو گئی تھی اس کی تصحیح فرمائی سالہا سال اس فکر میں رہے اور اکثر ہدایت صحابہ سے مناظر کی کیا کہیں صحت اس مکتوب کی ظاہر ہوتی تھی کہیں اس کے نصحت ہیں تو اس کو بھیج کر دیکھتے تھے پھر صحت سب دیکھ گئے ہو چکے حضرت فاروق نے بھی کہہ سکتے تھے یہ حال نہ لاسنت و تمام کیا حفاظ صحابہ کو دین و دنیا و ملکوں میں قرآن و فقہ کی تعلیم کے لیے

ملے۔ سریش میں ہمارے کاغذ کاغذ میں کاغذ ہے وہاں کہیں آپ ان کو سناتے تھے کہیں وہ آپ کو شیخ امادی

بیجاہیں کا سلسلہ ہم تک پہنچا۔

حق یہ ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا احسان اس بارے میں تمام اہل حق پر ہے انہیں کی بدولت آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے اور ہم اس کی تلاوت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس احسان کی حکایات کس سے ہو سکتی ہے۔ اے اللہ اپنے دھواں کی خلعتیں اس کے زریب دہی خواہ اور تاج کرامت و عظمت اس کے مقدس سر پر رکھو۔ آمین۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس احسان کو اور بھی کمال کر دیا اپنے زمانہ خلافت میں انھوں نے اس معصیت شریفہ کی سات تعلیمیں کر کر عوام تک بیعت میں بھیج دیں اور انہیں تلاوت کی وجہ سے جو خدمات دہرا ہو رہے تھے اور ایک دوسرے کی قرأت خلافت حق اور باطل سمجھتا تھا ان سب جھگڑوں سے بری اسلام کا پاک کر دیا۔ صرف ایک قرأت پر سب کو متفق کر دیا اب بعد اللہ تعالیٰ صبیح مضبوط کتاب اہل اسلام کے پاس ہے کوئی مذہب دنیا میں اس کی مثال نہیں لاسکتا۔ اخیل و تدبیرت کی حالت ناگفتہ بہ ان میں وہ تحریریت و تبدیلی ہوئی کہ الامانی۔ قرآن مجید کی نسبت مخالفین کو بھی اقرار ہے کہ ان ہی کتاب ہے جس کی نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام خدا ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اس میں کسی قسم کی کمی نہ لاتی ان کے بعد نہیں ہوئی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

قرآن مجید میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب جوں نہا نہیں ہے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اپنی رائے اور قیاس سے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ترتیب سے پڑھتے تھے اور جو ترتیب اس عہد مبارک میں تھی اس کے بعد ابھی خلافت نہیں کیا صرف وہ سورتوں کی ترتیب اجتہاد معاہدہ نے اپنے قیاس سے دی ہے ہر آیت اور انتقال قرآن ہی یقیناً خلافت حبِ محفوظ دہی گئی جس کا حکم و قری ماننا ہر اس میں ترتیب ہی خلافت مرضی نہیں ہو سکتی۔

بعض اور صحابہ نے بھی مثل میں مسودہ و بنا فی ہی کسب رضی اللہ عنہما کے قرآن مجید کو جمع کیا تھا کہ کسی کی ترتیب فوعل کے موافق تھی کسی کی اور کسی طرح جا بجا شروع التلاوة آتیں بھی ان میں کسی خاص سے مندرج نہیں کہیں کہیں تفسیری الفاظ بھی ان میں ملے ہوئے تھے ان سب مصاحف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور نہ آگے مل کر ان کی وجہ سے سخت اختلاف پڑا۔ ملاحظہ اس کے یہ متفقہ قرأت جوں مصحف کے ہیں کہ جس میں حق ان مصاحف میں کہاں وہ صرف ایک ہی شخص کی محنت کا نتیجہ تھے اس سبب سے اور بھی خواہاں ان میں ہوں گی۔

صحابہ کے زمانہ میں قرآن مجید میں سورتوں کے نام پانچوں کے اختلافات وغیرہ کہہ دیتے بلکہ ہر

نقطے میں نہ دیے گئے تھے بلکہ بعض صواب اس کو بڑا سمجھتے تھے وہ چاہتے تھے کہ مصحف میں سو قرائن کے اور کوئی چیز نہ لکھی جائے عبد الملک کے زمانہ میں ابو الاسود یا امام حسن بصری نے اس میں لفظ بنائے اور ان کے بعد پھر اس اور عشر لکھے گئے اور سورتوں اور پاروں کے نام بھی لکھ دیئے گئے علماء میں سب چیزوں کے جواز پر متفق ہیں اس لیے کہ یہ کسی کوئی چیز یہ نہیں ہیں جن کے قرآن ہونے کا شہد ہو اور منہ ان چیزوں کا لکھنا ہے جن کے قرآن ہونے کا شہد پڑے۔

قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت وغیرہ کا ثواب

قرآن مجید کی عظمت اور بزرگی اور اس کی فضیلت اور رفعت کے لیے وہی قدر کافی ہے کہ وہ خداوند عالم تعالیٰ کو حق و ظلم کا کلام ہے تمام عرب و قحط سے بری اور پاک ہے فصاحت و بلاغت اس کی تمام عرب نے مان لی پڑے پڑے فصاحت و بلاغت کے مدد سے اس کے مثل دو تین فقرے بھی صد ہا برس کی کوششوں میں نہ بنائے کہ بر سر میں اعلان کیا دیا گیا جو شہدائے دہائے خطاب سے کہا گیا کہ اگر تم اس کے کلام خدا ہونے میں شک کرتے ہو اور اس کو کلام بشر کہتے ہو تو تم اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل کوئی عبارت بلا تاخیر تمام احسان و انصاف کو چھین کر دہر کر دے بنا سکو گے ہرگز نہ بنا سکو گے قوم جس نے جب اس کلام مجید کو کتابے ساتھ کر لے کر اپنا نسخہ بنا کر یا نافعاً یثقیل بن ابی المرثد بن عاصم ابہ و لیث غسوق بن یزید بن ابی جحش نے ایک عجیب قرآن بنا کر نیکی کی طرف ہدایت کیا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اپنے ہر دم کا لکھی کھڑکی ہرگز نہ کہیں گے۔ خود اللہ جل شانہ اس مقدس کلام کی تعریف فرماتا ہے چھ دم لوگوں کی زبان و قلم میں کیا طاقت ہے کہ اس کے اوصاف و فضائل کو ایک قلم بھی بیان کر سکیں۔

اس کے تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب بے حساب بیان نہیں تمام علماء کے متفق ہیں کہ کوئی ذکر تلاوت قرآن مجید سے زیادہ ثواب نہیں رکھتا اس حدیث اس باب میں پیش کرنا بیش چاہئے کہ اس کے لیے ہرگز چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

ابن ابی اسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی قرآن مجید کے پڑھنے میں مشغول ہو اور وہ یا کسی دوسرے ذکر کی اس کو فرصت نہ ملے میں اس کو دعا مانگے گا وہ اس سے بھی زیادہ دونوں کا اور کلام اللہ کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر۔

(سنن ماجہ)

روشنی سے جہر و جابر ہوگی پھر کیا کتاب شخص کا جس نے پڑھا اور عمل کیا۔ (رواد و فائد)

۱۴۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن اللہ کا نعمت خانہ ہے اس سے رو جس قدر سے سکھیرے نزدیک اس گھر سے زیادہ کوئی بے برکت مقام نہیں جس گھر میں خدا کی کتاب نہ ہو اور بیشک وہ دول میں ہیں کچھ بھی قرآن نہ ہو ایک ویرانی گھر ہے جس میں کوئی رہنے والا نہیں۔ (رواہی)

۱۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شخص قرآن پڑھ کر یا ذکر کے سہل جائے وہ قیامت کے دن ہذا ہی ہوگا۔ (صحیح بخاری) صاف اللہ

۱۶۔ خالد بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اس کو ہر گز غراب ملے گا اور جو اس کو سنے اس کو ہر آواز اب ملے گا۔ (رواہی)

اسی حدیث سے علماء نے اخذ کیا ہے کہ قرآن مجید کے سنے میں پڑھنے سے بھی زیادہ قراب ہے (مکرمی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی بہت مرغوب تھا کہ کوئی وہ شخص قرآن مجید پڑھے اور آپ عین حق ایک مرتبہ جملہ اللہ ہی مسودہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا کہ تم پڑھ کر جو کتاب کو سنو انھوں نے کہا کہ میں آپ کو کتاب آپ کی کہہ کر انزل ہوا ہے ارشاد ہوا کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وہ سوسے سے سنی جملہ اللہ ہی مسودہ نے مسودہ ساز پڑھا شروع کی زبان تک کہ اس آیت پہنچے

تَكَلَّفْتَ إِذَا جِئْتَنِي نَفْسٌ أَسْجِدَ لِسُجُودِي
وَأَجْتَنِبَ قَوْلَ الْعَصَافِ أَوْ تَسْبِيحِي ۚ
کیا حال ہو گا اس وقت جب ہم ہر امت کے بھائیوں میں سے ایک کو، نکالیں گے اور ان کو کہیں کہ تم کو گونا گونا گویا ہے اگر قیامت آجائے کہ اس دن خود اسے غفور رحیم ہوا مشہور اس کے سچے لوگوں، بنائے گا اور ہم لوگوں پر قدرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کرے گا۔

حضرت نے فرمایا میں ابی مسعود سے یہ کہی نے دیکھا کہ آپ کی عظیم مبارک سے انصوبہ رہے تھے۔ (صحیح بخاری۔ سنن عاری)

۱۷۔ حضرت شاہد اسی سبب سے روئے کہ اس آیت میں آپ کے گواہ بنائے گا اگر ہے اور آپ کو اپنی امت کے تمام اچھے اور برے حالات، بیان کو سنیں گے اور امت کی برائی آپ کو ناگوار ہے اور اس کے آپ کی عادت، یہی تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اکثر دیر یا کرتے تھے ۱۲

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کہیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو روک دیتے تو فرماتے کہ اے ابو موسیٰ ہم کہا پہنچے پر روکنا دلی یاد دلاؤ وہ قرآن پڑھنا شروع کر دیتے۔ (روادری)

یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کی خاص خاص سورتوں کے فضائل بھی صحیح احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں مختصر چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں سورہ فاتحہ کی نسبت احادیث میں وارد ہوا ہے کہ سبعین سالانہ اور قرآن عظیم ہی ہے۔ (صحیح بخاری) ایسی سورت کہ نبی پر نہیں نازل ہوئی۔ (مشکوٰۃ حاکم) سورہ بقرہ کے حق میں آیا ہے کہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے (ترمذی) اس کو بڑی برکت ہوگی ورنہ حسرت ہوگی (مسلم) دو تہ تہ چوبیسوں کو پڑھا کر۔ بقرہ اور آل عمران۔ یہ دونوں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریں گی اور مالک دو جزا سے جہنم کو اس کو بخشائیں گی۔ آیت الکرسی تمام آیات قرآنی کی بزرگ اور سرد ہے (مسلم) اخیر سورہ بقرہ کی دعا کہیں جس گھر میں پڑھی جائیں تین دن تک شیطان اس گھر کے قریب نہیں جاتا (ترمذی)

سورہ انفاس جب اتاری تو حضرت نے نبیؐ پڑھی اور فرمایا کہ اس قدر فرشتے اس کے ساتھ تھے کہ آسمان کے کنارے بھر گئے۔ (مشکوٰۃ حاکم)

سورہ اہکوت جہنم کے دن جو شخص پڑھے اس کے لیے ایک نور ہو گا ورنہ سب جہنم تک (مشکوٰۃ) اس کے لیے نور ہو گا قیامت کے دن۔ (حسن حسین)

سورہ طہ میں قرآن مجید کا دل سے جو کوئی شخص اس کو خدا کے لیے پڑھے وہ بخش دیا جائے گا اس کو اپنے مردوں پر پڑھو۔ (مشکوٰۃ حاکم)

سورہ نوح مجھ کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح بخاری)

سورہ تہادک اللہ نے ایک شخص کی سفارش کی کہ ان تک کہ بخش دیا گیا (صالح سترا) یہ اپنے پڑھنے والے کے لیے دلوں کے حضرت کرتی ہے یہاں تک کہ وہ بخش دیا جائے گا۔ (صحیح ابی حیان)

لے قرآن مجید میں عزت سے خطاب ہے کہ ہم سے تم کو سب شاندار قرآن عظیم عنایت فرماتا ہے اسی کو آپ نے بیان فرمایا کہ سب شاندار قرآن عظیم سے ہی سورت مراد ہے ۱۲

میرا ہوتا ہوں کہ یہ سورت ہر مومن کے دل میں رہے (مصدق کا حکم) یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو غضاب و جبر سے بچاتی ہے جس کو رکعت کے پڑھنے سے اس نے بت لیگی کہ اور اچھا حکم کیا (مصدق) سورہ اذکار و رکعت قرآن کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ (ترمذی)

سورہ قل یا ایہا الکافرون میں رکعت قرآن کے برابر ثواب ہے۔ (ترمذی)

سورہ اذکار اور ثواب دین قرآن کا ثواب ہے۔ (بخاری) ایک شخص اس سورت کو ہر نماز میں پڑھا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سے کہہ دو کہ لا اشرک الا انت تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے (صحیح بخاری) اس کی محبت تم کو جنت میں داخل کرے گی۔ (صحیح بخاری)

ایک شخص کو یہ سورت پڑھتے ہوئے آپ نے سنا تو فرمایا کہ جنت ضروری ہو گی۔ (ترمذی) سورہ خلق اور ناس اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے (مصدق) اس سے پڑھنے کوئی دوا دیا (استغفار نہیں ہے) وصالیٰ یعنی یہ بت اعلیٰ درجہ کی دوا ہے اور اس کے پڑھنے سے تمام بلاؤں سے نجات ملتی ہے۔ جب سے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوہر کر لیا اور دوسری دعائیں جو خیرین یا مسدوفرو سے پچھنے کے لیے پڑھتے تھے چھٹی دی۔

(ترمذی)

قرآن مجید تمام امراض جسمانی و روحانی کی دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شفاء فی قرآن مجید و شفاء فی القرآن مجید۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنے دل سے قرآن مجید پڑھے تو پڑا نہیں لی جائے بلکہ وہ صحت مند رہے گا جس میں کہتے ہیں کہ قرآن مجید طب روحانی ہے بشرطیکہ ایک لوگوں کی زبان سے اور اس اللہ کے حکم سے ہر مرض کی شفا اس سے حاصل ہوتی ہے اگرچہ ایک ایک کلمہ ہیں اور ہر کلمہ دوا کی زبان میں اٹھیں جتنا اس لیے لوگوں نے طب جسمانی کی طرف رجوع کیا۔

نام خاص سورتوں کے خواص بھی صحیح احادیث میں بت و درہ ہوئے ہیں سیکھو ان میں سے شفا ہوئی ہیں۔

صحیح بخاری میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ یا تھا کہ مہاجرین سافراؤں سے ہوئے تھے ان سے ایک شخص نے آگ لائی ان کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے آپ لوگوں میں اگر کوئی مسجد آتے ہیں تو ہمیں ان میں سے ایک صحابی پہلے گئے اور انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر یہ تک دوی دوا چاہا ہوگا۔

کشتی پر سورہ ہودتے وقت ۱۰۰ بار پڑھا تو موجیں سہاویں گئیں ۱۰۰ بار پڑھا تو موجیں سہاویں گئیں

یعنی کے کشتی غرق ہونے سے محفوظ رکھی ہے۔ (آفاقان)

قُلْ اِذْ دُعُوا اللّٰهَ اَوْ دُعُوا الْمَلَائِكَةَ اَوْ سَمِعْتُمْ اَنْفُسَكُمْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْرِ اِيْمَانٍ هُوَ تَا
ہے۔ (آفاقان)

رات کو جس وقت اللہ متکبر ہو سوتے وقت آخر سورہ کعبہ پڑھ لے اس وقت غزوہ اُکود
کمل جائے گی۔ ایک راوی اس حدیث کے کچھ ہیں کہ یہ میری آزمودہ ہے۔ (آفاقان)
قُلْ اَللّٰهُمَّ مَا لَكَ الْاَلَلُكَ قَوْلِي الْاَلَلُكَ ۔ یعنی جو حساب تک پڑھ لینا اور اسے قرض
کے نیلے منید ہے۔ (آفاقان) یہ آیت اس بندہ کو چپ کی آزمودہ ہے مگر مجھے اس کے پڑھنے کا ایک
خاص طریقہ بتلایا گیا ہے وہ کہ نماز کے بعد اول و آخر میں تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر سات مرتبہ پڑھے
و اتنی بہت سبب اتنا شیر ہے چالیس دن بھی نہیں گورے پڑے کہ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔

سَبَّحْتُ رَبِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّتِيْ طَيِّبَةً اُدْعُوْا مِنْ عَمَلِكِ لَكَ لَا تَزِدُّهُ تَاوِيْلًا لِّمَنْ
تک پڑھنے کے کامیاب ہو جاتی ہے یہ گہا میرے سامنے کئی مرتبہ آزمائی گئی۔

قرآن مجید کے فضائل اور اس کے پڑھنے پڑھنے کا ثواب مختصر بیان ہو چکا غائباً اس قدر ثواب
و فضیلت معلوم کرنے کے بعد ہر کوئی مسلمان جہالت نہیں کر سکتا کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے پڑھنے
پڑھنے سے غفلت کرے۔

اسے اٹھارے ایک عرش پر کسی اسے تورات و انجیل و ذکر ان کے نازل کرنے کے واسطے قرآن
کو تمام کتب پر فضیلت دینے والے ختم حقیقی اپنے فضل و کرم اپنی رحمت کا شہرہ و اتم کے حصے میں
ہم سب مسلمان کو اس اپنی مقدس کتاب سے میں اب فرما اس کے کثرت کی ہمیں توفیق دے ہمارے
اعمال و افعال کو اس کے موافق کر قیامت کے ہمارے کام و اتم میں حبیب ہمارے اعمال تیسویں دوزخ کا سخت
بتا دیں۔ قرآن مجید کو ہمارے شیخ کو ہر روز قرآن پڑھنے والوں کے حصے میں بھی بخش دے۔ آمین ۔ اے
فرشتا نصیب اس شخص کے جس کے ہر روز قرآن مجید کی زیادت ہو تلاوت نصیب ہوتی ہو۔ سو عورت
ہائیں اس نیک بندہ پر ہمارے کار خیز ایسی مقدس کتاب ہو جس کا خدا اللہ تعالیٰ اس لوگوں کی امید
بدی ہو گی جس کو ہمارے شاطی اپنے ان اشخاص میں ظاہر فرماتے ہیں۔

(اشعار اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہوں)

لَعَلَّ إِلَهَ الْعَرَضِ يَا رُحُوتِي يَتَقَى جَمَاعَتَنَا كُلَّ الْمَكَاسِيهِ هُوَ لَا
وَنَجْعَلُنَا مِمَّنْ يَكُونُ كِتَابُكَ شَفِيعًا لَنَا إِذْ مَا نَسْتَوْه قِيَمًا

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اس پر موقوف نہیں کہ اس کے معنی سمجھ کر تلاوت کی جائے۔ جو شخص عربی زبان نہ سمجھتا ہو قرآن مجید کے معنی نہ سمجھ سکتا ہو اس کو بھی قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب ملے گا اور وہ بھی اس فیض عام سے محروم نہ رہے گا اس لیے کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی تاثیر اور فائدے سے خالی نہیں ہیں یہ دوسری بات ہے کہ اگر معنی سمجھ کر تلاوت کی جائے تو زیادہ ثواب ملے گا۔

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب

جب قرآن مجید کے فضائل معلوم ہو چکے اور اس کی عظمت و بزرگی کو ہر ایک تو یہ امر قابل بیان نہ رہا کہ اس کی تعظیم و تکریم میں کس درجہ کوشش کرنا چاہیے اور اس کا تلاوت اور مطالعہ میں کیسا ادب اور احترام ملحوظ رکھنا چاہئے مگر چند ضروری اور مفید باتیں ہم بیان کئے دیتے ہیں۔
صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور پڑھانے کے لیے کسی استاد سے اجازت لینا یا اس کو سننا ضروری نہیں اس میں تدفیر و تاخیر ہے کہ قرآن مجید صحیح پڑھا ہو اگر اتنی ہیانت اپنے میں نہ دیکھے تو اس کو

ملے قرآن مجید ہے کہ اسے ہر ایک ملک عربی و فارسی بھلائی جماعت کو تمام پرائیوی اور عرب کی مسجدوں سے پڑھانے اور ہم کو اور دیگر میں شامل نہ رکھئے جس کے بعد اس کی مقدس کتاب قیامت کے دن شفاعت کرے گی اس لیے کہ ہم نے اس کی مقدس کتاب کو فراموش نہیں کیا ہر وہ ناخوش ہو کہ ہم سے کچھ بڑائی کرے اور جبریل شہادہ ہے اس حدیث کی رو سے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہر لوگ قرآن مجید سے غفلت کرتے ہیں قرآن مجید ان کو مدد فرمائی میں مجبور نہ تھا جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اس کے علوم حاصل کرتے ہیں ۱۱
شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے شرح سفر السعدۃ کے بیان میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب میں دعا اور ہر کام کا ترجمہ دیکھا ہے اس لیے کہ اس کے مجرور الفاظ میں حاکمیت ہے معنی معلوم ہوں یا نہیں کہ معنی معلوم ہونا ہے کہ اس قسم کا سرور اور نشاط ہوتا ہے۔ پس قرآن مجید جو افضل و اکمل ہے اس کے الفاظ کثیر و فیض سے کچھ خالی رہ سکتے ہیں ۱۲۔

قرآن مجید کی تلاوت مصحف میں دیکھ کر کیا وہ ثواب رکھتی ہے یا نسبت زبانی پڑھنے کے لیے اس میں دو جہاتیں ہوتی ہیں۔ ایک تلاوت دوسرے مصحف قرین کی زیادت۔

قرآن مجید کی پڑھنے کی حالت میں کوئی کلام نہ پڑھا اور کسی ایسے کام میں مصروف ہو جائے جو دل کو دوسری طرف متوجہ کر دے مگر وہ ہے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت اپنے کو ہر قسم کی طرف متوجہ کر دے نہ کہ زبان سے الفاظ جاری ہوں اور دل میں دوسرے امور کے خیالات۔

قرآن مجید کی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کرنا مستحب ہے مگر سورۃ براءت کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھنا چاہئے۔

بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کو کسی ترتیب سے پڑھے جس ترتیب سے مصحف قرین میں لکھی ہیں۔ ان پڑھنے کے لیے آسانی کی غرض سے سورتوں کا اختلاف ترتیب پڑھنا جائز ہے اگر آج کل پڑھنا عام فیسالوں میں دستور ہے بلکہ اہل بیت جانتے ہیں۔ (رد المحتار)

اور آیتوں کا اختلاف ترتیب پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ (راتقان)

قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی آیتوں کے ایک ساتھ تلاک پڑھنے کو علماء نے مکروہ لکھا ہے اس وجہ سے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا آپ نے اس سے منع فرمایا تھا۔ (راتقان وغیرہ)

مگر میرے خیال میں یہ کہ اہل بیت اس وقت ہر ایک صیغہ ان آیتوں کی تلاوت ثواب کی غرض سے جو اس لیے کہ جہاں پھرنے کے واسطے مختلف آیتوں کا ایک ساتھ پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سے بعثت منقول ہے۔ اور ہر ایک آیت کے خواص جدا جدا ہیں لہذا جو خاص اثر ہیں مطلوب ہے وہ بھی ان آیتوں میں ہو گا مگر ان کا پڑھنا ضروری ہے۔

قرآن مجید نہایت خوش آواز کی ہے پڑھنا چاہئے جس سے جس قدر ہو سکے امارت میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید خوش آواز کی ہے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے (مادامی) مگر جس کی آواز نہ اچھی ہو وہ مجبور ہے۔ اور خداوند قرأت کی پابندی سے

طاہر علامہ مولانا ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آیتان میں چند فروع حدیثیں بھی اس باب میں نقل کی ہیں مثلاً اس کے

کہے مصحف میں بے دیکھے تلاوت کرنے سے ایک ہزار اور ہر ثواب ملے اور کچھ پڑھنے سے دوسرا ہزار ۱۲

۱۳ ایک مستقل ہے جس میں قرآن مجید کی حرکات کے قواعد بیان کیے جاتے ہیں اسان مختلف قرائن کا ذکر

۱۴ کرتا ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا اس میں بہت کچھ بھی لکھتا ہے کہ اس کے ساتھ کے نہیں ۱۵

قرآن مجید پڑھنا چاہئے راگ سے پڑھنا اور گاؤں قرآن مجید کا بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

قرآن مجید شہر شہر کر پڑھنے بہت مجاہدت سے پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے

جو شخص قرآن مجید کے معنی سمجھ سکتا ہو اس کو قرآن مجید پڑھتے وقت اس کے معانی پر غور کرنا اور ہر مضمون کے موافق اپنے میں اسی کا اثر ظاہر کرنا مستحب ہے۔ مثلاً جب کوئی ایسی آیت پڑھے جس میں اللہ پاک کی رحمت کا ذکر ہو تو طلب رحمت کرے اور عذاب کا ذکر ہو تو پناہ مانگے کوئی جواب طلب مضمون ہر تو اس کا جواب دے مثلاً حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورہ والہین کے اخیر میں پہنچے۔ تو بقی دانا غنی ذلک من الشاہدین پڑھ لیتے (ترغی) یا سورہ قیامت کے اخیر میں جب پہنچتے تو فرماتے کہ بقی (ترغی) سورہ فاتحہ کو جب ختم کرتے قرآن میں کہتے لیکن یہ جواب دینا یا دنا مانگنا اس وقت مستحب ہے کہ قرآن مجید فرض نمازیں یا تراویح میں نہ پڑھا جائے اور اگر فرض یا تراویح میں پڑھا جائے تو پھر جواب نہ دینا چاہئے۔ (رد المحتار)

قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں دونا مستحب ہے۔ اگر دونا نہ پڑھے تو اپنی سگلی پر رنج اور انوس کرے۔

سورہ النضی کے بعد سے اخیر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر مانگنا مستحب ہے قرآن مجید ختم ہونے کے بعد دانا مانگنا مستحب ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر ختم کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔ (محقق)

قرآن مجید ختم کرتے وقت سورہ انفاس کو تین مرتبہ پڑھنا تاخیر کے نزدیک بہتر ہے بشرطیکہ قرآن مجید خارج نمازیں پڑھا جائے۔

اسی حکایت کہ جس سے الفاظ کے بچنے میں وقت ہر بالاتفاق مکروہ ہے ٹھٹھ کر پڑھنے میں اثر کی زیادہ ہو سکتی ہے اسی لیے علی اور جعفر قرآن مجید کے معانی نہیں سمجھتے ان کی بھی ظہر کر پڑھنا مستحب ہے۔ (انفاس) انوس ہمارے زمانہ میں قرآن مجید کی سنت ہے تطہیر ہوتی ہے پڑھنے میں اپنی مجاہدت کی جاتی ہے کس سے بعض بعض الفاظ کے اور کچھ کچھ میں نہیں آتا تراویح میں اکثر ماحول کی دیکھ کر کھائے اور پیاتے ان پر کس نے جو کیا ہو تراویح پڑھنے کے لئے اس سے بہتر ہوتا کہ ایسے حضرات نہ پڑھتے قرآن مجید کی ہے اور نہ ہوتی ۱۲۔

نہ۔ ترجیح دینا اور ہم اس پر گواہ ہیں کہ اس سورت کے اخیر میں حق تعالیٰ پر یکتا ہے کہ یا ہم سب مالکوں کے مالک نہیں ہیں لہذا اس کے جواب میں اللہ جل و علا کی کیا گیا ۱۳

ہم ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر چکے تو منوں ہے کہ خداوند سرا شروع کر دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت میرپ ہے کہ جب قرآن ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو دوسرا شروع کر دیا جائے اور اس دوسرے کو مرتبہ ثانی کہتے ہیں۔ خداوند سرا شروع کر دے بعد اس کے وہ غور و مانگے اسی غور و مانگے سے صبح و شام پڑھتا رہتا ہے۔

جہاں قرآن مجید پڑھا جائے وہاں سب لوگوں کو چاہئے کہ ہم تنہا ہی طوطی ہو جائیں۔ کسی دوسرے کام میں جڑے نہ رہیں۔ ہمارے ہر مشغول نہ ہوں اس لیے کہ قرآن مجید کا مستفاد فی حق ہے۔ ہاں اگر ماضیہ کو کوئی ضروری کام ہو جس کی وجہ سے وہ اس طوطی مرتبہ دوم نہیں پڑھ سکتا تو چاہئے کہ آہستہ آواز سے پڑھے اور اگر ایسی حالت میں چند آواز سے پڑھے گا تو گناہ اسی پڑھ جائے گا۔

اگر کوئی رکوع قرآن مجید پڑھا کر آواز سے پڑھنا شروع کرے تو پھر ماضیہ نہیں پڑھے کہ جس طرح شریعت سے اشارہ کیا ہے اور رکوع آواز سے پڑھے تو عادت پانا نہیں ہوتا۔ (رد المحتار)

نہتے ماہوں کو تمام اُن اصولی رہایت کرنا چاہئے جو اس پر مذکور ہوئے سرا اعراف اللہ اور ہم اللہ کے۔ اور حالت چاہت میں ہی قرآن مجید کا مستفاد ہونا ہے۔

اگر کوئی شخص غرض کواد ہو قرآن چھاپ پڑھا تو اس سے قرآن مجید پڑھنے کی درخواست کرنا جائز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست فرمائی حضرت خادق اعظم ابو سلمیٰ اشعری سے درخواست فرمایا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہما۔

سجدۃ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں جو وہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے تفصیل ان آیتوں کی ہے۔

۱۔ سورۃ اعراف کے آخری یہ آیت۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ لَا يُؤْمِنُونَ
عَنْ جِهَادِهِمْ وَسَيَجْزِيكَ وَكَأَنَّهُ يَسْجُدُونَ
ترجمہ۔ جو لوگ تیرے پیچھے ہٹ جائیں اور نماز سے غافل ہو جائیں وہ ایماندار نہیں ہیں۔
وہ اس کی عبادت سے غافل اور غافل ہیں کہ خدا
اس کا سجدہ کرتے ہیں۔ اسی آیت میں مکتا "وَلَا يُؤْمِنُونَ"

۲۔ سورہ مدثر کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ مِنْ طَرَفٍ اَوْ كَرِهًا اَوْ يُكَلِّمُهَا
بِالْعِلْمِ وَ الْاَصْنَافِ

اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں تمام وہ چیزیں جو آسمانوں
اور زمینوں میں ہیں کوئی ترش سے کوئی نازش سے اور انکی
سایہ صبح اور شام۔ اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے ۱۰۔

۳۔ سورہ نمل کے پانچویں رکوع کے اخیر میں یہ آیت۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مِنْ ذَا اُنْثٰى وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
يَعَاذُوْنَ سَيِّدَهُمْ مِنْ قَوٰٓمِهِمْ وَيَقْعَلُوْنَ مَا
يُؤْمَرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں میں
ہیں اور جو زمین پر ہیں وہ چیزیں اور فرشتے اور وہ خود زمین
کو سجدہ کرتے ہیں اپنے رب سے اور سجدہ کرتے ہیں جو انکی حکم
پاسد ہیں اس آیت میں "وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ" کا سجدہ ہے ۱۱۔

۴۔ سورہ زمر میں رکوع میں یہ آیت

وَيَخْرُجُوْنَ لِاَدۡعَآءِ رَبِّهِمْ لِيُبَيِّنَ لَهُ
مِثۡرَ خَشۡعُوۡعَاۡتِ

گتے ہیں اپنے رب کی طرف سے سجدہ کرتے ہیں اور گتے ہیں اور
فرمان ہو گا کہ ان کو بخش دے ان لوگوں کا ذکر کہ جو کافروں
میں شرط طہرہ کے پٹے ایماندار لوگ تھے ۱۲۔

۵۔ سورہ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت

وَاِذَا تَنَاطَلُوْا مَلٰٓئِكُهُۥ اٰیٰتِ الْمُرۡسَلِیۡنِ
خَرُّوْا سُجَّدًا وَّابۡتِغَیۡا

سجدہ پڑھی جاتی ہیں ان پر جن کی آیتیں لوگ تھے ۱۳۔
سجدہ کرتے ہیں سجدہ کرتے ہیں یہ انبیاء علیہم السلام
اور ان کے اصحاب کا حال بیان فرمایا گیا ہے اس آیت میں
"سُجَّدًا" کے لفظ پر سجدہ ہے ۱۴۔

۶۔ سورہ جاث کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی
السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ مِنْ ذَا النَّمٰثِ وَالْغُرۡ

کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ کا سجدہ کرتے ہیں وہ چیزیں
جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور ان کی کتاب اور کتاب اور

۱۔ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما نے ایک سورہ جاث کی دوسری آیت میں بھی سجدہ ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا سَبِّحُوْا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا یَوْمَ تَمُوتُ a

۲۔ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما نے ایک سورہ جاث کی دوسری آیت میں بھی سجدہ ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

وَالْجُودُ وَالشُّجُورُ وَاللَّهُ وَابٌّ وَكُنُوزُ رِيسِنِ
الْمَاسِ وَكُنُوزُ عَرْنِ عَلَيْهِمُ الْعَذَابُ وَمَنْ
يُؤْمِنِ اللَّهَ فَعَالِدُ أَمْنٍ مَكْرُومٍ طَارَتْ إِلَيْهِ
بُغْيُ مَنْ مَاشَاءُ ط

شمارہ ہزار و شصت و دو ہزار و چوبیس ہے اس کی وجہ سے
 سے آدمیوں پر خفا ثابت ہو چکا ہے اور جس کا خدا ذلیل
 کرے اس کا کوئی عزت دینے والا نہیں جیسا کہ اللہ پر چاہتا
 ہے کہ کہے یہ لڑکے کو فرسوں کا حال ہے کہ وہ سب کو کھلے
 میں اپنی ذلت سمجھتے تھے اس آیت میں غلط ”یہ سہلہ“ پر
 مسجد ہے کہ میرا بیت تمام ہو جانے کے بعد کہنا چاہتا تھا

۴۔ سورت زمر کے پہلی دو رکعات کی یہ آیت

فَإِذَا قِيلَ لَهُمَا مَسْجِدُكَ وَالْمَذْبَحُ
قَالُوا وَمَا الْمَذْبُوحُ أَتَسْتَعِينُ إِنَّا نَأْتِيكَ
وَرَدًّا وَهُمْ يَغْتَوِشُونَ

اور صیب تحریر کیا جاتا ہے ان سے کہہ دو کہ وہ جلی کو
کھتے ہیں درجی کیا پیر سے کیا ہم محمد کو لیں یا کسی کو تم
کچھ ہر اور ہم کو قدرت بر ممتی ہے عرب کے کافر تو اگر جلی
دیکھتے تھے۔ اس آیت کے انگریزی محمد ہے ۱۲

۴۔ سورۃ نمل کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

أَلَا يُسْجَدُ لِلَّهِ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ
فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ
وَمَا تُعْلِنُونَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

یہ کہ نہیں سمجھا کرتے اللہ کا جو ننگا تھا ہے وہ چیز یہ کہ
اسکا منہ دیکھنے میں بھی نہیں آتا ہوتا تھا ہے وہ چیز یہ کہ تم
چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو یہی خدا ہے کوئی اس کے سمندر
نہیں اٹکے ہے عرضِ عظیم کا۔ اسکا منہ بھی ہوتی چیزوں
سے ملتا ہوتا ہے اور میں بھی ہوتی چیزوں سے ملتا ہوتا ہے
وغیرہ و مسائل انسانی، یہ قصہ حضرت سلطان علیہ السلام کا
ہے اس کے بعد کہنے کے کہ یہاں کیا تھا کہ یہ میرا گھر ہے یہاں
ہو اتھا وہاں کی بادشاہ حضرت ہے وہاں اس کا بقیہ تھا۔
اور اس کی قوم آفتاب کی پرستش کرتی تھی شیطان نے اس کو
صحت گوارہ کر رکھا ہے اس کی ہدایت نہیں ہوتی یہ کہ نہیں سمجھ
کرتے تھا کہ ۱۶ اس آیت میں عقاب العرش عظیم پر چڑھ
ہے ہاں کہ مقتدر چڑھا جائے ہے یہاں العرش کی قرأت ہے
اور اگر آقا مقتدر چڑھ جائے کہ اس کی قرأت کے موافق
فرماتا ہے یہ ہے (روایت)

۹۔ سورۃ الم تہزی السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْجُدُوا لِلَّهِ رَبِّكُمْ إِذَا كَانَ مِنْكُمْ صَلَاةٌ ۖ وَابْتَغُوا الْوَسِيلَةَ إِلَيْهِ وَلَا تَمْنُوا أَنْ يَنْزِلَ إِلَيْكُمْ ۚ وَهُوَ لَا يُسْتَكْبَرُ عَنْ عِبَادِهِ ۚ

اے ایمان والے! تم اپنے رب کے سامنے سجدہ کرو جب تم میں سے نماز ہو جائے اور اس کی راہ تلاش کرو اور نہ تم کو اس کی طرف سے تمنا ہو کہ وہ تم پر نازل ہو۔ اور نہ وہ تم سے استغناء کرتا ہے۔

آیت کے آخر میں سجدہ ہے ۱۲

۱۰۔ سورۃ قی کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

وَحَسْرَتًا لِّمَا كَانُوا فَعَلُوا وَأَنْتَابًا لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ

اور اگر پڑا احمد کے بچہ ان کو پہلی ہی ہم نے بخش دیا
ان کو اس طرح ہمارے یہاں ان کا قریب ہے اور احمد
مستقیم ہے۔ یہ حال ناؤ و علیہ السلام کا ہے قصہ اس کا
بہت طویل ہے اس آیت میں جس بابہ کی غلطی ہو
ہے بعض علماء کے نزدیک آپ کی غلطی ہے مگر یہ قول
مستثنیٰ نہیں۔ (رد المحتار)

۱۱۔ سورۃ فتح سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت

فَإِنْ اسْتَكْبَرُوا فَالْأَلَمُ لَكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّكُمْ كَانُمْرًا ۚ

پس اگر خود کریں سجدہ کر سکتے ہیں وہ کہ ہیں جو لوگ
وزارت کے تیرے وہ سب کچھ اس میں اس کی آیت پڑھتی
رات وہی اور تھکتے نہیں اس آیت میں تو ہم کہہ سکتے ہیں
کی غلطی ہو جہاں ہے وہی جہاں اس دعا کی بنا پر عرض اللہ
عز و جل کی غلطی ہے کہ امام شافعی کے نزدیک "ان کنتم
انما و تمسکون" پر ہے جو اس آیت سے پہلے ہے امتیاز ہم
نے اس قول کی تفسیر نہیں کیا۔ (رد المحتار)

۱۲۔ سورۃ نجم کے آخر میں یہ آیت

فَأَسْجُدْ وَاقْبُدْ ۚ

۱۳۔ سورۃ انفثت میں یہ آیت

فَمَا أَتَمَّ لَا يُوَفِّيهِمْ إِلَّا دَأْوُ الْغُورِ ۚ

فَلْيَسْمَعِ الْفُتُورُ ۚ لَا يَسْجُدْ وَلَا يَنْسُجُدْ ۚ

سجدہ کرنا نہ کرنا اور عبادت کرو ۱۲

کیا حال ہے ان کا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو

سجدہ نہیں کرتے ۱۳

۱۴۔ سورۃ اقرآن میں اس آیت

وَسَجَدَ وَاقْتَرِبَ

پس سجدہ کر اور اللہ سے نزدیک ہو جاؤ۔ خطاب بہادری
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ۱۴

۱۔ سجدہ و تقاروت کے واجب ہونے کے تین سبب ہیں۔ (۱) آیت سجدہ کی تلاوت خراء پروری
آیت کی تلاوت کی جائے یا معرفت لفظ کی جس میں سجدہ واجب اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کوئی لفظ اور
خراء آیت سجدہ کی بعد تلاوت کی جائے یا اس کا ترجمہ کسی اور زبان میں اور خواہ تلاوت کرنے والا خود
اپنی تلاوت کو سننے یا دوسرے شخص کوئی بدل تلاوت کرے۔ صحیح یہ ہے کہ اگر کوئی یا سجدہ یا آتش میں
آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے تب بھی سجدہ واجب ہو جائے گا۔ اور اسی حالت میں اس کی بھی
نیست کر لی جائے گی (رد المحتار)

اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کرے اس پر بھی سجدہ ملے گا کے واجب ہے۔
(۲) آیت سجدہ کا کسی انسان سے سننا۔ خراء پروری آیت سے یا معرفت لفظ سجدہ مع ایک لفظ
ما قبل یا بعد کے اور خراء و حرفی زبان میں سننے یا اور کسی زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ
آیت سجدہ کا ہے یا نہ جانتا ہو لیکن فرما سنے سے اور اسے سجدہ میں جین تدریس یا غرض اس میں وہ معتقد
سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

کسی ہاؤز سے مثل طوطے وغیرہ کے اگر آیت سجدہ کی سنی جائے تو صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب
نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی ایسے جنون سے آیت سجدہ سنی جائے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ
ہو جائے اور ان کی ذہن تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (۳) ایسے شخص کی اقتدا کی جائے آیت سجدہ کی
تلاوت کی جو خراء اس کی اقتدا سے پہلے یا اقتدا کے بعد اور خراء اس نے کسی آیت سے تلاوت
کی ہو کہ کسی مقتدی نے نہ سنا ہو یا غلط آواز سے کی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سننے اس
کے بعد اس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں
وہ سجدہ نہیں۔ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے

۱۵۔ صاحب جزاوی نے مقررے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص موت یا حجہ کر کہ رکعت کرے اللہ اور سجدہ کے تو اس پر
بھی سجدہ واجب ہو جائے گا اس سے مسلم یہ کہ اگر کوئی سجدہ کے قبل یا بعد سے کسی لفظ کے لانے کی حاجت
نہیں کہ سجدہ کر لگائی ہے اس کی حاجت نہیں کی اور ہم نے یہ شرط صحیح کے ساتھ نقل کی ہے ۱۵

اُسی کو سجدے کی ضرورت نہیں اس رکعت کے لی جانے سے سمجھاواتے تھے کہ وہ سجدہ بھی کر گیا۔
اگر وہ رکعت نہ پڑھے تو پھر اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

(بحر الرائق - رد المحتار)

فقہی سے اگر آیت سجدہ نہ جانے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر اس کے امام پر نہ
اُن لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں اُن جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ لوگ نماز میں پڑھتے
ہوں یا نہ ہوں دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو انکی پر سجدہ واجب ہوگا۔ (رد المحتار)
یہ بھی سبب جو سجدے کے واجب ہونے کے بیان کیے گئے ان کے سوا اور کسی چیز سے
سجدہ واجب نہیں ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت سجدہ دیکھے یا دل میں پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک
ایک حرف کے پڑھے بدی آیت ایک دم نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سنے تو ان سب صورتوں
میں سجدہ واجب نہ ہوگا (رد المحتار)

۲۔ سجدہ تلاوت انیس لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے اور اگر باقتضاۃ حیض
ونفاس والی عورت پر واجب نہیں نا باغت پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں جن کا جنون ایک دن
رات سے زیادہ ہو گیا خواہ اس کے بعد زمانہ ہو یا نہیں۔ یہی مجنون اگر جنون ایک دن رات سے کم
رہے اس پر واجب ہے اسی طرح مست اور ذہیب پر بھی۔

۳۔ سجدہ تلاوت کے صحیح ہونے کی وہی سبب شرطیں ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کی ہیں یعنی
طہارت اور سرعہ اور نیت استقبال قبلہ تحریم اس میں شرط نہیں اس کی نیت میں نیت کی قسمیں
شرط نہیں کہ یہ سجدہ تلاوت آیت کے سبب سے ہے اور اگر نماز میں نیت سجدہ پڑھی جائے اور قنوا
سجدہ کیا جائے تو نیت بھی شرط نہیں۔ (رد المحتار)

۴۔ یہی چیزوں سے نماز قاصر ہو جاتی ہے جن چیزوں سے سجدہ ہو میں بھی قاصر کہنا آتا ہے اور
پھر اس کا اعادہ واجب ہو جاتا ہے۔ ان میں تھم فرق ہے کہ نماز میں تھم سے وضو یا گاہت سے
اس میں تھم سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی عفتات بھی یہاں منسوخ نہیں۔

۵۔ سجدہ تلاوت اگر خارج نماز میں واجب ہو تو بہتر ہے کہ قنوا ادا کرے اور اگر اس
وقت ادا کرے تب بھی جائز ہے مگر اگر وہ تخریبی ہے اور اگر نماز میں واجب ہو تو اس کا قنوا
کہ قنوا واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

۶۔ نماز قنوا کا سجدہ قنوا میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جاتا

پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اس کا گناہ اس کے قدم ہوگا جس کی تدبیر اس کے سوا کوئی نہیں کر تو یہ کہے یا اور ہم الرحمن اپنے فضل و کرم سے صاف فرما دے گا۔

(بکرالایق)

نماز کا سجدہ خارج نماز میں اس وقت ہوا نہیں ہو سکتا جب کہ نماز خاصہ نہ ہو اگر خاصہ ہو جائے اور اس کا مقصد خروج حیض نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں ادا کر لیا جائے۔ اور اگر حیض کی وجہ سے نماز میں فساد آیا ہو تو وہ سجدہ صاف ہو جائے۔ (بکرالایق اور در مختار وغیرہ)

۷۔ اگر کوئی شخص حالت نماز میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سنے غلام وہ دوسرا بھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارج نہ ہو۔ ناجائز ہونے کے اندر نماز کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں۔

۸۔ اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں گئی ہو تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اور ایک آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اگر سننے والے کی مجلس نہ بنے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدے۔ اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر قصد سجدہ واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی بدے یا نہ بدے اگر پڑھنے والے کی بدل جائے گی تو اس پر بھی قصد سجدہ واجب ہوں گے۔ (بکرالایق)

جلس کے بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسری ظنی۔ اگر مکان بدل جائے تو حقیقی اور اگر مکان نہ بدے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے فعل کو قتل کر کے اب یہ دوسرا فعل شروع کیا ہے تو ظنی ہے۔ (بکرالایق وغیرہ)

حقیقی کی مثال ۱۔ دو گھر جدا جدا ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بشرطیکہ ایک دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے۔ ۲۔ سوار ہو اور اتر پڑے۔ ۳۔ راستے میں چھوٹا گناہ ہو۔ ۴۔ کسی درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جائے خواہ وہ دوسری شاخ اس پہلی شاخ سے قریب ہو یا دور۔ ۵۔ کسی نہریا عرض میں پروا ہو۔ اگر ایک گھر ہو تو اس کے مختلف مقامات پر تلاوت کی جائے تو مجلس نہ بدے گی مثلاً مسجد کے گوشوں میں۔ کشتی اگرچہ ہماری ہو مگر مجلس نہ بدے گی۔ اگر نماز پڑھتا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا ہو تو مجلس نہ بدے گی اس کیلئے کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے شرعاً ایک ہی مجلس کا حکم دیا گیا ہے اس صورت میں غصائے نکلا ہے کہ اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار حالت نماز میں ایک ہی آیت سجدہ کی تکرار کر رہا ہو تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اس گھوڑے کی ہمارا اگر

کوئی شخص چار بار یا پھر تیس یا ہر مرتبہ کہنے سے ایک سجدہ واجب ہوگا۔ اگر وہ شخص علیلہ یا گھڑا پر سوار نماز پڑھتے ہوئے چار بار کہے اور شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو کہنے پر وہ شخص پڑھو سجدہ واجب ہوں گے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا کہنے کے سبب سے مگر تلاوت کے سبب سے چار بار تلاوت کا سجدہ جائز ہے اور نماز میں ادا کیا جائے گا اور کہنے کے سبب سے چار بار تلاوت کا سجدہ جائز ہے اور بعد نماز کے ادا کیا جائے گا۔

حکم کی مثال۔ آیت سجدہ کی تلاوت کر کے دو ایک کہنے سے زیادہ کہا نا کہا یا کسی سے دو ایک کہنے سے زیادہ باتیں کرنے لگا۔ لیٹ کر سوار یا خرید و فروخت میں مشغول ہو گیا۔ کوئی عورت لڑکھا کودہو رہا نہ لگی۔ اگر ایک دو قسم سے زیادہ نہ کہائے۔ کسی سے دو ایک کہنے سے زیادہ باتیں نہ کرے لیٹ کر دوسرے بلکہ بیٹھے بیٹھے اس سب سواروں میں مجلس نہ بٹے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہوگی۔

۹۔ اگر ایک آیت سجدہ کئی مرتبہ ایک ہی مجلس میں پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے تا قبل اور بعد کی تلاوت کے لیے کافی ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ سب کے بعد کیا جائے۔ (بحر الرایق)

اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا سجدہ و تین آیتوں کے اور اسی رکوع میں چھٹے وقت سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز سجدہ کیا جائے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ (رد المحتار و فیروز)

۱۰۔ سجدہ اور عیدیں اور آہستہ آواز کی تلاوت میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہئے اس لیے کہ سجدہ کہنے میں متغیروں کے اشتباہ کا خوف ہے۔ (بحر الرایق)

۱۱۔ کسی صورت کا پڑھنا اور غامی کر آیت سجدہ کو چھڑ دینا مکروہ ہے۔ (بحر الرایق و فیروز)

۱۲۔ اگر حاضرین باوجود سجدے کے بیٹھے مستند نہ بیٹھے ہوں تو آیت سجدہ کا آہستہ آواز سے تلاوت کرنا بہتر ہے اس لیے کہ وہ لوگ اسی وقت سجدہ نہ کریں گے اور دوسرے وقت شاید بھول جائیں تو گنہگار ہوں گے۔ (رد المحتار و فیروز)

سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے پھر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہے اٹھے اور کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ سجدہ تلاوت کئی آدمی مل کر

بھی کر سکتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص کو شل نام کے آگے کھڑا کریں۔ اور خود مقتدیوں کی طرح صفت باندھ کر پیچھے کھڑے ہوں اور اس کی اتباع کریں یہ صورت درحقیقت جماعت کی نہیں ہے۔ اسی لیے اگر امام کا مسجد کسی وجہ سے غائب ہو جائے تو مقتدیوں کا نام نہ رکھا جائے اور اسی سبب سے عورت کا آگے کھڑا کر دینا بھی جائز ہے۔

آیت مسجد اگر فرض نمازوں میں پڑھنی جائے تو اس کے مسجد میں شل نماز کے مسجد کے سبحان ربی الا علیٰ کہتا ہوتا ہے اور قتل نمازوں میں یا تاراج نماز میں اگر پڑھنی جائے تو اس کے مسجد میں اختیار ہے کہ سبحان ربی الا علیٰ کہیں یا اور تسبیحیں جو عادت میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھیں شل اس مسجد کے۔

سُجِّنَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَتَوَقَّعَهُ
وَقَبَّلَهُ وَفَضَّلَهُ يَوْمَئِذٍ
فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

میرے منہ نے مسجد کیا اس کا جس نے اس کو پیدا کیا
جہ اڑھیں کے اس کو بڑا ہے اور اس میں کای اور انگوٹھا
کہیں نہ ہی طاقت اور قوت سے میں بڑا ہے اللہ چھاپا

کرنے والا ۱۲

اور دونوں کو بھی کر لیں تو اور بھی بہتر ہے۔

علامہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام آیات مسجد کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کرے تو حق تعالیٰ اس کی شکل کو فرماتا ہے اور یہی امرات میں اختیار ہے کہ سب آیتیں ایک دفعہ پڑھیں اور یہی اس کے چہرہ مسجد کے کہ یا ہر آیت کو پڑھ کر اس کا مسجد کرتا جائے۔ (رد المحتار)

مسجد شکر مستحب ہے جب کوئی بڑی نعمت حق تعالیٰ کی طرف سے فائز ہو جائے یا اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین سے منقول ہے کہ یہ نماز کے علیٰ اتصال مسجد کہنا مکروہ ہے تاکہ جاہلوں کو اس کی سنت ہونے کا خیال نہ پیدا ہو۔

بعض نواعت لوگ دوسرے مسجد کے کہتے ہیں اور اسی کو منقول سمجھتے ہیں جس لوگ کہی مسجدوں کے لیے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قول رضی اللہ عنہ کو اپنی مسجد کا مکرم دیا تھا مالا کہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اصل ہے ہذا ان مسجدوں کا بنیال سنت اللہ کرنا مکروہ ہے اور ہر حال اس کا ترک بہتر ہے (رد المحتار وغیرہ)

جنازے کی نماز وغیرہ کا بیان

چونکہ اسلام کی مقدس شریعت میں اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ جو سلوک اور حسنات اور ہر قسم کی مراعات ایک بڑا عظیم قرار دی گئی ہے اور شریعت نہیں چاہتی کہ اس دینی اخوت اور محبت کا سلسلہ موت کے متعلق سوجائے اس وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان دنیا سے انتقال کرتا اس کے ساتھ وہ بہت احسان کرتے اور جو چیزیں اس کے پیٹے قبر اور قیامت میں پہنچد ہو تیں ان کی اکثری فرماتے اور اس کے اعزاء اور اقارب سے بھی سلوک کرتے تفصیل اللہ مضامین کی آیتہ بیانات سے بخوبی ظاہر ہے۔ یہی سبب ہے کہ جنازے کی نماز جو حقیقتِ میت کے لیے وہ عامے مغفرت ہے جسے اللہ پر خدا کی طرف سے فرض کر دی گئی ہے اور اس کو پاک و معصوم کر کے ایک عمدہ اجسام سے آخری منزل تک پہنچا دینا ایک امر لازم کر دیا گیا۔ فی الواقع میت کے حقوق کی رعایت اس کی بیماری سے آخری وقت تک بلکہ اس کے بعد بھی جیسی اسلام میں ہوتی ہے کسی مذہب میں ان کا ایک غم نہ ہو نہیں اگر کسی کی چشم بصیرت روشن ہو تو وہ ان مصالحت کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھنے کے قابل سمجھے گا۔

بیمار کی عیادت کا بیان

جب کوئی شخص اپنے دوستوں میں بیمار ہو تو اس کے دیکھنے کو جاننا اور اس کے حالات کو دریافت کرنا مستحب ہے۔ اسی کو عیادت کہتے ہیں۔ مگر اس کے احوال وغیرہ میں کوئی ایسی چیز نہ کرے جو اس کے قلوبی حالت میں اس کی تیار دہائی عام مسلمانوں پر چوں کہ اس کی مامت معلوم ہو فرض کفایہ ہے۔

عیادت کی فضیلت نہایت زیادہ اس کا ثواب اور بیش میں ہے حدود و حدود اسے مگر ہم اس بیان کو زیادہ بڑھا کر نہیں چاہتے عزت و توقیر مذہبی بیان کیجئے دیتے ہیں۔

مسلم میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت میں فرمائے گا کہ اے میرے بندے میں تیرا پروردگار ہوں میں بیمار ہوا اور میری عیادت کو نہ آیا بندہ عرض کرے گا کہ خداوند تو تمام عالم کا پروردگار ہے تیرا عیادت کیسے ہو سکتی ہے یعنی تیرا ہی نہیں ہو سکتا اور خداوند کا نکلنا میرا بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی

عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کر جائے تو جھگڑا ہی کے پاس پہنچا ہی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص صبح کو بیمار کی عیادت کرے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک دعا کے مغفرت کرتے ہیں اور جو شام کو کرے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں صبح تک۔ (مغز المسادات)

جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرے اس کو ایک بار غلے کا بہشت میں (ترغی ۱)
نبی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اپنے بزرگوار اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ بیمار کی عیادت کیا کرو اور جنازہ کے ہمراہ جایا کرو۔ (صحیح بخاری ۱)

عیادت کے آداب میں ہے کہ دوا کر کے غسل و شراب اور حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جیسے جیسے اور جب بیمار کے پاس پہنچے تو اس کا حال پوچھئے اور اس کی تمکین کرے اور اس کو تسلی دے اور اس کو صحت کا امیدوار کرے اور بیماری کے ہر جو فضائل اور ثواب حدیث میں وارد ہوئے ہیں اس کو سنائے اور اس کے لیے دعا کی صحت کرے اور اپنے لیے بھی اس سے دعا کی درخواست کرے اور بیمار کے پاس نہ ریاں دینے کا نہ مٹھنے اس اگر بیمار اس کے بیٹھنے سے خوش تھا تو زیادہ بیٹھا بہتر ہے اور عیادت میں جلدی نہ کرے بلکہ جب دو تین روز بیماری کو گزر جائیں تب عیادت کو جانے کی عادت نبی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ (شرح مغز المسادات)

نبی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی آپ کے دوستوں میں بیمار ہو تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور بیمار کے سرانے بیٹھ جاتے اور اس کا حال پوچھتے اور فرماتے کہ تم کو اپنی طبیعت کیسے معلوم ہوتی ہے اور تمہارا دل کی چیز کو پاتا ہے اگر کسی چیز کی وہ خواہش کرتا اور وہ اس کے لیے مغفرت ہوتی تو اس کے دینے کا حکم فرماتے اور اپنے سید سے ہاتھ کر بیمار کے بدن پر رکھ کر اس کے لیے دعا فرماتے کبھی ہاں اٹھا لے

اَللّٰهُمَّ شِفَاۃَ النَّاسِ اَوْ شِفَاۃِ الْکَلْبِ
وَ شِفَاۃَ اَنْتَ الْاَشَقٰی لَا شِفَاۃَ اِلَّا بِخِفَاۃِکَ
شِفَاۃَ لَا یَخْفَاۃُ شِفَاۃً
مست وہی ہے جو کہ غایت خزانے کی صحت دے کہ پھر

کوئی بیمار ہی باقی نہ رہے ۱۲

اور اگر بیمار دعا فرماتے جب صبح یا دینی دعا میں مصلیٰ اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا
اَللّٰهُمَّ شِفَاۃَ سَعْدٍ اِلَّا تَلْهَوْهُ شِفَاۃً
سَعْدٍ اِلَّا تَلْهَوْهُ شِفَاۃً
سعد کا صحت دے سعد کا صحت دے سعد کا صحت دے

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی بھی عیادت منقول ہے۔ ایک جوان میری آپ کی خدمت کیا کرتا تھا جب بیمار ہوا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس سے مسلمان ہو جانے کو ارشاد فرمایا قسمت نے یارمی کی اور وہ مسلمان ہو گیا جب آپ کے چچا اور طالب بیمار ہوئے تو جو یک مشرک تھے آپ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے اور ان سے بھی مسلمان ہو جانے کی درخواست فرمائی مگر کتاب اہل نے یہ مساوات حق کی نسبت میں نہ لکھی تھی البتہ تفسیل ارشاد سے محروم رہے۔ اسی وجہ سے اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ عیادت صرف حقیقی مسلمان سے نہیں سہی یعنی جو مسلمان بیمار ہو خواہ اس سے کبھی کی ملاقات ہو یا نہیں اس کی عیادت سنون نہیں بلکہ حقیقی محبت سے ہے کہ جس شخص سے ملاقات ہو اس کی عیادت سنون ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (شرح سفر سعادت)

قریب المرگ کے احکام

جب کسی مریض پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں تو سنون ہے کہ اس کا منہ قبل کی طرف پھیر دیا جائے اور وہ مریض دابہ پلو پر لٹایا جائے اور جنت کی صف میں بھی کر مضافت نہیں۔ اسی طرح چتر قبل کی طرف ہوں پس سب سورتیں اس وقت سنون ہیں کہ مریض کو تکلیف نہ ہو اگر اس کو تکلیف ہو تو جس طرح اس کو آرام ملتا ہو اسی طرح اس کو بٹا رہے ہیں۔ (رجز الایمان و طہار)

اس وقت مستحب ہے کہ کوئی شخص اس کے اعراض یا جواب و غیرہ میں سے اس کو تکلیف نہ کرے یعنی اس کے سامنے بلند آواز سے کلمہ طیبہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

پہن ۱۲۔

پڑھا جائے تاکہ وہ مریض اس کو سن کر خود بھی پڑھے اور اس شانیت کا مستحق ہو جائے جو صبح و عشاء میں پڑھ کر دیکھ کر ہے کہ اس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (رجز الایمان)

مگر مریض سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو یا کہ قسمت مرض یا جو دسی کے سبب ہے اس کے منہ سے نکلا کر اٹل جائے۔ سورتا میں اس کا اسے مریض کے پاس پڑھنا مستحب ہے۔ (رد المحتار)

اس آخری وقت میں نیک بندے پر بیوگانہ لوگوں کا ہر وہ ہرناہنترے کو ان کی برکت سے رحمت

نازل ہوتی ہے۔ (فتاویٰ مالکیہ)

اس وقت مریض کے پاس کوئی خوشبودار چیز دیکھو تو یا آگ لگی ہو یا مسکوا دینا مستحب ہے۔
پھر جب اس کی روح جن سے مندرقت کر جائے تو اس کی آنکھیں نہایت نرمی اور ہلکی سے
بند کر دی جائیں اور اس کا منہ کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا جائے اس طرح کہ وہ پٹی ٹھوڑی کے نیچے
رکھی جائے اور سر پر سے جا کر اس کے دونوں کنارے باندھ دئے ہیں اور اس کے اعضاء پید سے
دبے جائیں اور جو نرم کر دئے جائیں اس طرح کہ ہر جگہ اس کے خونی ایک پتہ پتہ نہ ہو جائے اور انکھیں
بند کرنے والا انکھ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ
عَلٰیہِ مَا بَعْدُ وَوَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ
مُخْلِصًا لِّہِ کُلِّ شَیْءٍ اَوْفَعَاخَرٍ رَّجَّ عِنْدَہُ
اے اللہ آسمان کو اس میت پر سلام اس کا اور اس کو اس
پر، اور ان پر جو اب آئے گا اور شرف تو اس کو پہنچے اور
محفوظ رہے گا ہے زمین آخرت اس کو بہتر کرے اور اس
سجود سے کیا جس کو نبی دنیا سے ۱۲

بہمان سب مراتب کے اس کے فضل اور تکفیل اور غارت سے جس تو رہے ملک ہر فراغت کر کے وطن کو یا
جائے۔

غسل میت کے مسائل

جنت کو غسل دینا مسلمان ہر فرض کفایہ ہے اگر کوئی میت بے غسل کے وطن کر دی جائے تو نام
وہ مسلمان ہیں کو اس کی قبر جو گاہ گاہ ہو جائے۔

اگر کسی میت کو بے غسل کے قبر میں رکھ دیا ہو مگر ایسی جگہ نہ ہو تو ایسی جگہ کو قبر سے نکال کر غسل
دے دینا فرض ہے ان میں اگر کسی جگہ ہو تو قبر سے نکال دینا چاہئے۔ (ابو الاتیق و فرو)
اگر کوئی میت کشتک دیا گیا ہو اور کفن پنا سے کے بعد یا دئے تو کفن کمال کر اس عضو کو
دھو دینا چاہئے ان میں اگر کوئی غسل یا اس کے برابر کوئی صحت جسم کاشتک دیا جائے اور بعد تکفین کے یا د
آئے تو قبر اس کے دھو لے کی ضرورت نہیں۔ (ابو الاتیق)
ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے اور حق ہر مرتبہ مسنون ہے۔

جنت کے غسل کا مسنون و مستحب طہر ہے یہ ہے کہ میت کو کسی ایسے تخت
و فرو پر رکھا کہ حق یا بائیں یا سات مرتبہ کسی خوشبودار چیز سے دھوئی یا چکا ہو اس کے جسم

حکومت کو کسی کپڑے سے بند کر کے پھونک دیا جائے اس کے بدلے میں میں وہ بہت جلد آسانی سے آ جا رہے ہیں اور اس کو استیجا کر دیا جائے اس طرح کو نکلانے والا اپنے اقدار میں کپڑا پیٹ کر اس کے خاص تختے اور مشرک تختے کو دھروے سے جدا اس کے آس پیت کو دھوکا دیا جائے اس دھوکے میں لگی نہ کرانی جائے گی اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے گا اس لیے کہ پھر خداوند ناک سے پانی کا ٹکٹا دھوکا دھوگا اس نکلانے والا دھوکا لگائی میں کپڑا پیٹ کر اس کے دھوکے کو دھوکا کے اندر دینی حقیر کو صاف کر دے بھیجے یہ ہے کہ اس دھوکے میں سر کا کچھ بھی لگا دیا جائے گا۔ (بحوالہ اراقی)

جب دھوکے سے فراغت ہو جائے تو اس کا سراگز مال میں قتل دیا جائے جس پانی سے سر دیا جائے اس میں شلی جوش کر لی جائے یا ساہل ملا دیا جائے تاکہ میل بھی طرح صاف ہو جائے غسل کے پتے کوم پانی بہتر ہے اس پتے کو اس سے میل خوب صاف ہو جائے۔ جب سر صاف ہو چکے تو میت کو آبیں پلو پر ڈاکر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے اس قدر کہ پانی تخت تک پہنچ جائے یہ ایک مرتبہ غسل تھا پھر دوسرا مرتبہ اس کو دھوپے پلو پر ڈاکر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے پھر اس کو جھانک اس کا پیٹ بہت سہا ہوا دیا جائے تاکہ آکاش محل جائے اور دوسرا دھوپے پلو پر ڈاکر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے یہ تیسرا مرتبہ تھا۔ پتے مرتبہ خاص پانی سے غسل دیا جائے دوسرے مرتبہ اس پانی سے جس میں میری لکھی یا غسلی جوش کی لکھی ہو۔ تیسرے مرتبہ اس پانی سے جس میں کافور ملا ہو۔ جب غسل سے فراغت ہو جائے تو میت کا بدن کسی کپڑے سے خشک کر دیا جائے بلکہ بدن کی تری سے کھینچ کر خراب ہو۔ بعد اس کے زعفران اور لکڑی کے ساتھ کوئی خوشبو اس کے سر و دھار میں جس دھار میں ہائے اس کی پیشانی اور ہاتھ و ران و اعضاء پر کہیں تک اچھٹکھٹک پر کافور مل دیا جائے۔ میت کے ہاں میں کلکھی دلی بجا

کپڑے کاغذ پر جس مصلحت سے کہ کپڑوں کی لکھی سے منی کے خراب ہو جائے کاغذ ہر جگہ ہے نجی مصلیٰ اور ہر قسم کے جسم اس سے کپڑے نہیں آتے۔ لکھی بھلا کپڑے کپڑوں کے ساتھ غسل دیا گیا یہ آپ ہی کے ساتھ خاص تھا آپ کے جسم اس میں کسی غرائی کا ساتھ نہ ہوتا تھا۔ اور یاد میں ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے نہ تھے غسل دینے میں صابا اور زعفران و اجڑ لکڑی کا کپڑا کپڑے نہ تھے نہ لکھی مصلیٰ اور لکھی مصلیٰ کا ساتھ غسل دیا گیا کہ جسم اور کپڑے نہ تھے۔

دوسرے ایک سند کہ اس سے ظاہر ہے کہ پانی کی لکھی اس کی کھد کر نی سے مشابہ ہوتی ہے اس سے کپڑا نکلتا ہے یہی رنگ اس کا سرخی اور دھوپے کے دھوپے میں ہوتا ہے۔

اور نہ غلوں یا بال اس کے نہ کاسے جائیں مگر یہیں نہ کتری جائیں ان اگر کوئی ناخن ٹوٹ جائے تو اس کے
ظہیر کرے میں کچھ حرج نہیں۔ (بحر الرایت)

بیت کے نکلانے کی اجرت دینا جائز نہیں اس لیے کہ میت کا نکلانا خدا کی طرف سے فرض
ہے پھر اس پر اجرت کیسے؟ ان اگر کوئی شخص نکلانے والے وہاں موجود محل تو پھر جائز ہے اس لیے کہ ایسی
صورت میں کسی خاص شخص پر اس کو نکلانا فرض نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

نکلانے والا ایسا شخص ہر نامیائے کہ جس کو میت کا دیکھنا جائز ہو عورت کفر کا اور مرد کو
عورت کا غسل دینا جائز نہیں ان منکر ہو عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اس لیے کہ وہ عدت
کے زمانہ تک اس نے نکاح میں کبھی جائے گی بخلات شوہر کے کو وہ عورت کے مرتے ہی اس عورت
کے نکاح سے ملے۔ سمجھا جائے گا اور اس کو اس عورت کا غسل دینا جائز نہ ہوگا۔

اگر کوئی عورت ایسی ملے کہ جس کو میت نہ ہو جس کو غسل دے تو اگر کوئی مرد اس کا
محرم موجود ہو تو وہ اس کو تحیم کر دے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو غیر محرم اپنے اہل بیت میں کپڑا چھیت کر اس کو
تحیم کر دے ان نوٹڈی کو چھیتی کو اپنے کپڑا پیٹے ہوئے تحیم کر سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی مرد ایسی ملے کہ
جائے جہاں کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو تو اس کو محرم عورت کپڑا پیٹے ہوئے اور غیر محرم اہل بیت میں کپڑا
چھیت کر تحیم کر دے۔

تاہم نکلے اور مرد کی عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔

بستر ہے کہ نکلانے والا میت کا کوئی عزیز ہو اور اگر عریض نکلانا نہ چاہتا ہو تو کوئی متقی پرہیزگار
اگر اس کو غسل دے۔

اگر کوئی کافر یا نجس آدمی اور شخص جسے میت کا دیکھنا جائز نہ تھا میت کا غسل دے تب بھی غسل
میں ہونا ہے اگرچہ کبھہ ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

بستر ہے کہ جس کو میت کا غسل دینا جائے وہ ان غسل دینے والے اور اس شخص کے جو اس کا
شریک ہو کوئی آدمی یا شخص نہ جائے اور غسل دینے والا اگر اس میں کوئی عداوت دیکھے تو لوگوں سے
بیان کر دے اور اگر کوئی بڑی حالت دیکھے تو کسی پر ظاہر کرے ان اگر میت کوئی مشہور بدعتی ہو
اور اس میں کوئی بڑی بات دیکھے تو ظاہر کر دے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور اس بدعت کے ارتکاب
سے باز رہیں۔ (بحر الرایت - عالمگیری وغیرہ)

اگر کوئی شخص دنیا میں مذہب کو مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکلا جائے اس کا غسل دینا فرض ہے

پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہو گا اس لیے کہ حیثیت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے نہ موات پر ہے۔ کوئی ان کا غسل نہیں سہا اس اگر نکاح وقت غسل کی نیت سے اس کہانی میں حرکت دے دی جائے تو غسل ہو جائے گا اسی طرح اگر میت کے اوپر مینہ کا پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔ (فتاویٰ ماضیہ خاں، بحر الرائق، رد المحتار وغیرہ)

اگر کسی آدمی کا معرفت سر نہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا بلکہ روں کا، یعنی کریمہ و بنگا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ نکلیں گے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ چھریا بے سر کے۔

(بحر الرائق، رد المحتار)

اگر کوئی مڑا کھینچا ہوتا ہے ہی مر جائے اس کا غسل دینا بھی فرض ہے اور اگر مرا چھو پیدا ہو خواہ اس کے سب اعضا ہی چلے ہوں یا نہیں تو بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی غسل دیا جائے (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی میت کہیں نہ لگی جائے اور کسی قریب سے یہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام میں یہ واقعہ ہوا ہر قس کا غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

اگر مسلمان کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی قریب نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا اور اگر قریب باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور معرفت انہیں کو غسل دیا جائے گا ورنہ کی نعش کو غسل نہ دیا جائے۔

اگر کسی مسلمان کا کوئی عویذ کافر ہو اور مر جائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دے دی جائے اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر مینا قبول فکر سے تو جہیز بھروسہ دے مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مستحق طریقے سے یعنی اس کو حضور نہ کرے اور سر اس کا نہ صاف کر دیا جائے کافر وغیرہ اس کے بدن میں نہ دھا جائے بلکہ جس طرح نعشیں چھو کر دھو سکتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہو گا حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کو پیچے ہوئے فساد پڑے تو اس کی نماز و سنت نہ ہوں۔ اور قتادہ وغیرہ بھی باغی لوگ یا مانگنڈن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ میں دھاتی کے وقت مارے گئے ہوں۔

ترجمہ مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے کبھی مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر باقی نہ ہونے کے سبب سے کسی نیت کو ختم کیا گیا ہو اور پھر باقی نہ مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہئے۔

جب میت کو غسل دے چکیں تو اس کی تری کپڑے سے پونچھ کر دودھ کو دیہی قبیلوں کو کھن پیتا

کفن کے مسائل

نیت کو کھن دینا شغل کے فرض نکلیے ہے۔ و بھرا الایق۔ و بھرا الایق۔ و بھرا الایق۔

مردے کے گفن میں تین کپڑے مستون ہیں۔ ۱۔ تور بند۔ ۲۔ گفن۔ ۳۔ چاور۔ اور عمار مگر وہ

عورت کے کنٹین میں بائی کپڑے صنوف میں ۱۔ تہ بند۔ ۲۔ کنٹینی۔ ۳۔ دوپٹہ۔ ۴۔ مہینہ بند اور چادر۔ اگر مرد کے کنٹین میں عورت تہ بند اور چادر پہا کھٹاکی پہانے یا عورت کے کنٹین میں عورت کنٹینی اور تہ بند یا عورت تہ بند وہاں پہا کھٹاکی پہانے تب بھی جائز ہے۔ اور اگر اس عقد کنٹینی بھی ممکن ہو تو جس قدر ہو سکے تو کم سے کم اس عقد کپڑا ضروری ہے جو مرد سے بدن کو چھپائے اگر اس قدر بھی نہ ہو تو وہاں سے ہاتھ کپڑے رکھنا چاہئے یہ بھی نہ ہو سکے تو جس قدر جسم کھلا رہ گیا ہو گھماؤ وغیرہ سے چھپایا جائے۔

قبل اس کے کہ کویت کو کھینچنا یا ہائے کھنک میں تین مرتبہ کسی غرضورہ چیز کی وضاحت دے دینا

[illegible]

تو خود چار اور گفتنی کی ایک حد ہے جو مرنے کوئی میں بیان کر چکا ہے۔ لیکن اور پڑھیں جو وہ شوقی کو لکھا ہے
جو مرنے کے کوئی نہ ڈال رہا تھا کہ ہے یہ بتائیں ساتھ اور سیدہ چہینے کے کہ انوں تک رہا ہے۔

IFUGO

اسی وجہ سے میرے مصعب بن عمرو رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور ان کے پاس صرف ایک چادر تھی کہ اگر اس سے ان کا سر صحیا جائے گا تو ان کی کفن کیا جاسکتا ہے۔ وہ مار پیٹنے کی حالت تھے تو سر کھل جاتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے سر کو اگر اچھا ہے تو نہ کہو اور نہ کہو کہ وہ قبر سے راز دہن ایک تمکیم کی گواہی ہے۔ ۱۲

مستحب ہے۔ (رجز الزانی)

مرد کو کھن چنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کھن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا دی جائے اور اس کے اوپر تہ بند بچھا دیا جائے اور میت کو کھن پٹنگا تہ بند پر ڈال دیں اور پہلے تہ بند میٹ دیں اس طرح کہ پہلے بائیں جانب اس کا صیغہ کے بدن پر رکھیں اس کے بعد دایہا تا کر دایہا جانب بائیں کے اوپر رہے بعد اس کے پھر چادر کو اسی طرح میٹ دیں تاکہ دایہا جانب بائیں کے اوپر رہے۔

عورت کو کھن چنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کھن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا کر اس کے اوپر تہ بند بچھا دیں اور عورت کو کھن پٹنگا اس کے بالوں کے دو حصے کر کے ایک حصہ گردن کے نیچے سے دایہا جانب ڈال کر دوسرا گردن کے نیچے سے بائیں لاکر سینے پر رکھ دیں کھن کے اوپر بعد اس کے دو پٹاس کے سر سے لے کر منہ تک ڈال دیں بعد اس کے تہ بند پر اس کو ڈال دیں اور غسل ساتی پہلے تہ بند کو میٹ دیں اس کے بعد چادر کو ان سب کے بعد سینہ بند کو میٹ دیں اگر بھلا وغیرہ سے کھن کھل جائے کا خوف ہو تو اس کو کھن چیر سے باندھ دیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

باقی اور تا باقی عرصہ اہل عدل سب کا کھن یکساں ہوتا ہے۔

تھلا لاکرا ہوا پٹا ہر اہل ساطع ہو جائے اس کے نیچے سر تہ پڑے میں میٹ دینا کافی ہے کھن مسنون کی کوئی ضرورت نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

اس طرح اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم غیر سر کے پا گیا جائے اس کو بھی کسی کپڑے میں میٹ دینا کافی ہے ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو تو سر بھی نہ ہو تو پھر کھن مسنون دینا چاہئے۔ (رد المحتار وغیرہ)

کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کھن نہ ہو تو اس کو بھی کھن مسنون دینا چاہئے بشرطیکہ وہ نعش میٹ نہ ہو اگر میٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں میٹ دینا کافی ہے۔

۴۔

کھن انہیں کپڑوں کا ہونا چاہئے جن کا پٹنہ زندگی کی حالت میں جائز تھا اور کے نیچے خاص پیشی یا عورتان یا حکم کے رکھے ہوئے کپڑے کا کھن نہ دیا جائے ہاں عورتوں کی اس قسم کا کھن دیا جاسکتا ہے اس لیے کہ ان کو حالت زندگی میں ایسے کپڑوں کا پٹنہ جائز تھا۔ کھن کا گڑن میت کا بنانا مکروہ ہے اور میت پر سے کپڑے کا بھی نہ ہوتا چاہئے بلکہ ایسے کپڑوں کا جن کو میت اپنی زندگی کی حالت میں جب اور عید میں پہنتا ہو اور عورت کے نیچے ایسے کپڑے کا جن کو وہ اپنے ماں باپ کے پاس پہن کر

جاتی جو کفن سپید رنگ کے کپڑے کا بہتر ہے پٹانے اور نئے کی کچھ تخصیص نہیں۔

یتیم کا کفن اس شخص کو بنانا چاہئے جو حالت حیات میں اس کی کفالت کرتا تھا خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو یا نہیں جیسے عورت کا کفن اس کے شوہر کے ذمے ہے خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مری ہو یا نہیں اور خواہ شوہر امیر ہو یا غریب اسی طرح غلام کا کفن اس کے آقا کے ذمے ہے غلام سے کہ جن لوگوں کا کھانا اور کپڑا زندگی میں جس شخص کے ذمے ہو گا اسی شخص کے ذمے ہو مرنے کے ان لوگوں کا کفن بھی ہو گا۔ (بحر الریاق)

اور اگر ایسا کوئی شخص نہ ہو جس پر حالت حیات میں اس کی کفالت فردی تھی اور وہ یتیم کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو تو اس کا کفن اس مال سے بنایا جائے اور نہ بیت المال سے اگر بیت المال نہ ہو جیسا ہمارے زمانے میں ہندوستان میں نہیں ہے تو مسلمانوں سے چندہ ملے کہ اس کا کفن بنایا جائے۔ کافر اگر مر جائے تو اس کا کفن مسنون طریقے سے نہ دیا جائے بلکہ کسی کپڑے میں پیٹ دیا جائیگا۔ اور مردہ کو باطل کفن نہ دیا جائے گا نہ مسنون نہ غیر مسنون۔

جب یتیم کو کفن پہنا چکیں تو اس کی نماز پڑھیں اور اس کے تمام اعضا اور اجساب و اہل عقد کو خبر کر دیں تاکہ وہ لوگ بھی اس کے حق سے ادا ہو جائیں اور نماز میں اگر شریک ہوں۔

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ شکر اس کا کافر ہے۔

نماز جنازہ درحقیقت اس یتیم کے لیے دعا ہے اور ہم اراحمین سے۔

نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے عظیم ہم اور ہر ایک کے لیے ہیں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم ہو جس کو یہ خبر ہوگی وہ معتقد ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں۔ (رد المحتار)

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں ایک وہ جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لیے اور بیان ہو چکیں۔ ۱۔ طہارت۔ ۲۔ عزت و حرمت۔ استقبال قبلہ۔ ۳۔ نیت۔ ۴۔ وقت اس کے لیے شرط نہیں۔ اور اس کے لیے تیمم نماز نہ پڑھنے کے خیال سے جائز ہے۔ شرط نماز جنازہ یہ کہ ہر اور مردہ کو کرنے میں ہے خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کرے بخلاف

اور نمازوں کے کوں میں اگر وقت کے پہلے جانے کا بھی خوف ہو تو تیمم جائز نہیں۔

۱۔ کل جنازہ کی نماز پڑھنے والے جو تپنے ہوئے نماز پڑھتے ہیں ان کے بیٹے یا مرفوری ہے کہ وہ جگہ میں پکڑے ہوں اور جوتے دونوں ہلکے ہوں اور اگر جو تپنے سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو مرت جوتے کا پاؤں ہو تا مرفوری ہے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کی روضہ میں بھی کو میت کے تعلق ہے۔

۱۔ میت کا مسلمان ہونا کا فائدہ مرت کی نماز صحیح نہیں مسلمان اگرچہ ناقص یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے مگر ان لوگوں کے جو بادشاہ اور حق سے بغاوت کریں یا کافر کی رستے میں بڑھ چکے ہوں یا بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں۔ اگر یہ لڑائی کے یا اپنی موت سے مر جائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائے گی جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی ان لوگوں کی نماز زجر انہیں پڑھی جاتی۔ جسے ہے کہ کو جس شخص نے اپنی ماں یا عورت کو قتل کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا درست ہے جس لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ (یا مسلمان سمجھا جائے گا۔ اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو یا ہوا لگا اگرچہ اب تو اس کی نماز درست نہیں۔ (رد المحتار)

۲۔ میت کا بدن اور کفن نجاست حلیہ اور حکمیہ سے ظاہر ہونا یا اگر نجاست حقیقیہ کے بدن سے خارج ہوتی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔ (رد المحتار)

اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے ظاہر نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا در صورت نا ممکن ہونے غسل کے تیمم نہ کر لیا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں یا اگر اس کا ظاہر کرنا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کر کے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال اسے کوں کو غسل نہ دیا گیا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے گی یا پہلے نماز صحیح نہیں ہوئی یا اب چھ مگر غسل ممکن نہیں ہے لہذا نماز ہو جائے گی۔ اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے میت تک اس کی غسل کے پھٹ جائے گا یا نہ پھٹے ہو یہ خیال ہو کہ اب غسل پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے۔

(رد المحتار و رد المحتار)

۱۔ نیت جس جگہ رکھی جواس جگہ کا پاک ہو تا شرط نہیں۔ (رد المحتار۔ فتاویٰ مالگیریہ) ۲۔ نیت کے جسم عورت کا پوشیدہ ہو تا اگر نیت باطل رہے جو قراس کی نازد درست نہیں۔ ۳۔ نیت کا نازد پر عضوائے کے آگے ہوتا۔ اگر نیت نازد ٹھٹھنے والے کے نیچے ہو تو نازد بھی ۴۔ نیت کا جس چیز پر نیت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا اگر نیت کر لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے جس یا کسی جگہ ہی کا جانا تو پروردگار کی حالت میں اس کی نازد چڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ (رد المحتار۔ رد المحتار وغیرہ) ۵۔ نیت کا وہاں موجود ہو تا اگر نیت وہاں نہ ہو تو نازد نہ صحیح ہوگی۔

نازد جنازہ میں وہ چیزیں فرض ہیں ۱۔ چادر مرقعہ الشاہر کہتا۔ ہر عکبر یاں ختم مقام ایک رکعت کے بھیجاتی ہے۔ ۲۔ قیام مٹی کھڑے ہو کر نازد جنازہ کو متعجب اس طرح فرض اور صاحب نازد میں قیام فرض ہے اور بے غلہ کے ان کو بیٹھ کر پڑھتا جائز نہیں اسی طرح یاں بھی قیام فرض ہے اور بے غلہ اس کا ترک ہمار نہیں۔ غلہ کا بیان اور پوچھا ہے۔ رکعت سجدے سے غلہ وغیرہ اس نازد میں نہیں۔

۳۔ غلہ غلہ اور ایک کا ہے نام اس نام شامی۔ مرقعہ الشاہر کہتا کہ ایک بیت کا وہاں صحیح ہو تا شرط نہیں کہ ایک صاحب بھی نازد جنازہ درست ہے وہ اپنے غسل میں یہ ضروری نہیں کہ نیت کی وجہ نفاشی اور شہر نے اشغال فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صغیر میں بھی نازد پڑھی خیر اللہ علیہ کچھ ہی کہ یہ صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کا تھا اس پر دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے تھے تھے باغ نیکی سلام ہوتی ہے دیکھئے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کی عین کے جنازہ کی نازد پڑھتے تھے کیا دوسرے کو بھی انا کرتے کا اختیار ہے۔ وہ مراد بوجاب خیر اللہ علیہ کما ہے کہ اس میں ہے کہ نفاشی کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے پیش تو کر دیا گیا اور خدا کی قدرت سے جس دن میں ایک حدیث میں لکھی ہے جس سے بوجاب بت قوی ہو گیا اس حدیث کو علامہ زبلی نے نصب الراے میں نقل کیا ہے علامہ زبلی نے حدیث سے روای بھی علی رضی اللہ عنہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی نفاشی کا انتقال ہو گیا انھوں نے پر نازد پڑھا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صحابہ بھی آپ کے پیچھے صفت جہت کھڑے ہوئے صحابہ کو بھی معلوم ہوتا تھا کہ نفاشی کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے ساتھ ہے اس حدیث سے صحت ظاہر ہے کہ نفاشی کا جنازہ حاضر کر دیا گیا تھا اس کو صحابہ نے بھی اس کو دیکھا۔ اس کے علاوہ اگر نازد جنازہ نائب پر درست ہو تو صحابہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے شہید ہوئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی تو آپ میں پروردگار پڑھتے اس لیے کہ وہ لوگ آپ کو نیت محبوب تھے۔ (مات اللہ علیہم ۱۲)

ہوں اور دوسری میں دو۔ اور تیسری میں ایک۔ (ادالۃ المختار)

جنازے کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازے کی نماز میں تہتہ سے وضو نہیں بنانا اور صحت کی محاذ آفا سے اس میں فساد نہیں آتا۔

جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنجوقتہ نمازوں یا جیسے عیدین کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر اے جو مسجد خاص جنازے کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔ (ادالۃ المختار۔ در مختار۔ بحر الرائق وغیرہ)

مسیت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔

(در مختار۔ بحر الرائق وغیرہ)

جنازے کی نماز میں اگر اسواری کی حالت میں چڑھنا یا اترنا نہیں بشرطیکہ کوئی مسند نہ ہو۔

(در مختار وغیرہ)

اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے خواہ اس طرح کہ ایک کے آگے ایک رکھ دیا جائے کہ ہر ایک کے سر کے پاس دوسرے کے پیر ہوں خواہ اس طرح کہ ایک جنازے کے سامنے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور خواہ اس طرح کہ ہر ایک کا سر دوسرے کے شانے کے محاذی ہو ان سب صورتوں میں دوسری صورت بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے محاذی ہو جائے گا جو مسنون ہے اور باقی صورتوں میں امام کو اختیار ہے کہ جس جنازے کے سامنے کھڑا ہو۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس قریب مسکان کی صف قائم کی جائے امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے ان کے بعد مختشوں کے ان کے بعد بالغوں کے ان کے ان کے بعد نابالغ لڑکیوں کے (در مختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو میں تدبیر یہ ہو چکی ہیں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا اور اس کو چاہئے کہ فوراً آئے ہوئے مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریر کر کہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر پر انتظار

کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر کے حق میں تکبیر تحریر ہوگی پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گنتی ہوتی تکبیروں کو ادا کرے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائے گا اور اس کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ کر شریک ہو جائے اور بعد ختم نماز کے اپنی گنتی ہوتی تین تکبیروں کا اعادہ کرے۔

اگر کوئی شخص تکبیر تحریر یعنی پہلی تکبیر یا اور کسی تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جانا چاہئے امام کی دوسری تکبیر کا اسکو انتظار نہ کرنا چاہئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذکر نہ ہوگا بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو یا بھلائی وغیرہ۔

جانے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گنتی ہوتی تکبیروں کو ادا کرے اور دعوت ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جانہ اسٹھ جائے گا تو دعا نہ پڑھے۔

جانے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کہے (بحوالہ لائق)

جانے کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے بشرطیکہ مسلمان ہو گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب

۱۔ مذہب قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہے ان کے نزدیک نماز جنازہ بھی جس وقت کوئی شخص پہنچے اس کو فوراً شریک ہو جانا چاہئے اور اس تکبیر کے حق میں وہ مسبوق نہ ہوگا اور امام صاحب اور امام محمد صاحب کے نزدیک چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آئے وہ نماز میں شریک ہی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جنازے کی نماز چوتھی تکبیر سے ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس مسئلے میں امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے اگرچہ بعض علماء نے اس مسئلے میں امام صاحب کے مخالف فتویٰ دیا ہے۔ علامہ شامی نے اس مقام کو مشروح و مختار میں بہت صاف لکھا ہے صاحب بحوالہ لائق نے اس مقام کو اچھا نہیں لکھا ان کی عبادت سے جو شکوک پیدا ہوتے ہیں وہ بھی شامی سے دور ہو جاتے ہیں واللہ اعلم

ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا جائز نہیں انھیں کا امام بنانا واجب ہے اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزاء میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو ورنہ میت کے وہ اعزاء جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تا وقتیکہ فتنہ کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کرتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھے تب بھی بادشاہ وقت کو اعادے کا اختیار نہ ہوگا اگر ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام نہ بنائے سے ترک واجب کا گناہ ادا کیا میت پر ہوگا۔ (رد المحتار)

حاصل یہ کہ ایک جنازے کی نماز کوئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو بشرطیکہ اس کی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو۔

دفن کے مسائل

میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہوئے جانا چاہئے۔ اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو نہایت بدست لے جائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے پھر اس سے دھڑا دھڑی

۱۔ اسی وجہ سے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سید بن عباس کو جو حاکم بنو نعیم بنایا اگرچہ وہ خود بنو نعیم کے تھے تو سید بن عباس نے سید بن عباس کو اگرچہ طریقہ اسلام کا نہ پڑھا تو اس پر گواہی دیا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ ۲۔

۳۔ وہ امامیت کے جگہ حق ولایت حاصل ہے کتاب الامکان میں یہاں کے جائزہ کے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲۔

مے نے اسی طرح جتنے ہوتے تھے جہاں اللہ اگر میت کوئی جڑ آدمی ہو تو اس کو کسی چار بانی دُنیوی پر رکھ کرے جہاں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے میت کی چار بانی ہاتھوں سے اٹھا کر شانوں پر رکھنا چاہیے مثل مال اسباب کے شانوں لانا مکروہ ہے اسی طرح اس کا کسی جانور یا گاڑی دُنیوی پر رکھ کرے جائے بھی مکروہ ہے۔

میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا انکلا دابھنا یا اپنی داہنے شانے پر رک کر اور کم سے کم دس قدم چلتے بعد اس کے بچھا دابھنا یا داہنے شانے پر رک کر کم سے دس قدم چلتے ہیں۔
 کے بعد انکا بائیں پاؤں اپنے شانے پر رک کر پھر بچھا بائیں پاؤں یا بائیں شانے پر رک کر کم سے کم دس قدم تک چلتے تاکہ چاروں پایوں کو رک کر چالیس قدم ہو جائیں۔ جنازے کا بیڑا قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر دلکش حرکت و اضطراب ہونے لگے اور ناخوشی

جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شافوں سے اُتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں اُن کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہو جانا نہ چاہئے۔ (رد المحتار، دارالفتاویٰ رضویہ)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازے کے آگے چلنا بھی جائز ہے ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سوار بھی پر چلنا بھی مکروہ ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

جنانے کے ہمراہ پیانہ یا پلٹنا مستحب ہے اور اگر کسی سوار پر یہ تو جنانے کے بھیجے چلے۔
جنانے کے ہمراہ جو لوگ مہر، انگور کوئی دوا یا ذکر طمانان سے بڑھنا مکروہ ہے۔ اور مختار وغیرہ۔

عبدلحدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص جنازہ کے گناہ کو ایسے قدم چلے اس کے گناہ ایسے کیسے و گناہ معاف ہو جائے جس میں ۱۸۰
: شامی اور شیخ رحمہ اللہ کتاب الاحادیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کو گناہ کرتے ہو جایا کرتے تھے۔
مگر ان میں سے پہلے اس کو گناہ کہنا ابدیہ فعل غنیمت ہو گا (الحج مسلم و غیرہ)

حضرت ابو بکرؓ ایسی شہادت سے مروی ہے کہ وہ بڑا جانتے سمجھنے والا تھا جس کو کہ لوگ جانتے کے پہلو میں وہ اپنے آواز سے کہیں کہ شہادت کی نسبت کو فساد سے یہ ثابت لکھو کہ ظلمہ شامی و راتوار میں گھنٹے ہیں کہ جب بندہ آواز سے دعا دے تو ذکر کا یہ حال ہے تو میرے گریہ لگانے کا کیا حال ہوگا جو ان کل ہمارے غمروں میں دلچ ہے ۱۲

شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں بعض علماء نے ان اقسام کے جمع کرنے کے لئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر یہاں ہم کو شہید کے احکام بیان کرنا مقصود ہے یہ وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جاتیں۔

(۱) مسلمان ہونا غیر اہل اسلام کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی

(۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا۔ جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ہم ذکر آگئے کریں گے ثابت نہ ہوں گے۔

(۳) حدث اکبر سے پاک ہونا کوئی شخص حالت جنابت یا حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

(۴) بیگناہ مقتول ہونا اگر کوئی شخص بیگناہ و مقتول ہوا ہو بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یوں ہی مگر کیا ہو تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

(۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آکر جائے سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آرمہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر و دیوہ سے تو اس پر شہید

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ایک سال لکھا ہے جلال الشفاۃ فی اعیان الشفاۃ اس میں شہید کے وہ احکام بیان کئے ہیں جن کی نسبت احادیث میں ملتی ہیں (۱) غلامان کے دشمن ہے جو یہاں اس اجالے کے لئے داخل رہا کہ شہید ہے اور شہید کے خلاف ہے اکثر میں قسم مرد ہوتی ہے (۲) جو مرض طاعون میں مرے یا لنگھا ہون میں کسی اور مرض سے مر جائے (۳) وہ شخص جو رب کے پیادوں میں مرے مثلاً دشمنوں کے ہتھکے یا دشمن مستحقا طور سے یا موت نفاس و طوق کی غلاہوں سے (۴) برادری کر مرے وہ ذات الحجب سے جو شخص مرے (۵) جو شخص جھکے دن اس کی رات میں مرے (۶) جو شخص میں کر مرے (۷) جو شخص اگر زندہ ہو جو شخص شہادت کی ضمانت میں دیکھا ہو مگر کسی وجہ سے اتفاق نہ ہو (۸) جو شخص مل جی کا انتقال ہو (۹) حالت سفر میں کسی مکان میں جا بخار کے مرض میں انتقال کرے (۱۰) سانپ کے کاٹنے سے جس کا انتقال ہو (۱۱) اپنے مال بار لادک اختلاف میں مقتول ہوا بیگناہ قید کیا گیا ہو اور ذلیل ہیں اس کا انتقال ہو جائے (۱۲) کسی پر عاشق ہو اور اس حالت میں مر جائے (۱۳) کسی کوئی اور غلامان شریعت اس سے ملاد نہ ہو حالت طلب علم میں جو شخص مر جائے جو شخص روزی علی الشریعہ مسلم پر موم تہذیب و شرف ہے (۱۴) بنی اصل بشر علیہ وسلم کے ایک برگزیدہ صحابی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وراثت میں شہید ہوئے تھے ان کو فرشتے نے غسل دیا تھا ان کا قصہ صحیح احادیث میں مذکور ہے (۱۵) آلا جارحہ سے مارا نہ آکر ہے جس کی کشتی کی قوت جو جیسے تیار ہو چری یا کوئی اور جارحہ سے قتل ہوئے کسی کو یا نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی ہتھ کے کھنکھانے یا خون کی ٹپک سے نہ مارا نہ لگا جائے اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے (۱۶)

کے احکام جاری نہ ہوں گے اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا غیروں یا فداکار زفوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکہ جنگ میں مقتول لے تو اس میں آلا جارہے سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کسی چھرو وغیرہ سے بھی وہ لوگ مارے اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں بلکہ اگر وہ سبب قتل ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ مثال (۱۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زہر مارا (۲) کوئی مسلمان کسی جاور پر سوار تھا اس جاور کو حربی وغیرہ نے ہتھیاروں کی وجہ سے مسلمان اس جاور سے گر کر مر گیا (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھڑ یا جاز میں آگ لگا دی جس سے کوئی جل کر مر گیا (بحر الرقی وغیرہ)

(۶) اس قتل کی سزا میں ابتداء شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص اگر مالی عوض مقرر ہو گا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

مثال (۱۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلا جارہے سے قتل کر دے (۲) کوئی مسلمان کسی کو آلا جارہے سے قتل کرے مگر خطائہ مثلاً کسی جاور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر دے اور وہ کسی انسان کے لگ جائے (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوا معرکہ جنگ کے مقتول پایا جاوے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداء کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداء قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کی سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ مثال (۱۱) کسی حربی کافر نے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو مگر اس مسلمان کے وارثوں سے اور اس کافر سے کچھ مال کے عوض میں صلح ہو گئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداء قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداء میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلا جارہے سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداء قصاص ہی واجب ہوا تھا مال ابتداء نہیں واجب ہوا بلکہ باپ کے احترام و عظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے لہذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

۷۱) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امور راحت و زندگی کے مثل کھانے پینے سونے دعا کرنے خرید و بیعت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش و خماس میں گزرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے آشنا کر لائیں ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے آشنا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا، اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے میں ہو تو وہ شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملے میں ہے تو نہ خارج ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہو اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو اگر معرکہ جنگ کے بعد صادر ہوں گی تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

جس شہید میں یہ سب شرائط پائے جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں کپڑوں کو اس کے جسم سے جدا کر دیا جائے ہاں اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑوں کا زیادہ کر دینا جائز ہے اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑوں کا اکٹرا لینا بھی جائز ہے اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستن وغیرہ تو ان کو بھی اکٹرا لینا چاہئے ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستن وغیرہ کو نہ اکٹرا نا چاہئے ٹوپی، حوٹہ، موزہ، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اکٹرا دیا جائے گا اور باقی سب احکام جو ادا ہوئی کے لئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔

۷۲) شہید کے یہ دونوں حکم صحیح احادیث سے ثابت ہیں جنگ اور میں جو ماہ شہید ہوئے تھے ان کو بھی غسل دینا لازم ہے نے غسل کے دفن کر دینا حکم دیا تھا اور یہی کپڑے کو پہنے ہوئے تھے انھیں میں ان کے دفن کا حکم فرمایا تھا اور ان پر نماز پڑھنا مستحب احادیث سے ثابت ہے اگرچہ ہر حدیث ضعیف تھی مگر کومعاں میں ایک حدیث صحیحہ میں ہے کہ جو شخص جہاد کی نافرمانی کی روایت چھٹ ڈھلی کے ساتھ سے کسی کو ترجیح ہے یا تو ہے یہ شرط ان کی وجہ سے کہ میت کو غسل نہ دینا اور کفن دینا اختلاف قیاس ہے اور حکم طاعت قیاس ہوتی ہے اس لئے کہ انھیں خصوصیات میں خصوصیات کے ساتھ حکم شہداء کے لئے ہے اور چاہتا تھا ان کے حالات اور خصوصیات کا لحاظ کر کے ان شرائط کا اقتدار کیا گیا اور وہ اختصار

اگر کسی خیمہ میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نپائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور
نپاکھن بھی پہنایا جائے گا۔

متفرق مسائل

- (۱) اگر میت کو قبر میں قبل رو کر نایاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال
آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لئے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں ہاں اگر صرف کوٹھی رکھی گئی ہوں
مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں کوٹھیا اٹھا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہیئے۔
(۲) مورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے (در المختار وغیرہ)
(۳) روئے علی بن تول کا بیان کرنے والیوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع ہے
(در مختار وغیرہ)

- (۴) میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا مکروہ نہیں بلکہ بدعت ہے (در المختار)
(۵) اگر امام جنازے کا نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو منحنی مقتدیوں کو چاہیئے کہ ان زائد
تکبیروں میں امام کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں جب امام سلام پھیرے تو
غور بھی پھیر دیں ہاں اگر یہ زائد تکبیریں امام سے دستنی جائیں بلکہ کبیرے سے تو مقتدیوں کو چاہیئے
کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں
کبیر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کی ہو (در المختار وغیرہ)

- (۶) اگر کوئی شخص کشتی پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب
ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہیئے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اسکو دریا
میں ڈال دیں اور اگر زمین اس قدر بعد نہ ہو تو اس نعش کو روک چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔

(در مختار وغیرہ)

۱۵ جب جماعت زیادہ چلتی جائے اور خیال ہو کہ امام کے تکبیروں کی آواز اخیر صفوں تک نہ پہنچ سکے گی تو صفِ
پہلے ایک شخص حسب ضرورت مقرر کر دیتے جاتے جو کہ امام کی تکبیر سن کر لہذا آواز سے تکبیر کہہ دے تاکہ وہ مقتدیوں کے
بعد ہی ان کی تکبیر کو سن کر ان کے اندر کہے میں خطا نہ کریں اسی تکبیر کہنے والے کو کبیر کہتے ہیں ۱۶

(۷) اگر کسی شخص کو نماز جنازہ سے کی وہ دعا جو منقول ہے یا نہ ہو تو اس کو صرف اللہ تعالیٰ اغفر
للمؤمنین والمؤمنات کہہ دینا کافی ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیر دل پر اکتفا
کی جائے تب بھی نماز ہو جائے گی اس لئے یہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح
درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔ ۱۔ بحر الرائق وغیرہ

(۸) جب قبریں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں ہاں اگر کسی آدمی کی
حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔ مثال ۱۰۔ جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی
دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن پر رضی نہ ہو ۱۲۔ کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو
(۹) اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ
نکال لیا جائے اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نکل کر مر جائے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے
نکال لیا جائے۔ (در مختار وغیرہ)

(۱۰) قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے جانا جائز
ظلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ وہ دوسرا مقام ایک درمیل سے زیادہ نہ ہو اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز
نہیں اور بعد دفن کے نعش کو دہرے جانا تو ہر حال میں ناجائز ہے۔

(۱۱) میت کی تعریف کرنا خواہ ظلم میں ہو یا غیر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو تعریفیں
بیان دہی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔ اس تعریف کرنے کو ہمارے عرف میں مریضہ کہتے ہیں۔

(۱۲) میت کے اعوا کرتے ہیں و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب ان کو سننا کر صبر پر
رہبت دلانا۔ اہل ان کے اور نیز اس میت کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔ اسی کو تعزیت کہتے
ہیں۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے

مہ ترہم ۱۔ اے اللہ شیعہ نام سداں مہول اور صول کر۔ ۱۲

۱۔ ایک مجلس کی انگوٹھی میں اصل شریعہ کی تہذیب و تمدن کی تہذیب و تمدن کے ماحول میں ایک ایسا آدمی ہوا
جو کھلا کر وہ احمدی ہے اور انگوٹھی میں اصل شریعہ کی تہذیب و تمدن کی تہذیب و تمدن کے ماحول میں ایک ایسا آدمی ہوا
سے زیادہ تہذیب و تمدن کی تہذیب و تمدن کی تہذیب و تمدن کے ماحول میں ایک ایسا آدمی ہوا
کی تعزیت کرنا شریعت میں اس کو بھی اس قدر ثواب ملتا ہے جتنا کہ اس میت کے وصیہ کی تعزیت کے وقت میں
ان کلمات کا کہنا منقول ہے۔ اَعْلَمُكَ اللهُ اَنْجَبَكَ اللهُ اَحْسَنَكَ اللهُ وَكَفَّرَ لَكَ اللهُ تَرَوُا اَشْرَافًا مِنْ اَعْلَمَكَ
اور مجھے عمدہ مبرا مقرر کرنے اور میری میت کو شیعہ ۱۲ (در مختار)

عمر اس سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں بعد تین دن کے بھی تعزیت مکروہ نہیں
جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے

(۱۳) اپنے لئے کفن تیار کر رکھنا مکروہ نہیں قبر کا تیار کر رکھنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار)

(۱۴) میت کے کفن پر کوئی دُعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اس کے سینے پر چسبہ ادا
الرحمن الرحیم اللہ حبیبہ اور پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی کے کلمہ لا اِلهَ اِلاَّ اللہ مُحَمَّدٌ اَکْثَرُ مَنَوَّلٌ
اللہ کا لکھنا جائز ہے مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں اس لئے اس کے مسنون یا مستحب
ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیے۔

(۱۵) قبر پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو
تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار)

(۱۶) ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا چاہیے مگر لمبوقت ضرورت جائز ہے پھر
اگر سب مرد ہی مرد ہوں تو جو ان سب میں افضل ہو اس کو پہلے رکھیں اس کے بعد دوسرے
رکھ دیں اور اگر کچھ مرد ہوں کچھ عورتیں تو مردوں کو پہلے رکھیں ان کے بعد عورتوں کو (نساء فی القبر)

ایصال ثواب کے مسائل

چونکہ ایصال ثواب کے طریقوں میں آج کل بہت نامشروع باتوں اور رسم و رواج کی آمیزش
ہو گئی ہے حتیٰ کہ اکثر لوگوں کو ان امور کے مسنون و مشروع ہونے کا خیال ہے جو بالکل ناجائز و

مذموم ہیں لہذا اس وجہ سے مکروہ نہیں کیا اسکی حاجت پیشی ہے لہذا ان کے اس لئے کہ یہ معلوم نہیں کسی کو کدواں مسکا
اور کسی طرح موت آئے گی شاید یہاں کے سفر میں موت آجائے اور یہی حاجت ہی نئے سے یا شکل میں مرے گئے ہیں قبر تیار کر لائی
ہے وہاں دعوت آئے بلکہ دعویٰ ہو گیا

مذموم حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ تازی شاخ کے دو حصے کر کے رکھ دیے اور فرمایا
کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں گی اس وقت تک اس میت پر عذاب کی تخفیف ہے مگر بعض بالکلیہ قائل ہے کہ یہ تخفیف خالص موت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے ہے نہ انی لانا کی تسبیح و تہلیل کی اس میں دخل نہیں جو شخص کے دنگے سے
بابت حاصل نہیں ہو سکتی مگر یہ قول بے دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہا سب دلائل کے ثابت نہیں ہو سکتا (رد المحتار)

ہیں اور اس سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہو رہی ہیں۔

یہ خرابی کیا کم ہے کہ ایک ایسا فعل امور دین سے سمجھ لیا جائے اور عام طور پر اس کا التزام کر لیا جائے جو اصول شریعت سے ثابت نہ ہو جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہوں کہ جو ایسا کام دین میں نکالا جائے وہ مردود ہے اور گمراہی کا سبب ہے

یہ خرابی کیا کم ہے کہ خود قول کے رسم و رواج اور جاہلوں کے افعال سنت سمجھ لئے جائیں اور مثل سنت رسول اللہ کے ان پر عمل ہونے لگے اور بدعت ہے اجتہاد اور احتراز کی جس قدر سخت تاکیدیں شریعت میں وارد ہوئی ہیں وہ سب بالائے طاق کر دی جائیں۔

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے کچھ مسائل اور اس کا شرعی طریقہ بیان کر دیا جائے جس کو دیکھ کر ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ اس کے سوا ادبائیں جو اس زمانے میں ایجاد کر لی گئی ہیں سب غیر مشروع ہیں۔ بلکہ بعض بعض غیر مشروع باتوں کا ذکر بھی کر دیا جائے گا تمام ان نامشروع چیزوں کا ذکر کرنا جو اس زمانہ میں رائج ہیں اگرچہ مفید محال ہے مگر اسے سامعین میں نہیں اس لئے کہ ہر ملک میں جدا گانہ رسم و رواج و اہل کے لوگوں نے جاری کر رکھے ہیں خود ہندوستان ہی کے مختلف مقامات میں مختلف رسوم جاری ہیں ان سب پر ہم کو اطلاع نہیں۔

اس بیان میں ہم زیادہ طول دینا جو اس کے کہ یہ مسئلہ اس فن کا نہیں ہے مناسب نہیں سمجھتے یہاں ہم سب سے پہلے بدعت کی تعریف لکھتے ہیں۔

مسئلہ حسب تصریح علمائے محققین بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی دوسرے اصطلاحی شرعی لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں خواہ عبادات کی قسم سے جو یا عادات کی اس معنی کے اعتبار سے ہر چیز کو اس کے سابق کے اعتبار سے بدعت کہہ سکتے ہیں دین اسلام کو بھی باعتبار دین عیسوی کے بدعت کہا جاسکتا ہے اسی اعتبار سے حضرت فاروق اعظم نے تراویح کی جماعت حاصد کو بدعت فرمایا اور اس لحاظ سے فقہانے بدعت کی پانچ قسمیں کی ہیں، بدعت واجبہ، بدعت مستحبہ، بدعت مباحہ، بدعت مکروہہ، بدعت مخیرہ اور اصطلاح شریعت میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں جو امور دینیہ سے سمجھی جائے اور کسی دلیل شرعی سے اس کا ثبوت نہ ہو نہ کتاب اللہ سے نہ احادیث سے نہ اجماع مجتہدین سے نہ قیاس شرعی سے اس معنی کے لحاظ سے بدعت کی کوئی قسم سوائہ مومہ کے نہیں ہو سکتی اور اس معنی کے اعتبار سے حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ثقیف یسئلونک عن بدعتی کی تعریف معلوم ہو چکی تو ہر مسلمان کو یہ امر ضروری ہوا

کہ جب کوئی کام دین کا کرے تو یہ پہلے تحقیق کرے کہ اس کام کا ثبوت کسی دلیل شرعی سے ہوتا ہے یا نہیں اگر نہ ہوتا ہو تو گو وہ کام اپنی طبیعت کو کیسا ہی اچھا معلوم ہو اور کتنے ہی بڑے لوگوں نے اس کام کو کیا ہو مگر اس کے کرنے سے سخت اجتناب کرے ورنہ اس وحید شیعہ کا مستحق ہوگا جو صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہے۔

مسئلہ اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اعمال و عبادات کا ثواب خود اہل ہوں جیسے صدقہ وغیرہ یا بدنی جیسے نماز و روزہ و قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کسی دوسرے کو دیدے تو حق بل شاید محض اپنے فضل سے ان عبادات کا ثواب اس کو پہنچا دیتا ہے اس میں اختلاف ہے کہ قرآن و ثواب بھی دوسرے کو پہنچ سکتا ہے یا صرف نوافل کا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ زندوں کو بھی یہ ثواب پہنچ سکتا ہے یا صرف مردوں کو۔

فائدہ۔ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب پہنچانے کو چاہے عرف میں ناچھو کہتے ہیں۔

مسئلہ۔ صحیح یہ ہے کہ جس وقت جو عبادت کی جائے اس کے ساتھ ہی دوسرے کو اس کا ثواب دینے کی نیت شرط نہیں حتیٰ کہ اگر بعد اس عبادت کے بھی کسی دوسرے کو اس کے دینے کی نیت کرنی جائے تب بھی جائز ہے اور اس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جائے گا۔ (بحوالہ اربعی)

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو دیدے تو یہ نہیں ہوتا کہ اس عبادت کا ثواب اس کے کرنا والے کو بالکل نہ ملے بلکہ اس عبادت کا ثواب اس کو بھی ملتا ہے اور جس کو دیا گیا ہے اس کو بھی یہ محض فضل الہی ہے اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی نفل عبادت کو کرے تو اس کو چاہیے کہ اس کا ثواب مومنین کی مدوح کو پہنچا دے تاکہ اس کو بھی ثواب ملے اور ان لوگوں کو بھی بلکہ اس صورت میں مومنین کی نفع رسانی کے سبب سے دوسرے ثواب کی امید ہے۔

۱۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عبادات و غیرہ کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی ایسی روایت مشہور ہے کہ مومنین شافعیہ کی تحقیق میں ہر ایسی ذریعہ مقبول ہے جس سے ۱۲ اور انکار

۲۔ امام مالک رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قرآن و نوافل و نفل و نفل کا ثواب پہنچ سکتا ہے اور اس طرح زندہ اور مردہ دونوں کو ثواب پہنچ سکتا ہے مگر مشہور اور مشفق اس کے خلاف ہے ۱۲

۳۔ شاید اس کو ناخراسا سبب سے کہتے ہیں کہ اس تلاوت میں سورہ ناخبرہ بھی جہاں کرتی ہے ۱۲

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی ایک عبادت کا ثواب کئی مُردوں کی ارواح کو پہنچائے تو وہ ثواب تقسیم ہو کر ان مُردوں کو نہیں دیا جاتا بلکہ ہر شخص کو پورا پورا ثواب جو اس عبادت کا مقرر ہے عنایت ہوتا ہے۔

مسئلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مقدس میں بھی عبادات کا ثواب بھیجنا شروع ہے حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی عرصے گئے اور ان کا ثواب اپنی طرف سے آنحضرت کی مقدس روح کو پہنچایا اور بھی بعض بعض صحابہ اپنی عبادتوں کا ثواب اس بارگاہ نورانی میں ہدیہ کیا کرتے تھے۔ علمائے اُمت نے بھی اس عبادت عظمیٰ سے بہرہ وافر حاصل کیا ہے علامہ ابن سراج رحمہ اللہ نے آپ کی طرف سے دس ہزار سے زیادہ قرآن مجید ختم کئے اور اسی قدر قربانیاں کیں۔ حضرت سوفیہ کے یہاں ایک غار رائج ہے جو ظہر مغرب عشاء کے بعد دو رکعت کی جاتی ہے اور اس کا ثواب آپ کی مقدس روح کو پہنچایا جاتا ہے اس ناز کو ہدیۃ الرسول کہتے ہیں اس ناز کو بعض نادانف مسنون کہتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اس لئے اس کا پڑنا موجبِ ثواب مُردوں ہے۔ لہذا بعض علماء کا یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح کو ایصالِ مشروع محض فاسد ہے

بعض علماء کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب مقدس میں ایصالِ ثواب مشروع نہیں بلکہ وجہ اول جبکہ حضرت نے اپنے نفس کا حکم نہیں دیا اور سب سے پہلے ایصالِ ثواب بآقایِ معجرات کو فیض ہوتا ہے اس حضرت کو ثواب کو یہ دونوں بائیں و دائیں ہر سو دیں جو درجات عالیہ کہ حضرت کو عنایت ہے اس میں ان سے بڑھ کر اور کوئی درجہ ہی نہیں جس کے حصول کی امید ہو گئی ہوں گا وہیں ذکر ہی کیا میں کے مساقی کی آئندہ کی جلتے۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں اور اگر اس لئے کہ ایسا مرد میں خاص اہانت اور کم کی ضرورت نہیں مدد صحابہ اور علماء اُمت ایسا نہ کرتے خصوصاً ابن عمرؓ صحیح سنہ صحابی کا اس کو اگر کیجئے ممکن ہے۔ لہذا اس لئے کہ یہاں ایصالِ ثواب سے ترقی درجات کی آئندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ میں ترقی ممکن ہے اور نہ ضرورت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے لئے یہ درجات کی ترقی کر کے علماء کو بھیجنا عاصی ہے ثابت ہے اور وہ درجہ رفیع میں بھی زیادتی کی ذمہ داری جاتی ہے اور وہ بھی عبادت سے ثابت ہیں ۱۲ (درود الخاس)

علمائے کھلم کھاسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصالِ ثواب مستحب ہے اس لئے کہ آپ کے حقوق جو امت پر ہیں، بعد بے حساب ہیں جو جو احسانات آپ نے کئے ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ یہ احسان کیا کہ ہے کہ چاہِ خلافت سے مکمل کر شاہِ راہِ ہدایت پر چلنا آپ ہی کی بدولت نصیب ہوا اور کفر کی روح فرسائا کیوں سے نجات پا کر اسلام کی دلربا روشنی آپ ہی کی طفیل سے ملی۔ ان احسانات کی مجازات اگر ہم سے کچھ ہو نہیں سکتی تو اسی قدر سہی کہ کبھی کبھی اگر کچھ عبادت ہو سکے تو اس کا ثواب آپ کی روح شریف کو پہنچا دیں میرے خیال میں وہ شخص بہت بد نصیب ہے جس کو تمام عمر میں ایک دفعہ بھی یہ سعادت نہ نصیب ہوئی ہو۔

مسئلہ۔ ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب پہنچانا منظور ہو اس عبادت سے فراغت کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے۔

مثال۔ قرآن مجید کی سورتیں یا ارد کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھ کر یا نفل نماز پڑھ کر یا کسی محتاج کو کھانا کھلا کر یا کچھ دے کر یا روزہ رکھ کر یا حج کر کے حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اُوْصِلْ ثَوَابَ حَلِیْذٍ الْعَبْدِ ذُوْیْ اِلٰی ثَلَاثٍ۔

آج کل ہمارے اطراف میں جو یہ طریقہ رائج ہے کہ کھانا یا شیرینی وغیرہ آگے رکھ کر قرآن مجید کی سورتیں پڑھتے ہیں اور اس کو ایک ضروری امر خیال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے یعنی بغیر اس کے کہ کھانا آگے رکھا جائے قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچا دے تو اس پر سخت انکار کیا جاسکتا ہے عوام کے خیال میں یہ بات جہم گئی ہے کہ جب تک یہ خاص صورت نہ کی جائے میت کو ثواب نہ پہنچے گا حالانکہ یہ ایک سخت بدعت ہے کھانا اگر کسی کو کھلایا جائے تو اس کا ثواب علیحدہ میت کو پہنچے گا قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر بخشی جائیں گی تو اس کا ثواب علیحدہ پہنچے ان دونوں میں ایک دوسرے پر موقوف سمجھنا نہایت جہل ہے۔ عوام کے اس خیال کا سبب جہاں تک میں خود کرتا ہوں شاید یہ ہوا جو کہ کسی بزرگ نے کسی میت کے ایصالِ ثواب کے لئے چاہا ہو گا کہ عبادت، مالی اور عبادت بدنی دونوں کا ثواب اس کو پہنچایا جائے لہذا انھوں نے قرآن مجید کی تلاوت بھی کی ہوگی اور کھانا بھی کسی محتاج کو کھلایا ہو گا اور یہ دونوں عبادتیں کسی اتفاق ایک ہی مجلس میں ہوئی ہوں گی اس حالت اجتناب کو دیکھ کر بعض نادان واقف

مجھے چوں گے کہ کھانے کا آگے رکھ کر چھٹا ایک ضروری امر ہے۔ یہ رسم سواہندوستان کے اور کسی ملک میں نہیں ہوتی۔

ہمارے زمانہ میں عوام کو یہ بھی خیال ہے کہ قبر پر جا کر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس کے کہ اپنی جگہ پر پڑھ دیا جائے یہاں تک کہ جب کسی کو کچھ پڑھ کر کسی میت کو اس کا ثواب پہنچانا منظور ہوتا ہے تو خاص کر اس بچارے کو قبر پر جانا پڑتا ہے حالانکہ یہ خیال محض بے اصل ہے جیسا کہ قبر پر جا کر پڑھنا ویسا ہی اپنی جگہ پر۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ جب زیارت قبر کے لئے جائیں تو وہاں فاتحہ بھی پڑھ لیں۔

مسئلہ۔ چند لوگوں کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا کریں اور اس کا ثواب میت کو دیا کریں جائز ہے بشرطیکہ قبر پر بیٹھنا صرف اس غرض سے ہو کہ قرآن مجید پڑھنا التزام و اطمینان کے ساتھ ہو جایا کرے۔ (رد مختار۔ رد المحتار)

مسئلہ۔ ایصال ثواب کے لئے دن اور تاریخ کا مقرر کرنا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بالکل بوجہ تہجد۔ صواہل۔ بیہواں۔ چالیسواں۔ شش ماہی۔ ہر سی۔ محض بے اصل ہے لیکن اگر اس تقرر تاریخ سے کوئی غرض صحیح متعلق ہو تو سپر بجا نہ ہوگا مثلاً اس کے کام کا وقت مقرر کر لینے سے کام اچھا اور انتظام اور اطمینان سے ہوتا ہے جیسا کہ صحابہؓ نے قرآن مجید کی تلاوت کا وقت مقرر کر لیا تھا یا یہ غرض ہو کہ وقت مقرر ہو جانے سے لوگوں کے بلائے کی زحمت نہ اسٹھانا پڑے گی۔ اور لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت نہ آتی ہے اور بے کسی غرض صحیح کے ناجائز ہے۔ اسی لحاظ سے شیخ دہلوی نے اس اجتماع خاص کو جو سیوم کے دن ہوتا ہے بدعت و حرام لکھا ہے۔ (شرح سفر السعادت)

پہلے زمانہ میں ان تاریخوں پر سخت التزام ہو گیا ہے اگر کوئی ان تاریخوں میں ان اعمال کو ذکر سے توفیق نہ ملا مت ہوتا ہے جس کے سبب سے دو غریباں سخت پیدا ہو جتی ہیں ایک یہ کہ عوام کا اعتقاد غراب ہو گیا وہ خدا جانے ان تاریخوں کے اعمال کو کیا سمجھنے لگے سنت

۱۔ لوگوں کے جن ہونے کی ضرورت ایک تو ہوتی ہے کہ چند مسلمانوں کا لکڑی کے مندرت کرنا زیادہ قبولیت کا سبب بنانے اور دوسرے یہ کہ چند لوگ مل کر عبادت کریں گے تو زیادہ ہوگی بہ نسبت ایک شخص کے اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا

۲۔ یہاں سے یہ کہ اگر کسی کو ایک ایک شے کی ضرورت ہے اس کا انتظام بھی اچھا ہوگا۔ ۱۲

محب یا شاید اس سے بھی زیادہ دوسرے یہ کہ بعض لوگ جہان اعمال کی اصلیت سے ناواقف ہیں ان کے اعتقاد میں کسی قسم کی خرابی نہیں آئی محض خوف ملاحت سے ان اعمال کو کرتے ہیں اس سے مقصود خوشنودی الہی نہیں ہوتی پیادوں سے جس طرح ممکن ہوا قرض وام لیکر خود منظور ہوتا ہے کہ ایسی پڑتا ہے علاوہ ان سب غلامیوں کے جس چیز کو شریعت نے ہم پر لازم نہیں کیا اس کو لازم سمجھ لینا یہ خود ہی کیا کم بدعت ہے نہ انے کی یہ حالت دیکھ کر یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان قہورات کے استخاد میں نے کی کوشش کی جائے اور اصلی حالت ان اعمال کی ظاہر کر دی جائے کہ یہ سلت میں نہ مستحب۔

مسئلہ۔ چند لوگوں کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر پر بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا کر پ اور اس کا ثواب میت کو پہنچائیں جائز ہے (در مختار وغیرہ)

مسئلہ۔ قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ ہر شخص میں لم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جسے کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں

سے علامہ شامی سرور سے نقل ہے کہ یہ تمام غلامیوں کے دھکے لگنے کو ہوتے ہیں خدا کی خوشنودی ان سے مقصود نہیں ہوتا لہذا اس سے احتراز چاہیئے ۱۲

۱۳ عوام کے اعتقادات کی حفاظت کے لئے شریعت نے بہت اہتمام کیا ہے بہت ایسی چیزیں ہیں جہاں تک باعث و باب ہیں استخاد ہی گئی ہیں لہذا میں جس نے دیکھی ہیں اس پر اس کی شاہیں پوشیدہ نہیں دیکھنے چاہئے کہ کتنا غلامی اور کتنا نسبت صاحب بھلاؤں نے یہ فتویٰ دیا کہ پڑھیں چاہیں محض اس خیال سے کہ عوام اس کو فہم نہ کر سکیں گے اور جسے کی ناز کی فریخت میں ان کو زبرد ہو گا۔ فقیر کی سنتیں بعد فرض کے قبل طلوع آفتاب کے حلیہ کے نزدیک جائز نہیں ہیں مگر عوام کے لئے علامہ شامی نے فتویٰ دیا ہے کہ جب تک وہ میں قبل نماز عید کے نفل نا جائز ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا اس خیال سے کہ معلوم نہیں وہ لوگ ممانعت کا کیا مطلب سمجھیں ۱۴ حدیث میں وارد ہے کہ بنی امیہ طبرستان کے عمار سے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو زیارت قبروں سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں قبروں کی زیارت کیا کرو۔ علاوہ اس کے قبروں کی زیارت سے اگر انسان خیال کرے تو بہت بڑی عورت حاصل ہو سکتا ہے اور انچا موت کے یاد کرنے کی قرص سے بہتر کوئی صورت نہیں اور موت کا یاد کرنا بھی عبادت کا حصہ علامہ شامی نے رد الحقائق میں نقل کیا ہے کہ جسے کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس کے بعد اگر کوئی شخص قبر کی زیارت کرے تو میت کو اس کا علم ہوتا ہے ۱۵۔

کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے۔ خود قوں کے لئے بھی زیارت قبور جائز ہے بشرطیکہ
جہانِ مذہبوں اور دلچ و غم کے تازہ کرنے کے لئے زیارت نہ کریں بلکہ عبرت اور برکت حاصل
کرنے کی غرض سے۔ اور المختار۔ شرح مینہ و فیو،

زیارت قبر کے وقت کھڑا رہنا اور کھڑے کھڑے کچھ چڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا اور
اس کے لئے اور اپنے لئے دعا کرنا مستحب ہے اور مسنون ہے کہ جب زیارت قبر کے لئے جاتے
تو قبرستان میں یا قبر کے پاس پہنچتے ہی کہتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَائِمًا قَوْمٌ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اَنَا اِنْ
شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ جَقُوْنٌ وَ نَسَاۤیْ اَللّٰهُ لَمَّا کَلَّمَ النَّاسَ فِیْہَا زِیَارَتِ قُبُوْرٍ کَا مَحْضِ اِسْخِیَالِ
سے ترک کر دینا کہ وہاں عوام لوگ بدعت اور شرک کی باتیں مثل طواف قبور اور مسجد قبور
وغیرہ وغیرہ کی کرتے ہیں یا نامحرم عورتیں وغیرہ وہاں جمع ہوتی ہیں نہ چاہئے بلکہ ایسی حالتوں میں
انسان کو لازم ہے کہ ان امور کو حتی الامکان دھکے اور زیارت قبور سے باز رہے ورنہ امتدادِ خطر لانی
مسئلہ۔ کسی میت کے غم میں کپڑوں کا پھاڑنا یا منہ پر ٹانچے مارنا یا بیٹھنے کا ٹوٹنا ناجائز ہے

۱۵۔ چونکہ اولیاء اللہ کے قبور سے مختلف اقسام کے فیوض جاری ہیں کسی قسم کے کسی قسم کے اسنے ان کی قبروں
کی زیارت کے لئے سفر کرنا بے سود نہ ہو گا اور یہ امر سلف سے معمول ہے امام شافعی سے منقول ہے کہ انھوں نے
فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لئے تریاقِ عجیب ہے علامہ شامی لکھتے ہیں کہ بعض
اندر شافعی نے سوا احمد بن علی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے اوروں کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کو منع کیا ہے مگر امام
خزائی نے اس کو رد کر دیا ہے اس اخیر زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت کے لئے بعض
کمرے میں بہت زور شور سے حرمات کے فتوے ملے گئے تھے مگر بحمد اللہ کہ جناب مولوی عبدالحق صاحب
فرنگی محلی نے ان کا کافی انشاد کیا اور اس بحث میں کئی رسالے لکھ کر ختم کر سکتے ہو یا جس کا جی چاہے اسے
انشور و دیگر نے ۱۲۔ عہد اس میں علامہ نے اختلاف کیا ہے کہ جب کوئی شخص زیارتِ قبر کر جائے تو میت کے
سر پر کھڑا ہو یا اپنی تحقیق نے دونوں صورتوں کو یکساں لکھا ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں
صورتوں میں منقول ہیں ۱۲۔ اور المختار ۱۵۔ ترجمہ سلام جو قبور پر ہے مگر مومنوں کے ورنہ مومنوں پر نثار
تم سے لئے دے ہیں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے غیرت چاہتے ہیں۔ ۱۲۔

۱۳۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے آتم میں سید کوئی کہ بعض جاہل قباب سمجھتے ہیں حالانکہ صحیح بخاری میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سات ارشاد موجود ہے کہ جو شخص منہ پر ٹانچے مارے یا کپڑے پہلائے وہ ہائے گریہ سے
خارج ہے۔ ۱۳۔

ہاں بغیر اس کے کہ زبان سے کچھ کہا جائے صرف رونا جائز ہے اور مسنون ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو انا للہ وانا الیہ راجعون کی کثرت کرے۔

نمازوں کے تمام اقسام کا بیان ہو چکا ہے اب ہم ایک ضروری اور مفید بیان پر جس کے مسائل اکثر فقہ کی کتابوں میں مختلف ذکر کئے گئے ہیں اور اس سبب سے ان کے دستیاب ہونے میں نا اہل وقت ہوتی ہے اس جلد کو ختم کئے دیتے ہیں۔

مسجد کے احکام

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کہ ان کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ وقف کے بیان میں آئے گا۔ ہم یہاں ان احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱) مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نماز کا وقت ہو اور مال و اسباب کی حفاظت کے لئے دروازہ بند کر لیا جائے تو جائز ہے۔

(۲) مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب یا جماع کرنا مکروہ تحریمی ہے جس گھر میں مسجد ہو اس پر سے گھر کو مسجد کا حکم نہیں اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لئے مقرر کی گئی ہو۔

(۳) مسجد کے در و دیوار کا منقش کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شخص اپنے خاص مال سے بنائے مگر بہتر یہی ہے کہ مسجد میں نقش و نگار نہ بنائے جائیں۔

(۴) مسجد کے در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔

(۵) مسجد کے اندر وضو یا کھلی کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر کوئی ظنرت رکھ لیا جائے کہ وضو کا پانی اس میں گرے مسجد میں نہ گرنے پائے تو بھیہ جائز ہے۔

عہ تمام ہم سب اذہل شاء کے ملک ہیں اور اسی کے پاس ہر کچھ جاتا ہے اس لئے کہ یہاں اس حدیث قرآن مجید میں ہے کہ اس کے لئے کہنے والوں پر اللہ پاک کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور وہ ملک ملک کو شہر بنائے گا۔

مسجد اگر مال وقف سے منقش و بنائے جائیں تو اس کا حکم وقف کے بیان میں لکھا جائے گا

مسجد کی آرائش عبادت سے ہوتی ہے نقش و نگار اس کی ذہنیت نہیں یہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ کسی مرد کو بغرض ذہنیت ایتھوں میں چڑھایا کا نلوں میں ایاں پینا دی جائی ۱۱۔

(۶) مسجد کے اندر مسجد کی دیواروں پر تھوکانا تاک جانت کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو چٹائی یا فرش پر غصوک دینا بہتر ہے یہ نسبت زمین مسجد کے اس لئے کہ چٹائی وغیرہ مسجد کا جز نہیں ہیں نہ ان کو مسجد کا حکم ہے۔

(۷) جنب اور حیض کو مسجد کے اندر جانا مکروہ تحریمی ہے۔

(۸) مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی ناجائز ہے۔

(۹) اگر کسی کے پر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون میں پونچھنا مکروہ ہے

(۱۰) مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی فلع ہو تو جائز ہے مثلاً مسجد کی زمین میں نئی زیادہ جو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ بھی کوئی کسرے گا۔

(۱۱) مسجد میں کوئی کوٹھری وغیرہ مسجد کا اسباب رکھنے کے لئے بنانا جائز ہے۔

(۱۲) مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو ایسی حالت میں مسجد سے جو کر نکل جانا جائز ہے۔

(۱۳) مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں دینا کے کام نہ مہنے چاہتی ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھے اور مٹھا اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت مسجد کے اندر بیٹھے اور مٹھا اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو برا جائز ہے۔

حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد تمام ہو گئی جس میں نماز کا بیان ہے
خواجہ دعوانا ان الحمد للہ و علیہم السلام

چہل حدیث نماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وصلاً ثم على نبينا وآله الذين كمل

بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد ختم ہو چکی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر چالیس حدیثیں جن میں نماز کا کچھ بیان ہو کچھ فضائل میں کچھ مسائل میں جمع کر کے اس جلد کے آخر میں ملحق کر دی جائیں تو بہت مناسب ہوگا چنانچہ حق تعالیٰ نے میرے اس خیال کو پورا کیا واللہ علیٰ ذلک میرے خیال کے چہرہ پہنچے مجھ کو میں ذیل میں بیان کرتا ہوں۔

۱۔ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص چالیس باتیں دین کی یاد کرے اللہ تعالیٰ اس کا حشر علم کے ساتھ کرے گا۔ اسی بنا پر کہ: "لے مطلقاً عن خلف اس طوطی پوری توجہ کی اور سینکڑوں چہل حدیثیں جمع ہو گئیں۔

۲۔ کسی مسئلے کا اس کے ماخذ سے سمجھ لینا اور طریق استنباط کو جان لینا ہر خاص و عام کے لئے نہایت مفید ہے اور طبیعت کو ایک قسم کی مناسبت شریعت کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ حدیث کے پڑھنے میں ایک نہایت برکت اور نور ہوتا ہے اور بارغ ایمان میں ایک عجیب شادابی دیکھ سکتی اس آب حیات سے حاصل ہوتی ہے حدیث پڑھنے والے کی حالت بالکل نئی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کلامی کی دولت سے مشابہ ہے اسی سبب سے علماء نے کہا ہے کہ اہل الحدیث عہد اہل النبی۔ دینی و دنیاوی فوائد جو حدیث پڑھنے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ بیشمار ہیں یہ امر مشاہدہ و تجربہ ہو چکا ہے کہ اس فن شریف میں مشغول رہنے والوں کی عمر زیادہ ہوتی ہے پس اگر بطور وظیفے کے بھی یہ حدیثیں ہر روز بعد نماز جمعہ کے یا اور کسی وقت پڑھ لی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ ناکدے کی امید ہے۔ انتیقل حدیثیں اس میں صحیح بخاری کی ہیں جس کا ہر مقصد کی کامیابی کیلئے ترقی و تہذیب

ہے اور حرمین شریفین میں بلکہ بعض دیار ہند میں بھی معمول ہے اور ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے اور ایک موطا امام محمد کی۔ اور نو ترمذی کی۔ موطا کی وہ حدیث جو ہم نے نقل کی ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیثوں سے صحت میں کم نہیں ترمذی کی وہی حدیثیں ہم نے نقل کی ہیں جن میں تصریح صحت کی موجود ہے پس ناظرین سے امید ہے کہ اس دولت کو غنیمت سمجھیں اور ان احادیث کو یاد کر لیں ان کے مطالب سمجھیں اور ان کا ہر روز روزہ رکھیں۔

وَمَا عَلَيْنَا الْإِسْلَاحَ

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر۔
(۱) شہادت اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی خدا نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (۲) اور پانچ صلاوات نماز (۳) اور زکوٰۃ دینا (۴) اور اللہ کو یاد رکھنا اور اللہ پر ایمان رکھنا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی مصلی اللہ علیہ وسلم نے صلاوات کو تین کی طرف بھیجا اور یہ کہا کہ وہاں کے لوگ کہہ کر اس بات کی شہادت کی طرف کہ صلا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں پس اگر وہ لوگ تمہارے اس حکم کو ان میں تو ان کو آگاہ کر کہ اللہ نے ان پر فرض کیا ہے پانچ نمازیں ہر دن رکعتیں اگر وہ تمہارے اس حکم کو ان میں تو ان کو آگاہ کر کہ اللہ نے فرض کیا ہے ان پر ان کے ال میں صدقہ گان کے اللہ سے ہے لیکر ان کے فقیروں کو دیا جائے گا۔

(بخاری)

(۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ و اقامہ الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و ما فیہ و صوم رمضان (البخاری)

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و اقامہ الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و ما فیہ و صوم رمضان (البخاری)

(البخاری)

مسلم اس وجہ سے ظاہر ہے ان پانچ چیزوں کو بہ ترتیب دینا کہ اسلام قرار دیا ہے۔

مسلم یہ قصہ حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر ہے حضرت صدق گوین کا نام بنی مصلی کا پہلا پہر میں سے لوگ ان کو آپ کی ہدایت نہ سبب نہیں ہوئی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلا اللہ کے سبب پہلے نماز کا حکم ہوتا ہے

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت میں مسلم اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام پہلے سے کہ گواہی دو اس کی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھو اور کھانا دعو اور سفیان کے روایت لکھو اور حج کرے وہ شخص جو کہہ نہ سکے جا سکتا ہے۔

(بخاری)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون جہاد ہے زیادہ پسند ہے اللہ کو آپ نے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر پڑھنا کہ اگر پھر اس کے بعد کہ نماز یا اللہ کے ساتھ جہاد کرنا میں نے کہا کہ پھر کون فرمایا اللہ کے ساتھ جہاد کرنا۔ (بخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کیا جانتے ہو تم لوگ اگر تمہارے کسی کے دلوں سے ہر کوئی نہر ہو کہ اس میں ہر روز پانی نہریں نہاں ہو تو پھر نہاں اس کے سیر کرنا ان کے لیے مسابا بنے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ یہی حال اپنے نادر کے گاہے کہ اللہ کے سبب سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ (بخاری)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے اللہ کے دوسراں میں ناز حاصل ہے

(مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ہر ایک کے گناہوں سے نجات کروں

۳۱) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُعْطِيَ الزَّكَاةَ وَتَقُومَ بِهَذَا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ مِنَ السَّعَاءِ الْيُسْرَى مَسْجِدًا (البخاری)

۳۲) عَنْ بَنِي سَعْدٍ قَالَ مَا أَسَأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا إِلَّا انْعَمَ إِلَيَّ اللَّهُ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى رَأْسِهَا قَالَ ثُمَّ أَتَى قَالَ ثُمَّ بَدَأَ الْإِسْلَامَ قَالَ ثُمَّ أَتَى قَالَ الْخَيْرُ الَّذِي مَسْبُورٌ إِلَيْهِ (البخاری)

۳۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْ أَمْرًا أَيْدِيكُمْ لَوْ أَنَّ تَجِدُوا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَفْسُكُ فِيهِ وَنَحْلُ يَوْمِ حُمَا مَا تَقُولُ خَالِكٌ يَتَّقِي مِنْ دُونِهِ مَا لَوْ لَا يَتَّقِي قَالَ فَلَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ يَجْعَلُ أَحَدًا يَهْتَمُّ بِالْخَطَايَا (البخاری)

۳۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ الْعَبِيدِ وَبَيْنَ الْكَفَرِ قُرُونُ الصَّلَاةِ (مسلم)

۳۷) عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْرُكَ أَنْ تَقُولَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَا

۳۸) اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کا رتبہ اطاعت والہ دین اور جہاد سے زیادہ بہرہ فیض کسی دوسرے جہاد میں نہیں ہے ۱۲

فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ
وَالصَّلَاةُ وَالْكَتَابَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَوَسَلِّمْ خَمْسَةً اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ
أَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
رَبَّنَا إِنَّكَ إِذَا قُلْتُمْ هَذَا أَصَابَتْ كُلَّ عَيْنٍ
بِلِلِّهِ صَلَاحٌ فِي الشَّعْرَةِ وَالْأَسْرَابِ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

(النجاشی)

(۳۰) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْلَنَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ
فَإِنَّ اللَّهَ عَلَّمَنَا كَيْفَ نَسَلُهُ قَالَ قُولُوا
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ
يَا بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
يَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ

(النجاشی)

(۳۱) عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ أَنَّ سَالِمَ
الْبَرْمَكِيِّ رَوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي قُلْتُ لَكَ أَفْضَلُ عِلْمٍ
كَتَبْتَهُ أَوْ كَلَّمَكَ بِهِ أَحَدٌ إِلَّا أَنْتَ خَالِفْتَنِي فِيهِ

وہو، اقیات کا سب مال اللہ ہی عبادتیں سب
معاہدات اللہ کے لئے ہی سلام تم پر ہے نبی اور ان کے
اور برکتیں سلام تم پر اور اللہ کے سب ایک بندوں پر
حضرت نے فرمایا کہ جب تم یہ کہو گے تو آسمان اور زمین کے
سب ایک بندوں کو سلام پہنچ جائے گا مطلب یہ کہ
جو عمل اور عبادت کی کچھ ضرورت نہیں اس کو بھی دینا
ہوگا کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں
کہ محمد اس کھنڈے اور رسول ہیں

(بخاری)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے
کہا میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا دعا
اللہ کے درود پڑھا جائے کہ آپ پر اس کے کہ اللہ
نے ہر کوئی تعلیم کی ہے ہم کسے درود پڑھیں آپ نے
فرمایا کہ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اے اللہ رحمت کر
محمد پر اور آل محمد پر جیسے رحمت کی تھی ابراہیم پر اور آل
ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے اے اللہ
برکت آ کر محمد پر اور آل محمد پر جیسے برکت آئی تھی
ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف والا
اور بزرگ ہے۔

(بخاری)

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو فی دعا تعلیم فرمائیے
کہ میں اس کو اپنی رکعتہ رخصتوں میں پڑھوں آپ نے فرمایا کہ
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قُلْتُ لَكَ اَفْضَلُ عِلْمٍ کَتَبْتَهُ اَوْ کَلَّمَكَ بِهِ
اَحَدٌ اِلَّا اَنْتَ خَالِفْتَنِيْ فِيْهِ

علقہ سے مروی ہے کہ بعد از شہر بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کیا میں تم کو ناز نہ پہنچاؤں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں فلاں شخص کو نہیں دیکھتا مگر یہ سبلی و دیگر غیر عوام کے وقت ترمذی نے اس حدیث کو من کہا ہے اور کہا ہے کہ اس کے قائل ہیں بہت اہل علم اصحاب فقہی اہل بشرط و علم سے اور ابن حجر ابن قلی ہے سفیان اور اہل کوفہ ۔

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ روئے و میں غرض سے اس سے جیسے تباری غرض ملازم ہیں اس کو جاری فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ہے کہ اللہ و اہل حق ہے وہ اس کے ساتھ ہے و تو کہیں و تو کہوںے قرآن و اللہ ترمذی نے اس کو من کہا ہے ۔

مسلم بن عبد بن ہریرہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا اچھا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر کسی چیز کے وزن پر تھے تھے تو اہل بشرط و علم انھوں نے فرمایا کہ یہی رکعت میں تھا اس کو کہ اہل حق پر تھے اللہ و مسوا میں قل یا اہل الکفر و تیسوی میں قل یا اہل اللہ و مسوا میں قل یا اہل اللہ و رب

الخلق اور قل یا اہل اللہ و رب الناس

(۲۵) عَنْ ثَلَاثَةِ قُلَالٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ انْتِ مَشْعُورٌ اَلَا اَسْأَلُ بِكُمُ صَلَوةَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُّوا عَلَيَّ فَكُلُّ يَوْمٍ يَوْمَئِذٍ اَلَا اِنِّي اَقُولُ مَرْوَةَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَحَسَنَهُ وَ قَالَ بِيْهَ لَيْفَالْ غَيْرُ وَ اَجِدُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلَيْسَ اَبِيْنِ وَ هُوَ قُرْبَانِ مَشْيَانٍ وَ اَهْلُ الْاَكُوْفَةِ

(۲۶) عَنْ يَحْيَى ثَانِ اَلْوَثَرُ لَيْسَ بِحَسَنِهِ كَسَلَوْا نَكَلَهُ الْكُتُوْبَةُ مَوْلُكِيْنِ سَمَّ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ (اِنَّ اللَّهَ وَرَّجَبُ الْوَثَرُ نَا وَ تَوَفَّا يَا اَهْلَ الْقُرْآنِ اَلْقُرْآنُ عَزَّ وَ قَالَ حَقٌّ

(۲۷) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جَرَّاجٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَتْ يُوَقِّرُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأَلَّتْ لَهَا يَشْرَأُ فِي الْاَوَّلِ وَ اَوَّلُ مَا سَمِعْتُ مِنْهَا اَلَا عَلَيَّ وَ جِيْ اَللَّهِ يَهْلُ يَا اَيُّهَا اَلْمُفْسِدُونَ وَ رَفِيْ اَلْوَثَرُ وَ يَقُوْنُ هُوَ اَللَّهُ اَخَذَ وَ الْمَعْرُوفَةُ ثَابِتٌ

۱۔ اس حدیث سے ظنیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ اس کا بیکر تروا کے رکعت میں جانے وقت یا رکعت سے پہلے وقت (آخر کا اٹھنا مسنون نہیں) اگر کہہ سے اور ترمذی کی کہ اس سے امام علم ہر طرف رضی اللہ عنہ میں ۱۱ سے حق کے مذہب سے گمان نہ ہونا چاہیے کہ اگر کہہ سے اس کے کہہ مروی اصحاب میں میں کہہ ترمذی سے وہی ہے یا میں کہہ ترک سنت ہے وہی نہیں ہوتی بلکہ یہاں حق کے حق میں ملو ہر میں کا ترمذی نے جاری فرمایا ہے وہی میں کہہ ترک و مذہب میں یا میں بہت صحیح اور اور میں بخلاف ان کے ایک حدیث ہم علم اللہ میں کہہ چکے ہیں ۱۲ سے اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترمذی نہ کہہ سے ہے یا کہہ کا مذہب ہے اور سے اس حدیث سے یہ مسئلہ میں معلوم ہوتا کہ کئی صورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا درست ہے ۱۳۔

۳۹۹، عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَبَسَ مَسْلُوكًا
 فَلَيْسَ بِهِ إِذَا فُكِّنَ (الْبُخَارِيُّ)
 (۴۰۰)، عَنْ مَسْرُورٍ قَالَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّكَ وَالشَّيْءُ الضَّلَاقَةُ
 ابْنُ سُلَيْمٍ مِينَانٍ وَأُطْرُكُوا عَلَيْهَا ابْنُ خُشْرَاءَ
 (الْبُخَارِيُّ)
 افسوس! ایک ضعیف الشرح کے ساتھ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غافل ہو جائے کسی
 نلے سے تو پہاڑ کے پڑے سے جیسا کہ کشتے (بخاری)
 تیرا وہی الشرح سے مدایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا سات برس کے بچہ کو ناز سکھلاؤ ورنہ اس کو ناز
 ہر سال دس برس کے میں ہیں۔
 (ترمذی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَلْيُحْمَدُ لِلَّهِ سَابِقَاتُ الْفَالِطِينَ الْفَلَاوَةِ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ تَمَثَّلَ اللَّهُ وَكَرَّمَ إِلَهُهُ وَتَجَلَّوْهُ
 وَتَمَنَّى وَالْإِصْلَاحُ۔ بعد ختم ہونے پہل حدیث کے بعد کہ مناسب معلوم ہوا کہ چالیس آثار حضرت فاروق
 اعظم رضی اللہ عنہ کے جس میں ناز کے مسائل ہیں یہاں لکھ دوں اس لئے کہ مسائل فقہ کے اصل
 اصول اور آثار انیس کے آثار ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تبلیغ شریعت میں ان سے زیادہ
 کسی کو حصہ نہیں ملا حضرت شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں ایک مستقل
 رسالہ میں ان کا مذہب اور ان کے اقوال فقہیہ جمع کئے ہیں اور لکھا ہے کہ مجھے بزرگان سلف سے
 تعجب ہے کہ انہوں نے کیوں اس طرف توجہ نہیں کی حالانکہ اس میں ہر خاص و عام کا فائدہ تھا
 خواص کو تو یہ فائدہ تھا کہ سمجھ لیں کہ مذہب اربعہ اسی ایک متن کی شرح میں اور مجتہدین اربعہ
 حضرت فاروقی اعظم کے سامنے مجتہد متعصب کی نسبت رکھتے ہیں اور عوام کو یہ فائدہ تھا کہ وہ
 ہر مذہب کو جان لیں کہ وہ کون ہیں بلکہ ایک ہی شریعت کی شاخ خیال کریں اسی رسالہ سے میں
 نے چالیس آثار جمع کئے ہیں۔

چہل آہنار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

۱۰، مَا بَلَغَ عَنْ مَا جَعَلَ أَنْ عَمَّوْنِ الْخَطَابِ كُتِبَ
إِلَى عَمَّالِهِمْ أَنْ أَهْلَهُ أُمُورٌ كَثُرَتْ عَشِيرَتِي
الْمَلُوكُ فَكُنْ حَقِيقَةً وَحَادًا فَقَدْ عَلِمْتُ بِهَا حَقِيقَةً
وَبُيُوتَهُ وَمَنْ كَتَبَهَا فَهِيَ بِلَا مَبَاحٍ هَا
أَلَيْسَ لَكُمْ كُتِبَ أَنْ صَلُّوا الْقَهْرُ إِذَا كَانَ
الْقِيَامُ فِي سَاعَاتِهِ أَنْ يَكُونُ خَلْفَ أَحَدِكُمْ
مِثْلَهُ وَالْمَعْرُوفُ وَالْمَعْرُوفُ مَوْثِقَةٌ
بِحَقِّهِ وَنَبِيَّةٌ تَدْرُسُ مَا يَبْلُغُ الزَّوَاكِبِ
لَوْ تَحْتَنِي أَوْ تَلَا شَيْءَ قَبْلِ عَرَبٍ
الْقَمْسِ وَالْمَعْرُوفُ إِذَا عَرِبَتْ الْقَمْسُ
وَالْمَعْرُوفُ إِذَا عَرِبَتْ الْقَمْسُ كُنْ نَا مَر
كُلُّ نَا مَرِّ عَيْنِهِ كُنْ نَا مَرِّ نَا مَرِّ
عَيْنِهِ كُنْ نَا مَرِّ نَا مَرِّ عَيْنِهِ وَالْمَعْرُوفُ
وَالْمَعْرُوفُ مَوْثِقَةٌ

امام اکبرؑ نے سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے
لازمین کو لکھ کر بھیجا کہ ایک میرے نزدیک تہار کی عبادتوں
میں فریاد کا بل تمام نماز پر جس شخص نے اس کی پابندی کی
اس کو لکھا اس نے اپنا چہل آہنار بھیجا اور جس نے اس کو خارج
کر دیا وہ مجاہد اور عبادتوں کا ضائع کرنے والا ہو گا اس
کے بعد کھلا کر جو کھلی نماز جب سایہ ایک گھر ہو جائے
اس وقت تک کہ تہار سایہ ایک شل ہو اور عصر کی ایسے
وقت کہ آفتاب بلند دھن اور صاف ہو اس وقت کہ غروب
سے پہلے عبادت و فرستہ یا تین فرستہ چل سکے اور غروب
کی جب آفتاب دُوب جائے اور عشاء کی جب شفق چھپ
جائے یہ چاروں سو جائے قرآن سونچیں اس کی تکمیل
دین چار تین مرتبہ فرمایا اور پھر اس حال میں کہ ستارے
چھلکے ہوئے نکلتے ہیں۔

۳۱، أَوَّلُ بَيْتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ عَمَّوْنِ
لَا تَقْطُرُوا الْبَصُلَ وَلَكِنْ أَتَيْتُكَ الْخُجُومِ
۳۲، أَوَّلُ بَيْتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ عَمَّوْنِ
أَلَيْسَ أَعْرِ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ الْعَاوِلُ كَمَا أَلَيْسَ

آپ کو میری بنا ابی شیبہ نے سعید بن مسیب سے کہ فرمایا کہ تم نے
نہ تھکا کر دانی نماز میں ستاروں کے نکلنے کا۔
آپ کو سعید بن جعفر سے کہ فرمایا عرض اللہ عنہ سے کہ عشاء
قبل اس کے کہ ستارے نکلے کہ ہم کو بخلا اور سوجا ہے یہاں

۳۳، اس وقت بھی آفتاب عوامان دہتا ہے نہ دلی نہیں آتی اور مولود و فرستہ تین فرستہ چل سکتا ہے پہلا اس سے نہیں ملازم
کہ جو وقت ایک شل کے جدا ہوتا ہے کہ خطہ کہ منفرہ فرستہ تین میل کا ہوتا ہے شمس میل سے تقریباً دو فرسنگ یا نہ ہزار میل کا
مناظرہ اسے طلب ہے کہ کھلا دامن طے کرنے سے انسان کو لازم ہے کہ معلوم ہوگا کہ عشاء کی نماز سے پہلے صاف کر دے ۳۴
مغرب کا حال ہے کہ آسمان بعد نماز عشاء کی طرح کھل آئیگی وقت سکون ہو جائے ۳۵ اللہ تعالیٰ ہے کہ مقتدر ہے کہ روایت یہ ہے

يَقُولُونَ جَدًّا أَعَدَّ كَلِيلًا يُعَذِّبُهُمْ كُلَّمَا جَاءَهُمْ
بِرَّ قَاءَهُ نَارُهَا وَتَقَسَّفْنَا وَنَحْنُ أَعْمَى
۱۱۱) أَتُؤْمِنُ بِمَا نَقُولُ يَا بَرِّئُ نُفَيِّرُ أَنْ تَقْسُرَ وَنَدْعُ
يَوْمَ الْخُطَابِ كَانَ يَقُولُ إِنْ دَعَا فَايْطَعْنَا مِنْكُمْ
ثُمَّ أَهْلًا فَوَاعِظُوا بِسَلَامٍ تَكُنْ

ترجمہ کیا جھگڑا اور کرنا اپنی بلور داغی جانب میں اب
میں آ رہا توں مجھے ہٹ گیا اور وہ لوگوں میں آ رہا میں گئے پیچھے
تو کہہ رہا میں میرے کہ میں خطبہ نہ کرتے تھے یہ کہہ آگیا
اور فرشتہ کہ تو اپنی نافرمانی کرتے

۱۱۲) أَتُؤْمِنُ أَنْ دَعَا مُؤْمِرِينَ يُعَسِّرُ يَتِيًّا لَهُ
عَسْرًا وَنَحْنُ أَقْرَبُ قَبْلُ الْقَبْرِ مَا مَرْوَةَ عَسْرٍ
أَنْ يُزْجِرَ يَتِيًّا دَعَا أَلَا أَنْ الْغَيْبُ قَدْ نَاءَهُ
وَمَا أَتُؤْمِنُ عَنْ تَجَاجُدِ أَنْ أَبَا تَحْدُثُ مَرْوَةَ هَالِ
الْمَرْوَةَ الْغَيْبُ فَقَالَ عَسْرٌ وَيَحْتَلِكُ الْغَيْبُ
الْمُتَّحِدُ أَمَا كَانَ لِي دَعَا لِكَ الْغَيْبِ وَهُوَ يَتِيًّا
مَا نَأَى يَتِيًّا حَتَّى نَأَى يَتِيًّا

ابو اؤ حضرت عمر کے مرنے سے میرا کام سونچا تھا کہ
یہ خدا کی قبل قبر کے توں کو حکم دیا حضرت کے کوٹ
جائیں اور پکاریں کہ بندہ مر گیا تھا
ابو جالبہ کے کہ ابو جندبہ کے کہا۔ المَرْوَةَ الْغَيْبُ تَحْدُثُ مَرْوَةَ هَالِ
جنگ نے فرمایا کیا تو مجھ کوں ہے کیا تیری ناس بدلتے امانا میری
تو نے بلایا سخاوت نہ تھا کہ ہم آجاتے ہیں تک کہ تے تو
ہمارے پاس۔

۱۱۳) أَتُؤْمِنُ عَنْ أَبِي التَّيْمِيِّ عَنْ مُؤْمِرٍ يَتِيٍّ
الْمَقْدُونِ جَاءَهُ عَسْرٌ مِنَ الْخُطَابِ فَقَالَ
إِنَّمَا أَذُنٌ فَعَسْرٌ شَنْ وَإِذَا أَفْطَسْتُ
فَأَخَذْتُ

ابو بکر و ابو ہریرہ سے حضرت انس سے کہ تشریف لائے ہمارے
یہاں میں خطبہ میں لڑا اگر سب ان کو دیکر دو چشم چڑھ
کر اور اتنا مت کہہ تو بیلدی۔

۱۱۴) أَتُؤْمِنُ عَنْ أَبِي عَسْرٍ قَالَ عَسْرٌ
مَّا بَيْنَ الْكُتُبِ فِي دَا الْخُطَابِ قَبْلَهُ

ابو بکر نے ابن عمر سے کہ فرمایا عرضی اللہ عنہ نے
مشرق اور مغرب کے درمیان میں سب قبلہ ہے

- ۱۔ معلوم ہوا کہ کوئی ایک مقتدی وہاں تھے کھڑے اور جیلے تو امام کو چاہیے کہ اسکو براہ کرم سے چرب اور فتنہ کی بجائیں
۲۔ قرآن کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ جائے ۱۲۔ عہد میں تا حضرت خاندق کے غلام ۱۳۔ م ہے ۱۴
۱۵۔ حکم میں وقت کے ہے کہ جب کہلنے کی خواہش میں ہو کہ تازی میں نہ گئے ۱۶
۱۷۔ معلوم ہوا کہ قبل وقت کے زمانہ صحت نہیں ہے یہی مذہب حنفیہ کہے ۱۸
۱۹۔ معلوم ہوا کہ تخریب بدعت ہے مگر یہ کہ اس میں خود حضرت فاروقؓ سے منقول ہے ۲۰
۲۱۔ معلوم ہوا کہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ ان کا امت کا جلد جلد کہنا مسنون ہے یہی حنفیہ کا مذہب ہے ۲۱

مَا اسْتَقْبَلَتْ الْبَيْتُ

جب تک سامنے رہے قیلے کے۔

(۱۷) أَلَيْسَ عَنِ مَعْصِيَةٍ قَالِ سَأَلْتُ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ إِنَّمَا مَرَّ لَدُنَّا فَسُكُّونَ فِي الْكَلْبِ مِنْهُ قَالِ خَوَّجْتُ قَسْرَتَ قَالِ خَوَّجْتُ قَسْرَتَ قَالِ قَالِ عَمْرَ إِنْ جَعَلَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا قَرْبًا لَمْ يَنْصَحْ لَكَ وَاحِدٌ وَنَهَى

یہ بھی خفیہ سے کہ انہوں نے کہا میں نے پوچھا امیر خطاب سے کہ تم جنگل میں جوتے تو خیموں میں رہتے تھے ہیں اگر میں بھولوں تو ساری مکانات اسیا اگر صورت نکلتے تو وہ ساری کہلے ہیں فرمایا ایشے کے کہ اپنے انداس کے درمیان میں کوئی کچھ اضافی لے بھر کر ایک تم میں کا تار پڑے۔

قُلْتُ نَسَكَ بِمِ الْخَفِيَّةِ فِي قَرْبِهِ لِيَأْذِي سَلَوَةَ الرَّحْلِ إِذَا حَادَ فَهُ إِسْرَافٌ فِي سَلَوَةِ مَشْرِكَ تَحْرِيفَةً وَأَذَاؤُ أَجَابَ الشَّافِعِي قَالِ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عَنْ عَمْرَ وَلَيْسَ أَتَى بِنِ سَلَوَةٍ وَاجِدٌ لَكِنْ مَحَبٌ فَرَلِكْ قَطْعًا بِأَذَى الْبَيْتِ

میں پتا ہوا کہ تسک کیا ہے اس سے غصے نے پاس قول میں کہ وہ مکانات حضرت کے محافات سے ناسد ہو جاتی ہے جبکہ نماز تحریر اور اداس مستحکم ہوا وہاں دیانے امام شافعی نے کہ یہ قول حضرت کا مشہور نہیں ہے اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ وہ ایک خازن میں بھی لگا سکو ہر جہا حضرت عمر نے اذہ فساد کے قطع کرنے کے

دعا، أَلَيْسَ عَنِ الْخَفِيَّةِ عَمْرَ قُلْتُ وَكَبُرَ قَالِ مَعْصِيَتُكَ الْفَلَسَ وَجَعَلْتُكَ وَتَبَارَكَ إِعْمَافُكَ وَقَالِ عَمْرَ كَذَلِكَ أَلَيْسَ عَمْرَ قُلْتُ قُلْتُ

ابو بکر اسود کے کہنا میں نے عرض الشرح کے کہ انہوں نے شروع کی نماز اور کچھ بھر گیا۔
جس کا ہم وہ تک تھا کہ اس کے دعا لے چک
دلا دیکر۔ پھر اعوذ باللہ

(۱۸) أَلَيْسَ عَنِ الْخَفِيَّةِ عَمْرَ قُلْتُ وَكَبُرَ قَالِ مَعْصِيَتُكَ الْفَلَسَ وَجَعَلْتُكَ وَتَبَارَكَ إِعْمَافُكَ وَقَالِ عَمْرَ كَذَلِكَ أَلَيْسَ عَمْرَ قُلْتُ قُلْتُ

ابو بکر اسود کے کہ میں نے عرض الشرح کے کہ انہوں نے شروع کی نماز اور کچھ بھر گیا۔
جس کا ہم وہ تک تھا کہ اس کے دعا لے چک
دلا دیکر۔ پھر اعوذ باللہ

یہاں مذکور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک خلیفہ کے محاذی کھڑا ہونا ضروری ہے ۱۲ عہد یہ عبارت شافعی کی نسبت دہلی کی ہے۔ امام شافعی کی لڑت سے وہاں خلیفہ نہیں کہ یہ قول حضرت عمر کا غیر مشہور ہے جبکہ صحیح ہو چکا اور اس پر امام شافعی نے جو فرمودہ ہے وہ کہ ہے وہاں ایک اس میں نماز کے ایک جوئے کا ذکر نہیں ہے یہ کہی نظر نہیں ضروری ایک ہی نماز کا نسب دروازہ کے علیہ ہر ایک صورت میں اگر کوئی اضافہ کا قائل نہیں ایک یا قول ہو چکا ہے کہ میں کا کوئی قائل نہیں اور یہ کہ حضرت عمر کے نزدیک یہ مستحب ہے امام شافعی کا قیاس ہے امام ابو حنیفہ پر کب حاجت ہو سکتی ہے اگر حاجت ہو چکا تو ان کے مقلدین پر ۱۲ عہد یہاں نماز خلیفہ کے یہاں معمول ہے ۱۲۔

یہاں مذکور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک خلیفہ کے محاذی کھڑا ہونا ضروری ہے ۱۲ عہد یہ عبارت شافعی کی نسبت دہلی کی ہے۔ امام شافعی کی لڑت سے وہاں خلیفہ نہیں کہ یہ قول حضرت عمر کا غیر مشہور ہے جبکہ صحیح ہو چکا اور اس پر امام شافعی نے جو فرمودہ ہے وہ کہ ہے وہاں ایک اس میں نماز کے ایک جوئے کا ذکر نہیں ہے یہ کہی نظر نہیں ضروری ایک ہی نماز کا نسب دروازہ کے علیہ ہر ایک صورت میں اگر کوئی اضافہ کا قائل نہیں ایک یا قول ہو چکا ہے کہ میں کا کوئی قائل نہیں اور یہ کہ حضرت عمر کے نزدیک یہ مستحب ہے امام شافعی کا قیاس ہے امام ابو حنیفہ پر کب حاجت ہو سکتی ہے اگر حاجت ہو چکا تو ان کے مقلدین پر ۱۲ عہد یہاں نماز خلیفہ کے یہاں معمول ہے ۱۲۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

١٩١) أَفَلَا يَكْفِي عَنْ عِبَادَةِ رَبِّكَ الرَّفْعُ قَال

تَمْرًا لَكُمْ فِي سَلَاةٍ لَا يَكُونُ فِيهَا

سورة الجاثية - سورة الاحقاف

(۳) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَاوٍ عَنْ قَاوُكَايْنِ

قَبْرُ النَّاعِمَةِ بْنِ مَحْلُونٍ أَنَّ عَمْرَأَتَيْنِ

الْحُطَابُ قَالَ كَيْتُ فِي فَمِ الَّذِي يَقُولُ خَلْفَ

الحجاب
للنساء

(۲۱) اَلْكَوْمُ يَرْجُوْا يَزِيْدُ مِنْ شُرَكَائِى

(۱۶) ایچپی کی پیریڈک ٹیسٹنگ

۱۹۸۳ء میں یو۔ن۔سکو نے ایک عالمی اعلامیہ اعلان کیا کہ

بِهِ وَالْقَائِلُ بِالْأَمْرِ وَالْمُؤْتَمِرُ بِهِ

فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَنْتَهِىَ قَالَ قَرَأَ

کہنے لگے اے خاں کہیں گئے انا قال ورنہ

جَهَنَّمَ قَالِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي آثَارِكُمْ

فَلَمْ يَرَوْا فِيهَا لُوطًا فَسَأَلُوهُ فَأَنشَأَ لُوطُ الدُّرَّةَ الْأُخْرَىٰ

عَمْرُ الْكَرِيمِ إِلَى الْعَالَمِ لَا يَفْرُغُ

الْجَنَّمَ أَنْ الْيَعْنِي الْأَصْلَ أَنْ يَتَأَنَّمُ

الإمام وفي القرآن دَقِيقَاتُهُ الْمَأْمُومُ قَدْ

يُفَضِّلُ إِلَى

بسم اللہ الرحمن الرحیم درم شریف پڑھی۔

ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں

کافی ہے وہ نماز میں نہ ٹپے چائے سونے یا کھانا اور

وقد تمّ الاتفاق على أن تكون هذه المبادئ هي:

امام محمد بن ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی قحیس سے کہ ہم کو خبری محمد بن

میں نے ان کے لئے ایک نیا خط لکھا ہے۔

نفسہ بدعات و غفلت اور کوتاہی سے اس کو کوشش کرنی چاہیے۔

مستحقان و غیر مستحقان کے لئے جو احکام و فیوض الہیہ

یہ بھی بڑی بات ہے کہ ان کے لیے چاروں طرف سے جھڑپیں

سے قرأت خلف امام کو پڑھایا انھوں نے کہ پڑھو سورۃ

ناٹو کیا انھوں نے اگر حساب دہم ہوں تو کیا ان کے لیے

اللہ! میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بلند آواز سے کہیں

فرما: اے لوگو! میں نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے جدا کر دیا۔

میرے کہا کہ کوئی والد نے حضرت عمرؓ کے ذرا سے اتفاق کیا

ہے یہ بات کی ہے کہ مقتدی کو ڈر ہے اور وہ اس وجہ سے

میں لطیف اس طرح ہے کہ اصل میں بڑی ریاست کے کلام

سے قرآن میں دلائل کی بجائے اور مقتدی کی قرأت سمجھیں

اس جنگ پر غور کیجئے ہے مگر مقصدی کا بھی اپنے

پیشہ جابا پردہ و گار کی مساجدات میں مشغول

[illegible][illegible]

ہم نے اس کے لئے ایک نیا اور بہتر طریقہ اختیار کیا ہے اور اس کے لئے ایک نیا اور بہتر طریقہ اختیار کیا ہے

[illegible]

اور یہ کہ جو شخص اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھے اور اللہ کے لئے کام کرے، وہ اللہ کی طرف سے اجر و ثواب پائے گا۔

فلاحی اور سماجی امور کے لیے ایک ایسا ادارہ بنایا جائے جس کے ذریعہ غریبوں کو روزگار مل سکے اور ان کی تعلیم و ترقی کے لیے سہولتیں فراہم کی جاسکیں۔

مِنْ بَيْدٍ عَلَى تَرْكِ الْخَطْبِيِّ

ان کے بعد تک قطعی پر

(۳۶) أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُرَيْدِ بْنِ وَهَبٍ مِمَّا

ابو بکر بن وہب سے کہ اکثر قوت پڑ میں ہے مردوں اور

وَدَّتْ عَمَرُوهُ صَلَوةَ الْقَجَبِ

عمر نے جو رکعت نکال دیں۔

(۳۷) أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ بَلَّغَتْ

ابو بکر ابو مالک اشجعی کے میں نے اپنے باپ سے کہا کہ

يَا بَنِي يَاسِبٌ صَلَّيْتُ خَلْفَكَ الْمَشِيعِي مَعِيَ اللَّهُ

میرے باپ تم نے نماز پڑھی ہے میں نے اسلے طریقہ پر علم اور پھر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَعَمْرُوهُمَا

دو دشمنوں یعنی اللہ ہمہ کے پیچھے کیا دیکھا ہے کہ تم نے ان

كُتِبَتْ أَحَدًا مِنْهُمْ لَيْتَكَ تَقَالِي يَا بَنِي

میں سے کسی کو قوت پڑھے تو کیا انہوں نے کہ اسے

مُحَمَّدٌ صَلَّي

میرے پیچھے کیا آتا ہے۔

(۳۸) أَبُو بَكْرٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ ثَمَانَ عَبْدَ اللَّهِ لَوْ

ابو بکر سے کہنا عبد اللہ بن سہیل اگر قطعی سب ترک

أَنَّ النَّاسَ صَلَّوْا أَوْ رِيَا وَشُعْبًا وَمَلَكَ

ایک جنگل یا تو میں اس میں قوت مردوں سے جنگل

عَمَرُو أَوْ رِيَا وَشُعْبًا مَلَكَ، وَأَوْ رِيَا عَمَرُو

یا تو میں تو طہران میں عمر کے جنگل اور دوسرے میں اگر

وَشُعْبًا وَلَا قُوَّةَ عَمَرُو قُوَّةَ عَبْدَ اللَّهِ

قوت پڑ میں ہوئی عمر نے تو قوت پڑھتا عبد اللہ امام محمد

(۳۹) مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَمِيدِ بْنِ

بن حسن بن عبد الرحمن سے کہا انہوں نے سنا میں

عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثَمَانَ مِمَّنْ عَمَرُوهُ فِي الْخَطَابِ

نے عمر بن خطاب کو پڑھاتے ہوئے کہ نہیں جانتا

يَقُولُ لَا يَجُوزُ الْفَلَاةُ إِلَّا بِشَهْدِ

ہے نماز بے شہد اور انبیاء کے

بقیہ صلوٰۃ اور غیرہ مرد سب ترک کیا نہ گندہ کہ اس نے شرط پڑی آپ کا ساتھ پڑھی تھیں اگر وہ بھی رخصت ہی کرتے ہوتے
 کہی اور غیرہ کہتا تھا ان کا ان کا علی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنا اس کا جواب ہے کہ اصول حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب صحابی یا تابع
 اس کی روایت کہ حدیث کے خلاف ہوا اور حدیث عقل یا دلیل سے تو خلیفہ کے نزدیک نسخہ کیا جاتی ہے خصوصاً حضرت نوافی سے
 ایسا واقع ہوا تھا مسلمہ نسخہ ہے اس کے ان کا اس سے و تحقیق اور اتباع سنت پر علماء ہونا مسلمات ہے جو اسے منہ سے نکال دیا
 دیکھ کہ اس نماز میں قوت نہیں ہے کہ جو کئی حدیث یا سنت کا کلام میں ہے تو اس کے دفع کے لئے تو بطور قوت کے پڑھنا حدیث ہے
 زیادہ دہب کا کہ کیا کہ اکثر نے حدیث مردانہ اکثر روایات ہات کے ہیں یہاں کہ منقول ہے نماز کی اڑائی کے وقت حضرت نوافی
 کا قوت پڑھنا ہذا حدیث کس طرح خلیفہ کو مقرر نہیں ہے حدیث اس کے بعد کی حدیث دلیل قرآنی ہے اس امر پر حضرت
 نوافی بکہ حدیث صحابی رضی اللہ عنہ سے قوت نہ پڑھتے تھے یہاں کہ حدیث خلیفہ کا ہے ابو مالک اشجعی کا ہے باپ سے یہ نقل کیا کہ
 قوت نہیں بات ہے اس طرح عبد اللہ بن مسعود کا حضرت نوافی سے قوت نہ پڑھتے تھے ان کا کہ انہوں نے ان کے کہ ان کے کہ
 جو پیش حدیث اور حدیث میں قوت کے ان کی حدیث سے حدیث کا حضرت نوافی بکہ بنی علی اللہ علیہ وسلم سے ہی منقول ہے خلیفہ
 نہ پڑھتا کہ انتخاب ہے ۱۷

۳۷۶) أَبُو بَكْرٍ عَنْ الْأَسْوَدِ أَنَّ عُمَرَ قَدِمَتْ
بِیْ اِبْنِ عُمَرَ فَمِنْ التَّوَكُّفِ

آپ بکر اسود سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھ کر
میں رکعت سے پہلے۔

(۳۷۷) مَا بَلَغَ وَالشَّافِعِيُّ اِنْهَضَ كَمَا كُنَّا فِي رَمَضَانَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَلَّمَ الْجُمُعَةَ يَصَلُّونَ
حَتَّى يَخْرُجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَأَقْرَأَ
الْمُؤَدِّينَ جَلَسُوا يَحْتَدُّونَ حَتَّى اِنْفَاكَتْ
الْمُؤَدِّينَ وَاقَامَ عُمَرُ مَسْكُوتًا فَلَمَّا
بَلَغَهُ أَهْلًا۔

ایم امک اور شافعی یہ کہ لوگ عمر بن خطاب کے زمانے
میں جمعہ کے دن نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ کھینچے
عمر اس بیٹھے منبر پر ادا اذان دیتے مؤذن اور لوگ
بائیں کرتے جوتے تھے یہاں تک کہ جب چپ ہو جاتے
مؤذن اور کمرے ہو جاتے عمر چپ ہو جاتے لوگ
بھر کر بات دگڑھا

(۳۷۸) أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ
عُمَرُ يَكُنُّ الرَّجُلَ فِي مَلَا شَأْنِ أَثْوَابٍ
لَا تُعَدُّ فَإِنْ اِدَّكَ لَا يَجِبُ الْقَسْدُ مِنْ
(۳۷۹) أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ
عُمَرَ قَالَ تَكُنُّ الْمَرْأَةُ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ
الْبَدَنُ وَالْجَمَامَةُ وَالْبَرْدُ وَالْعَقْلُ وَالْمَرْأَةُ
وَالْخُرْقَةُ۔

آپ بکر اشدر بن سعد سے کہ فرمایا حضرت عمر نے کہن کیا
جائے مرد تین کپڑوں میں حد سے آگے نہ بڑھو اللہ نہیں
پسند فرماتا حد سے آگے بڑھنے والوں کو
آپ بکر اشدر بن سعد سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حد سے
فرمایا کہن کی جائے عورت پانچ کپڑوں میں کھلی اور
دو پٹا اور جامد اور تہ بند اور سینہ بند۔

(۳۸۰) الْبَيْهَقِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ
عُمَرَ أَمَّا قَالَ كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ كَانَ
أَمْرًا بَعْدَ الْخَمْسَةِ أَجْمَعًا عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ

بیہقی سعید بن مسیب سے وہ حضرت عمر کے کا منہ لے
فرمایا ایک اجازت کی نماز میں یہ سب کہ ہر اہل بیت
اور پانچ کپڑے ہر نے اتفاق کر لیا چار و کبیرا پر۔

۱۲ عہ میں مذہب خفیہ کہے کہ امام جب خطبہ شروع کرے تو پھر نماز پڑھنا چاہئے ۱۲

۱۳ عہ مقصود ہے کہ تین کپڑوں سے زیادہ کہن دو عام کی کراہت اس سے کہن ہے جیسا کہ متقدمین

خفیہ کا مذہب چار کپڑے ہی متفق ہے ۱۴

علم الفقہ

حصہ سوم

جس میں

روزہ کے مسائل اور احکام اور روزہ کے مفاسد وغیرہ
پورے طور پر بیان کئے گئے ہیں

اشرفیہ

حضرت مولانا الحاج محمد عبدالشکور صاحب لکھنؤی

ناشر

دارالاشاعت

مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ، کراچی

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

فقہی ترتیب والا جدید ایڈیشن

(۱) از مانت بالذکر مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب۔

(۲) از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق صدر مفتی دیوبند۔

دارالعلوم دیوبند کی خداوندی خیریت اور اس کے فتاویٰ پر تمام ممالک اسلامیہ اور مسلمانوں کی بچی بچیاں اور صالحین کا اہتمام و ترویج بیان نہیں اور ماضی کے فتاویٰ مرکز علوم دارالعلوم دیوبند کے منتخب فتاویٰ ہیں جو اکابر علماء کے کلمے اور دیکھے ہوئے ہیں اور جن کو مسلمانوں کے ہر طبقہ میں مستند و مشہور تسلیم کیا گیا ہے۔ پہلے یہ فتاویٰ آٹھ جلدوں میں غیر مرتب شکل میں شائع ہو تا رہا اب باب و مسائل نہ ہونے کی وجہ سے مسئلہ کا لانا بہت مشکل تھا اب خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی زیر نگرانی اس دورے کے فتاویٰ کو فقہی ترتیب کے مطابق مرتب کر دیا ہے اور موجودہ ضروریات زمانہ کے مطابق بہت سے جدید اضافے فرمائے ہیں جس کی وجہ سے اس کی اہمیت اور فکری بڑھ گئی ہے۔

اسے ایڈیشن کی خصوصیات

(۱) اس فتاویٰ کے دواں سلیس و سوجھ بوجھ اور اس کے امتداد و الغین کی طوطہ و طوطہ خوب کی گئی ہے۔

(۲) موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق بہت سے جدید اضافے کئے گئے ہیں۔

(۳) شریعت میں ایک مبسوط مقدمہ کا اضافہ جس میں دارالعلوم دیوبند اور اس کے فتاویٰ کی مختصر تاریخ درج ہے اور مفتی عزیز الرحمن مفتی محمد شفیع صاحب کے سوانح زندگی لکھے گئے ہیں۔

(۴) اجتہاد میں نہایت مفصل فہرست مضامین لگا دی گئی ہے جس سے مسئلہ کا لانا بہت سہل ہو گیا ہے۔

(۵) صحنہ سنوئی کے علاوہ صحن کلاہری کتابت طباعت اور کافہ تصحیح و ترمیم پر جو بات لکھائی کی گئی ہے

اس کے ضمیمہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس ایڈیشن میں اس کا چرچا اور امتیاز ادا کر دیا گیا ہے جسے

آنہوں نے دو جلدوں میں نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔

جلد اول صفحات: ۴۵۰ - - - جلد دوم صفحات: ۴۳۸ قیمت کامل دو جلد: ۳۰۰/-

ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی مل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعل الصيام جنة من المنيران وعد لها ثمين باب السريان
فبالر من عظيم الفضل وعظيم الاحسان والصلوة والسلام على نبيه سيدنا
محمد وآله وصحبه مائتاً بجمع الملوان۔

جب علم الفقہ کی دوسری جلد بتا رہی تھی تمام ہو چکی جس میں اسلام کے رکن اعظم
یعنی نماز کا بیان ہے ارادہ ہوا کہ اب زکوٰۃ کا بیان شروع کروں جو اسلام کا دوسرا رکن
ہے اور اکثر علماء کے اسلام نے اپنی تعانیف میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے مگر ہم نے
بوجود ذیل اس ترتیب کے خلاف روزے کا بیان شروع کر دیا۔ بعض علماء نے ہمارا اس
ترتیب کو اختیار بھی کیا ہے جیسے امام محمد نے جات صغیر میں۔

(۱) جن لوگوں پر روزہ فرض ہے وہ بہت زیادہ ہیں ان سے جن پر زکوٰۃ فرض ہے اس
نے کہ زکوٰۃ صرف امراء پر ہے اور روزے میں سب شریک ہیں خصوصاً آج کل کہ اسلام
میں غربت و افلاس زیادہ ہے زکوٰۃ کے مخاطب اور بھی کم ہیں اس نے زیادہ لوگوں کو منوشت
روزے کے مسائل کی ہے۔

(۲) روزہ زکوٰۃ سے افضل ہے جیسا کہ مشرقیہ معلوم ہوگا۔

(۳) وہ زمانہ جس میں ہم یہ قیصری جلد کو رہے ہیں اور مبارک سے قریب ہے اور مشرقیہ اس
کے مسائل کی سخت ضرورت ہونے والی ہے۔

عہ منہ علیہا دیکھئے وہ مختار کی شروع میں زکوٰۃ کا افضل ہونا نقل کیا ہے مگر یہ قول شلہ معلوم ہوتا ہے احادیث
مجموعہ میں اس قول کو رد کر رہی ہیں واللہ اعلم۔

(۴) زکوٰۃ صرف انہیں لوگوں پر فرض ہے جو مسکین نہیں ہیں انبیاء و عظیم السلام پر فرض نہیں ہے اور روزہ ان پر بھی فرض ہے یہ امر بھی روزہ کی جلالیت شان کے لئے کافی ہے۔

(۵) شائع ہونے بھی روزہ کے احکام زکوٰۃ سے پہلے بیان فرمائے ہیں اس لئے کہ زکوٰۃ کی فرضیت علی سبیل تفصیل روزے کی فرضیت کے بعد اتری ہے۔

رمضان کے روزے ہجرت کے اٹھارویں مہینے شعبان میں فرض کئے گئے اس سے پہلے بقول بعض کوئی روزہ فرض نہ تھا اور بقول بعض ما شور اور محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ فرض تھا۔ ابتدائے فرضیت رمضان میں بہت کچھ سختی تھی۔ غروب آفتاب کے بعد سونے سے پہلے کھانے پینے کی اجازت تھی بعد سونے کے اگرچہ بے کھائے چے سو گیا اور کھانا پینا جائز نہ تھا اور جماع تو کسی حالت میں درست نہ تھا مگر جب یہ احکام لوگوں پر شاق ہوئے اور کئی واقعات پیش آئے تب شروع ہو گئے۔ اب بھوانی کسی قسم کی سختی نہیں رہی رماۃ الفایض شرح مشکوٰۃ المصابیح، اگلی امتوں پر بھی روزہ فرض تھا مگر معلوم نہیں کہ کس دن اور کئے۔

اب علی سبیل تفصیل کے لفظ اس سے بڑھائے گئے کہ حسب تحقیق لا قاری صاحب رماۃ شرح مشکوٰۃ اجمالی فرضیت زکوٰۃ کی کہی۔ میں اس پر بھی تھی مگر مسائل میں کہ ہجرت کے بعد بیان کئے گئے ۱۲۔

مسئلہ اگرچہ علماء کے نزدیک زکوٰۃ کی فرضیت رمضان سے پہلے ہوئی ہے صاحب رد مختار وغیرہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے مگر شیخ محمد طیف صحت دلچسپی سے سطر لکھوات میں ایک نہایت صحیح حدیث سے ثابت کر رہا ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت رمضان کے بعد ہوئی لہذا ہم یہاں انہیں لا قبل بنائے۔ وہ فرماتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت رمضان کے بعد ہوئی چنانچہ اس حدیث کے کہیں کو امام احمد اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابی حزیہ اور عاکم نے سند صحیح و ثابت میں ہی صحیحین و ما شاہ سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا کہ ہم کو شیخ علی الشافعی رحمہ اللہ سے سنا کہ زکوٰۃ سے پہلے حکم نہ تھا اس کے بعد زکوٰۃ کی فرضیت ہوئی پھر ہم کو حدیث نظر لاکھم و اولہ میں کیا امام اس کو اب بھی کرتے ہیں بعد میں صحیح روایت کرتا ہے فرضیت رمضان کے حکم پہلے پر ۱۳۔

سے نماز جو بالاتفاق تمام عبادات میں اعلیٰ اور اعظم ہے اس کے مسائل بھی کتاب اللہ میں مذکور ہیں
 ہیں جتنے روزے کے کہیں رویت ہلال کے احکام بیان ہوتے ہیں کہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
 جو شخص تم میں سے پائے اس جیسے کو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اس کا کہیں روزے کی ابتدا انتہا اور
 اظہار کے احکام ارشاد ہوتے ہیں کہ تَعَرَّضُوا لِلْيَمَامِ إِلَى الْاَثَلِ پھر یہاں کرو روزہ کو رات تک اور
 کہیں پھر کھانے کی اجازت اور اس کا وقت بیان فرمایا جاتا ہے کہ تَكُونُوا شَرِبُوا شَيْءًا يَنْتَبِهُنَّ
 الْحَيْضَةُ الْاَوَّلِيَّاتُ مِنْ تَحِيَّاتِ النَّجَسِ كَمَا ذَا اور یہ یہاں تک کہ ظاہر ہو تم کو منہ کھیر ریح
 صادق (سیاہ کھیر رات) سے فجر کے وقت کہیں شب کے وقت جماع وغیرہ کی اجازت عطا ہوتی
 ہے کہ اِنْ كَانَ كُنْتُمْ لَيْلَةَ الْيَمَامِ الْوَرْتِ إِلَى بَنَاتِكُمْ هُنَّ بَنَاتُكُمْ وَانْتُمْ بَنَاتُكُمْ هُنَّ بَنَاتُكُمْ
 تمہارے لئے روزے کی رات میں لذت حاصل کرنا اپنی عورتوں سے وہ تمہاری تمہارے والی
 ہوں اور تم ان کے ٹھکانے والے کہیں اشکاف کا ذکر ہو رہا ہے کہ وَلَا تَبَا شَرُّهُنَّ وَلَا أَنْتُمْ تَكُونُوا
 لِي الْمُسْلِمِينَ اور نہ ملو جماع کرو عورتوں سے جس حالت میں کہ تم مختلف ہو مسجدوں میں کسی
 اس کی قضا کے احکام ارشاد ہوتے ہیں کہ مَنْ كَانَتْ يَنْتَبِهُنَّ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَلْيَقْضِ قِيَامًا
 آنحضرت اور جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اس کو شمار کرنا چاہیے دوسرے دنوں سے
 کہیں معذورین کے حق میں خطاب ہوتا ہے کہ وَ عَلَى الَّذِينَ يَنْتَبِهُنَّ مِنْكُمْ فِي نِيَّةِ طَعَامٍ يَنْتَبِهُنَّ
 ان لوگوں پر جو نہیں طاقت رکھتے ہیں اس روزے کی واجب ہے صدقہ ایک عطاء کا کھانا۔
 غرض کہ اسی طرح بکثرت کتاب اللہ میں اس کا ذکر ہے کہیں صراحت کہیں اشارت صبر کے لفظ
 سے قرآنی حمید میں اکثر بھی مراد ہے۔ فَوَلِّدْنَا قُلُوبًا وَاسْتَعِينُوا بِهَا الْقُبُورَ وَالْقُلُوبَ مَدَّوْجًا مَدَّوْجًا

منزل ۳۴ سے آگے حاشیہ کے یہاں ماحول ہے کہ جہاں روزہ کی کثرت کرائی جاتی ہے چائیں چالیس دنوں کے لئے رکھتے
 ہیں وہ ہزاروں سال بہتر ہے کہ مطلب ملانے پر کھد ہے کہ اس ایک رات کی عبادت میں ہمارے قلوب کیلئے ہزاروں سال کی عبادت کا
 بجائے قدر نہیں آتا وہ کتنا ہے کہ حالت جماع سے کہ اس وقت ایک دوسرے کو چھو لینا ہے ۱۰
 حصہ اس لئے تاثریں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ طاقت رکھتے ہیں اس سبب سے ان کو سخت وقت چلی آتی ہوں تو
 یہاں تا صبح کیا صبر کے لئے ہے یہ معنی ہوتے کہ طاقت نہیں رکھتے ہیں بعض نے اس آیت کو منسوخ حکم قرار دیا مگر یہ کتاب
 عربی میں باب فعل کا خاص مطلب اخذ کیا ہوا ہے کلام عرب میں اس کے شواہد بھی موجود ہیں گرائی محفلات کی کیا
 ضرورت بنیو کے مقدم کے بعد اس کے معنی بھی ہوتے ہیں جو ہم نے لکھے اس صورت پر منسوخ حکم کیا بھی ہے ورنہ

اور غارے۔ صبر سے مراد یہاں روزہ ہے اور تفسیر ملے لیں)
اب حریفہ کو رکھتے۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں رمضان کی پہلی رات ہوئی شبائین اور سرکش جن بکڑ
دیتے جاتے ہیں اور عذر کے روزانے بند کر دیتے جاتے ہیں کوئی دوازہ اس کا گناہ نہیں رہتا
اور جنت کے روزانے کھول دیتے جاتے ہیں کوئی دوازہ اس کا بند نہیں رہتا اور ایک غلام
پکاڑا ہے کہ اسے طالب خیر سامنے آ اور اسے طالب شرک کا اور اللہ آزاد کرنا ہے لوگوں کو
روزے سے اور یہ نما اور آزادی ہر روز ہوتی ہے (ترمذی)

اگر کسی کو شبہ ہو کہ جب شیاطین عقید ہوتے ہیں تو چاہئے کہ کوئی شخص اس ماہ مبارک میں گناہ
نہ فرمائی نہ کرے، حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے، جواب اس کا یہ ہے کہ گناہوں کی کمی تو ضرور
ہو جاتی ہے، بہت سے نمازی نماز پڑھنے لگتے ہیں رمضان کے نمازی مشہور ہیں، ہاں بالکل نہ ہونے
کی وجہ سے کہ نفس انسانی جو گیارہ مہینے تک شیطان کے اطوار سے اس کے ہم رنگ ہوتا ہے اس
میں خود گناہ کرنے کی استعداد آگئی ہے، بقول کے ۔

اول ابلے مرأستاد لہد بعدا زان الہیں ہشتم ماہود

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ آگیا رمضان
مبارک مہینہ اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں اس مہینے میں آسمان کے دھواں
کھول دیئے جاتے ہیں اور عذر کے روزانے بند کر دیتے جاتے ہیں اور قید کر دیتے جاتے ہیں
اس میں سرکش جن اس میں ایک رات اللہ کی ہے جو بہتر ہے، ہزار مہینوں سے جو کوئی اس
کے فائدے سے محروم رہا وہ بے شک بے نصیب ہے (مشافعی، مسند امام احمد)

(۳) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری
دن میں ہم لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے لوگو! تم ہر ماہ نکلن ہو اے، ایک بزرگ مہینہ
ایک مبارک مہینہ ایسا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو بہتر ہے، ہزار مہینوں سے اللہ نے اس کے
روزے تم پر فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں کو عبادت کا سنّت قرار دیا ہے جو شخص اس
مہینے میں اللہ کا قریب چاہے کوئی نفس عبادت کر کے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو اردو لوگوں میں

عہ ترمذی ہے کہ شیطان بیہوش ہو جاتا ہے۔ بعد اس کے شیطان بھی میرے ملنے ہوا تھا ہزار مہینوں سے کہ وہ بھی جہانم

فرض ادا کرے اور جو اس نے چھپے ہوا ایک فرض ادا کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو اور روزوں میں شتر فرض ادا کرے یہ مہینہ ہے صبر کا اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ ہے یک جا ہو کر عبادت کرنے اور مل جل کر کھانے پینے کا، یہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کی روزہ کشائی کرے اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے اور دوزخ سے آزاد کر دیا جائے گا اور اس کو اسی قدر ثواب ملے گا جتنا اس روزہ دار کو ملے اس کے کلاس روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے سلفائے کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اس قدر نہیں پاتا ہے جس سے روزہ دار کی روزہ کشائی کرے ارشاد ہوا کہ اللہ یہی ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو کسی روزہ دار کی روزہ کشائی ایک گھنٹہ پانی یا ایک چھوٹے سے کرائے اور جو سیر ہو کر کھلائے اس کو اللہ میرے عرض سے ایسا شریعت پالنے والا کہ پھر چار سادہ ہر کا آخر جنت میں داخل ہوگا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا شروع پہلا عشرہ جنت ہے اور درمیان مغفرت ہے اور اس کا آخر آنا دای ہے دوزخ سے جو کوئی اس مہینے میں ملنے غلام سے کم کام لے اللہ اس کو بخش دے گا اور دوزخ سے آزاد کر دے گا (مشکوٰۃ)

(۳) ایک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان سب مہینوں کا سردار ہے (مرقاۃ المفاتیح)

(۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم سب لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص اوشہ پر مشا را آیا اور مسجد میں اس اونٹ کو بٹھا کر وہی باندھا پھر ہم لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوں ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے دھیا میں کیے لگائے ہوئے بیٹھے تھے ہم لوگوں نے کہا۔ یہ ہیں تب اس نے آپ سے عرض کیا کہ اے ابن عبد المطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا، اس نے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور پوچھنے میں سختی کروں گا۔ آپ اپنے دل میں رنجیدہ نہ ہوں، آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تیرے دل میں آئے پوچھو۔ تب اس نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں، آپ کو قسم ہے کہ آپ کے پروردگار کی اور انھوں کے پروردگار کی کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ نے فرمایا یا جبرائیل! پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دے کر

عہد میں اس کے شروع میں رحمت کی کثرت چلتی ہے اور درمیان میں مغفرت کی اور آخر میں آزادی کی ۱۱

عہد یہ واقعہ مسند صحیحی کا صفحہ ۱۱۰۱ الباری ۱۰۱

مسند ابی یوسف ایام ایک لفظ ہے مامور کے تیر لفظ کلام کی تصریح کے لئے استعمال ہوتا ہے ۱۲

پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم کیا ہے وہی رات میں ان پانچ عازروں کے پڑنے کا آپ نے فرمایا بارخدا یا ہاں، پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم کیا ہے سال بھر میں اس چھینے کے روزے رکھنے کا۔ آپ نے فرمایا بارخدا یا ہاں، پھر اس نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مال داروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقہروں کو دیجئے؟ آپ نے فرمایا بارخدا یا ہاں، پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مال داروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقہروں کو دیجئے، آپ نے فرمایا بارخدا یا ہاں تب اس نے کہا کہ میں نے یقین کیا آپ کی انوں پر میں قاعد ہوں اپنی قوم کا میرا نام ضام بن ثعلبہ ہے ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو ہے شرک خود جنت میں داخل ہوگا (بخاری)

(۱۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ قبیلۂ عبدغنیس کے آئے اور عرض کیا کہ ہم آپ کے پاس ایک درجہ سے آئے ہیں اور ہمارے آپ کے درمیان کفار مضروبے ہیں ان کے سب سے ہم سوا ان حرام مینوں کے اور کبھی نہیں آ سکتے لہذا آپ ہم کو کوئی ایسی بات بتلا دیجئے کہ ہم اپنے قبیلہ والوں سے جا کر کہہ دیں اور اس کے سبب سے ہم سب جنت میں داخل ہوں آ سکیں ان کو چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا، حکم دیا صرف اللہ پر ایمان لانے کا پھر ہم چھا کر جانتے ہو صرف اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے انھوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زبانہ علم ہے، آپ نے فرمایا ہے کہ گو راہی و داس کی کہ سوا اللہ کے کوئی مسیو نہیں اور محمد اللہ کے پیغمبر ہیں اور حکم دیا عازر مڑنے کا اور زکوٰۃ دینے کا اور روزہ رکھنے کا ان سب کے بعد فرمایا کہ اس کی خبر اپنے قبیلہ والوں کو بھی کر دو (صحیح بخاری)

(۱۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور اس کی رات میں عبادت

عہ قبیلۂ عرب میں دیا ہی ہے جیسے ہمارے یہاں عہدہ فرقہ اس قدر کہ محلہ میں مختلف لوگ بنے ہیں اور قبیلہ میں صرف ایک شخص کی اولاد اور اسی کے نام سے وہ قبیلہ مشہور ہوا ہے۔ ۱۲۔

عہ اس مشہور کی احادیث میں اس جگہ تمام اور اسی کے «تاکا» ہیں جن کے معنی پوری شب کا جاگنا ہوا اگر احادیث میں داد ہو اسے کہ اگر شب کا اکثر حصہ عبادت میں گزرے تو پوری شب کا نماز عبادت میں ہوتا ہے بلکہ اگر پوری شب عبادت کرے اور کسی قسم کی اندکی نہ آئے تو اور بھی بہتر ہے۔ ۱۳۔

کرے ایمان دار ہو کر ثواب بھی کراس کے اگلے گناہ سب بخش دیتے جاتے ہیں اور جو عیالہ القدر میں عبادت کرے ایمان دار ہو کر ثواب بھی کراس کے بھی اگلے گناہ بخش دیتے جاتے ہیں (وہابی ترمذی) (۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ ہر نیکی کے عوض میں دس ثواب ملے ہیں سات تھوٹک مگر روزہ کو وہ میرے ہی لئے ہے، میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور روزہ آگ کے بلوے پہر ہے اور بے شک روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کو زیادہ پسند ہے شک کی خوشبو سے اور اگر کوئی جاہل کسی روزہ دار سے جھگڑا کرے تو اس کو چاہئے کہ کہے (ایضاً) صائیکہ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری - ترمذی)

یہ حدیث نہایت غور سے دیکھنے کے قابل ہے۔ روزے کی نسبت پروردگار عالم کا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ان تمام عبادتوں سے مستثنیٰ ہے جن کا اجر دس گنے سے سات سو تک ملتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ اس کی جزا میں خود دوں گا۔ فرشتوں کا بھی واسطہ نہ ہو گا۔ اس سے زیادہ روزہ داروں کو اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی اس عبادت کا بدلہ اپنے مالک کے ہاتھوں سے پائیں گے۔ کسی غیر کو دخل تک نہ ہو گا۔ پھر وہ بھی خدا جائے کیا اور کس قدر حقیقت جو لوگ روزے کو نماز پر فضیلت دیتے ہیں، ان کی الجھل ایک حد تک مغنہ میں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ روزے کو فرمایا کہ ہمارے لئے ہے علمائے اس کے کئی مطالب بیان فرماتے ہیں (۱) روزہ ایسی عبادت ہے کہ کسی زمانے میں غیر خدا کے لئے نہیں کی گئی۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ یہ ہمارے لئے ہے (۲) روزے میں ریا کا احتمال نہیں اگر مریض، نوکریں کے عیال سے کوئی شخص روزہ رکھنا چاہے ممکن ہے کہ وہ پوشیدہ طور پر کھائی سے کسی کو علم نہیں ہو سکتا کہ یہ شخص روزہ دار نہیں ہیں جو شخص فی الواقع روزہ رکھتا ہے وہ خدا ہی کے لئے رکھتا ہے (۳) روزہ اللہ کی صفت ہے نہ رکھنا اور نہ چننا اور جماع سے باز رہنا اسی کا وصف ہے اس لئے فرمایا گیا کہ روزہ ہمارے لئے ہے (شرح سفر مسعودی) خیر و کچھ بھی ہر روزے کے نذر کے لئے کافی ہے کہ اس مالکِ عرض نے اپنا فرمایا ہے۔

صہ مطلب یہ ہے کہ حالتِ عزم میں کسی سے جھگڑا نہ کرے اگر کوئی کرے بھی تو مال دے اور اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں جھگڑا نہ کروں گا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ مریض دل میں بھی لپٹا کافی ہے کچھ کی ضرورت نہیں مگر معتزلی ہے کہ بغیر اتہام کہہ دے تا شرح سفر مسعودی۔ عہد اسی حدیث کی طرف اشارہ کر کے مولانا جلی لڑتے ہیں کہ اگرچہ وہاں شرع بشارت نہ ملے۔ اور خوف آنکہ آج ہی راست

ازاں دم کو یارم کس خلقتی خواند وگر باکے آشناۃ شامد

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام زیان ہے روزہ دار اسی سے بلائے جائیں گے جو روزہ دار ہو گا اسی دروازے سے داخل ہو گا اور اس سے دروازے سے داخل ہو گا کسی پیاسا نہ ہو گا (ترمذی)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ جو شخص دو چیزیں ایک قسم کی اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل نماز سے ہو گا، وہ نماز کے دروازے سے اور جو شخص اہل صیام سے ہو گا وہ ریان کے دروازے سے اور جو شخص اہل صدقہ سے ہو گا وہ صدقہ کے دروازے سے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو شخص ان سب دروازوں سے بلایا جائے اس کو تو پھر کوئی ضرورت نہیں کیا کوئی ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا، آپ نے فرمایا کہ ہاں میں امید کرتا ہوں کہ تم انہیں میں جگہ (بخاری)

(۱۱) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کے واسطے ایک دن روزہ رکھے حق تعالیٰ اس کو دوزخ سے ہر قدر مسافت شتر میں کے دور رکھے گا۔

(بخاری)

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو نعمت فرحت حاصل ہوتی ہے۔ ایک انظار کے وقت دوسرے اس وقت جب اپنے پروردگار کو دیکھے گا۔ (بخاری ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے کی بدولت پروردگار بزرگ کے دیدار کی نعمت عظمیٰ بھی حاصل ہوگی۔

(۱۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ کو عید کا مہینہ فرماتے تھے (بخاری)

(۱۴) عید الفطرین عمرو بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں شفاعت کریں گے، بندے کا روزہ کہے گا کہ اسے پروردگار عید ہے اس کو کھانے سے روکا اور تمام خواہشات سے دن بھر باز رکھا پس میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمادو

عہ اہل خانہ سے جو شخص مراوے جو غلابیت پر حا کر تا ہو اسی طرح اہل صیام وغیرہ سے مردہ الیا کہ حق خدا کرے اگر دوسرے کو ادا کرنا ہو تو اس پر اس کا مستحق نہیں۔

محہ یہاں قرآن سے مراد نماز تراویح سے جیسا کہ کتاب اللہ میں قرآن مجید سے نماز فجر وغیرہ (مراۃ العالین)

قرآن کہے گا میں نے سوئے سے مات میں روکا ہوں میری سفارش اس کے لئے قبول فرما
میں رسول کی سفارش قبول ہو جائے گی (مشکوٰۃ)

(۱۵) ائمہ ہدیہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ کوئی قطعی حکم دین فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان کی رات میں عبادت کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیجئے جائیں گے۔ پس وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہی رہا پھر حال یہی رہا خلافت میں ابو بکر صدیق کی اور شریعہ خلافت میں عمر بن خطاب کی رضی اللہ عنہما (بخاری - ترمذی)

(۱۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان میں بے حد شرمی ایک دن بھی روزہ نہ رکھے تو اس روزہ کے بدلے میں اگر تمام عمر روزہ رکھے تو کوئی نہ ہوگا (ترمذی)

مطلب یہ کہ روزہ گناہ صاف نہ ہوگا اور وہ ثواب ختمے گا ورنہ قضا تو صحیح ہو جائے گی اور اگر صدق دل سے تو بہرے تو امید معافی کی بھی ہے۔

یہاں تک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اقوال تھے اگر آپ کواعمال و عبادات پر جو اس
 دو عبادت میں جہت تھے نظر کی جائے تو فی الواقع سوا اس کے کہ قوتِ ہمت تھی وہ دکنی بشران کا
 حتم نہیں کر سکتا۔ ایک ادنیٰ بات یہ تھی کہ کبھی وہ زمین تین اور کبھی اس سے بھی زیادہ پے در پے
 روزے رکھتے تھے اور رات کو بھی انظار و فراتے تھے نہ کچھ کھاتے تھے نہ کچھ پیتے تھے یہی تو آپ
 پورے صید میں عبادت کی کثرت فرماتے تھے مگر خاص کر اخیر عشرہ میں زیادہ اہتمام ہوتا تھا احادیث
 صحیحہ میں ہے کہ جب اخیر عشرہ آتا تو آپ اپنے اندر کو سخت باندھتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی شب
 بیداری کا حکم دیتے تھے، بعد و نماز آپ کا یوں ہی عام تھا کہ خاص کر اس بچنے میں اور ہی کیفیت ہوتی تھی
 اللہ پاک کے بعد و کرم کا ایک چٹا نمونہ صوفی تھی پر کبھی جاتا تھا، ایک صحیح حدیث کے الفاظ یہ ہیں:-

كَانَ الْيَقِينُ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْرُ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَجْرُ مَا يَكُونُ فِيهِ سَمَاتٌ حِينَ يُلَاقُوا
جِبْرِيلَ وَكَانَ جِبْرِيلُ يُلَاقِيهِمْ فِي سَمَاتٍ حَتَّى يَخْلُجَ كَأَنَّ أَلْبَسَهُ جِبْرِيلُ كَأَنَّ أَجْرَ الْوَالِدَيْنِ

[illegible]

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ مِنَ الْمَرْغَبِ إِلَيْنَا شَيْئًا إِلَّا أَغْنَانِي -

غیر یہ حال تو ایک اولوالعزم و غیر کا تھیا صواب کا حال ایک اچالی نظر سے دیکھتے ان کے دلوں میں کس قدر عظمت اور محبت اس جیسے کی تھی اور روزے پر کس قدر دلدادہ اور حریص تھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت میں منقول ہے کہ انھوں نے چند دن تک رات کو بھی افطار نہیں کیا اور دوسرے بزرگوں سے بھی اس قسم کی روایتیں منقول ہیں۔ درمستخرج سفر السعاده

انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جہاد کے خیال سے فرائض کے روزے بہت کم رکھتے تھے۔ بعد آپ کے میں نے ایام منثور کے سوا کبھی ان کو افطار کرتے نہیں دیکھا (صحیح بخاری)

عبد اللہ بن عمر بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس قول کی خبر پہنچی کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ روزہ رکھوں گا، آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم ایسا کہتے ہو، میں نے اقرار کیا، آپ نے فرمایا کہ یہ نجد کے گا کبھی روزہ رکھو، کبھی نہ رکھو، جیسے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو، سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا، میں نے فرمایا کہ مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے، ارشاد ہوا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھو، دو دن افطار کرو، میں نے عرض کیا کہ مجھ کو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے، ارشاد ہوا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھو، ایک دن افطار کرو اور یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ تھا اور یہ افضل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے تب آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔

(صحیح بخاری)

ذرا اس حدیث کو دیکھئے صواب نے تو یہاں تک کیا کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو روزہ دکھاتے تھے جن کو بھوک کی برداشت نہ ہوتی تھی اور روئے لگتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور میں ایک آدمی لایا گیا جس نے رمضان میں نشہ پیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ تیری خرابی ہر بار سے بچے

عنہ یہ ابو طلحہ انس بن مالک کی والدہ کے شوہر ہیں رضی اللہ عنہم ۱۲۔

عنہ حدیث میں نظر اور اخلاقی کے لحاظ ہیں مگر چونکہ اخلاقی سے تمام ایام تشریف مراد ہیں۔ اس لئے ہم نے بھانے اس کے ایام منثور کا لفظ استعمال کیا ۱۳۔

تک اور روزہ دار ہیں اور اس شخص پر حد جاری کی (صحیح بخاری)

ربیع رضی اللہ عنہا معزوہ بن عفر کی بیٹی قرأتی ہیں کہ ہم خود روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو روزہ رکھاتے تھے اور روٹی کی گڑیاں بنا رکھتے تھے۔ جب کھانے کے لئے وہ روتے تو وہی گڑیاں ان کو دیتے تھے اسی طرح شام تک ان کو پہلا رکھتے تھے۔ (صحیح بخاری)

رویت ہلال کے احکام

(۱) شعبان کی انتیسویں تاریخ کو لوگوں پر واجب کفایہ ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں اگر چاند دیکھ لیا جائے تو اسی کی صبح سے روزہ رکھنا شروع کر دیں اور اگر نہ دیکھا جائے تو اس کی صبح کو روزہ نہ رکھیں بلکہ یہ خیال کر لیں کہ شعبان کا مہینہ تیس دن کا تھا۔

(۲) رجب کی انتیسویں تاریخ کو شعبان کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا مستحب ہے اس لئے کہ ممکن ہے انتیسویں رجب کو چاند نکل آئے اور ان لوگوں کو خبر نہ ہو اور یکم شعبان کو تیس رجب سمجھیں اور یہ اختلاف آخر تاریخ تک پہنچے جس سے یہ تیس شعبان کو اُنٹیس سمجھیں اور اس روز کسی سبب سے چاند دکھلائی دے تو اس کی صبح کو تیس شعبان، حالانکہ وہ یقیناً یکم رمضان کی ہوگی اس صورت میں ان لوگوں کا ایک روزہ مفت میں جاتا ہے گا۔

(۳) جو شخص رمضان کا چاند دیکھے اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں اس مقام کے لوگوں کو خبر کر دے۔ یہاں تک کہ غلام بے اجازت اپنے آقا کے اور منکوحہ پر وہ نشین عورت بے رضامندی شوہر کے اپنے گھر سے نکل کر اس خبر کو بیان کرے۔ یہ حکم اس وقت کے لئے ہے جب کہ ایک ہی شخص سے چاند دیکھا ہو اور وہ شخص فاسق نہ ہو اگر کئی شخصوں نے چاند دیکھا ہو تو پھر کسی پر واجب نہیں اسی طرح اگر وہ دیکھنے والا فاسق ہو تب بھی واجب نہیں اس خیال سے کہ فاسق کی شہادت اکثر مقبول نہیں ہوتی، مگر مہتراس صورت میں بھی یہی ہے کہ وہ اپنے دیکھنے کی خبر بیان کر دے۔ (رد مختار و رد المحتار، فتاویٰ ہندیہ)

عورت کے لئے یہ حکم نہایت ضرورت کے وقت ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ بے اس کی شہادت کے رویت کا ثبوت کسی طرح نہ ہو گا (رد المحتار)

(۴) رمضان کے چاند میں صرف ایک آدمی کی خبر مقبول ہو جاتی ہے تین خبریوں سے (۱) خبر دینے والا مسلمان مائل باطل ہو اور فاسق نہ ہو یا اس کا فاسق و ہم فاسق دونوں غیر معلوم ہوں۔

۲) پہلے دیکھنے کی خبر دے ۱۳ چاند کے نکلنے کی جگہ غبار یا ہمد و غبار کی وجہ سے صاف نہ ہو کر ہر شخص اس کو آسانی سے دیکھ لے، پہلی شرط اگر زپائی جائے۔ مثلاً کوئی کافر یا مجنون مست یا نابالغ، بچہ خبر دے یا کوئی ایسا شخص خبر دے جس کا فاسق ہونا وہاں کے لوگوں پر ظاہر ہو تو پھر اس کا قول اعتبار کے قابل نہ ہوگا اور اگر دوسری شرط زپائی جائے۔ مثلاً کوئی شخص دوسرے لوگوں کا دیکھنا بیان کرے تو قابل اعتبار نہیں، ہاں اگر اسی شہر کے قاضی کا دیکھنا بیان کرے اور یہ کہ قاضی نے اس کو اس خبر دینے کا حکم دیا ہے تو ایسی صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا، اور اگر دوسری شرط زپائی جائے یعنی مطلع صاف ہو تب بھی ایک شخص کا بیان کرنا کافی نہیں ہے، ہاں اگر وہ شخص کسی اور شہر کا رہنے والا ہو یا وہ اپنا چاند دیکھنا مشکل میں بیان کرے یا اسی شہر میں رہتا ہو مگر کسی اونچے مقام سے اپنا دیکھنا بیان کرے تو ایسی حالت میں اس کا قول کافی ہوگا (رد المحتار، عالمگیری)

۳) عید الفطر کا چاند بغیر اس کے کہ وہ متقی پر ہیزگار مرد یا ایک مرد اور ایک عورت قاضی کے پاس گواہی دیں ثابت نہ ہوگا، یہ بھی اس وقت جب کہ مطلع صاف نہ ہو۔

۴) اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان اور فطر دونوں میں دو ایک آدمیوں کا کہنا کفایت دیکرے گا بلکہ اس قدر آدمی ہوں جن کے خبر دینے سے یقین یا گمان غالب ہو جائے۔

۵) جن مقامات میں شریعت کی طرف سے کوئی قاضی یا حاکم ہو وہاں چاند دیکھنے کی خبر حاکم یا قاضی کے سامنے بیان کرنا چاہیے اس کو اختیار ہے کہ وہ اس وقت رد و حال سے اس کو حق معلوم ہو حکم دے۔

۶) جن مقامات میں کوئی قاضی یا حاکم شریعت کی جانب سے نہ ہو جیسے ہندوستان میں تو وہاں کے لوگ خود ان قواعد کے موافق عمل کریں۔ (رد المحتار، عالمگیری)

۷) جس شخص نے رمضان یا فطر کا چاند دیکھا ہو اور اس کی خبر کسی سبب سے قابل اعتبار قرار نہ پائے تو اس کو دونوں دونوں میں روزہ رکھنا واجب ہے فرض نہیں۔

۸) اگر حاکم یا قاضی رمضان کا چاند خود دیکھے تو اس کو اختیار ہے کہ کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے عام لوگوں کو خبر کر دے یا خود لوگوں کو حکم دے بخلاف عید کے اس نے کہ یقین میں ایک آدمی کی شہادت کسی حالت میں کافی نہیں۔

۹) چاند کا ثبوت نجوم کے قواعد سے جیسا منبری وغیرہ میں لکھا جاتا ہے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

اگرچہ چند لوگ ثقہ اور بہتر بزرگ اس علم کے لیے اس کی خبر دیں اور بھی یہ ہے کہ ان لوگوں کو خود بھی اپنے حساب پر عمل کرنا جائز نہیں۔ (رد المحتار)

(۱۲) چاند کی رویت کسی کے تجربے سے بھی ثابت نہیں ہوتی، مگر وہ تجربہ کیا ہی مستحکم نہیں نہ ہو۔ مثلاً امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کی پانچویں تاریخ میں دن ہوتی ہے اسی دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے یہ تجربہ اگرچہ اکثر علماء کے امتحان میں آچکا ہے حتیٰ کہ مولانا فتح محمد مہدی فرنگی بھٹی نے فلک الدار میں لکھا ہے کہ میں بھی اس کو بارہ برس سے آنا رہا ہوں، ہر مرتبہ صحیح نکلتا ہے، مگر پھر بھی اس تجربے کے اعتماد پر چاہیے کہ رویت ہلال کا ثبوت ہر جگہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۱۳) چاند کی نہر تار یا خط کے زیرِ سیر سے قبول نہ کی جائے گی، ہاں اگر قاضی کا خط قاضی کے پاس آئے تو ردہ قابل اعتبار ہے۔

(۱۳) اگر کسی شہر کے پتھر ٹوک اگر یہ شہادت دی کہ وہاں چاند دیکھا گیا اور تاحضی نے ان کی خبر قبول کر لی تو یہ شہادت ان کی معتبر ہوگی، بخلاف اس کے اگر صرف وہاں کے لوگوں کا دیکھنا یا صرف تاحضی کا لوگوں کو حکم دینا نقل کریں تو یہ نقل قابل قبول نہ ہوگی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱۵) ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دو سرے شہر والوں پر بھی محبت ہے ان دونوں شہروں میں کشا

۴۵۔ یہ لوگ کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت ہوں۔

اسے ظاہر روایت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی قول منقول ہے اور مجدد خفیہ کا اسی پر اعتقاد ہے امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک ایک شہورالوں کا دیکھنا دوسرے شہورالوں کے لئے کافی نہیں بعض خفیہ نے شکل صاحب شہرین القنائین وغیرہ کے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ مگر یہ قول خلاف مذہب ہونے کے علاوہ چونکہ بعد دلیل بھی ہے لہذا قابل ترک خفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں *مُسَوِّمًا لِمَنْ يَدْعُو* *يَتَّبِعُهُ* *وَأَقْبَضُهَا فِي الرِّقَابِ* خطاب عام ہے تمام دنیا کے مسلمانوں سے لہذا اگر ایک بھی دیکھ لے گا تو سب پر ہندو رکھنا ضروری ہو جائے گا امام شافعی وغیرہ کے عقلی اور قیاسی دلائل کے جوابات تو شافعی وغیرہ میں موجود ہیں۔ باقی رہی ایک حدیث جس کو امام ترمذی سے روایت کیا ہے کہ ابن عباسؓ کریم سے جب وہ سفر شام سے واپس آئے پوچھا کہ وہ اپنی چاندکب دیکھا گیا انھوں نے کہا کہ شب جمعہ کو ابن عباسؓ نے پوچھا کہ تم نے دیکھا انھوں نے کہا اور لوگوں نے دیکھا اور روزہ رکھا حضرت امیر معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ ابن عباسؓ (روایت برص ۳۹۲)

ہی فعل کیوں نہ ہو، حتیٰ کہ ابتدائے شرب میں پانچ دیکھا جائے اور اس کی خبر مستبرحہ سے
انجائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔

(رد المحتار، رد المحتار وغیرہ)

(۱۶) اگر دو دن آدھیوں کی شہادت سے رویت پائل ثابت ہو جائے اور اسی صاب سے لوگ
روزہ رکھیں بعد تیس روزے پورے ہو جائے کے عید الفطر کا پانچ دیکھا جائے تو مطلع
صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن انظار کر لیا جائے اور وہ دن غزال کی پہلی تاریخ بھی
جائے۔ (رد المحتار، رد المحتار وغیرہ)

(۱۷) اگر صرف ایک آدمی کے کہنے سے لوگوں نے روزہ رکھا ہو اور تیسویں دن عید کا پانچ نہ
دیکھا جائے اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو اکتیسویں دن انظار کر لیا جائے اور اگر مطلع صاف
ہو تو پھر انظار حاکم نہیں اور حاکم وقت پر اس کو اس جھوٹی خبر کی سزا دی جائے۔
(۱۸) اگر تیس تاریخ کو دن کے وقت پانچ دکھائی دے تو وہ شب آئندہ کا سمجھا جائے گا شب
گذشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ جینے کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ بیت

اہل ماضیہ منکر گذشتہ۔ لے کیا ہم نے شب شنبہ کو دیکھا ہے اور اسی صاب سے روزہ رکھیں گے کرب نے کہا کہ
کیا آپ کے نزدیک حضرت صادقؑ کا روزہ رکھنا اور دیکھنا کافی نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے امام ترمذی کے نزدیک ابن عباس کے واسطے کہ سب اختلاف شہر ہے مگر اگر یہ
بھی ہو سکتا ہے کہ شہادت پانچ روزہ یعنی کرب نے اپنا دیکھا بیان نہیں کیا بلکہ دوسروں کا دیکھا اور ایسی حالت
میں کم سے کم وہی اس بات کے گواہ ہونا چاہئیں کہ وہاں کے لوگ نے پانچ دیکھا اور حضرت صادقؑ نے ان کے
قول کو قبول کر لیا صرف کرب کا کہنا کافی نہیں ہو سکتا تھا کہ قیصر میں بیان ہو چکا ہے۔ یہی مطلب اس حدیث کی
عادت سے ظاہر بھی ہے وہ ابن عباس کا ان کی رویت کو پورا پورا باطل و بیکار ہونے کا اگر اختلاف شہر کے
سبب سے ہونا تو پہلے ہی سے کہہ دیتے کہ ہم اس رویت کا اعتبار نہ کریں گے اس پر چنے کی کیا ضرورت تھی کہ تم نے
خود دیکھا یا نہیں، خفیہ کو بھی اس امر کا انکار نہیں ہے کہ وہ شہر میں اختلاف ظہور نہیں بلکہ میں وہ شہر میں ایک
مہینہ کی مسافت ہوگی وہاں اختلاف ظہور ہوگا کثرت اس میں ہے کہ اس اختلاف کا نتیجہ میں اختلاف ہے یا نہیں
امرائی کے قائل ہیں اور مخالفین شریعہ امرائی کے والد عالم اصحاب امامہ میں تاریخ کی تہ اس مسئلے کا کافی ہے کہ
اقتیس تاریخ کو اگر کیا واقعہ ہوا تو ان کا خلاف شب آئندہ کا سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ جینے کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ بیت

زوال سے پہلے شہر یا زوال کے بعد (ردا مختار وغیرہ)

(۱۹) چاند دیکھنے کے وقت انگلیوں سے اشارہ کرنا مکروہ تشریفی ہے۔ (ردا مختار)

(۲۰) جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت شرعاً قابل اعتبار

و قرار پائے اس پر ان دلائل و دلائل کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ (ردا مختار)

روزے کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر بعد روزہ واجب نہیں۔

(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ پر روزہ واجب نہیں۔

(۳) رمضان کی فرضیت سے قائل ہونا یا دارالاسلام میں رہنا جو شخص دارالحرب میں رہتا ہو اور

رمضان کی فرضیت سے ناواقف ہو اس پر روزہ واجب نہیں (ردا مختار وغیرہ)

(۴) ان عہدوں سے خالی ہونا جن کی حالت میں روزہ رکھنا مباح ہے وہ عہدوں میں

جن کی تفصیل ص ۷۱ پر ہے (۱) سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز (۲) حمل بشرطیکہ روزہ رکھنے

میں اپنے یا بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو (۳) دودھ پلانا بشرطیکہ بچے کی مضرت کا

گمان غالب ہو خواہ دودھ پلانے والی بچے کی ماں ہو یا دانتی۔ خواہ اس والی نے رمضان

سے پہلے نوکری کی ہو یا صبی رمضان میں گمان غالب کی یہ چند صورتیں ہیں۔ اپنے یا کسی

تہذیب الام ابو حنیفہ اور امام محمد کا ہے اور فقہائے حنفیہ اسی کے قائل ہیں خاصاً ابی یوسف کے نزدیک

اگر قبل زوال دیکھا جائے کہ شب گدھڑ کا بھیجا جائے گا ۱۲۔

عہد یہ مذہب حنفیہ کا ہے کہ کفار پر عبادت فرض نہیں امام قاضی اس کے خلاف ہیں نیز اس خلاف کا یہ ہرگز

کہ ان کے نزدیک کفار پر عبادت کے ادا کرنے کا بھی عذاب ہوگا۔۔۔۔۔ چارے نزدیک نہیں بعض فقہائے

محل صاحب جاپیج کے ان دلائل و دلائل کو مستحب کہا ہے مگر اکثر فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے ۱۳۔

عہد امام شافعی کے نزدیک ناجائز سفر میں روزہ رکھنا مباح نہیں ۱۴۔

عہد بعض فقہائے محل صاحب وغیرہ کے صرف والی کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت کے ساتھ خاص کیا ہے

ان کو نہیں اس لئے کہ آپ کہیں اور کہ دودھ پلانے کے لئے نوکری رکھ سکتا ہے مگر یہ قول اکثر فقہاء کے

خلاف ہے ۱۵۔ (مجموع الرافعی)

کے تجربہ سے حضرت ثابت ہو چکی ہیں۔ یا کئی طبیب حافظ مسلمان کی رائے حضرت کی جانب پر بشرطیکہ وہ طبیب متقی و پرہیزگار ہو یا اس کا تقویٰ اور عدم تقویٰ کچھ نہ معلوم ہو (۳) کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے یا مر جانے کا خوف ہو۔ مثلاً کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہو اور اگر وہ روزہ رکھے اور دوا کا استعمال نہ کرے تو مر جائے یا بیمار ہو جائے کا خوف ہو اور دھم اور دود سر وغیرہ بھی ان امراض میں ہیں جن کے بڑھ جانے کے خوف سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

جو شخص کسی بیمار کو زہمت کرتا ہو اور اس کے روزہ رکھنے سے اس بیمار کی تکلیف کا خیال ہو وہ بھی اسی حکم میں داخل ہے (۴) کمزوری ایسی کہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو خواہ کمزوری بڑھاپے کے سبب سے ہو یا بیماری کی خواہ پھر فوت آنے کی امید ہو یا نہیں (۵) جان یا جان کا خوف مثلاً کوئی دشمن کہے کہ اگر تو روزہ رکھے گا تو ہم تجھ کو مار ڈالیں گے یا تیرا کوئی عضو کاٹ لیں گے۔ (۶) اجتہاد یعنی کسی دشمن سے غصہ خدا کے لئے تو یا بشرطیکہ روزہ رکھنے سے کمزوری کا خیال ہو کہ جس سے (۷) مالی میں نقصان آئے (۸) بھوک ایسی کہ روزہ کا تحمل نہ ہو سکے (۹) پیاس اس قدر کہ روزہ نہ رکھ سکے (۱۰) بے عقل ہونا جنون اور مستی اور میوہی کی حالت میں روزہ واجب نہیں (رد مختار - رد الفکار وغیرہ)

یہ مذہب ہم نے بیان کئے ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کے رنج ہو جانے کے بغیر قہر روزہ فوت ہونے کی تلقین یا عوض کچھ لازم نہیں ہوتا اور بعض ایسے ہیں کہ جن میں روزے کا عوض واجب ہوتا ہے بعض ایسے ہیں جن کے رنج ہو جانے کے بعد عضا لازم ہوتی ہے ان سب عذر ہوں کے تفصیلی حالات فقیر رب الشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گے۔

روزے کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ لا فرکانہ صحیح نہیں۔

(۲) حیض نفاس سے خالی ہونا۔ حیض نفاس والی عورتوں کا روزہ صحیح نہیں، ہاں بعد اس کے کہ حیض نفاس بند ہو چکا ہو، اگر غسل نہ کیا گیا ہو، روزہ صحیح ہے، اس لئے کہ روزے کے صحیح ہونے میں طہارت شرط نہیں۔

(۳) نیت یعنی دل سے روزے کا قصد کرنا۔ اگر کوئی شخص بے قصد و بے ارادہ کچھ نہ کھائے عہد امام زعفرانہ اللہ کے نزدیک نیت شرط نہیں ہے۔ یہ پاسے امام صاحب کے شانگرد ہیں۔

نہ چنے اور تمام ان چیزوں سے جن سے روزہ ناسد ہو جاتا ہے بچے قراس کا روزہ صحیح نہیں۔
 نیت کے مسائل - (۱) رمضان کے ہر روز سے نیت کرنا ضروری ہے۔ ایک روز
 نیت کر لینا تمام روزوں کے لئے کافی نہیں۔ (۲) نیت کا زبان سے ظاہر کرنا کچھ ضروری نہیں،
 صرف دلی قصد کافی ہے۔ حتیٰ کہ محو رکھا تا خود قائم مقام نیت کے ہے۔ اس لئے کہ محو روزہ رکھنے
 کی فرض سے کھائی جاتی ہے۔ (بہار الزانی)

ہاں اگر کسی کی عادت اس وقت کھانے کی ہو یا کوئی پہنخت محو رکھتا ہو روزہ نہ رکھتا ہو
 اس کے لئے محو رکھنا قائم مقام نیت کے نہیں۔ (۳) رمضان کے ادائی روزوں میں اور اس قدر
 کے روزوں میں جس میں دن تاریخ کی تخصیص کر دی گئی ہو اور فاضل کے روزوں میں غروب
 آفتاب کے بعد سے نصف نہا۔ شرعی سے کچھ پہلے تک نیت کو بخفی کافی ہے۔ اگر کوئی شخص رات
 کو نیت کرنا بھول جاتے صبح کو یاد آئے یا دینی چڑھے قراس وقت بھی نیت کر سکتا ہے۔ (۴)
 رمضان کے قضائی روزوں میں اور تہہ غیر مہین اور کفارات کے روزوں میں اور اس نفل کی تقضا
 میں جو شروع کر کے ناسد کر دی گئی ہو غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق کے طلوع تک
 نیت کر لینا ضروری ہے۔ بعد صبح صادق کے اگر نیت کی جائے تو کافی نہ ہوگی (۵) کسی روز سے
 کی نیت غروب آفتاب سے صحیح نہیں۔ (۶) رمضان کے ادائی روزوں میں صرف روزے کی
 نیت کر لینا کافی ہے، فرض کی تخصیص کی کچھ ضرورت نہیں، بلکہ اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ مہینہ
 رمضان کا ہے اور وہ کسی نفل یا کسی واجب روزے کی نیت کرے تب بھی کافی ہے۔ ہاں
 بعض کے لئے چونکہ اس پر رمضان کا روزہ فرض نہیں، اس لئے فرض کی تخصیص ضروری ہے
 اور اگر کسی نفل یا صرف روزے کی نیت کرے گا تو پھر رمضان کا روزہ نہ ہوگا، بلکہ اسی نفل کا
 لہذا مریض پر رمضان کے روزے کے لئے فرض کی تخصیص ضروری ہے اور مسافر کو یہ ضروری
 ہے کہ کسی دوسرے واجب روزے کی نیت نہ کرے خواہ رمضان کی نیت کرے یا نفل کی صرف
 روزے کی نیت۔ رمضان کے قضائی روزوں میں اور مطلق اور لوافل کی تقضا کے روزوں میں

بعد نصف نہا یعنی آدھا دن شرعی کی قیود سے کہ عرفی نصف نہا تک نیت کی اجازت نہیں شرعی نہا تک
 عادی سے خوب کتاب تک ہوتا ہے، اور عرفی طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک نہا شرعی نہا تک نصف نہا
 ہوگا اور عرفی اس کے بعد مثلاً عرفی نصف نہا یا یہ کہ ہو تو شرعی گیدہ یکے ہو جائے گا کچھ کم، مثلاً ہو۔

..... ان کی تخصیص مزدوری ہے۔ بے تخصیص کے ان کی نیت درست نہ ہوگی (۸) نیت میں تہرکا انظار اللہ کہ لینا کچھ مضر نہیں (۹) روزے کی حالت میں انظار کی نیت کر لینے سے روزے کی نیت باطل نہیں ہوتی۔

روزے کے اقسام

روزے کی آٹھ قسمیں ہیں۔ فرضِ عین، فرضِ غیر عین، واجبِ عین، واجبِ غیر عین، منوط، مستحب، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی۔
فرض عین۔ رمضان کے اوائی روزے۔
فرض غیر عین۔ رمضان کے فضائی روزے۔

واجب عین (۱) نذر عین یعنی جس میں دن تاریخ کی تخصیص مثلاً کوئی شخص منت مانے کہ میں فلاں تاریخ فلاں دن یا فلاں جینے میں روزہ رکھوں گا تو اس کو اسی دن اسی تاریخ یا اسی جینے میں روزہ رکھنا واجب ہوگا (۲) جس شخص نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا ہو اور شرط اس کی شہادت قبول نہ ہوئی ہو اس پر ان دنوں دنوں کا روزہ۔
واجب غیر عین = کفار سے کے روزے (۳) نذر غیر عین جس میں دن تاریخ کی تخصیص نہ ہو مثلاً کوئی شخص منت کرے کہ میں چار روزے رکھوں گا اور دن تاریخ کا کچھ ذکر نہ کرے (۴) ان نقل روزوں کی قضا جو شروع کرنے کے بعد نامد ہو گئے ہوں۔ منوط۔ (۱) عزت کا روزہ (۲) عاشورا، محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ ایک دن کا کر خواہ اس

صہ عین سے مقصود ہے کہ اس کا وقت مقرر ہو اور غیر عین جس کا وقت مقرر نہ ہو۔ ۱۲۔

صہ کفار کے روزوں کو اکثر فقہائے فرائض میں شمار کیا ہے۔ مگر حقیقت یہ فرض نہیں اس لئے کہ ان کے منکر کو کوئی کار نہیں کرتا۔ ان واجب کی اعلیٰ قسم میں ہیں اسی وجہ سے محقق کہاں اللہ میں ہی ہام نے ان کو واجبات میں لکھا ہے اللہ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ یہاں مناسب ہے۔

صہ عربی اور عاشورہ کے روزے کو بھی نے مستحب لکھا ہے اور بعض نے صومِ عرب کو مستحب لکھا ہے۔ حقیقت یہ دونوں سنت ہیں ان دونوں کے فضائل حدیث شریفہ میں وارد ہوئے ہیں صومِ عرب کی نسبت وارد ہے کہ ایک سال گزشتہ اللہ ایک سال آئندہ لکھا ہوں گا کفارہ ہے، صومِ عاشورہ ایک سال گزشتہ کا۔

کے بعد یا اس کے قبل (۲۱) ہر چنے کی تیرہویں یا چھوٹی پندرہویں کا روزہ
 منتخب، (۱) شوال کے بیچے میں عید کے بعد چھ دن روزہ رکھنا، بہتر ہے کہ یہ روزے
 درمیان میں فصل دے دے کر رکھے جائیں (۲) اوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ (۳) ذی الحجہ
 کے پہلے عشرے کے آٹھ دن کا روزہ (۴) صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن بچے میں
 نافہ دے کر سوائے ایام منوعہ کے ہمیشہ روزہ رکھنا (۵) خواص کو یوم ثواب کا روزہ
 مکروہ تحریمی، (۱) عید الفطر کے دن روزہ رکھنا (۲) ایام تشریف میں روزہ رکھنا (۳) خاص کر
 ناشورہ کا روزہ رکھنا (۴) بالخصیص سنہریہ یا اتوار کا روزہ رکھنا (۵) بالخصیص صرف جمعہ کا
 روزہ (۶) لڑکوں کا روزہ (۷) مہرجان کا روزہ (۸) عوام کو یوم شکست کا روزہ رکھنا۔
 (۹) عورت اور غلام اور مزدور کو نفل کا روزہ ہے رمضان میں اپنے شوہر اور مالک اور
 آقل کے (۱۰) رمضان سے پہلے ایک دو دن ہر ضی منظم رمضان کے روزہ رکھنا۔
 مکروہ تفریحی، (۱) بغیر کسی دن کے بچے میں نافہ کئے ہوئے ہمیشہ روزہ رکھنا (۲) روزہ میں
 وصال کرنا یعنی شب کو بھی انکار ذکرنا اس کی کراہت اس شخص کے حق میں ہے جو
 اپنی طبیعت پر جبر کرے ایسا کرے یا اس کو اس سے کچھ تکلیف ہو۔ اگر کوئی آدمی ایسا ہو
 جس کو ذرا بھی گران نہ گذرے نہ کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس کو مکروہ نہیں، سلف صالح
 خاص کر ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بطریق صحیحہ منقول ہے (۳) سکوت
 کا روزہ رکھنا۔

۱۔ اس کو بھی بعض فقہائے متب کھلا ہے مگر صحیح نہیں اس تاریخوں کے روزوں کو صیام ایام میں کہتے ہیں۔
 نفل کی ان کے بہت ہیں، آنحضرت کی ان پر موابط تھی۔ ۲۔ صوم لاروزہ اور مہرجان دلالہ عمیدوں
 کے عید کے دن ہیں، مہرجان بڑے دن کو کہتے ہیں اور لاروزہ شمسی سال کے ابتدائی دن کو کہتے ہیں (۱)۔
 ۳۔ یوم ثواب یعنی شعبان کی چار تاریخ جبکہ ۴۹ مکروہ سب اہل باخوار کے رویت جلال نہ ہوتی ہو، عوام
 اس دن احتیاطاً روزہ رکھتے ہیں، منیت یہ کہتے ہیں کہ اگر رویت ہوگئی ہو تو یہ روزہ رمضان کا ہے ورنہ
 نفل اور یہ رویت میں مکروہ ہے اس سے حرام کو اس روزے کی مخالفت کی جاتی ہے، اگر تعلق طور پر
 نفل کی نیت کی جائے تو کچھ کراہت نہیں بلکہ منتخب ہے جو شخص نفل نیت کرتا ہے قادر ہو جائے وہ عوام میں سمجھا
 جائے گا اگر رویت ہوگئی ہوگی تو وہ رمضان کا ہو جائے گا، نیت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ۴۔ (دعا و دعا)

روزے کے فضائل

چونکہ روزے سے حق طل شام کا اصل مقصود یہ ہے کہ بندوں میں ایک قوت صبر کی پیدا ہو جائے جو ایک اعلیٰ درجہ کا انسانی کمال ہے اور انسان اپنے نفس کی خواہشوں کے خلاف کرے، جو جو تمام خواہشوں اور حکم الہی کی نافرمانیوں کا منبع ہے تاوہ ہو جاتے۔ چنانچہ اسی طرف قرآن شریف کا یہ لفظ اشارہ کر رہا ہے۔ (طہ ۱۴۱) تنقوت۔ پس ذرا اصل اپنے نفس کی خواہشوں کے خلاف کرنا یہی روزے کی حقیقت ہے مگر شریعت نے تمام خواہشوں کے ترک کو فرض نہیں فرمایا بلکہ صرف بڑی بڑی تین خواہشوں کے ترک کو فرض فرمایا ہے جب انسان ان کے ترک پر قادر ہو جائے گا تو اور باقی خواہشیں کوئی چیز نہیں ہیں۔ وہ تین فرض یہ ہیں۔

(۱) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کچھ نہ کھانا۔ جن صورتوں میں کہ وہ حقیقت کوئی چیز کھائی نہیں جاتی مگر کھانے کی مشابہت ان میں پانی جاتی ہے ان کا بھی ترک کر دینا فرض ہے، مثال۔ کوئی شخص کانٹا، دھنیا، تیل، ڈالے اور جوف میں پہنچ جائے۔ پس اس صورت میں اگرچہ کوئی چیز کھائی نہیں گئی مگر کھانے کی مشابہت مزید ہے، کھانے میں بھی ایک چیز جوف میں پہنچاتی جاتی ہے اور اس میں بھی ایسا ہی ہوا تفصیل ان سب صورتوں کی مفصلات صوم میں انشاء اللہ بیان ہوگی۔

(۲) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کچھ نہ پینا۔

(۳) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک جوار، ذرنا، لراطت بھی جوار کے حکم میں ہے اور جس فعل سے عادتاً جوار ہو جاتا ہے اس کے نزدیک سے منی کا جوار ذکرنا بھی فرض ہے۔ مثال۔ کسی ہاتھ کے جوار سے یا نزدیک طلق کے منی کا جوار کرنا بخلاف کسی عورت کے دیکھنے یا دوسرے پینے یا پاشنے کے اس نے کر ان سے عادتاً جوار منی نہیں ہوتا۔ پس ان افعال سے اگر منی خارج ہو جائے گی تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

صبح صادق کے طلوع سے ابتدائے طلوع مراد ہے اور غروب آفتاب سے عیدم آفتاب کا نظر سے غائب ہو جانا کر ان کی شعاع وغیرہ بالکل ہائی نہ رہے۔ جس وقت غروب وقت آ جاتا ہے۔

روزے کے سنن اور مستحبات

روزے میں تمام ان چیزوں سے بچنا منوں ہے جن کے کرنے میں گناہ ہے مثلاً غیبت کرنا بھڑک بولنا چلی کھانا کسی کا مال ناحق لے لینا کسی کو قتل کرنا یا کچھ سخت کہنا۔

اور بہت اور دلوں کے اس زمانہ میں عبادت کی کثرت کرنا خصوصاً رمضان کے اخیر عشرے میں شب بیداری کرنا اور مسجد میں اعطاف کرنا بھی منوں ہے رات کو پہلے وقت تک صادق سے پہلے کچھ کھانا منوں ہے جن کو محمدؐ کہتے ہیں۔

روزے کے افطار میں جلدی کرنا یعنی وقت آجانے کے بعد تاخیر کرنا منتخب ہے اور اسی طرح صوم میں دیر کرنا یعنی صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے کھانا منتخب ہے بہت پہلے کھانے میں عجز کا ثواب نہیں بروزے میں تمام ان چیزوں سے بچنا جن سے اور اللہ کے نزدیک روزہ باسد ہو جاتا ہے اگرچہ خلفہ کے نزدیک ان سے فساد نہیں آتا ان چیزوں کی تفصیل انشاء اللہ مفیدات صوم سے معلوم ہوگی۔

روزہ جن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے

یہ بات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ روزے میں اکل و شرب اور طاع کا ترک کرنا فرض ہے جس میں کوئی امر اس فرض کے خلاف کیا جائے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا یعنی جائز رہے گا مگر عرف اس قدر ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز جو ف میں پہنچائی جائے گی جس کے مانع ہونے کا خیال ہے خواہ غذا ہو یا دوا تو ایسی حالت میں روزے کی تفسار رکھنا پڑے گی اور اس جرم کا کفارہ دینا ہوگا اور اگر کوئی ایسی چیز تو صرفاً نہ پہنچائی جائے بلکہ خود پہنچ جائے یا اس کے مانع ہونے کا خیال نہ ہو تو صرف روزے کی تفسار رکھنا پڑے گی۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا فعل کیا جائے گا جس کی لذت مانع کی لذت کے برابر ہے تو تفسار اور کفارہ دونوں در نہ صرف تفسار حاصل یہ کہ روزہ کی فاسد کرنے والی چیزیں دو قسم کی ہیں ایک وہ کہ جن سے صرف تفسار لازم ہوتا ہے دوسرے وہ جن سے

صحبت میں اس کے بہت فضاائل وارد ہوئے ہیں اور اس کو انبیاء علیہم السلام کی سنت قرار دیا گیا ہے یہاں تک کہ ان کی تکلیف لگن ہے کہ اگر کسی نے مکمل تو عرف لائی ہوئی ہو، یہود و نصاریٰ کے دھوکے میں محمدؐ کی احکامات نہ سمجھی۔

تھا کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں ہم ہر قسم کی تفصیل طلبیہ بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

(۱) بے قصد کوئی ایسی چیز جو فدا یا دوا انسان کے استعمال میں آتی ہو بھوت میں پہنچ جائے مثال۔ (۱) کسی شخص نے کئی کمرے کے بجٹے میں پانی لیا اور وہ حلق کے نیچے اتر گیا۔

(۲) سوئے کی حالت میں کسی نے کچھ کھانی لیا (۳) کسی کے منہ میں منہ کا پانی گولا

پانی قطرہ ہوا یا ہنٹ کا ٹکڑا چلا گیا اور حلق کے نیچے چلا گیا (۴) ناک یا کان میں تیل غیر

مواظف اور دماغ یا پیٹ میں پہنچ گیا۔ (۵) پیٹ یا دماغ کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ

اس زخم کی راہ سے پیٹ یا دماغ میں پہنچ گیا۔

(۶) کسی بوزہ دار کو زہر دستی کھلا ڈالی جائے۔

(۷) کوئی شخص اجتماع نے یا ناس کا استعمال کرے۔

(۸) کوئی شخص اس خیال سے کہ آفتاب غروب ہو گیا اخطار کرے یا اس خیال سے کہ ابھی

رات باقی ہے سو رکھائے تو اس کی اٹھارہ سوڑتیں ہیں کہ خمدان کے پاؤں میں صرف

تضا واجب ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) اس گمان غالب پر کہ ابھی رات باقی ہے سو رکھ

کھائی اور بعد کھانے کے اس گمان کا غلط ہونا ظاہر ہو اپنی رات نہ تھی (۲) اس

شک پر کہ ابھی رات باقی ہے سو رکھائی اور بعد کو اس شک کا غلط ہونا معلوم ہوا (۳) باوجود

گمان غالب صحیح صادق کے ہو جانے کا تھا اور رات ہو جانے کا صرف مروج خیال تھا مگر

سو رکھائی اور اس گمان غالب کا صحیح ہونا ظاہر ہوا (۴) اس گمان غالب پر کہ آفتاب

غروب ہو گیا، اخطار کر لیا اور بعد کو اس گمان کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا (۵) باوجود کہ غروب

آفتاب میں شک تھا اخطار کر لیا اور بعد کو اس شک کا صحیح یا غلط ہونا کچھ نہ معلوم ہوا

(۶) کسی شخص نے یہ سبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھانی لیا یا

مہ جو نہ سے جسم کا و احد دون حصہ راہ ہر جہینے سے خائے تک ہے لایہ بھی جوف کے حکم میں خار جوف سے

خارج ہے۔ اور اخطار اہل کس روئے کے مشترک حصہ کے ہر جہ سے پیش میں پہنچا دینا احتیاط ہے جس کو چاہے

عرف میں مل کچھ ہیں عہ شک اور گمان میں فرق یہ ہے کہ حالت شک میں دونوں جانب فنی اثبات

کے برابر ہوتے ہیں اور گمان میں ایک جانب غالب ہوتا ہے اور اسی جانب غالب کو گمان کہتے ہیں رات

بانی ہر روز کا شک ہے یعنی دلی کو میں طرف رات ہر روز کا خیال ہے اور اسی طرف رات دہرے کا خیال ہے

حاج کر لیا۔ وہ کسی کو بے اختیار تے پہنچی یا احکام ہو گیا یا صرف کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے سے انزال ہو گیا اور مسئلہ معلوم ہونے کے سبب وہ بوجھاکر مہوار روزہ مانا اور عتدا اس نے کھانی لیا۔

(۷) کوئی شخص روزہ کی حالت میں عتدا سے کڑے بشرطیکہ وہ تے منہ بہر کر ہو خواہ ایک ہی مرتبہ کی تے منہ بہر کر ہو یا کسی مرتبہ کی مگر ایک ہی مجلس میں اور خواہ کھانے پانی، سفر، ظن کی تے نہ یا بغیر کی۔

(۸) کسی شخص نے روزہ کی نیت ہی نہ کی یا کی مگر بعد نصف پہلے شرعی کے۔

(۹) کسی شخص نے رات کو روزہ کی نیت نہ کی بلکہ بعد صبح صادق کے نصف پہلے سے پہلے اس نے عتدا کچھ کھانی لیا۔

(۱۰) کسی شخص نے کوئی ایسی چیز اپنے جوف میں پہنچائی جس کے منہ اور ناس سے نہ نفاذ ہو بلکہ نفاذ ہو گیا اور خواہ منہ کے درمیان سے پہنچائے یا ناک کان سے یا مشترک حصے سے یا عورت اپنے خاص حصے سے، مرد اگر اپنے خاص حصے کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو وہ چھو نہ جو تک نہیں پہنچتی اس سے روزہ ناسد نہ ہوگا۔ (رد المحتار)

مثال (۱) کسی نے کوئی شئی کی ٹکڑی یا کڑی کھائی (۲) کسی چیز سے بخارات یا دھواں اٹھ رہا ہو اور کوئی شخص اس کو سونگھے جس کے سبب سے وہ بخارات، جوف میں داخل ہو

جائیں بشرطیکہ وہ بخارات بنیال نفع نہ پہنچائے گئے ہوں۔ جہت بخارات بھی اسی حکم میں ہے مگر اس شخص کے تے جس کو جھپٹنے کی حادثہ نہ ہو اور نہ کسی نفع کی غرض سے اس نے پہنچا ہو۔

(۱۲) کوئی کڑی یا کھڑا روئی دھواں مشترک حصے یا عورت اپنے خاص حصے میں اس طرح داخل کرے کہ سب اس کے اندر غائب ہو جائے ایسی چیز کا کھانا جس سے انسان بالفح کرنا بہت کھنا ہے اسی حکم میں ہے یعنی روزہ ناسد ہو جاتا ہے اور صرف عتدا لازم ہوتی ہے، جیسے کسی کی تے

مسئلہ نہ بہ امام ابو حنیفہ کا ہے ان کے لادیکہ حکم کی تے سے بھی وہ روزہ جائز تھا ہے اور بخاری ٹوٹ جاتا ہے۔ امام صاحب احمد امام محمد کے لادیکہ نہ روزہ ٹوٹتا ہے نہ وضو کا ہے۔ طائر متین کمال اللہ میں بن جام نے لکھا ہے کہ روزہ کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا قول قابل عمل ہے اور رضو کے مسئلہ میں امام صاحب اور امام محمد اور ہر عورت اللہ کے اور فقہانے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ ۱۲۔

کھا لینا یا کسی کے منہ سے نکلے ہوئے لقمہ کا کھا لینا، بشرطیکہ وہ شخص محبوب نہ ہو، اس لئے کہ محبوب کے منہ سے نکلی ہوئی چیز سے گراہت نہیں ہوتی، دیکھو بزرگانِ دین کے منہ سے نکلی ہوتی چیز ان کے مرید میں کس خوشی سے کھاتے ہیں اور اگر کوئی چیز ایسی ہو جس سے کسی کی طبیعت نفرت کرے، کسی کی ذکر سے تو جس شخص کی طبیعت کو نفرت ہو اس پر کھاتے سے صرف تنہا لازم نہیں آتا اور جس کو نفرت نہ ہو اس پر اس کے کھاتے سے تنہا اور کفارہ دونوں۔ (ورد المختار)

(۱۱) کسی شخص کے منہ میں آغوا یا پسینے کے اس قدر قطرے پڑ گئے کہ جن کا منہ بھی تکلیفیت تمام منہ بھر میں محسوس ہوتی ہو تو وہ ان کو پی گیا۔

(۱۲) کسی نے مردہ عورت یا ایسی کم سن ٹائفلہ لڑکی جس کے ساتھ جماع کی برہنیت نہیں ہوتی یا کسی حاضر سے جماع کیا یا کسی کو لپٹا یا یا بوسہ لیا یا جلق کا مرکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہو گیا۔

(۱۳) کسی مردہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بھالت جنون جماع کیا گیا۔

(۱۴) کسی رنگین دھماگے کو کسی نے ہٹنے کی غرض سے منہ میں ڈالا اور اس کا رنگ رہاں میں آ گیا۔ (ورد المختار)

(۱۵) کسی شخص کے دانتوں کے درمیان میں کچھ غذا باقی رہ گئی ہو اور وہ اس کو بغیر منہ سے نکالے ہوئے کھا جائے بشرطیکہ وہ غذا چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو یا چنے سے کم ہو مگر منہ سے باہر نکال کر کھائے۔

(۱۶) کوئی شخص اپنی تے کو نکل جائے بشرطیکہ منہ بھر کر ہو گرنہ پوری تے نہ نکلی ہو بلکہ اس کا بہت ہی حصہ چنے کے برابر۔

(۱۷) کسی ناواقف سے روزے کی حالت میں کوئی ایسا نعل ہوا جس سے خفیہ کے نزدیک لٹنے میں فساد نہیں آتا اور اس نے کسی عالم سے اس کا منہ پوچھا اور اس نے قاسد ہو جانے کا فتویٰ دیا یا حالانکہ اس کا فتویٰ غلط تھا۔

(۱۸) رمضان کے اوقاتی روزوں کے سوا اور کسی قسم کا روزہ قاسد ہو جائے خواہ عمدتاً قاسد کیا جائے یا غلطاً ہو حال میں صرف قضا واجب ہوگی، یہ تمام تفصیل چراہ پر بیان ہوئی صرف رمضان کے احکام کے روزوں کے لئے تھی۔

دوسری قسم۔ یعنی وہ صورتیں جن میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔

۱) وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں، رمضان کے اس ادائی روزے میں جس کی نیت صحیح صادق سے پہلے کر چکا ہو عذرِ امز کے ذریعہ سے جو ف میں کوئی ایسی چیز نہ پکے جو انسان کی دواغذا میں مشعل ہوتی ہو، یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جہاتی یا لذت تصور ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو گورہ بہت ہی طیل ہو قلی کر ایک تل کے برابر یا جماع کرے یا کرے، مواظبت بھی اسی حکم میں ہے، جماع میں خاص حصے کے سرکا داخل ہو کر نا کافی ہے، منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں، بہر صورت قضا اور کفارہ دولاں واجب ہوں گے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو، بہت کم سن لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے (مگر ورنہ روا الفخار)

ذکورہ بالا تینوں کے نواہ۔ روزے کی شرائط واجب کا پایا جانا اس لئے شرط کیا گیا کہ نابالغ بچے اور مجنون پر کفارہ نہیں ہوتا اور اسی طرح وہ شخص جو حالت سفر میں ہو یا حیض و نفاس والی عورت پر بھی کفارہ نہیں واجب ہوتا اگرچہ ان لوگوں نے روزے کی نیت کر لی ہو اور اگرچہ نیت کے وقت ان میں شرائط واجب پائے جاتے ہوں، سفر یا حیض و نفاس بعد نیت کے جاری ہوا ہو۔

در مختار۔ رد المحتار

رمضان کی قیام اس لئے لگائی گئی کہ سوا رمضان کے اور کسی روزے کے انظار سے کفارہ نہیں لازم ہوتا۔

ادائی کی قیام اس لئے لگائی گئی کہ رمضان کے تثنائی روزے کے انظار سے کفارہ نہیں ہوتا نیت اور پھر اس کا صحیح صادق سے پہلے ہونا اس لئے شرط کیا گیا کہ جس روزے میں نیت نہ کی گئی ہو اس کے انظار کرنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا اس لئے گورہ روزہ ہی صحیح نہیں ہوا روزے کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط ہے اور جب روزہ ہی صحیح نہ ہوا تو کفارہ کیسا، کفارہ تو روزے کے انظار سے ہوتا ہے، اسی طرح جس روزے کی نیت بعد صحیح صادق کے کی جاتے اس کے انظار سے بھی کفارہ نہیں ہوتا اس لئے کہ امام شافعی کے نزدیک قبل صحیح صادق کے نیت کرنا شرط ہے میں ان کے نزدیک روزہ ہی نہیں ہوا اور کفارہ اس روزے کے انظار میں ہوتا جس کے صحیح ہونے میں کسی کا خلاف نہ ہو یا خلاف ایسا ہو جو بے دلیل یا مخالف اجماع ہونے کے سبب سے قابل اعتبار نہ ہو۔

مذا کی قید اس لئے کی گئی کہ اگر کوئی شخص بغیر قصد کے بعد سے کو بھول کر یا سوئے میں کچھ کھائی ہے یا غلطی سے کوئی چیز اس کے طلق سے اتر جائے مثلاً گلی کرے گی غرض سے مزہ میں پانی لے اور طلق کے نیچے اتر جائے یا کوئی شخص کسی بعدہ دار کو کچھ کھلا پلا دے یا زبردستی جمان کرے تو ان سب صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

منہ کے ذریعہ سے اور پھر حنف میں پیچنے کی شرط اس لئے کی گئی کہ اگر کوئی شخص کسی اور راستے سے کوئی چیز پہنچائے تو اس پر کفارہ نہ ہوگا مثلاً کوئی شخص ناک کان کے ذریعہ سے یا مشترک حصہ سے یا عورت اپنے خاص حصہ سے کوئی چیز داخل کرے، جیسے اس اور ملن وغیرہ اور اسی طرح اگر حنف میں نہ پیچے جیسے کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سر میں لگائے یا مرد اپنے مشترک حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز داخل کرے تو چونکہ یہ چیزیں حنف تک نہیں پہنچیں اس لئے ان سے کفارہ کیا قضا بھی واجب نہ ہوگی۔

غذا یا دوا تو اس چیز کا متعلق ہونا اس لئے شرط کیا گیا کہ جو چیز ایسی نہ ہو جیسے مٹی کی کنکری یا کنکری یا درخت کی جڑی وغیرہ اس کے استعمال سے کفارہ واجب نہ ہوگا، ان جو کنکری دوائیں مشعل ہو جیسے اصل السوس وغیرہ یا جس درخت کی جڑی کھائی جاتی ہو جیسے پنے کی یا اٹلی کی کرمل اس کے استعمال سے کفارہ ہو جائے گا جو لوگ حنفیہ کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حنفیہ میں ان پر بھی کفارہ واجب ہوگا۔

سليم الطبع انسان کی طبیعت کا نفرت نہ کرنا اس لئے شرط کیا گیا کہ جس چیز سے نفرت ہوتی ہو اس کے استعمال سے کفارہ واجب نہیں ہوتا جیسے تے پنجاب یا غار وغیرہ منہ کا نکالا ہوا انتر اس کی تحصیل اور پر ہونے کا ہاں کچے گوشت کے کھانے سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ مضر نہ ہو، علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کا اس میں اختلاف نہیں دیکھا یا وہ دیکھ کچے گوشت سے سليم الطبع انسان کی طبیعت نفرت کرتی ہے۔ شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ گوشت میں غذائیت کا رصف بہت بڑھا ہوا ہے، انما میں صورت کے قابل جمان ہونے کی شرط اس لئے کی گئی کہ ناقابل جمان صورت سے جمان کرنے میں کفارہ نہیں ہوتا۔

۴۱ قابل جمان صورت کی تشریح ہم پہلی جلد میں کر چکے ہیں ان صورت کے لئے مولا باخ ہونا شرط نہیں تھی کہ اگر کوئی صورت کسی ناقابل جمان چیز یا جنون سے جمان کرے تب بھی اس کو قضا اور کفارہ دو دوزوں کا حکم دیا جائے گا۔ (رد المحتار)

جہاں میں عورت اور مرد دونوں کا مائل ہونا شرط نہیں تھی کہ اگر ایک جنون ہوا اور دوسرا
مائل تو مائل پر کفارہ لازم ہوگا مثلاً مرد مائل ہو اور عورت جنون تو مرد پر بالعکس، تو عورت پر۔
(۲) کوئی ایسا فعل کرنے کے بعد جس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اس میں روزے کے
فاسد نہ جانے کی کوئی ظاہری صورت معلوم ہوتی ہو اور نہ اس فعل کا مقصد صوم ہونا اس کو
کسی عالم کے فتویٰ یا حدیث کے معلوم ہوا ہو بلکہ صرف اپنے خیال میں یہ سمجھ کر کہ روزہ
خاتمہ ہو گیا مثلاً روزے کو فاسد کر ڈالا، مثال بچنے لگائے یا نصے یا سر نہ لایا یا کسی
غزٹ کو لٹایا یا دوسرا یا کسی مردہ یا مالدار سے جناح کیا مگر منی کا غرض نہیں ہونے پایا
اور بعد ان افعال کے یہ سمجھ کر کہ میز روزہ جاتا رہا مثلاً روزے کو فاسد کر ڈالا۔

مذکورہ بالا تینوں کے فوائد اگر کوئی ایسا فعل کرے جس میں روزے کے فاسد نہ جانے کی ظاہری
صورت معلوم ہوئی ہو جیسے کسی نے روزے میں کچھ کھانی لیا یا جناح کر لیا یا منکام ہو گیا یا کسی عورت
کے دیکھنے یا تصور کرنے سے منی خارج ہو گئی یا بے اختیار سے ہو گئی اور ان افعال کے بعد مسئلہ معلوم
ہونے کے سبب سے اس نے یہ سمجھا کہ میز روزہ جاتا رہا اور کچھ کھانی لیا تو چونکہ ان افعال میں ظاہری
صورت فساد صوم کی موجود ہے اس لئے اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی عالم سے فتویٰ پر چھا اور اس نے فتویٰ دیدیا کہ اس فعل سے تمہارا روزہ
جاتا رہا اور بعد اس فتویٰ کے اس نے مثلاً روزے کو فاسد کر دیا اس صورت میں اگر اس عالم کا فتویٰ
غلط بھی ہو تب بھی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ عالم اس شہر کے لوگوں میں مستند اور معتبر ہو ورنہ
اس سے فتویٰ پر چھنے ہوں، اس لئے کہ حسب تصریح محققین جاہل پر اپنے شہر کے عالم کی تقلید واجب
نہے مگر وہ کسی غیب کا ہوا شافعی یا حنفی یا مالکی یا شافعی۔

اسی طرح اگر کسی حدیث کے سننے سے اس فعل کا مقصد صوم ہونا اسے معلوم ہوا ہو اور اس
وجہ سے اس نے مثلاً روزے کو فاسد کر دیا ہو تب بھی کفارہ لازم نہ ہوگا اگرچہ وہ حدیث صحیح نہ ہو
یا اس کا مطلب اس نے غلط سمجھا ہو۔

حاصل یہ کہ جب کسی شہر سے روزہ فاسد کیا جائے گا تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔
اس لئے کہ کفارہ ایک قسم کی سزا ہے اور سزا کا معنی وہی شخص ہوتا ہے جو

دینے کا واسطہ خلاف روزی کرے ہاں اگر رضی کا غلط فتویٰ یا وہ غیر صحیح حدیث یا صحیح حدیث کا وہ غلط مطلب جو اس نے سمجھا ہے اجماع کے خلاف ہو گا تو پھر اس فتوے وغیرہ کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس صورت میں عہد روزہ فاسد کرنے سے تمنا اور کفارہ و دوا لازماً لازم ہوں گے۔
(فتح القدیر)

مثال۔ (۱) کسی شخص نے نہایت کی یا سر میں تیل لگا یا بعد اس کے کسی عالم سے مسئلہ پوچھا اور اس نے روزہ فاسد ہو جانے کا فتویٰ دیدیا یا نہایت سے عہدہ فاسد ہو جانے کی غیر صحیح حدیث سن کر روزے کو فاسد کر ڈالا (۲) کسی شخص نے بچے لگائے اور کسی عالم سے مسئلہ پوچھا اور عہدہ فاسد ہو جانے کا فتویٰ دیدیا اس نے حدیث صحیحہ یا قطرہ الحاحیۃ کی اطلاع کا غلط مطلب سمجھ کر روزہ فاسد کر ڈالا تو ان صورتوں میں چونکہ یہ فتویٰ اور غیر صحیح یا حدیث صحیح کا غلط مطلب تھا اجماع ہے۔ لہذا کفارہ لازم ہو گا۔

وہ صورتیں جن میں روزہ فاسد نہیں ہوتا

روزہ جس چیزوں سے فاسد نہیں ہوتا ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جن کے کرنے میں کسی قسم کی کراہت بھی نہیں دوسرے وہ کہ جن کے کرنے میں کراہت ہے۔

مسئلہ پہلے کے حقوق میں ہے۔ بندوں کے حقوق تلف کرنے سے تو حرام ہے اس کو سب سے سزا دی جائے گی مگر اس کو مقصود و غلاف روزی نہیں ہے۔

مسئلہ نہایت سے عہدہ فاسد ہو جانے کی جس قدر حدیثیں ہیں ان میں کوئی بھی نہیں جیسا کہ طحاوی نے تصحیح میں لکھا ہے۔ مسہ خاتم علیہ السلام ہے کہ اس حدیث کا ظاہری مطلب مراد نہیں ہے۔ بلکہ جیسے اوابیل ابن مسعود بنا فقہ انطلیس علیہ السلام میں ظاہری مطلب مراد نہیں ہے کہ جمال غروب آفتاب ہوا تو روزہ افطار ہو جائے ظاہر روزہ و بار افطار کرے یا نہ کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ غروب آفتاب کے بعد روزہ کے افطار کا وقت آجائے اسی طرح اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بچنے لگنے سے ضعف ہو جائے گا جو روزہ رکھنے سے عہدہ کرنے کا اور اس کو مجوزاً افطار کرنا چاہئے گا اور اگر اس سے اپنے اوپر چڑھایا اور روزہ فاسد کیا تب بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روزہ کا ثواب اس کو نہیں ملتا اور جب ثواب دعا تو روزہ سے کا رکھنا اور نہ رکھنا مابعد ہے تو اگر اس سے روزہ افطار کر دیا یعنی فاسد کر ڈالا۔

پہلی قسم یہ بھی جن چیزوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا نہ کسی قسم کی کراہت آتی ہے۔

(۱) کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ فاسد نہ ہو گا خواہ فرض ہو یا نفل روزے کی نیت کر چکنے کے بعد کھائے پئے اس سے پہلے بشرطیکہ کسی شخص نے اس کو یاد دلایا ہو ایسی حالت میں دوسرے لوگوں پر واجب ہے کہ اس کو یاد دلائیں بشرطیکہ اس میں روزہ رکھنے کی قوت ہو ورنہ اگر اس میں قوت نہ ہو تو پھر یاد دلانا کچھ ضروری نہیں۔

(۲) کسی شخص کے ملحق میں بے قصد و اختیار کبھی یا دوسروں یا غلام چلا جائے بکلاف اس کے اگر قصد کرتی شخص ان چیزوں کو اپنے جوف میں داخل کرے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

(۳) سر یا بدن میں تیل لٹا، سرمہ لگانا، روزہ فاسد نہ ہو گا اگرچہ تیل یا سرمہ کا اثر ملحق میں ہو یا نہ ہو مثلاً سرمہ کی سیاہی تھوک میں نکلے۔

(۴) بچے لگانا یاں اگر نصف کا خیال ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ دوسری قسم میں بیان ہو گا۔

(۵) سونے کی حالت میں منی کا خارج ہونا جس کو احتلام کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کے ہوئے روزہ رکھے اس لئے کہ صوم میں طہارت شرط نہیں۔

(۶) کسی عورت یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے۔ (بھرا لڑائی - روا المختار)

(۷) کسی مالور کے خاص یا مشترک حصہ کو چھونا اگرچہ انزال بھی ہو جائے تب بھی فاسد نہیں۔

(۸) جماع یا لواطت کے سوا اور کسی ایسے فعل کا مرتکب ہونا جس سے مادہ ناما خروج منی ہو جائے

ہو بشرطیکہ منی خارج ہوتی ہو۔ مثال (۱) طلق (۲) کسی عورت و فیروہ کی ناف و فیروہ سے

مباشرت کرنا (۳) کسی مالور یا مردے کے خاص یا مشترک حصہ میں اپنے خاص حصہ کا داخل کرنا

(۴) عورتوں کا باہم مباشرت کرنا جس کو عام لوگ معیشتی لگاتار کہتے ہیں۔ ان سب ضرورتوں میں

اگر منی خارج نہ ہوگی تو روزہ فاسد نہ ہو گا اور اگر منی خارج ہو جائے گی تو روزہ فاسد ہو جائے گا

اور صرف نفاذ واجب ہو جائے گی۔

(۱۰) مرد کا اپنے خاص حصہ کے سوا باقی کوئی چیز مثل تیلی یا پانی (یکے ٹا انا ہوا) بچکارا دینے کے ذریعہ سے یا اسی طرح باستانی وغیرہ کا داخل کرنا اگرچہ یہ چیزیں مثلاً تک پہنچ جائیں تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اس لئے کہ بچاؤ صرف اسے خالص ہے۔ ورنہ الفاسد۔

(۱۱) کوئی کڑی وغیرہ یا غلک انگلی کوئی شخص اپنے مشترک حصہ میں یا غریب اپنے خاص حصہ میں داخل کرے بشرطیکہ پوری کڑی اعداد غائب ہو جائے ورنہ روزہ فاسد نہ ہو جائے گا یہی حکم ہے، اگر کوئی عورت اپنے خاص حصہ میں روٹی رکھے کہ اگر سب اعداد غائب ہو جائے گی تو روزہ فاسد نہ ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

(۱۲) کسی شخص نے یہ سبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہیں رہا یا رات باقی بچ کر خارج شعیہ کر دیا یا کچھ کھائے پیئے لگا اور بعد اس کے جیسے ہی روزے کا خیال آگیا یا گان کی غلطی مسلم ہوئی فوراً یلغور ہو گیا یا قسم کو منہ سے پھینک دیا اگرچہ بعد یلغور ہو جانے کے معنی بھی خارج ہو جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ اتالی احتکام کے حکم میں ہوگا۔

(۱۳) کلی کرنے کے بعد پانی کی تری جو منہ میں باقی رہ جاتی ہے، اس کو نکل جانا اگر اس میں شرط ہے کہ کلی کرنے کے بعد ایک یا دو مرتبہ تھوک منہ سے نکال دیا جائے اس لئے کہ کلی کرنے کے بعد کچھ پانی باقی رہ جاتا ہے، اہل دو ایک مرتبہ تھوک دینے کے بعد پھر پانی نہیں رہ جاتا اس کی تری تری رہ جاتی ہے۔

(۱۴) کان میں پانی کے خود بخود پھلے جانے یا قصداً ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا بخلاف تیل کے کہ اس کے ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے بشرطیکہ تیل جوف میں داخل ہو جائے۔

(۱۵) کوئی چیز غذا وغیرہ کی قسم سے دانتوں کے درمیان میں باقی رہ گئی تو اس کا نکل جانا بشرطیکہ وہ اپنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

عہ مرض سوزاک میں اور سنگ مثلاً وغیرہ میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

سہ جن عورتوں کو استحاضہ یا غریبہ طہیبت کی شکایت ہوتی ہے ان کو اس کی ضرورت پڑتی ہے ۱۲۔

سہ یہ واقعہ ان کھائے دانوں کو اکثر پیش آتا ہے کہ کوئی لاکھڑا کھجور یا کھجور دانوں کے درمیان میں رہ جائے اور وہ دن میں نکلتا ہے بعض ناراضہ سمجھتے ہیں کہ چلا روزہ فاسد ہو گیا حالانکہ چھ سے کم ہو اور بے سر سے باہر نکلے ہوئے نکل جاتا ہے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔

(۱۶) کسی کے دانتوں سے یا منہ کے اندر دینی لہو کسی چیز سے خون نکلے اور طلق میں چلا جائے جھڑکے ہیٹ تک نہ پہنچے یا پہنچ جائے مگر تھوک ساتھ خلوط ہو کر اور تھوک سے کم۔

(۱۷) کسی شخص کے رحم لگا اور تیز یا تیر ہدف تک پہنچ گیا خواہ تیر کی گانسی وغیرہ جوف میں رہ جائے بہر حال روزہ فاسد نہ ہوگا۔

(۱۸) بے اختیار سے ہو جائے خواہ کسی قصد ہو منہ بہر کر یا اس سے زیادہ۔

(۱۹) نئے ہونے کی حالت میں بے اختیاری سے کچھ حصہ اس کا طلق سے نیچے اتر جائے اگرچہ وہ نئے منہ بہر کر ہو۔

(۲۰) اگر کوئی شخص تھمتانے کرے تو اگر منہ بہر کر نہ ہوگی تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

(۲۱) جوتے عموماً کی جائے تو روزہ منہ بہر کر نہ ہو وہ اگر بے اختیار طلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کوئی قصداً نکل جائے تب بھی صحیح ہے کہ روزہ فاسد نہ ہوگا (رد المحتار)۔
(۲۲) کسی شخص کی ناک میں لہم آجائے اور وہ اس کو چوسا جائے یہاں تک کہ طلق کے نیچے اتر جائے، جیسا کہ اکثر بے تیز اور کثیف طلق لوگ کرتے ہیں۔

(۲۳) کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ مثل تار کے ٹک کر ذوق تک پہنچ جائے اور اس لعاب کو پھر وہ اوپر کھینچ کر ٹھل جائے۔

(۲۴) کسی خوشبو کی چیز کا مثل پھول یا مطر وغیرہ کے سڑگٹنا بخلاف یہی چیز کے سڑگٹنے کے جن سے بخارات اٹھ رہے ہوں۔

(۲۵) مساک کرنا اگرچہ بعد زوال کے ہر تاری کڑی سے یا خشک ہے۔

(۲۶) گرمی وغیرہ کے سبب سے کلی کرنا یا ناک میں پانی لینا یا منہ بھر پانی ڈالنا یا ناک پر پانی سے ترک کے جن پہ ڈالنا۔ (رد مختار وغیرہ)

۱۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ لہم وغیرہ کے تھوک مٹنے پر تار و بواہر نکل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔
۲۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد زوال کے مساک کرنا مکروہ ہے۔

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پیاس یا گرمی کی شست سے صوم کی حالت میں اپنے سر پر پانی ڈالا تھا (ابو داؤد)۔ حضرت ابی حمزہ رضی اللہ عنہما کپڑے کو حرقہ مارا اپنے جنک پر پیٹ پٹے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یا فعال مکروہ ہیں مگر تنہی ان کے قول پر نہیں (رد مختار)۔

دوسری قسم - یعنی وہ چیزیں جن کے ارتکاب سے روزہ خاسر تو نہیں ہوتا مگر مکروہ ہو جاتے ہیں علامہ محمد بن طایب ہی شامی رد المختار میں فرماتے ہیں کہ بظاہر ان سب چیزوں کی کراہت تنزیہی ہے۔

(۱) کسی چیز کا منہ چکنا یا اس کو چبانا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ کسی عذر کے سبب بے زجر عذر کی مثال - (۱) کوئی عورت یا لڑکی اپنے شوہر یا آقا کے لئے کھانا پکاتی ہو اور اس کی ہیز راجی سے یہ خوف ہو کہ اگر تک درست نہ ہوگا تو وہ ناخوش ہوگا (۲) کوئی چیز بازار سے ایسی خریدی جائے کہ بے چکے ہوتے ہیں اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور اس چیز کا لینا بھی ضروری ہو اور کوئی دوسری صورت اس نقصان سے بچنے کی نہ ہو (۳) کوئی چھوٹا بچہ ہو یا بچہ ہو اور بچہ اس کے کہ کوئی چیز منہ سے اس کو چبا کر دی جائے اور کچھ نہ کھاتا ہو اور وہاں کوئی شخص بے روزہ نہ ہو۔

(۲) عورت سے بوسہ لینا اور بٹیل گیر ہونا مکروہ ہے بشرطیکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جائے یا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو اگر یہ خوف دائیہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔

(۳) کسی عورت و غیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرت کا حشر ہر حال میں مکروہ ہے خواہ انزال یا جماع کا خوف ہو یا نہیں۔ (رد المختار)

(۴) حالت صوم میں کوئی ایسا فعل کرنا جس سے فسق کا خیال ہو کہ اخیر نتیجہ اس کا یہاں تک پہنچے کہ اس کو روزہ توڑنا پڑے مکروہ ہے۔

اگر کوئی شخص کوئی چیز ایسا کرنا ہو جس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ غریب محتاج ہو کہ اگر وہ اس چیز کو چھوڑ دے تو دنیا پر کوئی سامان کھائے پینے کا نہ ہو اور اس پر پینے

مہ عورتیں اکثر کوئلہ وغیرہ چبا کر اپنے دماغ کو صاف کیا کرتی ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے ۱۱۔

مہ یعنی نفلہ کے نزدیک اس کی کراہت صرف فرض روزوں کے ساتھ خاص ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے روزہ اس سے مکروہ ہو جاتا ہے۔ ۱۲ (رد مختار)

سہ اداؤں میں سے صحیح الہریرہ رضی اللہ عنہ سے عروسی ہے کہ آپ نے ایک بڑے آدمی کو ان اعمال کی اجازت دی اور جو ان کو ممانعت فرمائی معلوم ہوا کہ وہ ممانعت صرف شہوت ہے ۱۳۔

کے سوا کوئی دوسرا پیشہ جانتا ہی نہ ہوا اور اگر کسی شخص کا غرض ذاتی کام ہوا اور وہ اتنی مقدرت رکھتا ہو کہ دوسرے کو نوکر رکھ کر کام کرے مگر مزدوری دستور سے زیادہ لگتا ہو تب بھی اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اگر ایسا غریب بھی نہیں لاکوئی دوسرا پیشہ بھی جانتا ہے۔ مگر رمضان کے آنے سے پہلے کسی چیز کا ٹھیکہ لے چکا اور اب ٹھیکیدار ٹھیکہ توڑنے پر راضی نہیں ہوتا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

معدورین کے احکام

روزے کے طہر ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جن کی حالت میں شریعت قادر سے روزہ رکھنے کی اجازت عطا فرماتی ہے اب یہاں ہم ان ضرور کے تفصیلی حالات بیان کرتے ہیں جن کا وعدہ اوپر کر چکے ہیں ان ضرور کو صاحب تنزیل الہیہ نے پاکی پر ختم کر دیا ہے، صاحب در مختار نے چار اور بڑھائے ہیں، ملا علی قاری نے ان کو ثلاثہ خوش اسلوبی سے اپنے اشعار میں نظم فرمایا ہے۔

فی مثل سرف الصوم المتی قلیب
المردنیہما الفطر قسم نستطر
حمل واسرناح دا کراہ سفر
موضع تجماد جومہ عطش کبر

ہم نے جنون اور بیوشی کو اس پر اضافہ کر دیا اس لئے کہ ان در ملاں سے بھی خالی ہونا شرط صحت ہے، یہیں کل مذکورہ ہوئے۔ اب ان کے احکام سنئے۔
سفر خواہ جائز ہو یا نا جائز، بے مشقت ہو جیسے ریل کا یا با مشقت جیسے پیادہ پا گھوڑے وغیرہ کی سوار کی پر ہر حال میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے، مگر بے مشقت سفر میں مقب بھی ہے کہ روزہ رکھے، ہاں اگر چند لوگ اس کے ہمراہ ہوں اور وہ روزہ نہ رکھیں اور تنہا اس کے روزہ نہ رکھنے میں کھانا وغیرہ کے انتظام میں ان لوگوں کو تکلیف ہو تو پھر کو مشقت بھی ذہر تب بھی در رکھے۔

مع ترجمہ و تفسیر جو صوم میں ماریں چوٹی ہیں جن میں آدمی کو روزہ نہ رکھنا معاف کر دیا جاتا ہے، تو یہی ہو سکتی ہیں، یعنی اور رمضان اور کراہ اور سفر اور مرض اور چٹا اور عیث اور پاش اور بڑھاپا۔
مع سفر میں سبکی تفریق جو تقویٰ و طہر کے مقدر میں بیان ہو چکی اور جائز و ناجائز کی مثالیں گذر چکی ہیں۔

اگر کوئی متیم رمضان میں بعد نیت صوم کے سفر کرے تو اس پر اس دن کا روزہ رکنا ضروری ہے۔ لیکن اگر اس روزے کو فاسد کر دے تو کفارہ نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی مسافر قبل نصف نهار کے متیم ہو جائے اور ابھی تک کوئی نفل منافی صوم کے مثل کھائے پئے وغیرہ اس سے صاف نہ ہو تو اس کو بھی روزہ رکنا ضروری ہے۔ لیکن اگر فاسد کر دے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ (مجموع الرافعی)

اگر کوئی مسافر کسی مقام میں کچھ دنوں ٹھہرنے کا ارادہ کرے گو چندہ دن سے کم کی نیت کی ہو پھر بھی جتنے دنوں وہاں ٹھہرے تو اس کو ان دنوں میں روزہ نہ رکنا مکروہ ہے (رد المحتار)

اگر کوئی متیم بعد نیت صوم کے مسافر میں جائے اور شوٹری دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزے کو فاسد کر دے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا اس لئے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا اگر وہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھہرا۔

صل - حاملہ عورت کو روزہ نہ رکنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی یا اپنے بچے کی معزت گمان غالب ہو خواہ وہ گمان اس کا واقع کے مطابق نکلے یا نہیں اگر کسی عورت کو بعد نیت صوم کے اپنے حاملہ ہونے کا علم ہو تاں بھی اس کو روزے کا فاسد کر دینا جائز ہے صرف تفصلاً لازم ہوگی۔

اضافہ - یعنی دودھ پلانا میں عورت کے متعلق کسی بچے کا دودھ پلانا ہو خواہ وہ بچہ اسی کا ہو یا کسی دوسرے کا اجرت پلائی ہو یا ملت بشرطیکہ بچے کی معزت گمان غالب ہو جیسا کہ اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ حالت صوم میں دودھ خشک ہو جاتا ہے بچہ بھوک کے سبب سے تڑپتا ہے اور کچھ عمارت بھی دودھ میں آجاتی ہے۔ وہ بھی بچہ کو نقصان کرتی ہے ہاں اگر وقت دودھ پلائی ہو اور کوئی دوسرا دودھ پلائے والا مل جائے اور وہ بچہ بھی اس سے پینے پر راضی ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں اس کو روزہ نہ رکنا جائز نہیں بعض بچوں کو عادت ہوتی ہے کہ ہر شخص کا دودھ نہیں پیتے جس سے طبیعت بالوس ہو جاتی ہے اس کے سوا دوسرے کی طرف انکسار نہیں کرتے اگرچہ بھوک سے مر جائیں (رد المحتار)

میں والی نے کہ میں رمضان کے دن دودھ پلانے کی لاکڑی کی ہر اس کو اس دن بھی روزہ

میں نہیں ختم ہوتے مثل علم مدعا مندرجہ کے والی کہتا روزہ نہ رکھنے کی اجازت میں یہ شرط کی ہے کہ اس نے بچہ کو دودھ پلانا ہوگا۔

ذریعہ رکھنا جائز ہے مگر اس سے پہلے صوم کی حیثیت کر چکی ہو۔

مرض: اگر روزہ رکھنے سے کسی نئے مرض کے پیدا ہو جانے یا مرض موجود بڑھ جانے کا خوف ہو یا گمان ہو کہ صحت و رسی حاصل ہوگی تو اس کو روزہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ ان سب چیزوں کو گمان غالب ہو صرف وہم و خیال پر فرض روزے کا ترک کر دینا جائز نہیں، گمان غالب کی مثال ہم دے چکے ہیں۔

بعد روزے کی نیت کر لینے کے اگر کوئی مرض پیدا ہو جائے مثلاً کسی کو سبب کھانے یا پیارے چیز کھانے یا دوسرے کھانے تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا بھی ضروری نہیں بلکہ اس کا ناسد کر دینا بہتر ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ جس میں اس نے خود اپنے کو جلا کیا ہو تو پھر روزہ نہ رکھنے یا کھانے ہوئے روزے کو ناسد کر دینا پسلی اجازت نہیں، مثلاً کسی ایسی دوا یا غذا کا استعمال کہ جس سے کوئی مرض پیدا ہو جائے اور اس دوا کا یہ اثر جانتا ہے ضعف ایسا کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو خواہ نصف بڑھ جائے کے سبب سے ہو یا بیماری کے اور خواہ پھر قوت آنے کی امید ہو یا نہ ہو اگر قیاس سے کہ جو ضعف بڑھ جائے کے سبب سے ہو گا یا ایسی بیماری کے کہ جس میں صحت کی امید بالکل دور ہی ہو ایسے ضعف کے سبب سے جو روزہ تھا ہر گاہ اس کے ہر روزے کے عوض میں ایک نذر یعنی ایک مقدار صدقہ نظر کی حاجت ہوگی، خواہ اسی وقت دیدے یا کچھ دنوں کے بعد اگر کچھ مینی مجبور کیا جانا، جو شخص روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا جائے اس کو بھی شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ جان سے لڑائی یا کسی عضو کے کاٹ لینے یا ضرب شدید کا خوف اس کو دلا جائے اگر ان چیزوں کا خوف اس کو نہ دلا جائے بلکہ اس سے کہا جائے کہ اگر تم روزہ رکھو گے تو تم کو قید کر دیں گے یا ایک دو ملٹا پئے فادس گے یا شراب پلائیں گے یا سزا کا گوشت کھلائیں گے تو ان

رقبہ خانیہ ص ۳۱۵ سے آگے جانے پہلے ذکر کی کہ ہر رمضان کے بعد اگر لو کرے کہ وہ پھر اس کو اجازت نہیں اس سے لو کرے ہی کہوں کی مگر یہ اکثر متفقین فقہاء کے خلاف ہے۔ ۱۲ (رد المحتار)

معاذ فقہاء اس مقام پر صرف بڑھ جائے کو ذکر کیا ہے۔ بیماری کے ضعف کو نہیں کھانا مگر طاعتی سے تہائی سے قتل کیا ہے کہ ایسی بیماری کے ضعف سے جس میں صحت کی امید ہی ہو چکی ہو اگر روزہ رکھا جائے تو کفار و کفارم دہرنا بھرا لڑائی میں اور بھی قیام کی ہے کہ جب کسی کو ایسا خدا تعالیٰ ہر جائے جس سے نجات کی امید نہ ہو تو ہر روزے کے عوض میں صدقہ دینا چاہئے ۱۳۔

مورتوں میں اس کو روزہ درکھنا جائز نہیں اس لئے کہ گشت خراب و غیرہ وقت ضرورت طلال ہیں۔ (رد المحتار)۔

خوف ہلک یا نقصان عقل جس شخص کو کسی مشقت یا محنت کی وجہ سے روزہ رکھنے میں اپنی جان کے ہلک ہو جانے یا عقل میں نقصان آ جانے کا خیال ہو اس کو بھی روزہ درکھنا جائز ہے اگرچہ عقلی کی نیت کر لینے کے کوئی ایسی صورت پیش آجائے تب بھی اس دن کا روزہ فاسد کرنا اس کے اختیار میں ہے صرف نفا اس کے ذمہ ہوگی۔ مثال۔ (۱) اگر برون کے زمانے میں عقلی کی نیت کرتے کے بعد کسی شخص کو دھوپ میں کچھ کام کرنا پڑا تو وہ کسی دوسرے کے لئے کھد کھد سے یا اپنی ضرورت سے۔

جہاد۔ اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان میں کسی دشمن دشمن سے لڑنا پڑے گا اور روزہ رکھے گا تو لڑائی میں نقصان آئے گا اس کو روزہ درکھنا جائز ہے۔

اگر بعد نیت کر لینے کے ایسا واقعہ پیش آجائے تو اس کو اس روزہ کے فاسد کر دینے کا اختیار ہے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔

جھوٹ۔ جس شخص کو بھوک کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر کچھ دکھائے تو جان جاتی رہے یا عقل میں نقصان آجائے اس کو بھی روزہ درکھنا جائز ہے بعد نیت کر لینے کے اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے تب بھی اس کو اختیار ہے فاسد کر دے گا تو کفارہ لازم نہ ہوگا صرف عطا واجب ہوگی۔ یہاں کی شدت میں بھی روزہ درکھنا یا رکھے ہوئے روزہ کا فاسد کر دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ اس اسی درجہ کی ہو جس درجہ کی بھوک میں شرط کی گئی۔

بیہوشی۔ بیہوشی کی حالت میں بھی روزہ درکھنا جائز ہے، مگر ان روزوں کی عطا اس پر لازم ہوگی مگر یہ بیہوشی رمضان بھر رہے۔

جس دن یا جس دن کی رات میں بیہوشی پیدا ہوئی ہو اس دن کے سوا باقی تمام دنوں کی عطا ضروری ہوگی اس خیال سے کہ اس دن اس نے روزے کی نیت ضرور کی ہوگی اور کوئی امر منہد صوم اس سے ظہور میں نہیں آیا پس وہ دن اس کا صوم میں شمار ہوگا ہاں اگر وہ شخص صوم سے مسترد تھا تو یہ سمجھ کر کہ اس نے نیت نہ کی ہوگی وہ دن صوم میں شمار نہ ہوگا اور اس دن کی عطا

۱۰ ایک کامل بیہوشی کا دن اگرچہ ممکن نہیں مگر احتیاطاً ایک صورت فرض کر کے اس کا حکم لکھ دیا گیا۔ ۱۲

اس پر لازم ہوگی۔ اور اگر اس کو اپنے نیت کرنے یا ذکر کرنے کا حال معلوم ہو تو پھر اپنے علم کے موافق عمل کرے۔ اگر نیت کرنے کا علم ہو تو اس دن کا روزہ قضا ذکر کرے اور اگر نیت نہ کرنے کا علم ہو تو اس دن کا بھی روزہ قضا کرے۔

حجۃ کی حالت میں بھی روزہ نہ رکھنا مضاف ہے۔ خواہ عیّتی عارضی ہو یا اصلی، اگر ایسا جنوں ہو کرات میں کسی وقت اتفاق نہ ہوتا ہو اس زمانے کے روزوں کی قضا لازم نہ ہوگی اور اگر کسی وقت اتفاق ہو جائے اور خواہ رات کو یا دن کو تو پھر اس کی قضا کرنا پڑے گی۔

مذکورہ بالا احکام میں سوا نصف اور بیہوشی اور عیّتی کے تمام عیّتیوں میں بعدان کے نازل ہو جانے کے قضا ضروری ہے۔ ندیہ دینا درست نہیں یعنی ندیہ دینے سے روزہ مضاف نہ ہوگا اور اگر وہ لوگ حالت عیّتی میں رہ جائیں تو ان پر ندیہ کی وصیت کرنا بھی لازم نہیں اور وارثوں کو ان کی طرف سے ندیہ دینے کی کچھ ضرورت بھی نہیں۔ اگر بعد مذکور کے نازل ہو جائے گے بے قضا رکھے ہوئے مرجائیں تو ان پر وصیت کرنا ضروری ہے اور اگر ان کے وارث ان کی طرف سے بغیر وصیت کے احساناً ندیہ دے دیں تو ان کا گناہ مضاف ہو جائے گا۔

نصف کی حالت میں صرف ندیہ دینا ضروری ہے قضا نہیں۔

بیہوشی کے سبب سے جو روزے قضا ہو گئے ان کی قضا ضروری ہے، ان روزوں کی قضا ضروری نہیں، بشرطیکہ اس دن کے نیت کرنے یا ذکر کرنے کا حال معلوم نہ ہو یا نیت کرنے کا حال معلوم ہو۔ جنوں کے سبب سے جو روزے قضا ہوئے ہوں ان میں قضا کی ضرورت ندیہ کی ان اگر کسی وقت اتفاق ہو جائے تو پھر اس دن کی قضا ضروری ہوگی۔

قضا اور کفارے کے مسائل

قضا کے روزوں کا علی الاطلاق رکھنا ضروری نہیں خواہ رمضان کے روزوں کی قضا ہو یا اور کسی قسم کے روزوں کی۔

قضا کے روزوں کا مثلاً بعد نازل ہوتے ہی رکھنا بھی ضروری نہیں، اختیار ہے جب چاہے

مہ ہفتہ نقلاً عن معنی کے اصلی ہونے کی شرط کی ہے مگر ظاہر روایت میں یہ شرط نہیں، اصلی جنوں وہ ہے جو کفارے کے چاہے یا ہو۔ عارضی وہ ہے جس کے بعد عارضی ہو جائے۔

رکے نماز کی طرح اس میں ترتیب بھی فرض نہیں ادا کے روزے بے اعتبار و بند کے رکے ہوتے رکھ سکتا ہے۔

کفارے کے روزے کئی قسم کے ہیں یہاں ہم صرف رمضان کے کفارے کو بیان کرتے ہیں ایک روزے کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو دم استطاعت کے سبب سے یا اس مقام پر نظام نہ ملنے کی وجہ سے تو ساٹھ روزے رکھنا واجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے ساٹھ روزے بھی نہ رکھ سکے تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا واجب ہے ان ہاٹھ روزوں کا طبعی الاتصال رکھنا ضروری ہے۔ درمیان میں کوئی دن ناغہ نہ ہوتے پاسے اور اگر کسی وجہ سے کوئی دن ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ہوگا جس قدر روزے رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا۔ ان اگر کسی عورت کو حیض آجائے اور اس سبب سے درمیان کے روزے ناغہ ہو جائیں تو اس کا یہ ناغہ معاف ہوگا اور بعد حیض کے صرف اس قدر روزے رکھنا ضروری ہوں گے جتنے باقی رہ گئے ہیں بہتر یہ ہے کہ پہلے قضا کے روزے رکھے جائیں۔ اس کے بعد طبعی الاتصال کفارے کے روزے اگر کوئی پہلے کفارے کے روزے رکھے اس کے بعد قضا کے روزے رکھے یا قضا کا دہرہ رکھنے کے بعد کفارے کے روزے تب بھی جائز ہے اسما جوارح کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا نہ کر سکے پالی ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگرچہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں یا ان جوارح کے سبب سے صفحہ روزے فاسد ہوئے ہوں اور ایک کفارہ عظیمہ رکھنا ہوگا۔ اگرچہ پہلے کفارہ ادا کیا ہو۔ اگر کوئی شخص کفارے کے تینوں طریقوں پر قادر ہو یعنی غلام بھی آزاد کر سکتا ہو ساٹھ روزے بھی رکھ سکتا ہو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھل سکتا ہو تو جو طریقہ اس پر زیادہ شاق ہو اسی کو اسی کا حکم دینا چاہئے اس لئے کہ کفارے سے مقصود جبر اور تنبیہ ہے اور جب شاق نہ ہو تو کچھ تنبیہ نہ ہوگی۔

ماسب کہ طریقہ کہتے ہیں کہ اگر کسی بادشاہ پر کفارہ واجب ہوا ہو تو اس کو غلام کے آزاد کرنے یا ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانے کا حکم دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ چیزیں اس کے نزدیک کچھ ثلوث نہیں ان سے کچھ بھی سمیرا اس کو نہ ہوگی۔ بلکہ ساٹھ روزے رکھنے کا حکم دینا چاہئے کہ اس پر گراں گزرتے اور آئندہ پھر رمضان کے روزے کو اس طرح فاسد نہ کرے۔

روزے کے متفرق مسائل

(۱) جن لوگوں میں روزے کے صحیح پھلے اور واجب ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اور کسی دم سے ان کا روزہ فاسد ہو گیا ہو ان پر واجب ہے کہ جس قدر دن باقی ہوں اس میں کھانے پینے، جماع وغیرہ سے اجتناب کریں اور اپنے کو روزہ داروں کے مشابہ بنائیں۔

مثال: اگر کسی نے محرم روزے کو فاسد کر دیا اور ۱۲ یوم شریک میں روزہ نہ رکھا گیا اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ دن رمضان کا تھا اور ۱۲ بجیل رات باقی ہونے کے بعد کھائی گئی تو تحقیق سے معلوم ہو کہ رات نہ تھی۔

(۲) جس شخص میں دن کے اعلیٰ وقت شرائط واجب یا صحت کے نہ پائے جاتے ہوں اور اس دم سے اس نے روزہ نہ رکھا ہو مگر بعد نصف نہار کے شرائط پائے جائیں تو اس کو مستحب ہے کہ جس قدر دن باقی رہ گیا ہو اس میں کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرے۔

مثال: کوئی مسافر بعد نصف نہار کے متمم ہو جائے (۳) کسی عورت کا حیض یا نفاس بعد نصف نہار کے بند ہو جائے (۴) بعد نصف نہار کے کسی مجنون یا مسیوس کو اتفاقاً ہو جائے (۵) کوئی مریض ہو نصف نہار کے شفا پا جائے (۶) کسی شخص نے بھالت اکراہ روزہ فاسد کر دیا ہو اور بعد نصف نہار کے اس کی مجبوری جاتی رہے وہ کوئی ٹاپانچ بعد نصف نہار کے بانچ ہو جائے (۷) کوئی کافر بعد نصف نہار کے اسلام لائے (۸) ان سب لوگوں کو باقی دن میں شل روزہ داروں کے کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرنا مستحب ہے اور اس دن کی قضا ان پر ضروری ہوگی، سوائے بانچ اور کافر کے۔

(۹) برفضل روزہ تصدق شروع کیا گیا ہو بعد شروع کر چکے کے اس کا تمام کرنا ضروری ہے اور دعوت فاسد ہو جانے کے اس کی قضا ضروری ہے خواہ تصدق فاسد کرے یا نہ تصدق فاسد ہو جائے۔

(۱۰) حیض، غلے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے (روا المختار)

(۱۱) اگر عیدین یا ایام تشریف لکھا لکھی ۱۱-۱۲-۱۳ تا بیخ، میں کوئی شخص صوم کی نیت کرے تو اس صوم کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور دعوت فاسد ہو جانے کے اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی بلکہ اس کا فاسد کر دینا واجب ہے اس لئے کہ ان ایام میں روزہ رکھنا مکروہ خوبھی ہے۔

(۱۲) صحیح ہے کہ فضل روزے کا بھی بغیر روزہ کے افطار کرنا جائز نہیں، ہاں اس قدر فرق ہے کہ فضل میں خفیف خد کے سبب سے بھی افطار کرنا جائز ہے بخلاف فرض کے شفا روزہ دار کی دعوت

کرے اور جہاں بغیر اس کی شرکت کے کھانا نہ کھائے یا رنجیدہ ہو جائے تو ایسی حالت میں اگر اس کو اپنے نفس پر کامل وثوق ہو کہ اس کی نیت رکھنے سے گناہ تو نفل روزہ توڑنے سے روک نہیں سکتا (۷) عورت کو بے وضامندی شوہر کے سوا رمضان کے روزوں کے اور کوئی روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر روزہ رکھ لینے کے بعد شوہر اس کے حامد کر دینے کا حکم دے تو قیڑا المنا ضروری ہے پھر اس کی نیت ہے اس کی اجازت کے درکے (۸) بھڑرائی (۹)

(۸) غلام بلی عورت کے حکم میں ہے کہ بے اجازت اپنے آقا کے نفل روزہ رکھنا اس کو جائز نہیں۔
(۹) شوال کے چھ روزوں کا درمیان میں فصل دے دے کر رکھنا مستحب ہے اور اگر فصل نہ کیا جائے تب بھی جائز ہے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص ایام منومہ کے روزوں کی نذر کرے یا نہ نذر کرے کہ میں پورے ایک سال کے روزہ رکھوں گا تو اس کو چاہیے کہ ایام منومہ کے روزے نہ رکھے (۱) اس کے بدلے دوسرے دنوں میں رکھے اس لئے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے نذر کے الفاظ پر نکتہ قسم کا احتمال بھی رکھتے ہیں۔ یعنی جن الفاظ سے نذر کا مضمون ادا کیا جاتا ہے انہیں الفاظ سے قسم کا بھی مضمون ہوا ہو سکتا ہے۔ اس لئے باعتبار نیت مکمل کے اعتبار سے اس کی صورتیں گھٹی ہیں (۲) کچھ نیت ذکر ہے (۳) صرف نذر کی نیت کرے (۴) نذر کے ہونے اور قسم کے نہ ہونے کی نیت کرے ان تین صورتوں میں صرف نذر ہوگی (۵) قسم کے ہونے اور نذر کے نہ ہونے کی نیت کرے اس صورت میں صرف قسم ہوگی (۶) نذر اور قسم دونوں کی نیت کرے (۷) قسم کی نیت کئے نذر کا احتمال بھی دل میں نہ آئے ان دو صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوں گی۔

ف نذر اور قسم میں فرق یہ ہے کہ قسم کے روزوں کو اگر ناسد کر دے تو قسم کا کفارہ واجب پڑے گا اور اگر

سے بعض خطا سے مثل صاحب و مختار کے اس مسئلہ میں تخصیص کی ہے کہ اگر شوہر کا کوئی نقصان ہو یعنی جماع ہو یا بے عقل واقع ہوتا ہو تو اس کو منع کرنے کا اختیار ہے ورنہ نہیں، مثلاً بیوہ یا کہیں سفر میں مگر صاحب بھڑرائی نیز اور فقہاء اس میں تیسیم کی ہے صاحب بھڑرائی نے یہ بھی کہا ہے کہ روزہ نہ رکھنے دینے کی فرض صرف جماع میں مخصوص ہے روزہ نہ رکھنے کی دوسری چیز یہ کہ کسی نے کھانا نہ کھانا یا نظر پر طعنہ شامی سے اس کا جواب دیا ہے کہ ایک روزہ نہ رکھنے کی نہیں آگئی مگر چھ نہیں گھبراؤ کہ نذر کے روزوں کے بعد فری آتی ہے کہ شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہوا اس سے ہم کو صاحب بھڑرائی کا قول قرار دے کر زیادہ مناسب معلوم ہوا اور اس کو ہم نے اختیار کیا ۔

آخر ہجرہ کے تو اس کے کنارے کی وصیت کر جانا اس پر ضروری ہے مختلف نذر کے کو اس کے روزوں کے نام نہ کرے میں صرف قضاء لازم ہوتی ہے کفارہ لازم نہیں ہوتا ماں وصیت کرنا اس میں بھی ضروری ہے۔

۱۱) اگر کوئی شخص کسی غیر میں بیٹے کے روزوں کی نذر کرے اس پر جس دن کے بعد غلطی واقعہ ہو رکنا واجب ہوں گے اور اگر اس بیٹے میں ایام منقوضہ آجائیں تو ان میں روزہ نہ رکھے اور پھر کے سرے سے تیس روزہ رکھے پہلے میں تو روزہ رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا (رد المحتار وغیرہ)

نذر کی دو قسمیں ہیں مطلق اور غیر مطلق، مطلق وہ نذر جس میں کسی شرط کا اعتبار کیا گیا ہو خواہ وہ شرط مقصود ہیجے کوئی مریض کہہ کر اگر کچھ کو اس مرض سے صحت ہو جائے تو میں اتنے روزہ رکھوں گا یا غیر مقصود ہیجے کوئی کہہ کر اگر میں نماز نہ پڑھوں تو اس قدر روزہ رکھوں گا، نذر غیر مطلق کسی جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہوتی اگرچہ حکم تخصیص کرے۔

مثلاً ۱) کوئی شخص یہ نذر کرے کہ میں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا اور وہ دو شہرہ کے دن رکھ لے تب بھی نذر پوری ہو جائے گی ۲) کوئی شخص نذر کرے کہ میں کہ مظلوم ہیں روزہ رکھوں گا اور وہ اپنے گھر والوں میں رکھ لے تب بھی جائز ہے، نذر غیر مطلق کے روزوں میں البتہ اس مشروط کی پابندی کرنا ہوگی جس کا اس میں لحاظ کیا گیا ہو جو شخص یہ نذر کرے کہ میں اگر غلطی مقصود میں کامیاب ہو جاؤں تو اس مقصود سے رکھوں گا اور قبل کامیابی کے روزہ رکھ لے تو درست نہیں، یعنی اس کا نذر پوری نہ ہوگی اور بعد کامیابی کے اس کو پھر روزہ رکھنا ہوں گے تعداد و قسم کے احکام یہاں ہم نے بہت مختصر کیے اس لئے کہ نذرانہ قسم کے احکام انشاء اللہ مستقل مقالہ سے اپنے مقام پر ذکر کئے جائیں گے۔

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کے معنی لغت میں کسی جگہ ٹھہرنا اور اصطلاح شریعت میں مسجد کے اندر ٹھہرنا ہوگا، اعتکاف رمضان کے اخیر عشرے میں سنت حاکمہ ہے گویا رمضان کا مہینہ اعتکاف تک پُر ختم کیا جاتا ہے اس مناسبت سے ہم صوم کا بیان اعتکاف کے ذکر پر ختم کرتے ہیں واللہ العالی۔

یہ ہم اوپر کہ چکے ہیں کہ رمضان کا مہینہ خاص کر عبادات کے لئے زیادہ موندوں ہے۔ اسی

وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں بہ نسبت اور مہینوں کے عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ خصوصاً عشرہ اخیرہ میں اس مہینوں کی ایک صحیح حدیث کا لحاظ ہم نقل کر چکے ہیں اسی اخیر عشرے میں آپ اہکلاف بھی فرماتے تھے، عشرہ اخیرہ کی تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایملۃ القدر اکثر اسی عشرے میں ہوتی ہے جس کی نسبت قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ وہ نذر ہیئوں سے بہتر ہے اس کے علاوہ یہ زمانہ مہابک کا اخیر ہوتا ہے اور قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی عزیز کہیں جائے گناہ ہے اور اس کے جلد واپس آنے کی امید نہیں ہوتی تو اس کے پاس زیادہ نشست و رخصت کی جاتی ہے اور اس کی دل جوئی اور رضا طلبی میں اور بھی زیادہ کوشش کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے اخیر رمضان میں جس دن اہکلاف فرمایا آپ جانتے تھے کہ اب میری عمر آخر ہو چکی اور آئندہ سال میں یہ عزیز اور مہابک مہینہ بھگو دے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اہکلاف ایسا مرغوب تھا کہ ایک مرتبہ کسی مصلحت سے اخیر عشرہ میں اہکلاف دینا کے ترہائے اس کے شمال میں دس دن اہکلاف فرمایا۔

اہکلاف کی حکمتیں طارے بہت کہے بیان کی ہیں۔ منجملہ اس کے یہ کہ جب مسجدیں رہے گا تو بڑی

مع امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ایملۃ القدر صرف رمضان ہی ہوتی ہے مگر کسی عشرہ اور کسی تاریخ کے ساتھ خاص نہیں کسی رمضان میں کسی تاریخ کو کسی میں کسی تاریخ کو اور جن احادیث سے کہ اس کا عشرہ اخیرہ ہی اہکلاف ہوتا ہے ان احادیث کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ وہ صرف اس رمضان کا حال ہے جس میں وہ صریح اٹھا دہی دیا تھا اور چونکہ عشرہ اخیرہ کی نسبت احادیث بہت ہیں اس لئے اس میں کفر ہونے کا انکار نہیں ہو سکتا اور ان فرقہ فعات میں لکھتے ہیں کہ رمضان کے ساتھ بھی مخصوص نہیں۔ ۱۰

مع حق تعالیٰ نے آپ کو اس کی خبر دی تھی چنانچہ ایک مرتبہ اشارہ فرمایا تھا: ہر ایک بندے کو اللہ نے دینا و آخرت میں اختیار دیا تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا اس رخص کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھگے اور بہت روئے اور صبا نے تہب بھی کیا اس میں روئے کی کیا بات تھی اگر آپ کی دعا تھے ہر مسک مسک ہو گیا اس حدیث میں آپ نے اپنا ہی حال بیان فرمایا تھا اس وقت حضرت قنڑی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر آپ کے لئے زیادہ اہکلاف چاہتا ہے وہ صلیت تھی کہ ایک مرتبہ آپ کی اجازت سے ام المؤمنین خولہ رضی اللہ عنہا نے بھی جو دن اہکلاف کے لئے ایک شخص کیا ان کو دیکھ کر ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے لئے ایک شخص کیلئے کہ جب آپ نے پھال دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگ کیا اس مسجد میں اہکلاف کر رہے ہو بھگتے اہکلاف ترک کر دینا اور کسی شخص سے کہہ کر اس میں شریعت دکر ہے۔ ۱۱

بات یہ ہوگی کہ ہر وقت کی خانہ جماعت سے ملے گی اور دوسرے اہل مذاہب سے بھی بچے گا جو مسجد میں نہیں ہو سکتے، ایسے سخت افسوس اور رنج ہوتا ہے جب یہ خیال کرتا ہوں کہ اعتکاف جیسی پسندیدہ عبادت اور سرفرب سخت اس زمانے میں یک ختم ترک ہو گئی، مسلمانوں کی بڑی بڑی باتیں میں بھی ایک آدمی اعتکاف کرتے والا نہیں ملتا افسوس کوئی اپنے بھائی کی ایسی پسندیدہ سنت کو اس بے پروائی سے ترک کرتا ہے میرا افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے جب دیکھتا ہوں کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مشرکین ہند کبھی کبھی سخت عبادتیں نہایت سرگرمی سے ادا کرتے ہیں، یہ ان کا اعتکاف سنت منکرہ صلیہ نہیں ہے، مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ بالکل اسے ترک ہی کر دیا جائے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص اپنی وقتی دنیاوی ضرورتوں کو ترک کر دے اور ہر وقت اعتکاف میں مشغول ہو جائے، انہیں جو لوگ بالکل بیکار رہتے ہیں وہ تو نہ ترک کریں ہر گز نہیں بھی ایک آدمی کو منع کر دیا کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے، جہاں رمضان ۱۰ اخیر شروع آتا تو آپ کے لئے مسجد مقدس میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی اور وہاں آپ کے لئے کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کاڑاں دیا جاتا یا کوئی چھڑا سا خمد نصب ہو جاتا اور بیوی تارک کونہ کی خانہ کعبہ کو آپ وہاں چلے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔ اس درمیان میں آپ ہمارے وہاں اکل و شرب فرماتے، وہیں سوتے آپ کی ازواج عاہرات ہیں جس کو آپ کی نیاہت مقصود ہوتی، وہیں چلی جاتیں اور حضورؐ کی دیرینہ کربلی آیتیں بغیر کسی شدید ضرورت کے آپ وہاں سے باہر تشریف لاتے، ایک مرتبہ آپ کو سر صاف کرنا مقصود تھا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایام معمول سے نہیں آرا آپ نے اپنا سر مبارک کھڑکی سے باہر کر دیا اور ام المومنین نے مل کر صاف کر دیا (صحیح بخاری و غیرہ)

اعتکاف کے مسائل

(۱) اعتکاف کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) مسجد میں ٹھہرنا خواہ اس مسجد میں پنج وقتہ نمازیں ملے بعض فقہاء مسجد جماعت کی شرط رکھتے ہیں۔ یعنی وہ مسجد میں امام اور خزانہ مقرب ہو، بعض نے یہ شرط رکھی ہے کہ اس میں پنج وقتہ نمازیں ہوتی ہیں، اگرچہ جمیع معنی امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر مسجد میں اعتکاف درست ہے۔ اسی کی اکثر علما نے تائید کی اور اس زمانے میں اسی پر غور فرمایا ہے (رد المحتار)

و حق ہوتا یا نہیں (۲) بہ نیت اشکاف شیرنا ہے قصد واداءہ شیرخانے کو اشکاف نہیں کہتے چونکہ نیت کے متبع ہونے کے لئے نیت کرنے والے کا سلطان اور ماعقل ہونا شرط ہے لہذا عقل اور سلطان کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا (۳) حیض و نفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا جس اشکاف میں کہ صوم شرط ہے اس میں حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے اور جس اشکاف میں صحت ہے اس لئے کہ ان دونوں سے خالی ہونا صوم کی صحت میں شرط ہے اور جس اشکاف میں صوم شرط نہیں اس میں حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط صحت نہیں بلکہ شرط طہت ہے اور حیض و نفاس سے پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا تو کسی اشکاف میں شرط صحت نہیں بلکہ شرط طہت ہے شرط صحت اور شرط طہت میں فرق یہ ہے کہ شرط صحت کے نہ پائے جانے سے اشکاف ہی صحیح نہ ہوگا لہذا اگر کسی نے اشکاف کی نذر کی یا قسم کھائی تو اس کی نذر اور قسم پوری نہ ہوگی اور شرط طہت کے نہ پائے جانے سے گویا ایک نعل حرام کا ارتکاب ہوگا مگر اشکاف فی نفسہ صحیح اور درست ہو جائے گا نذر کرنے والے کی نذر اور قسم کھانے والے کی قسم پوری ہو جائے گی باطل ہونا یا مرد ہونا اشکاف کے لئے شرط نہیں باطل ہو کر کچھ دار اور عورت کا اشکاف درست ہے ۔

سب سے افضل وہ اشکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ کرمہ میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبوی کا اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہوگا جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلہ کی مسجد اس کے بعد وہ مسجد جس میں لیادہ جماعت ہوتی ہو ۔ (۲) عورتوں کو اپنے گھر کی مسجد میں اشکاف کرنا بہتر ہے اور کسی دوسری مسجد میں کردہ حشر بھی شے ۔
 وہ خالی ہونے اور پاک ہونے میں یہ فرق ہے کہ جب عورت کا حیض یا نفاس بند ہو جائے گا تو وہ حیض یا نفاس سے خالی بھی جائے گی واداءہ دوسرے کے صحیح ہونے تک اسی قدر شرط ہے کہ اگر پاک اس وقت ہوگی جب غسل کرے اور کوئی مذہب نہ تو تیمم کرے ۔

مسئلہ غسل حرام سے مرد و مسجد میں جانا کہ حدیث الہی کی حالت میں جانا جائز نہیں اور اشکاف ہے اس کے ہونے سے اگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعی علی الشریعہ و مسلم کے بعد اذان و اذان کے بعد اشکاف کیا جس سے معلوم ہو کہ عورتوں کا اشکاف فی نفسہ ایک امر جائز ہے مگر بہت ایسی باتیں ہیں جن کو کسی ماضی فساد کے سبب جائز نہ جاتی ہیں عورتوں کی مسجد محلہ میں اشکاف کرنے کی خرابیاں نکالیں ہوں مسجد میں اگر پہنچا دیا جائے تو مجاہد کے گناہ کی عاقبت سے میرا کہ چلنا آنا سے معلوم ہوگا اور پہنچا دینا اٹھانے کا تو بے شری ہوگا تیمم کے لوگ مسجد میں آتے ہیں فساد کا خوف ہے اس سبب سے یہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر اس زمانے کی حالت میں علی الشریعہ و مسلم دیکھتے تو منور عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے ۔

(۳) احکام کی تین قسمیں ہیں۔ واجب، سنت، مکرہ۔

واجب ہے اگر زندگی جیسے مفادِ خواہ غیر مطلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے احکام کی نذر کرے یا مطلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا نکاح کام ہو جائے گا تو میں احکام کروں گا سنت مکرہ ۶ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں اس عشرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بالا التزام احکام کرنا احادیث، مجتہدین منقول ہے۔

مستحب ہے رمضان کے اخیر عشرے کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔

(۵) احکام واجب کے لئے صوم شرط ہے جب کوئی شخص احکام کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا بلکہ یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا اسی وجہ سے اگر کوئی شخص صرف رات کے احکام کی نیت کرے تو وہ ضروری طے کی ایک نذر رات روزے کا عمل نہیں ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات نیت داخل ہو جائے گی اور رات کو احکام کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے احکام کی نذر کرے تو پھر رات نیت داخل نہ ہوگی روزے کا خاص احکام کے لئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی فرض سے روک رکھا جائے احکام کے لئے کافی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان میں احکام کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس احکام کے لئے بھی کافی ہے ہاں اس روزے کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزہ اس کے لئے کافی نہیں مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اسی دن احکام کی نذر کرے تو صحیح نہیں اگر کوئی شخص رمضان کے احکام کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں ذکر کے تو کسی اور مہینے میں اس کے لئے کر پینے سے اس کی تبدیلی ہو جائے گی مگر طبعی اتصال روزے رکھنا اور ان میں احکام کرنا ضروری ہوگا۔

(۶) احکام مسنون ہیں تو روزہ ہوتا ہی ہے اس لئے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۷) احکام مستحب میں روزہ شرط نہیں۔

(۸) احکام واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس تعینیت کرے اور احکام مسنون ایک عشرہ اس لئے کہ احکام مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے اور احکام مستحب کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک حد تک اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

(۹) حالت اشکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اشکاف واجب یا مستحب ہے تو غاصد ہو جائے گا اور اس کی تفاسیر کا پڑے گی اور اگر اشکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اشکاف مستحب کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں۔

پہلی قسم۔ مشکف سے بے ضرورت باہر نکالنا ضرورت عام ہے خواہ طبی ہو یا شرعی طبی جیسے پاخانہ پنجاب فصل، جنابت بشرطیکہ مسجد میں غسل ممکن نہ ہو، مسجد میں غسل ممکن ہوئے کی وجہ سے جی، مسجد میں غسل خانہ یا حوض وغیرہ نہ ہو یا کوئی طرف اس قدر بڑا ہو جس میں بیٹھ کر نہ پائے اور مسجد میں غسل کا پانی نہ گرنے پائے، کھانا کھانا بھی ضرورت طبی میں داخل ہے بشرطیکہ کوئی شخص کھانا لالنے والا نہ ہو، شرعی ضرورت جیسے جمہ اور مسجد میں کی نماز یا پنج وقتہ نماز کی جماعت۔

جس ضرورت کے لئے اپنے مشکف سے باہر جائے بعد اس سے غارغ ہوئے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس کے مشکف سے زیادہ قریب ہو، مثلاً پاخانہ کے لئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہاں جا کر اس کی طبیعت اپنے گھر سے مانس ہو تو اور دوسری جگہ جاتے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے، اگر مسجد کی نماز کے لئے کبھی مسجد میں جاتے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جاتے اور وہیں اشکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

بھولے سے بھی اپنے مشکف کو ایک خٹ جگہ اس سے کم بھی چھوڑنا جائز نہیں۔

جو قدر کثیر الوقت نہ ہوں ان کے لئے بھی اپنے مشکف کو چھوڑ دینا جائز نہیں، مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لئے یا کسی ڈوہتے ہوئے کے بچانے کو یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے گوان سرنگوں میں مشکف سے نکل جانا گناہ نہیں، بلکہ جان بچانے کی فرض سے مزوری ہے مگر اشکاف قائم نہ رہے گا، اگر کسی طبی یا شرعی ضرورت کے لئے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے کے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازہ میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (دہر وغیرہ)

جمو کی نماز کے لئے ایسے وقت جانا جائز ہے کہ تیز المسجد اور منعت جمو وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی منعت پڑھنے کے لئے ٹھہرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی راسے ہر چھوڑ دیا گیا۔ (رد المحتار)

اختیارہ غلط ہو جاتے معنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی شخص زیر دست مشکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اشکاف قائم رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کر لے جائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکال لے اسی طرح اگر کسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر مشکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اشکاف قائم نہ رہے گا۔

دوسری قسم جماع وغیرہ کرنا خواہ عمدہ کیا جائے یا سہواً اشکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر ہر حال میں اشکاف باطل ہو جائے گا اور انحال کہ غالباً باعث جماع ہوتے ہیں، مثل بوسہ لینے یا مباشرت ماحشر وغیرہ کے وہ بھی حالت اشکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اشکاف باطل نہیں ہوتا۔ تاہم محکمہ فنی نہ خارج ہو ہاں اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اشکاف ناسد ہو جائے گا صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اشکاف ناسد نہ ہوگا۔

(۱۰) حالت اشکاف میں بے ضرورت کسی و نہادی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا، ہاں اگر کوئی کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا دوسرا کوئی شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر بیچ کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو پھر جائز ہے رد المحتار حالت اشکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں مذہبی باتیں زبان سے نہ نکالے جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے مقصود یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں الحمد للہ کہ میام کا جان اور اس کے احکام غم ہو گئے اب میں چاہیں احادیث روزے کے متعلق نقل کرتا ہوں۔

شأنه غفل الخ صائر مؤمنین
والذی نفسی پیدا الخلف فی صائر
اطیب عند اللہ من دیکر الحسک
یترک طعامه وشوابه من اجل العیام
لی وانا اجزی بد والحسنه بعشر
اثنایا :

(انجادی)

(۳) عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ
علیه وسلم قال والذی نفسی یؤدب
لخلف نمر العیام اطیب عند اللہ من
دیکر الحسک طعاما شر فرحان یفرحها اذا
افطر فرح وانما فی ذبہ فرح بصره (بخاری)
(۵) عن ابی هریرة ان رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم قال من قاهر لیلۃ القدر ایما
واحسا یا غفیلہ ما تقدم من ذنبه ومن عام
ومسان ایما نا واحسا یا غفیلہ ما تقدم من ذنبه
(۶) من سئل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دکھی سے چھڑے، پھر اگر کوئی اس سے لطف پاس کر لگی
وہ تو کہہ کہ میں روزہ دار ہوں اور تم اس کی قسم
میں کے پیڑ میں میری جان چھڑاؤں دار کے منکر
اللہ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے واللہ تعالیٰ فرما
ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا میرے لئے چھڑاؤں لہذا
روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ لے گا اور روزہ
لیگی کا اس کو ثواب ملتا ہے (بخاری)

(۳) الامیر شاہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اس کو قسم میں کے اختیار میں بسک جان ہے۔
روزہ دار کے منکر کو اللہ کو مشک سے زیادہ پسند ہے
اور تم خوشی برتی ہے جب انتظار کرتا ہے اور جب
اپنے پروردگار سے ملے گا۔ (بخاری)

(۵) الامیر شاہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
موشب قدر میں جان دار جو کڑواپ کے لئے عبادت کر لیا
کے لگے گا، بخش دینے جائیں گے اور جو کوئی رضا کی چیز
رکھے جان دار جو کڑواپ کے اس کے لگے گا، بخش دینے لگا۔
(۶) اس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا

روزہ داروں کے فخر کے لئے اس سے زیادہ لیا گیا ہو سکتا ہے کہ ان کے منکر کو روزہ دار کا منکر کی خوشبو سے زیادہ
پسند ہے اور روزہ کا ثواب خود اپنے مالک انھوں سے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور پھر معلوم نہیں کہ کس قدر دیا ہو کیوں
کی طرح اس کا ثواب دینے کے ایک محدث ہیں ۱۲۔ حدیث کا روایت پر فوراً کہہ کہ اللہ کی کس قدر غفلت
اور وہ حق بھانڈو کو کیا پسند ہے مگر احادیث کے ٹپختے سے بھی ملتی ہیں روزہ رکھنے کا شوق اور جو شہوانہ ہوتی ہے
دل چہرے زیادہ غصہ لگتا ہوں کی کثرت سے اکل رنگ لگتا ہے اس کو صدق دل سے توبہ کرنی چاہئے امید
ہے کہ خود ہم اس کے گناہ بخش دے اور اس کے دل کی سختی اور توبہ کی جاتی رہے ۱۲۔

سہ انظار سے اگر روزہ کا انظار مراد لیا جائے تب بھی صحیح ہے لی الجملہ پر روزہ وقت انظار ایک فرصت ہوتی
ہے اور اگر مراد اس کا انظار مراد لیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اس کو فرصت کا ملتی ہوئی ہے ۱۳۔

قال ان في الجنة ما قال له الرجلين يدخل
منه انما ثمرات يومها الجنة لا يدخل منه
احد غيرهم فاذا دخلوا فلق قسرين يخل
منه احد (البخاری)

(۷) عن ابی ہریرۃ ان اعلیٰ بیا القی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ولفی عیظہ عمل اذا عملتہ
دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرك به
شیئاً وتقیم الصلوة المكتوبة وتؤدی
الزکوة المفروضۃ وتقوم رمضان قال
والنہی عن الفحشاء والمنکر علی حدیث
فہما ولی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من عمل من اعمال الجنة فلیظہا هذا (البخاری)

(۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس
ما جود ما یکون فی سمان من سمان یلقاه جبریل
وکان یلقاه فی کل یوم من سمان فیدارسہ
الغمرات فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اجود فی الخیر من السامع المرسلة
(البخاری)

(۹) عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال لا یجوز عبد یحییٰ من بعدہ
منہ وراہ منہ فخرہ وکبرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نظم اور علی تصدیق قابل قدر تھی کیا اب کسی مسلمان سے یہ ارکان نہیں آدا ہو سکتے؟ اگر ہو سکتے ہیں تو جہنم کی رو
جنت جیسے اور ہی جلی کر اتھ سے درد قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا دہا کر اپنا ترک جائے تو ہی جہنم کی
پاٹھ سے ہم دھار امت را کہ دعوہ و توحید پائیاں

ایک دردانہ ہے جس کا نام ترابن ہے اس سے رشتہ دار
وہبت) میں جاتیں گے قیامت کے دن اس کے سوا کوئی
اس سے نہ جائے گا جب وہ اس میں اطمینان ہو جائیں گے ز
جنگہ را جائے گا پھر کوئی اس سے نہ جائے گا اور جہنم
(۱۰) ابو ہریرہ سے کہ ایک اموی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں عرض کیا کہ تم کوئی کام ایسا بتائیے جس
کے کرنے سے میں جنت کا مستحق ہو جاؤں ارشاد ہوا کہ
کی پیشکش کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور فرض نماز
پڑھا کر اور فرض زکوٰۃ دیا کر اور رمضان کے مہینہ رکھا
کر اس سے قسم کھا کر کہا کہ میں اس سے زیادہ فکروں گا
جب وہ پہچان گیا تو آپ سے فرمایا کہ کسی جنتی کو دیکھنا چاہیے
تو وہ اس کو دیکھ لے۔ (بخاری)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سب لوگوں سے زیادہ فیاض تھے (مخصوصاً رمضان
میں جب آپ سے جبریل ملے تھے اور جبریل رمضان
بھر برکات میں آپ سے ملے تھے اور قرآن کا آپ
سے یاد کیا کرتے تھے پس اس وقت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نفع رسائی میں ہر اسے بھی زیادہ تیز ہوتے
تھے (بخاری)

(۱۲) ابو سعید خدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ جو شخص ایک دن بھی خدا کی راہ میں روزہ
منہ وراہ منہ فخرہ وکبرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نظم اور علی تصدیق قابل قدر تھی کیا اب کسی مسلمان سے یہ ارکان نہیں آدا ہو سکتے؟ اگر ہو سکتے ہیں تو جہنم کی رو
جنت جیسے اور ہی جلی کر اتھ سے درد قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا دہا کر اپنا ترک جائے تو ہی جہنم کی
پاٹھ سے ہم دھار امت را کہ دعوہ و توحید پائیاں

چہ باک از دست بجز آنرا کہ باشد ذرا کشتیباں

ہا بعد ذلك اليوم اتار عن وجهه سبعين حبة من الترمذي وقال حسن صحيح۔
 دوزخ سے دھڑک رہا ہے وہ دن اس کو بھڑک رہی کی مسافت کے
 (ترمذی)

(۱۰) عن زيد بن خالد الجهني قال دخل
 رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر
 صائما صان لا مثل اجره غير انه لا
 ينقص من اجره ما شئ (الترمذي)
 (۱۱) عن ابن مسعود قال سمعت رسول الله
 صلى الله عليه وسلم اذا رايتهم يصومون
 واذا رايتهم ما افطروا وان فطر عليهم
 فاقد روا (بخاری)

(۱۲) عن ابن عباس قال جاء عمار بن لابي
 حجة الله عليه وسلم فقال اني رايت لعل
 فقال اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان
 محمد اسر رسول الله قال نعم قال يا بلال اذني
 في الناس ان يصوموا فدا (بخاری)
 (۱۳) عن الربيع بنت معوذ قال تلرس
 النبي صلى الله عليه وسلم ذبابة عاشوراء الى
 قري الا نصار من اصبح فطر نبيهم بقية يومه
 ومن اصبح ما نكحنا عليهم (بخاری)

(۱۴) عن انس بن مالك ان النبي صلى الله
 عليه وسلم قال فاصبروا فان في الصوم بركة
 مع اس زان من اجس ما لم يكن في يومه افطار
 بھان دعوت بھی جوتی ہے تو فطر کرنے کے لئے کوئی چیز گھر سے لے جاتے ہیں یہ کسی بڑی بھلت ہے۔ ۱۵
 معہ صوم ہمارا کاشیں تاریخ کو پانچ دھڑکائی دے تو اس کے دوسرے دن نہ دھڑکے ۱۶ معہ یہ دفتر فاقہ اس
 دھڑکا ہے کہ جب مطلع صاف ہو مطلع صاف ہونے کی حالت میں تو ایک گویا کوئی نہیں بلکہ ایک بڑی جھٹکا لپٹے

(۱۵) ربيع بنت معوذ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عاشوراء کی صبح کو انھار کی بیسویں ہے کہہ سچا میں نے
 سچ کو کھایا چودہ تمام کرے اپنے تھے دن کو انھیں نے
 سچ کو کچھ نہ کھایا چودہ بقیہ رکھتے۔

(۱۶) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صوم رکھو اس لئے

اس زان میں جس ماہ میں کہتے ہیں کہ نہ دن کا صوم ہونا چاہیے گا اگر کسی کے
 بھان دعوت بھی جوتی ہے تو فطر کرنے کے لئے کوئی چیز گھر سے لے جاتے ہیں یہ کسی بڑی بھلت ہے۔ ۱۵
 معہ صوم ہمارا کاشیں تاریخ کو پانچ دھڑکائی دے تو اس کے دوسرے دن نہ دھڑکے ۱۶ معہ یہ دفتر فاقہ اس
 دھڑکا ہے کہ جب مطلع صاف ہو مطلع صاف ہونے کی حالت میں تو ایک گویا کوئی نہیں بلکہ ایک بڑی جھٹکا لپٹے

را ترمضی وقال حسن یحرم

کہ بخود میں برکت ہے۔ (ترمذی)

(۱۵) عن مہل بن سعد قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ادناس بخنیر
ما تجلو الفطر (البخاری)

(۱۶) من ابن ابی اونی قال کنا مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر وھو صائم فلما
غابت الشمس قال لبعض القوم یا فلان قم
فاجرح لنا فقال یا رسول اللہ فلو امسیت
قال انزل فاجد ح لنا قال یا رسول اللہ
فلو امسیت قال انزل فاجد ح لنا
قال ان امسیت فاجد ح قال انزل فاجد ح
لنا فنزل نجد ح لھم فثوب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وقال افا را یتم
اعیل قد اقبل من ہہنا فقد افطر
انما یتم (البخاری)

(۱۵) مہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بیٹھ چکی ہوں گے
جب تک کہ افطار میں ہلکی کرتے رہیں گے۔ (بخاری)
(۱۶) ابن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم
ایک سفر میں صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپ روزہ
رکھے ہوئے تھے میں جب آفتاب (فطر) سے غائب ہو گیا
تو آپ نے کسی سے کہا کہ اٹھو اور ہمارے لئے شوگول اور
اس نے رض کیا کہ یا رسول اللہ تو روزہ کی دیر اور فطر چاہیے
کہ (شام) پہنچے اور اس پر کہد سوا ہی ہے اور وہ روزہ
نے شوگول اس نے رض کیا کہ ابھی دن ہے پھر آپ نے
فرمایا کہ اتھو اور ہمارے لئے شوگول نہاد و اتھو اور
اس نے سب کے لئے شوگول دیئے اور صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ اور فرمایا جب تم ذات کی سیاہی
کو دیکھو کہ سامنے آگئی اس طرف سے قرعہ شہادت
کرے روزہ دار۔ (بخاری)

(۱۷) عائشہ اور کرم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی خیر ہو جاتی تھی حالانکہ آپ
اپنی انداز کی دم بھر رہے تھے جب ہوتے تھے پھر نزل
کر لیتے تھے اور روزہ رکھتے تھے (بخاری)

(۱۸) عن عائشة وام سلمة ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان ید رکہ الفجر
ھو جب من اھلہ ثم یفصل و
یصوم۔ (البخاری)

(۱۹) من عائشة حجات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقبل ویبای شہد
ھو صائم و حجات ام کلثوم

(۲۰) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی انداز سے ابیں رکنا فرماتے تھے حالانکہ
آپ معذہ دار ہوتے تھے اور وہ تم سب سے زیادہ اپنی

سے معلوم تھا کہ کھانا محتجب ہے ۱۲۔ وہ دیکھتے ان اہل بیت میں جلد افطار کرنے کی کس قدر تاکید ہے مگر
افسوس کہ کل نام طریقہ روئے کے افطار سے بعد سے زیادہ دیر کی جاتی ہے۔ ۱۳۔

(الجہاد)

خواہوں پر تاجدار کہتے تھے۔ (بخاری)

(۱۹) وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

اذا نسی احدکم فاکل وشرب فلیس بمر

صومہ فانہ اطعم اللہ وسقاہ (الجہاد)

(۲۰) عن عبد اللہ بن ماسرین ربیۃ عن

ابید قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ما لا یحکم یسوک وهو سائر (ترمذی)

(۲۱) عن سلیمان بن عامر الضحی عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا نظر احدکم فلیس بمر

تفران لمر یجد فلیس علی ماؤ فانہ یتور (ترمذی)

(۲۲) عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال من ذرعا القی فلیس علیہ قضاء ومن

استقام علی الخلقف (ترمذی)

(۲۳) عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال صیام ما شؤد اذی احتسب علی اللہ ان

یکفر اسنة القی تہلک (ترمذی)

(۲۴) عن حمزۃ بن عمرو الاصلی قال نسی

حجۃ اللہ علیہ وسلم ایوم فی المغربہ کما یشیر

العیام فقال ان شئت فیسر وان شئت

فانظر (الجہاد)

(۲۵) عن عائشۃ قالت کنا نحلی عند

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم نظر

فیامرنا بقضاء الصیام ولا یامرنا بالقضاء

(الصلوۃ) (ترمذی)

(۲۶) عن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۹) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ وسلم کے کہ اپنے فرمایا جب کہ

تم میں سے کوئی شخص کھانے پینے کو چاہے تو چاہے کھانے پینے کا پانی

تمام کرے اس کے کاس کو اللہ نے کھانا پلایا ہے (بخاری)

(۲۰) عبد اللہ بن عامر اپنے آپ سے روای ہیں کہ میں

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار حالت صوم میں سوک

کرے دیکھا۔ (ترمذی)

(۲۱) سلیمان بن عامر ضحی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

کوئی تم میں سے نظر کرے تو چھوڑے ہر اگر نہ تو پانی

پر اس کے کپانی پاک کرنے والا ہے (ترمذی)

(۲۲) ابو ہریرۃ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو

اختیار ہے ہڑے کو اس پر اس میں کی تھا خلی ذرعتا

تے کرے تو اس کو تھا کرنا چاہیے (ترمذی)

(۲۳) ابو قتادہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اللہ سے امید ہے کہ ما شؤد کا روزہ سال گذشتہ کے

گناہ صاف کر دے گا (ترمذی)

(۲۴) حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سفر میں روزہ

روزہ ہے اور وہ بہت روزہ دیکھا کرتے تھے آپ نے

فرمایا اگر ہر روز کو چاہو رکھو۔ (بخاری)

(۲۵) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ

ہم لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض ہوتا تھا

تو جب ہم پاک ہو جاتے تھے تو آپ ہم کو روزہ کی قضاء حکم

دیجے تھے یا نہ کی تھا انہوں۔ (ترمذی)

(۲۶) عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہیں نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ فرماتے ہوئے نہ کہ کوئی تم میں سے بعد کے دن روزہ نہ رکھے مگر ایک دن اس سے قبل یا اس کے بعد ظاہر (صحیح بخاری)

(۳۳) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منہج کے دن فرض کے سوا اور کوئی روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ اگر کسی کو کچھ کھانے کو ملے تو اگر وہ کھائے یا کسی درخت کی کڑی پی چمکے۔ (ترمذی)

(۳۵) ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو اسے سال بھر کے روزے ہیں۔ (ترمذی)

(۳۶) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ روزہ روزہ ایک سال کو خوشی کے عشاء شاد ہے۔ (ترمذی)

(۳۷) ابو ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میرے چالیس دوست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں ان کی روایت فرمائی ہے ہر چھپے میں تین دن کے روزے اور وہ رکعت نماز چاشت اور قبل سوئے کے وتر پڑھ لینا بخاری

(۳۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دو دن اعتکاف فرماتے تھے اور میں سال آپ کی وفات پہلی ہفتی دن اعتکاف فرمایا تھا۔ بخاری

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ روزہ روزہ ایک سال کو خوشی کے عشاء شاد ہے۔ (ترمذی)

صلی اللہ علیہ وسلم بقول لا یصوم من احدکم فی م الحجۃ الا یوماً قبلہ و بعدہ۔ (بخاری)

(۳۴) عن عبد اللہ بن مسعود اختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تصوموا یوم السبت الا ما افترض علیکم فان لم یکن احدکم الا لخاصۃ غنۃ او و شجر فلیصمہ۔ (ترمذی)

(۳۵) عن ابی یوسف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ثم اتبعہ بست من شوال فذا فی صیام النہر۔ (ترمذی)

(۳۶) عن ابی قتادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صیام مرفۃ الی احسن علی اللہ ان یکفر السنۃ الی قبلہ۔ (ترمذی)

(۳۷) عن ابی ہریرۃ قال او صاتی غلیل بثلث صیام ثلثۃ ایام من کل شھر و ما کنی الا و ان او ترمیل ان ایام۔ (بخاری)

(۳۸) عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکتف فی کل رمضان عشرون ایام فلما کان الحام الذی فیہن اعتکف عشرون۔ (بخاری)

(۳۹) عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ

علیہ وسلم (صلوات اللہ علیہ وسلم) کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یکتا عضو تھا اور اس میں
روحانی حقیقت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو
میں پیدا کیا (النجاری)

صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان کے اخیر عشرے میں
اعکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو
مناجبت دی پھر آپ کے ہمد آپ کی انعامات سے
اعکاف کیا۔ (کناری)

(۱۸) میں نے کہا انہی کا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ایک یکتا
الذی اسے فارسل و لا یلین خلجہ
لا لحاجة الا اناس۔ (النجاری)

(۱۹) عاقبت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جب اعکاف فرماتے تھے تو اپنا سر سے
ترجہ کر دیتے تھے اور اسے لٹکی کر دیتی تھی اور آپ گری
بجائے انسانی عزت کے دانتے تھے (کناری)

چہل آثار امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) قال عمر بن الخطاب فی رمضان ویلک
و صیانا صیاح فضیہ (النجاری) تعلیقا
(۲) ابو بکر من ابن عمر ان عمر مر و الصم
قبل مرتہ یستغنی۔

(۱) عشرۃ رمضان میں ایک عشرہ علیہ سے فرمایا کہ میری
بڑھ چکے ہیں (کے) تو روزہ دار ہیں پھر اس کو مدد کی
(۲) ابو بکر بن عمر سے روایت ہے کہ عشرۃ اپنی وفات سے
دو برس پہلے کا تار و زب سے تھے۔

(۳) ابو بکر من ابی بکر ان عمر بن الخطاب
احبان شہادۃ دجل فی الصلال۔
(۴) البیہقی روی عن ابی بن العباس
ان عمرو علیا بنیان من صوم الیوم

(۳) ابو بکر بن عمر سے کہ عمر بن الخطاب نے ایک شخص
کی گواہی دینے کے ثبوت میں، کافی بھی۔
(۴) بیہقی مہال سے روایت ہے کہ عمر بن عمر
رضی اللہ عنہ اس دن کے روزہ رکھنے سے منع کرتے

عہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا اعکاف فی نفسہ ایک امر جائز ہے گو بہت لمبے جائز اور صحیح جو
عمر رضی اللہ عنہ کے سبب سے کہہ اور حرام ہو جاتے ہیں ۱۲۔

عہ معلوم ہوا کہ تاریخ کی حدت نہیں کے روزہ رکھا تا جب کہ بشرطیکہ روزہ رکھنے کی قوت لگتی ہو
سے اللہ اکبر و صحابہ کو روزہ سے کہیں بہت تھی اسی قسم کا روزہ اکثر صحابہ سے منقول ہے ۱۳۔

لے یہ حکم رمضان کے چاند کا ہے بشرطیکہ مطلع صاف نہ ہو رمضان کے سوا اور مہینوں کے چاند میں اگر طبع
مافہ ہر تو انہی کی گواہی ہو چکی ہے اور مطلع صاف نہ ہو رمضان اور غیر رمضان ہر چھ کے ایک
بہت بڑی عزت کا ہونا شرط ہے ایک دن رکھنے کی گواہی کافی نہیں ۱۴۔

الذی یثقل فیہ من ۵ مناک ۔

تھے جس کے رمضان ہونے میں شک ہو ۔

(۵) ابو بکر و حبیب بن ابی وائل اتانا کتاب مصراۃ الامامۃ بعضہا اکبر من بعض فاذا راۃ تیرا لعلل فدارا فلا فطر و احق یشہد و جلان مصلی انصبا اعلی ۲ اس ۔

(۵) ابو بکر اور حبیب بن ابی وائل سے کہ ہمارے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ بعض چاند بعض سے بڑے ہوتے ہیں تو جب تم دن کو چاند دیکھو تو انظار نہ کرو یہاں تک کہ وہ مسلمان مروا اس بات کی گواہی دیں کہ انھوں نے کل چاند دیکھا ہے ۔

(۶) ابو بکر بن سوید بن غفلة سمعت عمر یقول شہر ثلاثون و شہر تسع و عشرون ۔

(۶) ابو بکر بن غفلة سے کہ میں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی مہینہ عین دن کا ہوتا ہے کوئی اُنیس کا ۔

(۷) عن جاسر بن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله حینہ اللہ علیہ وسلم اذا قبل الجبل من عجمنا وادبر النہار من عجمنا فقل الفطر الامام شہر ۔ (المتحدی)

(۷) جاسم بن عمر سے کہ عمرؓ نے خطبہ نبوی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آج رات اس طرف سے اور بچا جانے دن اس طرف سے تو انظار کرنے روزہ دار ۔ (نکار کی)

(۸) ابو بکر سعید بن مسیب کان عمرو یکتب الی امراء لا تکونوا من السوفین انکون کسر ولا فطر والجلال تکون اشتباک الخیوم ۔

(۸) ابو بکر سعید بن مسیب سے کہ حضرتؓ نے کلام کو کچھ بھیجے تھے کہ راے لوگو تم روزہ کے انظار کرنے میں تاخیر نہ کرو راے دیوار اور غریب کے وقت اپنی نماز میں شراہد کے چھک جانے کا انظار نہ کرو ۔

(۹) ابو بکر عن عطاء قال عمرو لا تزال حدی الامۃ تجیر ما تجلو انظر ۔

(۹) ابو بکر عطاء سے کہ فرمایا فرماتے ہاں ہے میں ابھی جب تک کہ لوگ انظار میں جلدی کرتے رہیں گے ۔

(۱۰) الشافعی عن حمید بن عبد الرحمن ان عمرو عثمان کان یصلی ان الغریب حین را ابو بکر عن الحسن قال عمرا اذا شاک الروح لاون نیما حلا سجن یشہدنا ۔

(۱۰) شافعی حمید بن عبد الرحمن سے کہ عمر اور عثمانؓ کی نماز اس وقت پڑھتے تھے ۔

سے معلوم ہوا کہ عید کے چاند میں دو گواہ ہونا چاہیے مگر بشرطیکہ مطلع صاف ہو ورنہ ہر دو کی کافی نہیں ۔

(۱۱) ابو بکر حسن سے کہ فرمایا فرماتے کہ جب وہ آدمی رات کے ہونے دھستے ہیں شک کریں تو ان کو گھانا جاننا یہاں تک کہ رات نہ ہوئے اُنھیں ہو جائے ۔

(۱۳۱) ابوبکر من الشیعی قال عمر لیس الصیام من الطعام والشواب وحدہ ولكن من التکلیف والایصال والفقو والحلف۔
(۱۳۲) ابوبکر من موقوف من عمر قال لا لا تقن موا الشہر۔

(۱۳۳) ابوبکر من ابی مسروق الشیبانی بلغ مصران سحرًا یصوم الی ہر نعلہ بالی دت۔

(۱۳۴) من مسروق الخطاب قال غزونا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان غزوات یوم یذروا الفقم فافطرونا فیما (الترمذی)

(۱۳۵) من ابی مسروق قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعام جبر النضر فقال لا ی مکر و مصراً ونا فسلا فقال انما صائمات قتالہ او ملوا لصاحبیکم اصبروا لصاحبیکم۔۔۔۔۔

(۱۳۶) من غیرانہ سابق فی اخرا مضان وقال الشہر قد تشعثم فلو صمنا بشیۃ کنز العمال۔

(۱۳۷) من عمر قال من کان فی سفر یوماً

(۱۳۸) ابوبکر شیبانی سے کہ فرمایا حضرت عمرؓ کہ کھانے پانی سے اجتناب کا نام نہیں ہے بلکہ جوشربا اور خوراک اور احوال اور قس سے بھی پکنا ضروری ہے۔
(۱۳۹) ابوبکر مسروق سے حضرت عمرؓ سے کہ حضرت فرمایا کہ خبردار رمضان سے دو ایک دن پہلے یعنی نہ کر۔
(۱۴۰) ابوبکر شیبانی سے کہ حضرت عمرؓ کو چند چھوٹی لکلیک شخص علی الاحوال برابر روزے رکھتا تھا چاہے ان انھوں نے اس سے کہتے اٹھایا۔

(۱۴۱) محمد بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان میں دو جہاد کئے پھر اور فتح کر کے دو دنوں میں مدینہ بھی رکھا۔ (ترمذی)

(۱۴۲) ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا کہ مرا فقہران میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھا تاوشی کیا گیا تو آپؐ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم یہ آجاک اور رکھا تو ان دنوں نے عرض کیا کہ تم نہ آؤ میں پس آپؐ نے فرمایا کہ میں لو گیا اور اس دو پہلے صلا میں صابون کا اور کام کر لیا اپنے دونوں ہاتھوں کا پانی۔
(۱۴۳) عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ آخر رمضان میں سفر کیا اور سفر اذکر کہ وہاں تکتم ہر چہ اب لاشیہ ام ابی دن بھی روزہ رکھتے تھے کنز العمال۔

(۱۴۴) عمرؓ فرمایا کہ شخص ماہ مبارک میں سفر

عہ اس حدیث سے سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت ثابت ہوئی ہے لہذا بعض علماء کا خیال کہ حضرت عمرؓ نے روزہ سفر میں روزہ رکھنا جائز تھا صحیح نہیں آگے کی حدیث میں ہر ایک سفر کو روزہ رکھنا لازم ہے اس کی دلیل اس سے صحت حاصل ہوا ہے اگرچہ کہ روزہ کو اس کی جگہ نہیں چلتا اس سے کہ اس سے خیال کیا کہ سفر میں روزہ رکھنا لازم ہے۔

تعلیمات داخل المذینۃ فی اول یومہ
دخل وهو صائم (کنز العمال)

(۱۹) عن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) جلا صام فی رمضان
فی سفرات یقصد (کنز العمال)

(۲۰) مالک وشافعی عن خالد بن اسلم بن
عمر بن الخطاب یخطب خطبہ رمضان فی یوم ذی

قیسر وراعی ان قد اصاب غائب الشمس فحاکا
وجل فقال یا ایہا المؤمنین تن علقت الشمس

فقال عمر بن الخطاب بیرو قد اجتمعنا -
(۲۱) ابوبکر عن حفصۃ شہدنا عمر بن

الخطاب فی رمضان وقرب ایہ شرب
شرب بعض القوم وھم یرون ان

الشمس قد غربت ثم ارقوا المؤذن فقال
یا امیر المؤمنین واللہ الشمس طالعہ

مربون اول ثلاثہ ثم تغرب فقال یحییٰ بن عمار
من شرب یا هؤلاء من حاک

افطر علیہم یوما مکات یوم ومن لم یکن
افطر فلیستہ حق تغرب الشمس -

(۲۲) عن سعید بن المسیب (رضی اللہ عنہ) عبر
خرج خطب الخطابہ فقال ما ترون من

شیء ضمت الیوم اصبحت جاشا نصرت
بی حجابیہ ما یحبونی فاصبٹ منھا

اور وہ یہ جان لے کر دی کے قول تمت وپختہ شہر میں
پہنچ جائے گا تو اس کو چاہیے کہ وہ روزہ ماضی کے (کنز العمال)

(۱۹) عمرؓ نے ایک شخص کو جس نے بہت سفر و حضر میں
روزہ رکھا تھا روزے کی قضا کا حکم دیا۔ (کنز العمال)

(۲۰) امام مالک وشافعی کا لہجہ اسلم سے کہ عمر بن خطاب
نے ایک امیر المؤمنین کو رمضان میں یہ کہہ کر اظہار کیا کہ

ہم گن لے کر آفتاب غروب ہو گیا ہے میں ایک شخص نے کہا
اے امیر المؤمنین آفتاب ابھی ہے تو انھوں نے فرمایا

بہت سنا ہے ہم نے کوشش کر لی تھی -
(۲۱) ابوبکرؓ خطبہ سے کہ میں نے عمر بن خطابؓ کی لاوت

ماو رمضان میں ماضی کی اور آپ کے سامنے شربت پینے
کیا گیا تو بعض لوگ نے پی لیا اور وہ یہ کہے کہ آفتاب غروب

ہو گیا پھر سوئی مناد پر چلا تو اس نے کہا کہ اے
امیر المؤمنین اللہ کی قسم آفتاب ابھی ہے پس دو تیرے

پہنچا کر عرض اللہ عز نے کہا کہ اے آفتاب ہم کہہ رہے
تیرے سر سے پکایا ہے تو کہ جس نے اظہار کر دیا

ایک دن کے بدلے میں ایک دن روزہ رکھ لے اور جس
اظہار کیا جو وہ پورا کرے وہاں تک کہ آفتاب غروب ہو

(۲۲) سعید بن مسیبؓ کہ عمر بن خطابؓ رضی اللہ عنہ ایک دن
اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا ہے

تم لوگوں کی اس کام میں جو میں نے کیں کیا تمہارے روزہ
ختم اور میرے پاس ایک لڑکی آئی اور وہ بھوکا بھی

مہ پر رمضان کا ادائی روزہ تھا کہ قتل کا روزہ تھا اور حضرت عائشہؓ کو غروب کی یہ مسئلہ معلوم تھا صرف امتناع
اور تمہارے لوگوں سے پوچھا تھا کیا کرئی علی اللہ علیہ وسلم کی تمہارے کرتے تھے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ

آفتاب کی غروب ہوئی اس اس کے سامنے ہر جہاں کہ انھیں یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو غروب کیوں کرتے ۱۲ -

فَنظَرُ الْقَوْمِ عَلَيْهِ لَمَّا صَنَعَ وَعَلَى
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَاكِتٌ فَقَالَ مَا تَقُولُ
قَالَ إِنِّي حَلَا لَا دِلُومَ مَكَانَ دِلُومٍ
فَقَالَ أَنْتَ خَيْرٌ مِنْهُمْ فَتَبَيَّنَ
(الذَّائِقُ طَبَقِي)

(۳۳) ابوبکر عن جابر بن عبد الله
عن عمر بن الخطاب قَالَ عَشَّيْتُ
يَوْمًا لِي الْمَوَازِيَّ فَبَقِلْتُهَا وَإِنَّا مَا شَرُّ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنِّي لَوِ تَضَمَّنْتُ سَاعَ وَانْتِ مَا شَرُّ
تَلَّتْ لَا بَأْسَ فَقَالَ فَفِيمَ -

(۳۴) ابوبکر عن سعيد بن المسيب
أَنَّ عُمَرَ تَخَلَّى عَنِ الْقَبِيلَةِ لَمَّا شَرَّ
(۳۵) ابوبکر عن نافع قال عمر إذا ركني
البداء - وَأَنَا بَيْنَ سَاحِلَيْهَا
لَصِيتُ أَوْ قَالَ مَا أَفْطَرْتُ -

(۳۶) ابوبکر عن زید بن جریر
مَا سَأَلْتُ أَحَدًا مِنْ سَوَاحِلِهِمْ وَهُوَ
مِنْ عُمَرَ مِنَ الْخَطَابِ -

(۳۷) عن زیاد بن جریر قال
رَأَيْتُ عُمَرَ أَكْثَرَ النَّاسِ حَبَالًا وَأَكْثَرَهُمْ
سَوَاحِلًا - (رُكْنُ الْعَالِ)

مقدم ہوئی اور میں اس سے ہم بستر نہ کر لوں گے اس میں
کو بہت ڈر لگتا تھا اور علی رضی اللہ عنہ جب بیٹے تب
آپ نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا کہ آپ نے کیا امر
بانٹ کر کیا اور اس دن کے پہلے میں ایک دن روزہ رکھنے
آپ نے فرمایا کہ تم بہت اچھا فتویٰ دیتے ہو۔ وہ کہنے لگا
(۳۳) ابوبکر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر
میں خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں اپنی
حورت سے مسودہ ہوا اور میں نے اس کا پوسر لے لیا تاکہ
میں روزہ دار تھا تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم
کیا کہتے ہو اگر حالت سوم میں پانی سے کئی گز دُعا سے کہا کہ
حرج نہیں آپ نے فرمایا چھوٹ گیا حرج ہوا۔

(۳۴) ابوبکر سعید بن مسیب سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
روزہ دار کو پوسر لینے سے منع فرمایا۔

(۳۵) ابوبکر نافع سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر
مجھے افغان کی آواز، ایسی حالت میں پہنچے کہ میں چکھنے پر
کے وہاں میں ہوں تب بھی روزہ رکھوں گا یا اگر میں رکن
(۳۶) ابوبکر زید بن جریر سے کہ میں نے روزہ کی حالت
میں سواکھ پر رداومت کرتے والا عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

(۳۷) زیاد بن جریر سے انھوں نے کہا کہ میں نے عمر کو
تمام لوگوں سے زیادہ روزہ رکھنے والا اور سب سے زیادہ
سواکھ کرتے والا پایا (رکن العمال)

معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں عورت کا پوسر لینا جائز ہے اور اگر شہرت کا خوف نہ ہو تو کدو بھی نہیں خود
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے حالت سوم میں اپنا زانو کر سہ دیا وہ میں شخص کو سنے ہوا تھا غافل
اس کو شہرت کا خوف نہ تھا نہ مطلب یہ کہ اگر کسی کو ایسی حالت میں کچھ ہوتے تو وہ فرما لیتا ہوتا کہ -

(۲۸) من عمر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العجم واندہ لیمنفی دانہ ویتطایرونہ العجم من غیل جنا سہ فی سہ مضات وکنز العمال

(۲۸) عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ہجر کی تازہ پہچانی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ اپنے سر کے بالوں کو چھیننے جاتے تھے اور اس سے پانی اڑ رہا تھا فضل جنابت کے سبب سے واقعہ مضات میں جاتھا۔ (کنز العمال)

(۲۹) ابو بکر عن زید بن وہب کتب الینا عمران المراتہ لاکھوم تطو ما الا یاؤن زوجیا۔

(۲۹) ابو بکر زید بن وہب سے کہ کچھ میہما ہم کو عمر رضی اللہ عنہ نے کہ عورت بے اجازت اپنے شوہر کے فضل روزہ نہ رکھے۔

(۳۰) ابو بکر عن ابی عبیدہ مولی ابن الزہر شہدت العید مع عمران بن الخطاب فبدأ بالصلوۃ قبل الخطبۃ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن صوم حدین الیومین اما یوم الفطر فیوم فطر کسر من صیا مکروا ما یوم الا یفطر فکلوا فیہ من فککم۔

(۳۰) ابو بکر ابو عبیدہ مولی ابن الزہر سے کہ میں نے عید کی تازہ عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ کے ہمراہ چلی تو آپ نے خطبہ سے پہلے تازہ پر صحتی اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں (عید کے) دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ مگر عید الفطر تو تمہارے صوم سے افطار کرنے کا دن ہے۔ اور وہ گیا عید الفطر اس میں رقم کو حکم ہے کہ اپنی قسم یا نول سے کھاؤ۔

(۳۱) ابو بکر عن خروثۃ بن الحزائمہ عن یسرا کف اناس فی وجب حتی یصلو فی الجنان ویقول کلو انا شاہد شہرکون یفطر اهل الجا علیہ۔

(۳۱) ابو بکر عروث بن حرسہ کہ دیکھا میں نے عمر بنی اللہ سے کہ وہ روزوں میں لوگوں کے ہاتھ پر دے تھے تاکہ وہ برتنوں میں رکھیں اور راستے کے لئے کھاؤ اس نے کہا ہل جاؤ اس جینے کی تعلیم کرتے تھے۔

(۳۲) ابو بکر عن عوف بن مالک اب شعبی قال عمر میام یوم من غیر

(۳۲) ابو بکر عوف بن مالک اب شعبی سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان کے سوا اور دنوں میں

مہ معلوم ہوا کہ اس جنابت میں بھی ہر جا کے اوبہد حج کے مثل کیا جائے تو کچھ ہذا تو نہیں اس لئے کہ طہارت روزے میں شرط نہیں تھی اگر کوئی شخص طہارت میں رہے تب بھی اس کا روزہ صحیح ہو جائے گا پاک رہنے کی ہر فرمایاں ہیں وہ روزے کے کچھ تعلق نہیں گشتیں ۱۲۔

سرمضان واطعام صائغین یعدل
صیام یوم من سرامضان قلت هذا
فی الذی افطر رمضان بعد رواجہ
تضاہد حتی جاء رمضان الفرو علیہ
الشافعی۔

(۳۳) مثل ابن عمر عن صوم عرفہ
قال حججت مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فلم یصوم مع ابی بکر
فلم یصوم ومع عمر فلم یصوم
(الترمذی)

(۳۴) ابوبکر عن عبد الرحمن
بن قاسم حبان فمر لا یصوم
یعنی یوم عاشوراء۔

(۳۵) ابوبکر عن بکر بن عبد الرحمن
ان عمر ارسل الی عبد الرحمن بن الحارث
ان یتصوروا صیام ما شاءا۔

(۳۶) ابوبکر عن قیس عن امیہ عن
عمر لا یاس تقیاء (مندان فی العشر
یعنی عشر ذی الحجۃ)۔

(۳۷) ابوبکر عن ابن عباس عن
عمر لعن علیا عن رسول اللہ

(۳۸) ابوبکر ابن عباس سے وہ حضرت عمر رضی اللہ

عہ میری فہم تاقص ہیں اس اثر میں معذور اور بے طاقت بوڑھے کو پروردگار کے عفو کی گناہ کا پانچویں ہی مذہب خفیہ کا ہے ۱۲۔
عہ یہ حکم و وجوب ظاہر کرنے کے لئے نہیں ہے ۱۳۔

عہ وہی تاریخ اس سے متفق ہے کہ اگر اس دن بنفسہ کا جائز ہو تو حضرت فاروقی کے قول سے ایسا ناجائز ہے ۱۴۔

روزہ رکھنا اور سیکھنے کو کھانا کھانا دینا رمضان کے
روزے کے لئے ہے میں نے کہا کہ یہ حکم اس شخص کے
حق میں ہے جو رمضان کا روزہ کسی عذر سے
کرے اور اس کی قضا کرے یہاں تک کہ وہ رمضان
آجائے اس مسئلہ پر امام شافعی ہیں۔

(۳۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روئے کہ وہ کی
بیت پر چھا گیا تو انہوں نے کہا کہ حج بنی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ ہی کیا اور آپ اس کا روزہ نہیں رکھا اور ابو بکر
صدیقؓ کے ساتھ ہی حج کیا انہوں نے روزہ نہیں رکھا اور
کے ساتھ ہی حج کیا انہوں نے بھی روزہ نہیں رکھا اور
(۳۴) ابوبکر عبدالرحمن بن قاسم سے کہ عہ
رضی اللہ عنہ اس کا یعنی عاشوراء کا روزہ
ذکر کرتے تھے۔

(۳۵) ابوبکر عبدالرحمن بن قاسم سے کہ عہ
بن حارث سے یہ کہلا بھیجا کہ عہ عبدالرحمن آؤ عہ
کھانا اور حج کا روزہ دار تھا۔

(۳۶) ابوبکر قیس سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رمضان کی قضا ذی الحجۃ کے
پچھلے عشرتہ میں رکھنا کچھ عذر نہیں۔

(۳۷) ابوبکر ابن عباس سے وہ حضرت عمر رضی اللہ

عہ کے لئے حکم لوگوں کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ

عہ میری فہم تاقص ہیں اس اثر میں معذور اور بے طاقت بوڑھے کو پروردگار کے عفو کی گناہ کا پانچویں ہی مذہب خفیہ کا ہے ۱۲۔

عہ یہ حکم و وجوب ظاہر کرنے کے لئے نہیں ہے ۱۳۔

عہ وہی تاریخ اس سے متفق ہے کہ اگر اس دن بنفسہ کا جائز ہو تو حضرت فاروقی کے قول سے ایسا ناجائز ہے ۱۴۔

بِحَلَّةِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي يَلَّةِ الْقَدَرِ
اطلبوها في الاضواء والاخر.

علیہ وسلم نے یلۃ القدر کی بابت میں فرمایا ہے کہ
اس کو اخیر عشرے میں تلاش کرو۔

(۳۸) ابوبکر من ذر حکان عمر و
حن یلۃ والی لا یسکون یلۃ
سبع وعشرون۔

(۳۸) ابو بکر نے فرمایا کہ عمر و
رضی اللہ عنہم یلۃ القدر کی شانخصوت تارک ہو
میں شک نہ کرتے تھے۔

(۳۹) ابوبکر من قطبة ابن مالم
ان عمروا فی قومًا اعتکفوا حنفی
المسجد وقد ستروا فیما سکر
وقال ما هذا قالوا انما نسترو
مطاعنا قال فاستروا فانما طعمتم
فاحتکوا۔

(۳۹) ابو بکر قطبہ بن مالک
نے کہا لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے مسجد میں اعتکاف
کیا ہے اور پردہ محال رکھا ہے، پوچھا کہ ہم پر یہ کھلی
ٹال رکھا ہے، ان لوگوں نے ہاب دیا کہ ہم اپنے کھانے
کو چھپاتے ہیں آپ نے فرمایا جب کھا کھا کر پردہ
ٹال لو اور جب کھا چکو تو اٹ دو۔

(۴۰) عن ابن عمر ان عمر سأل نبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت
نذرت فی الجاہلیۃ ان اعتکف
لیلۃ فی المسجد الحرام قال فادف
بنتا رث۔ (البخاری)

(۴۰) ابن عمر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے
جاہلیت میں ایک رات کعبہ میں اعتکاف کرنے
کی نذر کی تھی آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری
کر لے۔ (بخاری)

ہم اعتکاف کے بیان میں حاشیہ پر یلۃ القدر کے بارے میں علماء کا اختلاف کچھ بچے ہیں وہاں یہ بھی گھبراہٹ
کہ اکثر ائمہ روایت سے دعائے اخیر عشرے کے ساتھ ہی تاخیر میں یلۃ القدر کا ہونا معلوم ہوتا ہے ۱۲۔
ہم بعض لوگوں نے اس اثر سے خلیفہ پہا عرض کیا ہے کہ اگر ان کے نزدیک اعتکاف میں صوم شرط ہے اور اس شرط
میں رات کا ذکر ہے رات کو روزہ کہاں معلوم ہوا کہ اعتکاف میں صوم شرط نہیں اسلئے فرض کے وجہ اب یہی
وا خلیفہ کے نزدیک ہر اعتکاف میں صوم شرط نہیں ہے بلکہ اعتکاف واجب میں شرط ہے اور یہ حضرت امرا
اعتکاف واجب تھا کہ جو جاہلیت کو ائمہ تھے اسلام کے بعد اس کا پورا کرنا ضروری نہیں آتی رہا غرض علی اللہ
علیہ وسلم کا ان کو حکم دینا سوچ بھلا و استجاب کے ہے (۴۱) صحیح مسلم میں اس حدیث میں پورا کا لفظ بھی ہے
کہیں معلوم ہوا کہ رات ان دونوں کی اعتکاف کی تہہ تھی ۱۳۔

در بیان اختلافات و مباحث

حامداً و مصلحاً و مسلماً

اس زمانے میں میرے عزیز گرامی نے مجھے پے در پے دو خطیں لکھیں اور مجھے اس امر پر مجبور کیا کہ میں ایک رسالہ مستقل اس مسئلہ میں لکھ دوں کہ حجاز کے اذکار میں کس ذکر کا جوہر عربی زبان میں پڑھا جائے اور کس کا نہیں اور جانکو ہے لوح اگر اہت یا بدون اگر اہت اس لئے کہ آج کل بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حجاز میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لینا کافی ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس کی تائید میں رسالے بھی لکھے اطراف و کن میں اس مسئلہ کا بہت شور ہے کم علم مسلمانوں کو سنت تشویش ہے ان کو یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ لہذا میں نے محض تائید الہی پر بھروسہ کر کے اس بحث میں خاصہ فرسائی کی واللہ ولی التوفیق۔ پہلا مسئلہ حجاز میں قرآن مجید کی اصل عبارت کا بڑا متنازعہ ہے یا اگر اس کا ترجمہ کسی زبان میں کر کے پڑھ لیا جائے تب بھی جائز ہے۔

جواب۔ اصل عبارت کا جوہر مطلقاً اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہے اسی کا پڑھنا حجاز میں فرض ہے اگر اس کا ترجمہ کر کے کسی زبان میں پڑھا جائے گا تو حجاز نہ ہوگی حتیٰ کہ خود عربی زبان کا فقہاء جوہر مطلقاً اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول نہ ہو اس کے پڑھنے سے بھی حجاز نہیں ہوتی گورہ بقطع قرآنی کا مراد ہے۔

اس مسئلہ اگر کسی کو قرآن مجید کی کوئی صورت یاد نہ ہو اور نہ یاد کر سکا ہو یعنی اس کی زبان سے عربی الفاظ نہ آوا ہوتے ہوں یا پھر اگر عربی زبان کے نہ جانے کے سبب سے اس کے الفاظ نہ سمجھا نہ تو یہ کیا کرے اگرچہ سختی جگہ ہوئے طوطے کی طرح زبان سے الفاظ کہے تو دل پر کچھ اثر نہ ہو گا اور حجاز میں خشوع کی کیفیت نہ پیدا ہوگی۔

راج۔ جس شخص کو قرآن مجید کی کوئی صورت یاد نہ ہو اس کو چاہئے کہ یاد کرنے کی کوشش کرے اور جب تک یاد نہ ہو جائے وہ اصطلاح فقہ میں اسی سمجھا جائے گا کہ بقدر قرات و اجہر و سکوت کے ہوتے کھڑے رہے اور جس شخص کی زبان سے عربی الفاظ نہ آوا ہوتے ہوں اس کو اختیار ہے چاہے وہ بجا فاقہ اور کسی دوسری صورت کا ترجمہ اپنی زبان میں کر لے پڑھ لے اور چاہے سکوت کرے ہوئے کھڑا رہے۔

قرآنہ غیر المعنی یعنی قرآن مجازاً الاموری اندفع فی القرآن عنہ فیقال لیس بقرآن
وانما هو ترجمۃ وانما جوڑنا ہوا جز۔ اذالہ یحتمل بالمعنی لا ذلک قرآن من وجہ
باعتبار اشتغالہ علی المعنی فلا بیان بہ اولیٰ من الترتیب ومطلقاً اذا سئل کیف یجب
الوسم وهو نظیر لا یساع (معنی ج. ال. ا. ر. م. ی) واما الی العظیم الذی رحم الیہ ان القرآن
اسم النظر والمعنی جملہ کما ہو قولہ لا یفتقر فی الیہ الا تعلم العزلی ولا اعلم خلافا
فی ان القرآن عندہما اسم النظر والمعنی جملہ و قلنا منہما عن الی نقای ان الفارسیۃ
عندہما لیس قرآن اور الفارسیۃ مشرب لای اور وہ شخص جو عربی زبان دیکھنے کے سبب
سے معانی نہیں سمجھ سکتا۔ اس کو چاہیے کہ بے معنی کچھ کہے وہی اصلی الفاظ نماز میں پڑھے یہاں اس
امر کی کوشش کرنا اس پر ضروری ہے کہ عربی زبان سے اتنی واقفیت کرے کہ اس سے بقرآن جمید
کے معانی سمجھنے لگے۔ وہ گیا ہے کہ بے معنی کچھ کہے پڑھنے میں غشوع نہ پیدا ہوگا۔ اسکل غلط اور
غلط مشاہدہ ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں معنی سمجھنے والوں کو نماز میں کچھ بھی غشوع نہیں
ہوتا اور معنی سمجھنے والے بہت لوگوں کو کیفیت غشوع حاصل ہوتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ غشوع کا
ہونا سمجھنے پر موقوف نہیں بلکہ رتبہ قلب اور توفیق ایمان کا ثمرہ ہے بلکہ اگر کوئی شخص معنی سمجھتا
ہو اور اپنا خیال ہمہ تن معنی پر مقصور کر دے تو یقیناً یہ بھی ایک سبب عدم غشوع کا ہو جائے گا۔

س۔ کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ترجمہ قرآن جمید کے پڑھ لینے سے نماز ہو جاتی ہے
اگر ان اوراق ان کا یہ مذہب ہے تو ان کی کیا دلیل ہے۔

ج۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی ترجمہ قرآن جمید کے پڑھ لینے سے نماز نہیں ہوتی

مسئلہ غیر عربی کو قرآن کہنا مجاز ہے کیا انہیں معلوم کہ قرآن کی نفی اس سے درست ہے اور یہ کہہنا کہ قرآن نہیں ہے؟
مذہب اس کا ترجمہ ہے اور ہم سے اس کو مسترد کے ہے اس رجحان کا جواب کہ معنی میں غلط دانے یا کچھ کہہ کر قرآن بھی کہہ
بھی شامل ہے یہاں تک کہ اگر کیا بدعت باطل چھوڑ دیے کے بیرونہ کہہ کر تکلیف طاعت کے موافق ہے اور وہ شرط
کی نماز پڑھنے کے خلاف ہے کہ مسترد کیا جائے غیر مسترد کیا نہیں بلکہ اس صحیح مذہب کی بنا پر جس کی طرف امام مس
نئے درجہ کیا کہ قرآن عبارت و معنی دونوں کا نام ہے جیسا کہ صاحبین کا قول تو اس پر عربی بھی زبان کا ہو سکتا
قرآن عربی نہیں بلکہ اٹکا کہ کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو کہ صاحبین کے نزدیک قرآن عبارت و معنی دونوں کا
نام ہے بلکہ نقای سے نقل کر کے یہی کہنا ہی حرمہ صاحبین کے نزدیک قرآن نہیں ہے ۱۴۔

ہاں کسی زمانے میں وہ اس امر کے قائل تھے مگر جب ان کو اس قول کا گزند اور بے دلیل ہونا معلوم ہوا تو انہوں نے اس سے رجوع کیا، ان کا رجوع کرنا فقہ کی تمام کتابوں میں بہت مرتب سے منقول ہے، ہاں یہ میں ہے۔ ویسٹی مجموعہ فی اصل المسألة الی قولہما وعلیہما افتاد بنا یہ شرح ہوا یہ میں ہے۔ ویسٹی مجموعہ فی ای سر جو ۶ الی حنیفہ فی اصل المسألة فی فیض القراءۃ بالفتاویٰ صیۃ مرالی قولہما فی ای الی قول الی یوسف و محمد و ذوالیو بکر الرازی وغیرہ وعلیہ الامتداد ابن مالک شرح سنار میں لکھتے ہیں الا فتح اندہ مرجع عن حد الثقل کما سوادہ لز ۴ ابن ابی مریم کفایہ میں ہے وقولہم فی البکر الرازی اندہ مرجع الی قولہما وھو العجم۔ ترمذی میں ہے۔ روآء ای السجو ۶ لز ۴ بن ابی مریم شہاب خطابی حاشیہ بیاری میں ہے۔ وقد قيل ان العجم من من جهة ان القراءات كانت من المذنبين والحنی تفسیر احمدی میں ہے۔ وقد تم رجوع الی قولہما وعلیہ الامتداد تفسیر روح المعانی میں ہے وکان رضی اللہ عنہ قد ذهب الی خلافہ ثم رجع عنہ وقد تم رجوع الی القول بجزا قراءۃ غیر الصریحہ مطلقا جمیع من الفتاویٰ المتحققین بآئی رد ۱ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے قول کی کیا دلیل بیان کی ہے معلوم نہیں تفسیر احمدی میں ہے۔ ولا یدعی ما قال ابو حنیفہ اولیٰ عدم فہم نظرا لفرقی ولسبق قبل بدلیل شاف یوجب ثبوت ترمذی میں ہے۔ قال نحو الاسلام

۱۰۔ اور امام صاحب کا اس مسئلہ میں صاحبین کی طرف رجوع کرنا غلطی ہے اور اسی پر افتاد وہ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳

لاں ما قال بخلاف کتاب اللہ غاھر احیث وصف المنزل بالعرزل و قال المذاہب و حل ۷
 المسألة مشکوکة فیقسم لا حد ما قالہ ابو حنیفہ و قد صنف المکرخی فیہا تعینا طویلا و غیر
 یات بدلیل شاف۔ مگر بعض لوگوں نے جو دلائل ان کی طرف سے بیان کئے ہیں۔ ان سب میں
 بڑی دلیل ہے کہ قولہ تعالیٰ و اند لہی ذیرالا ولین۔ ان کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے
 یعنی ہے شک قرآن الہی کتابوں میں ہے پس اگر قرآن الطاف عربیہ اور معانی دولان کا نام ہو تو
 وہ الہی کتابوں میں کیسے ہو سکتا ہے۔ الہی کتاب تو عربی زبان میں تھی ہی نہیں اس سے معلوم
 ہوا کہ قرآن صرف معانی کا نام ہے گو وہ کسی زبان میں ہوں یہ دلیل بہ چند وجوہ مذکورہ ہے۔
 اول یہ کہ ان کی ضمیر جیسے قرآن کی طرف پھر سکتی ہے۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
 پھر سکتی ہے اور ان تصوں کی طرف بھی پھر سکتی ہے جو اس آیت سے پہلے مذکور ہوئے ہیں ان میں
 احتمالات میں ایک کے خاص کر لینے کی کیا وجہ ہے اور اگر خاص بھی کیا جائے تو تیسرا احتمال کیونکہ وہ
 سابق کلام کے زیادہ مناسب ہے دوسرے یہ کہ اگر ان لیا جائے کہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے
 تو اس کی کیا دلیل ہے کہ حقیقت قرآن کی طرف ضمیر راجع ہے یہ کیوں دکھا جائے کہ ذکر قرآن اسمانی
 کی طرف ضمیر پھرتی ہے جیسا کہ اکثر مفسرین کا قول ہے معالم القرآن میں ہے۔ و اند اہذا ذکر القرآن
 قالہ اکثر المفسرین۔ بیضاوی میں ہے۔ و اند لہی ذیرالا ولین وان ذکرہ المذاہب لہی التکسب
 المتقدّمہ شہاب غازی میں ہے یعنی اس علی تقدیر معنایہ و الاول اقرب لان مشدّد متیقن
 کہا ہوا ان خلاص فی و فقر الا بیر و ان اقل مد و نید اشارۃ الی رد ما نقل من ابی حنیفہ من عدم

فہ قرآن اسلام نے کہا ہے کہ جو امام حنیفہ نے کہا تھا وہ کتاب اللہ سے کھلی ہوئی مخالفت رکھتا تھا اس نے کہ
 اللہ نے قرآن کو عربی کے ساتھ موصوف کیا ہے اصل اللہ بشر ہے کہا کہ یہ منکر شکل ہے کسی کو نہیں معلوم کہ امام ابو حنیفہ
 نے کیا کہا تھا اور کہنے سے اس مسئلہ میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے مگر انہوں نے بھی کوئی دلیل شافی نہیں بیان کی کہ
 وہ اور ہے شک وہ بھی قرآن کا ذکر ہی اکثر مفسرین کا قول۔ وہ اور ہے شک اس کا ذکر اس کے معنی الہی
 کتابوں میں ہی ہے۔ یہ ہیں ان کی ضمیر قرآن کی طرف ایک معنایہ کے معنی دیکھنے سے پھرتی ہے اور وہ کہتا ہے
 کہ اس معنی کے مقدمہ کرنے سے بہتر یہ کہ اس قسم کا مادہ بہت راجح ہے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص امیر کے
 وزیر ہے تو ایسی وجہ صاحب بیضاوی نے اس کو مقدم کیا اور اس میں اس کے روکی طرف اشارہ ہے جو عالم اہل
 سے منقول ہے کہ فارسی زبان میں قرأت جائز ہے کہ جب معنایہ مقدم ہو جائے گا تو یہ معنی نہ بیان سکیں گے ۱۳۔

جو از القراءۃ بانوارسیۃ قائمہ الاکان علی نقض یومضات لہ یکن کن ہک دارک
میں ہے وائدہ ای القرآن فی زیوالا ولین یعنی ان ذکر ۷ مثبت فی سائر مکتبہ السامیۃ
وقیل ان معانیہ فیما۔ روح البیان میں ہے۔ - واحدہ ای ذکر القرآن ۷ صیغہ۔

روح المعانی میں ہے۔ - واحدہ فی زیوالا ولین ای وان ذکر القرآن فی مکتب المتقدمۃ
مخط ان الضمیر قرآن والکلام علی خلاف معنای وھذا کما یقال ان فلا تاف
دفتر الامیر تفسیر احمدی میں ہے۔ ائی تحت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی زیوالا ولین
او القرآن ذکر ۷ مثبت فی سائر مکتب السامیۃ او معانیہ فیما کثاف میں ہے۔ وائدہ
ای القرآن یعنی ذکر ۷ مثبت فی سائر مکتب السامیۃ اور اس کے بعد جو صاحب کثاف
نے لکھا ہے کہ قیل ان معانیہ فیما وہ یجتم لابی حنیفۃ فی جواز القراءۃ بانوارسیۃ فی
الصلوات علی اللہ القرآن وان توجہ بغیر العربیۃ۔ یہ خود صاحب کثاف کے نزدیک بھی ضیف
ہے۔ بلقط قیل اس کو بیان کرنا اور آیت کے ساتھ اس کو مرتبہ ذکرنا اس طرف اشارہ کر رہا ہے
حواشی طبری علی الکشاف میں ہے۔ قوله قیل ان معانیہ فیما لہ فیہ اشعار بان الوجہ
محو الا ول۔ دوسری دلیل جو اس زمانے میں بعض لوگوں نے بیان کی ہے کہ صحابہ اپنی طرف
سے قرآن مجید کے الفاظ بدل بدل کر پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جائز
رکھتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کوئی ضیف سے ضیف روایت بھی اس
مضمون کی شہادت نہیں دیتی بلکہ جس نے حدیث کی کتابیں سرسری نظر سے بھی دیکھیں ہیں وہ خوب
جانتا ہے کہ صحابہ حفظ قرآن مجید میں سخت اہتمام فرماتے تھے۔ جس لحاظ کو جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سہ مینی ذکر اس کا تمام اگلی کتابوں میں ہے اور بعض نے کہا کہ معانی قرآن کے ان میں ہیں ۱۲۔

سہ مینی ذکر قرآن کا ذکر قرآن ۱۲۔ سہ مینی ذکر قرآن کا اگلی کتابوں میں ہے اس ہامہ کہ ضمیر قرآن
کی طرف پھرتی ہے۔ اور یہ دیکھا ہے کہ کہا جائے کہ لظاں شخص امیر کرم جہش میں ہے۔ ۱۳

سہ مینی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اگلی کتابوں میں ہے یا قرآن کا ذکر ان میں ہے۔ اس کے معانی
ان میں ہیں۔ ۱۴۔ سہ قرآن مینی اس کا ذکر اگلی کتابوں میں ہے۔ ۱۵۔ بعض نے کہا ہے کہ قرآن کے معانی
کتابوں میں ہیں اور اسی سے امام ابو حنیفہ کے قول کی سند بیان کی جاتی ہے۔ قرأت کے تارسی میں جائز
ہوئے ہر اس بنا پر کہ قرآن لا حرمہ بھی قرآن ہے چاہے غیر عربی زبان میں کیا جائے ۱۶۔

سے ملتے تھے۔ اس کو اسی طرح لیا کرتے تھے بہر سو فرقہ دہوے پانا تھا اور حکم نبویؐ پر بھی تھا کہ قرآن مجید کی آیتیں کھولی جائیں اور اگر کسی صحابی نے کوئی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوگا اور دوسرا صحابی اس کو سننا اور پڑھنا تو وہ دشمنی والا اس پر بحث و انکار کرتا تھا، بغزت فاعرفی کا ایک شخص کو اسی بات پر گئے ہیں رسی ڈال کر کہتے ہیں کہ تم خود رسالت لیا لے جانا اور اسکا بہت پران کا ڈالنی بھی کتب نے کئی بار مناظرہ کرنا اور حضرت ابن مسعود کا اسی بنا پر سورۃ الدلیل میں منظر باطل کے پڑھنے سے سخت انکار کرنا مشہور ہے اور یہ بات مجھے منقول ہے اسی قسم کے بہت سے واقعات ہیں جنہوں نے غیر قوموں سے بھی اقرار کرا لیا ہے کہ قرآن مجید بے کم و کاست بے تغیر و تبدل وہی کتاب ہے جس کی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ خدا کی کتاب ہے، دہم ہور جو یہاں توں کا ایک مشہور اور محقق مؤرخ ہے اس کی تاریخ دیکھیے۔ المختصر اسی قسم کی اور بھی دلیلیں ہیں جن کے ذکر سے شرم آتی ہے بھوار کے لئے انتہائی کافی ہے کہ اگر اس قول پر کوئی دلیل ہوتی تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس سے کیوں رجوع کرتے۔

س۔ ۱۔ جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ ترجمہ قرآن قرآن نہیں ہے اور اس کے پڑھنے سے نواز نہیں ہوتی وہ کون لوگ ہیں اور ان کی کیا دلیل ہے۔

ج۔ ۱۔ تمام علمائے امت اور مجتہدین شریعت اسکی طرف ہیں جیسے امام شافعی اور امام احمد اور قاضی ابی یوسف اور آخر میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم بھی ان لوگوں کی دلیل ہے کہ سب کو حق ملنا خدا نے قرآن مجید کو عربیت کے ساتھ موصوف کہا ہے۔ ۱۱۷ انا انزلناہ قرآن عربیاً (۲) کتاب فصحت آیاتہ قرآننا عربیاً (۳) انا جعلناہ قرآننا عربیاً۔

(۲) لسان عربی ص ۵۵ (۳) لسان عربی ص ۵۵ وغیرہ لوگ پس اگر قرآن عربی معانی کا نام ہے تو اس کو عربیت کے ساتھ موصوف کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ معنی کو کسی زبان کی خصوصیت سے کہا ملتی ہے شان تو افلاک کی ہے۔ معنی ذرعی ہوتے ہیں نہ قاری نہ مہذبی لہذا معلوم ہوا کہ قرآن ان خاص عزلی الفاظ کا نام ہے جو معانی مخصوصہ پر دلالت کرتے

عہ ہے جب ہم نے اس کو عربی قرآن انا ہے ۱۲۔ عہ ایسی کتاب میں کی آیتیں متصل ہیں عربی

قرآن ہے ۱۳۔ عہ ہم نے اس کو قرآن بنا لیا ہے ۱۴۔

لحمہ صاف عربی زبان میں ۱۵۔ عہ ہے قرآن عربی زبان ہے ۱۶۔

ہیں اور ان کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ علامہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت سے اچھے لوگ اسلام لائے تھے جو عربی زبان بالکل نہ سمجھتے تھے مگر کسی کو آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ تم قرآن کا ترجمہ اپنی زبان میں کرنا کہ نماز میں پڑھ لیا کرو اور پھر صحابہ کے زمانے میں تو صمدی لادھم منقول ہوئے اور وہاں کے لوگ اسلام لائے مگر یہ منقول نہیں کہ صحابہ نے کسی کو اجازت دی ہو کہ تم قرآن مجید کا ترجمہ نماز میں پڑھ لیا کرو۔ اب یہاں چند احتمالات باقی ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے شاید چھپیوں کو یہ اجازت دی ہو مگر اس کی روایت نہیں کی گئی یا روایت ہوئی اگر کتب میں درج نہیں ہوئی اس وجہ سے ہم کو وہ روایت معلوم نہیں۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے کچھ اس طرف خیال نہیں کیا، اگر خیال آتا تو ضرور اجازت دیتے۔

(۳) اس زمانے میں لوگوں کو عربی زبان سمجھ لینا آسان تھا اس سبب سے اس اجازت کی ضرورت نہیں ہوئی اب مشکل ہو گیا ہے۔ لہذا اس اجازت کی ضرورت ہے مگر یہ احتمالات ایک معمولی شخص کے نزدیک بھی قابلِ رقت نہیں ہیں۔ پہلے احتمال کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ دنیا کا دانستہ کسی امر شرعی کی روایت میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کرتے تھے۔ اور جس واقعہ کی دن رات ضرورت رہتی ہو اس کے متعلق ایسی بڑی بات بحول جانا خلاف عقل ہے جس زمانے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ قرآن سے جواز نماز کے قائل ہوئے تھے اس وقت بڑے بڑے تابعین موجود تھے۔ اگر انھیں صحابہ کی اجازت معلوم ہوتی اور وہ اس کو قبول کئے ہوتے تو اس واقعہ پر ضرور ان کو یاد آجاتی اور ان پر اس مسئلہ کا طعن نہ کیا جاتا اور بعد حدیث مل جانے کے امام صاحب اپنے پہلے قول سے رجوع نہ کرتے۔ حاصل یہ کہ کسی امر کا بارِ حد و کثرت و شدت و دوائی اور عدم موافق کے منقول نہ ہونا اس کے عدم کی دلیل ہے۔ دوسرا احتمال تو ایک اہل العزم و ہمت اور اس کے خلفاء کی طرف کوئی ذی عقل مسلمان نہیں کر سکتا۔ نماز سے بڑھ کر شریعت میں کسی چیز کی تاکید نہیں۔ پھر جب اسی کا خیال نبی نے نہ کیا تو اور چیزوں میں تو نہ معلوم کیا کچھ ہے خیالی کی ہوگی، سنا اللہ نوت کیا ہوئی ایک کھیل ہو گیا۔ تیسرا احتمال بھی بالکل لغو ہے۔

بلکہ پہلے عربی کا حاصل کرنا مشکل تھا تو اسے دینی دے تھے، انا عبدہ علیہم نہ ہوئی تھی اب کہ اللہ
 دہریوں ہاتھ میں سرور میں پہلے اگر ایک سال میں عربی زبان کی مہارت ہو سکتی تھی تو اس پر
 چڑھ جینے میں دینی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

س: اگر اہل حدیث کے کوئی شخص قرآن مجید کا ترجمہ نماز میں پڑھے تو نماز میں فساد کئے گا
 یا نہیں؟

ج: اگر صرف ترجمہ پر اتکال کی جائے تو ہر حال میں نماز نامد ہو جائے گی اور اگر ترجمہ بھی پڑھا
 جائے اور اصل عبارت قرآنہ بھی پڑھی جائے تو وہ ترجمہ اگر کسی قصہ کا یا کسی حکم کا ہو نماز
 نماز نامد ہو جائے گی اور اگر کسی ذکر یا تسبیح کا ترجمہ ہو گا تو نماز نامد نہ ہوگی۔ نتیجہ القدر
 میں ہے۔ الواحد انہ اذا حکات المقترود من مکان القصص والامروا انہی
 ان یفسد بحسب وقراءتہ حیثین مشکلم بکلام غیر قرآن بخلاف ما اذا کان
 ذکرہ او تغیرھا فانہ انما یفسد اذا اقتصر علی ذلک بسبب اخلاء الصلوۃ عن
 المصلوۃ عن القراءۃ۔ انتہی۔

دوسرا مسئلہ: اذان و اقامت کا عربی کے سوا کسی اور زبان میں کہنا جائز ہے یا نہیں۔
 جواب: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے۔ بشرطیکہ لوگ سمجھ میں کر اذان
 ہو رہی ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر عربی الفاظ کے اور کرنے پر قادر نہ ہو تو جائز ہے
 اور نہیں۔ مگر امام صاحب کے نزدیک بھی خلاف سنت ہونے کے سبب سے مکروہ اور
 مذمت مزید ہے بعض نقباء نے مثل صاحب مراقی الفلاح وغیرہ کے صاحبین کے قول پر
 فتویٰ دیا ہے مگر صحیح نہیں۔ (تمبین الحقائق فتاویٰ قاضی خاں)

تیسرا مسئلہ: نماز کی نیت عربی زبان میں کہنا چاہئے یا اپنی اسی زبان میں کسی جائز ہے۔
 جواب: اصل تو یہ ہے کہ نیت دلی ارادے کا نام ہے۔ زبان سے کچھ کہنا نیت ہی نہیں۔
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ دستور تھا کہ میں متاخرین نے خیال اس کے کہ کبھی آدمی
 متفکر ہوتا ہے اور دلی ارادے کا اس کو خیال نہیں رہتا۔ لہذا اگر زبان سے کہہ دیا کرے گا تو
 دلی ارادہ بھی ہو جائے گا کرے گا اور بعض اخلاص علماء نے اس کو مہمت حسنہ سمجھا ہے لہذا
 اگر ایسا کیا جائے تو عربی زبان کی تخصیص نہیں جس زبان کو بھٹا ہوا کسی زبان میں نیت
 کے الفاظ کہے۔

یہ تھا مسئلہ، تکبیر تحریر اور اسی طرح باقی تکبیرات کا غیر عربی زبان میں کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اس لئے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے
 ذکرا اسودیدہ فصلے اس میں کسی زبان کی تخصیص نہیں کی، لہذا اس میں شک نہیں کہ
 مخالف سنت ہونے کے سبب سے بدعت اور مکروہ منور ہوگا، بعض فقہائے گمراہے
 کہ امام صاحب نے اس مسئلہ سے بھی رجوع کیا، مگر یہ صحیح نہیں۔

لَعَزِيزٍ نَّسَاءٌ وَيُؤْتِ ذُلًّا مِّنْ نَّسَاءٍ

علم الفقہ

حصہ چہارم

جس میں منفصل مسائل نکوۃ نہایت سلیس در عام فہم اردو زبان میں
لکھے گئے ہیں بح چہل حدیث و روایت

مرتبہ
حضرت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنؤی

ناشر

دَارُالْإِشَاعَةِ

مُقَابِل مَوَلَوِی مَسَا فُزْخَا فہ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل الدين اذكي المرسلين، بالشريعة السهلة البعيدة
 وكتاب مبين - سيدنا محمد المصطفى وآلہٗ الطیبین - فضیلتہ علیہ وعلیٰ آلہ
 وصحبہ الذین بہم تکامل فساد الدین ورضی عنہم سب العالمین ؑ -
 جب حق ایمان کی ناقص و عاریت سے جو اس بندہ ناچیز پر ہے علم الفقہ کی تیسری جلد
 ختم ہو چکی جس میں صوم کا بیان ہے تو اب میں اس چوتھی جلد کو شروع کرتا ... ہوں اس
 میں زکوٰۃ کا بیان ہوگا قاصد و الجلال غرض اپنے فضل و کرم سے اس جلد کو بھی اپنی طرف سے
 موافق اہم کو پہنچائے اور مسلمانوں کو اس سے بھی ویسا ہی منتفع فرما کے جیسا پہلی تین جلدوں
 سے منتفع فرمایا اور مجھے حق نکلنے اور خطا سے بچنے کی توفیق دے ویرجہ اللہ عبد اقل امیناً
 میں اپنے پروردگار کے احسان کا شکر کس طرح ادا کروں کہ اس نے مجھ جیسے ناقابل اور ناچیز
 کو اس دینی خدمت کے لئے منتخب فرمایا جس سے آج صد ہا مسلمانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے شک ہے
 داو حق را قابلیت مشروط نیست بلکہ شرط قابلیت داد اورست

فلا الحمد اور و انظر اذکوٰۃ کے معنی لغت میں طہارت اور برکت اور بڑھنے کے ہیں اور اصطلاح
 شریعت میں اپنے مال کی مقدار میں ان کے اس جو کا جس کو شریعت نے مقرر کر دیا ہے کسی شخص کو مالک بنانا
 چونکہ اس فعل سے باقی مال پاک ہو جاتا ہے اور اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عاریت ہوتی
 ہے اور اس مال کی دنیا میں بھی ترقی ہوتی ہے اور آخرت میں اللہ پاک اس کا دس گنا بلکہ اس سے
 بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اس لئے اس کا نام زکوٰۃ رکھا گیا۔

زکوٰۃ بھی نماز کی طرح تمام انبیاء کی امتوں پر فرض تھی ہاں اس کی مقدار اور اس مال کی تحدید
 میں جس پر زکوٰۃ فرض ہو ضرور اختلاف رہا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اسلام میں اس کے متعلق بہت
 آسان احکام ہیں اگلی امتوں پر اتنی آسانی دہی۔

غلاموں کے آزاد کرانے) میں (خرق کرے) اور غنا زپر سے اور زکوٰۃ سے یہی لوگ ہیں جو بچے (کا غناوار ہیں) یہی لوگ پرہیزگار ہیں' دیکھئے اس آیت میں بچے کا غناوار اور پرہیزگار ہونے کا حصول صفا پر کر دیا گیا۔

(۵) ہيَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا انْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَ يَوْمٌ لَا يُمْضِيْهِمْ فِيْهِ وَلَا شَفَاعَةٌ (بقرہ) ترجمہ اے ایمان والو جو کچھ تم نے تم کو دیا اس سے کچھ (تماری راہ میں) خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ (کسی کی) دوستی اور سفارش کام (آئے گی)۔

(۶) مَثَلُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْتَبَتْ مِنْ بَيْنِ سَنَابِلٍ فِيْ كُلِّ صَبْلَةٍ مَّا تُثْمِرُ حَبَّةٌ وَّاللّٰهُ يَبْذُرُ لِمَنْ يَّشَاءُ (بقرہ) ترجمہ ان لوگوں کے مال کا حال جو اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں اس مال کے ملنے کے مثل ہے جو سات ہاتیاں نکالے اور ہر ہاتھی میں سودا لے ہوں' (یعنی ایک چیز کا ثواب سات سو گنا ملے گا) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے (بھی) بڑھا دیتا ہے۔

(۷) يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا انْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ (بقرہ) ترجمہ اے ایمان والو اپنی پاک کمائیں سے اور اس چیز سے جو تم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے (تماری راہ میں) خرچ کرو۔

(۸) اِنْ تَهَدُّوا لِلْمَسٰدِقَاتِ فَنَحْمِلْهَا وَاِنْ تَخْضُوْهَا وَتَوْتَوُّهَا الْفُقَرَاءُ فَلَوْ خِيْلُكُمْ وَكُنْتُمْ عَنْكُمْ سِيًّا لَّكُمْ (بقرہ) ترجمہ اگر تم مدد سے ظاہر کر (کے دو) تو وہ (بھی) اچھا ہو اور اگر انکی چھٹاؤ اور فقیروں کو دو تو وہ تمہارے لئے (زیادہ) مفید ہے اور تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا۔

(۹) الَّذِيْنَ يَخْفَوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالْغَيْبِ وَالْاَسْمَارِ سِرًّا وَّاعْلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقرہ) ترجمہ جو لوگ اپنے مال دن رات کھلے اور چھپے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کی مزدوری ان کے پروردگار کے یہاں ہے اور (وہاں) نہ ان پر خوف ہو گا نہ غمگینی ہوں گے۔

(۱۰) وَاَلَمْ تَقْبَلِيْنَ الصَّوْبَةَ وَالْمَوْتُوْنَ وَالزَّكٰوٰةَ وَالْمَوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَعُوْا تَيْبَةً اَجْرًا عَظِيْمًا (بقرہ) ترجمہ اور نماز پڑھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والے یہی لوگ ہیں جن کو ہم بڑا اچھا

دہی گے۔

(۱۱) وقال الله اني معكم من الصلوة والقيام الزكوة واعلمتم برسلي وعزتموه وقرضتم الله قرضا حسنا لا كفران عندك سيئاتكم ولا خطاكم جنات تجري من تحتها الانهار رعا تدعون ترجيه اور اللہ نے اس کتاب سے فرمایا کہ اگر تم نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے (سب) پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور ان کی عرو کرد اور اللہ کو قرض حسنة دو تو میں تمہارے ساتھ ہوں اور بیشک میں تمہارے گناہ تم سے دور کروں گا اور ضرور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

(۱۲) ورحمتي وسعت كل شئ فداكتيها الذين يتقون ويؤتون الزكوة والذين هم بايتنا المومنون (اعراف) ترجمہ اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے پس مقرر ہے کہ اس کو ان لوگوں کے لئے مقرر کروں گا جو پرہیزگار ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لایا کرتے ہیں۔

(۱۳) انما المومنون الذين اذا ذكروا لله وجلت قلوبهم واذا تليت عليه حوائطه لم يذنبوا هم ايماناً وظل ربهم يتوكلون الذين يقيمون الصلوة ومما رزقناهم ينفقون اولئك هم المومنون حقاً سجدت عند ربهم ومغفرة ودرزق كريمة (الفعال) ترجمہ مومن وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈرجائیں اور جب ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کے سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جائے اور وہ اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں وہ (ایسے) لوگ (ہیں) کہ نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس سے (ہماری راہ میں) خرچہ کرتے ہیں یہی لوگ سچے ایماندار ہیں انھیں کے لئے ان کے پروردگار کے یہاں (بڑے) دسجے ہیں اور بخشش اور عمدہ رزق ہے اس آیت کا حصر بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

(۱۴) فان تابوا واقاموا الصلوة والزكوة فخلوا سبيلهم (توبہ) ترجمہ پھر اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کی راہ لڑے بند کرو اور ان کو تکلیف نہ دو بلکہ ان کو (چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ جو شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ اسلام کی امان میں نہیں ہے اسی سبب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ دینے والوں سے جہاد کیا۔

(۱۵) فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوٰۃ فاخلوا نیکھنی الذین (توبہ) توجہ
پھر اگر لوگ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو میں میں وہ تمہارے بھائی ہیں
معلوم ہوا کہ جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے وہ دینی بھائی نہیں ہیں لہذا اس بات پر غور کیجئے کہ کہاں تک
پہنچتی ہے۔

(۱۶) ویقیمون الصلوة ویؤتون الزکوٰۃ ویطیعون احکامہ ورمولہ اولئک سیرہ
اللہ (توبہ) توجہ اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت
کرتے ہیں اور یہی لوگ ہیں کہ عنقریب اللہ انہیں رہائی کرے گا۔

(۱۷) خذ من اموالہم حصداً ذلک تطہرہم وھم یذکر عہدہا (توبہ) توجہ
(اسے نبی) ان کے مالوں سے تم صدقہ لو جس کے ذریعہ سے تم ان کو (گناہوں سے) پاک کرو اور ان
(کے دلوں کو) صاف کرو۔ معلوم ہوا کہ صدقہ دینا گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

(۱۸) وادعانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ علومت حیا (مربہ) توجہ اور حضرت کا علیہ
السلام نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ
زکوٰۃ صرف شریعت اسلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام پیغمبروں کو اس کا حکم دیا گیا ہے، اللہ نے کھانا
چاکر امیہا علیہم السلام پر زکوٰۃ فرض نہیں حضرت مسیح علیہ السلام کو حکم دینے سے یہ مقصود ہے کہ وہ
اپنی امت کو اس کی تعلیم کریں۔

(۱۹) وکان یا مرادھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان علیہ ربه موصیاً (مربہ)

عہدہ اللہ نے انبیاء پر زکوٰۃ فرض دہونے کا سبب یہ بیان کیا کہ زکوٰۃ کی فرض نگاہوں سے ہر ایک کے لیے ادا فرمایا ہوگی گناہوں
سے پاک ہوتے ہیں مگر یہ وجہ درست نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ زکوٰۃ حق مال ہے خواہ صاحب مال کس ہوں ہے پاک ہوا اور ہوگا مال دھوا ہوگا
نیز یہ ہم تاحصہ ہی اتنی ہے کہ اگر نبی علیہم السلام ان کو پاک کرے اور اسے ادا کا مال دے دے کہ جسے اللہ تعالیٰ مصلحت دے دے وہ مال بھی
جیسا دین (مقام) پاک کر دے جو کچھ اس کے لیے ہوتا ہے جیسے مال دے دے اس کے لیے مال دے دے اس کے لیے مال دے دے اس کے لیے مال دے دے
علیہم السلام کی کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے جو کچھ ان کے ہاتھ میں آجائے وہ سب اللہ کا ہے جس لیے وہ کسی مال کے مالک نہیں
ہوتے تو ان کے مالک کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہوتے بلکہ ان کے مال ہیں صاف ہادی نہیں ہوتے اس لیے کہ ہر مال کی طرف سے اس کے لیے مال دے دے
کو حق، معاشوالا مبنیاً آں۔ فورث ما ترکنا احدن فیہ منکم مگر وہ انبیاء کی کو اپنا مال دے دے اس کے لیے مال دے دے اس کے لیے مال دے دے
مصدقہ ہے اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال خزانہ کے آگے کی نذر اور نجات کو مصطفیٰ دیا گیا ہے۔

حبہ اور احسنہ اسمیں طلبہ اسم اپنے گنے کو نماز پڑھنے (اور زکوٰۃ دینے) کا حکم دیا کرتے تھے وہ اپنے ہر روز کے نزدیک ہندیدہ تھے، لیکن زکوٰۃ کی تعلیم کو اللہ پاک نے ایک اور اور سزا میں تشریف میں ذکر فرمایا۔

(۲۰) وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ (انبیاء) ترجمہ اور ہم نے ان کی طرف نیکیوں کے کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

(۲۱) قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ ذِكْرِكَ فَاغْلُظُونَ (مومنون) ترجمہ بیشک کامیاب ہوں گے وہ (ایسا عبادہ جیسا کہ نماز میں شروع کرتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ (اور) کرنے والے ہیں۔

(۲۲) قُلْ عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خِلَالَ (سعد) ترجمہ (اے نبی) میرے ان بھروسے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز پڑھا کریں اور کچھ کم نہ لے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ ہماری راہ میں (پچھپچھ اور کھلے غرض کیا کریں اس دن (یعنی قیامت کے آنے سے پہلے میں میں غریب و فروخت ہوئی اور نہ لوگوں کی دوستی (کام آئے گی)

(۲۳) لَعَالًا لَّا تُلْهِهُمْ غِيَاةٌ وَلَا يَبِيعُ عَنْ ذِكْرِكَ اللَّهُ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَلَا يَصَارُ (نور) ترجمہ ایسے روز کہ ان کو کوئی تجارت اور کوئی بیع اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن (یعنی قیامت) سے ڈرتے ہیں جیسا میں (خوف کے لمحے لوگوں کے دل اور آنکھیں الٹ جائیں (۲۴) وَلَا يَحْصِبُنَ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنْتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَبِيرٌ

المعتمد ہل ہو شمر نہم سیطوقون ما بخلوایہ یوما یقیلط ال عمران) ترجمہ اور جو لوگ اللہ کے دینے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ بخل ان کے لئے مفید ہے بلکہ (دو یقین کر میں کہ) وہ ان کے لئے ہلاک ہے، مقرر یہ قیامت کے دن جس چیز کے ساتھ انہوں نے بخل کیا ہے اس کا طریق انہیں پتہ نہ چلائے گا اس آیت کے مطلب کی توضیح حدیث سے ہوگی۔

(۲۵) وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ وَالنَّفْضَةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَكْنُزُونَ (البقرہ) ترجمہ اور جو لوگ

وَقَدْ وَدَّ بَعْضُهُمْ أَنْ يَرْغَبُوا فِي أَنْفُسِهِمْ فَمَا قَوَّاهَا كَفْتَهُمْ تَكَثُّرُ نَزَلُونَ تَرْجِعُهُ اللَّهُ جِو
 فُوكِ سَوَاءٌ أَوْ جَانِبِي شَيْءٍ كَرْتَهُ هِيَ أَوْ اسْ كَوَالِدِي رَاهٍ مِثْلُ خَرَقٍ نَهَيْتُ كَرْتَهُ تَوَالِدِي (تم ان کو ایک
 درویش کو عذاب کی خوشخبری دینے میں دیکھ کر وہ (سوچا چاندی) دوزخ کی آگ میں گر گیا جائے گا پھر
 اس سے ان (برصیبوں) کی پیشانیوں پر ان کے پہلو پر ان کی پیشانیوں کی پیشانیوں کی (اور ان سے
 کہا جائیگا) کہ یہ وہی (سوچا چاندی) جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا پس (اب) جو تم نے جمع کیا
 تھا اس (کے مزے) کو کھو۔ اللہ اکبر کسی سخت وعید ہے کہ سننے سے دل کا پتلہ اے مہربان پرہیزگار
 اپنے فضل و کرم کی طرف نظر فرما اور اس ناقابلِ برداشت عذاب سے اپنے برگزیدہ بنی کی رحمت است
 کو پہچانے، ان آیات کے دیکھنے کے بعد ہر شخص کچھ سکتا ہے کہ زکوٰۃ کی کس قدر تاکید اللہ پاک کو
 منظور ہے، نماز اور زکوٰۃ کے سوا کسی عبادت کا اس قدر ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے گو اس کے مسائل
 روزہ کی طرح بیان نہیں فرمائے گئے، یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ جس قدر آیتوں میں زکوٰۃ کا ذکر ہے ہم
 نے وہ سب یہاں لکھ دی ہیں بلکہ ابھی بہت سی آیتیں باقی ہیں جن کو ہم نے حوالہ کے سبب سے نہیں
 ذکر کیا اب ذرا ایک سرسری نظر سے احادیث کو بھی دیکھئے۔

احادیث (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد ہار کے برابر
 سونا ہو تو فقیر کو بھی اچھا معلوم ہو گا کہ تین دن بھی نہ گزرنے پائیں کہ وہ سب خرچ ہو جائے اور میرے
 پاس کچھ بھی ذرہ جائے (صحیح بخاری)

(۲) ابو ہریرہؓ فرمادیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں
 ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے مال کا بدلہ عطا فرما، دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ
 تعالیٰ اس کو پاکت نصیب کر (بخاری و مسلم)

(۳) ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ فرمادیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی اللہ سے قریب ہے جنت
 سے بھی قریب ہے، لوگوں سے بھی قریب ہے اور دوزخ سے بھی قریب ہے اور نبیل اللہ سے بھی قریب ہے،
 جنت سے بھی قریب ہے، لوگوں سے بھی قریب ہے اور دوزخ سے قریب ہے اور بیشک نبی کا ہل چلنا عباد
 سے اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ (ترمذی)

شیخ صالح الفوزان مشیر قادی نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے کہ
 نبیل اور پودہ زاہر عیسو و بر بہشتی نیا اللہ حکم خیر

(۴) ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا

آپ کو مکروہ کے سامنے میں بیٹھے ہوئے تھے پھر کو بیٹھ کر آپ فرماتے تھے کہ پروردگار کہہ گا کہ یہ قسم وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں میں نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ امام شافعیؒ فرماتا کہ میں کے پاس مال زیادہ ہو۔ مگر ہاں جو اس مال کو لگے اسے اور چھپے اسے ادا ہونے سے اور انہیں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور ایسے کم لوگ ہیں۔ (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے تو اس کا مال قیامت کے دن اس کے لئے سانپ کی شکل میں ظاہر کیا جائے گا وہ اس کے دونوں جہڑوں کو اپنے منہ میں لے لے گا یعنی اس کو کھانے کا اور کپے گا کہ میں تیرا مال ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَكَأَيُّ مَخْسَرَةٍ لِّلَّذِينَ يَكْنُحُونَ أَعْنَافَهُمْ۔ (صحیح بخاری)

(۶) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے لنگن دیکھے تو ان سے پوچھا کہ ان کی زکوٰۃ دیتی ہو یا نہیں انھوں نے عرض کیا کہ نہیں تب آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے کہ اس کے بدلے میں تم کو آگ کے لنگن پھانے جائیں انھوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا اس کا زکوٰۃ دیا کرو۔ (ترمذی)

(۷) انصاری صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب غائب ہو کر فرمایا کہ تم میرے کوئی شخص بکری کو اپنی گردن پر لٹا دے ہوئے قیامت میں میرے پاس د آئے اور مجھے پکارے یعنی مجھ سے مدد چاہے اور میں اس سے کہوں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو تم لوگوں کو احکام الہی سنا دیتے تھے اور کوئی شخص اونٹ کو اپنی گردن پر لٹا دے ہوئے میرے پاس د آئے اور مجھے پکارے اور میں کہوں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا میں تبلیغ کر چکا (صحیح بخاری)

نہاں اس حدیث کو دیکھئے زکوٰۃ دینے والے کو کیسے سخت مذہب کی خبر دی گئی ہے کہ وہ بکری اور اونٹ میں کی زکوٰۃ نہیں دی گئی اس کی گردن پر سوار ہوں گے سب سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت سے انکار فرماتے ہیں اب کہئے زکوٰۃ دینے والوں کا کہاں ٹھکانہ ہے۔

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص پاک کمائی سے ایک غنہ کے بل پر بھی مدد کر لے تو اللہ خدا اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ثواب کو بڑھا دے ہے جیسے تم اپنے اپنے بچے کی پرورش کرتے ہو یا نہ کہ ایک بڑا بچہ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۹) قیامت کے دن جو سات کوئی اللہ کے سامنے میں ہوں گے ان میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بھی بیان فرمایا ہے جو ایسا چھپا کے صدقہ دے کہ اس کے وہ سکا اٹھ کر بھی خبر نہ ہو۔ (صحیح بخاری)

(۱۰) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ سے پوچھا کہ ہمیں سب سے پہلے آپ سے کون دینے ارشاد ہوا کہ جس کا ہاتھ تم سب میں ہمارا ہو گا انہوں نے اس کا ظاہری مطلب سمجھ کر ایک گروہی سے سب کے ہاتھ نہ اپنے تمام المؤمنین سودا کا ہاتھ سب میں بٹا نکلا اگرچہ سب سے پہلے ام المؤمنین زینب کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کے بٹنے ہونے سے حکایت ملا تھی امدام المؤمنین زینب دم سب سے زیادہ سخی تھیں۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث کو دیکھئے صدقہ دینے کی کتنی فضیلت اس سے نکلتی ہے کیا کسی انسان کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی اور نعمت ہو سکتی ہے کہ مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اس کو نصیب ہو جائے؟ وہ نعمت ہے جس کے سامنے جنت بھی کوئی چیز نہیں۔

(۱۱) عدی بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! آگ سے بچو اگرچہ چھوٹے سے کا ایک ٹکڑا بھی دیکھو۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ صدقہ دینا چاہیے۔ کتنی ہی کم چیز ہو وہ سب سے خوات کا سبب بنتا ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ صدقہ ہر بلا کو دور کرتا ہے اور ہر مرض کو اس سے شفا ہوتی ہے

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جب کوئی شخص کچھ مال صدقہ دینے کے لئے لاتا آپ بہت خوش ہوتے تھے اور اس کے لئے رحمت کی دعا فرماتے تھے چنانچہ ابووفی رضی اللہ عنہ جب اپنا صدقہ لاتے تو آپ نے ان الفاظ سے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبْنِیْ اَوْفِیْ اے اللہ رحمت نازل فرما ابووفی کے خاندان پر۔ (صحیح بخاری)

یہاں تک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اقوال تھے اگر آپ کے حالات و خواتم ذکر کرے اور صرف انہیں پر اکتفا کی جائے جو ہدایت صحیح طریقوں سے مروی ہیں تب بھی ایک ضخیم و ثمری کتاب

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی اور بعد اس کے بہت جلد آپ کا کھڑے ہوئے اور مکان میں تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے اس نے اس خلاف عادت واقعہ کا سبب پوچھا تو ارشاد ہوا کہ سونے کا ایک ٹکڑا گھر میں رہا تھا مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ مات کو گھر میں رہے تو میں اس کو تقسیم کر آیا۔ (صحیح بخاری)

(۱۴) ایک مرتبہ مرضِ وفات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ یا سات دینار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے تو آپ نے حکم دیا کہ ان کو تقسیم کر دو حضرت ام المومنین فہرہؓ نے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے سبب سے کچھ خیال نہ رہا آپ نے پھر کچھ سے بوجھا کہ وہ دینار کیا ہوتے ہیں نے عرض کیا کہ کپ کی بیماری کے سبب سے کچھ کو کچھ خیال نہیں رہا تب آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر فرمایا کہ اللہ کے نبی کا خیال ہے کہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کئے کہ یہ اس کے پاس نہ ہوں۔ (مسند امام احمد)

اب صحابہؓ بھی وہ حالات سنئے کہ انھیں زکوٰۃ کے معاملات میں کیسی سرگرمی ہوتی تھی اور صدقہ دینے پر کیسے حریص اور دلدادہ تھے اور کیوں نہ ہوتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر کہاں جاسکتا ہے۔

آثار صحابہ

سب سے بڑا واقعہ زکوٰۃ کے متعلق جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بک غلیظ ہوتے ہی ہمایہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگ زکوٰۃ کے منکر ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ زکوٰۃ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فرض تھی آپ کے بعد اس کی فرضیت نہیں رہی صحابہ نے ان لوگوں کو مرتد سمجھا اور ان سے اس طرح جہاد کیا جیسے مرتدوں سے کیا جاتا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے اور حضرت صدیقؓ نے ان سے جہاد کا ارادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے ان سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں سے کیوں جہاد کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ جب کوئی لا الہ الا اللہ کہے تو اس کا جان و مال میری طرف سے مامون ہو جاتا ہے، حضرت صدیقؓ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم کہ جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھا اس سے میں ضرور لڑوں گا خدا کی قسم اگر وہ اونٹ کا چھوٹا بچہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیتے تھے اور ٹھیکہ نہ دیں گے تو میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔ حضرت فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ اللہ نے ابو بکرؓ کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے۔ پس مجھ کو یقین ہو گیا کہ حق ہو۔ صحابہ میں بعض لوگ ایسے تھے کہ جو حاجت سے ناواقف نہ ہو کہ یہی دیکھنا حرام سمجھتے تھے۔ اور جو شخص ایسا کرے اس کے لئے وہی عذاب بیان کرتے تھے جو اَنّٰی فَنّٰی یٰکَیْدُ زُوْکُ اَنّٰکَ یہ میں مذکور ہے، حضرت ابوذر غفاریؓ بدی نبی اللہؐ کا ذکر اس مقام پر خاص طور سے کیا جاتا ہے ان کو اس مسئلہ میں سخت غلو تھا تمام لوگ ان کے مخالف ہو گئے اسی کے سبب سے ان کو اپنا پیدا

وطن عربہ منورہ چھوڑنا پڑا۔ مگلاں سسکلے سے نہ پھرنے، اخیر وقت تک یہی کہتے رہے کہ زائد از حاجت جو ایک پیہہ بھی رکھے گا وہ اسی محنت و عذاب کا مستحق ہے اور صحابہ کی عموماً عادت تھی کہ جس مسئلے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرتے تھے اگر اس کے اخذ کرنے میں ان سے غلطی ہوتی تو منکر پھر اس سے رجوع نہ کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گندہ مقام ربذہ میں ہوا تو محمد کو ابوذر رضی اللہ عنہ ملے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے رہتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں شام میں تھا مجھ سے ادھار دیا گیا ہے اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہوا۔ اَلَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالنَّفِيسَ سَاءَ مَا يَكْنِزُونَ تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں ہے میں کہتا تھا انہیں ان کے اور ہمارے سب کے حق میں ہے تو انھوں نے حضرت عثمانؓ کو میری شکایت سمجھ لی۔ حضرت عثمانؓ نے مجھ کو مدینہ میں بلایا مدینہ والوں نے میرے پاس محنت بھرم کیا کہ گو پاس سے پہلے انھوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں تھا میں نے حضرت عثمانؓ سے یہ کیفیت بیان کی انھوں نے کہا اگر تم چاہو تو مدینہ سے باہر کسی اور قریب کے مقام میں جا کر ہو اسی سبب سے میں یہاں پڑا ہوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ بھی عادت تھی کہ جہاں لوگوں کا مجمع دیکھتے تو زکوٰۃ کا ذکر ضرور کرتے صحابہ کی کو یہ کیفیت تھی کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تھا تو وہ صرف صدقہ دینے کے لئے موجود کرتے تھے بوجہ لاوتے تھے صحیح بخاری میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدقہ کی آیت اتری تو ہم انداز چاکر مزدوری کرتے تھے اور بوجہ اٹھاتے تھے جو کچھ ہم کو مل جاتا اس کو صدقہ میں دیتے تھے اللہ اکبر! اس حوالے کو دیکھئے، کھانے کو میسر نہ تھا مگر صدقہ کے فضائل سن کر ان سے نہ رہا گیا خاص صدقہ کے لئے محنت مزدوری کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صدقہ دینے کا حکم دیا حضرت فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت اتفاق سے میرے پاس مال تھا میں اپنا نصف مال لے آیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر کبھی ابو بکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ آج ہی کا دن ہو گا جب میں اپنا مال لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے اپنے گھروالوں کے لئے کس قدر چھوڑ دیا میں نے عرض کیا کہ اسی قدر اس قدر کہ اپنا کلی مال لے آئے ان سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پوچھا انھوں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے گھروالوں کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ دیا ہے۔ تب میں نے کہا کہ میں ابو بکرؓ پر کبھی سبقت نہ لجا سکتا (ازدحام) غرض کہ اسی قسم کے واقعات بہت سے واقعات ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہؓ کو صحیحی سرگرمی

اور دینی زکوٰۃ کے متعلق بھی اس کی تفسیر ملتی ہے۔

زکوٰۃ کے فضائل میں گریٹا ہیرم نے کچھ زیادہ بیان کیا۔ مگر وہ حقیقت اس کی جس قدر تاکید اور فضیلت شریعت اسلامیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بیان فرمائی گئی ہے اس کا ایک ٹکڑا بھی بیان نہیں ہوا۔ لیکن میں اس پر افسوس کرتا ہوں کہ جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک دن فجر کو خداوند رب العزت کے حضور میں جائے گا وہ ان قدر قلیل تاکید کے پچھنے کے بعد بھی اس امر کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اگلے زکوٰۃ میں ذرا بھی کوتاہی کرے کیا کسی میں ایسی طاقت ہے کہ ان مذاہب کی برداشت کرے جو زکوٰۃ دینے والوں کے لئے سختی قرار دے رہے ہیں۔

مقدمہ میں میں ان اصطلاحی الفاظ کا بیان ہو گا جو زکوٰۃ کے مسائل میں متعارف ہوئے ہیں۔ نصاب مال کی وہ خاص مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی مثلاً اونٹ کے لئے پانچ اونٹیں وغیرہ کا عدد اور بکری کے لئے چالیس اونٹیں وغیرہ کا عدد اور چاندی کے لئے دوسو درہم اور سونے کے لئے تیس مثقال۔

ساتھ وہ جانور جن میں ۲ تین باتیں پائی جائیں (۱) سال کے اکثر حصہ میں اپنے منہ سے چر کے اکتفا کرتے ہوں ان گھرمیں ان کو کچھ غذا دیا جاتا ہو اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال ان کو گھرمیں کھلا دیا جاتا ہو تو پھر وہ ساتھ نہیں ہیں اس طرح اگر گھاس ان کے لئے گھر میں لٹکائی جاتی ہو غرض وہ بہ قیمت یا بہ قیمت تو پھر وہ ساتھ نہیں ہیں (۲) جو گھاس وہ چرتے ہوں اس کے چرنے کی کسی طرف سے ممانعت نہ ہو۔ اگر کسی کی سبک کی ہوئی اور آٹا جو گھاس ان کو چرائی جائے تب بھی وہ ساتھ نہ ہوں گے (۳) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لئے رکھے گئے ہوں اگر دودھ اور نسل کی غرض سے رکھے گئے ہوں پھر گوشت کھانے کے لئے یا سواہی کے لئے تو پھر وہ ساتھ نہ کہلاتے ہیں۔

ضرورت اصلیہ وہ ضرورت ہے جو جان یا کردار سے متعلق ہو یعنی اس کے پورا ہونے سے جان یا کردار کا خوف ہو مثلاً کھانا پینا کپڑے پہننے کا مکان پینے کا گھاس کے پیشے کے اوزار وغیرہ۔ درم زکوٰۃ کے مسائل میں سبب بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ ڈیڑھ روٹی مراد ہوتی ہے

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ مختلف اوزان کے ہوتے تھے

(۱) صفحہ ۸۶ پر دیکھئے

اور اس سبب سے اس کا عقل میں فتور آگیا ہو، یا اس قدر قفیل ہے کہ جنوں غیر عقلی اور عقلی نقصان عقل اگر پچیس سال بھر رہے گا تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی اور اگر پچیس سال بھر نہ رہے تو لغو سمجھا جائے گا اور زکوٰۃ فرض ہوگی البتہ اگر جنون اصلی ہے تو اس کا ہر حال میں اعتبار ہوگا سال بھر نہ رہے تب بھی زکوٰۃ فرض ہوگی مثلاً کسی کو سال میں دو ایک مرتبہ جنون ہو جائے تو اس سال کی زکوٰۃ اس پر فرض نہ ہوگی بلکہ جس وقت سے اس کا جنون زائل ہوا ہے اسی وقت سے اس کے سال کی ابتدا بھی جائے گی۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۴) زکوٰۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دانا اسلام میں ہونا جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت سے واقف ہو اور دار الاسلام میں بھی دم مٹا ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۵) آزاد ہونا غلام پر گروہ مکاتب یا ماذون ہو زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۶) ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک قائم رہتی ہو جو چیز ایک سال تک قائم نہ رہتی ہو جیسے گھڑی، کھیر، غریبہ، تر بوند اور باقی ترکا دیاں وغیرہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۷) اس مال پر ایک سال کا مل کا گذر جانا غیر ایک سال کے گذر سے ہوئے زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۸) سال کے شدت اور آخر میں نصاب کا پورا ہونا چاہئے سال کے درمیان میں کم ہو جائے ہاں اگر سال کے شروع یا آخر میں نصاب کم ہو جائے تو پھر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

(۹) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہو سکتا ہے خواہ اللہ جل شاد کا قرض ہو جیسے زکوٰۃ عشر خراج وغیرہ کو حق اللہ تو جس ملکان کا مطالبہ امام وقت کی طرف سے ہو سکتا ہے یا وہ قرض بندوں کا جو مذہب کا ہو بھی اسی قرض میں داخل ہے اگرچہ مؤقتیں ہو یا مال اس قسم کے قرض میں مستغرق ہو یا اس قدر قرض ہو کہ اس کے ادا کرنے کے بعد نصاب پورا

نہ رہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر ایسا قرض ہو کہ جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہیں ہو سکتا

مثلاً کسی پر کفارہ واجب ہو یا حج تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اسلئے کہ درمیان میں اگر قرض ہو جائے تو کیا جائے گا کہ وہ مال فنا ہو گیا یہاں تک کہ اگر قرض ختم اس قرض کو صاف کر دے تب بھی

عقل منکر بارگاہی ہونے سے پہلے داخل ہوا ہو تو اصلاح ہے ورنہ غیر اصلی ۱۱۔

عقل منکر نہ وہ غلام ہے جس کو اس کے آقا نے اس شرط پر آزاد کر دیا ہو کہ وہ اس قدر روپے کا کارس کو دیں جسے جب

تک اس قدر روپے کا کارس سے غلام رہتا ہے اور بعد میں دینے کے لئے ہو جائے کہ ۱۲۔

عقل منکر نہ وہ غلام جس کو اس کے آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ مکملی کو دے اور اپنے آقا کو کفر ہے ۱۳۔

زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی بلکہ میں دقت اس نے محاف کیا ہے اس وقت سے اس مال کے سال کی ابتدا رکھی جائے گی اگر کسی کے پاس کئی قسم کے مالوں کا نصاب ہو اور اس پر قرض ہو تو اس کو چاہئے کہ قرض کو ایسی چیز کی طرف راجع کرے جس کی زکوٰۃ ہم ہو اور اس کی زکوٰۃ دوسے شے کے پاس چاندی کا ایک نصاب ہو اور دوسری کا بھی ایک ہو تو اس کو چاہئے کہ قرض کو چاندی کے نصاب کی طرف راجع کرے سمجھ کر چاندی کے ایک نصاب کی زکوٰۃ یہ سب اس کے کہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوٰۃ ہے بکری کے ایک نصاب کی زکوٰۃ سے بہت کم ہوتی ہے ہاں اگر وہ قرض اس قدر زیادہ ہو کہ ایک چیز کا نصاب اس کے لئے کافی نہ ہو تو پھر چھٹے نصابوں میں اس کی اضافی ممکن ہو اسی قدر نصابوں کی طرف راجع کیا جائے گا اور ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی۔

(۱۰) وہ مال اپنی اصلی ضرورتوں سے ناکد ہو جو مال اپنی اصلی ضرورتوں کے لئے ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہیں پیسے کے کپڑوں اور ہنے کے گھر پر اور خدمت کے غلاموں پر اور سوانی کے گھوڑوں پر اور خانہ داری کے اسباب پر زکوٰۃ فرض نہیں اور اسی طرح ان کتابوں پر جو تجارت کی نہ ہوں خواہ کسی اہل علم کے پاس ہوں یا کسی ہمالی کے پاس ہوں اور اسی طرح پیشہ وروں کے اوزار و اسباب پر زکوٰۃ فرض نہیں خواہ وہ اوزار اس قسم کے ہوں کہ ان سے نفع لیا جائے اور وہ باقی رہیں جیسے کھارڑی، بسوئی، دلیر یا ایسے ہوں کہ نفع لینے سے ان کی ذات فنا ہوتی ہوتی ہو، مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اس کا اثر نہ باقی رہے جیسے صابون وغیرہ کہ وہ ہونے سے خود فنا ہوتا جاتا ہے اور اس کا اثر کپڑے پر باقی نہیں رہتا اور اگر اثر باقی رہتا ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی جیسے کسم کہ رنگ سے فنا ہوتا ہے مگر اس کا اثر کپڑے پر باقی رہ جاتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

اور اسی طرح وہ روپیہ جو اپنی اصلی ضرورتوں کے لئے دیکھا ہو اس پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں بشرطیکہ وہ ضرورت اسی سال میں درپیش ہو اور اگر وہ ضرورت سال آئندہ میں پیش آئے والی ہو یا متصل نہ ہو تو پھر اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی (رد المحتار)

(۱۱) سال کا اپنے یا اپنے دیکل کے ملک و قبضے میں ہونا جو مال ملک اور قبضے میں نہ ہو یا وہ بعض فقہانے لکھا ہے کہ وہ یہ ہر حال میں زکوٰۃ فرض ہے خواہ ضرورت اصلہ سے ناکد ہو یا نہیں مگر جو ملک طاعت ملک سے تفریق کی ہے کہ اگر وہ یہ اصلی ضرورتوں کیلئے دیکھا ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں اور مزین فقہ کی ظہر جرات بھی اس کی طرف اشارہ کرتی ہے بلکہ میرزا جہ کہ دونوں قولوں میں اس میں تطبیق دی جائے کہ وہ ضرورت اگر بالفعل موجود ہے تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی ورنہ ہوگی۔ (رد المحتار)

ملک میں جو قبضے میں نہ ہو یا قبضے میں ہو ملک میں نہ ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ مکتوب کے مکلف ہوئے مال میں زکوٰۃ نہیں، اس پر داس کے مولیٰ پر اس لئے کہ وہ مال مکتوب کی ملک میں نہیں تو قبضے میں ہے اور مولیٰ کے قبضہ میں نہیں لگتا۔ یہ ہے اسی طرح مافوق کی کمائی میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں اور دین کی پہلی چیز پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں، دین رکھنے والے پر نہ دین کرنے والے پر اس لئے کہ دین رکھنے والا اس کا مالک نہیں گو اس پر قابض ہے اور دین کرنے والا اس پر قابض نہیں گو اس کا مالک ہے، اسی طرح جو مال ایک مدت تک کھویا رہا بعد اس کے مل گیا تو جس زمانہ تک کھویا رہا اس زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ اس وقت قبضے میں نہ تھا، اسی طرح جو مال دیا میں گر جائے اور کچھ دنوں کے بعد نکالا جائے تو جس زمانہ تک گزارا اس زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہیں اسی طرح جہاں کسی جنگل میں دفن کروا گیا ہو اور اس کا مقام یاد نہ ہو اور کچھ زمانہ کے بعد یاد آجائے تو سب سے زمانہ تک بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض نہیں، ہاں اگر کسی مکان میں دفن کیا گیا ہو اور اس کا مقام یاد نہ ہے اور پھر یاد آجائے تو جس زمانہ میں بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض ہوگی کیونکہ وہ مال قبضہ سے باہر نہیں ہوا۔ اسی طرح جو مال کسی کے پاس امانت رکھا گیا ہو اور بھول جائے کسی کے پاس رکھا تھا اور پھر یاد آجائے تو جس زمانہ تک بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی، بشرطیکہ وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی گئی تھی اپنی ہر اگر کسی حالت میں ہوئے آدمی کے پاس امانت رکھی جائے اور یاد نہ رہے تو اس بھولے ہوئے زمانہ کی زکوٰۃ بھی فرض ہوگی، اسی طرح اگر کسی کو کچھ قرض دیا جائے اور قرض وار انکار کر جائے اور کوئی تمسک یا گواہی اس کی نہ ہو خواہ قرض دار مالدار ہو یا غلبہ، پھر چند روز کے بعد وہ لوگوں کے سامنے یا قاضی کے روبرو اقرار کرے تو اس انکار کے زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی، اسی طرح جو مال کسی سے لٹا چھین لیا جائے اور پھر چند روز کے بعد وہ اس کو مل جائے تو جس زمانہ تک وہ اس کو نہیں ملا اس زمانہ کی زکوٰۃ اس پر فرض نہ ہوگی، مگر جب مال قبضہ یا ملک سے نکل جائے گا تو زکوٰۃ فرض نہ رہے گی زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے قبضہ اور ملک دونوں کا ہونا شرط ہے۔

(۱۲) اہل ایمان تین درجوں سے ایک درجہ کا پایا جاتا ہے (۱) نقدیت (۲) سوم (۳) نیت تجاہلہ

سوائے اور چاندی میں نقدیت پائی جاتی ہے، ہذا ان میں بہر حال زکوٰۃ فرض ہوگی خواہ نیت قبولت کی ہو یا نہیں اور خواہ سونا چاندی مشک ہو یا غیر مشک اور خواہ اس کے زیر بار حق بنائے گئے

عہ نام خاص فی حق از حد کے نزدیک نہ ہو، چھپنے کے لئے کہ اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، ان کے نزدیک پہنے کا

زیر دیکھ پہنے کے کپڑوں کے حکم میں ہے مگر صرف ان کا قیاس بہ خفیہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں چیل (راتی ص ۷۰ پر چھپے)

ہیں، ساتھ چاقو و دل میں سوم پایا جاتا ہے۔ غیر ساتھ جاندار باقی اموال اگر ان میں تجارت کی نیت کی جائے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں اخراج وہ مال کتنا ہی قیمتی اور نازق قسم جو اہر کیوں نہ ہو۔ تجارت کی نیت مال کے حصول کے لئے وقت ہوتا ہے۔ اگر بعد حصول لینے کے نیت کی جائے تو وہ قابل اعتبار نہیں بلکہ نیک اس کی تجارت شروع نہ کر دی جائے اگر کوئی مال تجارت کے لئے حصول نیا گیا ہو اور بعد حصول لینے کے نیت نہ رہے تو وہ مال تجارتی نہ رہے گا لہذا اس پر زکوٰۃ فرض نہ رہے گی پھر اس کے بعد اگر نیت کی جائے تو وہ قابل اعتبار نہ ہوگی جب تک کہ اس کی تجارت نہ کر دی جائے۔

(۱۳) اس مال میں کوئی دوسرا حق مثل عشر یا خراج کے واجب نہ ہو۔

اگر عشر یا خراج اس مال پر ہو گا تو پھر اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی کیونکہ دو حق ایک مال پر فرض نہیں ہوتے۔

زکوٰۃ کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کا فر کا زکوٰۃ دینا صحیح نہیں، اگر کوئی کا فر اپنے مال کی کسی سال میں زکوٰۃ دیدے

اور بعد اس کے مسلمان ہو جائے تو وہ زکوٰۃ دینا اس کے لئے کافی نہ ہو گا بلکہ اس کو پھر زکوٰۃ دینا ہوگی۔

(۲) عاقل ہونا جنون اور ناقص العقل کی زکوٰۃ صحیح نہیں۔

(۳) بالغ ہونا۔ بچہ کی زکوٰۃ صحیح نہیں۔

(۴) زکوٰۃ کا مال فقیر کو دینے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا یعنی دل میں، امداد کرنا کہ میرے اوپر

جس قدر مال کا دینا فرض تھا بعض الشر پاک کی خوشنوی کے لئے دیتا ہوں اگر کوئی شخص زکوٰۃ دینے

سینے کے بعد نیت کرے اور مال فقیر کے پاس ابھی موجود ہو تو نیت صحیح ہو جائے گی اور اگر وہ

(باقی صفحہ ۳۹) جاندار اور موسیٰ کی زکوٰۃ دینے والوں کی خرابی بیان فرمائی ہے وہاں زیادہ کوشش نہیں کیا جا سکتا

یہ بھی کہیں زیادہ کوشش نہیں فرمایا بلکہ صحیح احادیث میں قلم کی زکوٰۃ دینے کا حکم وارد ہے۔ چنانچہ اعداؤ و ذمی غروا

شعیبے سوریہ کہ ایک حدیث میں علی رضی اللہ عنہ عیسیٰ بن مریم کے پاس آئے، اس کے ساتھ اس کی ایک لڑکی تھی جس کے ہاتھ میں کونے

کے کلن تھے، آپ نے پوچھا کہ تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے اس نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا تجھے اچھا معلوم

ہو کہ کونیا سے کون اس کے بدل میں ہوتا تھا تجھے آگ کے کلن پہناتے۔ غرض فقیر میں ایسا حسن نیتان سے

نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو صحیح کہا اور مندی سے بھی اس کے سند کی تفسیر کی اور ہر راوی کو

ما اچھا انھیں اس کو صحیح کہا اس قسم کا اور حدیثیں بھی ہیں۔

مال فقیہ کے پاس خسر سچ پہنچانے کی نیت صحیح نہ ہوگی اور اس کو پھر دوبارہ زکوٰۃ دینا ہوگی اگر کوئی شخص اپنے وکیل کو زکوٰۃ کا مال تقسیم کرنے کے لئے دے اور اس کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرے تو درست ہے خواہ وکیل فقیہوں کو دیتے وقت نیت کرے یا نہیں اگر کوئی شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ کا مال طالعہ کرے۔ اور طالعہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت اس کے دل میں ہو تو یہ نیت کافی ہے کہ فقیہوں کو دیتے وقت نیت نہ کرے۔

(۵۱) زکوٰۃ کے مال کا جس شخص کو دیا جائے اس کو مالک اور قابض بنا دینا اگر کوئی شخص کچھ کھانا کچھ کر فقیہوں کو اپنے گھر میں رکھے کھائے اور زکوٰۃ کی نیت کرے تو صحیح ہے اگر وہ کھانا فقیہوں کو دے اور انھیں اختیار دے کہ اس کو جو چاہیں کریں جہاں چاہیں کھائیں تو پھر درست ہے۔

(۶۱) زکوٰۃ کا مال ایسے شخص کو دینا جو اس کا مستحق ہو۔ (اس مسئلے کی زیادہ تفصیل زکوٰۃ کے مستحقین کے بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی اس میں بعض صوفیوں جیسی ہیں کہ غیر مستحق کو دینا جائز ہے اور پھر بھی درست ہو وہ سب دہیں بیان کی جائیں گی۔ چونکہ شریعت نے چار قسم کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے (۱) سائہ جانوروں پر (۲) سونے چاندی پر (۳) تجارتی مال پر خواہ وہ کسی قسم کا ہو (۴) کھیتی اور دھنوں کی پیداوار پر گو اس چوتھی قسم کو فقہاء کی کتابوں میں زکوٰۃ کے لفظ سے یاد نہیں کرتے بلکہ عشر کہتے لہذا ہم ہر قسم کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

سائہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

سائہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ جنگلی نہ ہوں جنگلی جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی اور جو جانور کسی ویسی اور جنگلی جانور سے ملکر پیدا ہوں تو اگر ان کی ماں ویسی ہے تو وہ ویسی کہے جائیں گے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی کہے جائیں گے۔

مثال بکری اور بکری سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور بیل بگاڑ اور عکات سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ بکائی کے حکم میں ہے۔

جو جانور سائہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کے تجارت کی نیت کر لی جائے تو اس سال اس کی زکوٰۃ دینا پڑے گی اور جب سے اس نے تجارت کی نیت کی ہے اس وقت سے اس کا تجارتی

سال شروع ہو چکا۔

جانوروں کے بچوں پر اگر وہ تنہا ہوں تو زکوٰۃ فسخ نہیں ہاں اگر ان کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو ایک ہی ہر توان پر بھی زکوٰۃ فسخ ہوگی اور زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ (در مختار وغیرہ)

وقف کے جانوروں پر اگر جان گھوڑوں پر جو بی غزوے کے تھے دیکھے گئے ہوں زکوٰۃ فرض نہیں گھوڑوں پر خواہ وہ سائے ہوں یا غیر سائے اور گدے اور خچر بشرطیکہ تجارت کے لئے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔

اونٹ کا انصاب پانچ اونٹ میں زکوٰۃ فرض ہے اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں پانچ اونٹ میں ایک بکری دینا فرض ہے خواہ ترہر یا ماہ۔
چھ سے چوبیس تک کچھ نہیں۔

بچیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو وہ مسل برس شروع ہو۔
چھبیس سے پینتیس تک کچھ نہیں۔
پچیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو تیس برس شروع ہو چکا ہو۔
سیئیس سے پینتالیس تک کچھ نہیں۔
چھیالیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چونتیس برس شروع ہو۔

عہد امام صاحب کے نزدیک گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یہاں ہم نے فرض دھرنے کو گھالیہ صاحبین کا قول ہے اور اس پر اکثر فقہاء مثل علامہ غامدی اور قاضی خاں اور زبلی وغیرہ کا فتویٰ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت کوشش کی ہے کہ امام صاحب کے قول کو ترجیح دیں مگر جو دلائل انھوں نے بیان کئے ہیں وہ ناکافی ہیں۔
بلکہ قاضی میں مروی ہے کہ کچھ لوگ شام کے رہنے والے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس گھوڑے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان کی زکوٰۃ دیں۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبکہ میرے صاحبین (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) سے پہلے کرتے تھے وہی کرتا ہوں، پھر انھوں نے صحابہ سے شروع کیا تو انھوں نے کہا کہ پھر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہتر ہے بشرطیکہ ایک چیز مقررہ ہو جس سے تم آپ کے بعد ہمیشہ لیا جاتا کہ اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گھوڑوں کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی تھی اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی بطور فرض کے مقرر نہیں کیا۔

سینتالیس سے ساٹھ تک کچھ نہیں۔

اکٹھ اونٹ میں ایک سی اونٹنی جس کو پانچواں بری شروع ہو۔

بٹھ سے پچتر تک کچھ نہیں۔

چتر اونٹ میں دو اونٹنیاں جن کو تیسرا بری شروع ہو۔

ستر سے نو تک کچھ نہیں۔

اکا نوے اونٹ میں دو اونٹنیاں جن کو چوتھا بری شروع ہو۔

نانوے سے ایک سو بیس تک کچھ نہیں۔

ایک سو بیس سے نائے ہر جاتیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ میں نو کچھ نہیں

جب ریاضی پانچ تک پہنچی جائے یعنی ایک سو پچیس ہر جاتیں تو ایک بکری اور پچیس اونٹ بڑھ

جائیں گے۔ نو ایک دو برس والی اونٹنی اور تیس اونٹ بڑھ جائیں گے تو ایک چوتھے برس والی اونٹنی

پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو نئے سرے سے حساب ہو گا یعنی پانچ اونٹوں میں ایک بکری اور

پچیس میں ایک دو برس والی اونٹنی اور چھتیس میں ایک تیسرے برس والی اونٹنی پھر چھپا بیس میں

ایک چوتھے برس والی اونٹنی۔ پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو ہمیشہ اسی طرح نیا حساب ہوتا ہے گا۔

اونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو اوادہ ہونی چاہیے نہ اگر دیا جائے گا تو صحیح نہیں اور اگر

قیمت دینا چاہے تو بھلا اختیار ہے چاہے زر کی قیمت دے چاہے اوادہ کی۔

گائے بھینس کا انصاب۔ گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں اور ان کا انصاب بھی

ایک ہے اور اگر دونوں کے ملنے سے انصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا میں گے مثلاً بیس گائے

ہوں اور بی بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا انصاب پورا کر لیں گے مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے

گا جس کی تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینسیں زیادہ ہیں

تو زکوٰۃ میں بھینس دینا چاہئے گی اور جو دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے۔

تیس گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو۔

تیس سے کم میں کچھ نہیں اور تیس کے بعد نائیس تک بھی کچھ نہیں۔

چالیس گائے بھینس میں پورے دو برس کا بچہ۔

عہ اس حساب پر صرف اس قدر فرق ہے کہ پہلے بھینس میں چھ کوئی اور برائے تیس میں ہے مگر اس کے بعد جو حساب میں

وہ سب پہلے حساب کے موافق ہیں اور بھینس کا انصاب ان میں دیکھا گیا ہے تیس کا نہیں ۱۲۔

آلا لیس سے آٹھ تک کے نہیں۔

جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے۔ پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ۔ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا اور جب آٹھ ہو جائیں تو دو برس کے دو بچے کیونکہ اس میں چالیس کے دو نصاب ہیں اور نوے میں ایک ایک برس کے تین بچے کیونکہ نوے میں تیس کے نصاب ہیں اور سو میں دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا۔ کیونکہ سو میں دو نصاب تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہے اس جہاں کہیں دونوں نصاب کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے چاہے جن کا اعتبار کریں مثلاً ایک سو بیس میں چار نصاب تو تیس کے ہیں اور تین نصاب چالیس کے پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک برس کے چار بچے دیئے جائیں گے یا چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو برس کے تین بچے دیئے۔ فرق ساٹھ کے بعد پھر ہر دہائی سے نصاب بدلتا رہے گا دہائی سے کم بڑھے تو زکوٰۃ میں زیادتی نہ ہوگی وہی زکوٰۃ دینا ہوگی جو اس سے پہلے دی جاتی تھی۔

بکری بھینٹ کا نصاب زکوٰۃ کے بارے میں بکری بھینٹ سب یکساں ہیں خواہ بھینٹ دم دار ہو جس کو نہ کہتے ہیں یا مٹولی ہو اگر دونوں کا نصاب پیدا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ ملجھادی جائے گی اور ہر ایک کا نصاب تو پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملائے سے نصاب پیدا ہو جاتا ہو تو دونوں کو ملائیں گے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوٰۃ میں دی دیا جائے گا اور دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے۔

چالیس بکری یا بھینٹ میں ایک بکری یا بھینٹ۔

چالیس سے کم میں اور چالیس کے بعد ایک سو میں تک کچھ نہیں۔

ایک سو انیس میں دو بھینٹ یا بکریاں۔

ایک سو بائیس سے دو سو تک کچھ نہیں۔

دو سو ایک میں تین بھینٹ یا بکریاں۔

عدہ ۷ صاحبین کا قول ہے اور امام صاحب سے بھی یک روایت یہی ہے اور اس پر محققین فقہاء کی ایک جماعت کا فتویٰ ہے اور امام صاحب کی روایت یہی ہے کہ چالیس سے تین سو زیادہ ہوں گے ان کی زکوٰۃ ملجھادی اس حساب سے دی جائیگی مثلاً ایک زیادہ ہو تو دو برس والے بچے کا حساب ملجھادی اس کی پوری قیمت کا جائیسو مستند و زیادہ ہو جائیں تو دو جائیسو یا بھینٹ ملجھادی و انصاف اس گروہ و دولت کا محققین نے قبول نہیں کیا اور غدار بحر الرائق (رد المحتار) ۱۲۔

دوسروں سے تین سو ننانوے تک کچے نہیں۔

چار سو میں چار کبریاں یا بھیریاں۔

چار سو سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری کے صلے زکوٰۃ دینا ہوگی سو سے کم نہ ہوتی میں

کچے نہیں۔

بھیر بکری کی زکوٰۃ میں نولہہ کی قید نہیں اس ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہونا چاہیے غلام بھیر ہو

یا بکری

چاندی سونے اور تجارتی مال کا نصاب

چاندی سونے اور تمام تجارتی مالوں میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے جس کے چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہوتے ہیں جس کی زکوٰۃ دس ماشے ساڑھے سات رتی چاندی ہوتی کیونکہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے کا چالیسواں حصہ آٹا قدر ہوتا ہے۔

چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں۔

عہ بعض لوگوں نے چاندی کا نصاب ساڑھے پانچ تولہ اور سونے کا ساڑھے سات تولہ بیان کیا مگر یہ خلاف تحقیق ہے۔ ہاں اگر بھیر یا حق اور نقد کی تمام چیزیں کٹا بروں میں اس کے خلاف ہے چنانچہ یہ سب لوگ کہتے ہیں کہ چاندی کی زکوٰۃ تین سو درہم پر ہے جس کے دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں اور مثقال اٹھ اتفاق تین ماشے اور ایک رتی کا ہوتا ہے پس سات مثقال کے انیس ماشے سات رتی ہوتی ہیں کہ دس پر تقسیم کیا جائے تو دو ماشے ڈیڑھ رتی حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا ایک ماشہ ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہے اس کو اگر دو سو سے جزو زکوٰۃ کا نصاب ہے ضرب دیجئے تو چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہوتا ہے پس یہی چاندی کا نصاب اس طرح سونے کے نصاب میں لوگوں نے ضعیفی کی ہے۔ ہم فقہاء بھی یہی کہ سونے کا مثقال حساب سے تین ماشہ ایک رتی کا ہوتا ہے پس تین ماشے ایک رتی کو بیس سے ضرب دیاتو پانچ تولہ ضعیفی ماشہ ہوتا ہے۔ دوسری ضعیفی لوگوں نے روپیہ کی تعداد بیان کرنے میں کی ہے بعض نے اگر دی کہ ہر ماہ دین دوپے لگے ہیں اور بعض نے کچے بعض نے کچے ملا لگا کر روپیہ اگر بکری ساڑھے گلوہ ماشے کا ہوتا تو تقریباً آٹھ بیس ہی نصاب پورا ہوتا ہے اور اگر روپیہ پورے تولہ بھیر کا روپیہ کسی نے بعض محقق سلاطین سے تحقیق کی ہے تو بتائیں وہ یہ لکھا کہ انہی میں نصاب پورا ہونا چاہیے مگر میں نے یہ کہہ دیا کہ فقہاء اس نے سکر زکوٰۃ کیا ہے کہ زکوٰۃ گنتی سے نہ اختلاف اصلاً ہے تو ان کو یہ چاہیے ہیں وہ یہ کہ تو اس جتنے درہم چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے کا ہونا ایک نصاب بھیر یا اس طرح سونے کی زکوٰۃ بھی تو ان کی ہے۔

سونے کا نصاب میں مشاغل ہے جس کے پانچ تولہ ڈھائی ماشہ ہوتے ہیں جس کی زکوٰۃ ایک ماشہ ساڑھے چار رتی سونا ہوا کیونکہ پانچ تولہ ڈھائی ماشہ کا چالیسواں حصہ اسی قدر ہوتا ہے پانچ تولہ ڈھائی ماشہ سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں۔

تجارتی مال کا نصاب اس کی قیمت کے اعتبار سے ہوگا یعنی اگر اس کی قیمت چھتیس تولہ ساڑھے پانچ ماشے چاندی یا پانچ تولہ ڈھائی ماشہ سونے تک پہنچتی ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔ اگر چھتیس تولہ ساڑھے پانچ ماشہ چاندی اور پانچ تولہ ڈھائی ماشہ سونا دونوں قیمت میں برابر ہوں تو اختیار ہے ورنہ جس کے اعتبار سے نصاب پورا ہو جائے یا جس کا دواغ زیادہ ہو اسی کا نصاب کریں۔ سونے چاندی یا تجارتی مال کا جو نصاب بیان کیا گیا اس نصاب سے اگر کچھ مال زیادہ ہو جائے تو وہ زیادتی اگر نصاب کے پانچویں حصے کے برابر ہے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں مثلاً اگر کسی کے پاس علاوہ چھتیس تولہ ساڑھے پانچ ماشہ چاندی کے سات تولہ ایک ماشہ ورتی چاندی اور تیرہ تولہ اس پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ چھتیس تولہ ساڑھے پانچ ماشے کا پانچواں حصہ ہے اور اگر علاوہ پانچ تولہ ڈھائی ماشہ کے ایک تولہ چار رتی سونا اور تیرہ تولہ اس پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ پانچ تولہ ڈھائی ماشہ کے برابر زیادتی ہو جائے گی تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی، پانچویں حصے سے کم زیادتی پر زکوٰۃ صاف ہے۔ یہیوں کا کوئی خاص نصاب نہیں جب اس کی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کے برابر ہو جائے گی تو اس پر زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں، اگر کسی مال میں سونا اور چاندی دونوں ملے ہوں تو جو زیادہ ہوگا اسی کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر سنا زیادہ ہے تو وہ سونا گھیا جائیگا اور سونے کے نصاب سے اس کی زکوٰۃ دی جائے گی اور اگر اس میں چاندی زیادہ ہے تو وہ چاندی گھیا جائے گا اور چاندی کے نصاب پر زکوٰۃ دی جائے گی۔

اگر چاندی یا سونے میں کسی اور چیز کا میل ہو جائے اور وہ چیز غالب نہ ہو تو وہ کا محض گھسی جائے گی اور اگر وہ چیز غالب ہوگی تو وہ مگر تجارتی مال کے قسم سے ہے تو اس کی قیمت کے اعتبار سے اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر تجارتی مال نہیں ہے تو اس کی چاندی یا سونا اگر ملٹیوہ ہو سکتا ہو اور وہ بقدر نصاب کے ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر ملٹیوہ نہ ہو سکتا ہو مگر شہر میں اس کا عام رواج ہو تو بھی اس پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر عام رواج نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

اگر کسی کے پاس صرف چاندی کا نصاب بھی پورا نہ ہو اور صرف سونے کا بھی پورا نہ ہو مگر وہ دونوں کے ملائے سے نصاب پورا ہو جاتا ہو تو اس وقت دونوں کو ملائیں گے مثلاً کسی کے پاس بارہ تولہ چاندی

ہو اور ایک ٹولہ سونا اور ایک ٹولہ سونے کی قیمت جو بیس ٹولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے برابر ہوتی ہو تو دونوں کو ملا لیں گے یعنی بچھیں گے کہ جتنیں ٹولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی ہے اور اس کی زکوٰۃ دی جائے گی، اس صورت میں اختیار ہے کہ چاہے کم کو زیادہ کے ساتھ ملا لیں اور چاہے زیادہ کو کم کے ساتھ مگر وہ صورت اختیار کرنی چاہئے جس سے نصاب پورا ہو جائے اگر چاندی اور سونے کا نصاب پورا نہ ہو اور تجارتی مال بھی موجود ہو اور اس کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہو تو اس کو بھی ملا لیں گے مثلاً کسی کے پاس تھوڑے روپیہ ہیں اور ایک تجارتی گھڑی ہو جس کی قیمت تیس ٹولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے برابر ہو تو دونوں کو ملا کر بچھیں گے کہ چاندی کا نصاب پورا ہے اور اس کی زکوٰۃ دی جائے گی۔

زکوٰۃ کے مسائل

(۱) اگر کچھ مال چند لوگوں کی شرکت میں ہو تو ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر کے اگر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکوٰۃ اس پر فرض ہوگی ورنہ نہیں مثلاً چالیس بکریاں یا آدھ سیر چاندی و دواؤں کی شرکت میں ہو تو کسی پر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر دینے سے نصاب پورا نہیں رہتا۔

(۲) دو نصابوں کے درمیان میں جو مال ہو اس پر زکوٰۃ معاف ہے وہ اگر ہلاک ہو جائے تو زکوٰۃ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

(۳) زکوٰۃ واجب ہو جانے کے بعد اگر مال ہلاک ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی مگر زکوٰۃ کے دینے کا وقت آگیا ہو اور حاکم وقت کی طرف سے اس کا مطالبہ بھی کیا گیا ہو اور اس نے کسی وجہ سے نہ دی ہو یا اگر خود ہلاک کر دے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا ضروری ہوگی مثلاً جانوروں کو چارہ پانی نہ دے اور وہ مر جائیں۔ یا کسی مال کو قعدراً ضائع کر دے کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال تلف ہو جائے تو اس کا شمار ہلاک کرنے میں نہ ہوگا اور اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ تجارتی مال کو تجارتی مال سے بدل لینا ہلاک کرنے میں ہے لہذا اس بدل لینے میں زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی تجارتی مال کو غیر تجارتی مال سے بدل لینا اسی طرح جائز کہ دوسرے ساتھ جانور سے بدل لینا ہلاک کر لینا ہے اور اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی (در مختار وغیرہ)

(۴) زکوٰۃ میں اختیار ہے خواہ وہ چیز و یکائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے۔ یا اس کی قیمت و یکائے اور قیمت اسی زمانے کی مستبر ہوگی جس زمانے میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہے خواہ زمانہ وجوب کے اعتبار سے اس وقت اس چیز کی قیمت زیادہ ہو یا کم ہو مثلاً آخر سال میں جب زکوٰۃ فرض ہوئی ہو مگر

عہدہ صاحبین کے نزدیک اس صورت میں زکوٰۃ کم ہو جاتا ہے ۱۱۔

ایک کبریٰ کی قیمت تین روپے تھی اور ادا کرتے وقت چار روپے ہو جائے یا دو روپے ہو جائے تو اس کو چار روپے یا دو روپے دینا ہوں گے۔

(۵) اگر کل مال عمدہ ہے تو زکوٰۃ میں عمدہ مال دینا چاہیے اور اگر سب مال خراب ہے تو خراب مال دیا جائے اور اگر کچھ مال عمدہ اور کچھ خراب ہے تو زکوٰۃ میں متوسط درجہ کا مال دینا چاہیے۔ اگر اونٹنی درجہ کی چیز دی جائے اور اس میں جس قدر کمی ہو اس کے بدلے میں کچھ قیمت دی جائے یا اعلیٰ درجہ کی چیز دی جائے اور اس میں جس قدر زیادتی ہے اس کی قیمت واپس لے لی جائے تو جائز ہے۔

(۶) جو مال سال کے اندر حاصل ہوا ہو خواہ مولیٰ لینے سے یا مکتول سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے وہ اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اسی کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

مثال۔ شروع سال میں بچہس اونٹ تھے سال کے درمیان میں ان کے بچے ہوئے تو اب سال کے ختم پر یہ بچے بھی ان اونٹوں کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے اور کل اونٹوں کی زکوٰۃ میں جو تھے برس کا اونٹ دینا ہو گا گو ان بچوں پر ابھی پورا سال نہیں گزرا ہاں اگر اس مال کے ملا دینے سے ایک ہی مال پر دوم تہ زکوٰۃ دینا پڑے تو پھر نہ ملائیں گے مثلاً کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دے چکا ہو بعد اس کے اس مزکی روپیہ سے کچھ جائیداد ملے تو وہ جائیداد اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ نہ ملائیں گے ورنہ ان کی زکوٰۃ پھر دینا ہوگی اور ابھی ان کی قیمت کی زکوٰۃ دی جا چکی ہے اسی طرح اگر کوئی شخص جائیداد کی زکوٰۃ دے چکا ہو بعد اس کے ان مزکی جائیدادوں کو بیچ ڈالے تو ان کی قیمت کا روپیہ روپیہ کے نصاب کے ساتھ نہ ملا دیا جائے گا۔

(۷) اگر کسی شخص کے پاس کوئی تجارتی مال ہو مگر اس کی قیمت نصاب تک نہ ہو تو پھر چند روز کے بعد اس چیز کے گراں ہو جانے کے سبب سے اس کی قیمت بڑھ کر بقدر نصاب کے ہو جائے تو جس وقت سے قیمت بڑھی ہے اس وقت سے اس کے مال کی ابتدا رکھی جائے گی (مخطوطہ دی مرآت السامعین) (۸) ہر چیز کا قطع غر سال کے اندر حاصل ہوا ہو اس کی اصل کے ساتھ ملایا جائے گا اور اگر سال نہ ہو جب اس کی اصل کی زکوٰۃ دی جائے گی تو اس کی زکوٰۃ بھی دی جائے گی گو اس پر پورا سال نہیں گزرا۔

(۹) اگر کسی شخص کے پاس ایک مال کے دو نصاب ایسے ہوں کہ ایک دو مسکوکے ساتھ ملایا نہیں جاسکتا مثلاً زکوٰۃ دینے پرے جائیداد کی قیمت کا پچھروپیہ ہو اور کچھ روپیہ اس کا اس کے

علاوہ ہر پھر اس کو کہیں سے کچھ روپیہ اور مل جائے تو یہ روپیہ اس روپیہ کے ساتھ ملایا جائے گا جس کا سال پہلے ختم ہوتا ہو یعنی اگر بکریوں کی قیمت کے روپے کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اس کے ساتھ ملایا جائے گا اور اگر دو ستر روپے کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اس کے ساتھ ملایا جائے گا۔

(۱۰) اگر حاکم وقت کوئی مسلمان عادل ہے تو اس کو ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ لینے کا حق حاصل ہے وہ تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے مستحقین پر صرف کرے گا۔

(۱۱) اگر حاکم وقت کوئی ظالم یا غیر مسلم ہو تو اس کو زکوٰۃ کے لینے کا کچھ حق نہیں ہے اور اگر جبرائے تو دیکھنا چاہیے کہ اس نے اس مال کو مستحقین پر صرف کیا یا نہیں اگر مستحقین پر صرف کیا ہے تو خیر ورنہ ان لوگوں کو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوٰۃ نکالیں اور بطور خود مستحقین پر تقسیم کریں۔ (در مختار وغیرہ)

(۱۲) اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو حاکم وقت کو چاہیے کہ اس کو قید کر دے اور اس سے زکوٰۃ طلب کرے جبراً اس کے مال کو قرق کر لیتا چاہیے کیونکہ زکوٰۃ کے بھیج ہونے میں نیت سبب ہے اور یہ نیت ظاہر ہے کہ جب اس کا مال جبراً لیا جائے گا تو وہ نیت زکوٰۃ کی نہ کرے گا۔

(۱۳) اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال مال کے ساتھ ملا دے تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہوگی۔
(۱۴) اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ سال ختم ہونے سے پہلے یا کئی سال کی پیشگی دیدے تو جائز ہے۔

(۱۵) اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہو جانے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی بل اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کا ہوائی مال زکوٰۃ میں سے لیا جائیگا۔ گو یہ ہوائی ہو کی زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اسکے وارث ہوائی سے زیادہ دینے پر تیار نہ ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دیدے لے لیا جائے گا۔

(۱۶) اگر کسی کو شک پیدا ہو جائے کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ پھر دے۔
(۱۷) اگر دین کا ثبوت کافی دلائل کے پاس موجود ہو یا مدیون اس دین سے منکر ہو اور وہ دین قوی ہو یا متوسط تو ایسی حالت میں اس دین کی زکوٰۃ دینا دان کے ذمہ لازم ہے مگر بعد قبضہ کے دین قوی میں تو بعد چالیس روز پر قبضہ کے اور دین متوسط میں دو سو روز پر قبضہ کرنے کے بعد۔ اور اگر ضعیف ہے تو اس کی زکوٰۃ دینا لازم نہیں ہاں جب وہ قبضہ میں آجائے گا تب یہ شخص کسی کو قرض دے اس کو واجب کہے ہیں اور قرضدار کو مدیون کہتے ہیں ثبوت کافی کی قید اس واسطے ہے کہ اگر ثبوت کافی نہ ہو اور مدیون بھی منکر ہو تو زکوٰۃ نہ دینا چاہیے کیونکہ اگر اوپر مذکور ہو چکا۔

اور اس پر ایک سال گزرنے کا اثر ملے اور ماہوں کے اس کی زکوٰۃ بھی دینی ہوگی۔
دین کی تین قسمیں ہیں، قوی، متوسط، ضعیف۔

قوی وہ دین ہے جو کسی کو بطور قرض کے دیا گیا ہو یا کسی ایسے مال کا عوض ہو کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے مثلاً کسی نے اپنی سائیکہ بکریاں کسی کے ہاتھ آدھار بھیجیں تو ان کی قیمت مشتری کے ذمہ دین قوی ہے اور اسی طرح اگر کسی اور تجارتی مال کو آدھار فروخت کیا ہو تو اس کی قیمت بھی مشتری کے ذمہ دین قوی ہے اور جب بانک کو اس کی قیمت میں سے چالیس دہم ٹھہرائیں گے تو اسے ان مقبوضہ دہموں کی زکوٰۃ اس وقت سے دینا ہوگی کہ جب سے وہ اصل مال جس کی وہ قیمت ہے اس کے پاس تھا۔

مثال کسی شخص نے اپنی سائیکہ بکریاں جو اس کے پاس چھ مہینہ سے تھیں آدھار بھیجیں اور چھ مہینے کے بعد اسے دو سو روپے ملے تو ان دو سو روپوں کی زکوٰۃ پانچ دہم اس کو فوراً دینا چاہئیں کیونکہ ان پر ایک سال کامل گزر گیا چھ مہینے تو اس کے اصل کے یعنی وہ بکریاں جو اس کے پاس رہی تھیں اور چھ مہینے مدین کے پاس اس مال کو گزرے۔

متوسط وہ دین ہے جو ایسے مال کا عوض ہو جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مثلاً کسی نے اپنی خدمت کے غلام یا غیر سائیکہ بکریاں کسی کے ہاتھ آدھار بھیجیں تو ان کی قیمت مشتری پر دین متوسط کی قسم سے ہے اور دین متوسط کا سال اس کی اصل کے زما سے نہ رکھا جائے گا کیونکہ اس کی اصل پر زکوٰۃ فرض ہی نہ تھی بلکہ اس زما سے رکھا جائے گا جب سے وہ مال اس کے ہنجا ہے۔

ضعیف وہ دین ہے جو کسی مال کے عوض میں نہ ہو مثل دین ہراور دین دیت اور دین کتابت اور دین خلع وغیرہ کے اس دین کی زکوٰۃ دائن پر فرض نہیں ہاں جب وہ اس کے قبضے میں آجائے گا اور اس پر بعد قبضے کے ایک سال گزر جائیگا تاہی زکوٰۃ دینا ہوگی اور اگر دین نصاب سے کم ہو تو اس پر کسی حال میں زکوٰۃ فرض نہیں اگرچہ قوی یا متوسط کیوں نہ ہو ہاں اگر اس کے پاس اس کا ہم جنس نصاب کوئی چیز مشغول ہے تو یہ دین بعد قبضے کے اس اپنے ہم جنس چیز کے ساتھ طلبا یا جائیگا اور جب اس کا سال ختم ہو گا تو اس دین کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔ اور اگر ایک سال کے بعد دائن اپنا دین علیان کو معاف کر دے تو پھر زکوٰۃ اس ایک سال کی اس کو دینا پڑے گا۔
اں اگر وہ دین مال دار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور دائن کو زکوٰۃ سے دین کا تین تہیں اہم صاحب کے نزدیک ہیں صاحبین کے نزدیک ہر دین میں زکوٰۃ فرض ہے۔

بیٹا بیٹے کی کیونکہ زکوٰۃ مال کے ہلاک کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے (مفسر القرآن)

اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر مل جائے اور ایک سال تک اس کے قبضے میں رہے اور بعد اس کے اس کا شوہر قتل غلبت میچھ کے اسے طلاق دیدے اور نہیے ہوئے مہر میں سے نصف واپس کرے تو اگر وہ مہر نقد یعنی سونے چاندی کی قسم سے ہے تو اس عورت کو پورے مہر کی زکوٰۃ دینا ہوگی اور اگر وہ نقد کی قسم سے نہیں ہے تو پھر پورے مہر کی زکوٰۃ اس کے ذمہ نہ ہوگی بلکہ نصف کی ہوگی۔

(۱۸) اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو ہبہ کر دے اور بعد ایک سال کے رجوع کرے یعنی وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس کرے تو اس سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی نہ مہربوب پر اور ہبہ کرنے سے پہلے جتنے زمانہ تک وہ مال واپس کے قبضے میں رہا تھا وہ زمانہ کا عدم گننا جائیگا اس کا حساب دیکھا جائے گا مثلاً کسی نے زکوٰۃ مال دس مہینے تک اپنے پاس رکھ کر کسی کو ہبہ کر دیا اور پھر چند روز کے بعد اس سے واپس لے لیا تو اب وہ پہلا زمانہ محسوب کر کے دو مہینے کے بعد اس پر زکوٰۃ دینے کا حکم دیا جائیگا بلکہ جب از سر نو پورا سال گزرے محلات زکوٰۃ واجب ہوگی۔ تب اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر کوئی شخص خاص کر زکوٰۃ کے ساقط کرنے کی نیت سے یہ حیلہ کرے کہ زکوٰۃ کا سال جب ختم ہونے کے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کر دے پھر واپس لے لے تو اگرچہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی مگر یہ فعل اس کا مکروہ تحریمی ہوگا کیونکہ اس میں فقیروں کا نقصان اور ان کے حق کا باطل کرنا اور زکوٰۃ کے دوازدہ کلامد کرنا ہے۔

عشر یعنی زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان

عشر عربی زبان میں دسویں حصہ کہتے ہیں اور یہاں اس سے مراد عام ہے خواہ دسواں حصہ

عہ امام ابو یوسف کے نزدیک اس قسم کا حیلہ کرنا مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ نیت زکوٰۃ کے ساقط کرنا نہ ہو بلکہ یہ مقصود ہو کہ زکوٰۃ میرے ذمہ واجب ہی نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص مہربوب بن کر اسے اس کی نیت ہی ہو کہ مجھے زکوٰۃ دینا پڑے تو ان کے ایک بھی مکروہ ہے بعض کو تاہ اندیشوں سے زکوٰۃ کا نسبت بخدا ہے کہ وہ خود زکوٰۃ ساقط کرنے کے لئے اس قسم کا حیلہ کیا کرتے تھے بعض غلط ہے ۱۲۔

ہو یا اس کا نصف یعنی بیسواں حصہ یا اس کا دواہ یعنی پانچواں حصہ کیونکہ بعض صورتوں میں
عشر واجب ہوتا ہے جو بعض میں اس کا نصف بعض میں اس کا دو تازمین کی پیداوار سے کھیتی
اور درختوں کے پھل اور شہد مراد ہے ان تمام چیزوں کا عشر نکالنا فرض ہے عشر کا ثبوت قسطن
بجیسے بھی ہے اور احادیث سے بھی اور اجماع و قیاس بھی اس کی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں
قوله تعالیٰ انفقوا من طيبات ما كسبتم وما اخرا جدا لکم من الارض
والواحقہ يوم حصلہ کا ترجمہ :- ہماری ماہ میں اپنی پاکیزہ کمائیوں سے اور اس چیز سے
جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے خرچ کرو **قوله تعالیٰ** والواحقہ يوم حصلہ
ترجمہ :- زمین کی پیداوار کا حق دیدو (جو) اس کے کھیتے کے دن تم پر ثابت ہوتا ہے
تمام نصرتی کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حق سے عشر اور نصف عشر مراد ہے ساتھ جانوروں اور
نقد اور تجارتی مایوں کی زکوٰۃ میں اور عشر میں سات فرق ہیں۔

(۱) عشر کے واجب ہونے میں کسی نصاب کی شرط نہیں قلیل اور کثیر ہر چیز میں عشر واجب
ہوتا ہے بشرطیکہ ایک صاع سے کم نہ ہو۔

(۲) اس میں یہ بھی شرط نہیں کہ وہ چیز ایک سال تک باقی رہ سکے جو چیزیں باقی رہ سکیں
ان پر بھی عشر واجب ہے جیسے ترکاریاں کھیرا ٹکڑی، تر بوڑھ، خر بوڑھ، میو، نارنگی، امرود، آنبہ وغیرہ
(۳) اس میں ایک سال کے گزرنے کی بھی قید نہیں حتیٰ کہ اگر کسی زمین میں سال کے اندر دو

مرتبہ کاشت کی جائے تو ہر مرتبہ کی پیداوار میں عشر واجب ہو گا سال میں دو مرتبہ تو اکثر زمینیں
کاشت کی جاتی ہیں مگر درختوں میں سما امرود کے کوئی درخت سال میں دو مرتبہ نہیں پھلتا اور بغرض
مگر کوئی درخت دو مرتبہ یا اس سے زیادہ پھلے تو ہر مرتبہ عشر دینا ہو گا۔

(۴) عشر کے واجب ہونے کے لئے ماقول ہونے کی بھی شرط نہیں جھنڈوں کے مال میں
بھی عشر واجب ہے۔

(۵) بالغ ہونا بھی شرط نہیں بالغ کے مال میں بھی عشر واجب ہے۔

عشر ہ نام ابو حنیفہ رحمہ اللہ غیر کا ہے سب سے صاحبین کے نزدیک اور نیز اہم شافعی کے نزدیک بالغ
موت سے کم میں عشر فرض نہیں ایک مسن سات صاع کا ہوتا ہے صاع کی تحقیق اور پراگندگی اور امام ابو حنیفہ
وہب کی تحقیق ہیں ان میں آگے کی گئی ہے۔

(۶) آزاد ہونا بھی شرط نہیں، مکاتب اور ماذن کے مال میں بھی عشر واجب ہے۔

(۷) زمین کا مالک ہونا بھی شرط نہیں، اگر وقف کی زمین ہو یا کرایہ کی تو اس کی پیداوار

پر بھی عشر واجب ہے اس شرط ضرور ہے کہ وہ چیز قصداً لٹی گئی ہو یا وہ خرید و فروخت کے قابل

ہو اگر خود وادہ بے قیمت چیز ہو جیسے گھاس وغیرہ تو اس پر عشر نہیں، ایک چیز بعض مقامات

میں قابل قدر ہوتی ہے اور اس کی خرید و فروخت کی جاتی ہے اور بعض مقامات میں

نہی چیز بے قدر ہوتی ہے کوئی اس کی خرید و فروخت نہیں کرتا وہ قابل قدر ہے اس پر عشر

واجب ہو گا اور جہاں بے قدر ہے وہاں ہو گا اللہ یہ بھی شرط ہے کہ اس زمین پر خراج واجب

ہو گا اگر خراج واجب ہو گا تو پھر عشر واجب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ حق یکے میں پر واجب نہیں ہوتا

جو زمین کو خرابی نہ ہو اور وہ بارش کے یا دنیا کے پانی سے سنبھلی جائے تو اس کی پیداوار

میں عشر فرض ہے اور جو زمین کنویں سے سنبھلی جائے خواہ پندلیہ پُر کے یا بندلیہ ڈول کے یا مول

کے پانی سے تو اس کی پیداوار میں عشر کا نصف یعنی بیسواں حصہ فرض ہے۔

اور اگر کوئی زمین دونوں قسم کے پانیوں سے سنبھلی گئی ہو تو اس میں اکثر کا اعتبار ہو گا یعنی

اگر زیادہ تر بارش یا دنیا کے پانی سے سنبھلی گئی ہے تو عشر دینا پڑے گا اور اگر زیادہ تر کنویں سے یا

مول کے پانی سے سنبھلی گئی ہو تو نصف عشر دینا ہو گا اور جو دونوں قسم کے پانی برابر ہوں تو بھی

نصف عشر دینا ہو گا۔

پہاڑ اور جنگل کی پیداوار میں بھی عشر ہے بشرطیکہ امام یا حاکم اسلام لے جائزوں اور کافروں

سے اس کی حمایت کی ہو۔

جس قدر پیداوار ہے اس سب کا عشر ہونا چاہیے نیز اس کے کو بیج کی قیمت بلیوں کا کرایہ

بل چلانے والے بارغ یا کھیت کی حفاظت کرنے والوں کی مزدوری یا کھیت کا لگان وغیرہ اس

سے وضع کیا جائے۔

مثال کسی کھیت میں بیس من غلہ پیدا ہوا تو اس کو چاہیے کہ دس من عشر میں نکال دے، اگر زمین

بارش یا دیہے سے سنبھلی گئی ہو اور جو کنویں وغیرہ سے سنبھلی گئی ہو تو ایک من نکالے یہ نہ کرے کہ اس

بیس من غلہ سے خرام اس کے اخراجات کا شت نکالنے کے بعد جو باقی رہ جائے مثلاً دس من

رہ جائے تو اس کا عشر یعنی ایک من یا نصف عشر یعنی بیس من نکالے۔

مسلمان پر اتنا خراج نہ مقرر کیا جائے گا جتنا اس کے لاکھ میں ہے کہ اس پر عشر مقرر کیا

ہائے کو نہ عشر ایک قسم کی عبادت ہے اور خضران محصول ہے لیکن اگر خراجی زمین کوئی مسلمان خریدا
گا تو پھر اس پر بھی خراج واجب ہو جائے گا۔
زمین کی تین قسمیں ہیں۔ عشری، خراجی، ترضعیفی۔

عشری وہ زمین ہے کہ جس کو مسلمانوں نے بزرگوں و شمشیر خریدا ہو اور وہاں کی زمین اپنے لشکر پر
تقسیم کر دی ہو۔ یا وہاں کے رہنے والے اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے ہوں، عرب کی اور بصرہ کی زمین
یا جو وہاں شہر انطاکیہ کے پاس ہے ہائے کے بھی عشری ہے۔ خراجی وہ زمین ہے جس کو اہل اسلام
نے بزرگوں و شمشیر خریدا ہو اور وہاں کی زمین بزرگوں کے قریب ہوئی ہو، عراق کی زمین یا جو وہاں
شہر انطاکیہ کے پاس ہے ہائے کے بھی خراجی ہے۔

ترضعیفی وہ عشری زمین ہے جو کسی نبی یا قلیل کے نصرانی کے قبضہ میں ہو ترضعیفی اس کو
اس صاحب کے کہتے ہیں کہ نبی یا قلیل کے نصرانیوں کو عشری زمین کے پیداوار میں عشر کا نصف (دوہا)
یعنی کل پیداوار کا پانچواں حصہ دینا ہوتا ہے، مسلمان اگر عشری زمین کو خریدے گا تو اس کے
پاس بھی عشری رہے گی اور خراجی کو خرید لے گا تو اس کے پاس بھی خراجی رہے گی اور جو ترضعیفی کو
خریدے گا تو اس کے پاس بھی ترضعیفی رہے گی، تغلیبی اگر عشری زمین کو خرید لے گا تو اس کی ملک
میں آئے ہی ترضعیفی ہو جائیگی اور جو خراجی کو خریدے گا تو خراجی رہے گی اور جو ترضعیفی کو خرید لے گا
تو وہ بھی ترضعیفی رہے گی اور اگر کوئی دمی خراجی یا ترضعیفی زمین کو خرید لے گا تو پھر اس کے پاس بھی
خرابی اور ترضعیفی رہے گی اور جو عشری زمین خریدے گا تو وہ اس کے ملک میں آئے ہی خراجی
ہو جائے گی۔

مگر جس وقت یہ عشری زمین جو اس کے ملک میں آئے سے خراجی ہو گئی ہے بزرگوں و شمشیر کے
کسی مسلمان کے ملک میں چلی جائے گی تو پھر عشری ہو جائے گی اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان سے
عشری زمین مولے اور پھر یہ سبب بیع کے فاسد ہوئے یا بخیار شریط یا بخیار رویت کے ذریعہ
سے، اسی مسلمان کے پاس جائیں آجائے تو عشری ہی رہے گی اور جو بخیار عیب کے سبب سے

عقب بنی قلب عرب کا ایک قبیلہ ہے اس قبیلہ کے نصرانیوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کیا تھا کہ جس کو مسلمانوں
سے لیا جاتا ہے اس کا وہ باقی رہے یا نہ لیا جائے اسی واسطے ایک دفعہ معاہدہ طاری ہے کہ مسلمانوں کو جو زمینوں کے لئے
ذریعہ رہا ہے کہ اگر وہ قوم ہی نہیں یا نہ ہو تو مسلمانوں کی خوشنودی سے ان کو عبادت کا کام ہے مگر صرف ان کی فرض سے ہے نہ ان کی عبادت سے۔

ہیں کی جائے تو اس میں شرط ہے کہ قاضی کے حکم سے واپس ہو تو عشری لے جائے گی اور جب حکم قاضی کے پاس کی جائے تو خراجی ہو جائے گی۔

ہندوستان کی زمینیں جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں ان کی نوعیتیں ہیں،

(۱) بادشاہان اسلام کے وقت سے موروثی ہیں۔

(۲) موروثی ہیں مگر بادشاہی وقت سے نہیں اور معلوم نہیں کہ دگر قبضے میں آئیں۔

(۳) مسلمانوں نے مسلمانوں سے مول لی ہیں اور ان بچنے والے مسلمانوں نے بھی مسلمانوں سے

مول لی ہیں۔

(۴) مسلمانوں نے مسلمانوں سے مول لی ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ ان بچنے والے مسلمانوں نے کس

سے مول لے لیں۔

(۵) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کی ہیں اور وہ اس سے پہلے مسلمانوں کے ملک

میں تھیں۔

(۶) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کی ہیں اور معلوم نہیں کہ وہ اس سے پہلے کس کی

ملک میں تھیں۔

(۷) مسلمانوں نے مسلمانوں سے مول لیں اور ان بچنے والے مسلمانوں نے غیر مسلم سے مول لی تھیں۔

(۸) مسلمانوں نے غیر مسلم سے مول لیں۔

(۹) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کیں اور وہ اس سے پہلے غیر مسلم کی ملک تھیں۔

پہلی پانچوں صورتوں میں ان زمینوں کی پیداوار پر اگر وہ بارش یا دریا کے پانی سے سنبھلی جائیں

تو عشر فرض ہے اور جو مول کے پانی سے یا کنویں سے سنبھلی جائیں تو نصف عشر فرض ہے کیونکہ ان

سب صورتوں میں زمینیں یا تو ملک اہل اسلام ہیں یا کچھ معلوم نہیں۔ معلوم ہونے کی صورت میں انہیں

کی ملک کہیں جائیں گی کیونکہ انہیں کی سلطنت تھی اور مسلمانوں کی ملک کہ زمینوں پر عشر یا نصف عشری

فرض ہوتا ہے اور اگر ان چار صورتوں میں ان زمینوں کی پیداوار پختہ شراب، خمر، کھجور، مکہ و زیتون خراجی

ہیں یعنی اگر بادشاہ اسلام ہوتا تو ان پر خراج ہوتا سرکاری مالگذاری جردی جاتی ہے یہ عشر میں سرور۔

انہیں ہو سکتی کیونکہ عشر کے مصارف میں صرف انہیں کی جاتی ہیں اس کے دینے سے عشر مطلقاً نہ

ہوگا اگر کوئی دہی کا فرسے گھر یا افتادہ زمین کو بارش یا کھیت بنائے تو وہ خراجی ہے اگر کوئی مسلمان

لے گھر یا افتادہ زمین کو بارش یا کھیت بنائے تو اگر سنبھائی خراج کے پانی سے کرے تو خراجی ہے

اور اگر دونوں سے پہنچے تب بھی وہ مشتری ہوگی اور اگر عشر کے پانی سے کرے تو مشتری ہے اگرچہ خرما کا پانی زیادہ ہو (در مختار وغیرہ)

خرابی وہ پانی ہے جس پر پہلے کفار کا قبضہ ہوا اور پھر اہل اسلام نے بزور اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہوا اور جو ایسا نہ ہو وہ مشتری ہے جیسے بارش کا پانی ابدان کنوؤں، چشموں کا پانی جو کسی کے قبضہ میں نہ ہو، گھر میں قبرستان میں اور تیل و گھرو کے چشمے میں کچھ بھی واجب نہیں، جب گھیتی اور دھت پھل جائیں اور ان کے پھل مادہ استعمال کے قابل ہو جائیں تو ان پر عشر واجب ہو جاتا ہے خواہ دھکے ہوں یا نہیں، گٹنے کے قابل ہوں یا نہیں، بعض نئے قبل پکنے کے استعمال میں آتے دیکھتے ہیں مثل نخود اور بڑی جوار وغیرہ کے۔ اسی طرح بعض درختوں کے پھل بھی مثل آلو کے کہ کچے ہوں ہی میں چٹنی اچار کے کام آنے لگتے ہیں پس جس وقت سے جو غلہ اور جو پھل مادہ قابل استعمال ہو جائے اسی وقت سے اس پر عشر واجب ہے۔

جس قدر اہل جس پھل پر عشر واجب ہو گیا ہو اس کا استعمال بغیر عشر داکے جائز نہیں اور اگر کوئی شخص استعمال میں لائے گا تو اسے تاوان دینا پڑے گا، جس شخص پر عشر فرض ہوا وہ بغیر ادا کئے ہوئے عشر کے مر جائے تو اس کے مال متروکہ سے عشر لیا جائیگا خواہ وہ وصیت کر گیا ہو یا نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

کوئی شخص باوجود قنوت کے کسی مشتری زمین میں کاشت نہ کرے تو اس کو عشر دینا پڑے گا بخلاف خسار کے۔

اگر کوئی شخص اپنی کھیتی یا پہلا ہوا بلدی بیچ ڈالے تو اگر قبل پکنے کے بیچا ہے تو عشر مشتری کے نئے ہو گا اور اگر پکنے کے بعد بیچا ہے تو عشر بائع کے ذمہ ہوگا۔

کرایہ کی زمین میں عشر کرایہ دار پر ہوگا جو اس کی کاشت کرتا ہے، مالک پر اسی طرح عاریت کی زمین پر عشر عاریت لینے والے پر ہوگا نہ عاریت دینے والے پر (در مختار وغیرہ)

اگر بائع شرکت یا شریک میں کسی کو دونوں پر عشر ہوگا خواہ بیع ان میں سے ایک ہی ہو

عہدہ صاحبین کا مذہب ہے اسی ہذا اگر متعدد میں کا فتویٰ ہے اور یہی قواعد کے موافق ہے کہ جو عشر بیع اور عہدہ پر ہوتا ہے اور مالک پر ہوا مالک کا ہے، مالک پر ہوا مالک کے ذمہ مالک پر عشر فرض ہے بعض مفسرین نے ان کے قول پر بھی فتویٰ دیا ہے مگر ترجیح صاحبین کے قول کو معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔

عہدہ مذہب صاحبین کا مذہب ہے فتویٰ انہی پر ہے۔

عشر میں بھی اختیاب ہے کہ خواہ خود وہ چیز سے جس پر عشر واجب ہو ہے خواہ اس کے بدلے میں قیمت دے۔

ساعی اور عاشر کا بیان

آنحضرت علیہ السلام اپنے مسعود زمانے میں زکوٰۃ کی تقسیم کا انتظام خود بنفس نفیس فرماتے تھے تمام مسلمانوں کی زکوٰۃ کسی خاص شخص کے ذریعے سے تحصیل فرما کر بطور خود مستحقین پر صرف کیا کرتے تھے اور حبیب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا قرآن کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کی زکوٰۃ تم خود وصول کر کے فقرا پر تقسیم کرنا اور اسی پر غلٹ نہ مارتے مارتے کامل رہا اور اس کے بعد بادشاہان اسلام نے بھی اس پر عمل کیا غلطی نہ عباسیہ نیز ملک اس امر کا بہت کچھ چلتا ہے اور ہر قسم کی زکوٰۃ اور صدقہ کا بیت المال میں خزانہ ملجود رہا کرتا تھا مثلاً خس کا بیت المال ملجود رہتا تھا اس میں قیمت کے مالوں کا با پنچواں حصہ اور دینیوں وغیرہ کا با پنچواں حصہ جو اللہ کی راہ میں لیا جاتا ہے رہتا تھا اس میں زکوٰۃ اور عشر کا بیت المال ملجود ہوتا تھا خراج اور جزیہ کا بیت المال جدا ہوتا تھا اور جس شخص کو زکوٰۃ کی تحصیل کے لئے مقرر کرتے تھے اور وہ مسلمانوں کے گھر جا کر زکوٰۃ وصول کر کے لانا تھا اس کو ساعی کہتے تھے اس ساعی کی تنخواہ اسی زکوٰۃ کے مال سے دی جاتی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے اور آئندہ بیان ہو گا ایک دوسرا طریقہ اور تھا کہ عام شاہراہوں پر جس طرف سے تاجروں کا آمد و رفت رہتی تھی امام مبنی حاکم وقت کی طرف سے ایک شخص مقرر کر دیا جاتا تھا جو ان کے مالوں کی دہنروں سے حفاظت کیا کرتا تھا اور ان کے تجارتی مالوں سے بشرطیکہ وہ بقدر انصاف ہوں اور ایک سال ان پر گزرتا ہو اور قرض سے محفوظ ہوں ایک خاص حصہ لے لیا کرتا تھا یعنی مسلمانوں سے چالیسواں حصہ دینی کا فربل سے فیرواں حصہ عربی کا فربل سے دسواں حصہ اور اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ عربوں نے مسلمان تاجروں سے جو ان کے ملک میں گئے تھے اس سے زیادہ یا کم لیا تھا تو ان سے بھی اسی قدر لیا جاتا تھا ہاں اگر یہ معلوم ہوتا کہ وہ مسلمانوں کا سب مال لے لیجئے ہیں تو ان کے ساتھ ایسا نہ کیا جاتا تھا کیونکہ ظلم مرتکب ہے اور اگر یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ لوگ مسلمانوں سے کچھ نہیں لیجئے ہیں تو پھر ان سے بھی کچھ نہ لیا جاتا تھا۔

اس شخص کو جو ان شاہراہوں پر بیٹھتا تاجروں کے مال سے حصہ لیتا تھا عاشر کہتے تھے یہ عاشر جو کچھ وصول کرتا تھا امام مبنی حاکم وقت کے پاس بھیج دیتا تھا اور وہ زکوٰۃ کے بیت المال میں جمع

دہنا تھا اور عند الضرورت مستحقین پر صرف ہوتا تھا ہم نے ماسٹر کے احکام نہایت اجمال سے یکے کے بھی نہیں بیان کئے، ہم کو صرف یہ بتانا منظور تھا کہ ماسٹر کس کو کہتے ہیں اس کے احکام کی ضرورت ہم کو آتا کل نہیں ہے اس لئے کہ بعضی سے ہم ان مبارک الزمہ سے جن میں احکام شرعیہ پر عمل ہوتا تھا بہت بعد پیدا ہوتے ہیں۔

اب وہ زمانہ ہے کہ مسلمان کو خود اس کا انتظام کرنا چاہیے شخص اپنی زکوٰۃ خود قواعد شرعیہ کے لحاظ سے نکالے اور خود اپنے طور پر مستحقین پر صرف کرے خود اپنے ہی صندوقہ کو زکوٰۃ کا بیت المال بنائے یعنی زکوٰۃ کا سال جس وقت ختم ہو یا عشر جس وقت واجب ہو فوراً اگر مستحقین دستیاب ہو جائیں تو اس وقت تقسیم کر دے ورنہ اس کو عند وقفہ میں ملجہ دینے رکھے جس وقت مستحقین ملتے جائیں اس مال کو صرف کرنا ہے اس زمانہ میں جو لوگ مستعدی سے قواعد ضروریات قادرہ پر عمل کرنے میں ان کے لئے بڑا اجر ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بصراحت وارد ہو گیا ہے، اللہ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین باللہ الامین۔

زکوٰۃ اور عشر کے مستحقین کا بیان

جس طرح اللہ پاک نے قرآن مجید میں زکوٰۃ کا اتنا بڑا اہتمام فرمایا ہے کہ نماز جیسی عبادت کے ساتھ اس کو ہمیشہ جگہ ذکر فرمایا ہے اور اس کے علاوہ بھی بلا جہاں اس کی تاکید و تفضیل کے بیان کو اپنے مقدس کلام سے رہبت دی ہے اس طرح حق سبحانہ نے زکوٰۃ کے مصارف بھی بیان فرما دیے ہیں اور جن جن لوگوں کو زکوٰۃ کا مال لینے کا استحقاق ہے ان کی پوری تفصیل بیان کر دی ہے فقہانے جو کچھ لکھا ہے سب اسی ایک آیت کی تفسیر ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمولفۃ قلوبہم و فی السواقب والغارمین و فی سبیل اللہ وابن السبیل ترجمہ یہ صدقہ (کے مال) تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور عاملوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کی تالیف قلب کی جائے اور غلاموں (کی آزادی) میں خرچ کرنے کے لئے اور قرضہ داروں کے (قرض ادا کروانے) کے لئے اور اللہ کی راہ میں (خرچ کرنے کے لئے) اور مسافر کے لئے۔

اس آیت میں صدقات سے صدقات واجبہ مراد ہیں صدقات نافلہ کا ان لوگوں کے سوا دوسروں کو دینا بھی جائز ہے جیسا کہ فقیر و ماضی ہو گا اس آیت میں آنحضرت کے لوگ بیان ہوئے ہیں جن صدقات کی دو قسم ہیں واجبہ اور نفلی۔ واجبہ وہ صدقات ہیں جن کی فرضیت لفظی معلوم ہو چکی ہے

کو صدقہ کا مال دینا چاہیے اور ان کے سوا کسی اور کو دینا جائز نہیں۔ فقیر مسکین عالمین صدقہ۔
مولانا القلوب۔ غلام قرضاء۔ فی سبیل اللہ مسافران آٹھ قسموں میں مولانا القلوب کا حصہ
حقیقہ کے نزدیک ساقل ہو گیا ہے لہذا ان کے نزدیک سات قسمیں رہ گئیں جس کی تفصیل
حسب ذیل ہے۔ فقیر وہ شخص ہے جو کسی ایسے مال کے نصاب کا ایک نہ ہو جس پر زکوٰۃ فرض ہو
ہے مگر بالکل تہی دست بھی نہ ہو۔

مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو جوئی کہ دوسرے وقت کا کھانا بھی۔

عالمین صدقہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کی تحصیل کے لئے حاکم اسلام کی طرف سے مقرر ہوں ماحشر
بھی ان میں داخل ہیں ان لوگوں کی تنخواہ زکوٰۃ کے مال سے دی جائے گی اور تنخواہ کی مقدار ہر شخص
کے کام کے موافق حاکم وقت کی تجویز سے مقرر ہوگی۔ اس قدر کہ اس کو اور اس کے متعلقین کو
کافی ہو سکے اور اگر صدقات کے مال جیسا اس نے جمع کئے ہیں اس کی تحویں سے ہلاک ہو جائیں تو

حقیقہ صنف ۴۱۲ اور ہر شریعت سے ثابت ہو چکے زکوٰۃ اور عشر اور صدقہ فطر اور خیر کے ہر کے صدقے امدان کے
علاوہ ہر اپنی طرف سے کوئی شخص صدقہ دے تو وہ فضل ہے ۱۲۔

عہد شریعت اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کو تالیف قلب کے لئے صدقات کے مال دینے چھٹے کچھ لوگ
کا فرستے جن کے مہنے سے مقصود یہ تھا کہ ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو اور وہ مسلمان ہو جائیں اور کچھ کافر
کو اس غرض سے دیا جاتا تھا کہ وہ شریعت کو فراموش نہ کریں اور کچھ لوگ نو مسلم ضعیف لایاکاں تھے ان کو اس لئے دیا جاتا تھا
کہ ان کے دل میں اسلام کی بڑی مضبوطی ہو جائے ۱۳۔

عہد المملکت کا بھی کئی مذہب ہے اسی کی مذہب انکار و کفر ہے منقول ہے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت
صدیق ہی کے ناکہ مظلالت سے مولانا القلوب کو صدقہ دینا موقوف کر دیا تھا ۱۴ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
آنزور کا حد صرف ہے کہ جب آپ نے معاذ بن عمرو بن لکھمی کا قاضی بن کر بھیجا تھا اس مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ لوگ آپ نے
اس سے فرمایا تھا کہ مالدار مسلمانوں سے صدقہ لے کر فقیر مسلمانوں کو دینا مولانا القلوب کا ذکر آپ نے ان سے نہیں کیا
لہذا شافعی اس کے مخالف ہیں نہ لڑتے ہیں کہ حکم آپ کی بات ہے اگر شریعت چھو تو اب بھی تالیف قلب کے
کے لئے صدقات کا مال کافروں کو دیا جاسکتا ہے ۱۵۔

مسکین کہ یہ تعریف حقیقہ کے نزدیک ہے ان کے نزدیک مسکین کا وہ ہے جو فقر میں فقیر سے بڑھا ہوا ہے اور بعض اہل
کے نزدیک مسکین وہ فقیر ہیں کچھ فقرا ہیں اور بعض کے نزدیک فقیر کا وہ ہے جو فقر میں مسکین سے زیادہ ہے ۱۶۔

بھروسہ کو کچھ نہ ملے گا، خاندان بھی ہاشم کے ملک میں مقیم رہے ہائیں تو جائز ہے مگر ان کی تنخواہ زکوٰۃ اور شکر کے مال سے ددی جائے کیونکہ اس قسم کا مال لینا ان کو مکروہ تحریمی ہے مگر ان کی تنخواہ کسی ایسے دوپہ سے دی جائے جس کا لینا ان لوگوں کو جائز ہو۔

غلام مہنی مکاتیب بشرطیکہ وہ کسی ہاشمی کے ملک میں نہ ہو خواہ اس کا آقا غنی ہو یا فقیر ہر سال میں اس کو دینا جائز ہے تاکہ وہ اپنے آقا کو دیگر آزادی حاصل کرے قرضدار مہنی وہ شخص جس پر کسی کا قرض چاہتا ہو اس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ اس قرض کو ادا کرے تو اس کو صدقات کا مال دینا جائے تاکہ وہ اپنے قرض خواہ کا قرض ادا کر کے اس بار مقیم سے سبکدوش ہو جائے۔

فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مجاہدہ لوگ مفاسد کے سبب سے لشکر اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے نہ جاسکتے ہوں اور جو لوگ بارادۂ حج اپنے گھر سے نکلے ہوں اور اثنائے راہ میں کسی سبب سے مفاسد ہو جائیں کہ حج کے لئے نہ جاسکیں اور جو لوگ طلب علم کرتے ہوں اور بے سامانی اور فساد ان کو پریشان کر رہا ہو یہ سب لوگ اس میں داخل ہیں اور ان سب کو صدقات کے مال دیئے جاسکتے ہیں۔

مسافر یعنی وہ شخص جس کے ملک میں مال ہو مگر بالفصل اس کے قبضے میں نہ ہو خواہ اس سبب سے کہ وہ اپنے وطن سے باہر ہو جہاں اس کا مال ہے یا اس سبب سے کہ اس کا مال کسی دوسرے پر قرض ہو اور وہ اس کے قبضے پر قادم نہ ہو یا اور کوئی صورت ایسی ہو کہ اس کا مال اس کے قبضے سے نکل گیا ہو اور بالفصل اس کے قبضے میں نہ آسکتا ہو، یعنی مسافر کے تعیناً بیان کئے گئے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مسافر اس کو کہتے ہیں جو اپنے وطن سے باہر ہو۔

زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان اقسام میں سے جس قسم کو چاہے اپنی زکوٰۃ کا مال دیدے

عہ بعض فقہاء کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاشمی کا مال مقروض کرنا جائز ہی نہیں مگر وہ کچھ نہیں جیسا کہ شافعی وغیرہ میں جھٹکا موجود ہے ۱۲۔

عہ ۱۱ مذہب حنفیہ کے ان کے نزدیک غلام سے ہی خاص قسم غلام کی مراد ہے اور یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے مگر امام حسن بدوی کے بھی یہ مختلف ہے مکاتیب کے سوا اور کسی قسم کے غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا منصفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے نہ زکوٰۃ کے مال سے غلاموں کا مولے لے کر آزاد کرنا درست ہے ۱۰۔

عہ بعض فقہائے اس میں خلاف کیا ہے کوئی سبیل شریعت صرف مجاہدین اور ہاشمی مگر حج ہے مگر شخص اللہ کی مراد اور ان کے کاموں میں کوشش کرتے ہیں اور وہ مفاسد ہوں تو وہ سب فی سبیل اللہ میں داخل ہیں جیسا کہ بعض فقہاء میں مساحت مذکور ہے ۱۱

یہ ضروری نہیں کہ ان تمام اقسام کو دے۔

زکوٰۃ کا مال ان مصارف کے سوا اور کسی کام میں نہ صرف کیا جائے کسی میت کا کفن اس مال سے نہ جائے میت کا قرض اس مال سے ادا کیا جائے۔ نہ ان سے مسجد وغیرہ بنائی جائے اسی طرح زکوٰۃ کے مال سے غلاموں کو مول لے کر آزاد کرنا بھی صحیح نہیں کیونکہ ان سب صورتوں میں کسی فقیر کو مال کا مالک نہیں بنایا جاتا اور زکوٰۃ کے صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ کسی فقیر کو اس کا مالک بنادیا جائے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

زکوٰۃ کا مال کسی ایک شخص کو دینا چاہیے جس سے زکوٰۃ دینے والے کو ایوت یا نبوت کا تعلق ہو نہیں اپنے باپ دادا پر دادا وغیرہ اور دادی پردادی وغیرہ اندھاں اور ماں کے باپ دادا پر دادا وغیرہ کو نہ دے اور اپنے بیٹے اور پوتے پر نہ دے اور بیٹی اور نواسی نواسی وغیرہ کو بھی نہ دے اور اسی طرح اس کو بھی دینا چاہیے جس سے زوجیت کا تعلق ہو پس شوہر اپنی بی بی کو اور بی بی اپنے شوہر کو زکوٰۃ کا مال نہ دے عورت اگر مطلقہ ہو مگر عدت کے اندر ہو تو اس کو بھی زکوٰۃ کا مال نہ دے ہاں بعد عدت کے چونکہ زوجیت کا تعلق باقی نہیں رہتا اس لئے اس وقت دینا جائز ہے۔ اور اسی طرح اس کو بھی نہ دے جس سے ملکیت کا تعلق ہو پس اپنی لونڈی اور غلام کو زکوٰۃ نہ دے اگرچہ اس کو مکاتب یا مدبر کر چکا ہو۔ ان سب لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا اس سبب سے ناجائز ہے کہ یہ لوگ ایک اعتبار سے زکوٰۃ دینے والے سے متحد ہیں پس ان کو زکوٰۃ دینا گویا اپنی ہی ذات کو نفع پہنچانا ہے اور زکوٰۃ کے مال سے خود مستغنی ہونا جائز نہیں۔ زکوٰۃ بالاعتراف کے سوا اور عین مال کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے بلکہ بہتر ہے کہ جہاں تک اپنے اعتراف میں صاحب حاجت لوگ ملین غیر کو نہ دے جب اعتراف میں کوئی صاحب حاجت نہ ملے تو اپنے دوستوں کو جو محتاج ہوں دے اور ان کے بعد پرمیوں کا حق ہے۔

عہدہ حقیقی کا مذہب ہے تمام شایع کے نزدیک تمام قسموں کے تین جن میں کو بیرون کو دینا ضروری ہے۔

عہدہ اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ آیت میں کتاب کے لفظ جس کے معنی غلام کے ہیں متنبہ کہ نزدیک صرف مکاتب مراد ہے۔ ۱۲۔ عہدہ مکاتب وہ غلام ہے جس کو اس کے آقا نے ٹھہرایا ہو کہ یہ اگر اس سے مال ادا کرے تو آزاد ہے اور مردہ وہ غلام ہے جس کی نسبت اس کے آقا نے کہہ دیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہو۔ ۱۳۔

عہدہ ان لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا تو ناجائز ہے مگر ان کی غیر گریہ وادان کی مخالفت شریعت کی طرف سے ہر شخص پر لازم کر رکھی گئی ہے۔ ۱۴۔

گم ہو گیا ہو کہ اس کے اعتراف کو کاروبار میں سے برائیا نہیں گئے تو ان کو نہ بتائیے کہ میں تم کو زکوٰۃ لکھا ہوں دیتا ہوں کیونکہ زکوٰۃ کی صحت میں یہ شرط نہیں کہ جس کو دیا جائے اس سے بھی یہ کہنا چاہئے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے بلکہ اس کی بہت عمدہ صورت یہ ہے کہ برہم عیدی یا اور کسی خوشی کی تقریب میں اپنے اعتراف کے ترکوں کو زکوٰۃ کا روپیہ دے اس طرح ان کو ہرگز خیال بھی نہ ہوگا کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے۔ مگر اس میں شرط ہے کہ وہ ترکے کے بعد دیے گئے ہوں تاکہ بچے کو زکوٰۃ کا مال در صورتِ فتنہ (در المختار و رد المحتار)

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو کچھ دے دے جیسے املا کے یہاں پہلے پہل کے پھل کی ڈالی نکالی جاتی ہے تو اس ڈالی نکالنے والے کو زکوٰۃ کے مال سے دینا درست ہے بشرطیکہ اس میں تحقیق کے اوصاف پائے جاتے ہوں۔ اور اس کی ڈالی کا عوض نہ کیجئے۔ (رد المختار وغیرہ)

مالدار کو اور اس کے غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ہاں اس کے سکا تب غلام کو دینا جائز ہے اور اس کے اس مال دون غلام کو بھی دینا جائز ہے جس پر اس قدر قرض ہو جو اس کی قیمت اور اس کے مال سے زیادہ ہو۔ مالدار سے وہ شخص مراد ہے جس کے پاس اصلی ضرورتوں سے زائد مال ہو اور وہ تمام مال کم از کم یہ قدر نصاب ہو۔

نیا ہاشم کے تین خاندان کے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو، حادث کی اولاد کو، ابو طالب کی اولاد کو، سادات بنی فاطمہ اور سادات طلحہ اس کے خاندان میں داخل ہیں کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابی طالب کے بیٹے ہیں ان خاندانوں کے غلاموں کو بھی زکوٰۃ کا مال نہ دینا چاہیے ہاں صدقات واجب یعنی زکوٰۃ عشر اور صدقہ فطر کے سوا اور قسم کے صدقات سے ان کی مدد کرنا جائز ہے۔ کافروں کو بھی صدقات کا مال دینا جائز نہیں ہاں اگر وہی کافر ہو تو اس کو زکوٰۃ عشر خراج کے سوا اور صدقات کا دینا جائز ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے غالب گناہ میں کسی شخص کو زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر زکوٰۃ کا مال دے اور بعد

عہ ہاشم عبد المطلب کے والد بنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہر ماہ کا کام ہے ملازم عبد المطلب کے ان کے تین بیٹے اور تھے مگر نسل صرف عبد المطلب کے چار ہی تھے عبد المطلب کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے صرف ان تین بیٹوں کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ ہاشم، علی، علیہ السلام۔ ۱۲۔

میں یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنا ہی غلام تھا یا مکاتب یا کافر حسری یا کافرستان تو اس کو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ مالدار تھا یا ذی کافر تھا یا اس کا باپ یا بیٹا تھا یا اس کی بی بی تھی یا بی بی ہاشم کے ان خاندانوں میں سے تھا میں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں تو پھر دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہاں اگر غیر غالب گمان کے دیدے تو ان صورتوں میں پھر دوبارہ زکوٰۃ دینے کی ضرورت ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

کسی فقیر کو ملا مال بقدر نصاب یا اس سے زیادہ دینا مکروہ ہے مگر اس صورت میں کہ وہ قرضدار ہو یا اس کے لڑکے یا بیٹے بہت ہوں۔

زکوٰۃ کا مال دو سکے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے مگر اس صورت میں کہ اس کے اعزہ محتاج ہوں اور دوسرے شہر میں رہتے ہوں یا اس شہر سے دوسرے شہر میں زیادہ محتاج لوگ ہوں یا وہ لوگ ہنسبت یہاں کے لوگوں کے برہنہ گزار زیادہ ہوں جو شخص دارالحرب میں رہتا ہو اس کو (یعنی زکوٰۃ کا دارالاسلام میں بھیجنا مکروہ نہیں کیونکہ دارالاسلام کے فقراء زیادہ استحقاق رکھتے ہیں۔ اسی طرح غلامِ مسلم کے واسطے بھی زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ نہیں۔ اور اگر سال کے تمام ہونے سے پہلے کوئی شخص زکوٰۃ دے تو اس کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھیجنا کسی مالی میں مکروہ نہیں۔

علاوہ فرض صدقات یعنی زکوٰۃ اور عشر کے اگر کوئی شخص ندمانے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اللہ کے لئے اس قدر صدقہ دوں گا۔ تو یہ صدقہ واجب ہے اور جس قسم کے لوگوں کے دینے کی اس میں نیت کی جائے اسی قسم کے لوگوں کو دیا جائے گو وہ صدقہ کا استحقاق باعتبار آیت کے نہ رکھتے ہوں

فرض و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جبکہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں سے نادم ہو ورنہ مکروہ ہے اسی طرح اپنے کُل مال کے صدقہ میں دینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نقص میں توکل اور صبر کی صفت پر یقین جانتا ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

جو شخص نفل صدقہ دے اس کے لئے افضل ہے کہ اس کا ثواب تمام مسلمانوں کی ارواح کو بخشدے کیونکہ اس سے خود اس کا ثواب کم نہ ہوگا اور تمام مسلمانوں کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔ اس کا اندہہ وصال کا ثواب انشاء اللہ اس کو عطا ہوئے گا۔

رکاز کا بیان

رکاز اس مال کو کہتے ہیں جو زمین کے نیچے پوشیدہ ہو خواہ اس کو کسی نے گاڑا ہو جیسے روہیہ وغیرہ کو لوگ گاڑتے ہیں یا خود وہیں پیدا ہوا ہو مثل کان وغیرہ کے قسم اہل کو کنز کہتے ہیں اور قسم دوم کو معدن۔

اگر کوئی مسلمان یا ذمی دار مال سلام کی کسی زمین میں معدن پا کر کے اور وہ معدن ایسی نعمت چیز کا ہو جو آگ میں ڈالنے سے نرم ہو جاتی ہو۔ جیسے لوہا۔ چاندی۔ سونا۔ راتنگا۔ ہارہ وغیرہ تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ زمین کسی کی ملک ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کسی ایک کی یا تمام مسلمانوں کی اگر کسی کی ملک نہیں ہے تو اس معدن کا پانچواں حصہ بیت المال کا ہے اور چار حصے پانے والے کے ہیں اور اگر کسی ایک کی ملک ہے تو ایک حصہ بیت المال کا اور چار حصے مالک کے اور اگر تمام مسلمانوں کی ملک ہے تو وہ سب مال بیت المال میں رہے گا۔ کیونکہ بیت المال تمام مسلمانوں کا خزانہ ہے۔

اگر معدن میں کوئی ایسی چیز نکلے جو ٹھنڈی ہو جیسے تیل وغیرہ یا آگ میں ڈالنے سے نرم نہ ہوتی ہو جیسے جواہرات وغیرہ تو ان میں بیت المال کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے بلکہ وہ سب پانے والے کا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے گھر میں یا دکان میں کوئی معدن نکل آئے تو وہ بھی کل اسی کا ہے۔ بیت المال کا اس میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔

اگر کسی مسلمان یا ذمی کو کنز مل جائے تو اس بات کے دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کا گاڑا ہوا ہے یا کافروں کا اگر کسی قریب سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کافروں کا ہے یا کچھ معلوم ہو تو اس کا پانچواں حصہ بیت المال کا اور باقی پانے والے کا خواہ وہ کسی کی ملک ہو زمین ہو یا نہیں۔ (رد المحتار)

اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مال مسلمانوں کا گاڑا ہوا ہے تو وہ لحظہ کے حکم میں ہے اور لحظہ کا حکم یہ ہے کہ عام شاہراہوں پر اور مسجدوں کے دروازوں پر اس کی منادی کی جائے یہاں تک کہ جب نفع غالب ہو جائے کتاب اس کا کوئی مالک نہ ملے گا تو فقیروں کو دیدیا جائے اور اگر خود

فقیر ہو تو اپنے غائب برحق کرے۔

آج کل خصوصاً ہمارے ملک میں چونکہ بیت المال کا کچھ انتظام نہیں ہے اس لئے بیت المال کا حصہ بطور خود ان لوگوں کو جن کا ذکر تحقیق زکوٰۃ کے بیان میں آگئے چھکا تقسیم کر دیا جائے۔ (مختار فقیر)

صدقہ فطر کا بیان

ہم دوسری جلد میں لکھ چکے ہیں کہ عید الفطر کے دن ایک مقدار معین کا فطریہ جوں کو دینا واجب ہے اسی کو صدقہ الفطر کہتے ہیں مگر وہاں ہم نے اس کے احکام نہیں بیان کئے تھے اب یہاں چونکہ تمام صدقات کا بیان ہو رہا ہے لہذا اس کا بھی بیان کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ صدقہ فطر کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال دیا تھا جس سال رمضان کے رونے فوس ہوئے ہیں۔

عید الفطر کے دن خاص کر اس صدقہ کے تقرب میں یہ مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ وہ دن خوشی کا ہے اور اس دن اسلام کی شان و شوکت کثرت و حریت کے ساتھ دکھائی جاتی ہے اور صدقہ دینے سے یہ مقصد خوب حاصل ہو جاتا ہے عطاوہ اس کے اس میں روزے کی بھی تکمیل ہے (تجۃ الشاہد بالغم علامہ غلطادی طرح مرقی الفلاح میں ناقل میں کہ صدقہ فطر کے دینے سے روزہ مقبول ہو جاتا ہے انہیں۔ اور اس صدقہ میں حق تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کا کہ اس نے اور مبارک سے ہمیں مشرف کیا اور اس میں روزہ رکھنے کی ہم کو توفیق دی۔ کچھ دلتے شکر میں ہے۔

مسائل

- (۱) صدقہ فطر واجب ہے فرض نہیں۔
- (۲) صدقہ فطر کے واجب ہونے کے لئے صرف تین چیزیں شرط ہیں۔

عہدہ عالم البروسٹ کا مذہب ہے اسی پر اس مسئلے میں فتویٰ ہے۔ (دعا الحقار) عہدہ فقہانے لکھا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے مگر یہ حقیقت یہ کہ کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک واجب کا اصطلاح قائم ہی نہیں ہاں فرض کا وہ قسم لکھے یہاں بھی یہی قطعاً اور معنی سے صدقہ فطر ان کے نزدیک بھی قطعاً نہیں ہے ۱۲۔

۱۔ آزاد ہونا، لونڈی، غلام پر اصالاً صدقہ فطر واجب نہیں۔

۲۔ مسلمان ہونا، کافر پر اصالاً صدقہ فطر واجب نہیں۔

۳۔ کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک ہونا جو اصل ضرورتوں سے فارغ ہو۔ اور فرض سے بالکل یا بہ قدر ایک نصاب کے محفوظ ہو۔ اس مال پر ایک سال کا گزرجانا شرط نہیں ذمال کا تعلق ہونا شرط ہے نہ صاحب مال کا یا شی ہونا اور ماقل ہونا شرط ہے مٹی کرنا یا شی بچوں اور مجنوں پر بھی صدقہ فطر واجب ہے ان کے اولیاء کو ان کی طرف سے ادا کرنا چاہئے اور اگر وہی ادا کرے اور وہ اس وقت خود مالدار پہلی تو بعد یا شی ہونے یا جنون نائل ہوجانے کے خود ان کو اپنے عہد میں یا جنون کے زمانے کا صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۳) صدقہ فطر کے صحیح ہونے میں ابھی سب شرطیں ہیں جو ذکر کوفہ کے صحیح ہونے میں تھیں۔

(۴) صدقہ فطر کا جب عید الفطر کی فجر طلوع ہونے پر ہوتا ہے لہذا جو شخص قبل طلوع فجر کے مر جائے یا فقیر ہو جائے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اسی طرح جو شخص بعد طلوع فجر کے اسلام لائے اور مال پا جائے یا جو لڑکا طلوع فجر کے بعد پیدا ہوا اس پر بھی صدقہ فطر

واجب نہیں ان جو بڑا قبل طلوع فجر کے پیدا ہوا یا جو شخص قبل طلوع فجر کے اسلام لائے یا مال پا جائے اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

(۵) صدقہ فطر کے واجب ہونے میں روزہ دار ہونا شرط نہیں جس شخص نے کسی عید کے سبب

روزہ نہ رکھا ہو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔

(۶) صدقہ فطر کا ادا کرنا اپنی طرف سے بھی واجب ہے اور اپنی یا شی اولاد کی طرف سے بھی

اور یا شی اولاد کی طرف سے بھی بشرطیکہ وہ فقیر ہوں اور اپنی خدمت کے لونڈی غلاموں کی طرف سے بھی اگرچہ وہ کافر ہوں یا یا شی اولاد اگر مالدار ہوں تو ان کے مال سے ادا کرے اور

عہ اساناً کی قید اس نے کونجھا اس پر تو واجب نہیں مگر اس کے ملک پر اس کی طرف سے دینا واجب ہے۔ اسی طرح کافر پر بھی اساناً واجب نہیں لیکن اگر وہ کسی مسلمان کا غلام ہو تو اس مسلمان پر اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر کا دینا واجب ہے۔

عہ خود کی قید اس نے لگائی تھی کہ مسلمان بھی بے غورہ روزہ کو ترک نہیں کر سکتا اور اگر کوئی بے قیدیت ملے تو مسلمان بے غورہ ترک کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے لہذا صدقہ فطر اس کے ذمہ بھی واجب ہو گا۔ ۱۲۔

جواب الدار ہوں تو اپنے مال سے باغ و اہل و عیال کو مال دے ہوں تو ان کی طرف سے صدقہ فطر ہوا کرتا واجب نہیں ہاں احساناً اگر ادا کر دے تو جائز ہے مگر پھر ان اولاد کو دینے کی ضرورت نہ رہے گی اللہ اگر اپنے اولاد کو مال دے تو ہر چیز ہوں مگر مجوز ہوں تب بھی ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے مگر انھیں کے مال سے جو کوئی غلام خدمت کے نہ ہوں بلکہ محنت کے ہوں ان کی طرف سے صدقہ فطر ہوا کرتا واجب نہیں۔ باپ اگر مر گیا ہو تو مادا باپ کے حکم میں ہے یعنی پوتے اگر مالدار ہوں تو ان کے مال سے وہ اپنے مال سے ان کا صدقہ فطر ادا کرنا اس پر واجب ہے اپنی لیلہ کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہاں احساناً ادا کر دے تو جائز ہے اسی طرح ماں کو اپنی اولاد کی طرف سے اور بیوی کو اپنے شوہر کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں اور بے اہانتہ اگر احساناً ادا کر دے تو جائز نہیں یعنی اس کے ادا کرنے سے ان کے ذمہ سے مافقہ ہو گا۔

اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ شوہر کے گھر میں رخصت کر دی جائے تو اگر وہ قابل خدمت کے یا موانعت کے ہے تو اس کے باپ کے ذمہ اس کا صدقہ فطر واجب نہیں ہے اگر وہ لڑکی مالدار ہے تو خود اس کے مال سے صدقہ فطر دیدیا جائے ورنہ اس پر واجب ہی نہیں اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانعت کے نہ ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کے ذمہ واجب رہے گا اور اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانعت کے ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۷) صدقہ فطر میں گھبروں اور اس کے آٹے یا ستو کا آدھا صاع ہر شخص کی طرف سے ہونا چاہیے اور چھوٹے یا سٹے یا جو کا ایک صاع۔

انھیں چار چیزوں کا ذکر احادیث میں ہے لہذا اگر کوئی شخص ان کے علاوہ اور چیز دینا چاہے

عہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض لوگوں کے نزدیک دینا باپ کے حکم میں نہیں ہے محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا محققین نے اپنی اور کئی اہل میں اس کی تفریح دی ہے مگر اگر آپ مولے کے ذمہ اس کے حکم میں ہے ۱۲۔

عہ معلوم ہوتا ہے کہ اس فاضل جو اور چھوٹا ہے اور سٹے وغیرہ قیمت میں برابر ہے اہل گھبروں کی قیمت ان کے اعتبار سے دینی ہوتی تھی ۱۱۔

سہ صاع کی مقدار کا تحقیق اسی جلد کے حوالہ میں گزرتا ہے کہ وہ تقریباً دو رطل و نیم ہے اور اس صاع سے آدھا صاع ایک سیر تین چھٹا تک ہوا ۱۳۔

تو اس کو چاہئے کہ انہیں چیزوں کی قیمت کا لحاظ کرے یعنی اسی قدر دے کہ جس کی قیمت اُسے صاع گیموں یا ایک صاع جو وغیرہ کے برابر ہو جائے اور اگر نقد دینا چاہے تو اختیار ہے کہ جس کی قیمت چاہے دے خواہ نصف صاع گیموں کی یا ایک صاع جو پھر ہزاروں وغیرہ کی۔

ان چاروں چیزوں میں ایک کو لحاظ دوسرے کی قیمت کے اس کی مقدار معین سے کم دینا جائز نہیں، مثلاً کوئی شخص چھوہارے بقدر جو بخٹائی صاع ہے دے اس لحاظ سے کہ چھوہارے کا جو بخٹائی گیموں کے نصف صاع یا جو کے پورے صاع کی برابر ہے تو یہ جائز نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص گیموں کا آٹا اُسے صاع سے کم دے بخیال اس کے کہ یہ نصف صاع سے کچھ بھی کم ہوگا تو نصف صاع گیموں کی قیمت کے برابر ہوگا تو یہ بھی جائز نہیں ہے (وہ الحار و غیرہ) اگر کسی کے پاس ایک قسم کی چیز پوری نہ ہو یعنی نہ گیموں نصف صاع ہوں اور نہ جو وغیرہ ایک صاع تو اس وقت اختیار ہے کہ دو قسموں کو ملا کر مقدار واجب کو پورا کر دے مثلاً نصف صاع جو دے اور نصف صاع چھوہارا یا نصف صاع جو دے اور جو بخٹائی صاع گیموں۔ (بھرا لیا جی وغیرہ)

اگر زمانہ ادائیگی کا ہو تو نقد دینا بہتر ہے اور اگر خدا نخواستہ گرائی کا زمانہ ہو تو کھانے کی چیزوں کا دینا افضل ہے۔ (مراقی العلام)

(۸) صدقہ فطر کے مستحقین بھی وہی ہیں جو زکوٰۃ اور عشر کے ہیں ان کے سوا کسی اور کو صدقہ فطر کا دینا جائز نہیں لیکن اوروں کے دینے سے صدقہ فطر ادا نہ ہوگا، ہاں مائل زکوٰۃ اس کے مستحق ہے یعنی جس طرح اس کو زکوٰۃ کے مال سے دینا جائز تھا صدقہ فطر کے مال سے دینا جائز نہیں۔ صدقہ فطر کا مال اس شخص کو دینا جو سحر کے لئے لوگوں کو اکٹھا تا ہو جائز ہے مگر بہتر ہے کہ اس کو اس کی اجرت میں مقرر دے بلکہ پہلے پکھا دے اس کو دیے اس کے بعد صدقہ فطر کا مال دے۔

(۹) صدقہ فطر کا قبل رمضان کے آنے کے اندر کر دینا بھی جائز ہے اور دوسرے شہر

میں بھی بڑے نزدیک اور کو یہ مناسب ہے کہ اگر ان سے گراں چیز کی قیمت دیں مثلاً آٹا کل چھوہارا اور بسنے ان سے چیزوں کی گنتی یہاں لیا اس کی قیمت دیا کریں کیونکہ وہ بیٹے ہیں واپس ہے اذنا و سمع اعلیٰ فرسعو اجابہ نہیں زیادہ دے، اذم بھی زیادہ دے۔ عہد امام شافعی کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے ۱۲۔

بھی موجودہ مذکورہ بالا بیجا ادبست ہے۔

(۱۰) صدقہ فطر کا اگر وہ عید کے دن سے پہلے ادا نہ کر دیا گیا ہو تو عید گاہ جانے سے پہلے کو دینا مستحب ہے۔

(۱۱) بہتر ہے کہ ایک شخص کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے اور اگر ایک شخص کا صدقہ کئی بھوکوں کو دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ مگر مکروہ تہنزیہی ہے۔

(رد المحتار)

اذا اگر کئی شخصوں کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے تو بھی جائز ہے بکراہت اگر اس کی ضرورت سے زیادہ ہو اور بکراہت۔ اگر اس کی ضرورت کے موافق ہو۔

زکوٰۃ کے مسائل ختم ہو گئے اب زکوٰۃ کے متعلق چالیس حدیثیں اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے چالیس اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

واللہ اعلم

پہل حدیث زکوٰۃ

(۱) قال ابن عباس حدیثی ابو شعیبہ
فذاکسر حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا صری بالصلوة والزکوٰۃ والعسلۃ
والعفاف (ابن ماجہ)

(۲) قال جریر بن عبد اللہ یا یعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اقامۃ
الصلوة وایتاء الزکوٰۃ والنصح
لکل مسلم (ابن ماجہ)

(۳) من ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من تصدق
بعادل تمرۃ من کسب طیب ولا
یقبل اللہ اکلا الطیب فان اللہ یقبلہا

(۱) ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو سفیان نے
بیان کیا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی
اور کہا کہ وہ ہم کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور صلہ رحم کا
اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں۔ (بخاری)

(۲) جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر
مسلمان کی خیر خواہی کرنے (کے اقراء) پر
بیعت کی۔ (بخاری)

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص
ایک چھوٹے کے برابر بھی پاک کمائی سے صدقہ
دیتا ہے اور اللہ تو پاک کمائی ہی کو قبول فرماتا

حدیث مختصر چھپیں کو امام بخاری نے کتاب الزکوٰۃ میں منطبق۔ مفصل حدیث بخاری کے باب النوی میں آیا
فرما ہے کہ جب ہرقل مشاہدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا بیت نامہ پہنچا تو اس نے عرب کے قاطب کو حجۃ
سے بفرما دی کہ وہاں گیا ہوا تھا بلایا اس قاطب نے ابو سفیان بھی تھے اس وقت تک کا فرحتے حضور کو ہرقل نے
ابو سفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کئے اور ہر حال کے معلوم ہونے پر کہتا گیا کہ اے
انبیاء سابقین کے حالات بھی اس طرح تھے یا غلط اس نے ان کی عظمت کی کیفیت بھی دریافت کی تو ابو سفیان نے کہا
وہ پہلے زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کرتے ہیں تب اس حدیث سے بعض علماء نے بات ثابت کی ہے کہ زکوٰۃ کنیز و غنیمت
تھی کیونکہ ابو سفیان نے ہرقل سے ان کی تعلیم کا حال جان کیا وہ قیام مکہ کے وقت کا تھا اگر میں کہتا ہوں کہ اس حدیث
میں زکوٰۃ جو مال و مطلق صدقہ ہے صدقہ مقررہ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ خود امام بخاری نے ابی ہریرہ سے بیان کیا
زکوٰۃ کے صدقہ کا اعتقاد روایت کیا ہے ہم اس مفصل کیفیت کیسے جلد میں لکھیں گے۔ ۱۲۔

بیمینہ شعر یربہا صاحبہ کما
یذی احد کم نلوۃ حتی نکون مثل
الجبل -

(ابخاری)

(۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
اتاہ اللہ ما لا یندر یود ذکوتہ مثل
لہ مالہ یوم الفیمۃ شجاع اقرب
لہ زبیبان بطوقہ یوم الفیمۃ
یاخذ بلہرمتیہ یعنی شد قبیہ
شعر یقول انا مالک انا کثر شر البخاری

جزوں کو پھرنے کا پھر کے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں - بخاری

(۵) عن عدی بن حاتم قال قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقین
احدکم بین یدئ اللہ لیس بینہ
وبینہ حجاب ولا ترجیان یتوحج
کہ شعر یقولن لہا لم اثلث مالہ
فلیقولن ہئی شعر یقولن الحمد ارسل
الیک رسولاً فلیقولن ہئی فیتظو عن
بیمینہ فلا یری الا ہمار شعر ینظر عن
شمالہ فلا یری الا النار فلیتقی احد
کھ النار ولولہ لشتی تموت فان لہ یجد
فکلمت طیبہ - (ابخاری)

تو بیشک انہ اس کو پہنچے داہنے ہاتھ میں لے لیتا
پھر اس کو صدقہ دینے والے کے لئے بڑھاتا
جیسا تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچ کی
پرورش کے ہاتھ کر دے ہاں تک کہ وہ ہاشکے برابر ہو جائے (بخاری)

(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کو اللہ
مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو
وہ مال اس کا قیامت کے دن اس کے سامنے
ایک مار سیاہ کی شکل میں کر دیا جائے گا جس کے
دونوں نعلے ہوتے ہیں وہ قیامت کے دن اس کی
گردن میں لپٹ جائے گا اور اس کے دونوں

(۵) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ضرور تم
میں سے ہر شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا اس
کا اور اللہ کے درمیان میں (اسوقت) نہ کوئی
حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان جو اس کی باتیں
بیان کرے پھر اللہ اس سے فرمائے گا کہ کیا
میں نے تجھے مال نہ دیا تھا وہ کہے گا کہ ہاں دیا
تھا پس اپنی داہنی طرف بھی سوا آگ کے کچھ نہ
دیکھے تھا اور اپنی بائیں جانب بھی سوا آگ کے
کچھ نہ دیکھے گا پس تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ
آگ سے بچے اگرچہ چھو بارے کا ایک ٹکڑا ہی

عہ فی سلسلہ لہی شیرازی نے اپنے پترہ مر کا اس شعر میں اسی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے
تخلی لہوہا نہ ہو ویرہہ شقی ناخذہ ہم من کل شخص زکوٰۃ مفوضہ ادا کرے اگرچہ دنیا بھر کی جہالتیں کرے مگر وہ
حکم حدیث پیش میں نہ دیا جائیگا میں نے سزا کے عہد پر سنا کہ تو ہر دم پرہیز میں داخل ہوگا ۱۲

دے کر بھی پھر اگر (یہ بھی) نہ پائے تو اپنی بات کہہ کر (دیکھائی)

(۶) عن اسماء قالت قال لي النبي صلى الله عليه وسلم لا توكي قبري عليا

(ابن ماجہ)

(۷) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يتعوذ من خمس من الجمل والعجل وفتنة الصدر وعذاب القبر وسوء العسل - (مسند احمد)

(۸) عن عبد الله بن ابي اوفى قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتاه قوم يصدقهم قال لهم صل عليه صر فانا انا ابي اوفى يصدقته فقال اللهم صل على ابي اوفى

(مسلم)

(۹) عن ام سلمة قالت كتبت اليك اوصاها فقلت يا رسول الله اكفوه فقال ما بلغ ان اودي زكوة فانه في ذل ليس يكفر

(ابوداؤد)

(۱۰) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سرك ان يبسط الله عليه في رزم وفيما في اثره فليصل رحمه - (ابوداؤد)

(۶) اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے اسماء! اپنے مال پر) گروہ دو وورد تم پر (نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) گروہ دے دی جائیگی (دیکھائی)

(۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے: الجمل سے اور العجل سے اور فتنة الصدر سے اور عذاب القبر سے اور سوء العسل سے۔ (مسند احمد)

(۸) عبد اللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جب کچھ لوگ اپنا قصد ظاہر کرنا چاہتے تھے تو آپ فرماتے: اے اللہ! ان پر اپنی رحمت نازل فرما پس میرے باپ ابو اوفی اپنا قصد آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! ابو اوفی پر رحمت نازل کر۔ (مسلم)

(۹) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یا رسول اللہ! کیا یہ بھی کفر ہے تو آپ نے فرمایا کہ: جو مال اس حد کو پہنچے کہ اس کی زکوٰۃ دینا چاہیے پھر اس کی زکوٰۃ دینی جائے تو وہ کفر نہیں ہے۔

(۱۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اس بات کی خوشی ہو کہ اللہ اس پر اس کے رزق میں کشادگی کرے اور اس کی غمزدہ کرے

تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحم کرے۔ (ابوداؤد)

(۱۱) عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ تم لوگ حرص سے بچو اس لئے کہ اگلے لوگ حرص ہی سے برباد ہوئے تھے حرص نے (ان کو) بخل سکھایا اور وہ بخل ہو گئے اور اسی نے ان کو قطع رحم سکھایا اور انھوں نے قطع کر دیا اور اسی نے ان کو بدکاری سکھائی اور وہ بدکار ہو گئے۔ (ابوداؤد)

(۱۲) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص بیزار ہے بڑی بے گناہی سے۔ (مسند احمد)

(۱۳) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ہم صدقہ دیں اور اتفاق سے اس وقت میرے پاس کچھ مال تھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر کسی دن میں ابو بکر پر سبقت لے جاؤں گا تو آج ضرور لے جاؤں گا پس میں اپنا آؤ صاحب مال لے آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کس قدر ہجڑ دیا میں نے کہا کہ اسی قدر ہجڑ ابوبکر اپنا کل مال لے آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر تم نے اپنے گھر والوں کے

(۱۱) عن عبد اللہ بن عمرؓ قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اہل مکہ والشمہ فاما ہذا ملک من کان قبلكم بالشمہ اسر بالیخل فبیخلوا واسرہم بالانقطیعتہ فقطعوا وابسروہم بالانفجور فانفجروا۔ (داؤد)

(۱۲) عن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یشیع الرجل دون جبار ۲۔ (مسند احمد)

(۱۳) قال عمر ابنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تصدق فرفق ذلک ما لا عندی فقلت الیوم اسبق ابابکر بن سبقتہ یوما فجلت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما البقیۃ الا ہذا قلت مثله قال ابو بکر کل ما عندہ ۲ فقال یا ابابکر ما البقیۃ الا ہذا قال البقیۃ لیسہ اللہ ورسولہ فقلت لا ما البقیۃ الی شیئی ابدا ۲ (الداؤدی)

عصا تھو لڑیں کیونکہ میں اس سے مال کے بیخ کرے گا اور اشارہ ہوئی ہے مجھے اس میں داخل ہونا نہیں ۲
عصا اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اس میں بیان کر دیا گیا کہ تم اس حدیث سے نفقہ نہیں لے سکتا اگر نفقہ نہیں لے سکتا

لے کیا چھوڑا تو آپ بوئے کر اللہ اور اس کے رسول کو۔ (ہم نے (ان سے) کہا کہ میں کسی شے میں تمہارے آگے کبھی نہ جاسکوں گا۔ (اداری)

(۱۴) قال انہی صلی اللہ علیہ وسلم
نہی علی المسلم فی فرضہ وطلاقہ
صدقۃ۔ (المخارمی)

(۱۴) فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان
پاس کے سوا کسی کے گھوڑہے اور انکی خدمت کے
غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ (بخاری)

(۱۵) بحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن فرض الصدقۃ
کو صدقہ (کی تفصیل کرنے پر مقبول کیا) تو کہا گیا
کہ ابن جہیل نے اور خالد بن ولید نے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے چاچا حضرت عباسؓ نے یہی
دیا تو آپ نے فرمایا کہ ابن جہیل اسی بات کا بدلہ
دیتا ہے کہ وہ فقیر تھا اور اللہ نے اس کو مالدار
کر دیا اور وہ مجھے خالد بن ولید ان پر ظلم کرتے ہوئے
بے شک انھوں نے اپنی زرہ اور اپنے آلات
حرب اللہ کی راہ میں وقف کر رکھے ہیں یہی
ان سے سوا چھاند کے کچھ کام نہیں ہے اور وہ
مجھے عباسؓ نے ان کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے بلکہ
اس سے دو چند پھر فرمایا کہ اسے عمر کیا تم نہیں
جانتے کہ آدمی کو چھاند کے باپ کے مثل ہوتا ہے۔ (مسلم)

عہ معلوم ہوا کہ اگر کسی میں زکوٰۃ کی صفت نہ ملے یا تک پہنچ نہ پائی ہے تو اس کو مل رہا مال خیرات کر دیا جائے جیسا کہ
امیر المؤمنین ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

عہ اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو کہ کوئی خدمت کے وقت ۵ سہاہ زکوٰۃ فرض نہیں کرتا بلکہ جب تک کہ
موضوعہ زکوٰۃ کے ساتھ نہ ملے ہی زکوٰۃ فرض نہ ہوتی کہ بعد ان سے ہی کا کام ہے فقہاء اسی قیاس پر علماء کا بھی یہی خیال ہوتا ہے
بلکہ لڑا اور دیا ہے کہ اگر ایک میں زکوٰۃ کی صفت نہ ملے تو وہ چھاند ہے اس کے ذمہ سے اسے اتر جائے جیسے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم حکم کی طرف سے ادا کر دی۔ ۱۲۔

(۱۶) امرأة من اهل یمن اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبت لها فی یوم بنتها مسکین غلیظتان من ذهب فقال التودیان زکوة لئذا قالت لا قال الیسرک انت یسرک الله عن وحیل بهما یوم فقیمة سوارین من نار قال نحلتهما الی رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت هما الله و رسول الله علیه وسلم -
(نسائی)

(۱۷) عن سمرہ بن جندب قال لما بعد فلان رسول الله صلى الله عليه وسلم صکان یا صرنا ان نخرج الصدقة من المذی بهذا البیم (ابوداؤد)
(۱۸) عن عبد الله بن ابی بکر عن ابیہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم استعمل رجلاً من انبی عمید الاشل علی الصدقة فلما قدم مسئل ابلو من الصدقة فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم وسماع حتی عرف الغضب فی وجهه وکان مما یعرف به الغضب

(۱۶) ایک عورت یمن کی رہائشی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کی بیٹی کے ہاتھ میں دو موٹے موٹے کنگھن تھے تو آپ نے پوچھا کہ تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو۔ وہ بولی کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں تم کو قیامت کے دن آگ کے دو کنگھن پہنائے گا اس نے ان دونوں کو اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا کہ یہ اللہ و رسول کی خوشنودی کے لئے زکوٰۃ میں پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱۷) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ابو جندب حضرت کے معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیا کرتے تھے کہ ہم تجلّی مال کی زکوٰۃ ادا کیا کریں (ابوداؤد)

(۱۸) عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ شہل کی اولاد سے ایک شخص کو صدقہ پر مامور فرمایا اس نے وہ مال تحصیل کر کے آئے تو انھوں نے آپ سے صدقہ کا ایک اونٹ مانگا تو آپ غضبناک ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے چہرہ مہلک میں

عہ معلوم ہو کہ ہر تجارتی مال پر زکوٰۃ سے پہلے جو نصاب کمال ہو جائے اور تجارتی مال کی زکوٰۃ اس کی قیمت کے حساب سے ہوتی ہے نیز جو نصاب قصور نصاب ہوا ہو جائے کے ۱۲۔

(۲۱) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الزکاة الخمس (موطا امام مالک)
 (۲۲) عن سوید بن غفلۃ الثانی مصدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانیتہ فجلست فسمعتہ یقول ان فی عہدی ان لا تاخذوا جع لہن ولا نجح بین متفرق ولا نفرق بین مجتہم فانا لا رجل بناقة کوماء فقال خذھا فابی (نسائی)

(۲۳) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد عفوت من الخیل والرقیق فادوا زکواتکم من کل ما بین یمینکم۔ (نسائی)

(۲۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا ان نمنع مسعود زواجک وعلاک احق من تصدق بعلیہ۔ (بخاری)

(۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکاة میں پانچواں حصہ (بیت المال کا ہے) (موطا)
 (۲۲) سوید بن غفلہ سے (روایت ہے) انھوں نے کہا کہ میرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق آیا تو میں اس سے ملا اور بیچوگیا تو میں نے اس کو ۷۰ کہتے ہوئے سنا کہ میرے کھانا میں ۷۰ ہے کہ ہم نہ کوئی دودھ دار جانور میں اور نہ متفرق (اشیاء) کے درمیان میں جمع کریں اور نہ مجتہم اشیاء کے درمیان میں تفریق کریں پھر ایک شخص حبیب داراؤشی نے آیا اور کہا اسکو لو آؤ انھوں نے منظور نہ کیا۔ (نسائی)
 (۲۳) علی رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے سے اور غلام سے زکوة معاف کر دی میں تم (ہی) زکوة ہر دوسو دم سے لے لو دم نکالو۔ (نسائی)

(۲۴) فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کی لڑکی زینب سے کہ تمہارے شوہر اور تمہارا بیٹا جو صدقہ تم دو اس کے زیادہ حلال ہیں۔ (بخاری)

۱۔ معلوم ہوا کہ زکوة کے تحصیل کرنے کے لیے غنائی مالک کے ہر جانور سے لینا جائز نہیں اس طرح غراب جانور کا بھی ۱۰
 ۲۔ روایت مسندی کا گھوڑا ہے ثابت کہ توہر چیز زکوة کا ہے۔
 ۳۔ باقی حدیث کا حکم ہے زکوة مسنونہ کا نہیں سمجھنا کہ اس کا اپنے شوہر یا اپنی اولاد کو دینا جائز نہیں ۱۲۔

(۲۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کے چھوہاروں میں سے ایک چھوہار لے لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ تاکو وہ اسے ڈال دیں پھر آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔ (بخاری)

(۲۶) الامید ساعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو (جو قبیلہ بنی اسد میں سے تھا) نکاح سلیم کے صدقات پر عاقل بنایا اس کو ابن النبیہ کہتے تھے قریب وہ آیا تو آپ نے اس سے حساب کیا۔ (بخاری)

(۲۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اس پیداوار میں جسے آسمان کا پانی یا چشمہ سیریں یا ازخود پیدا ہو عشر فرض ہے اور جو زمین و دل سے پہنچی جائے اس میں نصف عشر۔ (بخاری)

(۲۸) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر چھوہاروں سے ایک صاع مفقود فرمایا ہے اور جو سے بھی ایک صاع فطر یا اور آزاد پر مرد

(۲۵) عن ابی ہریرۃ قال اخذ الحسن بن علی تمرًا من تمر الصدقة فقال النبی صلی اللہ عنہ و سلمہ کم کم لیطو حیا شحقال اما شعرت انک لانا کل الصدقة۔

(البخاری)

(۲۶) عن ابی حمیدہ الساعدی قال استعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا من الہمد علی صدقات بنی سلیم یدعی ابن اللہبیتۃ فلما جاء حاسبہ۔

(البخاری)

(۲۷) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت السماء والعیون اوصکان اثربا العشر وما سقی بالضم نصف العشر۔

(البخاری)

(۲۸) عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد والحُر والذکر والانثی

علم ہوا کہ نبی اکرم کو صدقہ لینا چاہتا تو نہیں مگر بعض خارجیوں نے اسبب ضرورت کے اس واقعہ میں حائل کھنسا ہے واللہ اعلم۔

علم ہوا کہ اگر کسی دینی خدمت پر کوئی شخص سفر کیا جائے۔ اسکی کارگاہی کا چاہتا بھی ضروری ہے۔

والصغير والكبير وغيره من المسلمين
وامر بها ان تؤدى قبل خروج الناس
الى الصلوة۔

(البخاری)

(۲۹) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يعطيني العطاء فاقول اعطه من هوا
فقرا ليه مني فقال خذ اذا جاءك
من هذا المال شيء وانت غير
مشرف ولا مسأل فخذ وما
لا قلة تتبعه نفسك۔ (البخاری)

(۳۰) ابو مسعود البدری عن النبی
صلى الله عليه وسلم قال ان
المساک اذا افلق على اهله نفقة
وهو یجتنبها کانت له صدقة۔
(مسلم)

(۳۱) عن عائشة انی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یلحم بقر فقیل هذا
ما تصدق به علی بریرہ فقال ہا
صدقۃ لنا ہدیۃ (مسلم)

برادر عورت پر چھوٹے پرادر بڑے پر غرض
سب مسلمانوں پرادر آپ نے قبل اس کے کہ
لوگ نماز عید کے لئے جائیں اس کے ادا کئے
جائے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری)

(۲۹) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں
نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ انعام دیتے
تھے تو میں کہتا تھا کہ یہ اس کو دیکھئے جو مجھ سے
زیادہ حاجت مند ہو تو آپ نے فرمایا کہ جب
اس (دنیا کے) مال میں سے کچھ بغیر طبع کے مل
جائے تو اس کو بے دیا کر دے اس کے پیچھے
اپنا خیال نہ دو۔ (بخاری)

(۳۰) ابو مسعود جدی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی
مسلمان اپنی بی بی پر بھی بغرض ثواب کچھ خرچ
کرتا ہے تو وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔
(مسلم)

(۳۱) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (ایک بکرا)
مکائے کا گوشت پیش کیا گیا اللہ نے کہا اگلا کہ
بریرہ کہ صدقہ میں ملا ہے تو آپ نے فرمایا کہ

عہ حکم بطور استجاب کے ہے۔

عہ معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی دینی خدمت پر بھیجا جائے اور اسکے معاوضہ میں اس کو کچھ دیا جائے اور اس نے
لے لے کر خرچ کر لیا تو اس کا کام کر دیا جائے کہ جس حد تک اس کی خوشنودی کے لئے کیا ہو تو اس کا لے لینا اس کے حق میں
بکراہت جائز ہے۔ اس سے زیادہ اگر کیا خوش قسمتی ہوگی کہ ثواب کی غرض سے لینے بی بی چھوے ہر جہہ کچھ خرچ
کر دے بھی مہانت ہے۔ ۱۲۔

ہ ان کے حق میں حد و حکم رکھتا ہے اور ہمارے لئے واجب ہے۔ (مسلم)

(۳۳) عن جابر بن عبد الله قال اثنى رجل من بني عذرة عبد الله عن دبر فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انك مالا فليمره فقال لا فقال من يشتريه مني فاشتره فمير بن عبد الله اهدى اهل مكة بشما ثمانية وسراهم فجام بها رسول الله صلى الله عليه وسلم ففعلها اليه ثم قال اهدى بنفسك فتصدق عليهما فان فضل شئني فلا هلك فان فضل شئني عن اهلك فلتدعي قرايتك فان فضل عن ذي قرايتك شئني فلهك ا وهكذا يقول فحين يديك وعن يمينك وعن شمالك۔

(مسلم)

(۳۴) عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يضمن لي واحدة فله الجنة قال يبيي ههنا كذا معناه ان لا يسأل الناس شيئا۔ (نسائی)

(۳۵) جابر بن عبد الله عن دبر فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فاشتره فمير بن عبد الله اهدى اهل مكة بشما ثمانية وسراهم فجام بها رسول الله صلى الله عليه وسلم ففعلها اليه ثم قال اهدى بنفسك فتصدق عليهما فان فضل شئني فلا هلك فان فضل شئني عن اهلك فلتدعي قرايتك فان فضل عن ذي قرايتك شئني فلهك ا وهكذا يقول فحين يديك وعن يمينك وعن شمالك۔

عہ معلوم ہوا کہ حد و حکم رکھتا ہے اور ہمارے لئے واجب ہے۔ (مسلم)

اس میں سے غلام سید کو لگی دے۔ ۱۲

عہ معلوم ہوا کہ حد و حکم رکھتا ہے اور ہمارے لئے واجب ہے۔ (مسلم)

(۳۴) ما ملک الله سبحانه وبلغه ان رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تحل
الصدق لثلث معجنت انما هي او ساخ
القاس - (صوطا)

(۳۴) امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ
آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز نہیں ہے
سوا اس کے نہیں کہ صدقہ لوگوں کا میل ہے۔
(صوطا امام مالک)

(۳۵) عن عطاء بن يسار ان رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تحل
الصدقة لثلاث یعنی الا الخمسة لغار في
سبيل الله او لحاصل عليها او لغلام
او لرجل اشترا به لاله او لرجل له
جار مسكين فصدق علي المسكين
فاهدى المسكين الغني (صوطا امام مالک)

(۳۵) عطائ بن یسار سے روایت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ
غنی کے لئے حلال نہیں سوا پانچ کے (۱) اللہ
کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے (۲) یا صدقہ
پر کام کرنے کے لئے (۳) یا قرضدار کے لئے
(۴) یا اس شخص کے لئے جو اس کو اپنے مال
سے مول لے (۵) یا اس شخص کے لئے جس کا

پڑوسی مسکین ہو پھر اس مسکین کو صدقہ ملے اور وہ مسکین اس غنی کو بطور ہدیہ کے ملے (صوطا امام مالک)
(۳۶) عن ابی هريرة رضي الله عنه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال والذي نفسي بيده ان من يأخذ
لنفسه كسر حبله يحط به على ظهره
يخدر من ان يأتي رجل اعطاه الله
من فضله فيثاله اعطاه او منعه
(عبد اللہ)

(۳۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس
فالت کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ
جو شخص اپنے کسر حبل میں کسی کا اپنی رسی لے کر اوپر بٹھے پر
کھڑی لا دے اور اس کو نیچے کر کھاتا اس سے بہتر
ہے کہ کسی آدمی کے پاس جائے جس کو اللہ نے
اپنے فضل سے (مال دیا ہو پھر اس سے سوال
کرے وہ اسے اسکو پانچ دے (صوطا امام مالک)

(۳۷) عن ام سلمة قالت قلت
يا رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان احرار انفق على نبي ابي سلمة
الناعمي فقال انفق عليه خير فقلت

(۳۷) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
میں نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے کچھ ثواب ہوگا
اگر میں ابوسلمہ (اپنے پہلے شوہر کی ادا ہو کر خراج
کروں وہ تو میرے ہی بیٹے ہیں آپ نے فرمایا

اجبروا النفت علیہم

(البخاری)

(۳۸) ماریک عن زید بن اسلم
عن ابیہ قال سمعت عمر بن الخطاب
يقول حملت علی فرس عقیق فی
سبیل اللہ وکان الرجل ہذا الذی
عندہ قد اضعاعہ فاروت ان اشتريہ
منہ وظننت انہ بايعا وبرخص قال
فسالت عن ذلک رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال لہ تشتريہ وانی
اعطاکہ ہذا رخص واحد فان العارن
فی صدقہ کا انکبہ یجوز فی قبۃ
نہر یا کر اے محمد رسول تو اگرچہ وہ ایک ہی دم میں بیچ ڈالے کیونکہ اپنے صدقہ کا واپس لینے والا مثل
اس کئے کے ہے جہاں نے کھائے۔

(۳۹) عن ابی رافعہ ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اہبط بحمل

من بنی مخدوم علی الصدقة فقال

لابی رافع اصحبہنی کما تصیب منها

لاحقہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فاسالہ فانطلق الی النبی صلی اللہ

علیہ وسلم فسالہ فقال ان الصدقة

لا تحل لثلاث من مولی القوم من انفسہم

(الترمذی)

طبرستان

تم ان پر جو کچھ خرچ کرو گی اس کا ثواب تم
میں سے گا۔ (بخاری)

(۳۸) امام مالک زید بن اسلم سے روایت ہے کہ

سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرضی اللہ

کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے (ایک مرتبہ)

راہ خدا میں ایک اصل گھوڑا ایک شخص کو

سولی کے لئے دیدیا اور جس شخص کے پاس

وہ رہا اس نے اس کو قریب المہرگ

کر دیا تو میں نے چاہا کہ میں اس کو اس شخص سے

میں نے لوں اور میں نے یہ کچھ کہہ کر ارغی

میں اس کو بیچ ڈالے گا تو اس کی بات میں نے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے

نہر یا کر اے محمد رسول تو اگرچہ وہ ایک ہی دم میں بیچ ڈالے کیونکہ اپنے صدقہ کا واپس لینے والا مثل

اس کئے کے ہے جہاں نے کھائے۔

(۳۹) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ

بنی مخدوم کے ایک شخص کو صدقہ تحصیل کرنے

کے لئے بھیجا تو انھوں نے ابو رافع سے کہا کہ

تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ تاکہ تم کو بھی اس

سے کچھ مل جائے وہ بولے کہ نہیں یہاں تک

کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

حاضر ہوں اور آپ سے پوچھ لوں پس وہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے

عہ وسلم ہوا کہ صدقہ دیکر اہمیت واپس لینا بھی کر دہ ہے چہ جائیکہ بلا قیمت واپس لینا یہ جس سے کہہ کر ۱۲۔

پوچھا تو آپ نے فرمایا صدقہ ہمارے لئے طلال نہیں ہے اور بیشک قوم کا غلام بھی اسی قوم کے حکم میں ہے۔ (التزکی)

(۴۰) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصابہ فاقة فانزل بها الناس لہ قسم فاقته من انزل بها باللہ او شئت لہ اللہ یا اخی انما بموت عاجل او غنی اجل۔ (ابوداؤد)

(۴۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (مری کے کتا) انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو فاقہ کی مصیبت پہنچے اور اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اس کی حاجت پوری نہ کی جاوے گی اور جو کوئی اس کاشر کے سامنے پیش تو مقرّب اللہ اس کو بے نیاز کرے گا یا بذریعہ موت کے جو حبلہ آجائے یا بذریعہ تونگری کے جو دیر میں حاصل ہو۔

چہل آثار امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) قال ابوہریرۃ لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان ابو بکر وکفر من کفر من العرب قال عمر کیف تقابل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابو بکر (خامینہ) پہنچے اور عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے (تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُن سے لڑنے کا امانہ کیا) اور عمرؓ نے کہا کہ

عہ معلوم ہوا کہ نبی ہاشم کے غلاموں کو بھی صدقہ کا مال لینا جائز نہیں؟ اور انہی آنحضرت کے غلام تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ہاشم یا ابا ہاشم کے غلاموں کا مال صدقہ بنانا جائز ہے ورنہ آنحضرت ابو بکر کو اس امر کی امانت دینے کا سبب یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو کامل صدقہ بنانا یا بخرانا جسا کرتے ہیں۔

عصہ : ہاں ہر تاجر میں آخری ہے کہ جو لوگ آدمیوں سے سوال کرتے ہیں وہ ہمیشہ صاحب احتیاج رہتے ہیں اور درجہ گدائی کو لے کر لے کر ان کی عمر ختم ہو جاتی ہے۔

سے اس حدیث کو غور سے دیکھو ورنہ ان کی تاکید کس قدر غلطی کے ساتھ اس سے نکل رہی ہے! باقی صفحہ ۵۱۴ دیکھئے

امرت ان اقات الناس حتى يقولوا
لا اله الا الله فمن قالها فقد عصم
مني ماله ونفسي الا بحقه وحسابه
على الله فقال والله لا انا نلن من
فرق بين الصلوة والزكوة فان
الزكوة حق المال والله لو منعوني
عقالا كالنوا يوروننا الى رسول الله
صلى الله عليه وسأله فقلت لهم على
منعها قال عسوا الله ما هو الا اشرح
الله صدر ابى بكر فعرفت انه الحق
(البخارى)

تم ان لوگوں سے کہیں کہہ دیجئے ہوا ان کے بھائی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اسی وقت تک لوگوں سے کہنے کا حکم دیا
گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کہیں ہیں
جو شخص اسے کہہ دیکے تو بیشک اس نے اللہ سے
اپنا مال واپنی جان محفوظ کر لی مگر کسی حق کے
عوض میں۔ اس کا حساب اللہ پر ہے تو
ابو بکرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ضرور ضرور یہاں
شخص سے کہوں گا جس نے نماز و زکوٰۃ میں
فرق کیا اس لئے کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے اللہ
کی قسم اگر وہ مجھے ایک قسم دے جو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے سامنے دیتے تھے نہ دینگے تو یقیناً میں ان سے کہوں گا اللہ نے کہا کہ اللہ کی
قسم وہ یہی بات کہی کہ اللہ نے ابو بکرؓ کے سینہ کو کھول دیا تھا پس میں کچھ لکھا کہ یہ حق ہے (بخاری)
(۲) عن عمر بن الخطاب قال ذکر لی
ان الاعمال تباهی فتقول الصدقة
انا افضلکم وقال عزما من امر
مسلم یتصدق الا ابتدرتہ حجة
الجنتۃ -

(۲) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا
ہے کہ اعمال انہم بخر کریں گے تو صدقہ کہے گا کہ
میں تم سب سے افضل ہوں اور عمر رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ جو مسلمان صدقہ دیتا ہے اس کو جنت
کے دروازہ انھوں انھیں گے (کنز العمال)

(کنز العمال)

(واقی صفحہ ۵۱۳) حضرت ابو بکر صدیقؓ کا زمانہ خلافت چل کر تقریباً اڑھائی برس کا تھا بہت پر آشوب زمانہ تھا یہ زمانہ تھا کہ ہر
زمانہ چھپ چکا تھا اور ایک محنت اور نیا واقعہ اس زمانہ میں پیش آیا تھا کہ بہت سے لوگ تہجد میں گئے تھے اور انہیں نسا کا گرجا
کہا ہے تو انہیں لوگ پریشان ہو جائیں گے مگر حضرت ابو بکرؓ زکوٰۃ کی محنت تہجد کی تاکید دی کہ وہ ٹھیک نہ سکے اور نماز کی پڑائی نہ کرے
میں پرہیز کیا اور مردوں کو سزا دی کہ اسے محنت جنگ کے اور اللہ نے ان کو اس میں کامیاب کر دیا۔
لے حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کی ان کے کار حق پر تاد صرف ان کے کہنے سے کھیا بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے کہہ کر وہ
خود بھی بہت تھے اور اب مجتہد ہر دو حکم مجتہد کی تقلید درج ہے ۱۲

(۳) عرضی الشہدۃ سے مروی ہے کہ آٹا یا گیسوں جو کچھ بھی بھریں تجارت ہو اس میں زکوٰۃ فرض ہے۔ (کنز العمال)

(۴) عرضی الشہدۃ نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ تم اپنی طرف کی مسلمان عورتوں کو یہ حکم دو کہ وہ اپنے زکوٰۃ کی زکوٰۃ دیں (کنز العمال)

(۵) امام مالک کہتے ہیں کہ میں نے عرضی الشہدۃ کے خط کو پڑھا تو اس میں یہ مضمون پایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ زکوٰۃ کی کتاب ہے جو بیس اونٹوں میں اور ان سے کم میں بکری (واجب ہے) ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری اور اس سے زیادہ میں پینتیس بکری ایک بنت فاض بھر کر بنت فاض نہ ہو تو ایک زابن لبون اور اس سے زیادہ میں پینتیس

(۴) عن عمر قال ما كان من دقيق يوم يرا فيه التجار ففیه الزکوۃ۔

(کنز العمال)

(۴) كتب عمر الى ابي موسى ان مومن بلك من نساء المسلمين ان يتصدقن من حليهن۔ (کنز العمال)

(۵) ما لك انه قرا الكتاب عمر في صدقة قال فوجدت فيه۔

بسم الله الرحمن الرحيم
هذا كتاب الصدقة في اربعة عشر
من الابل فذوونها الغنم في كل خمس
شاة وفيها فوق ذلك الى خمس وثلاثين
بنت فاض فان لم يكن بنت فاض
فابن لبون وذكرونها فوق ذلك الى

لہ زکوٰۃ کی کچھ تفصیل یہی ہے کہ وہ استعمال میں آتے ہیں یا نہیں معلوم ہوا کہ ہر مال میں ان پر زکوٰۃ فرض ہے
جیسا کہ مرقبہ امام ابو حنیفہ لکھے ہے۔

لہ اس مقدمہ میں خط سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کے کثر مسائل مثلاً اس خط کے بعض بعض الفاظ کے دو دو مطلب
ہو سکتے ہیں، ثانیاً وہی اشاعت دہلی نے سنی سفرنامہ سولامین اس کی شرح الم ابو حنیفہ ولام مشافعی دونوں کے
تالیف کے موافق کی ہے مگر میں صرف حقیق کے موافق اس کی تصحیح کرتا ہوں تاکہ بہت طویل نہ ہو ۱۲۔
لہ میں نے پچیس ہر ایک بنت فاض ہے پچیس کے بعد پینتیس ہر کچھ نہیں بتیو کہ اگر کسی کے پاس پینتیس اونٹ ہو اور
وہیں آخر سال میں سولامین نے زکوٰۃ کم نہ ہوگی کیونکہ وہ مولیٰ تھا۔

لہ بنت فاض اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دو سو ستر برس میں ہو اور بنت لبون تیس برس کی اونٹنی کو اور بنت فاض بڑی
کا اونٹنی کو اور بنت فاض بڑی برس کا اونٹنی کو۔

۵۱۵ ہر شاہ و ملکا قریب کسی ۱۱۱۱۱۱۱۱ کی قیمت اس زکوٰۃ میں بنت فاض کے برابر ہوگا۔

خمس واربعین ابنة لبون وفيما
 فوق ذلك الى ستين حقة طروقه
 الفحل وفيما فوق ذلك الى خمس
 وسبعين جذعة وفيما فوق ذلك
 الى تسعين يتا لبون وفيما فوق
 ذلك الى عشرين وما ثلث حقتان طروقا
 الفحل فما زاد على ذلك من الابل
 ففي كل اربعين بنت لبون وفي كل
 خمسين حقة وفي سائمة الغنم
 اذا بلغت اربعين الى عشرين ومائة
 شاة وفيما فوق ذلك الى مائتين ثلثا
 وفيما فوق ذلك الى ثلث مائة ثلث
 شاة فما زاد على ذلك ففي كل مائة
 شاة ولا يخرج في الصدقة تيس ولا هرة
 ولا ذات عوار وما شاة المصدق ولا يجمع
 بين مفروق ولا يفرق بين مجتمعت خشية
 الصدقة وما كان من خليطين فانهما
 يتراجعا بالنسوية وفي الواقعة اذا
 بلغت خمس اواق ربح العشر
 حب وہ باغ اذقیہ ہو جائے چالیسواں حصہ (ذکوۃ ہے) (موظف امام کلم)

تک ایک مادہ بنت لبون اور اس سے زیادہ
 میں ساٹھ تک ایک حق جو حاملہ ہونے کے
 قابل ہو اور اس سے زیادہ میں پچھتر تک ایک
 حبسہ اور اس سے زیادہ میں نوے تک دو
 بنت لبون، اور اس سے زیادہ میں ایک سو بیس
 تک دو حق جو حاملہ ہونے کے قابل ہوں پھر
 جس قدر اونٹ اس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس
 میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک
 حق اور ساٹھ بکریوں میں حب وہ چالیس ایک
 ایک سو بیس تک ایک بکری اور اس سے زیادہ
 سے اڑھائی دو بکریاں اور اس سے زیادہ میں
 تین سو تک تین بکریاں پھر جو اس سے زیادہ
 ہوں تو ہر سو بکریوں میں ایک بکری اور ذکوۃ
 میں اگر کراڑا چلتے اور ذکوۃ پڑھی بکری اور
 ذکوۃ حب دار سو اس کے جو مصدق چاہے
 اور ذکوۃ کے خوف سے کسی مفروق مال میں
 جمع کیا جائے اور ذکوۃ کسی مجتمع مال کی تسری کی
 جائے اور حوالہ و تفصیل کی مشرکت میں ہو
 تو وہ دونوں برابر باہم کھلیں اور چاندی میں

لحمہ حب ایک سو بیس سے اڑھائی ہر جائیں تو امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے کہ جب تک ایک سو بیس نہیں
 ہو جائیں ہر اذقیہ میں ایک بکری یا جائیگی جیسا کہ اہل بیان ہر چکا غنم کہ یہاں سے ان کا عمل اس خط پر نہیں
 کہ اگر حضرت علیؓ کے غنم پر اور اسی پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عمل کیا اور حضرت فاروق اعظمؓ
 کے بھی ایک روایت میں اسی پر عمل کرنا مستعمل ہے (رشائی) وہ مصدق صدقہ تفصیل کرنے والا۔

(۶) دنی کتاب عمر بن الخطاب و فی سائمة النعم اذا بلغت اربعین شاة شاة فان كان النعمان اکثر من النعمان لم یجب علی ربه الا شاة واحدة اخذ المصدق تلك اشاة النعمان وجبت علی رب المال من النعمان وان كانت اکثر اخذ منها فان استوی النعمان والمعز اخذ من ایتها شاة۔

(۶) عرضی اللہ منہ کے خط میں یہ مضمون تھا کہ ساتھ بکریوں میں جب وہ چالیس ہوں تو ایک بکری ہے پھر اگر بھیر بکری کی بہ نسبت زیادہ ہوں اور ان کے مالک پر صرف ایک ہی بکری واجب ہوتی ہو تو مصدق اس بکری کے عوض میں جو واجب ہوتی بھیر لے لے۔ اور اگر بکری زیادہ ہوں تو بکری لے۔ پھر اگر بھیر اور بکری برابر ہوں تو دونوں میں سے جسے چاہے لے۔ (موط امام الک)

(۷) ابو بکر عن طارق ان عمر بن الخطاب کان یعطیہما عطاء ولا یرکبہ۔

(۷) ابو بکر طارق دوسے راوی ہیں کہ عمر بن الخطاب غریبوں کو صدقہ دیتے تھے اور صدقہ کی زکوٰۃ دیتے تھے۔

(۸) ابو بکر عن عبد الرحمن بن عبد بن المقداد وکان علی بیت المال فی زمن عمر فكان اذا خرج العطاء جمع عمر اموال التجار فیمسب ما جلاھا و اجلاھا ثم یأخذ اللزکوة من الشاهد والغائب۔

(۸) ابو بکر عبد الرحمن بن عبد بن المقداد ہیں اور وہ عرضی اللہ منہ کے نام سے بیت المال پر (امور) لے لے ہیں جس وقت حد تک ملتا تھا تو حضرت عمر تاجروں کے مالوں کو جمع کر لیتے تھے اور ان کے پرانے اور نئے مال کا مساب کرتے تھے پھر حاضر و غائب سے زکوٰۃ لیتے تھے۔ (۹) ابو بکر عبد اللہ بن ابی بکر دوسے راوی ہیں

(۹) ابو بکر عن عبد المالك بن ابی بکر

علم معلوم ہوا کہ بھیر بکریوں سے ملا کر حساب لیا کر یا جائے گا اور زکوٰۃ میں وہی جانور یا جانور لکھا جو تعداد میں زیادہ ہو ایک بکری کی تین افغانی ہے اور ہر مسوہ فصل گز چکے ہے ۛ

ۛ اس کا مطلب ہے سال کے اندر جو مال ملا ہوا ہو اس پر سال نہ گزرا ہو اس کو ملحدہ اور جس پر سال نہ گزرا ہو اس کو ملحدہ کہتے تھے پس اگر وہ مال پر جس پر ملحدہ زکوٰۃ کا دینا لازم آتا تو دونوں کو ملا دینے اور تفصیل اس مسئلہ کی زکوٰۃ کے بیان میں دیکھو ۛ

ابن عمرو قال احسب دينك وما عندك
فاجمع ذاتك جميعا خذ زكوة -

(۱۰) مالك والشافعي عن عائشة زوج
النبي صلى الله عليه وسلم انها
قالت مر على عمر بن الخطاب بغنم
من الصدقة فرأى فيها شاة حافلا
ذات خروع عظيم فقال عمر بن الخطاب
ما هذا الشاة فقالوا شاة من الصدقة
نقال عمر ما اعطى هذا اهلها وهم
طائعون لا تقبلوا النiais لا تأخذوا زكاة
المسلمين فكتبوا عن الطعام -

(۱۱) شافعي عن ابی عمرو بن الحباس
ان اياه قال مررت بعمر بن الخطاب
وعلى عنقه اومة احمليها فقال عمر لا زكاة
زكوتك يا حباس فقلت يا امير المؤمنين
مالی ثمیر هذا الذی علی ظهري هبة
فی القروط قال ذلك مال فضع فوضعها
بين يديه فبجسها فوجدها
قد وجبت فيها الزكوة فاحذ
منها الزكوة -

کہ عمر رضی اللہ عنہ (ایک شخص) سے کہا کہ تو اپنے حق
کا اور اس (مال) کا جو تیرے پاس ہے حساب
کر اور سب کو جمع کر پھر بڑے اعلیٰ زکوٰۃ دے۔
(۱۰) مالک و شافعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (راوی ہیں) انھوں
نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے زکوٰۃ کی بکریاں گزریں
تو انھوں نے ان میں سے ایک دو دو حادہ بڑے
مخن دالی بکری دیکھی تو پوچھا یہ بکری کیسی ہے انھوں
نے کہا کہ زکوٰۃ کی بکری ہے تو انھوں نے فرمایا کہ
اس کو اس کے مالک نے خوشی سے نہیں دیا
(دیکھو) لوگوں کو تکلیف دہ دو مسلمانوں کا عہدہ
مال (زکوٰۃ میں) نہ لو (ان کے) کھانے کی چیز
سے استراز کرو۔

(۱۱) شافعی ابو عمرو بن حباس سے کہ ان کے پاس
نے کہا میں ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے
گزرا اور میری گردن پر کچھ کمالیں تھیں جن
کو میں لادے رکھے تھا تو انھوں نے فرمایا
کہ اسے حباس کیا تم اپنی زکوٰۃ نہیں دیتے میں
نے کہا اے امیر المؤمنین میرے پاس سو اس
کے جو میری چیز پر ہے کچھ نہیں ہے میں چند کمال
دعانت کے لئے ہی اور اس کے سوا میرے
پاس کچھ نہیں آپ نے فرمایا یہ بھی مال ہے

لہ معلوم ہوا کہ جمال قرظ میں مشرق ہوا اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے نہ مضمون ہوا اگر قرظی سے یہ متاثر درست
لہ وہ کھائیں ان کی ذاتی ملوک ہوں گی اور ان کی قیمت نصاب کے برابر ہوگی ۱۲۔

میں غمان کے سامنے رکھ دیا تو وہ اس کو چھوڑنے لگے اور انھوں نے اس میں زکوٰۃ واجب پائی تو اس سے زکوٰۃ لے لی۔

(۱۲) الشافعی روی عن حماد بن عمار انہ قد کانت التوافیح علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلقائہ ظہر اعلم احد اردی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ منها صدقة ولا احدا من خلقائہ ولا شاک انشاء اللہ ان قد کان ندر حبل الخمس واكثر۔

(۱۳) مالک و الشافعی عن سلیمان ابن یسار ان اهل الشام قالوا لابی عبد اللہ الجراح خذ من خیلنا صدقة فانی قد کتب الی ابن الخطاب فابی عمر بن عمر یسار ایضا فکتب الیہ من حبل الخیال فاحضروہ وادوا علیہم وادرق مرقتہم۔

لے لو اور پھر انھیں پروا پس کر دو اور ان کے غلاموں کو کھلا دو۔

(۱۴) الشافعی عن ابن شہاب ان تہا بکرو عمر بن عبد کون یاخذ ان الصدقة بنفسئہ وکن یبعثان علیہا فی الجذب وایخصب والمسن والمجف لان اخذہا فی کل عام من رسول اللہ

لے بیٹا ام المومنینؓ کا مذہب ہے کہ مالگیری تک گھڑوں پر زکوٰۃ دے ہوتی ہے نہ کہ اونٹ پر زکوٰۃ دے اور اگر کوئی ہے کہ ایک تجارتی گھڑا

ہو تو ان پر بھی تجارتی مال کی زکوٰۃ فرض ہے یہاں سود سودی کے گھڑے ہیں ۱۱

(۱۲) شافعیؒ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک بانی ہجرت نے والے اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے علقا کے راند میں تھے مگر میں نہیں جانتا کہ کسی نے روایت کی ہو کہ آپ نے ان سے زکوٰۃ لی ہو اور نہ آپ کے علقا میں کسی نے اور خدا نے چاہا تو اس میں شک نہیں کہ ایک ایک آدمی کے پاس پانچ اونٹ اور (بلکہ) اس سے بھی زیادہ تھے۔

(۱۳) مالکؒ اور شافعیؒ سلیمان بن یسار سے (روایت کرتے ہیں) کہ شام کے لوگوں نے ابی عبد اللہ بن جبرؒ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے گھڑوں کی بھی زکوٰۃ لیا کرو تو انھوں نے جواباً پھر پھر کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ کو سکھا انھوں نے بھی سکھا پھر لوگوں نے ان سے کہا بھی تو انھوں نے ان کو سمجھ بھیجا کہ اگر وہ چاہیں تو اس کو ان سے

(۱۴) شافعیؒ ابن شہابؒ سے (روایت کرتے ہیں) کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما زکوٰۃ ادھار پر دے دیتے تھے لیکن گرانی اور ازلانی اور فربہ اور غری (غرض ہر حال میں) اس کی تحصیل کرتے تھے کیونکہ زکوٰۃ کا ہر سال لینا رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہے کہ مالگیری تک گھڑوں پر زکوٰۃ دے ہوتی ہے نہ کہ اونٹ پر زکوٰۃ دے اور اگر کوئی ہے کہ ایک تجارتی گھڑا

ہو تو ان پر بھی تجارتی مال کی زکوٰۃ فرض ہے یہاں سود سودی کے گھڑے ہیں ۱۱

صلى الله عليه وسلم سنة -

علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۱۵) ابو بکر عن الحسن کتب عمر
الی ابی موسیٰ فما زاول علی العائتین
فتی کل أربعین درهما درهما قلت
معناه عند ابی حنیفة لا یبخذ فی
اقل من الأربعین اذا زاد علی العائتین
وعند الشافعی هذا بیان الکسر
ببیان مخرجه -

(۱۵) ابو بکر حسن بصری سے (راوی ہیں کہ عمر رضی
اللہ عنہ نے ابو موسیٰؓ کو یہ حکم بھیجا کہ میں قدر
(چاندی) دوسو (درہم سے) زیادہ مرو کر ہر چار سال
درہم میں ایک درہم (زکوٰۃ) ہے۔ یہی کہتا ہوں کہ
امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کے پستی ہیں کہ
دوسو سے زیادہ ہوں تو چالیس سے کم میں
زکوٰۃ نہ مل جاوے گی اور امام شافعیؒ کے نزدیک

کسر کا بیان ہے 'بذلک اس کے مخرج کے۔

(۱۶) مالک ابو شافعی سفیان بن عبد اللہ الثقفی
سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو حدیث
تحصیل کرنے پر مقرر کیا تو وہ بکروں کے بچوں
کو بھی شمار کر لیتے تھے تو لوگوں نے کہا کہ تم ہمارے
بچوں کو بھی شمار کر لیتے ہو اور ان میں سے کسی کو
لے نہیں آجوب وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
کے پاس حاضر ہوئے تو اس کا ذکر ان سے کیا
انہوں نے فرمایا کہ ہم ان کے اس بچے کو بھی
شمار کر لیں گے جس کو چھڑوا اٹھا تا ہے اور
اس کو لیں گے نہیں۔ اور نہ کھانے کی بکری
لیں گے اور نہ حاملہ اور نہ بکریوں کا زائد ایک
سال کی بکری اور دو سال کی نہیں گے اور یہ
متوسط ہے بری ابھی بکریوں میں۔

(۱۶) مالک و الشافعی عن سفیان
ابن عبد اللہ الثقفی ان عمر بن
الخطاب یجعله مصداق لکلی یعد علی
الناس باسخل فقلوا تعد علینا
باسخل ولا تأخذ منه مثیبا فلما
قدم علی عمر بن الخطاب ذکر ذلك
له فقال عمر تعد علینا باسخل
یجملها النواعی ولا تأخذها ولا تأخذ
لا کولة ولا انزلة ولا الماخض ولا
نخل الغنم وتأخذ ابخذ عة والثنية
وذلك عدل بین عدل الغنم و
خیاره -

(۱۷) ابو بکر قال عمر اذا وقف الرجل

(۱۷) ابو بکر ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ

سارہ حضرت علیؓ کی شہادت دہری کا قول ہے امام شافعی کے مذہب پر جو انہوں نے اس کو منطبق کیا ہے جائز
اور کثرت نہیں ہے کہ ابانہ یعنی کہ امام ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے کہ اگر سب سے بچے ہیں (واقی صفحہ ۵۲۱ پر دیکھئے)

لیکھ غنہ فاصد عوہا صد عین
نہرا خنار وامن نصف الاحقر۔
اے کر دے تو ان کے دو حصے کر دو پھر دوسرے حصے میں سے زکوٰۃ کی بکری نکالو۔

(۱۸) ابو بکر عن مجاہد عن عمر
یس فی الخضر و اوت زکوۃ۔
(۱۸) ابو بکر مجاہد سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ سبزیوں میں زکوٰۃ فسوس
نہیں ہے۔

(۱۹) ابی بکر عن عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جلالہ عن سرجلا جبار
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بشور نخل لہ و سالہ ان یجی واد یا
یقال لہ سلیمۃ فسماء لہ فلما ولی
عمر وکتب سفیان بن وہب عن عمر
بن الخطاب یسألہ عن ذلک فکتب
عمر ان ادی الیک ما کان یودی الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من عا شور نخلہ فاحملہ سلیمۃ وکلا
فانما هو ذبا ب غیث یا کلا من شاء
سید ہرئی چیز تو آسمانی بارش کے مثل ہے جو چاہے اس کو کھائے۔

(۱۱ صفحہ ۵۲۰) ایک بھی ان میں بڑا جائز و مجرب ہو تو اس کی حیثیت میں بچے ہی شمار کرنے جائیں گے اھ زکوٰۃ
لے ل جائیگی کہ مسلم بن سہل قدھی نے بچوں کا بھی شمار کیا جائے گا جو خود اپنے پیروں سے چراگاہ نہیں جاسکتے قصود
حضرت فاروق اعظم کا اس تمام بیان سے ہے کہ ہم انصاف پر چلتے ہیں جیسے کہ بچوں کا شمار کرتے ہیں تم پر زیادتی ہے
و یہابی عالم اہل کائنات کی بکری دینے میں تمہارے ساتھ رعایت بھی ہے ۱۲۔

غہ و حصہ سے مراد ہے کہ ابھی اہل ہری کے درمیان میں پورا نہ بہت عمر د بہت ہری ۱۲ حصہ معلوم ہوا کہ عشر
تھوڑی باتوں پر اس حد تک آگے جب تمام وقت کی طرف سے اس کی حفاظت ہو ۱۲۔

(۲۰) ابو بکر عن زیاد بن حداد عن بعضی
عمر بن الخطاب عن ابي بن لا افش
الحدا۔

(۲۱) ابو بکر عن زیاد بن حداد عن
بعضی عمر بن الخطاب عن ابي بن لا افش
عمر بن الخطاب۔

(۲۲) ابو بکر عن عبد الرحمن بن
ابن عمار قال ابو بکر الصديق مما
یرى به عمر من ادى الزکوة الى
غير ولا تھا احد یقبل منه صدقة
ولو تصدق بالدين یلجمیعا۔

(۲۳) قال الشافعی سمعت بعض من
لا یقول بنصاب خمسة اوسق یقول
قد قام بالامر بعد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ابو بکر وعمر وعثمان وعلی
واخذوا الصدقات اخذوا اعاما زامانا
طویلا فماروی عنہم انہم قالوا

(۲۰) ابو بکر زیاد بن حداد سے روایت کرتے ہیں
کہ مجھے عمر بن الخطاب نے عشر کے تحصیل کرنے
پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ میں کسی کمال کی کاوشی نہ کروں
(۲۱) ابو بکر میں حداد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے
عمر بن الخطاب نے ایک تاک پر متعین کیا اور
مجھے منع کر دیا کہ میں کسی مسلمان سے عشر نہ لوں
(۲۲) ابو بکر عبد الرحمن بن ثمالی سے روایت
کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا
عمرؓ کو اس بات کی بھی وصیت کی جاتی ہے کہ
جو شخص مالمین زکوة کے سوا کسی کو زکوة
دے تو اس سے کہیں کہ اس کا صدقہ اللہ
کے ہاں قبول نہ ہو گا اگرچہ تمام دنیا صدقہ کر دے۔
(۲۳) امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ میں نے بعض
ان لوگوں سے جو عشر میں پانچ و سق کے نصاب
پر لے کے قائل نہیں ہیں سنا کہ وہ کہتے ہیں بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر و عمر و عثمان
وعلیؓ خلیفہ ہوئے اور وہ عام طور پر بغیر تعیین
اس نصاب کے ایک زمانہ دراز تک صدقات لیتے

لے یعنی مسلمانوں کے مال کی اہمیت جیسا کہ آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی بات کا اعتبار کر لیا کرو۔ ۱۱۔
لے اس سے مراد یہ ہے کہ اگر امام برحق جیسی حاکم مسلم ملے کہ ہر کسی اور کو اگر کوئی کمال و اہمیت دے تو وہ قبول نہ کرے گا
اس کو بجز زکوة دینی چاہیے یہ مسئلہ بھی اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲۔
لے اس سے مراد امام ابو حنیفہؒ ہیں ان کے نزدیک عشر کے واجب ہونے میں کوئی نصاب بشرط نہیں ہے صاحبین
کے نزدیک بشرط ہے اہل انھوں نے اس حدیث سے قسک کیا ہے جس کا جواب امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے امام شافعیؒ
نے نقل فرمایا کہ دیکھا ہے اس کے رد کی کیفیت حاشیہ آئندہ میں مذکور ہے۔ ۱۳۔

نہیں فیما دون خمسۃ او مئۃ صدقہ
 مارواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 الا ابو سعید الخدری ثرا جابا لثاقفی
 بما حاصلہ ان الحدیث صحیح من
 روایۃ ابی سعید وجابر موجود فی
 کتاب عمرو بن حزم فوجیب العمل
 یہ ولحدیث کرمین الائمۃ ان الحدیث
 ظہر فی زمانہم قریب کمالہ وافیہ قلت
 بل ذکر مالک سنۃ اہل المدینۃ
 علی ماروینہ عن ابی سعید۔

(۲۲) عمر بن الخطاب بعث رجلا
 من ثقیف علی الصدقۃ ثرا واک
 بعد ذلک متخلفا فقال ادراك متخلفا

سہے پھر ان سے کبھی نے نہیں روایت کی کہ
 انھوں نے کہا ہو کہ بارخ وستی سے کم میں صدقہ
 فرض نہیں ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ابو سعید خدری کے کو اس نے روایت
 نہیں کیا۔ پھر امام شافعی نے اس کا جواب دیا
 کہ ابو سعید کی اور چار کی روایت صحیح ہے عمرو
 ابن حزم کے خط میں موجود ہے پس اس پر عمل
 واجب ہے اور غلط ہے راشدین سے یہ
 منقول نہیں کہ یہ حدیث ان کے بعد زمین ظاہر
 ہوئی اور انھوں نے اس میں کلام کیا میں کہتا ہوں
 کہ امام مالک نے اہل مدینہ کا طریقہ اسی کے موافق ذکر کیا ہے جو ابو سعید سے ہم کو روایت ملے ہے۔
 (۲۳) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قبیلہ
 ثقیف سے کبھی شخص کو صدقہ (کی تحفیں) پر
 (مقرر کر کے) بھیجا پھر انھوں نے اس کو اچلے

لے نامہ لکھی کا جواب اس امر کا تسلیم پر مبنی ہے کہ خلفاء راشدین کا عمل اس حدیث پر تھا اب اس پر عمل
 نہ ہونے کا وجہ جو انھوں نے بیان فرمایا یعنی حدیث کا معلوم ہونا بعد از دنیا معلوم ہوتا ہے غلط ہے راشدین
 کی اختلاف بہت دور تک رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قطع حکم تھا کہ جس کسی کو حدیث معلوم ہو گئی ہے اس سے
 کہے جب ان کو کسی مسئلہ میں حدیث معلوم ہوئی تھی تو جمع عام کر کے اس مسئلہ کو پیش کر دیتے تھے تاکہ اگر کسی
 کو حدیث معلوم ہو تو بتا دے اور جب کوئی بتا دیتا تھا تو ان بچتے تھے پس ایسی حالت میں ابو سعید خدری رضی اللہ
 عنہ نے اس حدیث کو ان کے کہیں بیان کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ ابو سعید خدری رضی
 اللہ عنہ جانتے تھے کہ یہ حدیث متروک عمل ہے انھوں نے حضرت فاروق کے سامنے یہ حدیث پیش کی پہلے اس
 کو اس کا متروک عمل ہونا معلوم تھا اس سبب سے اس پر عمل نہ کیا۔

لے حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول ہے ان کا جواب بھی امام صاحب کے استقلال کے تسلیم کرنے پر مبنی ہو
 اب رہ گیا مدینہ کا عمل وہ غلط ہے راشدین کے متروک عمل کے بعد ہرگز ہمارے نزدیک جہت نہیں ہو سکتا۔

وہ خدا جو خائن فی سبیل اللہ۔

(کنز العمال)

تو تمہارے نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا ثواب ہو گا۔ (کنز العمال)

(۲۵) عن ابن الساعدی الطائفی قال

استعملنی عمر بن الخطاب علی

الصدقة فلما فرغت منها وادیتها

الیہ امرنی بجملة فقلت لا انما

عملت لله واجری علی فقال خذ ما

اعطیت۔

(مسلحہ)

(۲۶) ابو بکر عن عمر بن الخطاب قال

انما الصدقات تلفظ اذ فقال هم

زمناء اهل الکتاب۔

(۲۷) ابو بکر عن عطاء بن عبد الرحمن

یاخذ العرض فی الصدقة وغیرها

غیرا فی رواية و یعطیہا فی صدق

ولحد مما سألہ۔

میں مانگ کر کے ہوئے دیکھا تو فرمایا میں تمہیں بخیر کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں حالانکہ اگر تمہیں کام کو کرو

(۲۵) ابن الساعدی الطائفی سے روایت ہے کہ مجھ

کو عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ (کی تحصیل) پر

(مقرر کر کے) بھیجا تو میں جب اس سے فارغ ہوا

اور صبا مال انکو دے چکا تو مجھے اجسرت کیا

حکم دیا تو میں نے کہا کہ میں نے صرف اللہ کے لئے

کیا ہے اور میری اجسرت اللہ کے ذمہ ہے تو

انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ دیا جائے لے لیا کرو (مسلحہ)

(۲۶) ابو بکر سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں "انما الصدقات"

ہم سے پڑھایا کہ یہ اہل کتاب کے مجھے لوگ ہیں۔

(۲۷) ابو بکر عطاء سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

صدقہ وغیرہ میں اسباب تک بھی لے لیا کرتے تھے

اور ایک روایت ہے کہ صدقہ کو اللہ کی مثال

ہوئی ایک قسم میں دیدار کرتے تھے۔

سے امام ابو حنیفہ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ اور عشر کا مال کا فسق کو نہیں دیا جاتا گو وہ غنی ہو اور حضرت فاروق کے اس

قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب میں یہود و نصاریٰ کو صدقہ کا مال دیا جاسکتا ہے اس کا جواب ہے کہ شاید

حضرت فاروق کے نزدیک اس آیت میں صدقات سے عام صدقات مراد ہوں مگر یہ بھی ناقد بھی اور

ناقد صدقات اسلامی کا فسق کو دینا ہوتا ہے یا حضرت فاروق علیہ السلام کا اس بیان سے مقصود ہے جو کہ جب یہ آیت

نازل ہوئی تو یہ لوگ اس میں داخل تھے مگر جب تاہیف قلب کی مصلحت جاری رہی تو یکم ساقط ہو گیا ۱۱۔

لکہ بین فقہ کی تفصیل سے کرتے تھے یہی حنفی کا مذہب ہے ۱۲۔

لکہ یہی مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعی کے نزدیک ضروری ہے کہ ہر قسم کو دیا جائے ۱۳۔

(۲۸) لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء الى ابى بكر ولا خذ سهم محمد والى عمر فقال عمران رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعظيكم نبيوكم على الاسلام فاما اليوم فقد انزع الله دينه فليس بيننا وبينكم الا السيف والاسلام فنصر فوالى ابى بكر فقالوا انت الخليفة ام عمر فقالوا ابو بكر رضى الله عنه واطل بهم وكان ذلك يحضون من الصحابة فصار اجماعا منهم على سقوط سهمهم (نہایت)

(۲۹) ابو بكر عن الحسن قال عمر اذا تحولت الصدقة الى غير الذی تصدق عليه فلا يامن ان يشترطها

(۳۰) ابو بكر عن جماعة ان عمر بن الخطاب صلح نصارى بنى تغلب على ان يضعف عليهم الصدقات مرتين

(۲۸) حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی کہ مولانا القلوب کا حصہ لینے کے لئے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آئے تو عمر نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو اس لئے دیتے تھے کہ تم کو اسلام پر راغب کریں لیکن اب تو اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا لہذا اب ہمارے پاس درمیان میں یا تموار ہے یا اسلام تو وہ ابو بکر صدیق کے پاس لوٹ کر گئے اور کہنے لگے کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمر تو ابو بکر صدیق نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رقبہ وارہ کیا اور ان کا حصہ ہند کر دیا اور یہ معاملہ صحابہ کے سامنے ہوا تو اجماعی ہو گیا (نہایت)

(۲۹) ابو بکر حسن سے راوی ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب صدقہ اس شخص کے پاس چلا جائے جس کو ریا نہیں کیا تو صدقہ دینے والا والا اس کو قبول کرے سکتا ہے۔

(۳۰) ابو بکر بہت لوگوں سے دریافت کرتے ہیں کہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب کے نصاریوں سے اس شرط پر صلح کی کہ ان سے کوئی زکوٰۃ لی جائے گی۔

لے یہاں مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے کہ مولانا القلوب کا حصہ ساقط ہو گیا جیسے کہ ہم اور کچھ کہتے ہیں مگر امام شافعی اس میں مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ اب بھی امام وقت کو جب صلحت اختیار ہے ۱۲۔
کے بین مکروہ بھی نہیں ۱۳۔

سکہ زکوٰۃ سے برا دھڑ ہے مستدھر کے بیان میں بالتفصیل دیکھو ۱۴۔

(۳۱) عن عبد اللہ بن عمرو قال کان الناس یخرجون صدقة الفطر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاعاً من شعیر او تمراً و صلیت او زبیب قال قال عبد اللہ فلما کان عمر رضی اللہ عنہ و کثرت الخطیئة جعل عمر نصف صاع حنطة مکان صاع ثلاث الاشیاء۔ (ابوداؤد)

(۳۲) الشافعی عن عمر بن دینار ان عمر بن الخطاب قال اتبعوا فی اموال الیتامی لا یتسھلکھا الزکوۃ۔

(۳۳) قال ابو عمرو بنی عمرو علی و ابن عمرو جابروا ثمنہ و طائوس و عطاء و ابن سیرین ان یزکی مال الیتیم و قال ابو زہری یزکی مال المحجنون۔ (بخاری)

(۳۴) عن عمرو قال اذا اعطیتهم الصدقة فاعینوا یعنی عن الصدقۃ (کنز العمال)

(۳۱) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں لوگ صدقہ فطر میں ایک صاع جو یا شعیر یا زبیب دیا کرتے تھے عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں پھر جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انہیں یہی کثرت سے ہوا تو انہوں نے یہیوں کا کو صاع عمان چروں کے ایک صاع کے برابر کر دیا۔

(ابوداؤد)

(۳۲) شافعی عمر بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یتیموں کے مال میں تجارت کرو (کہیں انکوۃ ان کو ختم نہ کر دے۔

(۳۳) ابو عمرو نے کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہما ابن عمر اور جابر اور عائشہ اور طائوس اور عطاء اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم کی یہ بات ہے کہ خیم کے مال کی زکوۃ لی جلتے اور زہری نے کہا محجنوں کے مال کی بھی (بخاری)

(۳۴) عمر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے) کہ انہوں نے کہا کہ جب تم صدقہ دو تو فقیر کو سوال نہ سے بے پرواہ کر دیا (کنز العمال)

لے زکوۃ سے ملا صدقہ فطر چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی طرف امام بخاری نے لکھا اسی مذہب کو حسب کہا ہے زکوۃ کا مال خیم بران کے نزدیک صاحب ہوا کسی بے نہیں تھا اسلئے حدیث امام بخاری نے صدقہ فطر کے باب میں لکھی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ زکوۃ سے مراد یہی صدقہ فطر ہے ۱۲۔

نکات یعنی صرف اس دن کے سچے تمام عمر کے ۱۱۔

(۳۵) مکحول ابن عمرو بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے صدیکو خمس کے بارے میں
دیکھا ہے۔ (کنز العمال)

(۳۶) راجح سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے
عائشہؓ میں ایک قبر پائی کہ جس میں کچھ سونے
کے تاروں کے بنے ہوئے کپڑے تھے اور
اس کے ساتھ کچھ مال بھی پایا تھا تو وہ اس کو
علم بن یاسرؓ کے پاس لے آئے عمر رضی اللہ عنہ
نے اس بارے میں ان کو یہ دیکھا کہ انہیں کو
دیدیکھا اور اس کو ان سے نہ لیا (کنز العمال)

(۳۷) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عرب کے
کسی نظام نے ایک طرف گڑا ہوا پایا جس میں
دس ہزار درم تھے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے
پاس اس کو لے آیا تو آپ نے اس کا پانچواں
حصہ یعنی دو ہزار بیت المال کے لئے اور آٹھ ہزار اس کو دیا۔

(۳۸) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
اللہ کی قسم اس مال کا کوئی بہ نسبت کسی
کے زیادہ حقدار نہیں اور نہ میں بہ نسبت

(۳۵) عن مکحول ابن عمرو بن الخطاب
رجل المعاون بمنزلة الرکازی الخمس
(کنز العمال)

(۳۶) ان راجح انہو وحید واقبر
بالمدائن علیہ ثياب منسوجة بالذهب
ووجد وامنہ صالة فاقوا یہ
عمر بن یاسر فکتب فیہ فیہ عمر
ان اعطهم حرایا ولا تنزعہ منہم
(کنز العمال)

(۳۷) ابو بکر عن الشحی ان فلانا
من العرب وجد متوفی فیہا
عشرة الاف فاتی بها عمر فاخذ منها
خمسة الفین واعطاه ثمانية الاف
حصہ یعنی دو ہزار بیت المال کے لئے اور آٹھ ہزار اس کو دیا۔

(۳۸) قال عمر رضی اللہ عنہ ما
ما احد احق بهذا المال من
احد وما انا احق به من احد

۱۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اس مذہب پر یہ طعن و تشنیع کیا ہے
اور اس کا خلاف حق ہوتا ہے شریعت سے یہ ان کیلئے مگر اس مال کے کچھ سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ اس
مسئلہ میں بے قصور ہیں حضرت صدیقؓ کا مذہب ان کی طرف سے مذکور ہے۔

۲۔ معلوم ہوا کہ قبر کے اندر سے جو مال نکلے وہ راجح نہیں ہے بلکہ جس کی قبر ہے اس کو دیکھا کہ وہ مال دوسرے پانچواں حصہ
کے مال کا مستحق ہے راجح کے بیان میں مفصل دیکھو۔

۳۔ غنیمت کے مال کا ذکر ہے کہ یہ نیکو رکعت کے مال میں سوا فقروں کے اور کسی مسلمان کا حق نہیں ہوتا۔

اللہ فامن المسلمین احدی اولہ
نصیب الاعمید املاوکا

(مسند احمد)

(۳۹) البیهقی مثل عمرو بن
الخطاب اعلی المملوک زکوۃ
قال لا قیل علی من ہی قال علی
مالکہ۔

(۴۰) عن عدی بن حاتم قال
اتیت عمرو بن الخطاب رضی
اللہ عنہ فی اناس من قومی فجعل
یعرض للرجل من الغنیم ویعرض
عنی قال فاستقبلت فاعرض عنی
ثم یتبع من حیال وجہہ
فاعرض عنی قال فاستقبلتہ
فاعرض عنی قال فقلت یا امیر المؤمنین
انصرفنی قال فضعک حتی استقی
لقضاء ثم قال نعم واللہ انی
لا عرفک امنت الذکیر وواقبت
اذا دبروا وفیت انکسر وراوان
اول صدقة بیضت وجہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووجہ
اصحابہ صدقة علی حیث
بیحا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کسی کے زیادہ حقدار ہوں اس میں سب
مسلمانوں کا سوا غلام کے حصہ ہے۔

(مسند احمد)

(۳۹) بیہقی سے روایت ہے کہ عرض
الشرعہ سے پوچھا گیا کہ کیا غلام پر زکوۃ
فسخ ہے، فرمایا نہیں، کہا گیا اس کی
زکوۃ کس پر فرض ہے، فرمایا اس کے مالک پر
(۴۰) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے
(روایت ہے) انھوں نے کہا کہ میں عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے
کچھ لوگوں کے ہمراہ آیا تو وہ ایک شخص کا دو
ہزار درہم سے حصہ لگانے لگے اور مجھ سے
اعراض کرتے رہے تو میں ان کے سامنے گیا
مگر مجھ سے نہ بھیر یا عدی نہ کہتے ہیں پھر تو
میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا آپ مجھے
پہنچاتے ہیں تو وہ اس ویسے یہاں تک کہ
(جب کام ختم کر کے) بیت گئے تو بولے کہ ہاں
اللہ کی قسم ضرور تمہیں میں پہنچاتا ہوں کہ تم
اس وقت ایمان لائے کہ جب لوگ کانفرقے
اور تم اس وقت (اسلام کی طرف) متوجہ ہوتے
جب لوگ پیٹھ پھیر کر (بھاگتے) تھے اور تم نے
(عبداللہ کو) اس وقت پورا کیا جب لوگ غنیمت
کر رہے تھے اور شک (سب سے) پہلا

طہ: ۱۲۰ سے مراد یہاں صدقہ فطریہ کا مقام کا صدقہ فطریہ کے آثار پر واجب ہے ۱۲۔

ثم اخذ بعدر شعر قال انما
 عرفت بقوم اعلمت بهم العاقبة
 بعد ساسة عشائرهم
 من الحقوق -

مدہ میں تے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور آپ کے چہروں کو بٹاش کر دیا۔ حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کا تھا کہ جب وہ آپ کے سامنے
 لایا گیا تو آپ نے حضرت کے ساتھ اسے بیلایا

(مسند الامام احمد)
 میں کو فائدہ نہ کوہ کر دیا ہو اور وہ اپنے قبیلہ کے مشکل ہوں اُن حقوق میں جو ان کو
 پہنچتے ہیں۔ (مسند امام احمد)

تم

علم الفقہ

جلد پنجم

جس میں

جج کے تمام مسائل معیار کان و شرائط کے علاوہ حالات دیارت گاہ
عالم اسلامی مدینہ منورہ و مدینہ منورہ مقدسہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پوری تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں

اشرفاً

حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب

ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ۔ ہندو روڈ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَضَعَ هَذَا سَبْعًا بَعْدَ سَبْعٍ مَرَّاتٍ وَهَذِي فَلَعَلَّكُمْ وَبَعَثَ فِيهَا أَشْرَفَ
 رَسُولِي وَأَوْعِيَا إِلَى الشُّعْرِ الْمُبِينِ فَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ وَفَضَّلَهُ أَجْمَعِينَ
 سَالِفًا طَائِفًا يُفِيدُ بِالْبَيِّنَاتِ الْعَلِيَّةِ وَمَا دَامَ الْمَلَكُ الْأَمِينُ - 4 -

حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی چار جلدیں تمام ہو چکیں اب یہ پانچویں جلد شروع ہوتی
 ہے جس میں اسلام کے پانچویں رکن حج کا بیان ہے اسید ہے کہ خدا کے تعالیٰ اس کو بھی بخیر فرمائی
 انجام کو پہنچائے آمین بالبنی الامین۔

حج کے معنی لغت میں کسی با عظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت میں مکہ
 مکرمہ کا حواف اور مقام عرفات پر بٹھانا انہیں خاص طریقوں سے جو صاحب شریعت سے منقول
 ہیں اسی خاص زیادہ میں جو شریعت سے ثابت ہے (مراتی الظلال وغیرہ) سمجھ یہ ہے کہ حج کی فرضیت
 اسی امت مکرمہ کے ساتھ خاص ہے گرج کا رواج حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے وقت سے ہے مگر اس وقت اس کی فرضیت کا حکم نہ تھا حج کی فرضیت سب سے پچھلے کے آخر میں
 ہوئی جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا تھا کہ وَذَرُوا عَلَى النَّاسِ رَجْعَ الْهُدُوءِ مِمَّنْ اسْتَطَاعَ
 إِلَيْهِ سَبِيلُهُ تَرْجِعُهُمُ اللَّهُ فِي خَوْشَعَتِهِ كَمَا كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْوُفْدِ (مروءی) ہے (یعنی اس شخص پر
 جو وہاں تک جاسکے جس میں سال یا تین سال ہوئی حج کا زمانہ باقی نہ تھا) سال آئندہ یعنی سلسلہ میں
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمان عالی شان کی تعمیل فرمائی اور یہ آپ کا آخری حج تھا جو حجنا اذاع
 کے لقب سے مشہور ہے (رد المحتار) فرضیت کے بعد اسی ایک حج کا اتفاق ہوا اس کے بعد آپ نے
 اپنی مفاہقت سے دنیا کو بے نور کر دیا فَلِلَّهِ الْمُلْكُ كُلُّهُ وَاللَّهُ وَارِثُ الْعَرْشِ جَعَلُونِ -

لے کہ ظلال اس طرف ہیں کہ حج کی فرضیت سب سے پہلی ہوئی مگر ظالمین مایہین نے روا لیا اس کھلے کہ
 ان طہر کے پاس کوئی اس کی دلیل نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بہت بعید ہے کہ خدا کے حکم کی
 تعمیل میں اس قدر غیر کرمی حج کی فرضیت سے پہلے ہو اور آپ سب سے پہلے ہمارے پاس تک اس کی تعمیل
 نہ کریں قبلہ عبد القوس کے لوگ جب آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو حج کا حکم نہیں دیا بلکہ بخاری کا حکم دیا
 تھے یہ حج کا حکم دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک حج فرض نہ ہوا تھا اور واقف سب سے پہلے
 حج سب سے پہلے میں فرض ہوا تھا (رد المحتار فی المہذبی)

حج کی تاکید اور فضیلت

حج کا ضروری ہونا (جس کو اصطلاح فقہ میں فرضیت کہتے ہیں) قرآن مجید سے اسی صراحت کے ساتھ ثابت ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ کا قرآن مجید میں اس کے چند مساکی بھی مذکور ہیں، سچے مسلمانوں کے لئے تو یہی دو تین نفلتیں کافی ہیں مگر مسرتوں کے چھلانے کے لئے چند احادیث بھی نقل کی جاتی ہیں۔

اس سے زیادہ اور کیا تاکید ہوگی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ کی طرح حج کو بھی اسلام کا جتنی قزو دیا ہے۔ (بخاری، مسلم) اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں کہ کچھ ان میں سے دوسری تیسری چونکہ جلد میں مذکور ہو چکی ہیں یہاں ہم چند حدیثیں نقل کرتے ہیں جو ابھی تک نہیں لکھی گئیں۔ (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کرو، تو ایک شخص بولا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے، تو آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک اس شخص نے یہی تین مرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں کہہ دیتا ہوں تو یہ دنیا (ہر سال کے لئے) ضروری ہو جاتا اور بلاشبہ تم لوگ (ہر سال حج) نہ کر سکتے، پھر آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا کروں مجھ سے منہ پوچھا کرو اس لئے کہ اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے تو انہیں سے زیادہ لو پھٹے اور اختلاف کرنے سے ہوئے لہذا جب میں تم کو کسی بات کا حکم دیدوں تو سختی لانا مکان اس کو کرو اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کردوں تو اس کو چھوڑ دو (مسلم)

(۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں (کافروں سے) لڑنا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ حج مبرورہ (بخاری)

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کرے اور (اثنائے حج میں) انفس گنہگار سے بچے تو وہ (ایسا بے گناہ ہو کے) لوٹے گا جیسے اس دن بے گناہ تھا کہ جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا (بخاری و مسلم)

(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمرہ ان گناہوں کا کفارہ ہے جو دوسرے عمرہ تک

جوں اور حج مبرور کا بدلہ سوا جنت کے کچھ نہیں ہے (بخاری و مسلم)

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔

(۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تہنڈ رہے اور کیا عورت بغیر اپنے عہد کی (بہرائی) کے سفر کرے تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا نام تو ظاں ظاں چاد میں لکھا گیا ہے اور میری بی بی حج کرنے نکلی ہے آپ نے فرمایا کہ دو چاد میں دجا لگا اپنی عورت کے ساتھ جا اور اپنی عورت کے ہمدرد حج کر۔ (بخاری و مسلم)

(۷) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں (جہلنی) اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے (بخاری و مسلم)

(۸) علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص زاو راہ اور سوارانہ لکھتا ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور (بھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اس کے لئے یہودی یا نصرانی مرجا ہے اور بے حج مرجا ہے (کچھ فرق نہیں) اور یہ اس لئے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اللہ (کی خوشنودی) کے لئے لوگوں پر کعبہ کا حج کرنا (ضروری) ہے (یعنی) اس پر جو وہاں تک جا سکتا ہو۔ (ترمذی)

(۹) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ ساتھ گرو اس لئے کہ یہ دونوں فقر کو اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسے بٹنی ٹوبے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کا سوا کچھ نہیں ہے۔ (ترمذی)

(۱۰) ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی ٹکلی ہوئی ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والا مرض نہ روکے اور وہ بغیر حج کئے مرجا ہے تو اسے اختیار ہے چاہے یہود کا ہو کہ مرجاے چاہے نصرانی ہو کہ (اداری) اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اور سمجھو کیسی سخت تاجکیت ہے۔

(۱۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے یہاں ہیں اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ (ابن ماجہ)

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی حج مکہ کے لئے سے ملاقات کرو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے کیونکہ اس کی حضرت ہو چکی ہے (مسند امام احمد)

(۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج مکہ کے لئے یا جہاد کرنے کے لئے (اپنے گھر سے) نکلے پھر راستہ میں ہو جائے تو اللہ اس کو غزوہ کرنے والے کا ثواب دے گا۔ (بیہقی)

(۱۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی کہ بیت اللہ کا حج نہ کیا جائے (بخاری)

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب معاصی کی کثرت ہو جائے گی اور حج نہ کرنا چونکہ ایک بڑی مصیبت ہے لہذا آپ نے اس کے ترک کو علاماتِ قیامت سے قرار دیا۔ یہاں تک تو حج کے فضائل تھے، مگر مکہ کے فضائل میں بھی بیت حج حدیثیں ہیں مگر اس کی فضیلت کے لئے یہ بات کیا کم ہے اللہ جل شانہ کا مقدس مکان یعنی مکہ مکرمہ وہاں ہے اور پیغمبر خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رہائش گاہ ہے اور حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس شہر مقدس کو بلدا میں اور ام القریٰ کے خطاب سے مشرف فرمایا ہے۔

حج کی نسبت اگر صحابہ اور اگلے مسلمانوں کے ذوق و شوق کی کچھ کیفیت بیان کی جائے تو بلاشبہ لغد ایک بہت بڑا ضخیم و فتر بھی کفایت ذکر مینا اذان کے دلی جذبات اور شرقی کیفیات کا ایک شمع بھی بیان نہ ہو سکے گا، ابو رزینہ بروذ خشکی اور تری کے مفروں میں آسانی پیدا ہوتی تھی ہے پہلے زمانہ میں یہ باتیں کہاں تھیں مگر وہ اپنے ذوق و شوق میں تمام مصائب کو راحت سمجھتے تھے۔

اس بیان کو طول دینا مناسب نہیں، گو اگر ماضیین کے حالات کا دل پر بہت بڑا اثر پڑا ہے لیکن حج تو ایک ایسی پیاری اور محبوب عبادت ہے کہ اس کے لئے زیادہ ترغیب و ترغیب کی کچھ ضرورت نہیں، وہ کون مسلمان ہے جس کا دل یہ نہ چاہتا ہو کہ خدا کے مقدس گھر کی زیارت کرے اس پاک سرزمین کے جمال سے اپنی آنکھوں کو روشن کرے چنانچہ اسلام نکلا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پیدا ہوئے وہیں ہی ہوئے برسوں وہاں وہ عطا فرمایا، صدیوں وہاں سورہ ہیں وہ کون مسلمان ہے جس کو یہ آرزو نہ ہو کہ اس پرانے اور با عظمت گھر کا طواف کرے

جس کے گروہ حضرت ابراہیم خلیلؑ افشا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھیر کرتے تھے اے میرے ذوالجلال ہر وہ گلا اے خداوند لوح و قلم اے آفرینہ گار عالم اے وہ کہ تیرا پاک جلوہ عرش بریں پر ہے اے وہ کہ کتبہ مکرمہ کارب البیت ہے اپنے برگزیدہ نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پسندیدہ ہم نشینوں کے طفیل میں تمام مسلمانوں کو اس نعمت عظمیٰ سے فیضیاب کرسب کے دین کو اپنے جمال ہے مثال کا پرمانہ بنائے اور اس نا چیز باجوز کو بھی اپنی نیک نظر سے مورد مہطف و کرم قرار دیا اگلے بزرگوں کے درد و ذوق کا ایک آدھا قطرہ اس کو بھی عنایت کرا آمین یا نبی الامین ہے

زان سرلحم اگر رسد حسرتی

بندم از دولت ابد طسرتی

اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے ناموں کی تشریح

میتقات - وہ مقام جس سے آگے نہ مکرمہ کا جانے والا بغیر احرام کے نہ جاسکے آفتابی کے باغ میتقات ہیں آہل مدینہ کے لئے ذوالخليفة کو نہ بصرہ والوں کے لئے ذات عرق شام والوں کے لئے جحفہ بن کے رہنے والوں کے لئے بلبلیم ہندوستانیوں کی بھی بھی میتقات ہے قرن اہل ہند کے لئے اور مل کی میتقات مل ہے اور عربی کی میتقات حج کے لئے تو حرام ہے مگر عسکرہ کے لئے حل۔

آفتابی وہ شخص جو میتقات سے باہر کارہنے والا ہو جیسے مدنی۔ عراقی۔ شامی۔ ہندوستانی۔ طلی وہ شخص جو میتقات کے اندر مگر مکہ مکرمہ سے باہر رہتا ہو جیسے نخلہ عسکرہ کے رہنے والے حرمی۔ خاص مکہ مکرمہ کا رہنے والا۔

احرام حج یا عمرہ کی نیت کر کے تہیہ یا کوئی ایسا فعل کرنا جو قائم مقام تہیہ کے ہر مثل ہی کعبہ واقعہ کرنے کے جو شخص احرام باندھے اس کو محرم کہتے ہیں۔

حج بحالت احرام کعبہ مکرمہ کا طواف اور عرفہ کا وقوف ایک مخصوص زمانہ میں کرنے والے کو حاج کہتے ہیں۔

عمرہ بحالت احرام کعبہ کا طواف اور سعی عمرہ کرنے والے کو عمر کہتے ہیں۔

افراد صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج پر اکتفا کرنا جو شخص ایسا کرے اس کو

مفروضہ کہتے ہیں۔

قرآن مجید وغیرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھنا اور پہلے عمرہ کر کے پھر حج کرنا جو شخص ایسا کرے اس کو قارن کہتے ہیں۔

تمتع ایام حج میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لینا اور اس کے بعد اسی سال اسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا جو شخص ایسا کرے اس کو تمتع کہتے ہیں۔

طواف کعبہ شریفہ کے گرد گھومنا اور کعبہ صفا مروہ کے درمیان میں سعی کرنے کو کہتے ہیں شوط۔ ایک پھر۔

استلام۔ جب حجرا سودی نسبت مستعمل ہوتا ہے تو اس کا بوس لینا مقصود ہوتا ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت بولا جاتا ہے تو صرف اس کا ہچھو لینا مراد ہوتا ہے۔

تلمیذ اس عبارت کا پڑھنا لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ حَبِيبِي لَبَّيْكَ لَا شَيْئَكَ لَكَ
قَبِيْلُكَ إِنَّا لَنُحْسِنُكَ وَالْحَمْدُ لَكَ وَالْمُلْكُ لَكَ لَا شَيْئَكَ لَكَ۔

تہلیل کلمۃ تہلیلہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لَا بَدْعَ لَكَ

تلمیذ کسی پر بدھل گزرنے وغیرہ کے احرام سے پہلے ہاتھوں میں لٹکالینا تاکہ تو تسبیح محفوظ رہیں۔

وقوف کے معنی لغت میں ٹھہرنا اور اصطلاح میں عیادت اور عزتوں میں پہنچ جانا۔

رجی ایک مقام میں کنگریوں کا مدارنا۔

رمض شاد ہلا کر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا۔

افطہ بار بار کا اس طرح ادا کرنا کہ اس کا ایک سراد بنے مثالے سے اٹار کر دہائی بھل کے

بچے سے بچال کر یا میں مثالے پر ڈال لے۔

تقصید ہاتھوں کی یا کپڑے کی رسی بنا کر اس میں جوتی کا ٹکڑا یا کسی دھت کی جھال وغیرہ باندھ کر ہاتھ کے گردن میں ڈال دینا تاکہ دیکھتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ ہاتھ ہے اور اس سے عزت نہ کرے اور اس شخص کو قلاوہ کہتے ہیں۔

عہدہ سے استعفاء تہنیت ہے و ملازم پر بار بار حاضر ہونا اور تیری بھی کو بار بار قبول کرنا اور تیر کوئی شے کہ نہیں دیکھ کر غلط اور اس میں تیرے ہاتھ لگے ہوں اور مشاہدہ تیری کیا ہے کوئی چیز اس کے نہیں۔

اشعار ہی کی پہچان کے لئے اس کے داہنے شانے پر ضعیف زخم لگا رہا جو اس کی کھال
کو کاٹ دے مگر گوشت تک نہ پہنچے۔

تخلیل۔ بدن کو جھول اٹھا دینا۔

تخلیق۔ ہاؤں کا مندر دانا۔

تقصیر۔ ہاؤں کا کتر دانا۔

رفت۔ ہمارے کرنا یا عورتوں کے سامنے جماع وغیرہ کا ذکر کرنا اشارۃً یا صراحتاً۔

مکہ ایک شہر ہے جو کسی زمانہ میں بائبل جنگل تھا جو ہستی اور بے آب و گیاہ ریگستان ہونے
کے سبب سے لوگ وہاں رہنے کا قصد نہ کرتے تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے خضر
نے اپنے خضر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو
جنگل میں لاکر چھوڑا اور خدا سے دعا کی کہ اس جنگل کو ایک
میدان بنائے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے اس جنگل مقدس کو آباد کر دیا اس وقت
وہاں بشارت آنے لگی وہ جنگل خدا کو ایسا محبوب ہوا کہ اس کو خوب سرسبز کیا اور بلدا میں
مہاراجا لقب اسے دیا اور سردار نبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہیں معدوث فرمایا مکہ بھی اسی شہر
کو کہتے ہیں۔

گھوسہ شہر کہ مکہ میں ایک مقدس مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے حضرت
آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے زمین پر بیت معمور کی محافات میں تعمیر کیا
تھا بیت معمور ساتویں آسمان پر ایک مکان ہے جس کا فرشتے طواف کیا کرتے ہیں پھر حضرت یونس
علیہ السلام نے اس کو بوجہ پہلی عمارت کے منہدم ہو جانے کے درست کیا اور ان کی اولاد نے اس
کو آباد کیا یہاں تک کہ نوح علیہ السلام کے بطریقان میں وہ خرقا ہو گیا پھر حق تعالیٰ نے اسے تخلیل کریم
حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی تعمیر کا حکم دیا انہوں نے اور حضرت اسماعیل
علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوہ بکرم
میں دو دروازے بنائے ایک بجانب مشرق و دیگر بجانب مغرب کہ ایک دروازہ سے آدمی داخل
ہو اور دوسرے سے نکل جائے اور انھوں نے وہ فائدوں کی چو کھٹ اونچے نہ بتائی تھی بلکہ زمین
سے ملتی ہوئی پھر لوگ بابر اس مکان مقدس نشان کی تعمیر اور درستی کرتے رہے اور اس کا طواف
کرنے کو وہ دو دروازے سے لوگ آتے رہے یہاں تک کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ

میں نبوت سے پہلے کو خضہ کعبہ شریف کا آگ سے جل گیا اہل مکہ نے اس کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس بات پر اتفاق کیا کہ پاک کھائی سے جو مال پیدا کیا گیا ہو وہی اس کی تعمیر میں صرف کیا جائے اور انہوں نے تعمیر شروع کی مگر قدیم طرز عمارت کو بدل دیا اور بجائے وہاں سے لے کر صرف ایک دروازہ بجانب مشرق باقی رکھا اتفاقاً یہ سرزمین پر چلا اس سبب سے بقدر چھڑکے کے دیوار چھوٹی کر دی گئی۔

(اعلام الامام جیل کے مسجد المحرم) پھر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر عمر میں اپنی بہ تمنا کا ہر قسم مانی کہ اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا تو کعبہ کی از سر نو تعمیر کروں گا اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر اس کی عمارت کروں گا اور جو حصہ کفار قریش نے کعبہ سے نکال دیا ہے اس کو پھر اس میں داخل کروں گا مگر سال آئندہ میں آپ کی وفات ہو گئی، خطائے ماموشدین کو بہت غصہ سے اتنی بہت دلی کہ وہ آپ کی اس تمنا کے پوری ہونے کی کوشش کرتے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اہل حجاز وغیرہ نے غلیظ بنایا تو انہوں نے کعبہ کی تعمیر سرور اجداد کی تمنا کے موافق شروع کی اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر کعبہ کی عمارت بنا دی بعد اس کے جب علیہ السلام نے عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لئے حجاز کو بھیجا اور اس نے ان پر فتح پائی تو اس نے نہ چلا کہ ابن زبیر کا بنایا ہوا کعبہ باقی رہے چنانچہ اس نے حجر اسود کی طرف دیوار توڑ دی اور اس کی عمارت کا پھر وہی طرز کر دیا جو زمانہ جاہلیت میں تھا اور اب بھی اسی طرز پر کعبہ مکرمہ دنیا میں سب سے پہلا مکان ہے جو اللہ جل شانہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا، چنانچہ حق سبحانہ اس کی تعریف میں فرماتا ہے۔
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ الْغُيُوبَ وَيَشْهَدُ الْبَاطِنَ وَالْظَّاهِرَ لَيْسَ لَهُ كُفٌ يَوْمَئِذٍ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
گھر جو لوگوں کے عبادت کرنے کے لئے بنایا گیا یقیناً وہی ہے جو کہ میں ہے برکت والا اور لوگوں کا رہنا اس میں واضح نشانیاں ہماری قدرت کی (یعنی مقام براہیم اور جو کوئی وہاں داخل ہو جائے) ہے (دشمن کے شر سے) بے خوف ہو جاتا ہے۔

حطیم وہ حصہ جو حضرت خلیل علیہ السلام کے عہد میں کعبہ کے اندر داخل تھا اور قریش نے نریہ کے کم ہونے کے سبب اسے اس کو داخل نہیں کیا۔
حجر اسود ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے شرقی گوشہ میں خود دروازہ سے قریب ہے گویا ہوا ہے یہ پتھر جنت سے نازل ہوا ہے جس وقت گمازل ہوا تھا وہ وہ سے زیادہ سپید تھا

مگر آدمیوں کے گناہ نے اس کو سیادہ کر دیا (ترمذی) قیامت کے دن یہ پتھر بھی اٹھایا جائے گا اور اس کو آنکھیں اور زبان عینیت ہوگی جس نے اس کا اعتقاد کیا ہے اس کے مومن ہونے کی گواہی دے گا (ترمذی۔ دلمی)

رکنِ یمانی ایک پتھر ہے جو کعبہ کرم کے ایک گوشہ میں بجانبِ یمن گڑھا ہوا ہے۔

مقامِ ابراہیم ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کے دلچسپے کو کھاتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر اونٹ پر سوار ہوتے اس پتھر پر ان کے دونوں مبارک قدموں کا نشان بن گیا ہے۔ زعمزم ایک چشمہ جو بی بی ہاجرہ اودان کے فرزند اسماعیل علیہ السلام کے لئے حق تعالیٰ نے جاری کیا تھا اس پانی کے بہت فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں اسی سبب سے اس پانی کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

میلینِ اخضرین۔ منادِ مردہ کے درمیان میں ایک نشیب تھا جس سے بی بی ہاجرہ دوڑ کر نکلی جاتی تھیں اب وہ نشیب تو باقی نہ رہا مگر اس کی حد معلوم کرنے کے لئے اس کے دونوں سروں پر ایک ایک نشان گاڑ دیا گیا ہے ان دونوں نشانوں کو میلینِ اخضرین کہتے ہیں۔

منیٰ ایک گاؤں ہے حد و حرم میں مکہ کرم سے تقریباً تین میل۔

عرفات ایک پہاڑ کا نام ہے جس میدان میں وہ پہاڑ واقع ہے اس کو وادیِ عرفات کہتے ہیں۔

بطنِ عمرہ۔ میدانِ عرفات میں ایک خاص مقام کا نام ہے۔

مزدلفہ۔ ایک مقام ہے منیٰ اور عرفات کے درمیان میں۔

محشر۔ مزدلفہ میں ایک خاص مقام کا نام ہے۔

ذوالحلیفہ ایک مقام ہے مرقیہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتان سے مسجد نبوی سے بائیں

میل سے کچھ کم ہے۔

ذاتِ عرق ایک مقام ہے اس میں عرق نامی ایک پہاڑ ہے کو ذبھرہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتان سے

میل سے کچھ کم ہے۔

حجفہ ایک مقام ہے شام سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتان سے تقریباً تین میل ہے۔

قرن ایک مقام ہے نجد سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتان سے بیابان میں ہے۔

حرام ہے۔ بجا نزال سے منع کرتا۔

مکروہ تحریمی ہے (۱) بغیر اجازت ان لوگوں کے بیچ کرنا جس سے اجازت لینا ضروری ہے
(۲) جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کا انتظام کئے بغیر بیچ کرنا۔

حج کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا کا فسر پر واجب نہیں۔

(۲) حج کی نفسیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام ہونا۔

(۳) بارخ ہونا یا بارخ بچوں پر حج فرض نہیں۔

(۴) عاقل ہونا، مجنون، مست، اربہوش پر حج فرض نہیں۔

(۵) آزاد ہونا، لونڈی نظام پر حج فرض نہیں۔

(۶) استطاعت یعنی اس قدر مال کا مالک ہونا جو ضرورتِ مصلیٰ سے اہل قرض سے محفوظ ہو اور اس کے زادہ راہ اور سوارائی کے لئے کافی ہو جائے اور جن لوگوں کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے۔ ان کے لئے بھی اس میں سے اس قدر چھوڑ جائے جو اس کے لئے تک ان لوگوں کو کفایت کیجے۔
زادہ راہ سے وہ متوسط مقدار میں ہے جو اس کی صحت قائم رکھ سکے مثلاً جو شخص گوشت اور
مٹھائی وغیرہ کا ملوی ہو اس کے لئے انھیں چیزوں کا ہونا ضروری ہے، اگر ایسے شخص کے پاس فقط

مثلاً کسی کے پاس باپ اس کی خدمت کے غرض سے کسی کا قرض اس کے ذمہ آتا ہو اور اس کے پاس
مال نہ ہو یا کسی کی ضمانت کی ہو تو ان سب صورتوں میں ماں باپ یا قرض خواہ یا جس سے ضمانت کی ہے اس
سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔ ۱۲۔

تیسرا مالک ہونے کی تیسرا شرط ہے اگر کوئی شخص کسی کو حج کرنے کے لئے یا کسی قرض سے کچھ مال برہ کرے تو
اس پر حج فرض نہیں۔ اس کے ذمہ یہ کہ قبول کرنا ضروری ہے تو یہ کہ اس کا حق ہو کہ اس پر مال اس مالک
مال اور مال کے فائدہ کے حق فرما کر رکھتا ہے یہ شرط ہے کہ اس کا حق ہو کہ اس پر مال اس مالک
سے سوائے کے مال میں منتقلی بہت تفصیل کی ہے کہ کس قسم کی ہونی چاہیے مگر حاصل اس کا ہے کہ بھی ہونا چاہیے
جس پر مال کے مال سے مال ہو یا اس پر مال ہونے سے اسے تکلیف نہ ہو بلکہ وہ شخص گھوٹے کی ساری کا مالک نہ ہو
خاص پر مال ہونے سے اس کو تکلیف ہو تو اس کے لئے گھوٹے کی ساری کا مالک ہونا کافی نہیں ہے۔ ۱۱۔

اس قدر دیکھ رہا ہے جو صرف خلی ردفی ادا دل وغیرہ کے لئے کافی ہو سکے تو وہ شخص زاد واد کا مالک نہ سمجھا جائے گا۔

سودا ہی انھیں لوگوں کے لئے شرط ہے جو کہ مسئلہ کے رہنے والے نہ ہوں، کہ مکررہ اور اس کے اس پاس کے رہنے والوں کے لئے بشرطیکہ وہ پیادہ چل سکیں، سودا ہی کی مشروط نہیں اور جو پیادہ نہ چل سکیں تو ان کے لئے بھی شرط ہے (مراقی الفلاح)

(۷) ان سب شرائط کے ساتھ اس قدر وقت کا ملنا جس میں ارکان حج ادا ہو سکیں اور مکہ معظمہ تک یہ قدر مسافت سے پہنچ سکے (رد المحتار)

یہاں تک جو شرائط بیان ہوئے ہیں وہ تھے کہ اگر نہ پائے جائیں تو حج فرض ہی نہ ہوگا اور باہم نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کیا جائے تو اس کے بعد جس وقت یہ شرائط پائے جائیں گے وہ بارہ حج کرنا پڑے گا پہلا حج کافی نہ ہوگا اور اب آگے جو شرائط بیان کئے جاتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کے نہ پائے جانے سے فرضیت حج کی ثابت نہ ہوگی ہاں بذات خود اس وقت حج مبرا ضروری نہ ہوگا بلکہ دوسرے حج کر لینا یا وصیت کر دینا کافی ہوگا اور جب شرائط پائے جائیں گے پھر بذات خود حج کرنا پڑے گا اور باہم نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کرے گا تو دوبارہ نہ کرنا پڑے گا۔ (رد المحتار)

(۸) جن کا ایسے عوارض ملتے ہیں جن کے سبب سفر کر کے نہ آئے اور لوگوں کے مانع اور ایسے لوگوں سے جو سودا ہی پر پہنچنے کی قدرت نہ رکھتا ہو بذات خود حج کرنا فرض نہیں اسی طرح تمام ان امور کا کوئی اس کے لئے عذر نہ ہوگا۔

(۹) کسی بادشاہ ظالم کا خوف یا کسی کی قید میں نہ ہونا۔

(۱۰) راستہ میں امن نہ ہونا، اگر راستہ میں ٹانگا کرنی ہوتی ہو یا کوئی دیر یا ایسا مائل ہو کہ اس میں بکثرت چھانٹا رہا جاتا ہو یا اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت میں بذات خود حج کرنا

ملہ ۷۷ حاجین کا نہ ہو ہے اور اسی پر فتویٰ ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسے عوارض کے علاوہ ایسا نہ ہو کہ حج کو روکنے کی ضرورت نہیں۔ ۱۲۔

شہر کے نام دیکھا جائے کہ لئے قرطیہ مقرر ہے نہیں اگر اس میں حج کرنے والوں کے ساتھ زیادہ سختی کی جائے تو اس کا شمار ایسا ہی رہتی ہیں جو گاہ۔

فرض نہیں بلکہ اس امر کی وجہ سے کہ جانا کہ بعد اس کے میری طرف سے حج کر لیا جائے کافی ہے۔
(۱۱) عورت کے لئے ہر ایسی ہی شوہر یا کسی اور عزم کا موجود ہونا اور عزم کا عاقل بالغ
مسلمان ہونا بھی شرط ہے اور فاسق نہ ہونا تو شوہر اور عزم دونوں میں مشروط ہے۔

(۱۲) عورت کے لئے عتق کا نہ ہونا جو عورت عدت میں ہو خواہ عدت وفات کی ہو یا طلاق
کی خواہ طلاق زہنی کی یا اُن کی بہر حال اس پر اس وقت حج فرض نہ ہوگا اگر سفر کر چکنے کے بعد عدت
لاحق ہو جائے مثلاً اس کا شوہر مر جائے یا طلاق بائن ہو جائے تو اس کو دیکھنا چاہئے کہ میں مقام
میں وہ ہے وہاں سے مکہ کر مکہ کی روٹی یا قدر مسافت سفر کے ہے یا اس کے وطن کی اگر دونوں میں
مستند سے کم ہیں تو اس کو اختیار ہے چاہے مکہ کر مکہ جائے چاہے وطن واپس آئے اگر ایک کم ہے
اور دوسری زیادہ تو جو کم ہے اسی کو اختیار کرے یعنی اگر مکہ کر مکہ مسافت سفر سے کم ہو تو وہاں چلی جائے
اور اگر وطن کم ہو تو وطن واپس آجائے۔ اگر دونوں کی دینی مسافت سفر کی برابر ہو تو اگر وہ مقام
جہاں وہ ہے کوئی شہر یا امن کی جگہ ہو تو وہیں ٹھہر جائے۔ ان عدت پوری کرنے اور اگر امن کی جگہ ہو
تو امن کے مقام میں جو وہاں سے قریب تر ہو چاکر عدت پوری کرے عدت کے پورا کرنے کے بعد اگر
حج کا زمانہ آئی ہو تو وہ حج کے لئے جاسکتی ہے۔ اگر گزراں کے شوہر نے اس کو طلاق رجعی دی ہو تو
اس کے شوہر کو چاہئے کہ اس کو اپنے ہمراہ رکھے۔

حج کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، آزاد ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا۔

(۲) حج کے تمام فرائض کا بجا لانا اور مضبوطی سے پکڑنا۔

(۳) زمانہ حج میں حج کرنا اور اس کے ہر رکن کا اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا۔

مثلاً اوقوف اپنے وقت میں، اطواف اپنے وقت میں، حج کرنے کے مہینہ میں۔

۱۔ عزم اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ نکاح و دست نہ ہو خواہ نسب کے سبب سے چھپے ہو یا بھائی سے
و غیرہ یا دودھ کے باعث چھپے ہو۔ شرط کا بھائی وغیرہ یا سسرالی قرابت کی وجہ سے چھپے ہو۔
لیکن چھپرہ میں استیصال کو چاہئے کہ اگر ان عدت اپنے سسرالی یا دودھ کے رشتہ داروں کے ہم
سفر کرے۔ بلکہ منہ کر کہتے ہیں جو صحیح ہے طلاق کے بعد شوہر کی وفات کے قریب کی طرف سے منہ کر کہتے ہیں۔
عدت کے بعد دوسرا منہ کر کہتے ہیں۔

شوال، زیتوہ اور فحجہ کا پہلا عشرہ۔

(۴) مکان یعنی حج کے ہر رکن کا اسی مقام میں ادا کرنا جہاں کے لئے مبین ہے۔ مثلاً طواف کا مسجد حرام کے گرد ہونا وقوف عرفات کا عرفات میں ہونا وغیرہ۔

(۵) مجدد اور عاقل ہونا۔

(۶) جس سال احرام باندھا ہے اسی سال حج کرنا۔

حج کی فرضیت ساقط ہونے کی شرطیں

حج کی فرضیت کی پہلی سات شرطیں اور حج کے صحیح ہونے کی کل شرطیں جو مذکور ہیں ان کا پایا جانا بھی ضروری ہے اور ان کے خلاف چار شرطیں اور ہیں۔

(۱) اسلام کا آخر عمر تک باقی رہنا اگر خدا نخواستہ درمیان میں مرتد ہو جائے (مسافر اگرچہ) تو وہ پہلا حج کافی نہ ہوگا اور وہ صورت پائے جانے شرائط فرضیت کے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

(۲) بشرط قدرت بذات خود حج کرنا اگر باوجود قدرت کے دوسرے حج کرتے تو فرض ادا نہ ہوگا گو ثواب مل جائے گا۔

(۳) حج کا احرام باندھتے وقت نفل کی نیت نہ کرنا۔

(۴) حج کا احرام باندھتے وقت کسی دوسرے کی طرف سے نیت نہ کرنا۔

حج کا مسنون و مستحب طریقہ

اے رنگت نازدہ سرچپ دل	ماندہ زحمت و طنت پاہ گل
خیز کہ شدہ پردہ کش دیرہ ساز	مطرب عشاق براہ عجب ز
دوہ دم کن کہ وہاں خوش حرم	ہست سیاہ پوش نگاہی مقیم
صحن حرم دوشہ خسلو بریا	لوبہ چشان صحن مرق نشین
قلہ خوان عسرب روئے او	سجدہ شوخان غم سوئے او

جب کسی خوش نصیب صاحب اقبال پر رب العرش کی رحمت خاصہ کا نزول ہوا حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو اس سعادت عظمیٰ کی توفیق دے اور حج بیت اللہ کا مبارک ارادہ

اس کے قابض تعدد دل میں پیدا ہوا تو اس کو چاہیے کہ استخارہ کر کے کوئی تدبیر اس سفر مقدس کی معین کرے اور جہاں تک ممکن ہو برابر اختیار کے ہمراہی کی کوشش کرے اور اس امر کے لئے بھی استخارہ کرے اور اپنے ماں باپ سے اجازت حاصل کرے اور تمام اپنے احباب و اقربا سے رخصت ہو اور ان سے معافی طلب کرے اور جو جن لوگوں کے متعلق مانند قرض وغیرہ کے اس کے ذمہ ہوں ان کو ادا کرے ان سے اجازت لے لے جب چلنے لگے تو مسجد میں دو رکعت نماز سفر پڑھے اور کچھ صدقہ دے اور خدا کا شکر کرتا ہو منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جائے۔

رہے سعادتِ آن بندہ کو کرد نزل

گجے بہ بیتِ خدا گجے بہ بیتِ رسولؐ

کم از کم اپنے وطن سے ایسے وقت چلے کہ مکہ مکرمہ میں زینجبہ کی ساتویں تاریخ سے پہلے پہنچ جائے تاکہ ساتویں تاریخ کا خطبہ سن سکے۔

جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ لے اگر مفرد ہو تو صرف حج کا اور قارن ہو تو حج و عمرہ دونوں کا متبع ہو تو صرف عمرہ کا۔

اسلام کے بعد تمام گناہوں سے اور تمام ان باتوں سے جو حالت احرام میں منوع ہیں بیزاری کیے اور احرام کے بعد فوراً اور تیز ہرجا کو اور جب بلند ہی پر چڑھیں شیب میں اتارے دیکھی سوار کو اتارنا ہو اور کچھ اور جب باہم ایک دوسرے سے ملاقات کرے اور ہر نماز کے بعد غرض ہر حال میں کھڑے بننے سوا حالت طواف کے بلند آواز سے تلبیہ کی کثرت کرے مگر اتنا نہ چلائے کہ تکلیف ہو اور جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو غسل کرے اور وہاں دن میں کسی وقت باب المعالی سے داخل ہو اور سب سے پہلے مسجد حرام کی زیارت کرے اور حرام میں باب اسلام کی طرف سے شرف وصول حاصل کرے اور اس وقت اگر بدقسمتی سے خدا نخواستہ حالت ذوق و شوق میں کچھ کمی ہو تو بیکلف

۱۱۔ استخارہ کا سنن طریقہ اور اس کی مادی و مادی جلیس دیکھو ۱۲۔

۱۳۔ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ زینجبہ کے دن روانہ ہو کہو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے بمخضیہ کے دن مدینہ طیبہ کے روانہ ہونے کے ۱۴۔

۱۵۔ لکھا کہ اگر کتاب توہم حالت میں ہوتا ہے لیکن احرام کی حالت میں اس کا کتاب اور کتب وغیرہ نفع ہے ۱۶۔

حالت احرام میں جو چیزیں منوع ہیں ان کا ذکر کثرت لکھ آئے ہو گا ۱۷۔

ہر شوق پیدا کرے گا اور نہایت خضوع خضوع کی حالت اپنے اپنے بظاہر کیے اور اس مقام مقدس
 کی جلالت و عظمت کا تصور ہر وقت دل میں رکھے اور تلبیہ کے ساتھ تہلیل بھی کرتا رہے اور نبی علی اللہ
 علیہ وسلم پر مدد و بڑھتا رہے اور اس وقت جو شخص اس سے مزاحمت کرے اس کے ساتھ نہایت
 نرمی سے پیش آئے اور کعب کے جمال و لہذا پر نظر پڑے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے
 طلب کرے پھر تہلیل و تہلیل کرتا ہوا حمد و صلوة پڑھتا ہوا حجر اسود کے مقابلہ میں آئے اور اس کا
 استلام کرے۔

آفاق ہو تو طواف قدوم کرے طواف کرتے وقت اپنی چادر بصورت اضطباع اٹھائے
 طواف اپنی داہنی طرف سے جو کعبہ مکرمہ کے دروازہ سے قریب ہے شروع کرے طواف
 میں عظیم کو بھی شامل کرے اور سات شوط کرے ہر شوط کا ختم حجر اسود کے مقابلہ میں اور ہر مرتبہ
 جب حجر اسود کے مقابلہ میں آئے تو اس کا استلام کرے اور پہلے عین شوطوں میں دل کرے اور
 پھر ہر شوط میں رکن یمانی کا بھی کا بھی استلام کرے بعد اس کے دو رکعت نماز طواف بہ نیت واجب
 مقام ابراہیم علیہ السلام میں پڑھے وہاں نہ میسر ہو تو کعبہ شریفہ کے اندر جیس جگہ چاہے نماز پڑھے
 اس کے بعد ہضم میں آئے اور زمزم کا پانی پیئے اور پھر حجر اسود کا استلام کرے سستی کرے اور جب
 صلا پڑھنے سے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوا اور تہلیل کرے دو بار پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر
 دعا مانگے پھر جب مردہ پر چڑھے تو اسی طرح کرے یہاں بھی سات شوط پورے کرے ہر شوط کی
 ابتدا صفا سے ہوا اور اہتمام و پرورد ہر شوط میں میلین اخضرین کے درمیان میں سستی کرے اور ہر پتر
 ہے کہ طواف قدوم کے بعد بحالت احرام مکہ مکرمہ میں ٹھہرا ہے اور جتنے دن وہاں رہے روزانہ میں

بہ زیادہ تکلف کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ یہ کون مقام مقدس ہے جس کی آمد و جہاں
 لوگوں کے دلوں میں تہمت ہے اور نری خوش قسمتی سے یہ دن نصیب ہوتا ہے علامہ ہر اس عظیم الشان شہر میں اکثر
 ملک صاحب حدود و ذوق ہوں گے ان کی حالت پر نظر کرنا بھی بہت مفید ہوگا ۱۱۔
 تلبیہ کے ساتھ تہلیل کرنے میں علامہ نے یہ حکمت لکھی ہے کہ اس سے تو تم مشرک و فاجر ہو جاتا ہے کوئی نہ
 سمجھے کہ اس مکان کی پرستش منظور ہے ۱۲۔

۱۳۔ علامہ نے لکھا ہے کہ چندہ منکلات ایسے ہی جیساں دعا قبول ہوتی ہے بخدا ان کے کعبہ مکرمہ کے دیکھنے سے وقت
 اور زمزم کا پانی پیتے وقت احقر میں دیکھا کہ ۱۴۔ زمزم ٹھکانا کھڑے ہو کر (باقی جائے صفحہ ۵۴۸ پر)

چاہے طواف کرے طواف کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں جس وقت چاہے کرے مگر ان طوافوں میں اول اور اہل کے بعد کسی نہ کرے۔

بھڑی بھڑی مسافروں تاریخ کو کعبہ مکہ کے اندر امام خطبہ پڑھے اور اس میں حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ ظہر کی نماز کے بعد پڑھا جائے اور ایک خطبہ ہو پھر بھڑی بھڑی آنکھوں میں تاریخ کو فجر کی نماز تک عصر میں پڑھ کر منیٰ جانے کی تیاری کرے اور ایسے وقت جائے کہ ظہر کی نماز منیٰ میں جا کر پڑھے اور منیٰ میں قیام کرے اور منیٰ مسجد خیف کے قریب ٹھہرے۔

منیٰ میں نویں تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اغیرے میں پڑھے پھر جب آئندہ اہل آئے تو عرفات جائے اور وہاں وقوف کرے جب ظہر کا وقت آجائے تو فہرہ مسجد نمروہ میں جائے اور امام اس وقت مثل جمعہ کے وہ خطبہ پڑھے اور ان کے درمیان میں خفیف جلسہ بھی کرے اور جب وقت امام منبر پر بیٹھے اس کے سامنے اذان بھی دی جائے ان خطبوں میں حج کے مسائل بیان کئے جائیں خطبوں سے فراغت کر کے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ لی جائے اذان صرف ایک مرتبہ دی جائے ہاں اقامت دونوں فرضوں کے لئے بلخوہ بلخوہ پڑھ لی جائے اور دونوں فرضوں کے درمیان میں کوئی نفل نہ پڑھے جائے ان دو نمازوں کے ایک وقت میں پڑھنے کی اسی شخص کو اجازت ہے جو عمر ہو اور امام کے ساتھ نماز پڑھے نماز سے فارغ ہو کر پھر وقوف چلا جائے عرفات میں صوابی عزہ کے جہاں چاہے وقوف کرے اور وقوف کے لئے زوال کے بعد غسل بھی کرے اور جبل رحمت کے پاس قبلہ دیکھ کر ہو کر کعبہ تہلیل کعبہ کرتا ہوا ہاتھ پھیلا کر خوب دل سے دعا مانگے اور بہت گڑگڑائے اور اپنے والدین اور تمام اعزہ کے لئے استغفار کرے اور اس وقت کو ضحیت کہتے خصوصاً اگر آفاقی ہو کیونکہ اس کو یہ دن کہاں نصیب ہوتا ہے اور وقوف سواری پر افضل ہے ورنہ کھڑا رہنا بہت پیچھے رہنے کے بہتر ہے اور امام اس کے بعد ایک خطبہ پڑھے اس میں حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ نماز ظہر کے بعد پڑھا جائے پھر صوبہ آفتاب غروب ہوجائے تو امام حج تمام لوگوں کے آہستگی کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور جب کوئی میدان

(بغیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۴) پینا مستحب ہے، علمائے شافعی نے کہا ہے کہ تین قسم کے پانیوں کا بمرض تعظیم کھڑے

ہو کر پینا وارد ہوا ہے، دوسرا پانی وضو کا پانی اور پانی، موسیٰ کا جھوٹا پانی، ان کے علاوہ اندکس پانی کانکڑے ہو کر پینا مکروہ ہے۔ ۱۱۔

جائے تو تیز روی بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو جب مزدلفہ پہنچ جائیں تو بھل قرعہ
تقریب اتاریں اور آنے جانے والوں کے لئے راہ چھوڑ دیں اور وہیں مغرب و عشا کی نماز ایک ساتھ
پڑھیں اور ان بھی ایک ہی مرتبہ پڑھی جائے اور اقامت بھی ایک ہی مرتبہ اور دونوں فرضوں کے
میان میں کوئی نفل نہ پڑھیں اور اگر کوئی شخص مزدلفہ کے راستے میں مغرب کی نماز پڑھ لے تو
درست نہ ہوگی بلکہ اس کو چاہیے کہ طلوع آفتاب سے پہلے پہلا اس کا اعادہ کر لے۔

دسویں تاریخ کی رات بھر مزدلفہ میں ٹھہرے جب صبح ہو جائے تو فجر کی نماز سب لوگ
ایک وقت اٹھیں گے میں پڑھ لیں پھر سب لوگ وہاں وقوف کریں مزدلفہ میں سوانہ بن خشر
جہاں چاہیں وقوف کر سکتے ہیں اس وقوف کی حالت میں سب لوگ نہایت الحاح و زاری
ساتھ اپنے اپنی ویرانی مقاصد کے لئے خداوند عالم سے دعا کریں اور بہت الحاح و زاری کے
بغیر انہما کریں کہ اے پروردگار جس طرح تو نے ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہائیں قبول فرمائیں اسی طرح اپنے فضل سے ہماری دعائیں بھی قبول فرما آفتاب کے نکلنے سے
پہلے وقوف ختم کر دیں پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے سب لوگ امام
بمراہ منیٰ واپس جائیں اور وہاں انہیں پھر حجرۃ العقبہ کے پاس آکر نشیب سے اس کو روی کریں سا
دیاں مادی جائیں اور یہ کنکریاں یا تو مزدلفہ سے ہمراہ لیتے آئیں یا راستہ سے اٹھالیں حجرۃ العقبہ
پاس سے ذلیں دی کے ابتدا ہی سے تلبیہ سو وقوف کر دیں بعد اس کے قربانی کریں پھر اپنے سر کو
دھاوا لیں یا ایک انگلی کتر وادیں مرد کے لئے منڈوانا بہتر ہے اور عورت کو منڈوانا منع ہے
کو کتر وادیں چلبے اس کے بعد وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں سوارفٹ کے مبانہ
جائیں گی پھر منیٰ میں نماز عید پڑھ کر اسی دن مکہ معظمہ جائے اور طواف زیارت کرے اس طواف
میں دو نفل دو نفل ذکر کرے اور اگر اس سے پہلے طواف میں سعی نہ کی ہو تو اس طواف میں دل سے
دونوں کورے طواف زیارت کر کے پھر منیٰ میں واپس آئے وہاں ٹھہرے طواف زیارت کے
برفٹ بھی جائز ہو جاتا ہے۔

گیارہویں تاریخ کو ذوال کے بعد زیادہ باتینوں جہرہ کی دی کرے جو مسجد خیف کے
سے اس کو سات کنکریاں مارے ہر مرتبہ تکبیر کہتا جائے بعد اس کے وہیں ٹھہر کر حمد و صلوة
کر جو کچھ چاہے دعا کرے اپنے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لئے استغفار کرے
اسی طرح اس جہرہ کی دی کرے جو پہلے جہرہ کے قریب ہے اور اس کے پاس بھی ٹھہر کر دعا کرے

پھر سیار ہو کر حجرۃ العقبہ کی رمی کرے اور وہاں نہ ٹھہرے پھر رات بھرتی میں رہے۔

بارہویں تاریخ کو تینوں جہزوں کی بدستور سابقہ پھر رمی کرے اور اسی دن غروب آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ واپس چلا آئے اور راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے عصب میں اترے پھر جب مکہ معظمہ سے سفر کرنے لگے تو طواف و دارع کرے اس طواف میں بھی رمل و سعی نہیں ہے پھر طواف کی دو رکتیں پڑھ کر زمزم کا مبارک پانی پئے اور گھونٹ گھونٹ کر کے پئے اور ہر مرتبہ کوہِ مکرمہ کی طرف دیکھ کر حسرت سے آواز دے پھر اس مقدس جگہ کو بوسہ دے جو بیت اللہ میں ہے اور اپنا منہ اور سینہ مطہر ہر گھدے اور کوہِ مکرمہ کے پردوں کو بچھ کر نما کرے اور روئے اگر خود بخود یہ حالت طاری نہ ہو تو اس مقدس سرزمین کے فراق کا تصور کر کے بہ تکلف اپنے اوپر حالت پیدا کرے پھر پچھلے بیروں واپس آئے یعنی کوہِ مشرفینہ کی طرف پشت نہ کرے، حج کے تمام افعال ختم ہو گئے۔

عورت بھی اسی طرح حج کرے مگر بلند آواز سے تلبیہ نہ کرے اور صلیب انصرین کے درمیان میں سعی نہ کرے اور ازدحام کے وقت حجر اسود کا استقام نہ کرے اور رمی کے بعد اپنے ہاتھوں کو نہ منڈوائے بلکہ ایک ایک انگلی کتر و اڑائے یہ طریقہ مفرد کے حج کا ہے قارن بھی اسی طرح تمام افعال ادا کرے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جب مکہ مکرمہ میں پہنچے تو سب سے پہلے عمرہ کا طواف کرے اس کے بعد طوافِ دوم کرے عمرہ کا طواف اور طوافِ دوم دونوں کا طریقہ ایک ہی ہے سعی بھی نہ طواف کے بعد کرے پھر دسویں تاریخ کو حجرۃ العقبہ کی رمی کر کے قربانی ضرور کرے اگر استطاعت نہ ہو تو تین روزے دسویں تاریخ سے پہلے اور سات روزے بعد ایام تشریق کے رکھ لے منیٰ کو چاہیے کہ وہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ آئے اور عمرہ کا طواف کرے اور اسی وقت تلبیہ موقوف کر دے طواف کے بعد نماز طواف پڑھ کر سعی کرے اس طواف کے پہلے تین شطرون میں رمل بھی کرے بعد اس کے اپنے سر کو منڈوا ڈالے یا بال کتر و اڑے پھر جا ہے تو احرام ہے باہر ہو جائے جا ہے نہ باہر ہو۔ باہر ہو جائے نکاح و حج کے احرام کے لئے میقات جا نا پڑے نکاح نہ باہر ہو گا اور مکہ میں رہے گا تو اس کی میقات حرم ہے، الغرض اسی طواف کے بعد از سر نو حج کا احرام باندھے اور پھر ہے کہ آنکھیں تاریخ کو حج کا احرام باندھے پھر مفرد کی طرح حج کے تمام ارکان بجا لائے اور قارن کی طرح قربانی اس پر بھی ضروری ہے نہ کر کے تو اس کے مانند دس روزے رکھے۔

اور اگر متع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو وہ عمرے کے طواف کے بعد قربانی کرے اس کے بعد حج کا احرام کرے اور پھر بدستور سابق حج کرے بعد اس کے دسویں تاریخ کو تخلیق یا تقصیر کرے تب وہ عمرہ اور حج دونوں کے احرام سے باہر ہو جائے گا اس سے پہلے عمرہ کے احرام سے بھی باہر نہیں ہو سکتا۔

حج کے فرائض

حج میں پانچ فرض ہیں۔

- (۱) احرام ایہ حج کے لئے شرط بھی ہے اور رکن بھی ہے اگر شرط نہ ہوتا تو زیادہ حج سے پیشتر احرام حج نہ ہوتا اور اگر رکن نہ ہوتا تو جس کو حج نہ ملے اس کو احرام پر قائم رہنا درست نہ تھا۔
- (۲) وقوف عرفات گو ایک منٹ ہی کے بقدر ہوا اور خواہ دن میں ہو یا رات میں۔
- (۳) طواف کا اکثر حصہ یعنی چار شوط۔

(۴) ان فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف پر مقدم کرنا اور وقوف کو طواف

زیادت پر مقدم کرنا۔

(۵) ہر فرض کو اسی کے مکان مخصوص ہے اور کرنا یعنی وقوف کا خاص عرفات میں اور طواف کا خاص مسجد حرام میں کعبہ مکہ کے گرد ہونا۔

(۶) ہر فرض کا اسی خاص وقت میں ادا کرنا جو شریعت سے اس کے لئے مقرر ہے یعنی وقوف کا نویں ذی الحجہ کی ظہر کے وقت سے دسویں تاریخ کی فجر سے پہلے ادا کرنا اور طواف کا اس کے بعد ادا کرنا۔

حج کے واجبات

حج میں چھ واجب ہیں۔

(۲) سعی

(۱) وقوف مزدلفہ۔

(۴) آفاق کے لئے طواف قدوم

(۳) رمی

(۵) طلق یا تقصیر (قارن اور متع کو قربانی کرنا) حج کے واجبات لوگوں نے بیعتیں تک لکھے ہیں مگر حقیقت وہ بلا واسطہ حج کے واجبات نہیں ہیں بلکہ اس کے افعال کے ہیں کوئی احرام

کا ہے اور کوئی عوانہ کا اور کوئی وقوف کا لفظ ہم نے بھر حدت انھیں چھ واجبات پر اکتفا کیا اور باقی واجبات کو ہم اسی فعل کے ضمن میں بیان کریں گے جس کا وہ واجب ہے۔

حج کے مسائل

حج میں بہت سے ارکان ہیں ہر دکن کے مسائل متحدہ بیان کئے جاتے ہیں تاکہ اُن کے معلوم کر لے میں آسانی رہے۔

احرام (۱) میقات سے بغیر احرام کے آنے نکل جانا مکہ نہ حرمی ہے گوکہ معظمہ بغیر منیٰ تہاتت یا سبوی کیوں نہ جاتا ہو (۲) میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا واجب ہے اور جو میقات سے پہلے یا فصدے بغیر طیکہ اس کے آداب کی روایت کرے تو افضل ہے (۳) احرام جس چیز کا باندھا جائے خواہ حج کا یا عمرہ کا اس احرام سے بغیر اس چیز کے پورا کئے ہوئے باہر جانا جائز نہیں اگرچہ وہ فاسد بھی ہو جائے بخلاف نماز کے اگر وہ فاسد ہو جائے تو اس کا پورا کرنا جائز نہیں ہاں اگر حج کا احرام کیا ہو اور حج کا ارادہ فوت ہو جائے تو عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے اسی طرح حج سے روک دیا جائے تو بھی ہنسی ذبح کر کے احرام سے باہر ہو جائے (۴) احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت ہو کہ وہ ہے نہ ہو سکے تو صرف وضو پر اکتفا کرے حیض و نفاس والی عورت اور نابالغ بچوں کے لئے بھی غسل مستحب ہے اس غسل کے عوض میں تیمم مشروع نہیں کیونکہ یہ غسل صفائی کے لئے ہے نہ طہارت کی غرض سے (۵) غسل سے پہلے ناخن کا کترانا اور جھامت کا ہڑانا اور بعد غسل کے سپید چادر اور تہبند کا پہننا اور خوشبو لگانا مستحب ہے (۶) احرام کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز نہایت نفل پڑھتے ہلکے کونے وقت مکروہ نہ ہو اور اس کے بعد اپنے دل میں صرف حج کا ارادہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اس ارادہ میں کامیابی کی دعا مانگے کہ اَللّٰهُمَّ رِنِّیْ اَوْثِدًا اَنْتَ خَیْرِیْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اے اللہ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں میں تو اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو مجھ سے قبول فرما اور میرے دل میں صرف عمرہ کی نیت کرے اور یوں دعا مانگے اَللّٰهُمَّ رِنِّیْ اَوْثِدًا اَنْتَ خَیْرِیْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں میں تو اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو مجھ سے

نفل فساد اور قائل حج و عمرہ و دنوں کی نیت ایک ساتھ کرے اور نفل دعا مانگے کہ اَللّٰهُمَّ سَدِّ اِنِّیْ
 بِرَبِّیْ اَنْ یَّجْعَلَ لِعُمْرَتَیْ فِیْہِیْ خُضَّیْ وَ تَقْبَلْ لِقَضَائِیْ اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں میں
 ان دنوں کو میرے لئے آسان کرے اور ان کو مجھ سے قبول فرما اور متیق پہلے عمرہ کی نیت بطریق
 کھد کرے بعد اس کے جب عمرہ کے افعال سے فراغت پائے تو حج کی نیت کرے، بعد ان چیزوں
 کے تعبیر کرے اور دل میں نیت حج یا عمرہ وغیرہ کی مضبوط رکھے، نیت کر کے تعبیر کہتے ہی احرام
 بندھ جاتا ہے جس طرح نماز میں نیت کر کے تکبیر کہتے ہی تحریمہ بندھ جاتی ہے، اللہ اگر کوئی شخص
 حد نیت کے تعبیر نہ کرے بلکہ نہ کر مگر طرف اونٹ قرآنی کے لئے سے کر واد ہو جائے یا کسی
 اونٹ کی تخلید کر دے (خواہ وہ اونٹ کسی نفل قرآنی کا ہو یا حرم میں کوئی شکار اس نے کیا
 ہو اس کے بدلہ کا ہو) اور اس کے ہمراہ حج کے ارادہ سے خود بھی رواد ہو جائے یا اس کو پہلے
 رواد کر دے اور بعد اس کے خود بھی چل دے کہ میقات سے پہلے اس سے جا کر مل جائے یا عمرہ
 اقصا کے لئے پہری، رواد کرے اور پھر خود بہ نیت احرام رواد ہو جائے تو یہ افعال قائم مقام
 ایچ کے ہو جائیں گے اعلان افعال کے کرتے ہی احرام بندھ جائے تھا بشرطیکہ یہ سب افعال
 حج کے زمانہ میں ہوں، بخلاف اس کے اشعار اور تحلیل اور اونٹ کے سوا اور کسی جانور کی تخلید
 قرآنی کا نہ بنرض عمرہ و قرآن کے رواد کرنا اور پھر اس سے میقات کے پہلے نہ مل جانا قائم مقام
 ایچ کے نہیں اور ان افعال سے احرام نہ ہوگا۔

(۷) احرام کے صحیح ہونے کے لئے کسی دکن خاص کا نیت میں معین کرنا ضروری نہیں بلکہ
 اگر کسی دکن کی تعیین نہ کرے یعنی نیت میں نہ حج کی تخصیص کرے نہ عمرہ کی تب بھی احرام صحیح
 ہو جائے گا ہاں قبل شروع کرنے افعال کے اس کو معین کرنا ضروری ہے اور نہ کرے گا اور افعال

ملکہ جس صورت میں کہ ہو یا قرآن کی قرآنی رواد کرے تو اس صورت میں خود ملے کر جانا یا اس سے میقات کے
 پہلے جا کر مل جانا ضروری نہیں۔

ملکہ یعنی پہری کا رواد کرنا یا اس کو ملے کر جانا اور یہ افعال قائم مقام تعبیر کے اس سبب ہے جس کو میں طرح تعبیر
 فکر یعنی حج یا عمرہ کی کے وقت ہوتا ہے اس طرح یہ افعال بھی شک کے ساتھ خاص ہیں بخلاف اشعار وغیرہ
 کے کہ وہ ایسا اوقات اور محسن نامہ کہتے ہیں کہ ہاتھ میں مثلاً اشعار بنرض طلاق اور تحلیل ساری سے محفوظ رکھتے
 کہتے ہیں ہوتے ہیں۔

شرعاً کر دے گا تو وہ احرام عروہ کے لئے حین ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص حج کی نیت کرے مگر اس میں فرض یا نفل کی تخصیص نہ کرے تو وہ احرام حج فرض کا ہو جائے گا بشرطیکہ اس کے ذمہ حج فرض ہو اور اگر باوجود حج کے فرض ہونے کے نفل کی نیت کر لے گا تو وہ احرام نفل ہی کا ہوگا اسی طرح اگر کسی کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ اپنے حج میں کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت کرے یا تدر کے حج کی نیت کر لے تو جیسی نیت اس نے کی ہوگی ویسا ہی ہوگا۔

(۲) احرام کی حالت میں ان افعال کا ارتکاب منوع ہے رقت کرنا، عینہ کا ارتکاب کسی سے شکر کرنا، جھگڑنا اور کھود شکار کرنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا تاکہ کوئی دوسرا شخص شکار کرے یا کسی قسم کے شکاریں قحط کرنا، شے ہونے کو ہٹانے کا پہننا مثل کردہ، پانچاڑا، ٹوپی، عبا، بن موزیل وغیرہ کے، درش یا زعفران یا کسم یا کسی اور خوشبودار چیز سے رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال کرنا، منہ اور سر کا کسی چیز سے چھینا یا ڈھانسی اور سر کے بالوں کا غلطی سے رہونا خوشبو کا استعمال کرنا اتیل کا استعمال کرنا یا کپتے جسم کے بالوں کا (خواء) دوسرے ہوں یا ڈھانسی کوا اور کسی مقام

سے جانچنے والی رقص، رقص، اللہ منہ جب یمن سے واپس آئے ہیں تو انہوں نے یہی کلمہ احرام پڑھا ہے کہ جس نے اسے پڑھا تو اسے احرام پڑھا ہے اس کے لئے یہی کلمہ احرام پڑھا ہوں۔ (بحر الرقا)

۱۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مذہب ہے کہ امام شافعی کے نزدیک میں شخص کے اور حج فرض ہے وہ اگر حج نفل کی نیت کرے یا کسی دوسرے کی طرف سے تو وہ اس تمام حج فرض ہی کے لئے ہوگا اور اس کا فرض منہ ادا ہو جائے گا امام شافعی حج کو روز سے پرقیاس کرتے ہیں کہ جس طرح رمضان کے مہینہ میں اگر نفل روزہ کی نیت کی جائے تب بھی فرض ہی پڑا ہوتا ہے اس طرح حج کے زمانہ میں بھی ہے نفل کی نیت کرے تب بھی فرض ادا ہوگا عروہ قیاس صحیح نہیں حج کا وقت روزہ کے وقت کے مثل نہیں ہے بلکہ نماز کے وقت کے مثل ہے یہاں کہ اصول فقہ میں ثابت ہو چکا ہے ۱۱۔

۲۔ احکام کتاب اگرچہ ہر حالت میں منوع ہے مگر حالت احرام میں اس کا صدور واجب زیادہ صحیح ہے جس طرح رجب میں اس کا استعمال ہر حالت میں منع ہے مگر حالت نماز میں اس کا استعمال اور بھی زیادہ برا ہے۔ (در المختار) لہذا اس سے مراد تہوی اور حرم یا بدعورت دینی امور میں جھگڑنا، لکھنا اگر ضرورت تحت واقع ہو جائے اور دینی معاملہ ہو اور پھر کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ہر اعمول و دینی میں اکثر قریب کی تکمیل کا یا مستغنی (شافعی)

۳۔ ان دنوں کے شکار کی ممانعت نہیں ہوگی کہ وہ قسم، اکوات نم ۷۰۷۔

۴۔ کسی شخص کو شکار کے ذبح کرنے کے لئے یا تو غیر ذبح کیا کوئی اگر شکار کا شل بدوق وغیرہ کے اس کے حوالہ (۱) صفحہ ۵۵۵ پر دیکھیے

کے (سندھوانا) یا کسی دوا کے ذریعہ سے ان کا اڑا دینا یا کھڑا کر دینا یا جلادینا، کھٹکھٹوں کا کھڑا کر دینا، ان بالوں کے علاوہ اور کسی بات کی ممانعت نہیں، ہناتامسایہ میں آرام لینا بشرطیکہ وہ چیز جس سے سایہ لے اس کے ساتھ چہرہ میں نہ گھسنے پائے۔ ہمایاں کا کہہ میں باندھا ہوا ہتھکڑیوں کا کہہ میں لگانا اپنے پاس رکھنا، انگوٹھی وغیرہ پہننا، اپنے خوب دوستوں سے ملاقات کرنا، خدمت کرنا، فصد لینا، بھینٹے گھوانا، بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائے، دانت کا اکھڑانا، اپنے بدن کا یا سر کا نرمی کے ساتھ کھینچنا کہ بال نہ ٹوٹے پائیں، نہ کوئی جڑیں وغیرہ گرنے پائیں، نکاح کرنا، غرض یہ تمام باتیں جائز ہیں۔

(مذہب صفحہ ۵۵۴) کرنا اور نہ کرنا جھگڑانا اس کے ہر ذریعہ کا توڑ ڈالنا یا اس کی خدمت و فروخت کرنا اس کا گوشت کھانا، سب شکار کی اجازت نہیں، داخل ہے، جو تیس اور پھر وغیرہ کا بھی شکار جنگلی جانوروں میں ہے، ان کا قتل بھی ناجائز ہے، ان کے مرنے کے لئے کچھ کے کا وہ سب میں داخل اس کا دھونا، نمونہ ہے ۱۰۔

۱۱۔ اگر کوئی پیرا اس فرسہ بنایا گیا ہو کہ خود کچھ جسم پر قائم رہے، مثل ہاتھ یا بیان وغیرہ کے وہ بھی مٹے ہوئے کے کہہ میں ہے۔
۱۲۔ پیٹنے سے مراد وہ طریقہ استعمال ہے جو مروجہ ہو، مگر اگر کوئی استعمال اس فرسہ معمول ہے کہ آستین میں ہاتھ ڈالے جاتے ہیں اور اس کے گریبان میں داخل کیا جاتا ہے، اگر کوئی شخص کرے گا اپنی پشت پر ڈالے گا اور اس کا استعمال میں ہاتھ داخل کرے، اس کے گریبان میں مرنے والے تو نمونہ نہیں ۱۲۔

۱۳۔ ان اگر فطریہ زمین تو موزوں کو کاٹ ڈالے تاکہ فتنوں سے بچے ہو جائیں اس کے بعد ان کو پہن سکتا ہے ۱۳۔
۱۴۔ ہاں اگر اس کو دھو ڈالے کہ اس کی خوشبو، داخل جاتی رہے تو اس کا پہننا جائز ہے۔

۱۵۔ غلامیہ اور بیچیا کے یا اس کا بعض حصہ، ان کسی دھبہ وغیرہ کو دھو کر اس کو پہن کر یا دھو کر لینا جائز ہے۔
۱۶۔ خوشبو کا بیڑا استعمال کے، یا غصیلہ وغیرہ کھینچ کر دھو کر ۱۷۔ شامی

۱۸۔ تیل کا اگر ہم اگر مصنفین نے ذکر نہیں کیا، لیکن وہ جو کہ تمام خوشبوؤں کو، اصل ہے اس سے وہ بھی خوشبو میں داخل ہے، اور اس کا استعمال نمونہ ہے ۱۱ (میرا لایا)

۱۹۔ جس طرح وہ بالوں کو منڈواتا ہے، اسی طرح حالت احرام میں کسی دوست کے بالوں کا منڈ دینا بھی ناجائز ہے اگرچہ وہ دوسرا محرم نہ ہو ۱۲۔

۲۰۔ ان اگر کوئی ناخن ٹوٹ گیا ہو کہ اس میں خود ہو سکے تو اس کا کاٹ دینا جائز ہے ۱۵۔

۲۱۔ مگر مستحب ہے کہ ہاتھ میں ہاں کا میل و صاف کیا جائے، بیکہ حرارت کے دفع کوئلے کے لئے ہاتھ کی کونک
۲۲۔ میں نکاح سے یہ ممانعت مطلوب نہیں، بیکہ چاندنی اور خود یہ مریٰ رضویا ہے ۱۲۔

تلبیہ (۱) احرام کے بعد ایک مرتبہ تلبیہ کرنا تو فرض ہے اور ایک مرتبہ سے زیادہ سنت ہے اور جس طرح نماز میں ہر استغفار کے وقت تکبیر سنون ہے اسی طرح حج میں ہر نئی حالت کے بعد تلبیہ سنونی ہے مثلاً نماز پڑھنے کے بعد اور صبح شام کو اور نشیب و فراز میں اترتے چڑھتے وقت کسی سے ملاقات ہونے کے وقت۔

(۲) مستحب ہے کہ چھ تلبیہ کرے تو تین مرتبہ اس کی تکرار کرے۔

(۳) تلبیہ بلند آواز سے کرنا سنون ہے مگر ایسی بلند آواز کہ اس سے شفقت ہو۔

(۴) تلبیہ کی عبارت عزا پر رکھی گئی اس سے کم نہ کہنا چاہیے ہاں زیادہ رکھنے کا اختیار ہے۔

(۵) تلبیہ کرنے کی حالت میں مواہم کے جواب کے اور کوئی بات کرنا مکروہ ہے۔

(۶) تلبیہ کرنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(۷) تلبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

طواف (۱) طواف میں بیس باتیں واجب ہیں کہ ان کے ترک کر دینے سے ایک قربانی کی

پڑتی ہے، طواف کا چھرا سروسے شروع کرنا ابتدا طواف کی یعنی دائری جانب سے کرنا اگر کوئی طواف ہو تو یہاں وہ طواف کرے اگر بغیر عذر کے سوار ہو کر طواف کر لے گا تو اس کا اعادہ اس پر ضروری ہوگا ہاں اگر نفل کا طواف ہو اور قسٹ کا ہو یا تو سوار ہو کر کر سکتا ہے لیکن بھر بھی پیادہ پا کرنا افضل ہے طواف کی حالت میں نجاست تکبہ کے دونوں فردوں یعنی حدث اصغر و اکبر سے پاک ہونا حالت طواف میں اپنے جسم عورت کا پوشیدہ رکھنا طواف کے باقی تین شروط کا پورا کرنا استنجہ کی ابتدا اس سے کرنا یعنی پیادہ پا کرنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو ہر سات شرط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا یعنی اور ذرا اور وطن میں ترتیب کا محاذ رکھنا یعنی پہلے ہی اس کے بعد ذرا اس کے بعد وطن میں ترتیب کا محاذ رکھنا ضروری ہے اہل ملک کا ایک مقام خاص یعنی حرم کے اندر ہونا مفرد اور قارن اور منقطع کے لئے ایک خاص زمانہ یعنی ذی الحجہ کی دسویں گیارہویں بارہویں ان تارخیوں میں سے کسی تارخ میں ہونا ذی الحجہ کی دسویں گیارہویں بارہویں تارخیوں میں کسی تارخ میں طواف زیادہ کا کرنا طواف کا حکیم کے پیچھے سے

۱۔ نجاست تکبہ کی ترتیب اور حدث اصغر و اکبر کا بیان پہلی جلد میں ہو چکا ۱۲

۲۔ طواف میں سات شروط ہیں اس میں چار فرض ہیں واجب ۱۱

ہوتا، تاکہ عظیم بھی طواف میں شامل ہو جائے، عرفات میں شب کے کسی جن کے بعد وقف کرنا، عرفات سے ہلم کے پہلے دروازہ ہوتا، عرفات سے آتے وقت راستے میں مغرب کی نماز پڑھنا بلکہ مزدلفہ پہنچنے تک اس میں تاخیر کرنا، ہر دن کی رکی دوسرے دن پر نہ اٹھا رکھنا، حتیٰ کا کم از کم بغیر جوشو طواف کے کئے ہوئے نہ کرنا، منوعات احرام سے اجتناب کرنا، زیادہ تفصیل بن واجبات کی انشاء اللہ چاہیہ کے بیان میں ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص طواف کرتے وقت شیطوں کا عدد بھول جائے یعنی یہ نہ یاد رہے کہ کسے شوط کر چکا ہے تو اس کو ادا کرنا چاہیے، ہاں اگر کوئی راست گو آدمی بتا دے تو اس کے قول پر عمل کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص بھولے سے سات شوط کے بعد ایک شوط اور زیادہ کر جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، ہاں اگر دیدہ و دانستہ کر لیا تو اس کے بعد سب شوط اور کرنے ہوں گے تاکہ ایک طواف پورا ہو جائے کیونکہ نفل عبادت بھی شروع کرنے کے بعد لازم ہو جاتی ہے۔

(۴) طواف کرتے کرتے اگر جائزہ کی نماز یا قضا وقتی نماز پڑھنے یا وضو کرنے چلا جائے تو پھر جب لوٹ کر آئے تو وضو سے شروع کر دے جہاں سے باقی ہے اسے سرے سے طواف شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) طواف کی حالت میں کوئی چیز کھانا اور خرید و فروخت کرنا اور شعر پڑھنا اور بے ضرورت کلام کرنا مکروہ ہے۔

(۶) طواف کی حالت میں نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا مسنون ہے۔

(۷) جن اوقات میں نماز مکروہ ہے طواف مکروہ نہیں۔

(۸) طواف کے ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے خواہ علی الاتصال پڑھے یا کچھ دیر کے بعد مگر جب تک ان دو رکعتوں کو نہ پڑھ لے دوسرا طواف شروع نہ کرے کیونکہ وہ طوافوں کا وصل کر دینا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر الرائق)

رہل (۱) طواف کے پہلے تین شیطوں میں رمل کرنا مسنون ہے۔

(۲) رمل اسی طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو پس اگر کوئی شخص طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے بلکہ اس کا ارادہ طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کا ہو تو اس کو چاہیے کہ طواف قدوم میں رمل نہ کرے بلکہ طواف زیارت میں اسی طرح جو شخص تارن ہو اور وہ عمرہ کے طواف میں

دل کر چکا ہو وہ حج کے طواف قدوم میں دل نہ کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص پہلے شوط میں دل کرنا بھول جائے تو وہ صرف دو شوطوں میں دل کرے اور ان دو شوطوں میں جو سب کے بعد ہیں۔

(۴) اور اگر کوئی شخص پہلے تینوں شوطوں میں دل کرنا بھول جائے تو اب وہ دل کو باطل موقوف کر دے۔

(۵) اگر کوئی شخص طواف کے ساتھ شوطوں میں دل کر جائے تو اس پر کوئی جنايت نہیں۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ مخالفت سنت کی وجہ سے کراہت تنزیہی آجائے گی۔

(۶) اگر اندام کی وجہ سے دل دشوار ہو تو بھٹوئی دیر توقف کرے کہ اندام کچھ کم ہو جائے اور اگر کعبہ سے کچھ فاصلہ پر جا کر دل کر سکے تو بہتر ہے کہ فاصلہ پر جا کر دل کے ساتھ طواف کرے۔

استلام (۱) ہر شوط کی ابتدا پر اور طواف کے ختم ہوجانے پر حجر اسود کا استلام مسنون ہے اور رکن یمنی کا مستحب۔

(۲) حجر اسود اور رکن یمنی کے سوا کعبہ مکرمہ کے کسی اور رکن کا استلام کرنا مکرمہ تنزیہی ہے۔

(۳) حجر اسود کے استلام میں صرف منہ کا اس پر رکھ دینا مسنون ہے۔ ہوس کی آواز نکالنا نہ

چاہیے۔ (بحر الرائق)

(۴) اگر ممکن ہو تو حجر اسود پر کعبہ کرنا بھی مسنون ہے۔

(۵) حجر اسود کا استلام اس وقت مسنون ہے جبکہ اور کسی کو تکلیف نہ ہو اور دام کے وقت لوگوں

کو ہٹا دیا اور ان کو ایذا نہ پہنچا دیا اور استلام کرنا مکرمہ ہے، بلکہ اندام کے وقت یہ چاہیے کہ کسی لاشی سے حجر اسود کو مس کر کے اس لاشی کا ہوس لے لے، بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور تہلیلان حجر اسود کی طرف کر کے ان کو ہوس دے لے۔

سعی (۱) طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان میں سعی واجب ہے طواف سے پہلے جائز نہیں۔

(۲) سعی کے ساتھ شوط واجب ہیں کوئی بھی فرض نہیں۔

(۳) طواف کے بعد علی الاصل سعي کرنا مسنون ہے واجب نہیں، اور سعی کی حالت میں بچا

حکیم سے ظاہر ہوتا بھی مسنون ہے اور صفا مروہ پر چڑھنا اور اُن کے بعد کے افعال بھی مسنون ہیں۔

(۴) سہی میں پیادہ رہنا واجب ہے بشرطیکہ کوئی ضرر نہ ہو۔

(۵) پورے حج میں صرف ایک مرتبہ سہی کرنا چاہیئے چاہے طوافِ قدوم کے بعد کر لے یا بے طوافِ زیارت کے بعد بعض فقہانے لکھا ہے کہ طوافِ زیارت کے بعد کرتے۔

وقوف (۱) آنحضورؐ تاریخ کو کسی وقت سہی جانا مسنون ہے اور مستحب ہے کہ بعد طلوع آفتاب کے جائے اور نمازِ ظہر کی دوپہر پڑھے اور رات کو وہیں سو رہے۔

(۲) نویں تاریخ کو بعد طلوع آفتاب کے عرفات جائے اور وہاں وقوف کرے وقوف میں صرف عرفات کے اندر پہنچ جانا ضروری ہے نیت کر لیا کھڑا رہنا کچھ ضروری نہیں۔

(۳) وقوف مزدلفہ کے لئے پیادہ پا داخل ہونا مسنون ہے یعنی جب مزدلفہ قریب آ جائے تو سواری سے اتر پڑے اور مزدلفہ کی حد کے اندر پیادہ پا جائے۔

(۴) مزدلفہ میں وقتاً فوقتاً تلحیہ، تسلیل اور تحمید مستحب ہے۔

(۵) مزدلفہ میں ایک رات شب باقی کرنا مسنون ہے۔

(۶) وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے اگر طلوع فجر سے پہلے طلوع

آفتاب کے بعد وقوف کیا جائے تو وہ قابل اعتبار نہیں۔

رمی (۱) رمی واجب ہے

(۲) رمی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کنکری کا انگلی کی نوک سے پکڑ کر پھینکیں۔

(۳) واجب ہے کہ سات کنکریاں سات دفعہ کر کے رمی جائیں اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ میں

سات کنکریاں مار دے تو ایک ہی رمی سمجھی جائے گی۔

(۴) پہلے مرتبہ یعنی ذی الحجہ کی دوسری تاریخ کو صرف جمرہٴ الصغیر کی رمی کی جائے پھر گیاہ ہویا

بارہویں تاریخ میں تیئیس جمرہوں کی رمی کرے مگر تیرہویں تاریخ کی رمی کچھ ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے اگر بارہویں تاریخ کو مٹی سے کوڑھ دیکھا ہو تو بہتر ہے کہ کرے۔

(۵) رمی تمام ان چیزوں سے جائز ہے جو از قسم زمین ہوں جن سے تم جائزے مٹی کہ اگر کوئی

شخص مٹی بھر خاک پھینک دے تب بھی رمی ہو جائے گی کلڑی اور خیر و مشک اور جو اہرات وغیرہ سے جائز نہیں۔

(۶) کنکری اگر حرم پر جا کر دنگے بلکہ کسی آدمی یا جانور پر پڑ جائے تب بھی درست ہے بشرطیکہ

جموہ کے قریب جا کر پڑ جائے اور قصداً ایسا نہ کرے۔

(۷) نشیب میں کھڑے ہو کر دی کرنا مسنون ہے اور بچے مقام سے مکروہ ہے۔

(۸) ہر دی کے ساتھ ساتھ گلیہ کرنا مسنون ہے۔

(۹) کنکری مارنے اور حمزہ کے درمیان میں تقریباً پانچ گز کا فاصل ہونا چاہیے۔

(۱۰) دی کے لئے حمزہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ مزہ لے کر ہر لے لیتا آئے۔

(۱۱) یہ بھی مکروہ ہے کہ ایک پتھر کو تین کر سات کنکریاں بنائے۔

(۱۲) سات مرتبہ سے زیادہ دی کرنا بھی مکروہ ہے۔

(۱۳) جو کنکری کہ بائیسین بخش ہو اس سے بھی دی کرنا مکروہ ہے۔

(۱۴) دسویں تاریخ کی دی کا مسنون وقت طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک دیکھ لے اگرچہ غروب تک جائز ہے اور بعد غروب کے فجر تک مکروہ وقت ہے اور باقی تاریخوں کی دی کا مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے، اس تحریر میں تاریخ کی دی کا وقت فجر سے شروع ہونا چاہیے لیکن وہ وقت مسنون جبکہ وقت جائز۔

(۱۵) دسویں تاریخ کی دی شروع کرتے ہی تیسرے توقف کر دینا چاہیے۔

(۱۶) دسویں تاریخ کی دی کے بعد قسریٰ اور طلق یا تقصیر کے طواف زیارت کے لئے مکہ مکرر ہونا چاہیے اور وہاں طواف زیارت کر کے ظہر کی نماز میں پڑھ کر اسی دن پھر منی میں واپس آجائے، کیونکہ دوسرے دن دی کرنا ہوگی اور دی کے لئے ایک شب منی میں شب باقی کرنی مسنون ہے۔ حمزہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا اس سبب سے مکروہ ہے کہ وہاں دی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں جو مرد ہو جاتی ہیں اور جس قدر کنکریاں مقبول ہو جاتی ہیں وہ وہاں سے اٹھ جاتی ہیں اور شے اٹھانے جاتے ہیں چنانچہ ماہ فلقی کی روایت میں ہے کہ ابو سعید خدی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کنکریاں جن سے ہم ہرمال دی کرتے ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ کم ہو جاتی ہیں آپ نے فرمایا: ہاں میں تمہارا منی سے مقبول ہو جاتی ہیں وہاں جاتی ہیں اور اگر ایسا ہو تو تو حرام کے دھیرے ہاؤں کے برابر ہو چکے ۱۲۔

۱۳۔ اور اگر اس کی پاس گلی ہوتی ہے تو اس کا دھوونا مستحب ہے ۱۴ (بخاری)

۱۵۔ بعض فقہائے کبار کہتے ہیں کہ ظہر کی نماز میں جا کر پڑھے جیسا کہ صحیح مسلم میں روئے ہے مگر صحاح ست میں نہیں مسلم سے منقول ہے کہ تمپ نے ظہر کی نماز میں پڑھی تھی، صاحب فتح الباری نے اسی کو

ترجیح دیا ہے ۱۶۔

(۱۷) سوا تیر ہوئی تاریخ کے جس تاریخ کی رمی رہ جائے تو اس دن کے بعد جو شب آئے اس میں وہ رمی ادا ہو سکتی ہے اور قضاء کبھی جائے گی ہاں ہی لغت سنت کے سبب سے کراہت ضرور ہوگی اور تیر ہوئی تاریخ کی رمی اگر رہ جائے تو وہ ہر حال میں قضائی کبھی جائے گی کیونکہ اس دن کے بعد جو شب آئے گی وہ اس میں نہیں ادا کی جا سکتی۔

(۱۸) دسویں تاریخ کی رمی کے بعد اس ترتیب سے رمی کرنا مسنون ہے پہلے اس حجرہ کی جو مسجد خیف سے قریب ہے پھر اس کی جو اس سے قریب ہے پھر حجرۃ العقبہ کی۔

(۱۹) پہلے اور دوسرے حجرہ کی رمی کے بعد بقدر قرآن سورۃ فاتحہ کے کھڑا رہنا اور تہلیل اور تکبیر اور دو بار پڑھنے میں مصروف رہنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

(۲۰) پہلے اور دوسرے حجرہ کی رمی تو پیادہ یا با فضل ہے اور حجرۃ العقبہ کی سوار ہو کر۔

(۲۱) رمی سے فسادت کر کے جب مکہ مکرمہ آنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے محصب میں

اترنا مسنون ہے۔

حلق و تقصیر

(۱) دسویں تاریخ کو حجرۃ العقبہ کی رمی کے بعد حلق یا تقصیر واجب ہے، مرد کے لئے حلق افضل

ہے اور عورت کو تقصیر چاہئے۔

(۲) تقصیر میں صرف جو تھائی سر کے بال سے بقدر ایک انگلی کے کتر دینا کافی ہے اور پونے

سر کے بالوں سے ایک ایک انگلی کتر دے کر ادا کی ہے۔

(۳) جو شخص گنجا ہو اس کے سر میں زخم ہوں تو صرف استرہ کا سر پر پھر دینا اس کے لئے

ضروری ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص فورہ وغیرہ یعنی کسی تیزاب بال اڑا دے تو یہ بھی کافی ہے۔

(۵) حلق یا تقصیر کے بعد آدمی احرام سے باہر ہو جاتا ہے جیسے نماز میں سلام کے بعد تحریم سے باہر ہو جاتا ہے، یعنی جو اشیاء حالت احرام میں منوع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں، سوا عورتوں کے کہ وہ حج

لئے عورتوں کا حلال ہونا بھی حلق یا تقصیر ہی کے سبب سے ہوتا ہے، مگر طواف زیارت کے سبب سے ہاں حلق یا تقصیر

کا اثر عورتوں کی حلالیت کے بارے میں کعبہ کے طواف زیارت کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ ۴۔

طواف زیارت کے طواف ہوتی ہیں

عمرہ

(۱) عمر بھر میں ایک بار سنت مرکبہ ہے۔ (۲) عمرہ کے لئے کسی خاص زمانہ کی مشروط نہیں جیسے کھج کے لئے ہے بلکہ میں وقت چاہے کر سکتا ہے، ہاں رمضان میں اس کا کرنا مستحب اور نوس ذیحجہ کو اور اس کے بعد چار دن تک جدید احرام سے عمرہ کرنا مکروہ ہے (۳) عمرہ کا حال یا مکمل حج کے مثل ہے وہی طریقہ احرام کا وہی فرائض وہی واجبات وہی محرمات وہی منسرات سوا ان چند امور کے، عمرہ کے لئے وقت مقرر نہیں، عمرہ میں طواف قدوم و طواف وداع نہیں، عمرہ میں موقوفہ عرفات کا وقت نہیں اور نہ ہی ہے، عمرہ میں کوئی خطبہ ہے اور نہ دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا، عمرہ کے قاسم کرنے سے یا حالت جنابت میں عمرہ کا طواف کر لینے سے اونٹ یا صحنے کی قربانی واجب نہیں ہوتی بلکہ ایک بھری کی قربانی کافی ہے عمرہ کی میتات تمام لوگوں کے لئے حل ہے۔

قرآن

(۱) قرآن افراد اور متبع دونوں سے افضل ہے، قرآن کا طریقہ ہم لوہ پڑھ کر کرکے میں (۲) قرآن میں پہلے عمرہ کا طواف کرنا واجب ہے (۳) قارن کو عمرہ کا طواف حج کے ہینوں میں کرنا ضروری ہے اگر کل شوط زیادہ حج میں نہ ہوں تو اکثر ضرور ہوں (۴) عمرہ کی سعی کے بعد حلق یا تقصیر مندوع ہے (۵) مسنون ہے کہ قارن عمرہ کے تمام افعال سے فراغت کر کے حج کے افعال کرے اگر کوئی قارن عمرہ کا طواف اور حج کا طواف قدوم ایک ساتھ کرے پھر اس کے ایک ہن ساتھ دونوں کی سعی کرے تو جائز ہے لیکن خلاف سنت، پھر نے کے سبب سے گنہگار ہو گا (۶) قارن ہر دو میں ہر حج کی سعی

۱۔ اہل مکہ ماورجیب میں عمرہ کیا کرتے ہیں لیکن رمضان میں عہد کے مستحب ہونے کی وجہ سے طوافی قادی نے اپنے سالہ ادب فی وجیب میں لکھی ہے کہ دن غیر بے رمضان میں کیا تھا اور سب کو حکم دیا تھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ کا فعل بھی جہت ہے ۱۲۔ عہد جدید احرام کی تہ اس لئے رکھا گیا تھا کہ اگر عمرہ کا احرام پہلے سے کیا ہے تو ان دونوں میں اس کے اور کرکے کی مافقت نہیں، مثلاً کوئی شخص قارن ہو اور حج اس سے فوت ہو گیا ہو تو اس کو اس زمانہ میں عمرہ کرنا جائز ہے ۱۳۔ مکہ بکلاف حج کے کہ اس کی میتات اہل مکہ کے لئے حرام ہے ۱۴۔

کے بعد قرآن کے شکر ہے، ایک قربانی واجب ہے اگر قربانی مقید ہو تو اس کے بدل میں دس روپے رکھنا واجب ہیں، تین دسویں ہجرت سے پہلے اور سات ایام تشریق کے بعد وہ اگر کوئی قارن عمرہ کے بعد یا اگر طواف سے پہلے عرفات میں وقوف کرے تو اس کا عمرہ باطل ہو جائے گا اور اس باطل کرنے کے سبب سے ایک قربانی اس کو کرنی پڑے گی اور اس عمرہ کی ایام تشریق کے بعد نقصا بھی اس پر ضروری ہوگی اور اب وہ قارن نہ رہے گا بلکہ مفرد ہو جائے گا، لہذا قرآن کے شکر میں جو قربانی واجب ہوتی تھی وہ اس پر واجب نہ ہوگی۔

تمتع

(۱) تمتع افراد سے افضل ہے تمتع کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ اپنے ہمراہ اپنی لائے دوست کے ہمراہ نکلائے پہلی قسم دوسری سے افضل ہے تمتع کا طریقہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔
(۲) تمتع کے صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں، عمرہ کا پورا طواف یا اس کا اکثر حصہ حج کے ہینوں میں ہو، اگر کسی شخص نے رمضان میں عمرہ کا احرام باندھ کر صرف تین شوط اس کے طواف کے کئے ہوں اور چار شوط شتوال میں کرے تب بھی اس کا تمتع صحیح ہو گا، عمرہ کا احرام حج سے پہلے کرے، حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اس کا اکثر حصہ ادا کرے، عمرہ کا اوج کا فاسد نہ کرنا، عمرہ اوج کے احرام کے درمیان میں المائم نہ کرے، عمرہ اوج دونوں کا طواف ایک ہی سال میں ادا کرے، اگر کوئی شخص ایک سال عمرہ کا طواف کرے اور دوسرے سال حج کا قوفہ

سلط اگر کسی وجہ سے کوئی شخص دوسری تاریخ سے پہلے روزہ نہ رکھ سکے تو پھر اس پر قربانی ضروری ہو جائیگی اب کوئی اس کا بدلہ اس کے لئے نہیں ہو سکتا، بہتر یہ ہے کہ وہ روزے اور تفرقہ سات روزے جو بعد ایام تشریق کے رکھے جائیں ہے وہ ہے رکھے جائیں بشرطیکہ ضعف کا خیال نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ پہلے روزے اس حد تک رکھے جائیں کہ آخری روزہ نویں تاریخ کو پڑے ۱۱

الحکم المام کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد اپنے گھر واپس چلا جائے اور پھر کہ ٹوٹنے کی کوئی مشرعی ضرورت اس کو دہرے مشرعی ضرورت کی اور صورتیں ہیں، اول یہ کہ وہ اپنی اپنے ہمراہ لیا ہو۔ ہدی کی صورت میں دوسری تاریخ سے پہلے احرام کے باہر نہ جانا تو نہیں لہذا اس کو پھر واپس آنا چاہیے اور دوسری صورت یہ کہ بغیر علقہ تفسیر کے چلا گیا ہو، علقہ کا خاص حرم کے اندر نہ جانا ضروری ہے اس لئے اس کو پھر واپس جانا پڑے گا۔

متنح نہ کھلانے کا اگرچہ اس نے انعام بھی دیا ہے اور دوسرے سال تک احرام سے بھی باہر نہ ہونے کی
اوشن نہ ہو، مگر سب کے پہلے شروع ہوں تو وہ مکہ میں غیر حرم نہ ہو اور ایسا حرم ہو کہ عمرہ کا اکثر
خواف و مانع سے پہلے کر چکا ہو، ہاں اگر کوئی شخص عمرہ کا طواف و مانع سے پہلے کر کے اپنے وطن
چلا گیا ہو پھر دوبارہ اگر اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۳) متنح اگر ہدی نہ لایا ہو تو عمرہ کی سعی کے بعد طواف یا تقصیر کر لے اور احرام سے باہر ہو جائے
اس کے بعد سب کے لئے جدید احرام باندھے اور پھر توبہ سے کہ آٹھویں ہجرت سے پہلے حج کا احرام
باندھے نہ ہو سکے تو آٹھویں کو بھی اگر فری کو باندھے تب بھی جائز ہے اور اگر اپنے عمرہ ہدی لایا
ہو تو پھر دسویں تاریخ سے پہلے احرام سے باہر نہ ہو اور دسویں ہجرت کو ہدی کی قربانی کر کے احرام سے
باہر ہو اور حج کا احرام باندھے اور اس کی میقات اب نہ کی ہے جو اہل مکہ کی ہے یعنی حرم۔

(۴) متنح کو طواف قدم کرتا سنون نہیں اور خواف زیادت میں اس کو رمل کرنا چاہیے۔
(۵) قارن کی طرح متنح پر بھی قربانی واجب ہے، نہ بستر ہو تو اسی طرح دس روزے رکھنا
چاہئیں، متنح اور قارن اہل مکہ اور تمام ان لوگوں کے لئے جو داخل میقات رہتے ہوں مکہ و عمرہ تحریمی
ہے، متنح تو بالکل صحیح نہیں اور قارن حج تو ہے مگر کراہت تحریمہ کے ساتھ زیادہ تحقیق و تفصیل
اس مسئلہ کی رہنمائی ہے۔

غیر آہل مکہ کے حج و عمرہ کا بھی یہی طریقہ ہے صرف ان چند باتوں میں فرق ہے۔

(۱) احرام کی حالت میں وہ اپنے سر کو بند رکھیں اور صرف منہ کو کھلا رکھیں اور منہ کے کھلا رکھنے
کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز اس پر نہ ٹالیں جو اس سے مس کرے بلکہ نہ ہرگز نہ وغیرہ کی تلبیہ
رکھ کر اور سے کپڑے ڈالیں، تاکہ کپڑا منہ سے ہٹا ہوا نہ ہو۔

(۲) حالت احرام میں سلاہ ہر اکبر اور مؤذن اور زیور پہنانا ان کو ممنوع نہیں۔

(۳) تلبیہ بلند آواز سے نہ کریں بلکہ آہستہ آواز سے۔

(۴) طواف کے وقت احتیاط نہ کریں۔

(۵) طواف میں رمل نہ کریں۔ (۶) میلین اغضار کے درمیان وقف نہیں۔

(۷) حلق نہ کریں بلکہ بالوں کا جو تختائی حصہ کتر وادی، سب بالوں کا جو تختائی کتر وادی

تو بہتر ہے ورنہ جو تختائی سر کے بالوں کی جو تختائی تو ضرور ہی کتر وادی۔

(۸) ازدحام اور شج کے وقت حجرا سود کا استعمال نہ کریں (۹) اگر عورت کو صیغ یا نفاس

لے سموت کے لئے اجنبی ملکوں سے مدد چاہے اور یا حاشیہ صلوٰۃ پر بیٹھ

ہمچائے تو وہ سوا طواف اور سعی کے تمام افعال رجا کے بکا لائے صرف طواف اور سعی ذکر سے کہ نہ طواف میں مسجد کے اندہ داخل ہونا پڑتا ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو مسجد کے اندہ داخل ہونا ممنوع ہے نہ گنگی سستی سوادہ طواف کی تاویہ ہے جب طواف ذکر کیا تو سعی بھی ذکر سے بھرا کر تہرہ یوں جاری رکھ کر اس کو اپنے میض سے ایسے وقت طہارت حاصل ہو جائے کہ چار شرط طواف کے کو سکتی ہے تو فوراً بعد غسل کے طواف زیارت کرے اگر تاخیر کرے گی تو ایک ہند کی قربانی اس پر واجب ہو جائے گی یا ان اگر تہرہ یوں نہ رتبہ کو بھی پاک نہ ہو تو پھر طواف زیارت کی تاخیر سے اس پر گناہ دو ہو گا کیونکہ وہ معذور ہے۔

جنائیتوں کا بیان

جنایت کے معنی لغت میں برا کام کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں فعل حرام کا ارتکاب خواہ مال سے تعلق رکھتا ہو مثل اس کے کہ کسی کی کوئی چیز بغیر اس کی مرضی کے لے لی جائے یا جسم سے تعلق رکھتا ہو مثل فرک ہزار اور خراخرا داری وغیرہ کے مگر فقہاء کی اصطلاح میں جنایت خاص اسی فعل حرام کو کہتے ہیں جو جسم سے تعلق رکھتا ہو۔

لیکن رجا کے بیان میں جنایت سے مراد وہ فعل حرام ہے جس کی حرمت احلام کے سبب ہو یا عزم کے سبب، اب پہلے ہم ان جنایتوں کو بیان کرتے ہیں جو احرام کے سبب ہیں، اس کے بعد ان جنایتوں کو بیان کریں گے جو حصرم کے سبب سے ہیں۔

احرام کی جنائیتیں

ان میں بعض ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے صرف ایک قربانی واجب ہوتی ہے بعض ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں، بعض ایسی ہیں کہ جن سے صرف صدقہ قرنیٰ واجب ہوتا ہے، پھر کسی سے تو نصف صلہ گہوں کسی سے اس سے بھی کم اور بعض ایسی ہیں کہ ان سے ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۴ کا) ضروری ہے یہاں میں اس کو واجب تکلیف اور محیطی لکھا ہے کہ

مسئلہ ۱۷ احرام ہوا کہ عورت کو بلا ضرورت اجنبیوں کے سامنے اپنا چہرہ دکھانے سے اور ایسا ہی عورت کی فاضلہاں میں بھی ہے اور بھلا لائی میں ہے کہ اگر وہ ان کوئی اجنبی اور قوم کا چہرہ یا سستہ ہم اور اگر کن اجنبی بر قوم کا چہرہ یا سستہ

خاص چیز کی قیمت کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے ہذا ہم ہر ایک کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔
 (ایک قربانی کی چنانچہ تیس) (۱) خوشبو کا استعمال کرنا اگر خوشبو زیادہ ہے تو ہر حال ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر کم ہے تو اس میں یہ شرط ہے کہ پورے ایک عضو میں جو بہت چھڑا نہ ہو مثل کان ناک وغیرہ کے خوشبو کا استعمال کرے جیسے ہاتھ پیر سر وغیرہ اگر خوشبو کم ہو اور پورے ایک ایک بڑے عضو میں نہ لگائی گئی ہو بلکہ آدھے عضو میں مثلاً کسی چھوٹے عضو میں تو قربانی واجب نہ ہوگی اگر کوئی شخص کسی خوشبودار چیز کو کھا کر منہ کو خوشبودار کرے تو اس پر بھی قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ خوشبو خاص ہو کسی دوسری چیز کی آمیزش اس میں نہ ہو اور اگر خوشبو کسی دوسری چیز میں ملائی گئی ہو اور وہ چیز کھانے پینے کی ہو جیسے حلہ یا شربت وغیرہ تو اگر وہ لگی ہوئی شے ہے تو کسی حالت میں اس کو خوشبو کا حکم نہ دیا جائے کھا خواہ خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور اگر وہ لگی ہوئی چیز سب سے لٹکھانے کی چیزوں میں اس کے غلبہ کا اعتبار کیا جائے گا اگر خوشبو غالب ہے تو اس کو خوشبو کا حکم دیا جائے گا نہیں تو نہیں اور پینے کی چیز میں خواہ خوشبو غالب ہو یا نہیں بہر حال اس کو خوشبو کا حکم نہ دیا جائے گا ہاں اتنا فرق ہے کہ اگر غالب ہوگی تو قربانی واجب ہوگی اور غالب نہ ہوگی تو صدقہ واجب ہوگا غالب نہ ہونے کی صورت میں اگر کئی بار پے کھا تب بھی قربانی واجب نہ ہوگی اور اگر وہ چیز جس میں خوشبو ملائی گئی ہے نہ کھانے کی ہو نہ پینے کی بلکہ ایسی چیز ہو جو بدن میں لگائی جاتی ہے مثل صابن، موم، روغن وغیرہ کے تو اس کا یہ حکم ہے کہ اگر اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ صابن ہے یا موم یا روغن ہے تب اس میں صدقہ واجب ہوگا اور اگر اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ خوشبو ہے تو قربانی واجب ہوگی۔

اگر ایک ہی مجلس میں پورے بدن پر خوشبو لگائے تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر مختلف مجلس میں پورے بدن پر لگائے تو بے ترتیب خوشبو لگائے گا ہر مرتبہ کے عوض میں

صلوہ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ غلبہ معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر خوشبو مل جانے کے بعد اس ترکیب میں دوسری ہی خوشبو آئے ہیں اس خاص خوشبو میں فقہاء کہتے ہیں کہ اگر خوشبو غالب ہے تو دہ لگایا جائے گا مغلوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مقدار کا ملا لکھا جائے اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو وہ غالب سمجھی جائے گی ورنہ مغلوب اسی کو کہ اختار میں ترجیح دی ہے ۱۱۔

لکھنا اس خوشبو کا حکم ہے جو بعد حرام کے لگائی گئی ہو نہ اگر قبل حرام کے لگائی گئی ہو اور اس وقت سے حرام ہو جائے

یہ تمام ادا واجب ہوگا لیکن مرتبہ کی خوشبو کمر ہوگی اور پورے ایک عضو میں نہ لگائی گئی ہوگی اس کے عوض میں قربانی واجب نہ ہوگی۔

اگر کسی نے خوشبو لگانے کے بعد قربانی کرنی مگر اس خوشبو کو جسم سے نازل نہیں کیا تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی خوشبو وہاں اس کے استعمال سے بھی قربانی واجب ہوتی ہے مگر جب پورے ایک دن اس کو پہننے سے اور خوشبو زیادہ ہو یا ایک بائست مرتبہ میں لگی ہو خوشبو کا استعمال ہر حالت میں قربانی کو واجب کرتا ہے گو بطور روا کے استعمال کی جائے اور خوشبو دار چیز کا مثل پھول مطر وغیرہ کے استعمال کرنا مکروہ ہے۔

(۲) رقبۃ ہندی کا استعمال خواہ سر میں لگائے یا وارثی میں یا ہاتھ پر وغیرہ میں۔

(۳) برقعین زیر تن بار و عنق کچھ کا لگانا ان دونوں تیلوں کے کھانے سے یا دوا استعمال کر کے سے کوئی جنایت نہیں ہوتی۔

(۴) سٹے ہونے کے پڑے کا مضاف رواج اور عادت کے استعمال کرنا۔ اس میں بشرطیکہ کہ پورے ایک دن یا پوری ایک رات اس کو پہننے سے اس سے کم میں قربانی واجب نہ ہوگی، بلکہ صدقہ۔ ایک کپڑا سلا ہو اپنے یا کئی ہر حال میں قربانی واجب ہوگی، اگر کوئی شخص ایک دن رات سے زیادہ پہنے تب بھی ایک ہی قربانی واجب ہوگی خرافہ درمیان میں اتار بھی ڈالا کرے ہاں اگر ایک مرتبہ پہن کر اتارے لٹا اتارتے وقت بیعت کرے کہ میں اب نہ پہنوں گا تو پھر دوبارہ پہننے سے دوسری قربانی واجب ہوگی اسی طرح اگر ایک مرتبہ پہن کر اس کا کفارہ دیدے اور بعد اس کفارہ کے اتار کر دوبارہ پہنے یا اتارے ہی نہیں تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔

اگر کسی ضرورت سے سلا ہوا کپڑا پہنا تھا اور جب اس ضرورت کے نازل ہو جانے کا یقین ہو گیا غالب ہو گیا تب بھی اس کو پہننے یا تو دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ اسی طرح جس ضرورت سے پہنا تھا وہ ضرورت جاتی رہے اور عادت دوسری ضرورت پیدا ہو جائے تب بھی دوسری قربانی واجب ہوگی۔

(۵) سر کا یا نہ کا ڈھانکنا کسی ایسی چیز سے کہ مادہ اس سے ڈھانکنے کا رواج ہو۔ مثل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۶) کا از جسم پر بعد احوال کے باقی رہ جائے تو کچھ جنایت نہیں ۱۱

۱۲ رقبۃ ہندی کے استعمال کی تہ اس لئے ہے کہ اگر ہندی گاؤں میں ہوگی تو اس سے دو قربانیاں واجب ہوں گی مباد کہ آگے بیان کیا جائے گا ۱۳ اس میں اگر کوئی شخص کرے کہ اس (بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۷) کیلئے

رسولؐ - آپؐ چتریز و فیروز کے عہد کے ہیں۔ ان کے ہر کوئی شخص شہت سے ذرا کھائی نہ کرتے تھے۔ جس سے
 ڈھانکے کا دستور نہ ہو اپنے سر کو ڈھانکے تو کبھی مضائقہ نہیں۔

جو تھان سربا جو تھان منہ کا ڈھا کننا نسل پورے ڈھا کننے کے ہے۔ اس میں بھی ہنر ہے کہ ایک دن با رات ڈھا کنے ہے جیسا کہ سلعے ہر گئے کپڑے میں بیان ہو چکا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے سر یا منہ کو ڈھانکے یا کوئی سہلہ ہو گا پڑا ہے تو اس پر بھی قرآنی واجب ہوگی اور جب اس کو معلوم ہو جائے کہ اب ضرورت جاتی نہی اس کے بعد پھر بھی وہ ڈھانکے ہے یا اس لباس کو پہنے ہے تو وہ دوسری قرآنی اس پر واجب ہوگی۔

(۶) سرہاڈاڑھی کے بالوں کا دور کرنا خولہ منٹھا کرنا کسی اور طریقہ سے مثل دوا وغیرہ کے چھتائی سراد چوتھائی ڈاڑھی کا بھی وہی حکم ہے جو پورے سراد پیری ڈاڑھی کا ہے۔

(۷) پھری ایک بغل یا زیرِ ناف یا گردن کے بالوں کا ادھر کرنا۔

(۸) ہاتھوں یا پیروں کے ناخنوں کا کترا دانا، اگر ہاتھ اور پیر دونوں کے ناخن ایک ہی مجلس میں کترائے جائیں تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر علیحدہ علیحدہ مجلسوں میں کترائے تو دو قربانیاں واجب ہوں گی اور ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخنوں کے کترانے کا بھی وہی حکم ہے جو دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کے ناخنوں کے کترانے کا ہے۔

(۹) پیچھے گھومنے کی جگہ کے بال منڈوا کر پیچھے گھومانا۔

(۱۰) طواف کا بحالت جنابت کرنا خواہ کوئی طواف ہو فرق یہ ہے کہ طواف زیارت کے بحالت جنابت ادا کرنے میں ایک گھاسے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور اس کے سوا اور کسی طواف میں صرف ایک بکری یا بچھڑ۔

(۱۱) طوائف و بلیت کا حدیث اصغر کی حالت میں کرنا۔

۱۲) عمرہ کا طواف جنابت یا حدثِ اصغر کی حالت میں کرنا خواہ پورا طواف اس حالت میں کئے یا صرف ایک ہی شوط اسی طرح عمرہ کے طواف کا کوئی ایک شوط ترک کر دیتا۔

(۱۳) غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چل دیتا اور اس کے بعد دوسے باہر ہو جاتا۔ اگر کوئی

(رہنمائی جامعہ صفحہ ۸۵۶) طرح پہنے کر آستینوں میں ہاتھ ڈالے صرف گریبان میں سڑالے

۱۲- کتب و رسائل

شخص غروب آفتاب کے بعد چلا جائے تو اس پر کچھ جہالت نہیں، اگرچہ امام ابھی نہ چلا ہو، اسی طرح جو شخص غروب آفتاب سے پہلے چل دے اس پر قرآنی واجب ہے اگرچہ امام کے ہمراہ ہوا، اور اگرچہ اس کی سداہی خیر اس کی تحریک کے بجاگ نکلے۔

(۱۴) طواف زیارت کے ایک یا دو یا تین شرطوں کا ترک کر دینا اگر تین سے زیادہ چھوڑ دے گا تو پھر قرآنی سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی بلکہ اس طواف کا اعادہ اس پر ضروری ہے، اگر اعادہ نہ کیا تو ہمارے حق میں ہمیشہ محروم رہے گا اور جب جماع کیا کر بیگا ایک قرآنی واجب ہمارے گناہ بشرطیکہ یہ تعدد جماع کا نجاس متعددہ میں ہو، ایک ہی نجاس میں کئی بار جماع کرنے سے ایک ہی قرآنی واجب ہوگی، ہاں اگر پہلے جماع سے نیت احرام کے توڑنے کی کر لی ہو اور مستند سے ناواقف ہو تو پھر ایک ہی قرآنی واجب ہوگی اگرچہ نجاس بھی متعدد ہو جائیں (حدیث بخاری - رد المحتار)

(۱۵) طواف وداع کے کل شرطوں یا چار شرطوں کا ترک کر دینا اگر کوئی شخص بغیر طواف وداع کے ہوئے مکہ سے چل دیا لیکن انہی میقات سے باہر نہیں ہوا تو اس پر واجب ہے کہ لوٹ آئے اور طواف وداع کرے اور اگر میقات سے باہر نکل گیا ہے تو اس کو اختیار ہے چاہے لوٹ کر طواف وداع کو ادا کرے اور چاہے اس کے بدلے قرآنی کر دے، اونٹنے کی صورت میں چاہیے کہ عذرا کا احرام باندھ کر لے، طواف وداع میں اس تاخیر سے کوئی جہالت نہ ہوگی کیونکہ اس طواف کا کوئی وقت مقرر نہیں۔

(۱۶) سعی کے کل شرطوں یا اکثر شرطوں کا ترک کر دینا۔

(۱۷) سعی میں بلا عذر سدوار ہو جانا۔

ان دونوں صورتوں میں اگر کوئی شخص پھر سعی کا اعادہ کر لے گا تو اعادہ بعد احرام سے باہر ہو جائے گا۔ مسئلہ ہے کہ احرام توڑ کر جب نیت سے بغیر اس نیت کے اگر کوئی شخص خلاف احرام داخل کاہنکاب کرے تو اس سے احرام نہیں ٹوٹتا بلکہ جہالت برقی ہے، تاہم کاہنکاب نہیں ہے کوئی فعل مخالف تحریم سے اگر کرے تو تحریم قاسد ہو جائے گا، اگر عذر شرعی لاحق ہو گیا ہے تو میں غریب کی طرف سے باہر ہو جانے کا حکم ہے تو اس صورت میں احرام کے خلاف فعل جہالت ترک احرام کرنے سے احرام ٹوٹ جائیگا، ان عذر وں کی تفصیل احادیث کے بیان میں انشاء اللہ آئیگی، ان امور فقہ پر توجہ فرمادیں کہ ان کی جہالت کا ارتکاب کرنا تو جہالت کا کفارہ دینا ہے، اب صرف ایک ہی کفارہ دینا ہے۔

لے عذر کا احرام باندھ کر لے، تاہم اس سبب سے کہ صورت مفروضہ میں وہ شخص میقات سے باہر چلا گیا ہے اور یہ منہ پر کچا ہے کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے داخل ہونا منع ہے ۱۲

اور منافق احرام اذیال کے ارتکاب کے بعد کیوں نہ ہو تو قربانی واجب نہ ہوئی۔ (بحر ارایہ)

(۱۸) وقوف موقوف کا ترک کر دینا۔

(۱۹) ریش کا بالکل ترک کر دینا یا کسی ایک دن کی پوری دن کی کائزک کر دینا یا کسی دن کی ریش کے اکثر حصہ کا ترک کر دینا مثلاً سات کٹری کی جگہ تین کٹری مارے۔

(۲۰) حرم سے باہر طلق یا تقصیر کرانا۔

(۲۱) مع مفرد کے طلق یا تقصیر میں یا طواف زیارت میں دوسری ذبح سے تاخیر کریں۔

(۲۲) عودت کا پوسہ لینا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا پشہرت اس کو نس کرنا یا اسی کے مثل کوئی اور فعل کرنا خواہ انزال ہو یا نہ ہو اسی طرح استمناء اور جماع بھی موجب جنابت ہے مگر دونوں میں انزال بشرط ہے۔

(۲۳) وقوف عرفات کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا، اس میں اس قدر تفصیل کہ اگر یہ جماع طلق یا تقصیر سے پہلے ہو اسے تو ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور بعد طلق کے بکری یا بھیر کی۔

(۲۴) جن مناسک میں کہ ترتیب واجب ہے ان کی ترتیب بدل دینا۔

(۲۵) قارن کا ذبح سے پہلے یا ریش سے پہلے طلق کر لینا۔

لکھ رہی کہ ترک جہد کی کیا چیز ہے جو وہی تاریخ کو آقا پ خروید ہو جائے اور اس نے دیہ کی ہو کر نہ ہو کر جہد تاریخ کی تمام تکبیر کا نہ بانی ہے ایک دن کی چھوٹی ہوئی دیہ دوسرے دن ۱۰ ادا کر سکتا ہے۔ ہاں بعد چھوٹی تاریخ پھری کا نہ بانی نہیں، چنانچہ ۱۲ لکھ شلاہیں تاریخ کو سات دیہیں، وہ بھی صرف چھوٹی تاریخ کو اس میں سے چار ترک کر کے اٹھ دینا ہی ہوں انہیں کسی دیہ میں تو اس میں سے شلاہیں ۱۰ دیہ ترک کر کے خواہ دیہ کی جو کھائی میں کچھ کچھ تیوں کی ہو نہ کسی چار ایک کے چار دھڑکی تین تیس کے کد کسی جہد کی پوری ہوں اور کسی کی حصص بہر صورت ایک قربانی واجب ہوگی ۱۲

لکھ اسخند طلق چنانچہ جماع بہرہ جاری سے فعل بد کرنا ۱۳۔

لکھ اس صورت میں قارن پر دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں مگر ایک تو قرآن کے شکر کے لیے ہذا اس کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ ہو چکا ہے۔ دوسری جنابت کے سبب سے ہے اسی کا یہاں ذکر کیا گیا۔ صاحب ہایہ نے قرآنیاں جہد کے سبب سے قرار دی ہیں اس پر لوگوں نے ان کی تعلیق کی ہے جو صاحب بھو الراقی وغیرہ نے کہ عبادت کی توجیہ بھی کی ہے ۱۴۔

(۲۶) بعد صبح کرنے کے بغیر ملحق کرا۔ نے حرمت باہر چلا جانا اور پھر بارہویا ذبیحہ کے بعد لوٹنا۔ اگر حرمت کے باہر جا کر بارہویا نہ ملے تو صبح کے اندر اندر پھر حرمت میں آکر ملحق کرایا تو کچھ جنازت نہیں۔

دو قربانی کی جنائتیں

(۱) گلاڑھی منہدی کھانا اور کسی قسم کی خوشبو دار چیز کا سر میں لگانا۔ بشرطیکہ وہ چیز گلاڑھی ہو اور پودے سر میں یا چوبھٹائی سر میں لگائی جائے اور یہ قدم ایک دن سات کے مٹی رہے، ایک قربانی تو بسبب استعمال خوشبو کے اور دوسری بسبب سر ڈھانکنے کے مگر یہ مرد کا حکم ہے عورت پر ایک ہی قربانی ہوگی خوشبو کے استعمال کے سبب سے سر ڈھانکنا تو اس کے حق میں جنایت ہی نہیں۔

(۲) قارآن کی وہ جنائتیں جن کے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔

(۳) جو شخص اپنے ہمراہ ہڈی لایا ہو اس کی وہ جنائتیں جن کے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے جو شخص اپنے ہمراہ ہڈی نہ لایا ہو وہ اگر عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر ہو جائے تو اس پر بھی ہر ایسی جنایت کے کرنے سے دو قربانیاں واجب ہوں گی۔

اُن جنائتوں کا بیان ہو چکا جن سے قربانی واجب ہوتی ہے لہذا بات یاد رکھنے کی ہے کہ جہاں قربانی کا لفظ بغیر کسی جانور کی تخصیص کے استعمال کیا گیا ہے وہاں بکری بھی مراد ہے اور اگر گائے یا اونٹ کا ساتواں شخص اس کے عوض میں دیا جائے تب بھی کافی ہے بشرطیکہ جتنے لوگ اس گائے یا اونٹ میں شریک ہوں سب کی نیت بغیر من ثواب ذبح کرنے کی ہو اگر کوئی شریک اپنے کھانے کے واسطے یا گوشت بیچنے کے لئے ذبح کرنا چاہے تو پھر کافی نہ ہو گا اور جہاں جانور کی تخصیص کر دی گئی ہے وہی خاص مراد ہے اور تخصیص جانور کی صرف دو جگہ کی گئی ہے، ایک تو بکری اور دوسری اونٹ۔ اس میں اور صرف انھیں دو دونوں مقامات میں پوری گائے یا اونٹ کی قربانی ہے اور کہیں نہیں اور

طے قائل ہے اور غیر حقیق مذکور ہر دو قربانیاں اس سبب سے ہوتی ہیں کہ وہ دو احرام میں مقید ہے ایک تو عمرہ کا دوسرا کہ ایک جنایت کے ارتکاب سے اس نے دو احراموں کے خلاف کیا تو وہ دو جنائتیں ہیں اس سبب سے جو شخص اپنے ہمراہ وہ نہیں لایا اگر غیر عمرہ کے احرام سے باہر ہو سکے یا حج کا احرام باندھے تو پھر بھی دو قربانیاں واجب کی گئی ہیں ۵۔
اگر وہ صاحب بکری والا ہو تو ایک گائے کا ساتواں حصہ اس پر مکمل نظام ایک بکری کے نہیں ہو سکتا مگر تخصیص نے انکے اس قول کو قبول نہیں کیا اور خود بخود نے بھی باب بکری میں جا کر اس کے خلاف کھڑا ہے ۵۔

یہ بھگوان دیکھنا چاہیے کہ ان تمام قربانیوں میں وہ سب شرطیں ملحوظ رہیں جو عید الفصحی کی قربانی میں ہیں مثلاً عمر کی ایک خاص مقدار اور معائب سے سالم ہونے وغیرہ کے۔

اسیسا ہم ان جہاتوں کا بیان کرتے ہیں جن کے ارتکاب سے صدقہ رقم دینا پڑتا ہے یا بات وہن نشین رہے کہ جہاں کوئی خاص مقدار صدقہ کی نہ بتائی جائے وہاں ایک مقدار صدقہ فطری مراداً یعنی نصف صاع گیہوں وغیرہ۔ اور صدقات کی مقدار میں یہ کلیہ قائم رہے کہ جب کسی وجہ سے ان کی قیمت قربانی کے برابر ہو جائے خواہ صدقات کے متعدد ہوں۔ سبب سے یا قربانی کے اندر ہونے کی وجہ سے تو صدقہ کی مقدار واجب میں سے اس قدر کم کر دینا چاہیے کہ باقی مقدار کی قیمت قربانی سے کم رہ جائے۔ (رد المحتار وغیرہ)

اب وہ جہات ہیں شروع ہوتی ہیں جن سے صدقہ واجب ہوتا ہے (۱) قلبیل مقدار کی خوشبو کا ایک حصہ سے کم میں استعمال کرنا اور اسی طرح قلبیل مقدار کی خوشبو کا کسی لباس کے ایک یا اشت مرتب سے کم میں لٹکا کر اس لباس کو استعمال کرنا اگرچہ پورے ایک دن یا ایک رات کے یہ قدر استعمال کوے یا خوشبو قلبیل نہ ہو بلکہ کثیر ہو یا پورے ایک یا اشت مرتب میں لگی ہو مگر ایک دن یا ایک رات سے کم اس لباس کا استعمال کرے۔

(۲) ایک دن یا ایک رات سے کم اپنے سر کا ڈھانکنا یا مسلا ہوا کپڑا پہننا۔ اس میں اس قدر تفصیل ہے کہ اگر ایک گھنٹہ سے کم سر ڈھانکنا یا مسلا ہوا کپڑا پہننا تو صرف ایک ٹمشی آمادینا ہوگا اور جو پورا ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ تک ڈھانکے یا پہنے ہا تو نصف صاع۔

(۳) مونچھ کا منڈوانا یا سر و اطہی کے جو خفائی حصہ سے کم کا منڈوانا یا گردن کے کسی حصہ کا منڈوانا یا بشرطیکہ تین بالوں سے زیادہ ہوں اگر صرف تین بال ہوں تو ہر مال کے عوض میں ایک ٹمشی آتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص گتھا ہو یا اس کے سر کے بال پہلے ہی سے گر کر زیادہ کسی وجہ سے کم ہو گئے ہوں مٹی کے بعد جو خفائی سر کے نہ ہوں تو وہ اگر ہر اس منڈوالے کا تہ بھی صدقہ واجب ہوگا اسی طرح اگر

لحہ خوشبو کا تکتہ، کٹر صبر یا نئے کا تھکانے یا تھکے غلبے کو نام طہ سے اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ کم ہے تو کم لکھنا اور اگر لوگ کہیں بہت ہے جیسے ایک چلو مرق کتاب یا ایک ٹمشی مشک تو بھگوانا چاہیے کہ بہت ہے اور کھانے کی چیزوں میں بھگولہ کہ اگر نہ کھائے تو کٹر صبر میں لگ جائے تو کٹیرے وہ نہ قلبیل ۱۲۔

اس کی دائرہ میں بہت ہی کم اہل ہوں کہ جو عتائی کی حد کو پہنچیں تو اس پر پوری دائرہ ہی منڈوا دینے میں بھی صدقہ واجب ہوگا (رد المحتار)

(۴) پانچ تا غنوں سے کم کا ترشوانا یا پانچ سے زیادہ کانگر متفرق طور پر یعنی ہر عضو کے چار چار غنوں کا اہل خون کے عوض میں ایک صدقہ واجب ہوگا۔

(۵) اطواف قدوم یا طواف وداع یا اور کسی نفل طواف کا بے وضو ادا کرنا ہر شو ط کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۶) پچھنے گولے کی جگہ کے اہل یزمن پچھنے لگانے کے منڈوانا اگر مہر کسی وجہ سے پچھنے نہ گولنا۔
(۷) طواف قدوم یا طواف مدد یا سستی کے تین یا تین سے کم شیطوں کا ترک کر دینا ہر شو ط کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۸) ایک دن جس قدر نماز واجب ہیں ان میں سے نصف سے کم کا ترک کر دینا مثلاً دو سو میں سے صرف جمرۃ العظیمہ کی سات ہی واجب ہیں ان میں سے تین ترک کر دے یا اور تارخوں میں سب جہروں کو طواف کبیس ہی واجب ہیں ان میں سے دس ترک کر دے ہر کنکری کے عوض میں ایک صدقہ۔
(۹) کسی دوسرے شخص کا سر یا گردن موندنا یا اس کے ناخن کاٹ دینا۔ خواہ یہ دوسرا شخص عسوم ہو یا غیر عسوم۔

اُن جہات میں کا بھی بیان ہو چکا جن کے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہے لہذا اب چند باتیں اسی کے متعلق اور ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہیے وہ یہ ہیں۔

اگر کوئی واجب ترک کیا جائے تو اگر بے عمدہ ترک کیا گیا ہے تو قربانی کرنی ہوگی اور بطلہ ترک کرنے میں کچھ نہیں و قربانی نہ صدقہ۔

اگر مسموعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب بلا عمدہ کیا جائے تو کہیں قربانی واجب ہوتی ہے کہیں صدقہ جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہو چکا اور کسی عذر سے ارتکاب کیا جائے تو اگر اس کے بے عذر ارتکاب سے قربانی واجب ہوتی مٹی تو اب اختیار دیا جائے گا چاہے قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ خشکیوں کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دیے چاہے تین روئے رکھ لے جہاں چاہے

علم افضل ہے کہ سکین کہ کہے دلے ہوں ان سکین کا ہے ہوتا مگر یہ ہے اگر کوئی شخص بھ مقدار صدقہ فطر کی تین یا چار سکینوں کو دیے تو کافی نہیں۔

رکھے اور جس وقت چاہے رکھے اور اگر اس کے بے خدا از تکلیف سے صدقہ واجب ہوتا تھا تو اب اختیار دیا جائے گا چاہے صدقہ دیدے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے۔

عذر کی مثالیں۔ بخار، سردی، زخم، درد سر، جوئی، وغیرہ۔ خدا کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت رہے نہ ضروری ہے کہ اس سے خوف مچانے کا ہو بلکہ صرف تکلیف اور مشقت کا ہونا کافی ہے، خطا اور نسیان اور بے ہوشی اور مجبور ہونا اور شوٹنا اور مفلسی کا شملہ مذہب نہیں ہیں بلکہ ان حالتوں جو حیثیت صادر ہوگی اس کا کفارہ ضرور دینا ہو گا ہاں آخرت کا گناہ اس کے ذمہ نہ ہوگا۔

مفسد حج و عمرہ

دوق عرفات سے پہلے جماع یا لواطت کا مرتکب ہونا حج کو فاسد کر دیتا ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہیں، جماع و لواطت میں یہ شرط ہے کہ اس کیفیت سے واقع ہو کہ جس سے قتل واجب ہو جاتا ہے۔

۱۔ مثلاً کسی کو بھڑچڑھا اور اس نے سر ڈھانک لیا یا کوئی سلا ہو یا کپڑا پھینک لیا۔
۲۔ مثلاً کسی کو سردی بہت معلوم ہوئی اور اس نے کوئی سلا ہو یا کپڑا پھینک لیا۔
اس کے پاس نہ تھا۔ ۱۲۔

۳۔ مثلاً زخم پر مہیا یا دھیرہ رکھنے کے لئے یا اس مقام کے مٹھانے یا کوئی خوشبودار مریم اس مقام پر رکھا۔
۴۔ مثلاً دوسرے دفعہ کرنے کے لئے کوئی خوشبودار مٹھانا استعمال کیا۔ ۱۳۔

۵۔ جو نہیں سہیں پھینکیں اور اس ضرورت سے اس نے پاں مٹھو ڈالے۔ ۱۴۔
۶۔ مثلاً کسی حرم سے کسی نے کہا کہ میں تجھے کو قتل کے ڈالتا ہوں، نہیں تو تو اپنا سر مٹھو دے یا یہ خوشبودار پھینکا۔
پہن لے۔ ۱۵۔

۷۔ مثلاً کسی حرم نے سونے کی حالت میں اپنا سر چادر میں ڈھانک لیا یا کوئی نعل کیا۔
۸۔ منکس سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی حیثیت نہ آ رہی ہو اور اس کی وجہ سے اس پر قربانی یا صدقہ واجب ہو اور اس کے پاس اس قدر دیر نہیں ہے جو وہ قربانی کر سکے یا صدقہ دے سکے تو وہ شخص معذور نہ سمجھا جائیگا اس پر قربانی یا صدقہ واجب ہو اتنا واجب ہے گا یا وہ اس کو اختیار ہے کہ جب اس کو مقدور ہو تب کفارہ ادا کرے اور اگر مرتے دم تک اتنی مغفرت حاصل نہ ہوئی تو امید ہے کہ حق تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے۔ ۱۶۔

۹۔ اس کیفیت کا بیان مفصل پہلی جلد میں ہو چکا ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ مرنے کے خاص (بقیہ صفحہ ۵۷۳ پر دیکھئے)

جولوے سے ہو جائے یا عیوبی سے سونے کی حالت میں یا کسی نہایت بچے سے اس کا وقوع ہو یا مجنوں سے بچاں
 ج فاسد ہو جائے یا عورت اگر کسی جانور کا خاص حصہ اپنے خاص حصہ میں داخل کر لے یا کسی جانور یا آدمی
 کے خاص حصہ کو اپنے خاص حصہ میں داخل کر لے تب بھی اس کا حج فاسد ہو جائے گا ہم اور پر بیان کر چکے
 ہیں کہ حج اگر فاسد ہو جائے تب بھی اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور بعد پورا کرنے کے ایک قربانی کرنا
 بھی ضروری ہے ایک قربانی جب ہی واجب ہوگی کہ ایک مرتبہ حج کیا جائے یا کئی بار یا کئی عورتوں سے
 کیا جائے مگر مجلس ایک ہی ہو اگر خاص متعدد ہوں گی تو یہ قربان کی تعداد کے قربانیاں بھی ہوں
 گی۔ (مجموع الراتب)

اس فاسد شدہ حج میں بھی تمام وہی رمایہیں ضروری ہیں جو صحیح حج میں کرنا پڑتی ہیں، پس اگر کسی
 ممنوع احرام کا ارتکاب کرے گا تو اس کا کفارہ دینا پڑے گا۔

اس فاسد حج کی قضاء علی الغیر واجب ہے یہی سال آئندہ میں اس کی قضا کرے اس سے زیادہ
 تاخیر نہ کرے حج اگر کم نفل ہو تب بھی اس کی قضا کرنی پڑے گی کیونکہ ہر عبادت خود نفل ہو یا شریعت
 کرنے کے لازم و واجب ہو جاتی ہے یا تا بائع بچہ اور مجنوں پر اس حج کی قضا واجب نہیں (دال الخیار)
 عروہ میں طواف کے چار شروط سے پہلے جماع و لواطت مقصد ہے بعد چار شروط کے نہیں عروہ
 فاسد ہو جائے تو اس کو بھی پورا کرے اور ایک قربانی کرے اور اس کی قضا کرے۔

شکار کی جزا

کسی جنگلی شکار کے قتل سے گھر کرنے یا اس کے قتل میں امانت کرنے سے جزا لازم ہوتی ہے جزا سے

اجزیہ منقولہ ۴۷۵ حصہ کا سر یا بقدر اس کے کسی کے خاص حصہ میں یا مشترک حصہ میں داخل ہو چکے اور عورت
 بہت جیسرین نہ ہو اور مرد اپنے خاص حصہ پر ایسا کڑا وغیرہ لپیٹے جو جسم کی حرارت محسوس ہونے کو مانع ہو ۱۲۔
 شہ عورت کی قید اس سے بچھل گئی اگر مرد اگر جانور کے ساتھ فعل کرے تو اس کا یہ فعل مفسد حج نہ ہو گا
 کیونکہ حیانت کامل نہیں ہوتی بخلاف عورتوں کے کہ ان میں بوجہ زیادتی حیوت کے ان صورتوں میں بھی
 حیانت کامل ہو جائے گی ۱۳۔

یہ ہاں اگر وہ حیانت سے اس حج فاسد کے قوت نہ کی نیت کرے اور مسئلہ دہانتا ہو تو پھر دوسرے حج کے
 عروہ قند جاری ہوں گے ان کا کفارہ واجب نہ ہو گا جیسا کہ سابق میں گفتہ چکا

مراد وہ چیز ہے جو دو مہر قریبی اس شکار کی جو ترک کرے اور یہ قیمت اس مقام کے اعتبار سے ہر جہاں وہ شکار مارا گیا ہے یا اس کے قریب تر مقام کے اعتبار سے کیونکہ ایک چیز کی قیمت مختلف مقامات کے اعتبار سے بدلتی جاتی ہے اور نیز اس زمانہ کے اعتبار سے وہ قیمت ہو جس زمانہ میں وہ شکار مارا گیا ہے کیونکہ مختلف اوقات میں ایک چیز کی قیمت مختلف ہوتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۵) لکھ چکی ان جانوروں کو کہتے ہیں جان کا تو لہو تاسل خشکی میں ہر جانور کو اس کی بیوی یا بانی میں ہو جیسے بھاد اور مرقی وغیرہ سب خشکی چالنے میں کیونکہ ان کے انٹے بچے خشکی میں ہونے میں ہوتا ہے اور خشکی بد پر ہر جگہ دریائی ہوا اس کا شکار تاسل ملام میں بھی جانتے ہوئے اس کا کھانا کھا کر بھرتی نہیں ۱۱۔

لکھ شکار اس جانور کو کہتے ہیں جو اصل خشک نہ خشک ہو خواہ وہ کسی حصے مانوس ہو گیا ہو جیسے ہری کے ہاتھ سے مانوس ہو جائے مگر جو کہ وہ دراصل خشک ہے اسے شکار کہلاتے لکھ انھما لے کھوڑ کو خشکی اصل قرار دیا ہے۔ جو جانور خشکی دراصل شہر اس کا قتل کرنا حالت احرام میں بھی جائز ہے اور جہاں واجب نہیں ہوتی جیسے کئی لکھ کے اوٹ مرقی وغیرہ خشکے بل اگر چھوٹ کر تو وہ ہر گز بھوں اور ماں میں بہشت آگئے ہوتے ہیں وہ شکار کہے جاتے ہیں ۱۲۔ لکھ قتل میں تقسیم ہے چاہے قتل کا ارتکاب اپنے یا غرض سے کسے چاہے یا صفت قتل ہو جائے وہ فوں صحت میں ہوا دینا لازم ہی ہوگی فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلی صورت میں اور وہ اور نیت مشرک نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی شکار پر گر پڑے ۱۳۔ وہ اس کے گرنے سے مر جائے یا سوسے میں اس کا ہاتھ کسی شکار پر پڑ جائے اور وہ مر جائے تو جزا لازم ہوگی اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مانوس جانور کے طرف گولی چلائے اور وہ کسی شکار کے لگ جائے تب بھی حبس لازم ہوگی اور دوسری صورت میں مادہ اور قدر شرط ہے لہذا اگر کوئی شخص کھانا کھو دے اور اس میں اگر کوئی شکار مر جائے تو دیکھا جائے گا کہ اس سے کونساں کس غرض سے کھو دے ہے اگر شکار لکھ لکھ کر مارنے کے لئے کھو دے ہے تب قاسم جزا واجب ہوگی اور اگر غرض دانی کے لئے کھو دے ہے تو جزا واجب نہ ہوگی اسی طرح اگر کسی شخص نے شکاری کتے کو کسی غرض سے چارے کے پکڑنے کے لئے چھوڑ دیا اور اس نے جاکر شکار کو پکڑ لیا تو حبس لازم واجب نہ ہوگی بلکہ اگر کسی شخص نے کسی کو غرض کو بند کیا اور اس کے بند کوئی پر بند ہو گیا اور یہاں سے وغیرہ لکھ جبکہ اگر کسی نے لکھ کو بند کرنے والے کو اس پر بند کے وہاں ہونے کا علم نہ کیا تب اگر شکار حبس لازم واجب نہ ہوگی ۱۴۔

لکھ: عام از حدیث اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہے عام لکھ کے نزدیک میں جانوروں کا مثل موجود ہے ان کے قتل کرنے سے ان کے مثل جانوروں کا قتل کرنا ضروری ہے مثلاً ہری کا کھانا تو بخیر۔ شہر مرنا کو مارنے سے تو نہ شہر کو مارنا ہوتا ہے تو لکھ کے ذہن میں عام لکھ کا بھی قول ہے ۱۵ (مراۃ المؤمنین، رد المحتار)

اس قیمت سے اس کو اختیار ہے کہ کوئی جانور قربانی کا سہلے کو حرم بھیج دے اور وہ وہاں ذبح کر دیا جائے اس قیمت سے گھیروں وغیرہ مولے کے ہر فقیر کو ایک مقدار صدقہ فطر کی تقسیم کر دے اور جیسے اختیار ہے کہ ہر سکین کے کھانے کے عوض میں ایک ایک روزہ رکھ لے اور اگر قیمت اس قدر واجب ہوئی ہو کہ اس سے قربانی نہیں ہو سکتی کہ تو پھر صرف وہی باتوں کا اختیار ہے صدقہ دینے اور دفعہ رکھنے کا۔ اور اگر اس قدر قیمت واجب ہوئی ہو کہ اس میں ایک مقدار صدقہ فطر کی تقسیم نہیں مل سکتی تو اختیار ہے کہ جس قدر مل جائے اسی قدر خریدا کر خلیفہ کو دیدے یا اس کے عوض میں ایک روزہ رکھ لے، شکار اگر کسی آدمی کا ملک ہو گا تو اس کے قاتل کو دو قیمتیں دینا پڑیں گی، ایک قیمت تو اس کے مالک کے حوالہ کر دے اور ایک قیمت اللہ کی راہ میں تصدق کر دے۔ (بحر الرائق)

قتل میں امانت کرنے کی دھمکتی ہیں، ایک تو کہ شکار جہاں اس وقت موجود ہو، اس مقام کی اطلاع شکاری کو کر دینا، دوسرے یہ کہ کوئی اگر قتل کا اس کو بتایا، قتل کی تدبیر بتانا، پہلی صورت میں جزا واجب ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) اس شکار کا قتل اس کے بتانے سے ہو جائے۔

(۲) جس کو شکار کا مقام بتایا ہے وہ خود اس کا مقام نہ جانتا ہو بلکہ اسی کے بتانے سے اس نے جانتا ہو۔

(۳) جس کو شکار کا پتہ بتایا ہے وہ اس کے قول کو جھوٹ نہ سمجھے۔

(۴) بتانے والا اس شکار کے قتل ہونے تک حرم نہ ہے۔

(۵) شکار بھاگ نہ جائے اگر بھاگ جائے اور بعد اس کے وہ شخص پھر اس کو پکارتے تو جتانے والے پر جزا واجب نہ ہوگی کیونکہ جب اس نے بتایا تھا اس وقت وہ شکار بھاگتا نہیں تھا۔

دوسری صورت میں، شرط ہے کہ خود وہ شخص جس کو اس حرم نے آکر قتل کیا ہے یا تدبیر قتل بتائی ہے اپنے پاس آکر قتل نہ رکھتا ہو، اس تدبیر قتل کو نہ جانتا ہو مثلاً کوئی شکار غار کے اندر چھپا بیٹھا ہو اور کوئی شخص اس کو قتل کرتا چاہے لیکن اس سے کوئی تدبیر نہ بین پڑے اور کوئی حرم اس کو اس غار کے اندر جانے کا راستہ بتا دے یا کوئی نیزہ وغیرہ اتنا لمبا دیدے جو غار کے اس مقام تک چھپاں شکار چھپا ہے یہ شرط ہے۔

اگر کسی حرم ایک شکار کے قتل کے مرتکب ہو جائے اس کے قتل میں معین ہوں تو ہر ایک پر مہذبہ واجب ہوگی، اسی طرح اگر ایک حرم کئی شکاروں کو قتل کرے تو اس پر پانچ ہی جزاؤں واجب ہوں گی

چھتے اس نے شکار سے نہیں مل سکا (الاق)

ان جانوروں کے قتل کی جڑا میں کا گوشت حلال نہیں مگر ایک بکری سے زیادہ نہیں ہو سکتی چاہے وہ ہانہ کتنا ہی بڑا اور کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو مثلاً کوئی شخص باغی کو مار ڈالے تب بھی اس کی جڑا میں صرف ایک بکری واجب ہوگی۔

جڑا کے عوض میں اگر صدقہ دے تو اس کا حکم بالکل صدقہ فطر کے مثل ہے اور اس کے معارف وہی ہیں جو صدقہ فطر کے ہیں۔

اگر کوئی حرم کسی شکار کو زخمی کر دے اور وہ اس زخم سے مرے نہیں یا شکار کے بال اکھاڑ دے یا کوئی عضو توڑ دے یا کٹا دے تو اس شکار کی حالت صحت کی قیمت میں جس قدر کمی آگئی ہو وہ اس حرم کو دینا چاہیے بشرطیکہ زخمی کرنا بال بال وغیرہ کا توڑنا اس شکار کے فائدے کی غرض سے نہ ہو اگر فائدے کی غرض سے ہوگا تو پھر کچھ بھی جڑا واجب نہ ہوگی مثال کوئی بکرہ کسی جال میں پھنسا ہوا ہو اور کوئی حرم اس کو جال سے نکالنا چاہے نہ نکالے تو اس کے بال وغیرہ ٹوٹ جائیں بلکہ ایسی صورت میں اگر وہ مر بھی جائے تو بھی جڑا واجب نہ ہوگی۔

اگر کوئی حرم کسی شکار کے پر کاٹ ڈالے یا اس کے پر نوج ڈالے کہ وہ اپنی حفاظت سے حذر ہو جائے تو اس شکار کی پوری قیمت دینا پڑے گی۔

اگر کسی شکار کے انڈے توڑ ڈالے اور وہ انڈے گندے نہ ہوں تو اگر ان انڈوں کے اندر سے بچہ نہ نکلے گا تو انڈے کی قیمت دینی پڑے گی اور جو اس کے اندر سے بچہ نہ نکلے تو اگر وہ صحیح و سالم نکل کر یا تو کم نہیں اور اگر مرنا ہوا نکلا یا نکل کر مر گیا تو اس بچہ کی قیمت دینی پڑے گی خاندے کے۔ اگر کوئی شخص جوئیں یا لڑی کو مار ڈالے یا دوسرے کو مارنے کا حکم دے یا اس غرض سے کسی

انسان سے مست نہیں ہے بلکہ وہ جانور کسی بہا ملک دہرہ اس کی پوری قیمت مالک کو دینا پڑے گی اگر حرم نہ ہو تو مست میں چھوٹا زاد عمر کسی وصف کے ساتھ اس کی قیمت بڑھ گئی ہے تو اس وصف کا بھی اعتبار کیا جائے گا مثلاً گھڑا بولان اور اٹھایا شکاری پیتا یا کوئی شکاری پر غریب و فیکہ وہ وصف غریب و فیکہ دہرہ مستحب ہوگا تو اس سے مستند ہو گیا یا جیسا جیسے طاق کو سونا یا بیڑا وغیرہ غرا شکار ہو میں بہر حال ایک ہی بکری یا اس کی تیسے چار بکری ان وصاف کا اعتبار صرف مالک کا حق ادا کرنے کے لئے کیا جائیگا ۱۲۔

مثلاً حالت صحت میں اس کی قیمت دس روپے تھی اور اب آٹھ روپے ہو گئی تو وہ روپے دینا ہوں گے ۱۲۔

اور اشارہ سے جو کسی یا مٹری کو بتائے یا کوئی فعل بصدقہ لکھانے کے کہے اور وہ مراجعین تو اگر دو تین
رے تو جس قدر چاہے صدقہ دیدے مثلاً ہر ایک کے عوض میں ایک مٹھی آتا اور جو تین سے زیادہ ملے
وہ صدقہ فطر کی پوری مقدار دینا ضروری ہے جو جس کا بدن سے نکال کر زمین پر پھینک دینا بھی ممانعہ
کے حکم میں ہے۔

یہاں تک تو ان جناتوں کا بیان تھا ان کا ارتکاب صرف اہل علم کے سبب سے منع تھا غیر محرم
کے حق میں وہ امور ممنوعہ نہ تھے، اب ہم ان جناتوں کو بیان کرتے ہیں جن کا ارتکاب محرم کے سبب سے منع
ہے محرم کے اندر خواہ محرم ہو یا غیر محرم ان جناتوں کا ارتکاب کرے گا تو اس کو جزا دینا ضروری ہو گی
لہذا اس جزا میں صرف رد اختیار نہیں یا تو قسربانی کر دے اگر قیمت بقصد ایک قربانی کے ہو گئی ہو یا وہ
قیمت قربانی کو دے دے، ورنہ رکعتے کا اختیار نہیں ہے۔

حرم کی جنائتیں

۱۔ اسواؤ فطر کے محرم کے کسی اور گھاس یا درخت کا کاٹنا یا بشرطیکہ خشک اور ٹوٹا ہوا نہ ہو اور ضرورت
ہو اور اس قسم میں سے وہ ہیں کہ لوگ نادان یا بولہ کرتے ہیں جیسے قند اور بیوہ جات کے درخت اگر
قند ملا جس پر پڑے ہی نہیں ہیں اس کو دھوپ میں ڈال دے اس فرض سے کہ وہ مراجعین اگر اس فرض سے نہیں
دعا بکھاریں خیال سے اور وہ گرجیں تو کچھ جنایت نہیں ۱۲۔

۲۔ یہی اگر خضرا کا تول ہے صاحب ہر الوہی سے اسی کو ترنگ دی ہے لیکن خادوی کا منی خان میں اس کے خلاف
ہو کہتے ہیں کہ جب دس سے زیادہ ہوں تو ایک مقدار صدقہ فطر کی واجب ہو گی ۱۳۔

۳۔ حرم کہ اس میں کسی داس یا کسی کے حدود متاعوں کو کہتے ہیں محرم کی حد ہر طرف سے برابر نہیں ہے جیسا کہ ہم
بیان کرتے ہیں حدیث مشرکہ کی جانب تو مکہ سے تین میل تک محرم ہے اور عین کی طرف سات میل اور طائف
کی طرف بھی سات میل اور عراق کی طرف بھی سات میل اور جدہ کی طرف دس تین میل حرم کے تمام اطراف کی حد ہندی
کر دی گئی ہے چنانچہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے نشان لگا کے پھر علی علیہ السلام نے پھر عمر و عثمان رضی اللہ
عنہما نے پھر حضرت معاویہ نے جواب تک جی ۱۴۔

۴۔ اگر ایک قسم کی گھاس ہے جو داس یا محرم آتی ہے اور قروں کو بھی اس سے پائے ہیں ہندوستان میں بھی
اس کی جھڑ داس میں بھی جلتی ہے ۱۵۔

۵۔ سات لینا اور جھڑ سے اکھاڑ لینا کو حکم میں ہے ۱۶۔

ایسی گھاس یا درخت کو کوئی شخص کاٹنے کا تو اس کی قیمت دینا پڑے گی بشرطیکہ گھاس وغیرہ کسی کی ملکیت نہ ہو اور اگر ملک ہوگی تو وہ ہر قیمت دینا پڑے گی ایک تو بدستور خدائی راہ میں اور دوسری اس کے مالک کو ہاں اگر مالک نے اجازت دے دی ہو یا صاف کر دے تو پھر وہ ایک قیمت اللہ کی راہ میں دینا پڑے گی۔
 ازخ کے کاٹنے میں کچھ حیات نہیں اور جو چیز خود وہ ہو چکے ہوئی اور لگانائی گئی ہو خواہ اس کے لئے کاٹا ہو یا نہیں اس کے بھی کاٹ لینے میں کچھ حیات نہیں کیونکہ یہ اس قسم میں سے ہے جس کو لوگ مارتے ہوئے ہیں، کسی درخت کی پتی وغیرہ توڑ لینے میں جو اس درخت کو نقصان نہ پہنچائے کوئی حیات نہیں بشرطیکہ میز یا کسی کی ملکیت نہ ہو بلکہ اگر ملک ہو تو مالک نے اجازت دیدی ہو یا صاف کر دیا ہو یا خود مالک نے کاٹا ہو۔

کوئی درخت وغیرہ اگر ایسا ہو کہ اس کی شاخوں کا کچھ حصہ حرم کے اندر ہو اور کچھ حصہ حرم سے باہر تو اس کی جڑ کا اعتبار کیا جائے گا اگر جڑ حرم میں ہے تو وہ درخت حرم کا سمجھا جائیگا اور کچھ جڑ حرم کے اندر ہے کچھ باہر تب بھی وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر ایسے درخت پر کوئی پرند بیٹھا ہوگا تو اس میں بہت دلچسپی جائیگی کہ اگر وہ زخمی ہو کر گرے تو کہاں کرے گا اگر حرم میں گرے تو وہ ہر نہ حرم کا سمجھا جائے گا۔

حرم کی گھاس کا جانور دل سے چروٹا لینا بھی جائز نہیں اگر خود بخود کوئی جانور چرے تو اس کے مالک پر ضمان نہ پڑے گا (در مختار وغیرہ)

(۲) حرم کے شکار کا قتل کرنا اگر کوئی جانور ایسی جگہ بیٹھا ہو کہ پھر تو اس کے حرم میں ہوں اور سر حرم سے باہر تو وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر بیٹھا ہو تو اگر اس کے ہلنے کا کوئی جز حرم میں ہو گا تو وہ جانور حرم کا سمجھا جائے گا۔

۱۱۔ اس قدر نوٹ جانا ضرور ہے کہ اس میں منوں کی قوت نہ ہو اور نہ خود تازہ نہ کئے۔ اگر پرند اور درخت نہیں تو نہ کوئی شاعر اس کی ٹوٹ گئی ہے تو صرف اسی شاعر کے کاٹنے میں جنایت نہ ہوگی خود تازہ شاعر کے کاٹنے میں جنایت ہوگی۔ ۱۲۔

۱۳۔ اہم البیضا اور امام محمد کا مذہب ہے قاضی ابو یوسف کے نزدیک جانور ہے وہ کہتے ہیں کہ جانور کی ممانعت میں منوں کا سخت فرق ہے اور حدیث میں صرف کاٹنے کی اور قتل کی ممانعت ہے چرانے کا ذکر نہیں ہے، بعض فقہاء نے انہیں کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور لکھا ہے کہ منوں کا عمل بھی اسی ہے ۱۴ (رد المحتار)

اگر کوئی شخص کسی باند کو حرم سے باہر نکال دے اور وہ باند کو حرم کے اندر بھاگ جائے اس کے بعد اسی نشانہ سے زخمی ہو تو جناحیت ہو جائے گی۔

اگر حرم کے کسی پرندے کے انڈے توڑ ڈالے یا بھون لے یا حرم کی ٹڈیاں مارے یا حرم کے کسی شکار کا دودھ دوسے قواس کا صنان دینا ہو گا بوجہ ضمان دینے کے اس کا کھانا جائز ہے اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

کتے اور چیل اور بھیڑیے اور سانپ بچھو اور چوہے کے مار ڈالنے میں کچھ مضائقہ نہیں یعنی جو ادا جب نہ ہوگی اسی طرح کتے اور بھیڑ اور کھمبل، بیوٹی، پستوا اور کلنی اور کچھوا اور پھانڈا اور کھی اور چھپکلی اور بھیڑ اور تمام خرنڈہ جانوروں کے مار ڈالنے میں بھی حرجا واجب نہیں ہوئی جرحلہ کرے اور اس کے علاوہ کادغیر بزر قتل کے ممکن نہ ہو بشرطیکہ وہ جانور کھی کا ملوک نہ ہو ان جانوروں کے قتل میں کچھ حرجا نہیں خواہ حرم کے اندر ہی کیوں نہ قتل کئے جائیں اور خواہ قاتل ان کا حرم ہو۔

کوتے کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے بعض کو قتل کرنے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس کے قتل سے جوا لازم ہوتا ہے۔ (رد المحتار و مرقہ)

اگر کوئی غیر حرم شکار مالے اور اس کو حرم سے باہر نکال کرے تو اس کا کھانا حرم کے لئے جائز ہے بشرطیکہ اس شکار کے قتل میں کسی حرم کی قسم کی امانت نہ ہو نہ اس نے اس شکار کے قتل کا حکم دیا ہو تو اس شکار کرنے والے نے اس کو کسی حرم کی قسم کے لئے شکار کیا ہو۔

جو شخص حرم کے اندر داخل ہو اس پر واجب ہے کہ اگر اس کے ساتھ میں کوئی شکار ہو تو اس کو چھوڑ دے یعنی آلودہ کر دے اسی طرح جو شخص احرام باندھے اور اس کے ہاتھ میں شکار ہو اس پر بھی واجب ہے کہ اس کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دے کسی کے پاس امانت رکھا دے یا دیدے۔

لے قتل اگر تین سے کم اسے قتل کی کوئی مقدار میں نہیں آتی قدر چاہے دیدے یا در تین سے زیادہ مارے ہیں ایک مقدار مقدار نظر کی ہیں یا اسی حال میں نہ بھی ہے اور مقدار لے بعض غنای کی مقداروں میں اس مقیم کتے کے ساتھ کاٹنے والے کا قید ہے اگر قید اقل ہے یا تا بہرہ نہیں جنگلی یا گایا ہوا یا بحال ہیں ان کے مار ڈالنے سے حرج لازم نہ ہوگی ہاں اگر وہ کس کا ملک ہو تو اس کو ضمان دینا پڑے گا اگر وہ خرنڈہ یا جانور ہو جو سوا خون میں گھس چلتے ہیں اور ان کے اندر ہودواش کر چکیا جیسے سانپ، بچھو، اجڑا وغیرہ ان کے حقیقہ کو کالے جس کے رنگ میں سیاہی کے ساتھ سپیدی بھی ہو: کسی کو آلودہ نہیں کیا فاق کی صورت میں ہوتی ہے ۱۱ شہر چھوڑ دینے کا یہ مطلب خاص کر اس ملک کے بیان کیا گیا کہ نہ کاڑا دیا یا چھوہ کا آلودہ کر دیا منوع ہے اس میں مال کی اضافت ہے جو شرطیت اسلام میں جائز نہیں رکھی گئی ۱۲۔

اگر یہ شکار جس کو اس نے آزاد کیا ہے کوئی درندہ ہو جیسے شکار باڑ وغیرہ اور وہ آزاد ہو کر حرم کے کسی شکار کو قتل کر دے تو اس کی جزا اس پر واجب نہ ہوگی۔

اگر شکار اس کے ہاتھ میں نہ ہو بلکہ مکان میں ہو یا بیخترہ میں بند ہو اور وہ بیخترہ اس کے ہاتھ میں یا اس کے خادم کے ہاتھ میں ہو یا اسباب کے اغورہ کھا ہو تو پھر اس کا بیخترہ تا ضروری نہیں اسی طرح اگر وہ شکاری میں بند تھا ہو اور وہ شکاری اس کے ہاتھ میں ہو تب بھی اس کا بیخترہ واجب نہیں۔ (رد المحتار) حرم کو شکار کا مول لینا یا بیچنا جائز نہیں اگرچہ اسے تو اس پر ضروری ہے کہ واپس لے لے دے ورنہ جزا دینا پڑے گی۔

حرم شکار کا مالک کسی اختیاری سبب سے قتل ہو جانے یا بہرہ وغیرہ کے نہیں بن سکتا بلکہ اگر کوئی سبب اختیاری نہ ہو تو اس کی وجہ سے البتہ مالک بن سکتا ہے مثلاً کوئی غریب اس کا مر جائے اور اس کے مال میں شکار ہو اور وہ اس کو وراثت میں ملے تو اس صورت میں اس کا مالک ہو جائے گا کیونکہ وراثت غیر اختیاری چیز ہے۔

اگر کوئی حرم کسی شکار کو پکڑے یا اس کو کوئی شخص اڑا دے تو اس پر ضمان نہیں کیونکہ وہ شکار اس حرم کی ملک میں نہ تھا۔

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جن جنایتوں کے سبب مفرد پر ایک قربانی واجب ہوگی ان کے سبب سے قاتل اہل ہنک ولسے مستحق پر دو قربانیاں واجب ہوں گی علی ہذا۔ صدقہ بھی قاتل وغیرہ پر دو گنا واجب ہوتا ہے سو اس جنایت کے کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوئے چلا جائے اس جنایت میں قاتل وغیرہ پر بھی مفرد کی طرح ایک ہی قربانی واجب ہوتی ہے (رد مختار۔ رد المحتار)

میقات سے بغیر احرام باندھے ہوئے حرم کے اندر چلانا کیسی جنایت ہے۔ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جو شخص حرم کے اندر جانا چاہے اس پر ضروری ہے کہ احرام باندھ کر میقات کے اندر داخل ہو یا اس کے خلاف کرے گا تو جنایت کا مرتکب ہوگا اس جنایت کے احکام سبب تفصیل ہیں۔

(۱) جو شخص حرم جانے کے ارادے سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے چلا جائے اس پر واجب ہے کہ میقات پر لوٹ کر آئے اگر نہ لوٹا تو چاہے میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھ لے یا نہ باندھے اس پر ایک قربانی واجب ہے۔

(۲) اگر حرم جانے کے ارادے سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا پھر میقات پر لوٹ کر اس نے احرام باندھ لیا یا احرام تو میقات پر لوٹنے سے پہلے باندھ لیا مگر بھی تک افعال حج

دعوت شروع نہیں کئے پھر میقات پر لوٹ کر تبلیغ کیا تو قرآنی صاف ہو جائے گی۔

(۳) اگر میقات سے آگے چڑھ کر احرام باندھ لیا اور افعال حج و عمرہ کے شروع کر دیئے مثلاً طواف کا ایک شروع کر لیا اس کے بعد میقات پر لوٹ کر آیا یا افعال حج و عمرہ کے شروع کرنے سے پہلے میقات پر لوٹ کر آگیا مگر عیب نہ کہا تو ان دونوں صورتوں میں تکبیر قرآنی واجب ہوگی۔

(۴) اگر دوبارہ میقات پر آنے سے حج کے قیوت ہو جانے کا خوف ہو تو چاہیے کہ نہ لوٹے اور اس نالوثی کی وجہ سے ایک قرآنی کر دے۔

(۵) کوئی کی یادہ متحج ہو اپنے عمرہ سے فارغ ہو چکا ہے بقصد حج حرم سے باہر نکل گیا اور پھر حل میں جا کر احرام باندھا اور قیاس سے عرفات میں وقوف کے لئے پہلے گئے تو ان پر ایک قرآنی واجب ہے کیونکہ ان کی میقات حرم ہے اور وہ اس سے بغیر احرام باندھے ہوئے نکل آئے۔

(۶) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے کئی مرتبہ حرم کے اندر آمد و رفت کوئے تو ہر مرتبہ کے عوض میں اس کے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ ضروری ہے پھر اسی سال اگر کوئی حج یا عمرہ کرے گا تو وہ اس بغیر احرام جانے کی جہالت اٹانے کی غرض سے ذہن تو ایک مرتبہ کی جہالت اتر جائے گی 'اں بعد اس سال کے کچھ خاص اسی نیت سے کرے گا تو جہالت اترے گی ورنہ نہیں۔

(۷) اگر کوئی شخص میقات سے بغیر احرام باندھے نکل جائے اور اس کا ادواہ حرم میں جانے کا نہ ہو بلکہ حل میں کسی مقام کے جانے کی نیت ہو تو اس پر بغیر احرام نکل جانے میں کچھ جہالت نہیں پھر وہ اس مقام سے بغیر احرام باندھے حرم کے اندر جاسکے گا اگرچہ وہ اس حل کے مقام میں چند روز سے بھی کم رہا ہو۔ (در مختار وغیرہ)

(۸) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا پھر اس نے بغیر میقات پر لوٹے ہوئے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اور اتفاق سے وہ فاسد ہو گیا تو اس کو پھر اگر کے انکی قضا کر کے اقصا کا احرام میقات سے باندھنا واجب اس پر قرآنی واجب ہوگی۔

احرام پر احرام باندھنا

احرام پر احرام باندھنے کی صحت یہ ہے کہ ہر ذی ایک احرام سے باہر نہ بھا ہو کہ دوسرا احرام باندھ لے اس کی جگہ نہیں ہیں۔ عمرہ کے احرام ہرج کا احرام باندھنا حج کے احرام پر دوسرے حج

کا احرام باندھنا، عمرہ کے احرام پر عمرو کا احرام یا غصا، حج کے احرام پر عمرو کا احرام باندھنا اب ہر قسم کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) غیر آفاقی اگر عمرے کا احرام باندھ کر چار شرط سے کم اس کے طواف کے ادا کر چکا ہو تو پھر حج کا احرام باندھ لے تو اس کو ضروری ہے کہ ان دو احراموں میں سے ایک احرام کو توڑ دے یعنی کوئی فصل مخالف احرام کے (مثل حلق وغیرہ) کے، نہیت احرام توڑنے کے کرے اور اس احرام توڑنے کے جزیائے کے کفارہ میں ایک قربانی کرے پس اگر اس لئے حج کا احرام توڑا ہے اور یہی بہتر ہے تو اس پر اس سال ایک عمرہ اور سال آئندہ میں ایک حج ضروری ہے اور اگر حج کا نذر باقی ہو اور اسی سال حج کر لے تو پھر عمرہ کی حاجت نہیں اور اگر اس نے عمرہ کا احرام توڑا ہے تو صرف عمرہ کی غضا اس کو کرنی ہوگی چاہے اسی سال کر لے چاہے سال آئندہ میں۔

غیر آفاقی کی قید اس لئے لگائی گئی کہ آفاقی اگر ایسا کرے گا تو اس کو کسی احرام کے توڑنے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ صحت مفروضہ میں داخل ہو جائے گا اور اگر عمرہ کے چار یا چار سے زیادہ شروط طواف کے کر چکا ہوگا تو مستحب ہو جائے گا اور قرآن فتح آفاقی کے لئے منوع نہیں ہے، عمرہ کے چار شروط سے کم طواف کرنے کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا طواف بالکل کیا ہی نہ ہوگا تو پھر عمرہ کے احرام کا لا سکر توڑنا ضروری ہوگا اور چار شروط یا اس سے زیادہ عمرہ کا طواف کر چکا ہوگا تو پھر خاص کر حج کے احرام کا توڑنا لازم ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو پھر اس پر دوسرے حج کا احرام باندھ لے تو اس کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ وہ نفل تحویل کا احرام ساتھ ہی باندھے دوسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھ لے کر پہلے کے بعد نیز اس کے کہ اس کے افعال شروع کر دینے کے بعد دوسرے حج کا احرام باندھ لے تیسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھ کر اس کے افعال شروع کر دینے کے بعد دوسرے احرام باندھ لے پہلی دو صورتیں ہیں، درج اس کے ذمہ لازم ہیں جو ان میں سے سب سے پہلے کا احرام توڑ دے جب چاہے لیکن اور اس کو سال آئندہ قضا کرے اور ایک عمرہ بھی اس کے ذمہ ضروری ہوگا اور ایک قربانی کرنی ہوگی تیسری صورت میں اگر دوسرے حج کا احرام دوسری حالت میں یا تفسیر کے بعد باندھا

لے غیر آفاقی وہ شخص جو کہ مکہ مکرمہ لاہم گناہ اور کسی مقام کا رہنے والا ہو مستحب اپنے عمرہ سے قانع ہونے کے بعد کہ کوئی تیسرا قیام کرنے والی جگہ غیر آفاقی ہے۔

ہے تو اس روز سترج کا سال آئندہ میں ادا کرنا اس پر ضروری ہے اور جب تک اس کو ادا کرنے کا عزم رہے گا اور اگر وہیں سترج کو حلق و تقصیر سے پہلے دوسرے حج کا احرام باندھ لیا ہے تو پہلے حج کے لئے حلق و تقصیر کرے اور سال آئندہ میں دوسرے حج کرے اور ایک قربانی بھی جنایت کے بدلے کرے اور اگر وہیں سترج سے پہلے احرام و سترج کا باندھ لیا تو یہ سترج اس دوسرے احرام کو تہذیبی اور ایک قربانی جنایت کی دے اور سال آئندہ میں دوسرے حج ادا کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص عمرے کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لے تو اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ نہیں ہوا تو دوسرے عمرہ کا احرام خود بخود پہلے عمرہ کی سعی شروع کرتے ہی ٹوٹ جائے گا اور ایک قربانی اس احرام کے ٹوٹنے کی اس کو چاہ ہوگی اور اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ ہو چکا ہے تو دوسرے عمرہ کا احرام ٹوٹنے کی حاجت نہیں اس کو بھی ادا کرے اور اس کے فرائض سے پہلے عمرہ کا حلق و تقصیر کرے ورنہ دو قربانیاں کرنا ہوں گی، ایک تو قبل فارغ ہونے دوسرے عمرہ کے ظن کرانے کے سبب سے اور دوسرے دو عمروں کے منع کرنے کی وجہ سے۔

(۴) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو اس کے بعد عمرہ کا باندھ لے تو اگر غیر آفاقی ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو پہلی قسم میں گذر چکا ہے دو احراموں میں کسی ایک کا توڑنا اور ٹوٹنے کے عوض میں قربانی کرنا وغیرہ اس پر ضروری ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا اور اگر آفاقی ہے تو اس کو کسی احرام کا توڑنا ضروری نہیں ورنہ اس پر لازم ہو جائیگا اور نہ اس صورت میں مستحب کہلائے گا خلاف سنت ہونے کے سبب سے گنہگار ہوگا کیونکہ حج کی سنون صورت یہ تھی کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھنا اس سے فراغت کر کے حج کا احرام باندھنا یا دونوں کا ساتھ باندھنا تو قرین ہو جاتا۔ اب اگر وہ حج کا طواف قدم کر چکا ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ عمرہ کے احرام کو توڑ دے اور حج کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے اور ایک قربانی اس صورت میں احرام توڑنے کی جنایت میں دے اور اگر عمرہ کا احرام نہ توڑے تب بھی درست ہے مگر ایک قربانی جنایت کی اس صورت میں بھی دینا ہوگی۔ اور اگر حج کے وقوف حراقات سے فارغ ہو چکا اس کے بعد دوسری تاریخ کو یا اس کے بعد ایام تضرع کے کسی اور دن میں عمرہ کا احرام باندھنا تو اس پر عمرہ لازم ہو جائے گا گویا بھی حج کے لئے حلق و تقصیر کر آیا ہو اور طواف زیارت کی ہو یا نہ ہو۔ مگر عمرہ کے اس احرام کا توڑنا واجب ہے پھر حج کی بھی وغیرہ سے بالکل فارغ ہونے کے بعد از سر نو عمرہ کا احرام باندھ کر اس عمرہ کی قضاء کرے اور احرام توڑنے کے بدلے میں قربانی کرے۔

جس شخص کا حج نفل ہو تو اگر حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا تو اس کو اس روز تک احرام کا توڑ دینا ضروری ہے اور جب حج فوت ہو جائے تو چاہئے کہ عمرہ ادا کر کے حج کے احرام سے باہر ہو جائے اور سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے اور ایک قرانی اس جنایت کے بدلہ بھی کرے کہ وہ بغیر حج کئے حج کے احرام سے باہر ہو گیا۔

احصار کا بیان

احصار کے معنی انسداد ہیں اور روک لیا ہوا اور اصطلاح فقہ میں احرام کے بعد حج یا عمرہ کے کسی رکعت سے روکا جانا جس شخص پر ایسا واقعہ پیش آجائے تو اس کو محض کہتے ہیں چونکہ یہ بھی ایک قسم کی جنایت ہے یعنی جس طرح جنایت کی قربانی کا قربانی کرنے والے کو کھانا پانا نہیں اسی طرح احصار کی قربانی کا بھی قربانی کرنے والے کو کھانا پانا نہیں ہذا اس کا ذکر بھی جنایات کے بعد مناسب معلوم ہوا۔
اس جگہ ہم دو باتیں بیان کریں گے۔ اول تو احصار کی صورتیں دوسرے احصار کا حکم اور نتیجہ۔

احصار کی صورتیں

(۱) کسی دشمن کا خوف ہو۔ دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا دندہ جانور مثلاً بھالو کہ وہ راستہ میں کوئی دشمن پیشا ہوا ہے وہ حجاج کو ستا رہا ہے لڑتا ہے مارا ہے یا کوئی شیرو وغیرہ لگاؤ ہو گیا ہو اور اس کے وضع کی کوئی صورت نہیں۔

(۲) بیماری۔ احرام باندھنے کے بعد بیمار ہو جائے کہ اب کبھی نہیں بڑھ سکتا یا اگر بڑھ سکتا ہے مگر مرضی زیادتی کا خوف ہے۔

(۳) عورت کا کوئی محرم نہیں۔ محرم بیمار ہو جائے یا کبھی چلا جائے یا ہو ہی نہیں یا ہمراہ جانے سے انکار کرے۔ ان سب صورتوں میں اگر وہ احرام باندھ چکی ہے تو احصار ہو جائے گا۔

(۴) خوف گم ہو جائے۔ مثلاً چوری ہو جانے کا یا پہلے ہی گم ہوا ہو۔

(۵) عدت کے لئے عدت۔ احرام باندھنے کے بعد شوہر مر جائے یا طلاق دیدے اور وہ بائند عدت ہو جائے تو احصار ہو جائے گا۔ ہاں اگر وہ عدت اس وقت مقیم ہے اور اس کے وطن سے نہ کہ بعد مسافت سفر نہیں ہے تو احصار نہ کھانا جائے گا عدت کا مسئلہ تفصیل حج کی شرائط میں گذر چکا۔

(۶) راستہ بھول جائے اور کوئی راہ نہ ملے۔

(۷) عورت کے لئے شوہر کا جناح کرنا بطریقہ حج کا احرام بغیر اس کی اجازت کے باندھا ہو۔
 حج فرض کے روکنے کا اور حج نفل میں بعد اجازت دینے کے روکنے کا اختیار شوہر کو نہیں ہے۔
 (۸) روزی غلام کو اس کے مالک کا جناح کرنا۔

احصار کا حکم

اگر محصر پہ گھروٹ آئے اور اس مالک کے ذائقہ ہوئے تک اپنے احرام پر بنا اور پہے پھر حسب
 اصول و طے ہو جائے تو جس چیز کا احرام باندھا ہے اس کو ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں
 اگر حج کا احرام باندھا تھا اور اسی سال حج کا وقت مل گیا تو فیروزہ عمرہ کر کے اپنے پہلے احرام سے باہر
 ہو جائے اور پھر جدید احرام باندھ کر حج کرے۔ اور اگر عصر پہ چاہے کہ میں احرام سے باہر ہو جاؤں تو
 اگر وہ مفرد یا معتمر ہے تو ایک قربانی یا اس کی قیمت حرم میں بیچ دے اور جو قارن ہو تو دو قربانیاں یا ان
 کی قیمت بیچ دے کہ اس قیمت سے وہاں قربانی کا جائزہ مل لے لیا جائے یہ قربانی حرم میں کسی مقام پر
 ذبح کر دی جائے تو دسوں تلافی سے پہلے ہی کیوں نہ ہو اور قربانی کیسے وقت نہیں سے اس کے ذبح
 کا دن مقرر کر دے تاکہ اس دن پہ عصر پہے کو احرام سے باہر کیجئے بکے اعواذ اذنا کرے یہی احرام
 سے باہر ہو جانے کا طلق یا تنصیر کرانے کا ہے۔

اگر کسی عصر لے چکے کہ کب قربانی ذبح ہو گئی ہوگی اپنے کما حرام سے باہر کیجئے لیا اور کوئی فعل خلاف
 احرام کیا اور بعد کو معلوم ہوا کہ اس دن قربانی ذبح نہیں ہوئی تھی یا ذبح تو اسی دن ہو گئی تھی مگر حرم
 میں ذبح نہیں ہوئی تو اسی صورت میں جس قدر جایزیتیں اس نے کی ہوں گی ہر جایزیت کے عوض میں
 جزا دینی پڑے گی۔ (درمندان)

پھر جب احصار جا رہا ہے اور اس محصر نے حج کا احرام باندھا ہو اور اس سال حج کا زمانہ
 باقی ہو اور حج کرنے جائے تو مفرد ایک حج اور عمرہ کرے اور قارن دو عمرہ اور ایک حج کرے اور
 اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرے۔

اگر قربانی دوا نہ کرنے کے بعد احصار جا آ رہا ہو یہ ممکن ہے کہ اگر وہ محصر دوا نہ ہو جائے تو
 قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے چوٹ جائے گا اور حج بھی مل جائے گا تو اس پر واجب ہے کہ
 خود آروان ہو جائے اور اگر ممکن نہیں یعنی قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے میں پہنچ سکتا یا کہ حج نہیں
 مل سکتا تو پھر اس پر خود آنا واجب نہیں۔

کوفی شخص اگر مکتبہ میں ہے اور وہ حج کے دنوں دکنوں یعنی طواف اور وقوف عرفات سے روکا جائے تو وہ محض ہوجائے گا اور اگر صرف ایک دکن سے روکا جائے مثلاً صرف طواف سے یا صرف وقوف عرفات سے تو پھر وہ محض نہیں ہے یعنی اس کو اس روکے جانے کے عوض میں قربانی نہ کرنی پڑے گی۔ اگر وہ دکنوں سے روکا گیا ہے تو سال آئندہ میں اس کی قصا کرنی پڑے گی۔

جس شخص سے رجم فوت ہو جائے اس کو چاہیے کہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے اگر مفرد ہے تو ایک طہرہ کر کے تارن ہے تو دو طہرہ کر کے اور بعد اس کے طہرے یا تقصیر کرانے اور پھر سال کاٹنے میں اس رجم مفرد یا قرآن کی قضا کرے۔ قرآن کی قضا میں یہ ضروری نہیں کہ وہ کبھی قرآن ہو چکا تھا یا ہے کہ عمرہ کا احرام ٹھیکہ یا بعد کر عمرہ کے بعد رجم کا احرام جدا گانہ یا بعد کر رجم کرے۔

دوسرے کی طرف سے حج کرنا

ہم اگلی جلدوں میں کچھ چکے ہیں کہ عبادت کی تین قسمیں ہیں۔ بعض تو صرف اپنی ہی جیسے نماز، روزہ، ٹکات، ذکر وغیرہ۔ اور بعض صرف مالی میں جیسے زکوٰۃ، صدقہ، فطر، عشر وغیرہ اور بعض دونوں سے مرکب ہیں جیسے حج، عمرہ، زیارات، قیود، مقدسہ، انبیاء و اولیاء پہلی قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست نہیں یعنی اس کے ذریعے سے فرض مطلق نہیں ہو سکتا مثلاً کوئی شخص نماز، روزہ، ذکر سے بڑھ کر دے یا خود روزہ، ذکر کے دوسرے دے دیکھو لو گے تو درست نہیں ہاں اگر ان عبادات کا ثواب کسی کو پہنچانا ہو تو بلاشبہ درست ہے، دوسری قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست ہے یعنی اس کے ذریعے سے فرض اترا جائے اور ان کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچانا جائے۔

تیسری قسم کی عبادات کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچ جاتا ہے مگر اس کے ذمہ سے فرض اترنے کے

۱۱ امام اکبر اور امام شافعی اس مسئلہ میں مخالف ہیں کہ کچھ عبادات پر تہ کی کتاب و دستار کو نہیں پہنچتا
 اہل اہتمام کی عبادتوں کو نہیں پہنچتا ہے وہ بھی مخالف ہیں حنفیہ کی تائیدی بہت عام ہے کہ اگر لوگوں کی قرآن مجید طالع ہے اور
 وہ اپنے مقام میں مذکور ہیں ۱۲

عصہ اس تیسری قسم کی عبادات کے سوا اور کوئی عبادت خدا کی طرف سے فرض نہیں کی گئی ہے اگر خود کسی عبادت کی نیت کرے تو واجب پر جانے لگا مگر اس کی قبر پاک کی زیارت کی نیت کرے تو وہ واجب ہو جائے گی اور اس کا پورا پورا بغیر ان مشرکوں کے مانتے رہے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت بھی واجب ہے جیسا کہ ہم آئندہ بہت محققانہ طور پر بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲۔

۱) چند شرائط ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے: حج بھی اسی تیسری قسم کی عبادت میں ہے لہذا ہم ہر حج کی تخصیص کریں گے کیونکہ اصالتاً اسی کا بیان کرنا مقصود ہے اسی تیسری قسم کی تمام عبادات کا قیاس کر لیا جائے۔

(۱) وہ شخص جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہے بذات خود حج کرنے سے معذور ہو اور وہ معذوری اگر ایسی ہو کہ اس کے زائل ہو جانے کی امید ہے تو اس معذوری کا آخر وقت یعنی موت تک رہنا شرط ہے اور اگر وہ معذوری ایسی ہے کہ اس کے زائل ہو جانے کی امید نہیں ہے جیسے بڑھاپے کا ضعف یا تپنا ہونا یا ویروں کا کٹنا ہونا وغیرہ تو پھر اس معذوری کا آخر وقت تک رہنا شرط نہیں ہے اگرچہ اس کے کہ وہ سکر لے اس کی طرف سے حج کر لیا اور پھر وہ معذوری جاتی رہی تو اس کو بذات خود حج نہ کرنا پڑے گا۔ فرض اگرچہ بخلاف پہلی قسم کی معذوری کے کہ اگر وہ زائل ہو جائے تو پھر دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

(۲) معذوری حج کرنے سے پہلے اپنی جاتی ہو اگر اس وقت نہ تھی اور بعد کو پیدا ہو گئی تو اس کا اعتبار نہیں یعنی وہ حج اس کی طرف سے صحیح نہ ہوگا بلکہ اس بعد معذوری پیدا ہو جانے کے اس کو چاہیے کہ کسی کو حج کے لئے بھیجے۔

(۳) جس کی طرف سے حج کیا جائے احرام باندھتے وقت اس کی نیت کرنا مثلاً یوں کہے کہ میں فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہوں اس کی طرف سے طبیعتاً کہتا ہوں اور اگر اس کا نام مجھوں گیا ہو تو صرف یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ میں نے تجھے بھیجا ہے اس کی طرف سے میں احرام باندھتا ہوں۔

(۴) جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہو اس نے حج کرنے کا حکم دیا ہو یعنی یہ کہا ہو کہ تو میری طرف سے حج کر۔ بنیہ کہے ہوئے اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج کر لے تو اس دوسرے شخص کے ذمے فرض ساقط نہ ہوگا اگر کوئی شخص مرتے وقت وصیت کر گیا ہو کہ میری طرف سے حج کرادیا جائے تو یہ بھی مکتم ہے ہمارے اگر غیر وصیت کے حج کوے یا کسی سے کرائے تب بھی درست ہے یعنی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

(۵) جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ یہ وہی ہے جسے غرقا کے بقصد یا اکثر حصہ اگر کوئی شخص

۱) بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اگر غرقا بھی بیرو وصیت کے اپنی طرف سے احرام کرے کسی دوسرے کے عوض حج کرانے کے تو اس دوسرے کے ذمے فرض ساقط ہو جائے گا مگر قول اکثر میں کے خلاف ہے۔ ۱۰

اپنے مال سے خرچ کر کے دوسرے کی طرف سے حج کرے اور پھر اس سے خرچ لے لے تو اس سے دوسرے کی طرف سے حج کرنا صحیح ہو جائے گا اس کے ذمہ سے فرض اتر جائے گا ہاں اگر خرچ اس سے نہ لے تو پھر اس کی طرف سے حج ادا نہ ہوگا۔

(۶) جو شخص اپنی طرف سے حج کرائے اس نے اگر کسی خاص شخص کی نسبت کہا ہو کہ وہ میری طرف سے حج کرے تو اسی خاص شخص کا حج کرنا اگر وہ شخص کرے تو اس کی طرف سے حج ادا نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی شخص کو روپیہ دے کر اس سے حج کھدایا جائے کہ تجھے اختیار ہے چاہے خود حج کرنے جائے چاہے کسی اور کو بھیجے دے تو پھر وہ شخص چاہے خود جائے چاہے کسی اور کو بھیجے۔ بہر حال اس روپیہ دینے والے کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا۔

(۷) جس شخص کی طرف سے حج کیا جاتا ہے اس پر حج فرض ہو ورنہ فرض موقوف ہوگا مثلاً کوئی فقیر یا ایسا شخص جس میں حج کی فرضیت کے شرائط نہیں پائے جاتے اپنی طرف سے کسی کو حج کرائے تو اس کے ذمہ سے فرض موقوف ہوگا یعنی اس حج کرائے کے بعد اگر اس میں شرائط فرضیت کے پائے جائیں گے تو پھر اس کو حج کرنا ہوگا۔

(۸) حج جس شخص سے کرایا جاتا ہے وہ راستہ سہل کی پرے کرے نہ پیادہ ہاں اگر خرچ کم پڑ جائے اور اس وجہ سے کچھ راستہ پیادہ پا کرے تو درست ہے۔

(۹) جس شخص سے حج کرایا جائے وہ وہیں سے سفر کرے جہاں وہ شخص رہتا ہو جس کی طرف سے حج کرایا جاتا ہے اور اگر وہ شخص مر گیا ہو اور اس کے وارث اس کی طرف سے حج کرائے ہوں تو بیت کا تہائی مال جس مقام سے کفایت کرے وہیں سے حج کے لئے سفر کیا جائے۔

(۱۰) جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے وہ حج کو فاسد نہ کرے اگر فاسد کرے گا اور پھر اس کی نفاذ کرے گا تو دوسرے شخص کی طرف سے فرضیت کو ساقط نہ کرے گا۔

(۱۱) جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے وہ اس کے حکم کی مخالفت نہ کرے یعنی اگر اس نے افراد کو کہا ہو تو افراد کو حج کرنا کہہا ہو تو قرآن کا احرام باندھنے سے منع کے لئے کہا ہو تو تنہا کوئے ہاں اگر اس نے افراد کے لئے کہا تھا اور اس نے پہلے اس کی طرف سے حج کیا تھا اس

لئے منع فرمایا اپنے آپ کی طرف سے غیر وصیت کے حج کرے تو فرض اتر جائے گا۔

تھو تھان مال کی تیرا سنے لگا دی گئی کہ وصیت صرف تھان مال ہی جاری ہوتی ہے اور یہ وصیت بھی وصیت کے مثل ہے۔

یکے پھر اپنے لئے عزم کیا تو دوست ہے مگر اس زمانہ کے قیام کا خرچہ وغیرہ اس دوسرے شخص کے ذمہ نہ ہوگا بلکہ اس کو اپنے پاس سے کرنا چاہیے۔

(۱۲) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرے وہ ایک ہی حج کا احرام باندھے اگر وہ شخص ایسا کرے گا کہ ایک حج کا احرام دوسرے کی طرف سے اور ایک کا اپنی طرف سے باندھے گا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ماقظہ ہوگی ہاں اگر دوسرے حج کا احرام توڑے تو درست ہے۔

(۱۳) ایک ہی شخص کی طرف سے حج کا احرام کرنا اگر وہ آدمی مل کر کسی شخص کو حج کرنے کے لئے بھیجیں اور وہ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھے تو کسی کے ذمہ سے فرضیت ماقظہ ہوگی اگرچہ وہ بعد حج کے ان دونوں میں سے کسی ایک کی تخصیص کرے۔ ہاں اگر کوئی وارث اگر اپنے دو مورثوں کی طرف سے بغیر ان کی وصیت کے حج کرے تو درست ہے یعنی اگر ان دو مورثوں میں سے کسی ایک کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے حج کر کے اس کی تخصیص کر لی تو اس کی طرف سے حج کرنا اصل تو اس کے ذمہ سے فرض اتر جائے گا۔

(۱۴) جس سے حج کرایا جائے وہ مسلمان ہو۔

(۱۵) جس سے حج کرایا جائے وہ عاقل ہو۔ مجنون نہ ہو۔

(۱۶) جس سے حج کرایا جائے وہ بھیدار ہو گوتا باغ ہو۔ تاکہ بچے سے اگر حج کرایا جائے تو فرضیت ماقظہ ہوگی۔

۱۔ مثلاً بیٹا اپنا باپ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھے چنانچہ اس کے فضائل احادیث صحیحہ میں بکثرت وارد ہوئے ہیں۔ وہ قطن میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا باپ کی طرف سے حج کرے تو اس کا حج پورا کرے گا اور اس کو دس حج کے برابر ثواب ملے گا اور قیامت کے دن ایک لوگوں کے ساتھ اس کا سفر ہوگا۔ افسوس ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے غافل ہیں۔ انکے حج کرنے جاتے ہیں تو اپنے باپ کو اس کا ثواب نہیں پہنچاتے حالانکہ اس سے ان کا نقصان نہ ہوگا ان کا فرض اتر گیا جاتے گا۔

۲۔ اس مقام پر ایک بات دینی ہے کہ اگر حج اس وارث نے اپنا فرض ادا کرنے کے لئے کیا ہو تو صرف حد کا فرض اترے گا یا صرف اس کا دونوں کا۔ محققین فقہاء کی تقریر اور ظاہر احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا اتر جائے گا اور (دراختار)

(۱۷) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے گا اس سے فوت نہ ہوا اگر فوت ہو جائے گا اور وہ حج تضرع کرے گا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ماقام نہ ہوگی یہ سب شرائط فرضیت معلقہ ہونے کے لئے ہیں بعض ثواب پہنچانے کے لئے ان شرائط کی ضرورت نہیں۔ ان شرائط کے سوا اور کوئی شرط ہمارے یہاں نہیں ہے ہمارے یہاں عورتوں سے غلام سے اور اس شخص سے جس نے اپنے لئے کبھی حج نہ کیا ہو حج کرا لینا درست ہے۔ فرضیت ماقام نہ ہو جائے گی، ان شرائط کے علاوہ اور شرائط بھی بعض علماء نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں مگر صاحب باب المناسک نے بیس فرضیں مکتاویٰ ہیں لیکن بعض نوان میں مکتبہ میں صرف عبارت کا فرق ہے مآل ایک ہی ہے اس لئے ہم نے ان کو حذف کر دیا اور بعض حقیقت شرط ہی نہیں ہیں مثلاً صاحب وہ مختار اور صاحب باب المناسک وغیرہ جو سمجھتے ہیں کہ جس سے حج کرایا جائے اس سے اجرت کا معاملہ نہ کیا جائے یعنی یوں نہ کیا جائے کہ ہم کو اس قدر روپیہ دیں گے تو اس کے عوض میں ہماری طرف سے حج کرنا اگر ایسا کیا جائے گا تو حج کرانے والے کی طرف سے وہ حج حج نہ ہوگا حالانکہ یہ قول خلاف تحقیق اور خلاف ظاہر روایت ہے معتقین نے لکھا ہے کہ یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں عبادت کی اجرت لازم آتی ہے اور عبادت پر اجرت لینا ناجائز ہے لہذا اس قسم کا معاملہ جائز ہی نہ ہوگا اور یہ اجارہ باطل ہو جائے گا ان حج کرنے والے کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو حج میں خرچ ہوا ہے خواہ اجارہ اس سے کم ہو یا زیادہ ہو اور حج اس کی طرف سے درست ہو جائے گا مثال دینے عمروں کے کہ اگر ہم تم کو پانچ سو روپیہ دیں گے تم ہماری طرف سے حج کرنا تو یہ اجارہ باطل ہے نیز کہ صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو عمروں نے حج میں خرچ کیا ہو بخلاف وہ پانچ سو سے زیادہ ہو یا پانچ سو سے کم (رد المحتار وغیرہ)

۱۸ امام شافعی کے نزدیک اس کے علاوہ اور بھی شرائط ہیں مثلاً برونہ آزاد ہونا اور اپنی طرف سے حج کو کھانا ان کے نزدیک عبادت اور غلام ایسا اس شخص کا حج دوسرے کی طرف سے درست نہیں جس نے کبھی اپنے لئے حج نہ کیا ہو ۱۹ ظاہر روایت میں مسئلہ کہ کبھی کسی مجاہد کے ان حج کتابوں میں ہیں۔ چنانچہ صغیر جانتا کہ میرزا محمد شیرازی نے لکھا ہے۔

مسئلہ مافریں علماء نے بعض بعض عبادتوں پر اجرت لینے کو جائز سمجھا ہے مثلاً تعلیم دینا اور اذان و امامت وغیرہ کے اس مسئلہ کو اگر خدا نے چاہا تو ہم نہایت حد تک وجہ دیاں کریں گے۔

فرد کا بیان تو ہو چکا اب مسائل کا بیان کیا جا رہا ہے۔

(۱) جس شخص کو حج کے لئے بھیجا ہے اگر وہ عرصہ ہو جائے تو احصار کی قربانی کی قیمت اسی شخص کے ذمہ واجب ہے جس نے حج کے لئے بھیجا ہے اور اگر وہ مر گیا ہو تو اس کے تہائی مال سے لیا جائے پھر سال آنڈہ میں ایک حج اس حج کے بدلہ کر لے جیسا کہ احصار کا عام قاعدہ ہے پھر اس کے بعد دوسرے سال ایک حج کرنے والے کی طرف سے کرے۔

(۲) جس شخص کو حج کے لئے بھیجا ہے اگر اس سے حج فوت ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ اس کے قصور سے فوت ہوا ہے یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے پہلی صحت میں اس پر ضروری ہو گا کہ بھیجے والے کا جس قدر وہ پیہ فرمایا تھا اس کو اپنا لے لے اور پھر اپنے پاس سے خرچہ کر کے طارہ اس حج کے جو فوت ہو جانے کے بدلے میں اس کو کرنا پڑے گا حج کرانے والے کے لئے ایک حج اور کرے۔

(۳) قرآن احسن کی قربانیاں اور حیثیت کی قربانی حج کو لے والے کے ذمہ ہوں گی حج کرانے والے کے اگر حج کرانے والے نے حج یا قرآن کی اجازت دیکھو۔

(۴) اگر دوسرے کی طرف سے حج کرنے والا حج کو فاسد کر دے تو اس کی نقصا سال آئندہ میں اس کے ذمہ ضروری ہوگی مگر نقصا کا حج حج کرنے والے کی طرف سے نہ ہو گا بلکہ حج کرانے والے کے لئے اس کے علاوہ ایک حج اور اس کو کرنا پڑے گا اور اس کا خرچہ اس کو اپنے پاس سے کرنا پڑے گا حج کرانے والے سے تو پہلے ہی لے چکا ہے۔

(۵) جس کو کسی صحت کی طرف سے حج کے لئے بھیجا ہے اگر وہ وقوف عرفات پہلے مر جائے یا

سلحہ بغض تھا کہتے ہیں کہ نہ انکے مال سے نہیں بلکہ کل مال سے یعنی اگر کل مال قربانی میں خرچ ہو جائے تو قربان کر دیا گئے ایضاً نے اس پر فتویٰ لکھا کہ یہ غلط ہے تو یہی کہہ کر کتاب میں لکھا گیا۔

حجہ حیثیت کی قربانی کا اس کے ذمہ ہونا ہر حال میں ہے اس لئے کہ اسی کا قصور ہے نہ کہ کسی اور کو مٹنی چاہیے قربانی دیکھا قرآن اور حج کی قربانی کا قوائے ذمہ واجب ہو چکی ہے اس لئے کہ یہ وہ نون قربانیاں منکرہ کی ہیں اور چکر یہ اسی شخص پر واجب رہتا ہے جو حقیقتہً حج اور قرآن کرے اور حقیقتہً انکار نہ کرے اور اسی شخص پر واجب ہے نہ بھیجے والا بلکہ شرط اس واسطے لگائی گئی کہ اگر اس نے اجازت نہ دی ہوگی تو یہ حج ہی اس کی طرف سے نہ ہوگا اور ایسی حالت میں بدعت اولیٰ اس شخص کے ذمہ حج اور قرآن کی قربانی واجب ہوتی ہے۔

اس کا رو پیہ چوری جائے تو جس قدر مال میت کا باقی ہے اس کی تہائی ہے دوسرا بیع کروایا جائے گا
مقام سے جہاں وہ میت رہتا تھا اور اگر تہائی مال اس قدر نہ ہو تو جہاں کے مکان ہو وہیں سے بیع
کر لیا جائے پھر اگر یہ دوسرا شخص جو بھیجا گیا اس پر بھی وہی واقعہ پیش آئے یعنی مر جائے یا اس
کا مال چوری جائے تو پھر جس قدر مال میت کا باقی ہے اس کے تہائی سے بھیج کر لیا جائے اگر یہ
واقعہ پھر پیش آجائے تو پھر ایسا ہی کیا جائے یہاں تک کہ سب مال ختم ہو جائے یا اس قدر مال
رو جائے جس میں بیع نہیں ہو سکتا۔

(۶) بیع کے لئے کسی دوسرے کو بھیجا یا بھیجنے کی وصیت کر جائے اسی حالت میں ضروری ہے
کہ اس پر بیع فرض ہو چکا ہو اور خود جائے اگر کوئی شخص بیع کے لئے نگر سے چلا کر وہ خوف
حرقات سے پہلے مر گیا تو اس پر بیع کے لئے وصیت کرنا اسی حالت میں ضروری ہے کہ جس سال
بیع اس پر فرض ہوا تھا اس سال سے اس نے تاخیر کر دی ہو اگر اسی سال بیع کرنے چلا گیا تو پھر
وصیت کر جانے کی کچھ حاجت نہیں۔

(۷) اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو اسی سال جا کر میری طرف سے بیع کر لیا اور وہ اس سال نہ
جائے تو وہ عاقبت کر سنے والا نہ کھایا جائے گا اور جب بیع کرے گا دھرت ہو جائے گا یعنی
بھیجنے والے کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔

(۸) جس قدر دوسرے کسی شخص کو بیع کے لئے دیا جائے اگر اس میں کسی نے بیع کر لیا تو وہ اس قدر
بھیجنے والے سے ادا لے اور اگر کچھ نہ بیع کر لیا تو وہیں کرے ہاں اگر بھیجنے والا یہ کہے کہ جس قدر بیع
جائے اس کی بابت میں تجھے اختیار دیتا ہوں کہ جس کو چاہے دے دے خود اپنے مرنے والے
کے لئے تو اس صحت میں پہلے ہوتے روپیہ کا اپنے طرف سے لے آنا اس شخص کے لئے جائز ہو جائیگا۔

بیع کی نذر ماننا

بیع جس طرح کہ خدا کی طرف سے جنب اس کے شرائط پائے جائیں فرض ہے اور اس بیع کو
جزاۃ الاسلام کہتے ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص بیع کی نذر مانے تو وہ بھی واجب ہو جاتا ہے اور اس
شخص پر بیع کرنا ضروری ہو جاتا ہے یہی حال تمام عبادات کا ہے اگرچہ وہی نفس واجب نہ ہوں مگر

کرکے نے واجب ہو جاتی ہے۔

تیسری جلد میں نذر روزہ کے بیان میں ہم لکھ چکے ہیں کہ نذر کے الفاظ میں قسم کا بھی استعمال ہے اس نقطہ سے نذر کا مفہوم ادا ہوتا ہے اس سے قسم کا بھی مطلب سمجھا جاتا ہے وہ فلوں مثل لایم و لایم لایم لایم ہیں۔ نذر کہتے ہیں ایک غیر واجب چیز کے واجب کر لینے کو اور قسم کہتے ہیں مباح چیز کے حرام کر لینے کو اس جب بھی غیر واجب چیز کو کرنا اپنے اوپر واجب کیا جائے گا تو اس کا ذکر ناجو مباح تھا۔ حرام ہو جانے والا۔ مثلاً جب کسی شخص نے نفل نماز کی نذر مانی تو اس نفل نماز کا پڑھنا اس پر واجب ہو گیا اور اس نفل کا ذکر نہ ہونا۔ اس کے لئے مباح تھا اس پر حرام ہو گیا۔ برخلاف بیان سابق کے سچ کی اگر کوئی شخص نذر مانے گا تو اس سے قسم مراد ہوگی یعنی اگر چاہے کہ سچ نہ کرے اور جس طرح قسم کا کفارہ دینے سے قسم کے خلاف کرنے کا گناہ اترتا ہے اس کا کفارہ دے کر نذر کے سچ نہ کرنے کے گناہ سے سبکدوش ہو جائے تو ممکن نہیں۔ (حاملگیر)

نہ ہر گھس شرط پر حلق کی جائے مثلاً یوں کہا جائے کہ میرا فلاں کلام ہو جائے گا تو میرے اوپر باقی ضروری ہے یا نہیں ایک جگہ کی تدریس آتا ہوں تو سب وہ مشروط پائی جائے گی صحیح کرنا اس ضروری ہوگا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں احرام کی نذر مانا ہوں یا مکہ مکرمہ یا کعبہ معظمہ جانے کی نذر مانا ہوں اس کے ساتھ مع یا اللہ کی تخصیص نہ کرے تو اس پر ایک حج یا عمرہ واجب ہو جائے گا ورنہ میں جس کفار کو کہے گا ذبح پوری ہو جائے گی۔

— اگر کوئی شخص پیادہ یا موٹر گاڑی کے ذریعے کسی ایسے مقام پر جاتا ہے جہاں اس کی آمد کی اطلاع نہیں دی گئی ہو، تو اس کی گرفتاری کی جائے گی۔

اگر کوئی شخص کہ معظمت اکبرؑ فریق تک پیادہ ہوا جائے گی تو وہ خدا کا ہو جائے گی یعنی اسی
خدا کا عروج و تاج پہن کر ہو گا۔

یہاں اس نفل کو کہتے ہیں کہ اس کا ذکر باہر ہو چکا ہے جس طرح اس کے کرنے میں کتاب نہیں استعمال کی جاتی۔

اگر کوئی شخص کچھ کریں حجۃ الاسلام دو دفعہ کرنے کا نذر کرنا ہوں تو اس کی یہ نذر ضرور ہو جائے گی حجۃ الاسلام ایک بار سے زیادہ نہیں ہوتا۔

اگر کوئی شخص ایک ہی سال کی حج کرنے کی نذر دے تو پچھتے جنوں کی نذر کرے گا سب اس پر لازم ہو جائیں گے مگر ایک سال یا ایک ہی حج کرنا ہو گا۔

اگر کوئی شخص مثلاً ایک سال یا نہیں حجوں کی نذر دے اور اپنے بدلے تیس آدمیوں کو ایک ہی سال میں حج کرنے کے لئے بھیجے تو اگر حج کا نذر آدھے سے پہلے وہ خود حج کرنے سے منہ پھیر گیا یا مرنے لڑھکے حج اس کی طرف سے ہو جائیں گے اور اگر حج کے زمانے میں وہ حج و تندرست رہا کہ خود حج کر سکتا ہے تو انیس حج اس کی طرف سے ہو جائیں گے۔ ایک حج نہ ہو گا۔ اور یا ایک حج جب ضروری کرے گا تب ادا ہو گا۔

اگر کوئی نذر کا حج کرنے جائے اور ابھی تک اس نے حجۃ الاسلام سے فراغت نہ کی ہو اور اس کی فرضیت کے شرائط اس میں پائے جاتے ہوں تو اسی حج نذر کے ضمن میں حجۃ الاسلام بھی ادا ہو جائے گا بشرطیکہ اس کی نیت کرے وہ یہی نیت کرے گا ورنہ ہی ہو گا (حالیکہ یہی)

متفرق مسائل

(۱) اگر دو عرفات کے بعد کچھ لوگوں کی شہادت سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ آج آٹھویں تاریخ ہے تو یہ شہادت مان نہیں جائیگی اور دوسرے دن لوگ کو بھڑا قوف کرنا چاہیے اور اگر دسویں تاریخ کو شہادت گزرے کہ جس دن وہ قوف کیا گیا وہ آٹھویں تاریخ تھی تو یہ شہادت قبول نہ کی جائے گی اور وہ قوف صحیح ہو جائے گا اور اگر آٹھویں تاریخ کو اس بات کی شہادت گزر جائے کہ آج لوگ شہادت ہے تو اس صورت میں اگر امام اور اکثر حاضرین وہ قوف عرفات کر سکیں تو شہادت مان لی جائے۔ اور اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو شہادت نہ مان لی جائے اور جو لوگ شہادت دیتے ہیں ان کو بھی کسی حکم دیا جائے گا کہ تمام لوگوں کے ہمراہ تم بھی وہ قوف کرو اور اگر وہ لوگ اس کے خلاف کریں گے میں اپنی شہادت کے موافق عمل کریں گے اور لوگوں کی رفاقت چھوڑ دیں گے تو ان کا حج نہ ہو گا (تیسری اصطلاح)

حاصل یہ کہ میں مسورت میں شہادت کے ساتھ یہ کہنے سے کل لوگوں یا اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا

اس صورت میں شہادت نہ قبول کی جائے گی اور جس صورت میں کسی کا حج فوت نہ ہوتا ہو یا ہوتا ہو تو حضورؐ سے آدمیوں کا تو اس صورت میں شہادت قبول کی جائے گی (عالمگیر)

(۲) اگر کوئی عورت حج کے زمانہ سے پیشتر پیشتر احرام باندھ لے اگرچہ طہور نے اجازت بھی دی ہو تب بھی شوہر کو اختیار ہے کہ اس کا احرام توڑ دے یاں اگر اس نے کچھ حضورؐ کے دنوں زمانہ سے پیشتر احرام باندھا ہو تو پھر نہیں توڑا جاسکتا۔

(۳) لونڈی غلام نے اگر غیر اجازت اپنے مالک کے احرام باندھ لیا ہو تو مالک ان کا احرام توڑا جاسکتا ہے اور اس صورت میں وہ لونڈی غلام محض کچھ جاتیں گے اعداد کی قربانی ادا کی جاتا ہے انھیں کے ذمہ ہوگی جس کو وہ بعد ازاد ہونے کے بجائیں اور اگر مالک اجازت دے چکا ہو تب بھی اس کو اختیار احرام توڑا دینے کا ہے۔ مگر اس صورت میں اعداد کی قربانی مالک کے ذمہ ہوگی۔ اگر اجازت نہ چکے کے بعد احرام کا توڑا دینا مکروہ ہے۔

(۴) لونڈی غلام کا خرید و فروخت کرنا بجا لیکہ وہ احرام باندھنے ہوئے ہوں چاہتے ہیں اور سب کو اختیار ہے چاہے ان کو احرام پر باقی رہنے دے چاہے توڑ دے۔

(۵) جب مالک اپنی لونڈی غلام کا یا شوہر اپنی بی بی کا احرام توڑا جاتا ہے تو اس کو چاہیے کہ احرام توڑنے کے لئے ایسا فعل کرے جس کی جنایت کم ہو مثل تاخون کتر دینے یا مال کتر دینے وغیرہ۔

(۶) حج فرض الطاعت والدین کے پیتر ہے۔

(۷) کعبہ مکہ کہ پرشش اور آب زمزم کا تبرک اپنے وطن لے جانا مستحسن ہے۔

حق تعالیٰ کی مدد سے علم الفقہ میں حج کا بیان ختم ہو گیا اب روح مقدس جناب عرض اشتہار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا بیان کیا جاتا ہے جس سے اکثر کی کتابیں خالی ہیں اور یہ بسط و تفصیل تو شاید کسی کتاب میں ہو۔

وتمنہ الاطاعت

سَمُولِ اَكْرَمِ صَلَاحِ

روضہ اقدس کی زیارت کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

جج کا بیان ظم کرنے کے بعد روضہ اقدس کی زیارت کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا، کیونکہ جج اگر فرض ہے تو یہ زیارت واجب ہے جیسا کہ ہمارے آئندہ بیان سے بخوبی واضح ہوگا۔ پہلے یہ بتانے اگرچہ اس مقام پر بہت اختصار سے کام لیا ہے مگر میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس بیان کو بھی سلا کے ساتھ زبرد تم کروں، کیا عجیب کہ ہندو بارگاہ کریم دہلی جو جاتے اور اس آشفستہ روزگاری نجات کا وسیلہ بن چکے کیونکہ یہ اس کے محبوب کا ذکر ہے اگرچہ ان کی شان رفیع کے شایان نہیں نہ مصروفہ نہ معنی مگر تاہم بہت کچھ امید ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل دایرگان نہیں ہوتا ان کے دروازے سے کوئی سائل محروم نہیں ہوتا ہے

اِلٰی بِاسْمِہٖ اُحْصٰی مَدَدُ یَدِ الرَّحْمٰنِ

وَمَنْ جَاءَ هَذِیْ الْبَابَ لَا یُخْشٰی الْوَدَّ

میں اس بیان میں سب سے پہلے مختصراً کچھ فضائل درجہ منورہ کے بیان کر دیں گا اس کے بعد پھر اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے گی کہ زیارت روضہ اقدس واجب ہے یا سنت اور اس کے بعد فوائد کا طریقہ اور اس کی دعائیں لکھوں گا۔ وَفَعَلْنَا اٰتٰیٰہُ یَقِیْنًا

درجہ منورہ کے فضائل

اگر درجہ منورہ ابراہیم است بہ مدینہ اگر مقام محمد است

سے تو میرے لئے لگے بلند دروازہ کی طرف امید کا آواز ہے۔ اس شخص اس دروازے کا نام لے کر آواز دے گا

ذکر کئے ہیں سب سے زیادہ مشہور نام صلہ یمنہ ہے اتحادِ میثاق میں مدینہ منورہ کے فضائل بیتِ ولید ہوئے ہیں اس مقام پر صرف چند حدیثیں صحیح صحیح کہیں جاتی ہیں۔

(۱) جب شروع شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے یہاں اس وقت وہاں کی آب و ہوا اہمیت ناقص و خراب تھی اکثر وباؤں بیماریاں رہتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ آتے ہی سخت بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے جیسا کہ ہم لوگوں کو کلمہ سے محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اے اللہ ہمارے ہمارے اندر شرم و عار سے ڈال دے اور مدینہ کی آب و ہوا کو درست کر دے اور اس کا بیمار چھوڑنے کی طرف ہلکے دے (صحیح بخاری)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو آتے وقت جب مدینہ منورہ قریب پہنچتا تو اس کی عمارتیں دیکھائی دیتے لگتی تو حضرت اپنی سواری کو کمالِ شوق میں جبر کر دیتے اور فرماتے کہ یہ طامع اگرا (صحیح بخاری) اور اپنی چالو مبارک اپنے شانہ اقدس سے گرا دیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوا میں ہیں مساجد میں جو کئی بوم گرد و غبار کے اپنا منہ بند کرنا تو آپؐ بخ کر کے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک میں شعلہ (جب انکھوتا) (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئے گا جیسے کہ صاحب اپنے سواری کی طرف لوٹ آتا ہے (صحیح بخاری)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کا گذر ہر شہر میں ہو گا مگر مدینہ نہ آئے گا (صحیح بخاری) فوشے ان شہروں کی حفاظت کریں گے۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ بڑے آدمیوں کا اس طرف نکال دینا ہے جیسے لوبہ کا بھٹی لوبہ کے پیل کو نکال دیتی ہے (صحیح بخاری)

یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہر وقت موجود ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جب مدینہ منورہ سے شام آئے گئے تو بیتِ خائف تھے اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ فحشخی ان نکون من نعتہ احد بعد یعنی ہم کو خوف آتا ہے کہ کہیں ہم ان لوگوں میں تو نہیں ہیں جن کو مدینہ نکال دیتا ہے اور انھوں نے اس خاصیت کا خوب قیامت کے قریب بہت اچھے طریقہ پر بیان کیا۔ تین مرتبہ مدینہ منورہ ہمارا بولہ آئیگا کہ جس قدر بد باطن لوگ اس وقت وہاں پناہ لیں ہمارے ہوں گے نکل جائیں گے۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ مکہ سے ہجرت کر کے چلنے لگے تو دعا کی کہ اے ہمارے گار

رکھے اس شہر سے نکالنا ہے جو تمام مقامات سے زیادہ مجھے محبوب ہے کہ اس مقام میں مجھے نے جا
جو تمام شہر ہوں سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں سے یہ بات ہو سکے کہ مدینہ میں مرے اس کو چاہیے
مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص مدینہ میں مر جائے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا
اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کی سسری
شفاعت کی دولت نصیب ہوگی وہ اہل مدینہ ہوں گے بعد اس کے اہل مکہ بعد اس کے اہل
حائلف اسی وجہ سے اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی
ہے کہ اسے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ خدا کی راہ میں شہید بھی ہو سکے اور خدا صبر مدینہ
منورہ میں حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دفن ہو سکے اسی وجہ سے امام مالک شیع
رہنے کے لئے صرف ایک بار گئے اور سچ کر کے فوراً مدینہ منورہ واپس آگئے کبھی مدینہ منورہ سے
باہر نہیں گئے کہ مبادا مدینہ سے باہر موت نہ آجائے تمام عمر مدینہ میں رہے اور وہیں وفات پائی۔
(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے اور وہی بیل مدفن
ہے اور وہیں سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا جو شخص میرے پڑوسیوں یعنی اہل مدینہ کے
موتوں کی حفاظت کریگا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی
گواہی دوں گا۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کرے وہ ایسا گنجل
جائے گا جیسے لکھ ہانی میں گنجل جاتا ہے۔

(۹) مدینہ کی خاک پاک میں اللہ واپس کے سوا جانتا ہی حق تعالیٰ نے تاثیر شفاء و ہیبت
فرمائی ہے جیسا کہ احادیث مجھ سے ثابت ہے۔ ایک مقام ہے وادی الطحان وہاں کی مٹی سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم مرض تب میں تجویز فرماتے تھے اور فوراً ہی شفاء ہوتی تھی اکثر علماء نے اس مٹی
کے متعلق اپنا تجربہ بھی لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی جناب اخلاص میں لکھتے ہیں
کہ میں زاد میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے ہر میں ایک مرض سخت پیدا ہو گیا کہ تمام اطباء نے
اس امر پر اتفاق کر لیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہے صحت و شفا ابھی میں نے اسی خاک
پاک سے اپنا علاج کیا خود شفا ہوئی وہاں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی اسی قسم کی شفا
وہاں کی کچھ میں بھی مروی ہیں اور لوگوں نے تجربہ بھی کیا ہے اگرچہ بعد ثابوت ہو جائے اس امر کے

کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ کسی کے تجربے کی کچھ حاجت نہیں ہے تو شائع ہو چکی ہے کہ اہل ایمان تو دہلی کی خاک پاک میں خطائے روحانی کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۰) منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہیں کہ وہاں مسجد شریف نبوی ہے جو آخر مساجد انبیاء ہے اور مسجد قبا جو دین اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے اور میں کی تعریف قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے اور اس کو مسجد تضرع کا نام دیا گیا ہے۔

مسجد نبویؐ کے فضائل بیان کرنے کی جہاں حاجت نہیں، جس مسجد میں حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اس کی تعمیر اپنے احکام سے قرآنی اور اس کو اپنی مسجد فرمایا اس کی فضیلت اور بزرگی کوئی کہا بیان کر سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز میری مسجد میں، تیرے ہزار نمازوں سے جو اور کسی مسجد میں ہوں سوا کہ تیرے اور میرے فرمایا کہ کوئی کو کسی مسجد کی بزرگی کے لئے سفر کرنا جائز نہیں سوائے تین مسجدوں کے میری مسجد اور مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔

مسجد قبا کے فضائل بھی بہت ہیں۔ حضرت سرور عالم حضرت میں ایک بار ضرور وہاں تشریف لے جاتے تھے ابھی سوار ہو کر بھی چپان پا (صحیح بخاری)

(۱۱) صحیح بخاری کا ذخیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیسے گھر یعنی روضہ منورہ اور میرے منبر کے درمیان میں ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض کے اوپر ہوگا۔

علماء نے اس حدیث کے کئی مطلب بیان کئے ہیں مگر صحیح مطلب یہ ہے کہ وہ خطہ پاک جو روضہ منورہ میں اور منبر طہر کے درمیان ہے جبینہ اٹھ کے جنت الفردوس میں چلا جائے گا جس طرح کہ دنیا کے تمام حکماء بر باد ہو جائیں گے اس مقام مقدس پر کوئی آفت نہ آئے گی۔ یہی مطلب ہے اس کے باغ ہونے کا منجملہ باغات بہشت کے۔ اور حضرت کا منبر عالی قیامت میں اذ سر اور اعلیٰ کیا جائے گا جس طرح کہ آدمیوں کے بدنوں کا ہوگا، پھر وہ منبر آپ کے حوض پر نصب کر دیا جائے گا۔

(۱۲) صحیح بخاری و غیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حکماء مقام سے نکلیں مقام تک حرم ہے اس کے درخت دکائے جائیں اور اس میں کوئی نئی بات (علم و معصیت کی) کی جائے جو شخص اس میں نئی بات کرے گا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت اعلیٰ ہے اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک یہ مطلق کی طرح مدینہ منورہ

کے لئے بھی حرم ہے جس طرف مکہ کے حرم میں جدال و قتال اور درخت کا ٹٹا، شکار کرنا منع ہے اور
ابن اخیل کے ارتکاب سے مستزاد واجب ہوتا ہے انھوں نے مدینہ کے حرم کی بھی ہر طرف سے تہذیب
کی ہے نام عظم ابو حنیفہ کے نزدیک مدینہ کے لئے حرم نہیں ہے اس حدیث میں صرف مدینہ کی عظمت
کا اظہار مقصود ہے اور وہاں عظم و بدعت کا سد باب منظور ہے لہذا اس کے کتب فقہ میں
مذکور ہیں۔

(۱۳) تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس حصہ جو جسم اطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
سے متصل ہے تمام مقامات سے افضل ہے یا تنگ کہ کعبہ بیکہ عرش عظیم سے بھی اب اس کے بعد
اختلاف ہے کہ آیا مکہ افضل ہے یا مدینہ۔ صحیح یہ ہے کہ کعبہ کو چھو کر مکہ کے باقی حصہ پر مدینہ کا باقی حصہ
افضل ہے، حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کا یہی مسلک ہے احادیث صحیحہ سے بھی
اسی مسلک کی تائید ہوتی ہے، علماء تحقیق نے اس کی اختیار کیا ہے۔

اہم مالک اپنے نوٹ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور زہد و انکار کعبہ مبارکہ
پر عباس غزوئی سے کہا کہ کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا کہ خدا کا حرم ہے
اور وہاں اس کا گھر ہے اس وجہ سے اس کا افضل کہنا ہوں، حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم
اور اس کے گھر کا نسبت کچھ نہیں کہتا پھر فرمایا کہ کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے
پھر یہی کہا کہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے، حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور
اس کے گھر کا نسبت کچھ نہیں کہتا، انکی بار حضرت عمر نے اس کلام کی تکرار فرمائی اور چلے گئے معلوم
ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدا کعبہ کو مستثنیٰ کر کے مدینہ کو مکہ سے افضل کہتے تھے اور یہی حق ہے۔

زیارت روضہ مقدسہ کے فضائل اور اس کا حکم

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سوائے سعادت و دنیا و آخرت سے اور اہل ایمان و
محبت کا مقصد اصلی اللہ تعالیٰ کی غایت اس کے فضائل بیان کرنے کی چنناں حاجت نہیں، قسم ہے
سب العرش کے عزت و جلال ہے ندائی کی کہ اگر اس زیارت میں کچھ بھی ثواب دیکھا جاتا اور اس کا
سوا حصہ آخرت میں کچھ بھی دیا جاتا تب بھی مشغولان بے دل کی یہی حالت ہوتی اور حضرت رحمتہ
لطیفین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے اس وقت بھی اسی طرح ہینوں جگہ برسوں کا سفر
۱۰۰۰ ہجرت کا قدیم قول ہے حدیث میں ہے اس امر کا خاکہ ہو گئے ہیں کہ جزا واجب نہیں ہوتی رد الزام

انتخاب کر کے دشوار گزار راستوں سے عبور کر کے فوج کی فوج اس آستانہ عالی کی زیارت کے لئے آئے ان کے مصاحب سفر افراد تمام تکالیف کا یہی سوا و ضرر ہے کہ وہ حقہ محبوب کی زیارت نصیب ہو جائے اور مرد و انبیاء کی مقدس جو کھٹ کی جبر سائی کی دولت مل جائے۔

سَلَامٌ عَلَىٰ أَتَوَابِ طَلْعَتِكَ الْخَيْرِ
أَمِيشْ لِبَهَا شُكْرًا وَاقْنِي بِهَا وَجْدًا
فَعَلَّكَ مِنْ تَعَطُّبٍ عَلَيْنَا يَنْظُرُ
شَرِي مَا أَمَوُ الْوَحِيدُ وَمَا أَيْدُ
وَأَنْتَ مَكَدُ الْعَبْدِ يَا غَايَةَ الْمُنَى
وَيَا سَيِّدَ أَقْدَمَا وَمَنْ جَادَ عَقْبُ
وَأَنْتَ إِرَادَتِي وَأَنْتَ وَرِسِيْلَتِي
فَيَا حَبْدًا أَنْتَ الْوَسِيْلَةُ وَالْفَصْلُ

مگر اس بارگاہ رحمت کرامت کی فیاضی کا نقشہ اس کے جو لوگ اس آستانہ عالی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے علامہ اس دولت بے بہا یعنی دیدار جلال بے مثال روحہ مردانہ انبیاء کے اور بھی بڑے بڑے اعلیٰ مراتب کا وعدہ کیا گیا ہے موت کے طور پر دو چار حیرتیں بھی جاتی ہیں۔
(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوتی ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اسی میری زیارت کے سوا اس کو کوئی کام نہ ہو تو میرے اور پروردی ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔
(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص شیخ کو بھر بھر میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اس شخص کے ہو گا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصد کر کے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے لئے دس ہجرتیں ہو گی اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام میں سے مر جائے گا اس کو اللہ تعالیٰ کے دان بے خوف و ڈر میں اٹھائے گا۔

حدیث ترجمہ۔ بار سوال اذکر کے روئے مبارک کے انوار پر سلام پہنچانے کی وجہ سے میں شکر کے زندہ رہتا ہوں اور ان کے سبب سے مجھ پر اگر گناہ ہوتا تو ان کو لاش اگر تو پہنچا دی طرف ایک نذر پھر جیتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ کبھی تمہارے ظاہر و باطن میں کیا حالت پیدا کی ہے یہاں اودے تمام مقاصد کی قدرت آپ (ج) غلام کی جاس کے پادشہ اور اودے ایسے مرد کو جو غلام آپ کے پاس آتا وہ مردار بن گیا جو اودا آپ کی برے مطلوبہ اور میرے (سید میر) میں کیا اچھے آپ و سید میر اور کیا اچھے مقصود میری اس۔

اختیار کر کے دشمنوں کا گھار ماستوں سے مجبور کر کے فوج کی فوج اس آستانہ عالی کی زیارت کے لئے آئے ان کے مصائب سفر اور تمام تکالیف کو اپنی دعا و تضرع سے کہ وہ حقہ محبوب کی زیارت نصیب ہو جائے اور مرد و بیاہار کی مقدس چمکٹ کی جب سال کی دولت مل جائے ۔

سَلَامٌ عَلَىٰ أَنْوَارِ طَلْعَتِكَ الَّتِي
لَمَسَتْكَ مِنْ قَطْعِطٍ عَلِيًّا يَنْفُتِرُ
وَأَنْتَ مَلَكُ الدُّعْبُدِ يَا غَايَةَ الْمُنَى
وَأَنْتَ إِرَادَتِي وَأَنْتَ وَمِثْلِي

مگر اس بار گاہ رحمت کرامت کی فاضل کا قہقہہ ہے کہ جو لوگ اس استثناء عالی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے غلامی اس دولت ہے یہاں یعنی دیدارِ جمال بے مثال روحِ سرورِ انبیاء کے اور بھی بڑے بڑے اعلیٰ مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے نمونہ کے طور پر دو چار چہرے پیش بھی جاتی ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوتی ہے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے، اے میری زیارت کے سوا اس کو کوئی کام نہ ہو تو میرے اور ہر ضروری ہے کہ اس قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو بے پھر میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اس شخص کے ہو گا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصد کرے کہ میری زیادت کو اُسے وہ قیمت کے دن میسر نہ ہو گا اور جو شخص عرض میں اس کے کسی مقام میں سے رطائے گا اس کو اللہ تعالیٰ کے دین سے خود کو توڑوں گا۔

حضرت محمد بن رسول اللہ ﷺ کے روئے مبارک کے انوار پر سلامِ حق کی وجہ سے یہ شکر گزشتہ وقتاً ہوا اور
 اس کے سبب سے وہاں اگرنا ہو جاتا ہوں لائی اگر آپ پہلی طرف ایک نگر وچھ لیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ یہاں سے
 ہوں یا نہیں کیا حالت پیدا کی ہے یہاں اعدائے تمام معاہدہ کی خلیفہ آپ (پتہ) تمام کی جائے پناہ یہاں سے اعدائے
 جسے سرور کو تمام آپ کے پاس آیا وہ سرور میں گیا ہو انا یہاں سے مطالبہ اعدائے میرے دسب میں : یہی کیا اچھے
 پادشاہ کی اہ کیا اچھے مقصود ہیں ۱۲۔

غضب بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ فضیلت صرف اسی زاد کے لوگوں کو نصیب ہو سکتی تھی اب اس کا وقت جانا
حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ محمد بن حرب ہلانی کہتے ہیں میں
میرے منترہ گیا اور قبر سرحد فیض کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ فرماتا ہے دلو انھما کا یہ اہل انہما اپنے لگا ہوں سے استغفار کرنا ہوں
اور آپ کو اپنا شفیع بنالے کے لئے آیا ہوں یہ کہہ کر وہ بہت حرا اور اس نے دلوئے مشوق میں دو شعر
عرض کئے کہ اس میں کا ایک یہ ہے :-

لنفس العفو آت نقابہ انت ساکنہ فیہ العفاف وفیہ النجود والکرم

محمد بن حرب کہتے ہیں اس اعرابی کے گوشت جانے کے بعد میں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اس اعرابی سے جا کر ملو اور اس کو بشارت دو کہ اللہ نے تیرے عتقا
یہی شفا عت سے بخش دیے اب باقی رہے مسئلہ کہ زیارت قبر شریف کا کیا حکم ہے یعنی وہ سنت ہے یا آپ
علمائے عقیقین اس کے واجب کے قائل ہیں اور احادیث سے انہیں کیا تائید ملتی ہے۔ چنانچہ ایک محدث
میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے حج پر ظلم کیا اسی مضمون کی اور بھی
احادیث ہیں اور حکم علیلہ کا صاف سے آج تک ملنا کہین زیارت پر رد و قدح کرنا اور نہ کہ زیارت کو حیدر
کہتا بھی اسی امر کی دلیل ہے کہ وہ لوگ زیارت کو واجب سمجھتے تھے وہ سنت یا استحباب کے ترک
پر ایسے سخت کلمات کا استعمال جیسے جاہلین زیارت پر ان لوگوں نے کیا ہے نہیں ہوا۔ علوہ ان سب

لے تو سچے بڑی جان امری پر خدا جنت میں آپ کہتے ہیں اس میں ہر چیز کا نیک ہے اور جہود کرم ہے ۱۲

لے کہ علیلہ صلیہ اس سنت پر نہ کے کہ قائل ہیں اور فقیہ ابن ہمام نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ نزدیک ہے یہی وہ
بعض علماء اس زیارت کے واجب ہونے کے قائل ہیں مثلاً ماہیہ قناسکی اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
سے کے معاشرہ میں۔ علمائے اہل کتب میں اس قول کو نقل کیا ہے اور اقامت ہر بھی اس قول کو قوی اور اعتبار کرنے کے لئے
الذی کہتا ہے۔ والٹر قالی الخ ۱۱۔

لکھ احادیث یہ تاکہ زیارت کے لئے عید و ولادت کی ہے اور اس کے تمام ہے کہ سنت واجب کے تاکہ یہ میری نہیں اور جو قیاس
صرف تاکہ واجب ہوتا ہے اور وہی کیا ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے ظلم کیا اور اس کو علیلہ کہیں
بعض لوگوں نے علیلہ کہتے کہ میری بہت مشغول سے مروی ہے اور اس وجہ سے اس کے صحت پر غریبی حکم نہیں
ہو سکتا اور میری من بالذاتی اور قیاسی قابل استدلال ہے اس سے احکام شرعیہ کا اثبات کیا جاتا ہے حوالہ اللہ عبدالحی
ساحب گفتاری نے لکھا ہے میں ان احادیث کو لکھتا ہوں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ اور ان کا صحت و نا صحت
کیا ہے اور وہ بھی سند ان کے صحت ہونے کی تصریح نقل کی ہے ۱۲۔

کے سلف صالحین کا صحابہ و تابعین کے زمانہ میں اس زیارت کی سعادت کے لئے اہتمام کرتا اور اس پر سخت اصرار رکھتا اس کے وجہ کی طرف صریح اشارہ کر رہا ہے۔

حضرت بلال النمریؓ کا خاص زیارت و فضلہ اقدس کے لئے شام سے مدینہ منورہ آتا بہت مشہور واقعہ اور صحیح روایت ہے۔ ابن مساکر نے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عروسی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت بلالؓ شام سے مدینہ آئے اور انھوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے بلال! یہ کیا ظلم ہے کہ تم کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے کیا خواب دیکھتے ہو؟ حضرت بلالؓ وہاں سے چل دیئے جب روضہ مقدسہ پر پہنچے تو بہت روئے پھر زمین رضی اللہ عنہما کے کپنے سے انھوں نے آذان دی جس سے ایک قیامت برپا ہو گئی اور حضرت سید المرسلینؐ کی وفات کا غم از سر نو تازہ ہو گیا! ائمہ دینؒ نے یہ سچ کر ان کی عجیب حالت دیکھی۔ اور بغیر اذان تمام کئے اور کئے۔

حضرت امیر المؤمنین عروسی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعبہ احبار مسلمان ہوئے تو حضرت عمرؓ ان سے فرمایا کہ اے کعبہ کیا تمہارا ہی کا ہمسایہ ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ چلے اور وہ انبیاء کی زیارت کو چنانچہ کعبہ احبار ان کے ہمراہ خاص زیارت کے لئے مدینہ منورہ آئے پھر حضرت عمرؓ نے مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے جو کلام کیا وہ یہ تھا کہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور حضرت روضۃ العالمینؑ کی جناح میں ہم تمام ادب سلام عرض کیا۔

حضرت ابن عمرؓ کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضہ مقدسہ پر حاضر ہو کر جناب نبویؐ میں سلام عرض کرتے لہذا مالک اپنے مؤلف میں روایت کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تم کبھی کبھار کہ حضرت ابن عمرؓ شریف کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے تھے انھوں نے کہا ہاں دیکھلے، اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے وہ قبر شریف پر کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ اللہ سلام علیک انبیاء! اللہ سلام علی بنی بکر! اللہ سلام علی اہل بیت!۔

حضرت عمرؓ نے عہدِ حضورؐ شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے خاص اس لئے کہ وہ ابن کا سلام بڑھکا دیا کرتا یہاں پہنچا دے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

اس قسم کی اچھی بہت سی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین اس زیارت پر کیسے دلدارہ تھے اور اس کے لئے کتنا اہتمام کرتے تھے اور حقیقت مومن کے لئے حق سبحانہ کے دیوار کے بعد اس سے زیادہ اور کون دولت اور نعمت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس قبلہ نور کی

زیارت کرے اور اس کس بیگیاں کی گناہ ہر دو جہان کی خدمت میں سلام عرض کرے اور اس کے
جواب سے مشرف ہوئے

ایسا سعادت جزو بار و معیت ۱۰۰ بخلفہ خدا سے بخشندہ

اس نعمت عظمیٰ کا لطف اسی شخص صبر و پیچھے جس کی قسمت نے یاری کی اور اس ثمرت
کی چاشنی اس کو مل چکی ہو اور خدا نے اس کو قلب سلیم اور ایمان کے ساتھ وصیت سے ممتاز
فرمایا ہو اس سے زیادہ ہد نصیبی اور کیا ہوگی کہ بعض لوگ اس زیارت باسعادت کو یا اس کے لئے
سفر کرنے کو ناچاؤ کہتے ہیں اور اپنی خوش فہمی سے اس پر ناواں ہیں سنا ہے کہ بعض لوگ حج
کر کے اپنے وطن لوٹ آئے اور مدینہ منورہ نہ گئے ہمارے افسوس اس سے زیادہ عسرومی اور
کیا ہوگی۔

اگر علمائے سلف میں سے کسی کو غلط فہمی ہوگی اور بطور خطائے اجتہادی کے وہ اس امر کا تائیل
ہو گیا کہ اس زیارت مقدسہ کے لئے سفر ناچاؤ ہے تو خدا غفور و رحیم ہے امید ہے کہ بخش دے
کیونکہ وہ خطائے اجتہادی پر مؤانذہ نہیں کرتا لیکن بعد ظاہر ہو جائے اس کی خطا کے اس کی
تقلید کرنا بہت ایک سنگین جرم ہے جو کسی طرح قابل معاف کرنے کے نہیں۔

علماء فحیح الاسلام ابن تیمیہ اس امر کے قائل تھے کہ اس زیارت مقدسہ کے لئے سفر ناچاؤ ہے وہ
بخاری کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں لا تشدد والوجل الا الاثنتین مسجد الحرام
ومسجد الاقصیٰ ومسجدیٰ ترجمہ ہے کیا وہ نہایت بڑے جاتین (یعنی سفر کیا جائے) مگر
تین مسجدوں کی طرف، مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس اور میری مسجد یعنی مسجد نبوی صلی
حدیث کا یہ مطلب یہ ہے کہ ان مساجد کے سوا کسی اور مقام کی زیارت کے لئے سفر کرنا چاؤ نہیں
نکلا اس حدیث سے ان کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے
کسی اور مسجد کے لئے سفر نہ کیا جائے قادر تعوی بھی اسی کا حقیقی ہے کیونکہ جب مستثنیٰ اور مذکور نہیں ہوں تو
دہاں وہی چیز مستثنیٰ نہ ہوتی ہوتی ہے جو مستثنیٰ کی چیز جس میں وہ ہیں یہاں مستثنیٰ مساجد ثلاثہ ہیں۔ لہذا مستثنیٰ نہ بھی
مسجد ہی کے قبیل سے ہونا چاہیے پس اس حدیث سے اگر عدم جواز ثابت ہوگا تو ان تین مسجدوں کے سوا کسی
اور مسجد کی زیارت کے لئے سفر کرنے کا کہ زیارت غیر مسجدین یا اور صلواتی کے مستثنیٰ کی زیارت
کے لئے سفر کرنے کا مثلاً کوئی شخص مدینہ کی جامع مسجد کی زیارت کے لئے سفر کرے (باقی صفحہ ۶۰۹ پر دیکھئے)

زیارت کا طریقہ اور اس کے آداب

(۱) جو کوئی حج کرنے جائے اس کو چاہیے کہ اگر حج فرض ہو تو پیشتر حج سے فراغت کرے پھر زیارت کے لئے جائے اور اگر حج فضل ہو تو اختیار ہے چاہے پہلے زیارت کر لے بعد اس کے حج کرے چاہے پہلے حج کر لے بعد اس کے زیارت کو جائے یہ سب صورتیں اس حالت میں ہیں کہ جب حج کے لئے جائے یا راستہ مدینہ منورہ کی طرف سے مدینہ منورہ ہی میں مدینہ منورہ ملتا ہو جیسے اہل شام کہ وہ

(جیسا حنفیہ از صفحہ ۱۲۳) ۲۱۲ کے تو یہ ناجائز ہو گا۔ اور اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے گئے تو ناجائز ہو گا۔ ایسی مطلب اس حدیث کا بیان کیا ہے کہ عمر فاروقؓ نے منہل شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے اور اسکی مطلب کی تفسیر سنایا امام احمد کی حدیث سے یہ بتاتی ہے وہ اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں: لَا يَتَخَبَّرُ الْمَسْجِدَ إِلَّا بِسُجْدَةٍ وَحَالَهُ إِلَى مَسْجِدٍ (یعنی فیہ الصلوۃ غیراً لمسجد) الخسارہ والمسجد الا قسوی ومسجدی ترجمہ نماز پڑھنے والے کو زیارت نہیں کہ سوا کعبہ اور بیت المقدس اور میری مسجد کے کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کرے۔ لیکن اب ناگوئی تھوڑی ہے درہا حدیث کی مخرج خود بخود ہے ہو گئی۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ بخاری کی حدیث سے زیارت تبراقدس سرور انبیاء کے لئے سفر کی حائض ثابت ہوتی ہے احادیث ہم حاشا کوئی ذی علم منصف ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ سوائے تین مسجدوں کی زیارت کے اور کسی کام کے لئے سفر جائز نہیں تو چاہئے کہ طلب علم اور کسب معاش اور ملاقات اہل باطن و اعتراف و کسب حاجت کرنے کے لئے بھی سفر جائز ہو مالا کیا اس کا کوئی ثانی نہیں علاوہ اس کے زیارت تبراقدس کے لئے معصای کا سفر کر کے آنا اور ہرگز اس زیارت کے لئے سفر کرنے کی ترغیب دینا جیسا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہیں ہے جو علامہ ابن قیمہ یا ان کے ہم خیال لوگوں نے سمجھا ہے۔ پھر خاص احادیث نبوی جو ترغیب زیارت کے باب میں وارد ہوئی ہیں اور تاکہ زیارت کے لئے دلیلی احادیث میں وارد ہوئی ہے اس کا کیا جواب دیا جائے گا۔ علامہ لکھنوی مولانا شاہ محمد علی اور عین الملک نے صریحاً اس مسئلہ پر بحث فرمودہ جس سے متاثر ہو اٹھا جس میں علامہ موصوف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عقیدے کی پوری تفسیر کر دی ہے اور ان کے کام شجاعت کا کافی جواب دیا ہے اس امر میں کہ ان کی آخری کتاب اس مسئلہ کی رد المذاہب المذکورہ و زیارات میں چھپ چکی ہے جو زیارات فقہیں کتاب ہے آج تک دوسری طرف سے اس کا جواب نہیں ہوا جس کو اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق منظر ہوا اس کتاب کو دیکھو گا

مکہ آجائیں اور پہلے ان کو مدینہ منورہ ملے گا تاہیں ایسی حالت میں خواہ لخواہ مکہ سے پہلے زیارت کرنا چاہیے
 حج فرض ہو یا نفل کیونکہ باوجود اس قدر قرب کے پھر زیارت کا ترک کر دینا ہزارت بد بختی اور قیاد
 قلبی کی دلیل ہے۔ (رد المحتار)

(۲) اذان کو چاہیے کہ عیب زیارت کے لئے چلے تو یہ نیت کر کے کہ میں قرآن قدر میں دامہ راو مسجد
 حضرت خیر البصر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے سفر کرتا ہوں طریض یہ کہ اس سفر کے دو مقصد
 ہوں زیارت قبر شریف بھی اور زیارت مسجد شریف بھی (رد مختار وغیرہ)

(۳) جس وقت سے مدینہ منورہ کی طرف کوٹھا کرے اپنے ذوق و شوق کو ترقی دے اور اس
 دل کو ہزارت دے کہ انشاء اللہ اب منقریب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب
 چاہتی ہے اور سوا ان خیالات کے اور کسی قسم کے خیالات اپنے دل میں نہ آئے لے اور راہ پھر دو
 شریف کی کثرت رکھے سوا اوقات نماز کے اور قضا کے حاجت کے اسی مہارت غفلتی میں مشغول
 رہے و در شریف سے بہتر کوئی ذریعہ بارگاہ رسالت میں تقرب کا نہیں ہے، اور وہ در شریف کی کثرت
 سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال ہے مثال کی زیارت نصیب ہوتی ہے، خصوصاً مدینہ
 کے قریب پہنچ کر وہ در شریف کی کثرت کرنا عجیب ہی ثمرہ دینا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

عس یجیب فیما کا حار ہے ان شاء اللہ بن صلاح اور امام نووی نے اسی کو ترجیح دی ہے اس میں وہ راہ
 نے کما شکر محقق ابن ہمام حج اللہ یخرجہا میں لکھتے ہیں کہ اس بندہ چہ کے نزدیک اولیٰ ہے کہ صرف قبر طریض
 کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وجہ پہنچ جائے گا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہو جائے گی یا کہ پھر وہ راہ
 حق تعالیٰ کو ترجیح دے تو وہ دونوں کی زیارت کی نیت سے سفر کرے کیونکہ صرف زیارت قبر شریف کی نیت
 سفر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کا اجلال زیادہ ہے اور اس حدیث کے ہر
 بھی ہے جو حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور اس کو اور کوئی کام نہ ہو
 برحق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں، علامہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں کہ حق نے نقل کیا
 حضرت حارث مہاجری علیہ السلام حج کے علاوہ خاص زیارت کے لئے اپنے وطن سے مدینہ آتے تھے تاکہ اس
 میں سوا زیارت کے اور کچھ راہ کا مقصود نہ ہو فتح عبدالحق محدث دہلوی جناب انصار میں لکھتے ہیں کہ
 ہے کہ مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت کرنا منافی اختصاص کے نہیں ہے اور اس مسجد کی زیارت بھی تو خاص اس
 نسبت سے کہ حق ہے لہذا اس کی زیارت کی نیت بھی میں تعظیم کی ہی کی ہے ۱۱۰

چند فرشتوں کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی زیارت کے لئے آنے والا ہو وہ شرطیں پڑھتا ہے تو وہ فرشتے حضور نبویؐ میں جا کر عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا حضرت کی زیارت کے لئے آتا ہے اور حضرت اپنے پیچھے سے پہلے تھخہ حضور کے لئے بھیجا ہے خیال کرو کہ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ اس سرورِ دو عالم کے سامنے تمہارا اور تمہارے باپ کا نام لیا جائے اور تمہارا تھخہ پیش کیا جائے۔

جاں سید ہم در آرد دئے قاصد آخر باز گو در مجلس آن تازنین حریفے کہ از نامی رود
(۴) افتائے ماہ میں جس قدر مقامات متبرک ہیں مثلاً وہ مساجد جن میں سفرت میں المسلمین نے نماز پڑھی یا اور اسی قسم کے مقامات ان سب کی زیارت سے مشرف ہوا اور جب ذوالخلیفہ کی مسجد میں پہنچے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

(۵) جب حرم شریف طیبہ مکرر قریب آجائے اور وہاں کی عمارات اور مقامات دیکھائی دینے لگیں تو نہایت خشوع اور خضوع اور سرت اور فرحت کو اپنے دل میں جاگہ دے اور اس امر کا تصور کرے کہ اب ہم سلطانِ عالم کی بارگاہ میں پہنچنے چاہتے ہیں اور مقام مقدس کی عظمت و جلال کا خیال بیش از بیش رکھے اور کوئی بات خلاف ادب اپنے سے سرزد نہ ہونے دے وہ وقت ہے کہ جن کے دل نور یا یاقوت سے مشور ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے سینوں میں مشتعل ہوتی ہے اور ایک عجیب و حد و سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر ان کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اس بے خودی کی حالت میں کبھی کسی سے کوئی بات خلاف شرع بھی صادر ہو جاتی ہے۔

وقت آن آمد کہ من عریاں شوم	جسم بگذرم سرسریاں شوم
بسے بار مہر بانم می رسد	یونگی جانان سوئی جانم میرسد
باز آمد آب مادر جوئے ما	باز آمد شاہ مادر کوئے ما

اور اگر کسی شخص کو یہ حالت نصیب نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ یہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے اور ذوق و شوق و اہل کی ہی صورت بنائے انشاء اللہ اگر کچھ دیر یہ تکلف یہ حالت اپنے اوپر قائم رکھے گا تو پھر خود بخود ایک اصلی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

پھر جب جبل مغربہ کے قریب پہنچے تو اس پر چڑھ کر عمارات مدینہ منورہ کا مشاہدہ کرے اور اس شہر مقدس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو تھنک دے یہ بات ایک ذوق و شوق کی ہے اس کو سہولت دیکھنا چاہیے۔

پھر جب یہ منہ بالکل سامنے آجائے تو یہ خیال ادب اور بے مقتضائے شوق اپنی سوار کی
اثر پڑے اور اگر ممکن ہو تو وہاں سے مسجد شریف تک پیادہ پا جائے جب قبیلہ عبدالقیس کے لوگ
حضور نبویؐ میں حاضر ہوئے تھے جیسے ہمایوں کی نظر اس جمال پاک پر پڑی بغیر اس کے کہ اوٹ
ٹھٹھائی ہے اختیار اپنی سواروں سے نیچے آگئے اور حضرت نے انھیں منع نہیں فرمایا پھر جب
شریف درہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
سلام و ادب عرض کرے بعد اس کے یہ دعا مانگے اللھم صعد ادرم نہیک و صہبت و جہ
فاصوننی بالداخل فیہ واجعلہ لی وقایۃ من النار واما نامن العذاب و
اجعلنی من الفائزین بشفاعۃ المصطفیٰ یوم القیامہ۔

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴

بر ذہنیہ کہ نشان کعبہ پائی تو بود ساہما سجدۂ ارباب فکر خواہد بود

(۷) مدینہ منورہ کے اندر پہنچ کر سب سے پہلے مسجد شریف میں بقصد زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جاتے اور اس کو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھتے ہاں اگر یہ سمجھ لیں کہ اگر وہاں سے اللہ تعالیٰ کا رحم ہے اور تیری دلی کے اترنے کی جگہ ہے پس مجھے اس میں داخل ہونے کی وجہ نہایت کمزور اور کمیرے سے کافور سے بچنے کا اندیشہ اور مذہاب سے امان (کاباحت) بناوے اور مجھے اپنی کوتاہی سے کہیں کہ قیامت کے دن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

عصہ بعض جاہل لوگ سنیہ متورہ کے اندو اعلیٰ ہوئے کے لئے احرام کا لباس پہنتے ہیں یہ بالکل بے اصل ہے۔
احرام کا لباس مگر معتبر کے لئے خاص ہے (جناب الفکر) ۱۱

بھر جب مدینہ منورہ پہنچے اس وقت اس نے اپنے توبہ خیال کو بڑھایا اور یہ مقتضائے شوق اپنی سواری سے اتر پڑے اور اگر ممکن ہو تو وہاں سے مسجد شریف تک پیادہ چاہے جب قبیلہ عبدالقیس کے لوگ حضور نبویؐ میں حاضر ہوئے تھے جیسے ہی ان کی نظر اس حال پاک پر پڑی بغیر اس کے کہ اونٹ کو بٹھاتیں بے اختیار اپنی سواریوں سے نیچے آ گئے اور حضرت نے انھیں منع نہیں فرمایا پھر جب حرم شریف مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام و ادب عرض کرے بعد اس کے یہ دعا مانگے اللہم هذا حرم خدیث و مصیبت و حرج فامنن لی یا اللہ دخول فیہ و اجعلہ لی وقایۃ من النار و امانا من العذاب و اجعلنی من الفائزین بشفاعۃ المصطفیٰ یوم العذاب۔

(۱) مدینہ منورہ کے حرم شریف میں داخل ہونے کے لئے خوب اچھی طرح غسل کرے اور اگر غسل کا کرنا حرم شریف کے باہر ممکن نہ ہو تو بعد داخل ہونے کے زیارت بقعہ اقدس کے لئے جانے سے پہلے غسل کرے اور خوشبو کا استعمال کرے۔ (۲) عذرہ لباس جو اس کو میسر ہو پہنے بہتر ہے کہ سفید چھڑے ہوں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس سے زیادہ رغبت ہے اور نہایت ادب و حلم و وقار سے مدینہ منورہ کی زمین مقدس پر قدم رکھے اور اس بات کا خیال ہر وقت دل میں رکھے کہ یہ وہ پاکیزہ زمین ہے جس سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم ملے۔ (۳) اس کی بات ہے اور نہ ہی گلی کو چھے ہیں جہاں مرد و انبیاء کے اصحاب چلتے پھرتے تھے رضی اللہ عنہم وارضاء ہم) درحقیقت وہ زمین تو اس قابل ہے کہ وہاں آدمی سر کے بل چلے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

برزینے کو نشان کف پائی توبہ و ماہما سجدۃ ارباب نظر خواہ۔ (۴) مدینہ منورہ کے اندر پہنچ کر سب سے پہلے مسجد شریف میں بقعہ زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جائے اور اس کو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھے ہاں اگر کچھ کہے کہ اگر عہد ۱۱۰۰ سے عشرہ تیرے نبی کا حرم ہے اور تیری دہی کے اترنے کی جگہ ہے پس مجھے اس میں داخل ہونے کی دولت عطا فرما کہ اور اس کو میرے لئے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور خطاب سے امان (کا باعث) بنائے اور مجھے ان لوگوں میں سے کوئی کو قیامت کے دن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ (۵) بعض جاہل لوگ مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے کے لئے احرام کا لباس پہنتے ہیں یہ بالکل بے اصل ہے احرام کا لباس مکہ معظمہ کے لئے خاص ہے (جذب الملقوب) ۱۲

باب وغیرہ اچھے طور پر رکھ دیا جائیگا تو ان اسباب و طریقہ حفاظت سے دیکھ کر اطمینان زیادت کئے
گئے اور مسجد شریف میں داخل ہوتے ہوئے دعا پڑھے اور وہ باطلہ بسبب اللہ اسلام علی
رسول اللہ اسلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور مسجد شریف
میں نہایت ادب اور احترام کے ساتھ داخل ہو پہلے ہاتھ پاؤں مسجد میں رکھے اور یہ بات دل میں بر وقت
ہے کہ یہ مسجد حضرت خاتم الانبیاء کی مسجد ہے یہ وہ مسجد ہے جہاں مرد و انبیاء نماز پڑھتے تھے و غلط
تھے اٹھکان کرنے تھے یہاں وہی اترتی تھی جبریل آتے تھے اور مسجد شریف میں داخل ہونے
پہلے مستحب ہے کہ کچھ صراحت فقرائے عربینہ طیبہ کو دیدے اور مسجد شریف میں پہنچ کر اعتکاف کی نیت
رے اگر حضورؐ کی ہی ور کے لئے ہو کیونکہ یہ ایک بے مشقت عبادت ہے جس کا ثواب بہت زیادہ
ہے اللہ چاہے کہ ہر مسجد میں داخل ہونے وقت نیت اعتکاف کی کر لیا کرے مفت بے مشقت ثواب
تا ہے اس کو ہاتھ سے نہ جانے دے پھر مسجد شریف میں منبر اقدس کے قریب دو رکعت نماز بنیت
بیتہ المسجد پڑھے اور اس نماز میں زیادہ طول نہ دے صرف قل یا ایہا الکافرون اور قل ہوا اللہ پر
شکاکرے بعد تحیتہ المسجد کے دو رکعت نماز شکرہ کی پڑھے کہ حق تعالیٰ نے بخش اپنے فضل و کرم
سے اس کو یہ دولت نصیب کی اور اس بارگاہ عظمت و جاہ میں اس کو پہنچایا جس کی آستان ہوسا
لی تمنا میں بڑے بڑے قدر کی جان دیتے ہیں۔

(۸) نتیجۃ المسجد اور نماز شکر کے بعد زیارت کی طرف متوجہ ہو اور یہ کچھ لے کر میں اب با عظمت
بارگاہ میں جاتا ہوں جس کے سامنے تمام دنیا کے بر جلال بادشاہوں کی کچھ بھی وقعت نہیں جو خدا
کے تمام نیک بندوں کا سردار اور سب سے زیادہ اس کا مقرب اور محبوب ہے اور خدا سے دعا کرے کہ
لے اللہ اس مقام مقدس کے لائق ادب اور تعظیم کی مجھے توفیق دے اور میرے دل اور اعضا کو

سے قرب میں دخیل ہے خدا کی چناہ مانگتا ہوں اللہ کا نام لے کر دامن میں داخل ہوتا ہوں رسول خدا پر سلام
جو۔ اسے نبی آپ پر سلام ہمارے خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ دعا ہر مسجد میں داخل ہونے وقت خوب ہے
سے غصہ کے نزدیک اگر جو حضورؐ کی دیر کا اعتکاف صحیح نہیں لیکن فضائل میں خیر نہ مہیب پر عمل کر لیا دوست
ہے بشرطیکہ اپنے دل پہلے کہہ دے اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
یہ نام کی تحریر میں پڑھئے تو ان کے دل سے ایک ایسی روشنی نکلی جس نے آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کر دیا اور ہم
اپنے مقام میں کھڑے تھے کہیں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ مقام اپنی ہیئت سے حشر کو یاد دلانا تھا ۱۲۔

نام خلاف ادب باتوں سے معذور کہ سچ ہے کہ غیر و ناریت ایرو کی کے اس درگاہ عرض اشتباہ کی شان کے
لکن ادب و تعظیم کسی کے مکان نہیں ایک ذرا دردادہ کہتا ہے کہ

فلما اتینا قبر احمد لا حزن ^{لہ} سناء ضیاء اجعل انشئس والبدوا

وقبنا مقاما مشہدا ^{لہ} انا ید کس نامن فوط حبیبۃ المحشرا

غرض جس قدر اس کے مکان میں ہو خواہ رو باطن سے تعظیم و ادب بخشود و خضوع کا کوئی
دقیقہ اعتقاد رکھے شیخ عبدالحق محدث دہلوی جناب القلوب پر لکھتے ہیں کہ جن باتوں کی غریبت میں
ممانعت ہے مثل سجدہ کرنے زمین پر مسترد کہتے اور کثرت شریف کے بوسہ دینے وغیرہ کے ان امور سے پرہیز
کرنے اور یہ خوب کچھ لے کر ان باتوں میں کچھ بھی ادب نہیں ادب تو فرما جوداری اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کی ہر روزی میں ہے ہاں اگر عالیہ شوق و بیخودی میں کسی سے کوئی بات صادر ہو جائے
تو وہ معذور ہے پھر نہایت ادب کے ساتھ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سر مبارک کی طرف
مند کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ اور اس بات کا یقین کرے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاضری سے واقف ہیں اور اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کے سلام کا جواب
میتے ہیں اور اس کی دعا پڑھتے ہیں اور نہایت لطیف و عنایت اس شخص کے حال پر قرا رہے
ہیں اس خیال کو خوب پختہ کر کے نہایت دردناک اور با ادب آواز میں نہایت شوق و ذوق کے ساتھ
مستدل آواز سے عرض کرے۔

السلام علیک یا مسیحی یا رسول

اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام

علیک یا حبیب اللہ السلام علیک

یا نبی ارحمہ السلام علیک یا شفیع

الاممہ السلام علیک یا سید المرسلین

السلام علیک یا خاتم النبیین السلام

علیک یا مزل السلام علیک یا صلوات

السلام علیک وعلیٰ اصوالت الطیبین

آپ پر سلام ہو اے میرے مردارائے خدا کے رسول
آپ پر سلام ہو اے خدا کے نبی آپ پر سلام ہو اے
خدا کے پیارے آپ پر سلام ہو اس کے نبی مراد رحمت
آپ پر سلام ہو اے امت کی شفاعت کرنے والے
آپ پر سلام ہو اے سب رسولوں کے سرور آپ پر
سلام ہو اے نبیوں کے مہر آپ پر سلام ہو اے
مزل آپ پر سلام ہو اے مزل سلام ہو آپ پر اور آپ
کے پاکیزہ باپ دادوں اور آگے الہی بیت پاک پر جن

عہ سلام کرانے کے جرم کے خلاف ایک شرط یہ ہوگی کہ اس بات کا تصریح کرے کہ

لہ ترجمہ معنی سلام ہو اے خدا کے رسول

اھل بیت الطاہرین الذین اذهب
لہ عنہم الرجس وطمہرہم تطہیرا
والی اللہ عنا افضل ماجزئی شیعہ اہل
ومہ وراسولہ عن ائمۃ الشہدائک
سول اللہ قد بلغت الرسالۃ ولویت
وامازۃ ونصحت الامۃ واوفحت
حجتہ وجاہدت فی سبیل اللہ حق
بجہادہ واقمت الذین حق انک یقین
صلی اللہ علیک وسلم وعلیٰ عترتہ
کان نشوف یحلول جسمک الکریم
یہ صلوۃ وسلم ما دامین من رب
تعلیمین عدو ما کان وعدہ ما ینکوت
حاضر اللہ صلوۃ الفضل کلامہا
باسر سول اللہ نحن وفدک وزواجہ ک
نشرفنا بالحلول بین یدیک وقد
جنتک من بلاد وشماعہ واعلنت
لعبیدۃ تقطع السہل والوعر یقصد الابرار
لتنقوۃ بیضا فانتک واشتغل الی ما شرک
ومجاہدک وانقیام بقضاء بعض حقت
والاستغفار رب الی ربنا فان الخطایہ
قد قصمت ظہورنا والا ولنا قد
انقلبت کو اھلنا وانت الشافع الشفع

الشرع نے کیا ہے کہ درود کر دیا اور ان کو خوب پاک
کر دیا اللہ آپ کو ہم سب کی طرف سے جزائے ان
جہادوں سے بڑھ کر جو اس نے کسی نبی کو اس کی قوم
کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کے
طرف سے دیا ہو یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے
رسول ہیں آپ نے خدا کے پیغام پہنچائے اور
امانت ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی کی اور دین
حق کی دلیل روشن کر دی اور اللہ کی راہ میں خوب
جہاد کیا اور دین کو مضبوط کر دیا یہاں تک کہ آپ
کو موت آئی اللہ آپ پر صلوٰۃ اور سلام بھیجے اور
اس بزرگ جگہ پر جو آپ کے جسم کریم کے حلول سے
مشرق ہے ایسے صلوٰۃ سلام جو بہ اعلیٰین کی
طرف سے ہمیشہ میں ان چیزوں کی تعداد کے موافق
جو ہو چکیں اور جو خدا کے علم میں ہونے والی ہیں
ایسی صلوٰۃ کہ جس کی انتہاء ہو یا رسول اللہ تم
آپ کے کھان اور آپ کے حرم کے دائرہ میں آپ کے
سامنے حاضری سے مشرف ہوئے ہیں اور بیشک
ہم دور دراز شہروں اور بے حد مقامات سے نرم
اور سخت زمین کو قطع کر کے آپ کے پاس آپ کی
نذرت کے بارہ سے آئے ہیں تاکہ ہم آپ کی شفاعت
سے اور آپ کی بخششوں سے اور آپ کے وعدوں
سے اور کسی قدر آپ کے حق ادا کرنے سے اور آپ

عہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت سے خطاب کر کے فرمایا ہے کہ ہم آپ کی شفاعت سے
بڑی شفاعت کا وعدہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم آپ کی شفاعت سے بڑی شفاعت کا وعدہ ہے۔

الموعود بالشفاعة المحظون والمقام المحمود
والوسيلة وقد قال الله تعالى ولوالهم
اذ تطلبوا انفسهم هرجاء ولكم استغفر
فرثه واستغفر لهما الرسول ليعجلوا
الله قوابل رحيم او قد جئناك ظالمين
لا انفسنا مستغفرين لذنوبنا فاشفع لنا
الى ربك واسئله ان يثبتنا على سنتك
وان نخلصنا في امرتك وان يورثنا
حوضك وان يسقينا من كاسك غير
خراباء ولا مثله اى الشفاعة الشفاعة
الشفاعة يا رسول الله ربنا اعصر لنا
والاخوان الذين سبقونا باليمان
ولا تبطل في قلوبنا غلاظت الذنوب
ربنا انت روف رحيم

کی شفاعت سے اپنے پروردگار کے سامنے ہوا
ہوں کیونکہ ظالموں نے ہماری بیعت کو توڑا تھا
اور گناہوں نے ہماری مثالوں کو بوجھل کر دیا
اور آپ شافع مقبول الشفاعة ہیں جن سے بڑی
شفاعت اور مقام محمود کا وعدہ کیا گیا ہے اور
بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ جب اپنی
جانوں پر ظلم کر چکے تھے آپ کے پاس آتے پھر
وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان
کے لئے استغفار کرتے تو بیشک اللہ کو بخشنے والا
مہربان ہاتے اور ہم آپ کے پاس اپنی جانوں پر
ظلم کر کے اپنے گناہوں سے استغفار کو کے آئے
ہیں پس آپ اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت
کیجئے اور اس سے دعا کیجئے۔

ہم کو آپ کے طریقہ پر موت دے اور ہمارا آپ
کے گروہ میں شکر کرے اور ہمیں آپ کے حوض پر پہنچائے اور آپ کے جام سے ہمیں سیراب کرے اور ہم نہ
دوسروں کی مشورت سے شفاعت کیجئے شفاعت کیجئے یا رسول اللہ اسے پروردگار بخش دے ہم کو اور
ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ رکھ رہے
پروردگار ہمارے بیشک تو شفقت کرے والا مہربان ہے۔

زیادت کرنے والے کو چاہیے کہ جو دعا وہاں پڑھے اس کے معنی ضرور معلوم کر لے، مصلحین زیادت
جو دعائیں اس وقت پڑھاتے ہیں اگر ان کے معنی نہ معلوم ہو سکیں تو پھر اپنی زبان میں بھی جس وقت جی
چاہے عرض محض کرے اور اپنے ذوق و شوق کو نہ روکے مگر ارب کا خیال، بیش از بیش سکے بعض
علماء نے لکھا ہے کہ اس مقام مقدس میں زیادہ گوئی بھی خلافِ سبب ہے لہذا صرف صلوة و سلام پر
کتفا کرنا کافی ہے مگر یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ جو مشتاق و دہمند ہزار امیدوں کے بعد اس قدر
معائب سفر برداشت کر کے اپنے حبیب کی خدمت میں پہنچا ہوا ہے کچھ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دل
کا کینہیت بھی اچھی طرح عرض نہ کرے، بڑا ظلم ہے کہ اس وقت اس سے کہا جائے کہ تو اپنے

سوز و شجاعت کو دل کے دل ہی میں رکھ جب اپنے عرض و نیاز سے فارغ ہو تو اپنے دوستوں میں سے جس شخص نے عرضِ سلام کی وصیت کی ہو اس کا سلام حضرت سید المرسلین کی خدمتِ اقدس میں عرض کر دے کہ یا رسول اللہ فلاں ابن فلاں نے حضور کو سلام عرض کیا ہے حضور اس کے لئے پردہ و گار بزرگ سے شفقت کریں تاہم میں جو اقبال مند خوش نصیب ہوں اور اس کو یہ دو نعمت نصیب ہوں حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے وہ مشرف ہو اس سے۔

نہایت التجا کے ساتھ میری وصیت ہے

میں اس قدر ہے متقدر کا سلام بھی اس کے آقاؐ کی نامدار کو پہنچا دے کہ یا رسول آپ کے ادنیٰ غلام و آلہؑ
 اپنا نام علیؑ نے حضورؐ کی جناب میں سلام عرض کیا ہے اور آپ کے لطف و کرم اور رحمت و شفاعت کا
 امیدوار ہے یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور وقوفِ رحیم فرمایا ہے یا رسول اللہ آپ
 کی رحمتِ طاقت تو خدا کی تمام مخلوق پر محیط ہے یا رسول اللہ خدا کی مخلوق میں میں بھی ہوں بلکہ میں آپ
 پر ایمان لایا ہوں اگرچہ نیک بندوں میں نہیں لیکن آپ کی امت کے گنہگاروں میں تو ہوں سے

تو ابرہہ رحمتی آن ہے کہ گلے
 د آخِر رحمتہ للعالمین
 کئی بر حال لب خشکوں چھاسے
 د محروماں چہر افاقہ لشیبہ

اللہ صل علی سیدنا محمد و آلہ و سلم
 جو شخص میری اس وصیت کو پورا کرے حق جل شاد اس کو بظیفیل حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
 کے جہانِ خیر دے اور صلاح و دنیا تا آخرت اس کو نصیب کرے اور ایمان پر اس کی زندگی ختم
 کرے آمین سے

سلا می یا حبیبہ الصبیحہ سلیم
 لا من قرونی صد ری ہو لا
 فہ جسمی خدا ہر وقت بعید
 بعین یا طن قلبی سیرا لا

جب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اس طریقہ سے سلام نیاز پاتا اور اپنے
 احباب کا عرض کر چکے تو حضرت امیر المؤمنین امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے
 سامنے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر اس عبادت میں سلام عرض کرے۔

السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم السلام علیک یا
 آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے خلیفہ آپ پر سلام ہو اے رسول خدا کے خلیفین

صاحب رسول اللہ وانیسہ فی الغار
ورقیقہ فی الاسفار وایمنہ فی الاسرار
جزاك اللہ عنا افضل ما جزى الامان
امۃ نبیہ فالقد خلفتہ باحسن خلف
وسلک طریقہ ومنہا حۃ خیر وصالک
وقالت اهل المودۃ والابنۃ ومجرب
الاسلام وشیدات اركانہ فکنت خیر
امام ووصلت الیہ خالصہ تزل قائماً
بالحق ناصر الدین ولاہلہ حتی اتاک
المیقین سل اللہ سبحانہ لئلا و امر
حبیبک والخصیر مع حزبک وقبول زیارتک
اسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اور قارئین ان کے انیس اور سفروں میں ان کے
رفیق اودان کے رازوں کے امین الشہاد کو
ہمدی طرف سے جو اسے ان تمام جناتوں سے
بڑھ کر جو اس نے کسی امام کا سہ کے نبی کی امت
کی طرف سے دی ہو بیشک آپ سنی کی خلافت
بہت اچھی کی اور ان کے طریقہ اور روش پر چلے
اور آپ نے مردوں اور بدقیوں سے جنگ کی
آپ نے اسلام کی بنیاد ڈالی اور اس کے ارکان
بلند کر دیے ہیں آپ بیت اچھے امام تھے اور
آپ نے رسول خدا کی تربیت دانوں کے ساتھ
نیک خلوک کیا اور ہمیشہ حق پر رہے اور دین
اور اہل دین کے مددگار رہے یہاں تک کہ آپ کو
نوبت آئی آپ اللہ رحمت سے ہمارے سے اپنی رحمت کے دوام اور اپنی رحمت میں مشور ہونے اور ہمارے
نیابت کے مقبول ہونے کی دعا کیجئے آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ۔

پھر حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی عادات ہیں انکی
ادب کے ساتھ کھڑا ہوا اور ان کو سلام کہے اس عبادت سے ۔

اسلام علیک یا امیر المؤمنین السلام
علیک یا مظهر الاسلام السلام علیک
یا مکی الا عن اجزالک اللہ عنا افضل
الجزاء لقد نصرت الاسلام والمسلمین

آپ پر سلام ہو اے امیر المؤمنین آپ پر سلام ہو
اے اسلام کے غالب کرنے والے آپ پر سلام ہو
اے جنوں کے تھوڑنے والے اللہ آپ کی ہمارے
طرف سے بڑی عودہ جزا سے بیشک آپ نے سلام

عہ اے نسیم صبر سلام اس جنگ کو پیچھا سے جن کی نسبت میرے پیچھے ہیں چھٹی چھٹی ہزار ہا بظاہر اللہ وحق
مکر مراد باہن کی آنکھ سے انھیں دیکھ رہے ۱۲ عہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے عورت کی توجہ نہ
کی ایک فارسی پرشیدہ نے سر اور بکھریوں کے اندر کوئی آپ کے ہر وہ تھاوار کار کی دل میں دقت ہے مشہور ہوئی ہے ۔
سہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کی قبیلے متحد ہو گئے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں چار کیا ۔

وافتحت معظم البلاد بعد سيد المرسلين
وكفلت الايتام ووصلت الارحام
وقوى بلف المسلمين
اماماً مرضيا وها ديا مهن يا جمعت
شملهم واعتت فقيرهم وجيزت
كسرهم -

کی اور مسلمانوں کی مدد کی اور بعد سید المرسلین
کے اکثر شہر آپ نے فتح کئے اور آپ نے یتیموں
کی کفالت کی اور رسول خدا کی قربت والوں کے
ساتھ نیک سلوک کیا اور اسلام آپ سے قوی
ہو گیا اور آپ مسلمانوں کے لئے ایک پسندیدہ
پیشوا اور ہدایت یافتہ رہنا تھے آپ نے مسلمانوں
کی تفسیر کو جمع کیا اور ان کے فکر کی امداد کی شکل کا انداز کیا۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں سے خطاب ہو کر عرض کرے کہ
اسلام علیکم یا علیجی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ورفیقہ ووزیرہ
ومشییرہ والمعاونین لہ علی اقیام
بالدین والقائمین بعدہ بمصابیح
المسلمین جزا کما اللہ احسن الجزا
جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ینفخ لنا ویسل
اللہ ربنا ان یتقبل سعینا ویجیبنا
علی ملنہ ویجثم لنا فی زمیرتہ -
اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہماری کوشش کو قبول کرے اور میں آپ کے مذہب پر زندہ رکھے اور آپ
کے گروہ میں ہمارا حشر کرے۔

پھر جس طرح پہلی بار حضرت تیرا المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے دست بستہ
کھڑا ہوا تھا اسی طرح کھڑا ہوا اور پھر تضرع و ناری کر کے اور جو خواہشیں رکھتا ہو حضرت کے
طفیل میں حق سے مانگے اور بہت ذوق و شوق کے ساتھ حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں سلام عرض کر کے وہاں سے بٹھے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سنتوں کے پاس آکر توبہ
عہ اس سنتوں میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے اپنے گروہ کو منع دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے توبہ کی نحو پڑھا تھا اللہ تعالیٰ نے انکی
توبہ قبول فرمائی ۱۲

کرتے اور جس قدر ممکن ہو نوافل پڑھے پھر بعد اس کے اور آثارِ نبویہ کی زیارت کرے جو عظیم زیارت بنادیتے ہیں پھر بعد اس کے جنت البقیع میں جائے اور وہاں کے مزارات مقدسہ کی زیارت کرے خصوصاً حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب علیہ السلام اور حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت امام حسن اور قبیہ اکابر اہل بیت اور حضرت امیر المومنین امام المقلین عثمان بن عفان اور حضرت ابراہیم فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازدواجِ مطہرات اور حضرت صفیہ عظمیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ کی (رضی اللہ عنہم) اور شہداء اہل کی زیارت کرے اور جب وہاں پہنچے تو یہ کہے سلام علیکم بعد ازاں ہر حجرہ حقیقہ انداز اور ان تمام مشاہد و مزارات پر جا کر ناکھ پڑھے یعنی قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر ان کا ثواب ان حضرات کی اور احوال مقدسہ کو پہنچا دے پھر جنت کے دن یا جس دن ممکن ہو مسجد قبا کی زیارت کے لئے بھی جائے اور وہاں پہنچ کر کم از کم دو رکعت نماز و نیت جنتہ المسجد پڑھے۔

(۱) جتنے دنوں مریضہ منورہ میں قیام ہو سکے اس کو غنیمت سمجھے اور وہ نوافل غفلت میں نہ کائے اور جس قدر ہو سکے عبادت اور اخلاص حق تعالیٰ کی کرے اور ہر روز اکثر مصلحت اپنے وقت کا حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں صرف کیا کرے پھر یہ دولت کہاں نصیب ہوگی یہ روضۃ اقدس کہاں ملے گا جو وقت ہے غنیمت ہے۔

(۲) اپنا اکثر وقت مسجد طریف نبوی کی مازست میں صرف کرے وہاں اعتکاف کرے اور ہر قسم کی عبادت سے اپنے وقت کو آباد رکھے ناز و روزہ صدقہ غرض جس قدر عبادتیں ممکن ہوں اس مسجد مقدس میں کرے اور جس قدر حصہ مسجد کا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ میں تھا بیشک وہ اس سے افضل ہے جو آپ کے بعد اس میں اضافہ کیا گیا ہے اگر اس حصہ میں بیٹھا ممکن ہو تو بہت بہتر ہے اور کم سے کم ایک شب اس مسجد اقدس میں شب بیداری کرے اور اس رات کو اپنی تمام عمر کا خلاصہ اور اخلاص کیجے اور تمام رات عبادت میں کاٹ دے بہتر ہے کہ اس رات میں اور کوئی عبادت نہ کرے بلکہ صرف درود شریف کا ورد کرے اللہ صلی علیہ وسلم و علیٰ آلہ وسلم

معد ترجمہ: آپ سیدہ سلام چاہے کہ میری مرضی میں بھی کیا اچھلے۔ لاپ کے لئے آخرت کا گھر۔

عصہ توجہ: اسے اللہ تعالیٰ ہر روز آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی تھی اللہ تعالیٰ ہر روز آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی بیشک تو تعریف والا ہے۔ بزرگ ہے و در شریف بہت نیکو و اجر میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس وجہ سے نماز و درود شریف کی یہ الفاظ دیکھ گئے ہیں ۱۲

کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم اللہ علیہما السلام حضرت محمد وعلی آل محمد کما
بارکت علیہما ابراہیم وعلی آل ابراہیم اذلت حمیہ مجید۔ اگلا سب میں نیند کا
غلبہ ہو تو اس کو دفع کر کے انشاء اللہ میں وقت اس امر کا خیال کرے گا کہ میں کس مسجد میں
مقدس بیٹھا ہوں اور حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجھے حاصل ہے اس وقت نیند
وغفلت کا اثر بالکل جاتا رہے گا۔

مسجد اقدس میں رات بھر رہنے کے لئے اگر کچھ حکام و خدام کی خوش آمد کرنا پڑے اور کچھ روپیہ
خرچ کرنے کی ضرورت ہو بے تامل خوشامد بھی کرے روپیہ بھی خرچ کرے اور جو جو باتیں کرنا
پڑیں سب کرے اور اس دولت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اس مسجد شریف میں جب تک رہے اپنے دل اور زبان اور تمام اعضا کو لغو کلمات اور حرکات
سے محفوظ رکھے اور سوا حق سبحانہ و تعالیٰ کے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو اگر نہایت ضرورت کسی سے کلام
کرنے کی ہو تو مختصر کلام کہے پھر اسی جناب مقدس کی طرف متوجہ ہو جائے۔

مسجد شریف کے ادب کا خیال خوب رکھئے تھوک وغیرہ وہاں نہ گرنے دے کوئی ہاں سر یا کمر
کا وہاں نہ ڈالے اور اگر گرا پڑا ہو ادب کے تو فوراً اٹھائے بعض لوگ چھوہارے کھا کر مسجد شریف میں
اس کی گھٹلی ڈال دیتے تھے یہ خلاف ادب ہے۔

جب تک مسجد اقدس میں رہے حجرہ شریف کی طرف نہایت مشوق کی نگاہوں سے نظر نہ کرنا ہے
کم از کم ایک قرآن مجید کا ختم اس مسجد عالی میں کرے اور اگر ممکن ہو تو کوئی کتاب جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حالات و فضائل میں ہو اس کو پڑھے یا کوئی شخص پڑھتا ہو تو اس سے سنے۔

(۳) مدینہ منورہ کے رہنے والوں سے نہایت محبت اور ادب کے ساتھ پیش آئے اور اگرچہ
ان میں کوئی بات خلاف شریعت دیکھے پھر بھی ان کی برائی نہ کرے اور ان سے بدشعورت نہ پیش آئے
ہاں یہ خیال امر بالمعروف نہایت ادب کے ساتھ نرم و شیریں الفاظ میں ان کو اس فعل خسرانی
سے مطلع کر دے۔

(۴) جب مدینہ منورہ میں قیام کی مدت ختم ہو جائے اور اس مقام مقدس سے چلنے لگے
تو مسجد شریف کو خدمت کرے یعنی وہاں نماز پڑھے کے دعا مانگے اور حسرت کے ساتھ وہاں سے
جاء ہو پھر حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت حسب معمول کرے اور اللہ تعالیٰ
سے دعا مانگے کہ پھر اس درگاہ اقدس کی زیارت سے مجھے مشرف فرمائے۔ تلاوت مقبولیت دعا اور

زیارت کی یہ جگہ اس وقت بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوں اور دل میں یاس و حسرت بھری ہو اور اگر خدا نخواستہ کسی شخص پر یہ حالت پیدا ہو تو وہ بہ تکلف اپنے اوپر اس حالت کو طاری کرے پھر حضرت سے رخصت ہو کر رخصت ہونے وقت پہلے بیروں دلوٹے جس طرح کہ کتبہ مکرمہ سے رخصت ہونے وقت پہلے بیروں دلوٹے ہیں کیونکہ یہ طریقہ سلف سے منقول نہیں۔

(۵) پھر جب اپنے وطن کی طرف چلے تو وہاں سے کچھ تھانف اپنے احباب اعزہ کے لئے براہ راستے مثلاً مکہ معظمہ سے آمد مزرم اور مدینہ منورہ کی عجوبوں پھر جب اپنے شہر کے قریب پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے اے اللہ تعالیٰ اس ملک خیر صاف و خیر صاف فیما زاعوذ بک من مشوہا و شوما فیہا اللہ صرنا جعلنا فیہا قوارا و ذقنا حسنا اور جب شہر میں پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے لا الہ الا انت وحدہ لا شریک لہ لا املک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدير ایہون تابوت عابدون ساحلون لربنا حامدون لا الہ الا انت وحدہ صدق وعدہ و تعویذ و عزم اکابر اب و حنہ و عزم و عزم و عزم و عزم اور چاہئے کہ مکان پہنچنے سے پہلے اپنے اعزہ کو خبر کرے کہ فلاں دن فلاں وقت میں پہنچوں گا بغیر اطلاع کے ایک دم نہ پہنچ جائے پھر جب اپنے مکان پہنچ جائے تو مکان کے اند جانے سے پہلے جو مسجد مکان کے قریب ہو اس میں دو رکعت نماز پڑھے اور تعالیٰ کا شکر کرے کہ اس نعمت عظمیٰ پر حق تعالیٰ نے اسے فائز کیا بعد اس کے اپنے مکان جائے پھر جب گھر میں پہنچ جائے تو دو رکعت نماز شکر پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے اس اسان عظیم کا دل سے شکر ادا کرے اس سہاگ سفر سے لسنے کے بعد کھیلے کہیں کوئی چویدہ تو یہ کر چکا ہوں اور تو یہ بھی کسی اور کے سامنے نہیں بلکہ وہ تو یہ جو حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہوئی لہذا اس امر کا عزم قوی کر لے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جناب القاری سے اس کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ پہلے بیروں دلوٹنا صرف گھر کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جب پہلے بیروں دلوٹنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہونے وقت نہیں تو اور اب اللہ کے احکامات سے رخصت ہونے وقت کیوں جائز سمجھا جاتا ہے اور اکثر لوگ اس کو فرض واجب کی طرح مائل ہیں اتنے ہی اور جو بچاؤ کس درگاہ کے مال کی طرف دلوٹے وقت پشت کرے وہ بے ادب سمجھا جاتا ہے اور میں ضمنی توضیح یہ تھا ہے۔

اسے توضیح اے اللہ میں تم سے اس مقام کی خیریت اور ان چیزوں کی خیریت جو اس مقام میں ہیں اللہ (بائی صفحہ ۶۲۳)

کہیں اب بھی اس توبہ کو نہ توڑ دوں گا اور حق جل شاد سے ہر نماز کے بعد خصوصاً بعد نماز صبح کے دعا مانگا کرے کہ اے الہی مجھے اس توبہ پر قائم رکھ اور اپنی تافرمانوں سے بچا اور اپنی قضا و قدر کی توفیق دے اور نکال دے میرا غائر فرما۔

علامہ نے لکھا ہے کہ حج بیروہ کی علامت یہ ہے کہ جس حالت میں گیا تھا اس سے بہتر حالت میں لوٹے اور دل میں حضرت سید الاصل کے اتباع سنت کا حقوق پیدا ہو جائے اور دنیا و اہل دنیا کی محبت سے دل سرد ہو جائے اور آخرت اور اہل دین کی محبت دل میں غالب ہو جائے۔

خدا تعالیٰ کی عنایت سے حج دنیا رست کا بیان ختم ہو گیا اب میں حسب التزام حج کے متعلق چالیس حدیثیں اور چالیس اقوال حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقل کرتا ہوں۔

پہلی حدیث لکھنے سے پہلے یہ چاہتا ہوں کہ اختصار کے ساتھ حجۃ الوداع کے پودے واقعات کھدوں کیونکہ جو حدیثیں میں لکھوں گا ان میں سے کسی میں پودے واقعات اس حج کے نہیں ہیں کسی راوی نے ایک میں پودے واقعات نہیں بیان کئے بلکہ ضرورت وقت کے مناسب میں قدیم مضمون اس واقعہ کا ہوتا تھا اس قدر نقل کر دیتے تھے ہم نے کسی کتاب میں حجۃ الوداع کے واقعات اس اختصار اور حسن ترتیب سے نہیں دیکھے جیسا کہ شرح سفر السماویۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھے ہیں لہذا اسی کتاب سے ان واقعات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

حجۃ الوداع کی مختصر کیفیت

ہم اور لکھ چکے ہیں کہ حج کی فرضیت ۱۰۰۰ سال قبل ہوتی ہو مشدہ میں آپ نے اس حکم کی تعمیل کی ہجرت کے بعد یہ ایک حج آپ نے کیا چونکہ یہ حج آخر تھا اور جس سال آپ نے حج کیا ہے وہ سال آپ کی عمر گرامی کا آخری سال تھا اسی سال آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور اس سال کئی بار عام پیچوں میں

(باقی صفحہ ۶۲۵) کرتا رہیں اور اس مقام کے مشراہدان پیچوں کے شر سے بچا اس مقام میں ہی تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ مجھے یہاں قیام دے اور اللہ تعالیٰ عنایت فرما ۱۲ حصہ توحید اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کے باوجود شہادت اور اسی کے شریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم لوگ اس کے حکم سے لوٹے ہوئے آپ سے یہی عبادت کرنے والے اور مجھ کرنے والے ہیں اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اس سے بڑا وہ نہ ہو گا اور اچھا نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کی اور کافروں کی اجازتوں کو خود اکیلے اس نے بھٹکایا اور اپنے شکر و شکر کا لب کر دیا پس اس کے بعد کوئی چیز نہیں ۱۱۔

آپ نے اپنے داماد و فراقی کی خبر اشادات و کلمات میں بیان فرمائی چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق ان اشادات کو کچھ گئے اور اسی وقت رونے لگے کبھی کبھی یہ بھی فرمایا کہ شاید حال آج نہ ہو میں تم کچھ کو دہاؤں گے حضرت معاذ سے یہ بات کہ اسے ساداب میں سے کوٹ کر تم میری بڑو کھو گے اس پر حضرت معاذ بہت رونے خاص کر آخر میں جو خطبہ آپ نے پڑھا وہ بالکل صاف بلند ہے کہ اب غریب آپ دنیا کو اپنے جمال و کربا سے محروم فرمائے والے ہیں ایسے الفاظ تھے کہ عام طور پر صحابہ کہنے لگے کہ کائنات موعظۃ مودعہ یہ نصیحت تو گویا رخصت ہونے والے کی ہے انھیں بڑا سے اس سچ کا نام حجتہ الوداع مشہور ہوا۔

جب آپ نے اس سچ کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کو اطلاع دی سب نے سچ کی تیاری کر لی اور یہ طبرہ مدینہ منورہ کے اطراف قرب و جوار کے گاؤں میں پہنچی تو وہاں کے تمام مسلمان مدینہ میں آ گئے اور راستے میں چلتے چلتے جیسے جیسے مسلمانوں کو خبر ہوئی جاتی تھی آتے جاتے تھے ایک طور پر پانچا کہ حضرت اس سال سچ کو جاتے ہیں جو سستا تھا وہ دوڑا چلا آتا تھا ایک ٹپٹ جاں نواد تھی کہ روکشن تھی اور پروانوں کا اس پر ہجوم تھا اس قدر لوگ جمع ہوئے کہ حد شمار سے باہر اب تک صحیح تعداد ان کی تحقیق نہیں معلوم ہوئی۔ ہاں اس قدر ضرور کہا گیا ہے کہ جس طرف نظر جاتی تھی آدمی کے سوا کچھ نہ دکھائی دیتا تھا بعض روایات میں ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہفتہ کے دن جو ہمیں ذیقعدہ کو آپ نے ظہر کی نماز مدینہ مقدسہ کی مسجد میں پڑھی بعد نماز کے مبارک میں تل ڈالا اور کنگھی کی اور چادر اور دھندپن کر کوٹ فرمایا اور ذوالخلفہ میں پہنچ کر قیام کر دیا عصر کی نماز وہاں قصر سے اور افروانی اور رات بھر اور دو سو کن ظہر تک میں سب سے تمام اہل شہر المومنین اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس سفر میں ہمراہ تھیں شب کو آپ نے تمام اذنوں کے یہاں تھوڑے تھوڑے دیر قیام فرمایا اور دوسرے دن ظہر کی نماز وہاں پڑھ کر آپ نے احرام کے لئے غسل فرمایا اور غطی داستان بھی صفائی کی غرض سے پانی میں ملا دیا تھا غسل کے بعد عائشہ صدیقہ نے ایک مرکب خوشبو جس میں مشک بھی تھا آپ کے سر اور بدن پر لگا دی اور اس قدر مگائی کہ مشک کا اثر آپ کی دائرہ میں اور سر پر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا بعد اس کے آپ نے چادر اور تہبند احرام کی پہن لی اور دو رکعت نماز حرام پڑھیں اور بدھ کی گردن میں دو جوتیاں لٹکادیں اور اس کی داہنی جانب اشعار کیا

عہد صاحب سفر اسعاد لے تو نماز حرام کے منقول ہونے سے انکار کیا ہے لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلی رافعی ص ۲۸۸

ہے اس میں تمہارا کیا اختیار ہے کوئی حرج نہیں سوا طواف کے تم P ام اعمال حج کے ادا کرو و حائضہ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا لہذا آپ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھو دو اور غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے جب وہ پاک ہوئیں اور وقوف کر چکی تھیں تو طواف اللہ سعی کی آپ نے فرمایا کہ اب تم حج سے باہر ہو گئیں بعد اس کے عمرہ کی تعاقب کے لئے آپ نے ان کے بھائی عبدالرحمن سے فرمایا کہ تم ان کو تعظیم تک بجاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام بندھو کر لے آؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انھوں نے عمرہ کی تعاقب کر لی۔

اسی مقام سرف میں آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جس کے ہمراہ ہری نہ ہو وہ چاہے تو اپنے احرام کو عمرہ سے بدل دے ہاں جس کے پاس ہری ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا پھر جب آپ کہہ چکے تو یہ حکم قطعی طور پر دینا اور فرمایا کہ اگر میں ہدی دلایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جب کہ کوہِ ثریا آپ نے مقام ذی طوی میں نزل فرمایا اور یکشنبہ کے دن ذی الحجہ کی پانچویں تاریخ صبح کی نماز پڑھ کر آپ نے غسل فرمایا اور طوافِ آفتاب کے کچے دیر بعد حجوں کے راستہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جب آپ باب اسلام میں پہنچے اور کعبہ شریف پر آپ کی نظر مبارک پڑی تو آپ نے یہ دعا پڑھنی شروع کی اللہم هذا المسجد روضہ ثلاث هذه الترابا و تعظیما و تکریماد و صحابۃ بعد اس کے آپ میرے کعبہ کی طرف دوام ہوئے تھیں مسجد نبوی پڑھی حجرا سود کے مقابل پہر چکر اسلام کیا اور طواف میں مشغول ہو گئے کہیے کو اپنے بائیں ہاتھ کی طرف چھوڑا اور اپنے دائیں ہاتھ کی طرف سے طواف شروع کیا طواف کے اندر کسی خاص مقام میں کوئی مخصوص دعا آپ سے منقول نہیں گرہاں رکنِ ثانی اور حجرا سود کے درمیان میں آپ نے یہ دعا پڑھی ربنا انتانی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا هذا اب الناس اللہم انتی اسئلک العفو و العافیۃ فی الدنیا و الاخرۃ طواف میں آپ نے سات شو طے پہلے تین شو طوں میں دل فرمایا اور اخیر کی شو طوں میں دل نہیں کیا اس طواف میں آپ نے اپنی چادر بہ صورتِ اشطیاء اوٹھی تھی ہر شو ط میں جب حجرا سود کی علامات پر پہنچتے تو ایک کھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجرا سود کی طرف اشارہ کر کے اس کا بوسہ دیتے

عہ اے اللہ اپنے اس گھر کی حرگی اور عظمت اور کرامت اور عہ فرما وہ فرما جس طرح اسے ہمارے پروردگار ہیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت کر اور آخرت میں بھلائی عنایت کر اللہ ہمیں دوزخ کے مذاہب بجا اے اللہ میں تجھ سے دعا کہ آخرت میں بخشش اور مافیت طلب کرتا ہوں اس سے ترجمہ اور تمام ایام میں نماز کی تکبیر

لا عتقا کا حکم سنی سے فارغ ہو کر آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ جس کے ہمراہ بی نہ ہو وہ احرام سے باہر ہو چکے چنانچہ سب احرام سے باہر ہو گئے اور آپ کی تعمیل حکم سے بیٹوں نے سر منڈوائے اور بعض نے بال کترہ داویئے سر منڈوائے والوں کے لئے آپ نے تین بار فرمایا اللہم احدا حدا لم یحلقین کترہ نے والوں نے استدعا کی کہ حضور ہم کو کیوں محروم رکھتے ہیں اس وقت آپ نے ان کے لئے بھی سر اتر بنانک نے پوچھا کہ حضور یہ بات صرف ہمارے لئے خاص ہے یا تمام امت کے لئے آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لئے اور تمام لوگوں کے لئے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم احرام سے باہر نہیں ہوئے کیونکہ ان لوگوں کے ہمراہ بی تھی اذواج مطہرات اور بی بی فاطمہ زہرا احرام سے باہر ہو گئی تھیں کیونکہ ان کے ہمراہ بی نہ تھی۔ جاردن کے بعد نبی ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو آپ نے منی جانے کا قصد کیا جو صحابہ احرام سے باہر ہو گئے تھے انھوں نے اس دن صبح کا احرام باندھا غبرہ اور عصر کی نماز آپ نے منی میں پڑھی اور رات کو وہیں سب دوسرے دن نویں تاریخ کو جب آفتاب نکل آیا آپ عرفات کی طرف متوجہ ہوئے کوئی صحابہ تکبیر کہتے تھے کوئی تلمیذ آپ کے کسی پرالکار نہیں فرمایا۔

جب آپ معکم فرمادیں پہونچے تو وہاں نزول فرمایا وہاں آپ کے حکم سے ادنیٰ خیمہ آپ کے لئے پہلے سے نصب کر دیا تھا۔ ذوال آفتاب کے بعد آپ نے ادنیٰ پر سوار ہو کر نہایت طبعی انداز میں خطبہ پڑھا تمام اسلام کے اصول اس میں تعلیم فرمائے اور تمام کفر و شرک کی باتوں کی جزا کاٹ دی رسوم کو باطل ٹھاندا اور جو باتیں تمام مذاہب میں مسموع ہیں ان کا ذکر فرمایا جاہلیت کے زمانہ کے غلوئی اور سبوروں کو معاف کر دیا اور مردوں کو عورتوں سے خوش خلقی اور مطلقیت کرنے کی تاکید فرمائی اور زہدین کے باطنی حقوق یاد دلانے اور لوگوں کو کتاب خلیہ پر عمل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جو کوئی کتاب خدا پر عمل کرے گا وہ گمراہ نہ ہوگا پھر صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگ میرے حق میں کیا

عہد کر رہے ہو۔ اسے اللہ سر منڈوائے والوں پر دم فرمایا ۱۱

عہد یعنی ایام بیخ میں عہد کرنا ۱۲

عہد یعنی اسلام سے پہلے جو کسی نے کسی کو قتل کر دیا تھا اس کی بابت آپ نے کہہ دیا کہ اب اس سے تمنا جس نہ کیا جائے گا اور جو دہرے کسی نے کسی کو سودی قرض دیا تھا اور اس کا سود اس پر بانی تھا وہ بھی معاف کر دیا۔

تھے جس راستہ سے عرفات میں آئے تھے اس راستہ سے نہیں لوٹے بلکہ دوسرے راستہ سے
 بھی عادت آپ کی عید گماہ جانے میں بھی تھی کہ جس راستہ سے تشریف لے جاتے اس راستہ سے لوٹتے
 نہ تھے اثنائے راہ میں ایک مقام پر اتر کر خفیف وضو فرمایا سامنے ہو چکا کہ کیا مغرب کی نماز پڑھیں
 مگر آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز آگے چل کر مزدلفہ میں پڑھیں گے پھر مزدلفہ میں پہونچ کر آپ نے پلہا
 وضو کیا اور اذان پڑھی گئی اور اسباب وغیرہ اتارنے سے پہلے آپ نے مغرب کی نماز ادا کی بعد اس
 کے اسباب وغیرہ لوگوں نے اونٹوں سے اتار دیا اور عشا کی نماز پڑھی مغرب اور عشا کے فرض کے درمیان
 میں کوئی نفل نماز آپ نے نہیں پڑھی پھر رات بھر آپ مزدلفہ میں رہے اور شب بیداری نہیں کی عورتوں
 اندر چھون کو صحیح ہونے سے پہلے آپ نے درخواست کر دیا کہ سنی چلے جائیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
 کو ان کے ہمراہ کر دیا اور یہ فرمایا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے ہی ذکر کریں پھر فجر کا وقت آئے ہی اقل
 وقت آپ نے فجر کی نماز پڑھ لی اور سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور وہاں وقوف فرمایا اور قبلہ رخ ہو کر
 کرامت کے لئے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کا
 وقت قریب آگیا تو آپ منی کی طرف روانہ ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ سوار
 کیا اور آپ نے فضل بن عباس کو یہ حکم دیا کہ وہ راستہ سے کنکریاں دی کے لئے چن لیں انھوں
 نے سات کنکریاں چن کر حضور کے ہاتھ میں دیں آپ نے اپنے کف مبارک میں ان کو لے کر غبار وغیرہ سے
 صاف کیا اور فرماتے رہے کہ اسی قسم کی کنکریوں سے دی کرنی چاہیے اور اسے لوگوں میں زیارتی دکنڈ
 اچھے لوگ اسی سے برباد ہوئے، اتنی راہ میں ایک عودت ملی اور اس نے آپ سے پوچھا کہ میرا آپ
 بہت ہند حاصل ہے اونٹ پر نہیں بیٹھ سکتا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں
 فضل بن عباس اس عودت کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور ان کی گردن
 پھیر دی، پھر ایک بوڑھا علی اور اس نے کہا کہ میری ماں بہت کڑوہ ہے اور بہت بوڑھی ہے کیا میں
 اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں، پھر جب آپ وادی عسریں پہنچے تو وہاں سے
 اونٹنی کو بہت تیز دوڑایا اور بہت جلدت کے ساتھ وہاں سے نکل آئے اور فرمایا یہاں دشمنان خدا
 پر عذاب ہوا تھا اس مقام پر اصحاب قبل پر عذاب ہوا تھا جو کہیں کہیں گرانے کے لئے آئے تھے
 میر جب آپ حجرۃ البقیہ کے محاذی پہنچ گئے تو کھڑے ہو گئے کہنے کو کہ اس وقت آپ کے
 پاس ہاتھ کی طرف تھا اونٹنی دایہ ہاتھ کی طرف اور ساری پرستے آپ نے سات کنکریاں ایک
 ایک کر کے حجرۃ البقیہ پر داریاں دی کرتے وقت بلال اور سامعین زیدہ حاضر کا ب تھے ایک تو

اونٹ کی مہار بچھے ہوئے تھے اور دوسرے آپ کے ارپہاں کئے ہوئے تھے۔ اسی کے بڑے چپے
 قلبیہ موقوف کر دیا اور اس کے بعد اپنی فردگاہ میں جو مسجد خیف کے قریب تھی تشریف لے گئے
 اور وہاں ایک انہایت بیخ اور بنایت و عوثر اور دودانگیر خطبہ پڑھا اور اسی آواز سے پڑھا کہ
 تمام حاضرین نے بخوبی اس کو سنا اس بات کو بھی علماء نے حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے سہزات میں
 شمار کیا ہے کیونکہ قوت بشری سے یہ بات باہر ہے کہ اتنے کثیر جمع کے لئے ایک شخص کی آواز کفایت
 کرے جس خطبہ میں آپ نے لوگوں کو باہر حرام کی فضیلت اور ذلالت کی دوسری بات کی بزرگی سنائی
 اور ان مہینوں میں جدال و قتال کی ممانعت کی اور فرمایا کہ حج کے مناسک کچھ تو شیعہ اب میں دو بار
 حج نہ کروں گا اور یہ بھی حکم دیا کہ میرے بعد جو تمہارا سردار ہو اس کی اطاعت کرنا بشرطیکہ وہ
 کتاب اللہ پر عمل کرے اور فرمایا کہ میرے بعد کا فرد بن جانا اور باہم خونریزی نہ کرنا بعد اس کے
 لوگوں سے آپ کی رخصتی کے کلمات کہے اور اپنے فراق کی کچھ ترخیر یا شدت واضحہ سب کو سنائی
 اور حکم دیا کہ جو احکام تم لوگوں نے مجھ سے سنے ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچا دینا جنہوں نے نہیں سنے
 خطبہ پڑھ کر آپ قربانی کے مقام پر آئے اور وہاں تیسرے اونٹ آپ نے اپنے ہاتھ سے قربانی
 کی اس خاص حد کے اختیار کرنے میں بھی اپنے عمر کے ختم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا آپ نے
 تیسرے ہی کی عمر میں وفات پائی تو گویا عمر کے ہر سال کے عوض میں ایک اونٹ قربانی فرمایا اور پھر
 حضرت علی رضی کو حکم دیا کہ سیفین اور نٹ تم قربانی کرو تا کہ سو پورے ہو جائیں اونٹوں کی یہ
 کیفیت تھی کہ باغی باغی چھوٹے اونٹ قربانی کے لئے آپ کے قریب لائے جاتے تھے ایک اونٹ
 ایک پر گرا پڑتا تھا اور ہر اونٹ یہی چاہتا تھا کہ پہلے میں مشرف کیا جاؤں پھر آپ نے حضرت علی
 رضی کو حکم دیا کہ اونٹوں کی کھالیں اور ان کی جھولیں سکینوں کو تقسیم کر دیں اور گوشت بنانے والوں
 کی اجرت آپ نے طلب فرمائی جب قربانی سے آپ فارغ ہو گئے تو لوگوں سے یہ بھی فرما دیا
 کہ یہ نہ خیال کرنا کہ میں جگہ میں نے قربانی کی ہے وہاں کے سوا اور کبھی قربانی جائز نہیں بلکہ تمام
 مٹی میں جہاں قربانی کرے دست ہے پھر آپ نے سرمنڈوانے کے واسطے حکم دیا حضرت عمر بن
 عبداللہ آئے اور استروے کرکھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اسے سمر و گھو اس وقت رسول اللہ
 نے انہیں اپنے سر پر قبضہ دیا ہے اور تمہارے ہاتھ میں استروہ ہے مقصود یہ تھا کہ اس نعمت کی قدر
 دانی کرو اور غنا کا شکریہ ادا انہوں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ کا فضل و اسماں ہے آپ نے فرمایا
 جیسا کہ پھر آپ نے حکم دیا کہ پہلے داہنی جانب کے بال مونڈو، داہنی جانب کے بال تو سب آپ نے

حضرت ابو طلحہ کو دیکھتے اور باتیں جانب کے بائیں کی سمت فرمایا کہ لوگوں کو تقسیم کردہ تمام لوگوں کو ایک ایک بائیں یا دودھان پہنچنے بائیں کی تقسیم میں بھی اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اب جدائی کا زمانہ قریب ہے اور وہ وقت اب کچھ دنوں کے بعد آنے والا ہے کہ جو آنکھیں ہمیشہ اس جمال بے مثال سے منور رہتی تھیں اپنے محبوب کے دیدار کو ترس جاتیں اور لوگ اس بات کی تمنا کرنے لگیں کہ کاش حضرت کی کوئی نشانی ہوتی اسی کو دیکھ کے ہم اپنے دل کو کھاتے اسی وجہ سے حضرت نے اپنے سوتے مبارک لوگوں کو تقسیم فرمائے تاکہ آئندہ ان عاشقان کو بیدل کو تسکین و طمانیت کا سبب اور رحمت و برکت کا باعث ہو بعد اس کے آپ نے ناخونوں کو بھی ترشایا اور ان کو بھی لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

اب بھی بعض صاحب نصیب لوگوں کے پاس آپ کے سوتے مبارک موجود ہیں اور ان میں سے بعض بعض کی نسبت تو یقین ہو سکتا ہے کہ وہ بیشک مری سوتے اتریں میں جو کسی وقت حضرت کے جسم انور سے غلط رکھتے تھے اس امر کا یقین حاصل کرنے کے لئے وہ باتوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ عثمان باقوں کی بواسطہ نقات کسی صحابی تک پہنچی ہوئی ہو اور اس کے داہلوں میں تمام وہ مشعلیں موجود ہوں جو ایک حدیث کے داہلوں میں ہونی چاہئیں دوسرے یہ کہ کوئی صاحب اپنے وجدان سے ان باتوں کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کریں مگر وہ دوسرا طریقہ صرف انھیں لوگوں کے لئے ہے جو اس مشرب حالی سے بہرہ ور ہوں۔

جو سوتے مبارک کسی خاندان میں زمانہ قدیم سے وراثت طے آتے ہوں اور کوئی لکھی ہوئی سند ان کے ساتھ نہ ہوں ان کی نسبت اگرچہ یقین نہیں ہو سکتا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایسے ہی ہوں جیسے کہ بیان کئے جاتے ہیں ان کی تعظیم و محبت میں کمی نہ کرنی چاہئے۔

واقعہ یہ کہ مسلمان بڑے خوش قسمت ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ کی خبریت کا سامان اللہ جل شانہ نے ان کے لئے مہیا کر دیئے ہیں ان کے پاس ان کے نبی کی وہ نشانیاں موجود ہیں جو آج کسی امت کو نصیب نہیں۔ سب سے بڑی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ کا ایک زندہ مجوزہ ہے ہمارے پاس قرآن عظیم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اس وقت تک باوجود کیترو سو برس سے زائد ہو گئے اسی طرح بے کم و کاست ہے بغیر تبدیلی و جلا آ رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت ہمارے پاس رہے گا دوسری نشانی آپ کی ہمارے پاس آپ کے احاد ہمیشہ میں احادیث کی حفاظت اور بہرسانی میں بھی حیا تمام ہمارے

اچھلوں نے کیا اس کا دسواں حصہ بھی بخشی امت کو نصیب نہیں ہوا۔ اس کے بعد اور کئی انیاں بھی ہمارے پاس ہیں جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مع صفات سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً مومنے مبارک اور نقش نعلین اور نقش قدم شریف کے۔

وہ مسلمان کیسے خوش نصیب ہیں جن کے بابرکت گہران مومنے مبارک سے آباد ہیں وہ آنکھیں کھیں درجہ تعظیم کے قابل ہیں جنہوں نے اس مقدس بالوں کی زیارت کی ہے انگلی زانہ میں دستہ بخا کر مومنے مبارک کے ذریعہ سے اکثر بیماروں کی دوا کی جاتی تھی اور ان کو شفا ہوتی تھی وہ لوگ ان مومنے مبارک کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ابن سیرین سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبیدہ سے (حضرت عبیدہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن ملاقات کی نوبت نہیں آئی) کہا کہ تمہارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مومنے مبارک ہے ہم نے اسے حضرت انس کے پاس سے پایا ہے تو انہوں نے زہایت مسرت سے کہا کہ بیشک اگر میرے پاس حضرت کا کوئی مومنے مبارک ہوتا تو مجھے دنیا سے اور نامان چیزوں سے جو دنیا میں ہیں زیادہ محبوب ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانوں کا جو ذکر آیا تو ایک عجیب اور مقدس نشانی جزائے حال میں دستیاب ہوئی ہے اس کا ذکر کے بغیر جی نہیں مانتا۔ سلطان عبدالعزیز خاں خلیفہ ترکی کے عہد میں بیاض عیسائی سیاحوں کو کس سرزمین میں دو خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستیاب ہونے ہون کی جھلک دکھائے ہوئے عبارت ان خطوں کی صحیح نگاشتی کی روایت کردہ خط سے بالکل مطابق ہے ان سیاحوں نے ان خطوط مقدسہ کو خلیفہ کے یہاں تذکیر کیا اور خلیفہ نے ان کو تبرکات کے خزانہ میں رکھ لیا اور ایک پیش ہوا اعلان سیاحوں کو عنایت کیا ان خطوط مقدسہ کے فوائد کثیر بلا واسطہ میں باجارت سلطانانی پیچھے گئے منجملہ ان کے میرے بعض احباب کے پاس بھی ان کے فوائد اور خدا کا شکر ہے کہ میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ انحضرت بالوں کی تقسیم کے بعد نوال سے پہلے آپ مکہ تشریف لائے اور طواف صاع کیا طواف کے بعد آپ نے آب زمزم کھنکھے ہو کر پیا۔ یہ طواف آپ نے سوار ہو کر کیا تھا وہاں تک کہ بچم بہت زیادہ ہو گیا تھا اور یہ بھی مقصود تھا کہ تمام حاضرین آپ کے طواف کو دیکھیں اور آپ کے جمال جہاں آوار سے اپنی آنکھیں روشن کریں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے پریش کچھ جوش گئی تھی پھر آپ نے ظہر کی نماز میں ٹھہر کر منیٰ کی طرف مراجعت فرمائی اور رات کو وہیں رہے دو سگروں نماز ظہر سے پہلے نوال کے بعد پلوہ پائینوں

جہنم کی رمی فرمائی پہلے اس کی جو مسجد ضیف کے قریب ہے اور اس کی رمی کے بعد تھوڑی دُور آگے بڑھ کر آپ نے کھڑے ہو کر اتنی دیر تک دعا کی جتنی دیر میں کوئی مسودہ بقر پڑھے پھر اس کے بعد دالی جہنم کی رمی کی اور اس کی رمی کے بعد بھی دسھٹے ہاتھ کی طرف ہٹ کر اتنی ہی دیر تک آپ نے دعا کی پھر جمرۃ العقیقہ کی رمی کی اور اس کی رمی کے بعد آپ نے دعا کی اور وہاں توقف فرمایا۔

منی میں آپ نے پورے دو روز قیام کیا یعنی گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو اور ہر روز اسی طرح رمی کی اور تیرہویں تاریخ کو نماز ظہر کے بعد رمی کر کے آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اٹھائے ماہ میں آپ محصب میں اترے اور ظہر، عصر، مغرب، عشا کی نمازیں وہاں پڑھیں بعد اس کے آپ تھوڑی دیر سو رہے بعد اس کے آپ بیدار ہوئے اور کوٹا کیا اور مکہ میں آکر رات ہی کو طواف ادا کر دیا اس طواف میں اہل نہیں کیا مانتے مدینہ نے اپنے چھوٹے ہوئے عمرے کی قضا بھی اس شب میں کی رات ختم نہ ہوئی تھی کہ عمرے سے فراغت ہو گئی پس آپ نے کوٹا کا اعلان دیدیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے حج کی نماز کعبہ مکرمہ کے سامنے پڑھ کر چلے گئے پھر جب آپ مقام غلہ گیر خیم میں پہنچے تو وہاں آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا چونکہ آپ نے اس سال اپنی امت کے لئے زندہ اور موجودہ اصلاح کے تمام طرائق طے کر دیئے تھے اور جن میں مقاصد کا نیک چل کر آپ کو اندیشہ تھا ان کا سبب اب کر دیا تھا آپ کا اپنی امت میں دو باتوں کا زیادہ اندیشہ تھا ایک تو اپنی خلیفہ ربڑی کا وہ مسکراہی و بخشش کا چنانچہ آپ نے ان دو باتوں کے متعلق حج کے خطبوں میں بہت بیجا اور موثر نصیحت فرمائی اور اپنے خطبہ کی اعلیٰ حالت کا بھی حکم دیا آپ کو یہ بھی بذریعہ وحی معلوم ہوا تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ سے کچھ لوگ بغض و عداوت رکھیں گے اور ان کو نہایت مظلومانہ حالت میں شہید کر دیں گے اور ان کی عداوت کو اپنا جزو ایمان بنائیں گے جیسا کہ اعلیٰ ویش میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تمہاری وارثی تمہارے خون سے ایک دن رنگین ہوگی یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ لوگ تم سے بغض و عداوت رکھیں گے جس طرح یہود عیسائی سے بغض رکھتے ہیں اور ان کی والدہ پر بہتان لگاتے ہیں چنانچہ ایسا ہی واقعہ بھی ہوا۔ فرقہ خوارج نے جو کچھ کیا وہ تو ارجح و وسیع کی کنیوں میں ذکر ہے المختصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عہ یہ واقعہ شرح سفر السعاده میں نہیں ہے ۱۱۔

عہ مذکور ایک جہنم کا نام ہے مقام جہنم سے تین میل پر واقع ہے ۱۲۔

نے اس خداداد عظیم کی اصلاح کے لئے مقامِ خدیج میں ایک خطبہ پڑھا اس میں اپنے اہل بیت سے محبت رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کو مثل اپنی محبت کے لازم و واجب کر دیا اتفاقاً اس حدیث کے، ہیں۔ اخذ بید علی فقال استم تعلّمون انی اولى باللونین من انتمھم قالوا بلی قال استم تعلّمون انی اولى بكل مؤمن نفسه قالوا بلی فقال للشمع من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و اٰل من و اٰلہ و علا من عا د ا و للقیہ عمن بعد ذالک فقال ھذا یا امین ابی طالب اجمعتم و امسیت مولی کل و مومنة رواہ احمد۔

(مشکوٰۃ) ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کا ہاتھ لیا اور فرمایا کہ کیا لوگ نہیں جانتے کہ میں مومنوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کا اس کی جان سے زیادہ دوست ہوں، سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ہم جانتے ہیں، پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ میں جس کا مولیٰ (یعنی محبوب) ہوں علیؑ بھی اس کے مولیٰ یعنی محبوب ہیں، اے اللہ تو اس شخص سے محبت کر جو علیؑ سے محبت کرے اور اس شخص سے عداوت رکھ جو علیؑ سے عداوت رکھے بعد اس کے حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے بیعت کی اور ان سے کہا کہ مبارک ہو اے ابی طالب تم ہمیشہ کے لئے ہر مومن و مومنہ کے مولیٰ (یعنی محبوب) ہو گئے اسی طرح اور بھی بعض صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کی مبارکباد دی۔

۱۔ حضرت شیخ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فصل ثابت کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس حدیث سے ان کا دعویٰ بہت اچھی طرح ثابت ہوتا ہے اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ بیشک حدیث ہمارے کتابوں میں ہے مگر جب کہ اصول مذاہب فریقین کے واسطے ہو چکا ہے کہ وہ عقائد میں پرکارت آخرت موافق ہے، غیر واحد سے ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ وہ یا تو قرآن سے ثابت ہوں گے یا کسی حدیث متواتر سے قرآن سے خلافت کا ثابت ہونا قرآن و حدیث کے واسطے اور بہت سے باہر ہے اگرچہ ان کے علماء نے بہت کوشش کی اور اپنی قابلیت اور ذہانت کے بہت کچھ بروکھلے لیکن اس مسئلہ کو قرآن سے ایک ضعیف مطلق بھی نہیں دے سکے میرا یہ کہہ کر قلم نے شیعہ کو تحریف قرآن کا مسئلہ ایسا دکرنا پڑا صد بار کہیں کہ اہل بیت سے اس نعمت کی بانی نہیں کہ اس قرآن میں بہت کچھ تحریف ہو گئی ہے (ذاتی ترجمہ مشکوٰۃ)

حضرت علیؑ کے فضائل کا خطبہ پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے وہاں سے روانہ ہو گئے، حبیب مدینہ قریب آگیا تو آپ نے تین بار گیسپ کہی اور فرمایا لا الہ الاہو وحدہ

(بقیہ از صفحہ ۶۳۵) مسئلہ اہل سنت و خلافت سے بلا فصل تفسیر میں مذکور تھا مگر عثمان بن عیسیٰ نے نکال دیا تو ان کی تحریف کا مسئلہ اور اس کے متعلق ائمہ اہل بیت کی روایتیں اصل کافی انداز میں طریق تفسیر علی بن ابی طالبؑ کی روایت پر اکثر مروج ہیں جن میں اس کی شکستہ نمونہ از خود اس نے اعتقاداً مسلمہ و مستفسلاً اقام میں نقل کی ہیں۔

آنحضرت قریب قرآن سے اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہ ہو سکا تو اس میں تحریف کے آثار کو مستحب تحریف کی نشاندہی پر ان کو اطلاع ہوئی تو اس طریق سے تحریف نہ معنی سے کام لیا مگر اصل کو حق بتا دین کو باطل بنا دینا اس کے امکان میں ہے اس تحریف معنی سے بھی کچھ سود دہا یا تا آخر حدیث کی طرف جھکے لیکن خدا کی قدرت کوئی حدیث بھی ان کو اپنے دماغ کے موافق کتب اہل سنت میں نہ ملے۔

اب یہی حدیث غریبہ ہے اس کی مختصر حالت میں بیان کرتا ہوں اس پر کلام ان دعویٰ کو کیا اس کو چاہیے جو شیخ اصحاب اہل سنت کی کتابوں سے خلافت سے بلا فصل مرتضوی کے قیوت میں پیش کرتے ہیں۔

اولیٰ تو اس حدیث کی صحت میں بڑا اختلاف ہے بڑے بڑے اکابر محدثین نے جو یہ حدیث کا دواۓ حلیہ ہے اس حدیث کی تفصیل کی ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ نے اس مسئلہ میں فرماتے ہیں اما قولہ من کنت صولاً لا فاعلی صولاً لا فاعلی فی الصلحاء لیکن ہو مہار واکا العلماء وکذا فی قولہ من فی صحیحہ فقتل عن الجہل واکا ابراہیم الخرمی وکذا فی قولہ من اهل الملأ بالحدیث انھم طغوا فید و ضعفوا قال ابو محمد بن حزم واما من کنت صولاً لا فاعلی صولاً لا فاعلی بصلکم من طریق الشقاق۔

ترجمہ لیکن اس کا قول من کنت صولاً تو صحیح حدیث میں نہیں ہے بلکہ یہ اس قبیلہ سے ہے کہ اس کو علماء نے روایت کیا ہے اور لوگوں نے اس کی صحت میں اختلاف کیا ہے بخاری سے اور ابی ایوب حماد سے اور علامہ نے حدیث کے ایک گروہ سے منقول ہے کہ انھوں نے اس میں جرم کی ہے اور اس کو ضعیف کہا ہے ابو محمد بن حزم کہتے ہیں کہ من کنت صولاً لا فاعلی صولاً لا فاعلی مولانا میرزا داؤد کے مذہب سے ثابت ہیں ہے صحاح ستہ میں سے صرف ترمذی نے اس کا جواب دیا ہے حدیث ہے بخاری میں کہیں اس کا پتہ نہیں تو ترمذی نے بھی اس کا کچھ نہ ہونا ثابت کر دیا ہے اس لئے اس نے کھدیا ہے کہ حدیث حسن ہے اور میں جب اس حدیث کی صحت میں اتنا بڑا اختلاف ہے اور امام بخاری جیسے محدث اس کے ضعیف کہنے والے ہیں تو اس سے اعتقاد کا وہ مسئلہ جس پر نجات موقوف ہے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا ہاں فضائل میں اس قسم کی حدیث لے لی جاتی ہے چنانچہ علامہ اہل سنت (باقی بر صفحہ ۶۳۷)

حضرت علی کے فضائل کا خطبہ پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے دہان سے روانہ ہو گئے جب مدینہ قریب آگیا تو آپ نے تین بار گیسر کہیں اے فرمایا لا الہ الاہو وحده

(بقیہ از صفحہ ۶۳۵) مسئلہ اہل بیت کے مقلدین اور اہل بیت کے دو امتیں اصول کافی لکھا جماعہ طبری نے تفسیر علی بن ابی طالب قمی وغیرہ میں بکثرت موجود ہے یہاں بھی ہے، کہ جسے نمونہ از خود اور میں نے اعتقاد بالاسلام و استقصاء الاقدام میں نقل کیا ہے۔
 المتقریب قرآن سے اس مسئلہ کو کوئی نقل نہ ہو سکا تو اس میں تحریر کے قائل ہو سبب تحریر کی شدت پر ان کو اطلاع ہوئی تو اس تحریر نے تحریر معنی سے کام لیا مگر اصل کو حق جتنا اور حق کو باطل جتنا کس کے اعتقاد میں ہے اس تحریر معنی سے بھی کچھ معذور ہوا تا آخر حدیث کی طرف جھکے لیکن خدا کی قدرت کوئی حد نہیں ہے اس کو اپنے دعا کے موافق کتب اہل سنت میں ملے گی۔

اب یہی حدیث خود فرام ہے اس کی مختصر حالت میں بیان کرتا ہوں اس کی پرکھ میں احادیث کو قیاس کرنا چاہیے جو عقلی اصحاب اہل سنت کی کتابوں سے حکایت بلا فصل مرتضوی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔
 اول تو اس حدیث کی صحت میں بڑا اختلاف ہے بڑے بڑے اکابر قدس نے میں میں حدیث کا دہرہ دہرہ اس حدیث کی تضعیف کی ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ نہایت السنۃ میں فرماتے ہیں اما قولہ من کنت صولاً لا فعلی صولاً لا فلیس فی الصحاح و لیکن جو مدار و الا المولود و تبارک الماس فی صحیحہ فتنل عن ابیہ و ابراہیم الحنفی و طاغیۃ من اهل الجاح بالحدیث انما یحضر طغوانہ و وضعوا قال ابو یوسف بن حزم و اما من کنت صولاً لا فعلی صولاً لا فلیس من طریق المتقات۔
 ترجمہ لیکن اس کا قول من کنت صولاً تو صحیح حدیث میں نہیں ہے بلکہ اس قبیلہ سے ہے کہ اس کو علماء نے روایت کیا ہے اور لوگوں نے اس کی صحت میں اختلاف کیا ہے بخاری سے اور ابراہیم حنفی سے اور علامہ حدیث کے ایک گروہ سے مختلف ہے کہ انھوں نے اس میں جو سنا کی ہے اور اس کو ضعیف کہا ہے ابو یوسف بن حزم کہتے ہیں کہ من کنت صولاً لا فعلی صولاً معتبر راویوں کے قول سے ثابت نہیں ہے صحاح ستہ میں سے صرف ترمذی اپنا ماخذ یہاں حدیث ہے بخاری میں نہیں اس کا پتہ نہیں تو ترمذی نے بھی اس کا کنگہ نہ ہونا ثابت کر دیا ہے اہل سنت نے کھدیا ہے کہ حدیث حسن ہے اعترض جب اس حدیث کی صحت میں اتنا بڑا اختلاف ہے اہل عام بخاری جیسے محدث اس کے ضعیف کہنے والے ہیں تو اس سے اعتقادات کا وہ مسئلہ جس پر فہمات موقوف ہے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا ہاں فضائل میں اس قسم کی حدیث لے لی جاتی ہے چنانچہ علامہ اہل سنت (باقی بر صفحہ ۶۳۷)

و شریک لہ لہ المملک و لہ الحمد و هو علی کل شئی قدير اشیون تاشیون ما بدون
ما جدون و لومنا حامدون صدق اللہ و عدلہ و نصو عبدہ و ہدزم الاحزاب و ہذا
ہر اس کے آپ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ دیر متورہ میں داخل ہوئے اور اس شہر مقدس کو

بقیہ از صفر ۱۳۳۹ء کے جہاں کہیں اس حدیث کو ذکر کیا ہے حضرت علی رضی کے نضاک میں ذکر کیا ہے اصل
حدیث میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نضاک میں ضعیف حدیث بھی قبول کر لی جاتی ہے اور میں طرح احکام کے
تخلیص میں حدیث کی جانچ کی جاتی ہے نضاک میں اس کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔

دوسرے اگر اس حدیث کے صحت و ضعف سے بھی آنکھ بند کر لیں اور اس کا حد مسئلہ اگر اخبار احاد
پر بھی مبنی ہوں عقائد میں مقبول نہیں ہوتے) کی بھی پروا نہ کریں تب بھی اس حدیث سے حضرات شیعہ کا
مطلب ثابت ہوتا ایک امر قابل ہے اس اخیر زمانے میں مولوی حامد حسین صاحب نے (جو بزرگ حضرات شیعہ علمائے
ماقبلین سے بھی سبقت لے گئے تھے) اس حدیث سے خلاف ہر فصل ثابت کرنے کی بہت کوشش کی ہے
اور چار ضخیم جلدوں میں اس حدیث کی بحث بھی ہے ان کے اندر نیز تمام علمائے شیعہ کے استدلال کا دار و دار لفظ
مولیٰ پر ہے وہ کہتے ہیں کہ یہاں مولیٰ سے مجرب مراد نہیں بلکہ حاکم مراد ہے ان کے نزدیک مطلب اس حدیث کا
یہ ہوا کہ میں تمہیں حاکم ہوں علی بھی اس کے حاکم میں مگرا نہیں ہے کہ علمائے شیعہ اس کی کچھ وجہ بیان نہیں کئے
موجب مولیٰ یعنی مجرب اور ناصر کے لغت میں وارد ہوا چکا ہے تو وہ بھی کہیں نہ مراد نے جائیں اور دوسرے
معنی میں مراد سے جائیں کوئی وجہ ترجیح ان کو بیان کرنی لازم تھی نیز اس سے بھی وہ گنبد کیجئے مولیٰ کے معنی
حاکم کے کسی لغت میں وارد نہیں ہونے اگر کسی لغت میں مولیٰ معنی حاکم نکلا ہو تو حضرات شیعہ وجہ ترجیح دیتے
کر سکیں تب بھی تم تسلیم کر لیں گے کہ اس حدیث میں خوا غزوہ یحییٰ بنی یار میں مگرا نہیں کہ حضرات شیعہ قیامت
تک اس بات کو ثابت نہیں کر سکے کہ لغت عرب میں مولیٰ معنی حاکم مستقل ہے مولوی حامد حسین صاحب و نیز
علمائے متقدمین شیعہ نے اس بات کی بہت کوشش کی کہ کسی طرح مولیٰ کو حاکم کے معنی میں ثابت کر دیں چنانچہ
انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ مولیٰ معنی الٰہی بھی آتا ہے اور (مضرب علی یہاں) (باقی بر صفحہ ۱۳۸)

عہدہ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے کہ کوئی صید و سوا اللہ کے نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی
ہے پوش بہت اچھی کہنے ہے تعریف اللہ و ہر ہر چیز پر قادر ہے ہم (رجا کر کے) تو یہ کہتے ہوئے عبادت
کو کہتے ہوئے بھڑکاتے ہوئے اپنے خدا پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے کھڑے رہے ہیں اللہ نے اہل ہدایت کو ہدایت
کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور دکھانے کی جماعت کو اس ایک نے بھگا دیا ۱۳۱۔

لا تلویت له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ائبون تائبون عابدون
ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصو وعهده وهزم الاحزاب وحده
جو اس کے آپ نہایت خیر و غری کی کے ساتھ دیرتہ منورہ میں داخل ہوئے اور اس شہر مقدس کو

بقیہ از صفحہ ۶۳۳) نے جہاں کہیں اس حدیث کو ذکر کیا ہے حضرت علی رضی کے فضائل میں ذکر کیا ہے اصول
حدیث میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث بھی قبول کر لی جاتی ہے اور جس طرح احکام کے
استعمال میں حدیث کی جانچ کی جاتی ہے فضائل میں اس کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔

دوسرے اگر ہم اس حدیث کے صحت و ضعف سے بھی آنکھ بند کر دیں اور اس قاعدہ مسلمہ کو اہل احادیث
کوہ جی بھی ہوں عقائد میں مقبول نہیں ہوتے) کی بھی پروا نہ کریں تب بھی اس حدیث سے حضرات شیعہ کا
مطلب ثابت ہوتا ایک امر حوال ہے اس اخیر زمانے میں مولوی حامد حسین صاحب نے جو بزرگ حضرات شیعہ علمائے
ماقبلین سے بھی سبقت لے گئے تھے) اس حدیث سے خلاف جہاں فصل ثابت کرنے کی پیرائے کوشش کی ہے
اور جہاں ضخیم جلدوں میں اس حدیث کی بحث لکھی ہے ان کے اندر نیز تمام علمائے شیعہ کے استدلال کا دار و دار حفظ
مولا پر ہے وہ کہتے ہیں کہ یہاں مولا سے محبوب مراد نہیں بلکہ حاکم مراد ہے ان کے نزدیک مطلب اس حدیث کا
ہے ہر اکو میں نام میں حاکم ہوں علی بھی اس کے حاکم میں مگر ان میں ہے کہ علمائے شیعہ اس کی کچھ وجہ بیان نہیں کرتے
موجب مولا یعنی محبوب اور ناصر کے تحت میں دار و دار چکا ہے تو وہ مئی کیوں نہ مراد لے جائیں اور دوسرے
سمی کیوں مراد لے جائیں کوئی وجہ ترجیح ان کو بیان کرنے اندر بھی نہیں اس سے بھی وہ گنہہ کیجئے مولا کے معنی
حاکم کے کسی تحت میں دار و دار نہیں ہوتے اگر کسی تحت میں مولا یعنی حاکم تھا ہو تو حضرات شیعہ وجہ ترجیح دیتا
کر سکیں تب بھی ہم تسلیم کریں گے کہ اس حدیث میں خاتمہ وہی معنی یا رہی مگر ان میں کہ حضرات شیعہ قیامت
تک اس بات کو ثابت نہیں کر سکتے کہ لغت عرب میں مولا یعنی حاکم مستعمل ہے مولوی حامد حسین صاحب و نیز
علمائے شیعہ میں شیعہ نے اس بات کی بہت کوشش کی کہ مولا کو حاکم کے معنی میں ثابت کر دیں چنانچہ
انھوں نے یہ مولا کیا کہ مولا یعنی اولی بھی آتا ہے اور (مفسر ہے الیہ یہاں) (باقی بر صفحہ ۶۳۵)

عہد ترجیح اس دعا کا ہے کوئی مسجد دوسرا اللہ کے آسمان وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی
ہے پوشاہت اور اسی کے لئے ہے شریف اور وہ تہذیب و تہذیب کا رہے ہم (حق کر کے) تو یہ کہتے ہوئے جہاں
کہتے ہوئے بھگد کرتے ہوئے اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے کوشش کرتے ہیں اللہ نے اہل حق کو
کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور دکھائی اجماعت کو اس ایک نے جھگڑا دیا ۱۳۔

اپنے جمال جہاں آراء سے بھر پور فرمایا حرم سے ہجرت کا گیارہواں سال شروع ہوا اور صنف سر کی اٹھائیسویں تاریخ کو دروس اور بھاریں آپ جتلا ہو گئے اور کیشنبہ کے دن مرض میں شدت ہو گئی اور دوشنبہ کے دن دوسرے کے وقت پدم پوریا دینا لاقول کہ آپ نے خضائے جلت فرمائی اور فقہ اعلیٰ جل مجدہ کے حوالہ غرضت میں سکونت اختیار کی۔

إِنَّمَا لِلَّهِ وَ إِيَّائِهِ سِرٌّ أَجْمَعُونَ

اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات کے بھی اپنی اقتدر مرحومہ کے خیال اور غیر خواہی کو نہیں چھوڑا مگر جو فیوض و برکات کہ حضرت کی موجودگی میں اس عالم

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۶۴۷) اولی سے ہولی انصرفت یا اعلیٰ الحکومت مراد ہے مگر جو ہادین انصرفت سے اس دعویٰ کے ثبوت میں نقل کیں ان سے صرف اسی قصداً بت ہوتا ہے کہ ہولی یعنی مکان اولی کے بعض ملکہ کے نزدیک استعمال ہوتا ہے اب اگرچہ معنی اس حدیث میں ان لئے جائز و اولی سے اولیٰ انصرفت مراد ہے جلتے تو معنی حدیث کے ہوتا ہیں گئے کہ جس کے تعریف کامل یعنی حکومت بننے کے لئے ہولی ہوں علیٰ ہولی اس کے حکوم ہفتہ کے لئے اولیٰ ہیں دیکھئے حدیث کے معنی کے لئے ہر گز دوسرا "اصل" کو کہنے کے حاکم کے حکوم ہفتہ کے دینی بنادیا اگر خلافت باخصل کا یہی مطلب ہے تو حضرات شیخ کو ہارک ہے وہ خوشی سے اسی کو کرنا جزو ان میں بنائیں غرض کہ نہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ کوئی مسئلہ استفادات کا اس سے ثابت کیا جائے کہ حدیث خلافت مرقضی پر دلالت کرتی ہے چہ جائیکہ بفضل و بلا فضل یہ مقام اس بحث کے مناسب و تھا لیکن بات میں بات نکل ہی آتی ہے حدیث مذکور کا چونکہ ذکر کیا اس لئے ہم نے کہ اس کے ساتھ بھی بیان کر دیئے اگرچہ جو کچھ ہم نے کتاب ہے وہ بہت مختصر ہے زیادہ تفصیل اس حدیث کے متعلق اگر کوئی دیکھنا چاہے تو وہ نصیحت الشیخ کی تیسری جلد کو دیکھئے جس کے معنی مرحوم نے حق سبحانہ تعالیٰ کا تائید سے ہمیشہ کے لئے اس بحث کا خاتمہ کر دیا جزاء اللہ فیل جزاء ۱۱ عہ توجہ اس دعا کا یہ کہ کوئی سبب و سوا اللہ کے نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کے لئے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (یعنی کوئی) کہہ کر تے ہوئے عبادت کرتے ہوئے عباد کرتے ہوئے اپنے برادر و گار کی تعریف کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور کفار کی نجات کو اسی ایک نے بجا دیا ۱۲۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ حج کے وقت آپ کی وفات ہوئی ۱۲ (مذہب القلوب)

پر نازل ہوا ہے جسے اب وہ کہاں درحقیقت مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ مصیبت اللہ کا ہو سکتی ہے۔

وَصَبِّرْ بَيْنَ الْمُصِيبَةِ وَتَجَلَّدْ وَاعْلَمْ بِأَنَّ الْمَرْءَ وَعَيْدُ مُحَمَّدٍ
وَإِذَا ذُكِرَتْ مُصِيبَةٌ تَسَلَّوْا بِهَا فَإِذَا ذُكِرَ مُصَافَاةُكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

حجۃ الوداع کے حالات و واقعات ختم ہو گئے خدا کی عنایت سے حج و زیارت کے مسائل عمدہ بسط و تفصیل سے بیان ہو چکے اب میں اپنے التزام کے موافق چالیس حدیثیں حج کے بیان میں نقل کرتا ہوں اور اس کے بعد حسب دستور چالیس آثار حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل کر رہا ہوں۔

عہ توجہ۔ ہر مصیبت پر صبر کرنا دل کو سخت کرلو۔ اور یقین کر لو کہ آدمی ہمیشہ زندہ نہیں رہتا اور جب تم کسی ایسی مصیبت کو یاد کرو جس سے تم بے قرار ہو جاؤ تو تم اپنی اسی مصیبت کو خیال کرو جو محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات) سے تمہیں پہونچی ہو۔

حَامِدًا أَقْمَصَلِيًّا
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چہل حدیث حج

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے لئے حج کرے پھر ذر فٹ کرے نہ گناہ کی بات تو وہ (حج کر کے) مثل اس دن کے لئے محاسب دن اس کو اس کی ماں کے لئے جانا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج ضروری ایسی چیز میں کوئی خلاف حکم بات نہ کی جائے گی کہ حزا سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کی برابری کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ہم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! تم پہنچ فرض کرو یا گیا ہذا تم حج کرو ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا ہر سال یا رسول اللہ! (حج فرض ہے) تو آپ چپ ہو گئے یہاں تک کہ اس نے غصہ مریضہ کیا آپ نے فرمایا اگر میں کہتا

(۱) عن ابی ہریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج لله فہو یوفی ولہ یشق مرحم یوم ولدتہ امہ (بخاری)

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحجۃ العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لہما بینہما والحدیج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ۔

(متفق علیہ)

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیان عمرۃ فی رمضان قلیل حجۃ (متفق علیہ)

(۴) عن ابی ہریرۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس قد فرض علیکم الحج فہجوا فقال رجل اکل نام یا رسول اللہ فسمکت حتی قالہا ثلثۃ فقال لولیت لعمرو لوجعیت ولہذا استظفتم

ثم قال ذروني ما تركتكم فافعلوا
هذه من كان قبلكم بكثره سوا
نهم واختلافهم على انبيائهم
فاذا امرتكم بشئ فالتوا منه ما استطعتم
ولذا نهيتكم عن شئ فلا تعملوا۔

(رواه مسلم)

کہاں تو ہر سال تم پر فرض ہو جاتا ہے پھر تم
ہرگز نہ کر سکتے ہو اس کے آپ نے فرمایا کہ تم کچھ
سے بچو یا تنہا نہ کرو جب تک میں تم سے کچھ نہ کہوں
اس نے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے زیادہ
بچھڑا پن اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنے کی
دھستہ ہلاک ہوئے ہیں تم کو جس بات کا حکم
دوں تم اپنی طاقت کے موافق اس کو کیا لاؤ اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کر دوں تو تم

اس کو چھوڑ دو۔

(۵) عن ابی ہریرۃ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
يقول وقد الله ثلثة الخاوی والحاج
والمعتمر۔ (الشمس)

(۶) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقیت
الحاج فسلم علیہ وصحی لہ دعوہ
ان لیستغفرک قبل ان یدخل بیتہ
فانہ مغفور لہ۔

(مسند احمد)

(۷) عن ابی امامۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم
یمنع من الحج حاجۃ ظاہرۃ او
سلطان جائز ومرض حاجب
فما تم ولہ الحج نیست ان شاء
یہودیا وان شاء نصرانیانہ۔ (۸)
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا
ہے کہ خدا کے ایلیٰ تین قسم کے لوگ ہیں، جہاد
کرنیوالے، حج کرنیوالے اور عمرہ کرنے والے۔
حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی حاجی سے ملو
تو اس کو سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور
اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے
قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کیونکہ
وہ بخشا ہوا ہے۔

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے
کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی بادشاہ ظالم یا کوئی
مرض شدید مدد کے اور وہ بیخارج کے مرجائے
تو اس کے حق میں یکساں ہے، چاہے یہودی
مرجائے، چاہے نصرانی مرجائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ

سلم من مخرج حاجاً او معتمراً بغير اذان
شهر مات في طريقة كتب الله له اجر
الغازي والمجاهد والمعتصم رواه البيهقي
مشكوة

(۹) عن ابن عباس قال ان النبي
صلى الله عليه وسلم وقت لاهل
المدينة ذاك الخليفة ولا اهل الشام
الحنيفة ولا اهل نجد قرون المنازل
هن لهن ولهن اتي عليهن من غير
هن ممن اراد الحج والعمرة ومن كان
دون ذلك فمن حيث انشأ حتى
اهل مكة من مكة (بخاری)

وہ جہاں سے احرام باندھے (وہی میقات ہے) یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھ لیں۔
(۱۰) عن عائشة انها قالت يا رسول
الله اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا
عبد الرحمن اذهب باخيتك فامروا
فاعمرها من التميمي على ناقة
فاعتمرت۔

(بخاری)

(۱۱) عن ابی سعید الخدری عن النبی
صلى الله عليه وسلم قال یحببن
البدیت ولیعتمون بعد خروجہما جوج
وما جوج۔ (بخاری)

(۱۲) عن عبد الله بن عثمان رجل
قال يا رسول الله ما يبليس المحرم من

نے فرمایا جو شخص حج کرنے کے لئے یا عمرہ کرنے
کے لئے باجہاد کرنے کے لئے (اپنے گھر سے)
نکلے پھر راستے میں مروجے کو اس کے لئے قازق
اور حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب کھڑا رکھے گا۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے مدینہ والوں کے لئے نجد اور نجد والوں کے لئے
شام والوں کے لئے نجد کو اور نجد والوں کے لئے

قرن المنازل کو میقات مقرر فرمایا ہے یہ مقامات
ان لوگوں کی بھی میقات ہیں اور جو شخص کسی ایک
جگہ کا رہنے والا حج یا عمرہ کے ارادہ سے ان پر
ہو کے گذرے اس کی بھی ایسی میقات ہیں اور
جو شخص ان مقامات کے اس پار کا رہنے والا ہو

یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھ لیں۔
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے
کہا یا رسول اللہؐ آپ لوگوں نے عمرہ کر لیا اور کیا
نے عمرہ نہیں کیا آپ نے فرمایا اگر اسے عبد الرحمن
ابن یمن کو بجاؤ تو انھوں نے حضرت عائشہؓ
کا دث پر سوار کر کے مقام تنعیم سے عمرہ کا دیا
اور انھوں نے عمرہ کر لیا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کعبہ
کاحج و عمرہ یا جوج ماجوج کے خروج کے
بعد بھی ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک
شخص نے کہا یا رسول اللہؐ عمرم کس قسم کے

(۱۶) عن سالمہ عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلیں یقلد مکتہ اذا امتلح الرکن الاوثر اول ما یطوف یحلب ثلثہ اطواف من الحلب (البخاری)

(۱۷) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا طاف بالعبیت الطواف الاکل یحلب ثلثہ اطواف ویمشی اربعۃ وانیہ کان یسعی بطن المسیل اذا طاف ببن النصار والمروۃ (البخاری)

(۱۸) عن ابن عمر یقول قد راہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فطاف بالعبیت سبعاً و صلی خلف المقام رکعتین ثم خرج الی الصفا وقد قال اللہ عز وجل لقد کان لکرم فی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسوۃ حسنۃ -

(۱۹) عن ام مسلمۃ قالت شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اشتکی فقال طوفی من وراۃ المناس وانیۃ راکیۃ فطفت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی الی خبیب البیت وهو یقرء بالنور و کتاب مسطور -

(البخاری)

سالم اپنے والد (ابن عمر) سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت آپ مکہ آتے تھے کہ جب آپ حجر اسود کا استلام کر چکے تو سب سے پہلے مغربہ سات شیطوں کے تین شیطوں میں دہل کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کا پہلا طواف کرتے تو تین شیطوں میں دہل کرتے تھے اور چار میں مشی کرتے تھے اور جب صفارہ کے درمیان میں طواف کرتے تو بن مسیل میں بھی سہی کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف لائے اور آپ نے کعبہ کے سات طواف کئے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے صفا کی طرف تشریف لے گئے اور بیک اللہ عزوجل لے فرمایا ہے کہ تم لوگوں کے لئے رسول خدا کے (افعال) میں ایک عمدہ اقتدا ہے۔

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں بیمار ہوں (طواف کس طرح کروں) آپ نے فرمایا کہ تم سوار ہو کر آؤ میوں کے پیچھے طواف کرو چنانچہ میں نے (سوار ہو کر) طواف کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ (نماز میں اس وقت) والطور کتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عباس بن عبد المطلب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ پانی پلانے کے لئے منیٰ کے نلکے میں کھیں وہیں تو آپ نے انہیں اجازت دیدی۔

حضرت عقیل بن اسیدؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہنر چاروسے اضطرار کر کے کعبہ کا طواف کیا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قربا یا کہ میں نے اس مقام پر قربانی کر لی ہے اور منیٰ کا کل میدان قربانی کی جگہ ہے یہ تم اپنی اپنی تیار مگاہ میں قربانی کرو اور میں نے (عرفات میں) اس جگہ وقوف کیا اور عرفات کا کل جنگل موقف ہے اور میں نے مزدلفہ میں اس جگہ وقوف کیا اور مزدلفہ کا کل میدان موقف ہے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن تو جمرہ کی رمی چاشت کے وقت کی تھی اور یکن بعد اس کے (جب آفتاب اُٹھل جاتا تھا) اس وقت ہی فرماتے تھے حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعض صحابہ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈا دیا تھا اور آپ کے بعض صحابہ نے بال کتروائے تھے۔

(۲۰) عن ابن عمر قال استاذن العباس بن عبد المطلب من رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يبيت بمكة ليالي من اجل سفاريه فاذن له۔ (البخاری)

(۲۱) عن يعقوب بن اسيد قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم طاف بالبيت مضطربا بردا خضرا۔

(۲۲) عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحرته ههنا مني كلها منحر فاخروا في بحالكروا ههنا وعرقة كلها موقف ووقف ههنا والجعم كلها موقف (مسلم) کیا اور عرفات کا کل جنگل موقف ہے اور میں نے مزدلفہ میں اس جگہ وقوف کیا اور مزدلفہ کا کل میدان موقف ہے۔

(۲۳) عن جابر قال روى رسول الله صلى الله عليه وسلم الحجرة يوم النحر ضحى واما بعد ذلك فاذا زالت الشمس۔ (متفق عليه)

(۲۴) عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حلق رأسه في حجة الوداع واناس من صحابه وقصرو بعضهم۔ (متفق عليه)

عہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایسی خفیہ ضرورت پیش آجائے تو اس میں حد چار کھیرے نہیں ۱۲۔

عہ معلوم ہوا کہ سر منڈانا اور کترنا دونوں حدست میں ہیں کترنا بھی حد ہے کہ کم از کم چار انگلی بال کتروائے ۱۲۔

(۲۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ الله ﷻ عليه وسلم ليس على النساء الخلق انما على النساء انفسهن (ابوداؤد والدارقطني)

(۲۶) عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله ﷺ الله ﷻ عليه وسلم وقف في حجة الوداع بمنى فقام يسألوهم فجاؤا رجلا فقال له اشعر فخلعت قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج فجاؤا اخر فقال المشعر فخلعت قبل ان اذبح فقال ارم ولا حرج فامسك النبي ﷺ الله ﷻ عليه وسلم عن شئ قدم ولا اخرا قال افعل ولا حرج۔ (متفق عليه)

جس چیز کی ابتدا ہو چکا خواہ وہ مقدم کر دی گئی یا مؤخر کر دی گئی آپ نے بھی فرمایا اگر آپ کر لے اور کچھ حشر نہیں۔

(۲۷) عن ابن عباس قال كان الناس فيمن قوت في كل وجه فقال رسول الله ﷺ الله ﷻ عليه وسلم ولا يصوفن احدكم حتى يكون اخر عهدها بالنبيمت الا انه خفف عن الخائف (متفق عليه)

عہ خفیہ کے نزدیک ہر دم کے کا مطلب یہ ہے کہ حج میں فساد خدائے عظمیٰ کی وجہ سے نہ ہوگی اور جہاں دینی پڑے گی جنابت مفرد ہوگی اور اس کا جزا دینا پڑے گی کہ نیکان اعمال میں تشریب واجب ہے اور ترک واجب سے جزا لازم ہوگی جیسا کہ تفصیل اس کے بعد پر بیان ہو چکا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں پر سرسندھانا واجب نہیں بلکہ عورتوں پر صرف بالوں کا کتراؤ واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر لوگوں کے سامنے بیٹھ گئے لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے تاداشتگی میں قبل قرانی کرنے کے سرسندھانیا آپ نے فرمایا اب قرانی کر لے اور کچھ حشر نہیں ایک اور شخص آیا اللہ اس نے کہا کہ میں نے تاداشتگی میں قبل ہی کرنے کے قرانی کر لی ہے آپ نے فرمایا اب رمی کر لے اور کچھ حشر نہیں غرض (اس دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں غرض (اس دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اگر آپ کر لے اور کچھ حشر نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ لوگ ہر حالت میں لوٹ آیا کرتے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نہ لوٹے یہاں تک کہ وہ آخری زیارت کبھی کر لے مگر حیض والی عورت سے یہ معاف ہے۔

عہ خفیہ کے نزدیک ہر دم کے کا مطلب یہ ہے کہ حج میں فساد خدائے عظمیٰ کی وجہ سے نہ ہوگی اور جہاں دینی پڑے گی جنابت مفرد ہوگی اور اس کا جزا دینا پڑے گی کہ نیکان اعمال میں تشریب واجب ہے اور ترک واجب سے جزا لازم ہوگی جیسا کہ تفصیل اس کے بعد پر بیان ہو چکا ہے۔



حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام حضرت یسیرہؓ سے نکاح کیا۔

حضرت ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اسلام اور لیل کو دیکھا ان دونوں میں سے ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹنی کی ٹکیل پڑے ہوئے اور دوسرا چاکڑا تلے ہوئے آپ پر دھوپ سے سایہ کر رہا تھا یہاں تک کہ آپ نے جرۃ العقبہ کی رکی کر لی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شکار کا گوشت تمہارے لئے حلال احرام میں جائز ہے تا وقتیکہ تم اس کو شکار نہ کرو یا تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حصر ہو گئے تو آپ نے اپنا سر منڈا دیا اور اپنی بی بیوں سے بہستی فرمائی اور اپنی ہڈی کی قربانی کرنی یہاں تک کہ سال آئندہ میں آپ نے عمرہ کیا۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جو شخص حج کرے اور ہیری موت کے ہیری قبر کی زیارت کرے وہ شہداء کے ہو گا جو ہیری قبر کی میں ہیری زیارت کرے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بخیرہ کے کہ میں تشریف لے گئے جب آپ نے اس کو حج کیا اور آپ کے سر پر اس وقت

(۲۸) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوج میمونۃ وحو محرم (متفق علیہ)

(۲۹) عن ام حبیبہ قالت رايت اسامة وبلال واحداهما اخذ بخطام ناقه رسول الله صلى الله عليه وسلموا لاخررافعه فوبه يستولون من الحرح حتى رعى حبيروا العقبة - (مسلم)

(۳۰) عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحما تصيد لكم في الاحرام حلال ما لم تصيدوا او بصا دكم - (الترمذی)

(۳۱) عن ابن عباس قال قال احصى رسول الله صلى الله عليه وسلم خلق راسه وحامه لسانه ونحره حديه حتى احصرها ما قابلا (البخاری)

(۳۲) عن ابن عمر مرفوعا من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني فاحيا لي (رواه في شعب الايمان) (مشکوٰۃ)

(۳۳) عن جابر قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکة حین افقحها وعلیه عملة سوداء خیر

احرام -

(الذاری)

(۳) عن ابی شویحہ العدوی انہ قال
 لعمرو ابن سعید وهو سجت البعوث
 الی مکة ائذن لی ایھا الامیر بعد ثبوت
 قولي قام بہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم الغد من یوم الفتح
 سمعته اذ ناسی ووعاہ قلبی وبعوثہ
 عینای حین تکلم بہ انہ حمدا للہ
 واشنی علیہ ثم قال ان مکة حرمہا
 اللہ ولم یحرہما الناس ولا یجزل
 امرہ من بآ اللہ والیوم الاخران
 یسلف بہا وما اولیٰ عضدا بہا فیکرمہ
 فان احدا ترخص لقتالہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نفقوا وان اللہ
 اذن لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ولہ اذن لکرمہ وانی اذن لی فیہا لما
 من نہما وقد عازرمتہا الیوم کرمہا
 بالامس ولیبیغ الشاہد الغائب
 فقیل لا فی فیجہ ما قال لک عمرو بن
 سعد قال انا اعلم منک بذلک یا

ایک سیاح و حامد تھا۔

حضرت ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ انھوں
 نے عمرو بن سعید سے کہا اور وہ کہہ کر طرف لشکر
 کوٹھی کر رہا تھا کہ اے میرے مجھے اجازت دو تو میں تم
 سے ایک ایسی بات بیان کروں جو یوم فتح کے
 دوسرے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کھڑے ہو کر بیان فرمائی تھی میرے دونوں کانوں
 نے اس کو سنا ہے اور میرے دل نے اس کو یاد
 ہے اور میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں جب
 آپ وہ بات بیان کر رہے تھے آپ نے اللہ
 کی حمد و ثنا بیان کی بعد اس کے فرمایا کہ (میں
 جہاں تھاں) کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو
 آدمیوں نے حرام نہیں کیا اور کسی ایسے شخص کو
 جو اللہ پر اور پچھلے دنوں کان رکھتا ہو یا جو
 نہیں کرواں غور نہ کرے یا وہاں درخت گئے
 پس اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کی جنگ کے سبب سے (اس کو) ہارنے کے تو تم
 کہہ دیا کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اس کی اجازت دیدی تھی اور تم کو اجازت
 نہیں دی اور میرے کانوں میں صرف تمہاری

عمرو بن سعید نے یہ کہ طرف سے عام مدینہ تھا حضرت عبداللہ بن زبیر ان دنوں مکہ میں علیہ تھے ان
 سے کہنے کے لئے اس نے مکہ کی طرف لشکر روانہ کیا تھا تو حضرت ابو شریح صحابی نے اس سے حدیث بیان کی
 جس سے مکہ میں جہاں تک مالیت ثابت ہوئی مگر اس بحث نے نہ مانا اور اپنے امراء کو بھیجے کہ انہ کو یاد دلاؤ
 کہ عمرو بن سعید ایک زبیری شخص کے حضرت علی کو سب و قسم کرنے لگا اسی وقت غلبہ اہل بیت سے اے عمرو بن

ابا شکر رحمہ اللہ ان الحرام کا پھیلنا عاصی اور
فاسق ہیں مگر کفار انجنزبہ (البخاری)
کو چاہیے کہ قاتل کو یہ خبر پہنچا دے حضرت ابو شکر سے پوچھا گیا کہ عمر بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا
انہوں نے کہا (یہ جواب دیا) کہ اگر شوکت میں اس بات کو تم سے زیادہ جانتا ہوں
وفی البخاری الخوبة الخيانة۔

(مشکوۃ)

(۳۵) عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال ان لا خير في
فاسق في ان امرأ صحابي او من مع
ان يرفعوا صوابا لعل بالنية
(البخاری)

(۳۶) عن ابن عباس قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم سمع رجلا
يقول لبيلك عن شبرمة قال من
شبرمة قال اخني او قريب لي قال
اججت عن نفسك قال لا قال حج
عن نفسك ثم حج عن شبرمة
(ابوداؤد)

(۳۷) عن عمرو بن الاحوص قال
سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول في حجة الوداع اي يوم
هذي قالوا يوم الحج الاكبر قال فان

دیر کی اجازت دی تھی اور آج اس کی حرمت دینی
ہی ہو گئی جیسی اس کی حرمت کی قسمی اور حاضر
کو چاہیے کہ قاتل کو یہ خبر پہنچا دے پوچھا گیا کہ عمر بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا
انہوں نے کہا (یہ جواب دیا) کہ اگر شوکت میں اس بات کو تم سے زیادہ جانتا ہوں
وفی البخاری الخوبة الخيانة۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نبی میرے پاس آئے
اور مجھ سے کہا کہ میں اپنے صحابہ کو یا انہوں نے فرمایا کہ
جو لوگ میرے ساتھ ہیں ان کو یکدم دوں کہ وہ
اپنی آمازیں تکبیر کے ساتھ بلند کریں۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بیک شبرمہ کہتے
سنا تو آپ نے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے اس نے کہا
کہا کہ میرا بھائی یا میرا عزیز ہے آپ نے فرمایا تو
اپنی طرف سے حج کر چکا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے
فرمایا تو اپنی طرف سے پہلے حج کر لے بعد اس کے
شبرمہ کی طرف سے حج کر۔

عمرو بن الاحوص کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں بوجھتے ہوئے
سنا آج کون دن ہے لوگوں نے کہا کہ حج اکبر
کا دن ہے آپ نے فرمایا تو تمہارے خون اور

عہ گویا وہ حضرت عبداللہ بن عمر سے کہیں ہوگا کہ اس سے پہلے جانو کہ تمہارا خون اور تمہاری جاننا تھا
عہ زخمی شبرمہ کی طرف سے بیک کہتا ہوں۔

وما نکدر واسوا لکم واعر اضکم
 بدینکم وخرام کھرمہ یومکم ہذا فی
 بلدکم ہذا الا لا یجفی جان علی
 نفسہ الا لا یجفی جان علی ولدہ
 ولا مولود علی والدہ الا و ان
 الشیطان فدا یاؤس ان یعبد فی
 بلدکم ہذا ابن او لکن ستکون
 لہ طاعۃ فیما تحتقرون من اعمالکم
 فسیرضی بہ (الترمذی و صحیحہ)
 ہوا اس کی اطاعت کی جائے گی اور وہ اس سے خوش ہو جائے گا۔

تہارے مال اور تمہاری آبرو میں تمہیں ہر ماہ
 ہمیشہ کے لئے ایسی حرام میں جیسے ان کی
 حرمت آج کے دن تمہارے اس شہر میں و تم
 کو معلوم ہے آگاہ ہو کوئی شخص اپنی جان
 پر کوئی جہالت ذکرے آگاہ ہو کوئی شخص اپنے
 بیٹے پر اور بیٹا اپنے باپ پر جہالت ذکرے آگاہ
 ہو شیطان اس بات سے ایس ہو گیا ہے کہ
 تمہارے اس شہر میں کبھی اس کی عبادت کی جائے
 ہاں مگر یہ ان اعمال میں جن کو تم حقیقتاً

(۳۸) عن یحییٰ بن سعید ان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا
 وقد یحفر قبر بالمدینۃ فاطلم رجیل
 فی القبر فقال یاؤس ففیجہ المومن فقال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یاؤس ما قلت قال الرجل انی لما اردت
 ہذا انما اردت القتل فی سبیل اللہ
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لا مثل القتل فی سبیل اللہ ما علی
 الاکرمین بقعة احب الی ان یکون
 قبری بھا منھا ثلاث مرات رواہ

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور ایک
 قبر مدینہ میں کھود رہے تھے تو ایک شخص نے
 قبر میں جھانکا اور اس نے کہا کہ مومن کا گیارہ
 ٹکڑا ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ تو نے بہت برا کہا اس شخص نے عرض
 کیا کہ میرا یہ مطلب یہ تھا میں نے تو یہ مراد ہی تھی
 کہ قتل فی سبیل اللہ مسلمانوں کے لئے زیادہ
 گھرمیں مرنا اچھا نہیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ ہاں قتل فی سبیل اللہ کے برابر
 تو کوئی چیز نہیں مگر وہ جسے زمین پر کوئی مقام ایسا

جسے جان پر جہالت کرنے کا مطلب ہے کہ کوئی ایسی جہالت کرے جس سے اس کی جان مافیہ رہے اور
 اب پر جہالت کرنے کا یہ مطلب ہے کہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جس سے اس کا باپ ماحق ہو جائے
 یا جہالت سے بچا ہو جائے اسی قسم کا مطلب بیٹے پر جہالت کرنے کا ہے ۴۲۔

ما لک موسلا۔

(مشکوٰۃ)

(۳۹) عن علی رضی اللہ عنہ قال ما کتبنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انقران وما فی ہذا الا تصحیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المذنبۃ حرام ما بین عبدانی ثور فمن احل فیما احداثا وادوی محداثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صوف ولا عدل ذمۃ المسلمین واحداثا یسعی بہا اذناہم من اخطر مسلما فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل صوف ولا عدل و من دان قوما بغیر اذن صوابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صوف ولا عدل۔

(متفق علیہ)

نہیں ہے کہ مجھے یہاں اپنا قرآن ہمارے سے زیادہ محبوب ہو رہا ہے (تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں کھا سوا قرآن کے اور سوائے اس کے جو اس صحیفہ میں ہے (اس صحیفہ میں ہے کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مذنب غیر (نامی پہاڑ) سے لے کے ثور (نامی پہاڑ) تک حرام ہے جو شخص یہاں کوئی نئی بات (ظلم و بدعت کی) کرے یا کسی نئی بات کے کرنے والے کو جگہ دے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت اس سے کہ کوئی عبادت قبول ہوگی نہ طاعت تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے ان میں کا ذاتی شخص بھی اس قوم کی پیروی کر سکتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی آمر و نری کرے اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت نہ اس کی کوئی عبادت قبول ہوگی نہ طاعت اور جو شخص کسی قوم سے بغیر اپنے میوانی کی اجازت کے اولاد پیدا کرے اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت نہ اس کی کوئی عبادت مقبول ہوگی نہ طاعت۔

عہ میں اگر کوئی مسلمان کسی کا فرکرمان دیدے تو تمام مسلمانوں پاس امن کا برتنا لازم ہے گواہی دینے والا بہت اونی درجہ کا آدمی ہوگا۔

عہ سوالیہ ہے مرنے کی جو شخص کسی قلم کو آواد کرے وہ اس قلام کا مونی ہے یہی یہاں مراد ہے۔
بانی مسند ۶۵۲ پہا

(۴۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الدَّعَاءِ دَعَاءُ
يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَ
النَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَالْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
(الترمذی)

عمر بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا
سے راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
محمد دعاؤں کے دن والی دعا ہے اور سب سے
عمرہ کلام جو میں نے اور محمد سے اگلے نبیوں
نے کیا ہے یہ ہے (ترجمہ) اللہ کے سوا
کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک
نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کی ہے
تقریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(بغیر صفحہ ۶۵۱) یہ غلام اگر کچھ مال چھوڑ کرے اور کوئی وارث اس کا نہ ہو تو اس کا مال اس کے آرتزو
کرنے والے کو ملتا ہے اسی کو دلا کہتے ہیں پس اگر کوئی شخص اپنے مرنے والے کو قلعہ کر کے کسی دوسرے
کو اپنا وارث بنا کے تو یہ ناجائز ہے۔

حَاسِدًا اَوْ مُصَلِّيًا
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) ابوبکر عن شیعہ قال عمر بن الخطاب من حج هذا البيت لا يرد له عيلة خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه۔
ابوبکرؓ ایک شخص سے راوی ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا جو شخص اس گھر کے حج کا ارادہ کرے اس کے سوا اور کچھ ارادہ نہ رکھتا ہو وہ اپنے گناہوں سے مثل اس

دن کے نکل جائے گا جس دن اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

(۲) ابوبکر عن موسى بن سعيد قال عمر تلقوا الحاج والعمر والغزاة فليدعوا الكعب قبل ان يتنفسوا۔
ابوبکرؓ موسیٰ بن سعید سے راوی ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا حج کرنے والوں اور عمرہ کرنے والوں اور غزوات اور غاروں سے ملو اور وہ تمہارے لئے دعا کریں قبل اس کے کہ گناہ میں ملوث ہوں۔

(۳) ما ذكر عن سعيد بن المسيب ان عمر بن العباس سأل عن سؤال فاذن له فاعتصم ثم قفل الى اهله ولحقه حجر۔
امام مالکؓ سعید بن مسیب سے راوی ہیں کہ ابن ابی سلمہؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے اس بات کی اجازت چاہی کہ شوال میں عمرہ کریں تو حضرت عمرؓ نے ان کو اجازت دیدی اور انھوں نے عمرہ کر لیا پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور حج نہیں کیا۔

(۴) الميهقي ان عمر بن الخطاب قال۔
یہی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے

خدا : ابوبکرؓ میں ایک بڑے پابے شخص ہیں ان کی ایک کتاب ہے جو مصنف بن ابی سفیانہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہ ساتویں اسی کتاب کی ہے ۱۲۔

ان النبیل الزاد والراحلة -

(۵) ابو بکر عن ملیۃ بنت محرز

سمعت عمر بن الخطاب یقول اجنوا

هذی الذریۃ ولا تاكلوا الرزاقها

و تدعوا اربا قها فی اعناقها قیل

الذریۃ هی هذا النساء -

(۶) البخاری روی ان عمر اذن لزوج

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر

حجة تجہا فبعث معہن عثمان بن

عفان وعبد الرحمن قلت اختلفوا

فی المسراۃ فخرج من غیر محرم فاجتہ

انشافعی بھذا علی انہ یجوز وخرجوا

من غیر محرم اذا کان معہا نسوت

ثقات ولفظہ ان یقولوا فی اکثر اثناء

جعل معہن عثمان وعبد الرحمن

بمعنی محافضتھن وتوقیرھن وان

کان معہن محارم من وللہ اعلم

اور عبد الرحمن کو کر دیا تھا تو یہ محض ان کی محافظت اور توقیر کے لئے اگرچہ ان کے ساتھ ان کے

کامیبل (سے مراد) زاد و راحلہ ہے۔

ابو بکر غیبہ بنت عمر سے راد کی ہیں کہ میں نے

عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان ذریعہ

کو بیچ کر اؤ اور ان کا مال خود بردہ کر جاؤ کہ

ان کے حقوق ان کی گردنوں پر رہ جائیں ذریعہ

سے مراد عورتیں ہیں۔

بخاری مروی ہے کہ حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی ازواج کو اپنے اطریق میں اجازت دے

کہ وہی تھیں اور ان کے ہمراہ عثمان بن عفان اور

عبد الرحمن کو کر دیا تھا میں کہتا ہوں کہ عورت کے

بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ بغیر

حرم کے باہر نکل سکتی ہے تو امام شافعی نے اسی

حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ بغیر

حرم کے اس کا نکلنا درست ہے بشرطیکہ اس

کے ہمراہ پرہیزگار عورتیں ہوں اور جو لوگ ناجائز

کہتے ہیں انھیں اختیار ہے کہ کہیں اس اثر میں

جو یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر نے ان کے ہمراہ عثمان

اور عبد الرحمن کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے

عہد یعنی یہ آیت میں بردہ ذکر ہے کہ حج اس پر فرض ہے جو سبیل کی مقصدت رکھتا ہو وہاں سبیل کے لفظ

سے زاد راہ اور سواری مراد ہے ۱۱۔

حدیث میں یہ انبیاء ذکر کرو ان کے مال تم پر ہے تصرف میں لے آؤ کہ وہ فقیر ہو جائیں اور حج نہ کر سکیں اور اس

کی دھمک ہے ہاں ان کی گردن پر رہے ۱۲۔

مسند بخاری میں ہے کہ حضرت عمر نے ان کے ساتھ عثمان

اور عبد الرحمن کو کر دیا تھا میں کہتا ہوں کہ عورت کے

عادم بھی تھے۔

(۷) البخاری عن ابن عمر لما افتقر هذا المصون الى اعمر فقالوا يا ليلو بن منين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا اهل نجد قبرا وهو جود عن طريقتنا وان اسرودنا قرنا مشق علينا قال فانظروا الخ وها من طريقكم فحدثنا هذا عن عرف۔

(۸) ابو بكر عن الحسن بن عمران بن حصين احرم من البصوة فقد م طي عمر فاغلظ له فقال يتحدث الناس ان رجلا من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم احرم من الا مصار۔

(۹) ابو بكر عن مسلم بن سليمان ان رجلا احرم من الكوفة فزاد عمر شئ من البصية فاحذبه وجعل بين ورده في الخلق ويقول انظر والي ما صنع هذا بنفسه وقد سمع الله عليه قلت معناه انك راهية للمقتدى ومن حيف عليه ان يفوت حقوق الاحرام۔

بخاری حضرت ابن عمر سے راوی ہیں کہ جب یہ دونوں شہر (یعنی بصرہ اور کوفہ) فتح ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن کو میقات مقرر فرمایا تھا اور وہ ہمارے راستے سے ہٹا ہوا ہے اور ہم اگر قرن جانا چاہیں تو ہم پر شاق ہو گا حضرت عمر نے کہا کہ تم اس کے لئے ذات عرق کو مقرر کر دیا۔

ابو بکر حسن بصری سے راوی ہیں کہ عمران بن حصین بصرہ سے احرام باندھ کر حضرت عمر کے پاس آئے تو حضرت عمر نے ان پر سختی کی اور فرمایا کہ لوگ کہیں گے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے (دور دراز) شہروں سے احرام باندھ کاتے تھے۔

ابو بکر مسلم بن سلمان سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے کوفہ سے احرام باندھا تھا حضرت عمر نے اس کو بری حالت میں دیکھا تو اسے پکڑ لیا اور لوگوں میں اس کو گشت کرایا اور فرماتے جاتے تھے کہ اس شخص کو دیکھو اس نے اپنی جان کے ساتھ کیا (برا سلوک) کیا حالانکہ اشر نے اسے وسعت دی تھی میں کہتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیٹو کے لئے (یہ بات) مکروہ ہے اور

مکہ معظمہ کی میقات سے پہلے احرام دینا اور مہاجرین سے

اس شخص کے لئے جس سے حقوق احرام کے فوت ہونے کا خوف ہو۔

(۱۰) ابو بکر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
بن الخطاب رجا فتوعدا صاحبهما
فرجع معاوية فاقبى ملحقة كانت
عليه يعني مطيبة قلت لم ياخذ
بهذا اهل الفقه لما علم عندهم
من حديث عائشة كاتي الطوالي و
بيض الطيب في مفرق رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم بعد ثلث من
احرامه اخرجہ الشیخان قلت
والا وجه ان يقال استدامة
الطيب على المبدن يجوز لان المبدن
يكن راحة الثوب لا يجوز لان الطيب
يبقى في الثوب كما كان۔

(۱۱) ابو بکر عن المسود بن مخرمة
كانت تلبية عمر ببيتك اللهم ببيتك
لا ثوبيك لك ببيتك ان الحمد و
النعمة لك والممات لا ثوبيك لك
ببيتك مرغوا ومرهوبيا اليك ببيتك
ذا الضمائر والفضل الحسن۔

اور امیر کے ساتھ میں حاضر ہوں اے نعمتوں اور عہد و جرگہ والے۔
(۱۲) ابو بکر عن القاسم قال عمر يا

ابو بکر حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر بن خطاب نے کچھ خوشبو پائی تو
جس کے پاس وہ خوشبو تھی اسے ڈالتا ہیں
حضرت معاویہ نے بھی اپنی خوشبو چاودا
ڈال دی کہتا ہوں کہ ابن نقد نے اس اثر پر عمل
نہیں کیا کیونکہ ان کے نزدیک حضرت عائشہ
کا روایت سے ثابت ہے (وہ کہتی ہیں) کہ گویا
میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر حرام
کے تین دن بعد تک خوشبو کی چمک دیکھتی تھی
میں کہتا ہوں کہ زیادہ مدتی یہ کہہ جانے
کہ بدن پر خوشبو کا لگا رہنا جائز ہے کیونکہ رسول
اس کو حرام کر دے گا اور کہنے پر ناجائز ہے
کیونکہ کہنے پر خوشبو جیسی تھی ویسی ہی باقی رہے گا
ابو بکر مسود بن غزم سے روایت ہیں کہ حضرت عمر
کا تلبیہ یہ تھا۔ (ترجمہ) اے اللہ میں بار بار تیرے
دروازہ پر حاضر ہوں کوئی تیرا شریک نہیں میں
حاضر ہوں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرف کی
تعریف اور احسان تیرے ہی لئے ہے اور ہر طرف
میں کوئی تیرا شریک نہیں میں حاضر ہوں خوف

ابو بکر نام سے روایت ہیں کہ حضرت عمر نے کہا

عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہا تھا اگر احرام سے پہلے خوشبو لگانا قراب بعد احرام کے جسم سے اس کا رائی
کرنا ضروری نہیں بخلاف کہنے کے پس حضرت عمر کا کہنے کا خوشبو سے ممانعت کرنا موافق حنفیہ کے ہے۔ ۱۲۔

اہل مکہ مائی ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم و
الحجاج شعنا غیر اذا راہتم ہلال ذی
الحجۃ فاہلوا۔

(۱۳) ابو بکر عن ابی ہاشم خرجنا الحجۃ
ومعنا النبی بن عبد فاحرم الحج و
العمرۃ فقد منا الی عمرہ ذکرت
لہ فقال ہدیت لسنة نبیک
صلی اللہ علیہ وسلم۔

تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ہدایت پائی۔

(۱۴) ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم
عن عمر بن الخطاب انہ انہا نخی عن
الافراد فاما القرآن فلا قال محمد
یعنی بقولہ نخی عن الافراد افراد
العمرۃ۔

(۱۵) ابو بکر عن طاؤس عن ابن عباس
تتمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وابو بکر وعمر و عثمان و اول من نخی
عنہا معاویۃ۔

(۱۶) احمد بن حنبل عن ابی سعید
خطب عمر الناس فقال ان اللہ
عز وجل خص نبیہ ما شاء وان
نبی اللہ قد صفی سبیلہ فاتوا الحج
۔ العمرۃ للہ کیا اس کے لئے اللہ عز وجل

اسے اہل مکہ کیا بات ہے کہ میں تم کو اس میں
تسلل ڈالے ہوئے دیکھتا ہوں حالانکہ حاجی لوگ
پر گندہ سو غبار آلود ہوتے ہیں تم جب ذی الحجہ
کا چاند دیکھو تو حرام باندھ لیا کرو۔

ابو بکر ابو ہاشم سے راوی ہیں کہ ہم حج کرنے کے لئے
نکلے اور ہمارے ہمراہ جی بن سعید بھی تھے انھوں
نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیا بعد اس
کہ ہم حضرت عمر کے پاس گئے اور جی بن سعید
نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ

امام ابو حنیفہ عمار سے وہ ابراہیم سے وہ حضرت
عمر بن خطاب سے راوی ہیں کہ انھوں نے صرف
افراد سے منع فرمایا ہے قرآن سے۔ امام محمد
کہتے ہیں کہ افراد سے مراد صرف عمرہ کرنا۔

ابو بکر طاؤس سے وہ حضرت ابن عباس سے
راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابو بکر و عمر و عثمان نے (برابر) منع کیا ہے اور
سب سے پہلے جس نے منع کیا وہ سولو ہیں۔

امام احمد بن حنبل ابو سعید سے راوی ہیں کہ
حضرت عمر نے خطبہ پڑھا تو (اس میں) بیان کیا
کہ اللہ عز وجل نے اپنے نبی کے لئے جو چاہا
خاص کر دیا اور بے شک رسول خدا اپنی راہ پر
چلے گئے ہیں تم حج عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو
جیسا کہ اللہ عز وجل نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے

(۱۷) احمد بن حنبل عن جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ تمتعنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعا ابی بکر فلما ولی عمر بن الخطاب خطب الناس فقال ان النقران هو النقران وان رسول اللہ هو الرسول کانتا متعتان علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدهما متعة الحج والاخری متعة النساء۔ معناه لیست ابعد ۸۔

(۱۸) مالک و ابو یکر عن ابن عمر قال افصلوا بین حجکد و عمر تکھ فان ذلک اتھ الحج و اتھ لعمرتھ ان یوتمرنی غیو اشھرا الحج۔ قلت وھذا امثلا المواضع الی اختلاف فیھا علی عمر و الاوجه عندی ان اکل کلام محتمل وکان عمر یخیر اکا افراد میرخص فی الاجتماع والنقران اما قول ابن عباس تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۸ امام مالک اور ابو یکر حضرت ابن عمر سے روای ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنے حج و عمرہ کے درمیان میں فصل کرو کیونکہ اس میں تمہارا حج بھی کامل ہو گا اور عمرہ بھی کر کے مہینوں کے علاوہ اور مہینوں میں عمرہ کرو۔ میں کہتا ہوں کہ جن مسائل میں حضرت عمر سے مختلف روایتیں نقل کی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ مشکل یہ مقام ہے اور میرے نزدیک عمدہ بات ہے کہ ہر گفتگو کا ایک خاص مطلب ہوتا ہے حضرت عمر افراد کو بہتر سمجھتے تھے اور تمتع الی

عہ یہ قول شاء ولی مشیاع کا ہے واقعی نہایت نفیس فیصلہ کیا ہے اس پر جس قدر غور کیا جائے گا یہی قدر انکی خیریاں ظاہر ہوتی ہیں تمتع کے بارے میں اکثر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ حضرت عمر انکے عدم حجاز کے قائل تھے جیسا کہ بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اس فیصلہ پر غور کر لیجئے بعد وہ صاف کھل جاتا ہے کہ حضرت عمر اس کے عدم حجاز کے قائل نہ تھے بلکہ وہ جس چیز کو ناجائز کہتے تھے وہ حج کے احرام کا عمرہ سے بدلہ دینا ہے نہ کہ تمتع ۱۲۔

والیو یکرو عمر فصلا نقذ یحطوا ف
انقذوم قبل طواف الا فامنة و یعمل
الصعی عقیب طواف النذر فوم و اما
قوله خص لنبیہ ما مشا فیه و سلم
الحج بالعمرة فذلک خاص بنوعان
النویة الاولیٰ هذا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم هذا مذهب الجاهلیة
من قولہما العمرة فی اشهر الحج
من الخیر الحج و اما الا فراد الذی یخیر
عنه فهو ترویج طواف النذر دوم۔

قرآن کی بھی اجازت دیتے تھے اور حضرت ابن
عباس کا یہ کہنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ ابو یکرو عمر کے متبع کیا ہے اس کا مطلب یہ
ہے کہ طواف قدوم کا طواف اقامت سے پہلے
کرنا اور بعد طواف قدوم کے بھی کرنا وہ لوگ
کیا کرتے تھے) اور حضرت عمر کا یہ فرمانا کہ اللہ
نے اپنے نبی کے لئے جو چاہا خاص کر لیا اس کے
مراد حج کا عمرہ سے بدل دینا کہ یہ زمانہ نبوت کے
ساتھ خاص تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
سے مذہب جاہلیت کے مشابہت کا ارادہ کیا
تھاج لوگ کہتے تھے کہ حج کے ہینوں میں عمرہ کرنا سخت بڑی ہے اور لیکن وہ افراد جس سے حضرت
عمر نے منع کیا یہ وہ افراد ہیں جس میں طواف قدوم ترک کر دیا جائے۔

(۱۹) ابو یکرو مسئل عمر عن العمرة
بعد الحج فقال هی خیر من لا شیء۔
قلت معناه ان العمرة من المیقات
افضل بکثیر من العمرة من التعمیم
و نحوه والعمرة فی غیر اشهر الحج افضل
بکثیر من التعمیم فی اشهر الحج۔

ابو یحجر راوی ہیں کہ حضرت عمر سے بعد حج کے
عمرہ کرنے کے بابت پوچھا گیا تو انھوں نے
کہا کہ نہ کرنے سے بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ
اس کا یہ مطلب ہے کہ بیقات سے عمرہ کرنا زیادہ
بہتر ہے تعمیم وغیرہ سے عمرہ کرنے سے اور
حج کے ہینوں کے سوا اور ہینوں میں عمرہ
کرنا حج کے ہینوں میں عمرہ کرنے سے۔

(۲۰) ابو یکرو عن وهب بن الاعداء
سمع عمر یقول اذا قدم البرجل
حاجا فلیطف بالنبیة سبعا ثم
یصلی عند المقام س رکعتین۔

ابو یحجر، وهب بن اجدث سے راوی ہیں کہ انھوں
نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب
کوئی شخص حج کے ارادے سے آئے تو اسے
چاہئے کہ سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرے بعد اس کے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے۔
نام شافعی حنظلة بن طاؤس سے راوی ہیں کہ
انھوں نے کہا میں نے حضرت عمر کو یہ فرماتے

(۲۱) الشافعی عن حنظلة بن طاؤس
سمعت عمر یقول اقلوا الکلام فی

الطواف فانما انتم فی صلوٰۃ۔

ہو کے سنا کہ اسے لوگو طواف میں باتیں کم کرو
کیونکہ تم گویا نماز میں ہو۔

ابوبکر عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روای ہیں
کہ حضرت عمر بن خطاب نے حجر اسود سے
نے کے حجر اسود تک رمل کیا۔

(۲۲) ابوبکر عن عبد اللہ بن عامر
بن ربیعۃ ان عمر بن الخطاب
رمل ما بین الحجر الی الحجر۔

(۲۳) احمد بن حنبل عن زید بن
اسلم عن ابيه قال عمر فیما یوملا
ولکشف عن المناکب وقد اخطا الله
اکاملا سلام وثقی الکفر واهله و
مع ذلک لا ندع شیئا کانت فعل علی
عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم

امام احمد بن حنبل زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا
وہ نہ رمل اور مثالوں کا کھولنا اب کیا مفید
ہے اور بے شک اللہ نے اسلام کو قیام کر دیا
اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا مگر ہم اس کے
ہم جو باتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانے میں کرتے تھے ان کو ترک نہ کریں گے۔

(۲۴) ابوبکر عن عابس بن ربیعۃ اسلم
عمر الحجرو قبلہ وقال لولا انی رأیت
رسول الله صلی الله علیه وسلم
قبلت ما قبلت۔

ابوبکر عابس بن ربیعہ سے روای ہیں کہ حضرت عمر
نے حجر اسود کا استلام کیا اور اس کو بوس دیا
اور فرمایا کہ اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجھے بوس دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں مجھے بوس دیتا
ابوبکر علی بن ابیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں
نے کہا مجھے حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا تم نے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کعبہ میں
صرف حجر اسود کو بوس دیتے تھے میں نے عرض

(۲۵) ابوبکر عن یحییٰ بن امیہ قال
انی عمرا ما رأیت رسول الله صلی
الله علیه وسلم لم یستلم منها
الا الحجر قلت بلی قال فما لک به

عہ یعنی بوسے شلو میں رمل کرتے تھے۔

عہہ شائوں کے کھولنے سے مراد احتیاط ہے رمل اور احتیاط کی حکمت یہ تھی کہ کفار قریش نے
مسلمانوں کی نسبت کہا تھا کہ ان کو دین کے چارے کھرو کر دیا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم دیا کہ اگر وہ کھڑے طواف کرو۔

اس وقت حسدہ قلت بلی۔

کیا کہ ان (میں نے دیکھا ہے) حضرت عمرؓ نے کہا

تو کیا تم کو آپ کے ساتھ اقتدا نہیں ہے میں نے کہا کہ ہاں (ہے)

ابوبکرؓ سے بہت ہی اچھا رہا ہے راوی ہیں کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ صفا سے (طواف) کی ابتدا کی جائے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے سات مرتبہ تکبیر بھی جائے ہر دو تکبیروں کے درمیان میں اللہ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور اپنے لئے دعا مانگی جائے اور اسی طرح مردہ پر بھی۔

ابوبکرؓ سے راوی ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ کے ہمراہ یمن میں سیل میں سہی کی۔

ابوبکرؓ شام بن عروہ سے وہ اپنے ہاتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ صفا پر تلبیہ کرتے تھے اور اپنی آواز بلند کرتے تھے رات کو ان کی آواز سنائی دیتی تھی اور ان کا چہرہ شاد دکھائی دیتا تھا۔

ابوبکرؓ علقمہ اور اسود سے وہ حضرت عمرؓ سے راوی ہیں کہ حضرت عمرؓ نے عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی بعد اس کے وقوف کیا۔ ابوبکرؓ اسود سے راوی ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھی۔

امام احمد بن حنبلؓ عمرو بن یحییٰ سے راوی ہیں کہ میں عربین خطاب نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھائی بعد اس کے وقوف کیا اور فرمایا کہ مشرکین (مزدلفہ سے) نہ جاتے تھے جب تک

(۲۶) ابوبکرؓ عن وہب بن الکجدہ انہ سمع عمرؓ یقول یدأر بالصفا ویستقبل البیت ثم یکبر سبع تکبیرات یمین کل تکبیر ینزل من اللہ و صلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسألۃ لنفسه و علی المروءة مثل ذلک۔

(۲۷) ابوبکرؓ عن بکر سمعت مع عمر فی بطن المصیل۔

(۲۸) ابوبکرؓ عن هشام بن عروہ عن ابيه ان عمر کان یلی علی الصفا والمروة ویشتد صوتہ ویعرف صوتہ باللیل ولا یری وجهه۔

(۲۹) ابوبکرؓ عن علقمہ والاسود عن عمر انہ جمع بین الظہر والعصر بعرفات ثم وقف۔

(۳۰) ابوبکرؓ عن الاسود عن عمر انہ صلاهما یجمع۔

(۳۱) احمد بن حنبلؓ عن عمر بن یحییٰ صلی بنا عمرو بن الخطاب یجمع الصبح ثم وقف وقال ان المشرکین کانوا لا یفیضون حتی تطلع الشمس وان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خائفہم شہا فاض قبل ان
تطلع الشمس۔

(۳۲) مالک بن عبد اللہ بن حنیفہ
عن ابن عمر خطیب الناس يعرفہ
وعلمہما متواجح فقال لیحد فیما
قال اذا اجئنا منی فمن رمی بالحجر
فقد حل لہ ما حرم علی الحاج الا
النساء والطیب لا یمس احد فساء
ولا طیباً حتی یطوف بالبيت۔

قلت ترك الفقہاء قولہ والطیب
لما علم عندہم من حدیث
عائشۃ وغیرہا ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم تطیب قبل طواف
الافاضۃ۔

ثابت ہو چکی ہے کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طواف افاضہ کے خوشبو لگائی۔
(۳۳) ابو بکر عن ابن اسحاق سئل
عمرۃ عن الازہل متی یقطع فقال
اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حتی رمی بالحجر والو بکرو عمر۔

(۳۴) مالک عن یحییٰ بن سعید ان
عمر بن الخطاب را در جلاء من مر
انظر ان ان لحدیکن وادع البیت
حتی ودع۔

(۳۵) مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب

کہ آفتاب نہ نکل آئے اور بیگ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی تھی
لہذا آپ نے قبل طلوع آفتاب کے کونج کر دیا تھا۔
امام مالک عبد اللہ بن دینار سے وہ حضرت ابن عمر
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے عرفات
میں لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور انھیں ریح
کا طریقہ تعلیم کیا پس اپنی گفتگو میں ان سے کہا
کہ جب تم منی پہنچو تو جو شخص رمی کر چکے اس
کے لئے تمام وہ چیزیں جو حاجی کے لئے حرام ہوتی
ہیں حلال ہو جاتی ہیں سوا عورتوں کے اور
خوشبو کے لہذا کوئی شخص بغیر طواف کے
عورت اور خوشبو کے قریب نہ جائے میں کہتا
ہوں کہ فقہائے حضرت عمر کا یہ قول کہ خوشبو
حرام ہے ترک کر دیا ہے کیونکہ ان کے یہاں
حضرت عائشہ وغیرہ کی روایت سے یہ بات

ثابت ہو چکی ہے کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طواف افاضہ کے خوشبو لگائی۔
(۳۳) ابو بکر بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ عمر
سے اہل حال کی بات پوچھا گیا کہ کب ہو طواف کیا
جائے تو انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز تکبالات کیا تھا اور لوگوں کو
امام مالک یحییٰ بن سعید سے راوی ہیں کہ حضرت
عمر بن خطاب نے مرا بکھران سے ایک شخص کو
دیکھ کر دیا اس نے طواف وادع کیا تھا
تکب کہ وہ طواف وادع کر آیا۔

(۳۵) امام مالک کہتے ہیں کہ ان کو یہ خبر ملی ہے کہ

كان يقف عند الجمرتين وتوفاهما
حتى يمل القاضر۔

(۳۶) ابو بکر عن سليمان بن ربيعة
نظرنا عمروا في الجمرات الثلاثة فرواها
ولم يقف عندها۔

(۳۷) مالك عن عطاء بن ابی رباح ان
عمر بن الخطاب قال نبعلي بن امية
وهو يقف على عمر بن الخطاب ما
وهو يغتسل يصب على راسي يصب
فلن يزيده اداء الا شعثا۔

(۳۸) ابو حنيفة عن ابی سلمة
عن رجل من ابی هريرة مروت
في البحر ينسأ لونه عن لحم
النميد يصيد في الحلال هل يصلم
للحرم ان ياكله فاقبته
ياكله وفي نفسه منه شيء ثم
قد مت على عمر بن الخطاب فذاكر
ما قلت له فقال لو قلت غيب
ذلت لقتل بيني وبين ما بعثت
ان سے کیا غنوں نے کہا کہ اگر تم اس کے سوا اور کچھ کہتے تو جب تک تم زندہ رہتے کبھی دو

حضرت عمر بن خطاب دونوں جمروں کے پاس
پست درنگ وقوف کرتے تھے یہاں تک
کہ کھڑا ہونے والا ٹھک جاتا۔

ابو بکر سلیمان بن ربیع سے راوی ہیں کہ ہم نے
حضرت عمر کو دیکھا کہ وہ تیسرے جمرہ کے پاس
آئے اور اسے دیکھ کر اس کے پاس وقوف نہیں کیا۔
امام مالک عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے نبی بن امیہ سے
کہا اور وہ حضرت عمر بن خطاب پر پانی ڈال رہے
تھے اور وہ غسل کر رہے تھے کہ میرے سر پر
پانی ڈالو کہ میں پانی پر لگندہ مرنی اور میں زیادہ کر دیکھا۔
امام ابو حنیفہ ابو سلمیٰ سے وہ ایک شخص سے وہ
حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے
میں کہا میں (مقام) بحرین میں گیا تو وہاں سے
شکار کے گوشت کی بابت پوچھنے لگے کہ اگر اس
کو غیر حرم شکار کرے تو کیا حرم کو جائز ہے کہ اسے
کھائے میرا نے ان لوگوں کو اسے کھانے کا فتویٰ
دید یا اور میرے دل میں اس کی طرف سے تردد
تھا پھر میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا تو
جو کہیں نے ان لوگوں سے کہا تھا اس کا ذکر
ان سے کیا غنوں نے کہا کہ اگر تم اس کے سوا اور کچھ کہتے تو جب تک تم زندہ رہتے کبھی دو

عمر معلوم ہوا کہ حالت احرام میں غسل کرنا منع نہیں ۱۲۔

عمر مطلب یہ ہے کہ یہ فتویٰ تھا یا صحیح ہے مگر اس کے خلاف تم کہتے تو وہ غلط ہوتا اور اس غلط فتویٰ کی
سزاؤں تمہارے لئے قطعی ممانعت کر دی جاتی کہ پھر کبھی تم کسی کو مسئلہ نہ بتائے ۱۲۔

۲۴ میوں کے درمیان کچھ نہ کہنے پاتے۔

(۳۹) مائث عن عبد الملث
بن قنیر عن محمد بن سید بن
ان رجلا جاء الى عمر بن الخطاب
فقال اني اجريت انا وصاحب
لي فرسين الى ثقرة ثنية فاصبنا
ظبيا ونحن محرمان فبلاؤنا
فقال عمر لرجل اني جلدته تعال
حتى يحكم انا وانت قال فحكما
عليه بغير قول الرجل وهو
يقول هذا امير المؤمنين لم
يستظم ان يحكم في ظبي حتى
دعا رجلا يحكم معه فسمع
عمر قول الرجل فسأله هل
نظرنا سورة المائدة قال
لا قال فهل تعرف هذا
الرجل الذي حكم معي فقال
لا فقال عمر لو اخبرتني انك
تقرأ المائدة لكانت
ضربا ثم قال ان الله تبارك
وتعالى يقول في كتابه يحكم به
ذو العدل منك هذا يا باله الكعبة
وهذا اعبد الرحمن بن عوف۔

۳۹
امام مالک عبد الملک بن قنیر سے وہ
محمد بن سید بن سے راوی ہیں کہ ایک شخص
حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا اور اس
نے کہا کہ میں نے اند میرے ایک ساتھی نے
ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا تو ہم نے
ایک ہرن کو شکار کیا اور ہم اس وقت
محرم تھے پس آپ کل کیا رائے ہے
حضرت عمر نے ایک شخص سے جو ان کے
پہلو میں بیٹھا ہوا تھا یہ کہا کہ آؤ ہم
ہم دونوں حکم دیں چنانچہ ان دونوں نے اس
شخص پر ایک اونٹ قربانی کرنے کا حکم
دے دیا تو وہ شخص یہ کہتا ہوا پھر
چلا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں کہ ایک ہرن
کے بارے میں حکم نہیں دے سکتے یہاں تک
کہ ایک اور شخص کو بلایا جو ان کے ساتھ
حکم کرے پس حضرت عمر نے اس
شخص کا کہنا سنا تو اس سے پوچھا کہ کیا
تو سورہ مائدہ پڑھتا ہے اس نے کہا نہیں
حضرت عمر نے کہا کہ تو اس شخص کو جانتا ہے
جس نے میرے ساتھ حکم دیا ہے اس نے
کہا نہیں حضرت عمر نے کہا اگر تو مجھ سے
بیان کرتا کہ سورہ مائدہ پڑھا ہوا ہے تو

میں تجھ کو بہت مارتا پھر انھوں نے کہا کہ اللہ رنگ برز اپنی کتاب میں نوتا ہے بکھڑے

عہ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ دو حالت والے آدمی اس شکار کے بدلے کو اپنی مائث سے ۱۱۰ (ہر)

قد اعدل منکم حد یا بالغ الکعبۃ اور یہ عبدالرحمن بن عوف ہیں۔

(م) عن شریک بن اسمعہ عن
ابیہ عن عمر قال اٹھوا بذقنی
شہادتہ فی سبیلک و اجعل
موتی فی بلد رسولک۔
زید بن اسلم اپنے والد سے وہ حضرت عمر
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا
اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب
کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر
میں کر۔ (النخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۴) حکم دیں وہ ہدی ہو کہ کنگ پہنچنے والے مطلب ہے کہ اس آیت میں
حکم ہے کہ دو آدمی شکار کی جزا تجویز کریں اس وجہ سے میں نے ہذا تجویز کرنا پسند نہیں کیا۔ ۱۲۔

علم الفقہ

جلد ششم

جس میں

نکاح کے مسائل اور نکاح کی اہمیت اور کن کن رشتوں سے نکاح ہو سکتا ہے
پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے

اشخاصاً

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب

ناشر

دارالاشاعت

مولوی مسافر خانہ - کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ طِينٍ - ثُمَّ جَعَلَ لَكَ مِنْ شَأْنِهِ مِنْ سُلْطٰنٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ فَكَاظِمُ الْمُنِّ يَمَسُّكَ الْبَلَاءُ وَاعْطٰىكَ مِنْ شَأْنِ الْبَاقِيْنَ - وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ نُّذْرًا فَبَدَّلَتْ اِلَٰهُهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَحَمَلَ اِلَٰهُهُ تَعَالٰى عَلَى اَلْبَنِي الْاَوَامِيْنَ - سَيِّدًا وَرَءُوْكَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَكَلِّ اِيَّاهُ وَتَحِيَّاهُ اَمْرُهُمْ يَنْبَغِيْ - کہاں اس پاک بے نیاز کے اطلاق غیر مناسبہ کا شکر اور کہاں ایک مشت خاک اور وہ بھی ناپاک مٹا لٹوا پ و تپ الٰہ دیا ت۔

ان حادث اور بے جان فطرتوں سے خدا اس کی صفت و ثناء ہو سکتی ہے خدا اس کی نعمتوں کا فکرا دا ہو سکتا ہے ہاں اتنا ضرور ہو جاتا ہے کہ اس کے پاک نام سے ہمارے ناقص کلام کی عزت ہو جاتی ہے، یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے کہ تجھ جیسے کم علم و بے تجربہ سے اچھے بڑے کام کو انجام سے آشنا فرمایا میں اس وقت خوش ہوں کہ علم الفقہ میں عبادات کا حصہ ختم ہو گیا اسلام کے چاروں رکن نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے مسائل بیان ہو چکے اب معاملات کا حصہ شروع ہوتا ہے۔ و بِذٰلِكَ فَلَیْفَرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ میرا دل ایک غرض سے غمگین ہے اور میری آنکھیں ابرہہار کا نمونہ بن رہی ہیں اور اب میری حالت مرزا جان جاناں علیہ الرحمۃ کے اس شجر کی مصداق ہے سہ

عہ ترجمہ ہر طرف کی تعریف اس خدا ہی کے تھے جس نے انسان یعنی آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کی نسل ایک ذیل بانی کے خلاصہ (یعنی نطفہ) سے جاری کی پھر جس کو چاہتا ہے لڑکیاں عاریت کرتا ہے اور جس کو چاہا اور انکے عاریت کئے اور ہر چیز کو اس نے جوڑا جھڑایا کیا پس ہر رنگ ہے اللہ ہر چیز پیدا کرنے والا اور اللہ رحمت نازل کرنے والے دالین ہی ہمارے سرور اور آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پات یافتہ آل و اصحاب پر ؑ عہ مٹی کو رب الارباب سے کیا نسبت عہ ترجمہ اور اس بات پر تمام مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیے۔

خشک شدہ گہاؤں کے جاریست از زخمہ لم جوئے فعل کو حسرت و سرور والے نائدہ است لیکن پھر بھی میں اپنے دل سے اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ واقعہ علم میں بھی اس کے ہزار ہزار لطف و خوشیدہ ہیں۔ یہ زندگی سے زیادہ پیاری موت نہ صرف اس فرزند مرحوم کے لئے بلکہ میرے لئے بھی باعث رحمت اور انشاء اللہ وسیلہ نجات ہے۔

جو لوگ اس کتاب سے نائدہ اٹھائیں ان سے میری آرزو ہے کہ میرے اس نو ہمال کے لئے ارحم الراحمین سے دعا کیے رحمت فرمائیں اور ایصال ثواب سے اس طائر خلد آشیایاں کی روح کو خوش کریں آمین **اَللّٰهُمَّ تَزَلَّ وَوَسِعَ مَلَخَلَهُ وَكَاشَحَرْنَا اَجْرًا اَوْسَيْنَ يَا نَبِيَّتِي الْاَكَامِيْنِ ط** اگرچہ علم الفقہ کے مقدمہ میں فقہ کی تعریف اور اس کے اقسام کا بیان بہت تفصیل سے موجود ہے لیکن اس قدر معلوم کرنا یہاں بھی ضروری ہے کہ فقہ کی دو قسمیں ہیں۔ عبادات۔ معاملات۔

عبادات۔ اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مکلف کے ان افعال سے بحث کی جاتے ہیں کا اجر و شریعت کی طرف سے عباد اور معبود کے درمیان میں تعلق پیدا کرنے کے لئے ہوا ہو جیسے نماز۔ روزہ۔

معاملات۔ اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مکلف کے ان افعال سے بحث ہو جن کا اجر و شریعت کی طرف سے بندہ دل میں باہمی تعلق پیدا کرنے کے واسطے ہوا ہو جیسے خرید و فروخت۔ پھر بعضے افعال ایسے ہیں جو وہ جہتین میں مبنی ان میں عبادات کی بھی شان موجود ہوتا ہے معاملات کی بھی جیسے نکاح۔ اس حیثیت سے کہ سرور و بنیاد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اس کی ترغیب قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہے اس کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے جو عباد اور معبود کے تعلق کا نتیجہ ہے وہ عبادات میں داخل ہے اور اس حیثیت سے کہ اس فعل کے سبب سے دو بندوں یعنی زوجین میں باہمی تعلق پیدا ہو جاتا ہے وہ معاملات میں داخل ہے ہذا مناسب معلوم ہوا کہ عبادات کے بعد اور معاملات سے پہلے ایسے دو جہتین افعال کا ذکر کیا جائے اور چونکہ ان تمام افعال میں نکاح کے مصالح اور فوائد عینی اور دنیاوی زیادہ اور بہت زیادہ ہیں اس لئے اس کا ذکر سب سے مقدم کیا گیا۔

عدہ ۲۱ س ۱۱۱ کا غرض و اثر و فائدہ تھا۔ روح الاموال و شریعت کو وفات پائی ۱۲ عہد اے اللہ اس کا بہانہ بھی کرادو

اسی کے ذکر کو کہ فواد و ہم کو اس (معیبت پر صبر کے ثواب کے محروم نہ کر۔ یہاں ان میں صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق معافیت فرمائی۔

نکاح

حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس آخری شریعت تک کوئی شریعت نکاح سے خالی نہیں تھی ایک خاص معاہدہ مرد و عورت کا باہم اجتماع کے لئے ہر شریعت میں ہوتا تھا اور بغیر اس معاہدہ کے مرد و عورت کا باہمی اجتماع کسی شریعت نے جائز نہیں رکھا ہاں یہ ضرور ہے کہ اس معاہدہ کی صورتیں مختلف ہیں اور اس کے شرائط وغیرہ میں تغیر و تبدل ہوتا رہا۔

نکاح کے لغوی معنی جامع کرنا۔ اصول فقہ میں نکاح کے یہی معنی پر قرار رکھے گئے ہیں پس قرآن مجید میں یا عادیث میں جہاں کہیں نکاح کا لفظ واضح ہو اس سے یہی معنی لغوی مراد لینا چاہئے بشرطہ کوئی تفسیر اس کے خلاف دلائل نہ ہو۔

اور ظاہر فقہی اصطلاح میں نکاح اس معاہدہ خاص کو کہتے ہیں جو عورت و مرد میں ہوتا ہے جس سے دونوں میں زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے یہی معنی زیادہ تر مشہور ہیں۔

نکاح کے فوائد و مصارف دینی و دنیاوی بہت زیادہ اور عظیم الشان ہیں جن کا کچھ اندازہ صرف اس امر پر غور کرنے سے ہو سکتا ہے کہ تمام آسمانی شریعتیں اس کی خوبی پر متفق ہیں گویا یہ بھی اصولی ملت میں سے اصل ہے علمائے بہت سے مصارف بیان کئے ہیں اور ہر ذی عقل اپنی فہم کے موافق جدید فوائد نکاح نکال سکتا ہے۔ نوذ کے طور پر کچھ یہاں بھی درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) حق تعالیٰ کو ایک وقت میں ہر ایک تمام حیوانات کا مومن اور بنی آدم کا خصوصاً مائی بکھنا مقصود ہے اور اس کا طریق حکمت اللہ نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ باہم توالد و تناسل جاری ہوا اور توالد و تناسل کا سبب تمام حیوانات میں زواجہ کے اس اجتماع خاص کو قرار دیا ہے اور تمام

عہ شلاً و لا تنکحوا ما نکلہ اباؤکم میں نکاح سے جملہ مرد دیا جیسے کہ ان کے اباؤں کوئی قرینہ نہیں ہے پس باپ نے جس عورت سے نکاح کیا وہ خواہ حلال طریق سے یا حرام طریق سے یعنی زانیہ اور بہر صورت لڑکے کو اس عورت سے نکاح کرنا حرام ہو جائے گا بخلاف حتی تنکح زوجاً غیرہ کے کہ یہاں نکاح سے جماع نہ مراد لیا جائے گا بلکہ عقود مراد ہوگا کیونکہ قرینہ خلاف موجود ہے اور وہ قرینہ یہ ہے کہ اگر جماع مراد ہو تو عورت کا طرف نسبت نہ کی جاتی ہو مگر جماع عورت کا کام نہیں ہے۔

حیوانات کی طبیعت میں ایک قوت شہوانیہ و ولعیت قرار لی جواس اجتماع خاص پر طر فین کو مجبور کرے اگر یہ قوت نہ و ولعیت رکھی جاتی تو انسان کی فطری لطافت بھی اس اجتماع کو پسند نہ کرتی اور ہمیشہ اس سے متنفر رہتی کیونکہ اجتماع فی حد ذاتہ لطافت و نفاقت کے عید ہے پس جب نواز و تناسل کا یہ خاص طریقہ حکمت الہیہ نے قائم فرمایا تو یہ امرہ کا ناظر شرافت انسانی ضروری ہوا کہ اس فعل میں بھی اور حیوانات سے اس کو امتیاز عطا ہو جیسا کہ اور افعال میں مثل کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے وغیرہ کے عطا فرمایا گیا ہے۔ لہذا یہ حکم دیا گیا کہ اس اجتماع خاص کے لئے پہلے سے مرد و عورت میں باہم رضامندی سے ایک معاہدہ ہو جایا کرے اور اس معاہدہ کے لئے شرط و اراکان وغیرہ مقرر کئے گئے تاکہ وہ ایک معمولی بات نہ سمجھی جاے اور بغیر اس معاہدہ کے مرد و عورت کے اجتماع کی (جس کو اہل شریعت زنا کہتے ہیں) سخت ممانعت کر دی گئی۔

(۲) نکاح میں تناسل عمدہ طریقہ پر ہوتا ہے بخلاف زنا کے نکاح میں چونکہ ایک طاقت محبت زوجین میں قائم ہوتا ہے اور دونوں کی کراچی کی تعلیم و تربیت میں کوشش کرتے ہیں اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اس کی تربیت اور تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہوگی۔

(۳) نکاح میں علاوہ تناسل کے اور بھی فائدے ہیں مثلاً سلسلہ نسب کا قائم رہنا اور زوجیت اور ان کے اعز و اقربوں میں سلسلہ محبت کا پیدا ہونا مرد و عورت کا یہ باہمی خاص اور دائمی تعلق نظام عالم کے لئے جس قدر مفید ہے اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے عورت فطرتاً کمزور پیدا کی گئی ہے اس لئے زندگی کے اہم مقاصد میں اس کی مفروضہ قوت کام نہیں آتی مرد کی طاقت کی ضرورت پڑتی ہے اور مرد چونکہ اہم اور اعلیٰ مقاصد کی تحصیل میں مصروف رہتا ہے لہذا ان کے

عمدہ احوال سے فقہاء سمجھتے ہیں کہ نکاح میں اصل حرمت ہے اور اجاحت اس کی ممانعت ہے اور غیر حرمت ہوتی ہے (بحسب الزانی) ۱۲۔

عمدہ سلسلہ نسب کے محفوظ رہنے میں بہت خرابیاں ہیں تمام نظام عالم درہم برہم ہوا جاتا ہے تاکہ کوہ دستار سے محبت کوئی دگر کی کسی کی بعد دی کرے گا کوئی باپ ہے و بیٹا نہ بھائی نہ بھینجا نہ کوئی وارث نہ کوئی مورث و علی ہذا۔ اسی سبب سے اس سلسلہ نسب و زوجیت کے قائم فرمانے کو حق سبحانہ نے اپنے انعامات کی نہایت بڑی دقت قرار دیا ہے قولہ تعالیٰ و جعلکھ نسباً و صہراً مترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے تبار سے لئے نسب اور صہرہ قائم فرمایا۔

خاندان کی ضروریات میں عورتوں سے مدد لینے کی احتیاج ہے اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہیں جن سے مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف سخت احتیاج، مثلاً صدیہ کہ مرد و عورت کا یہ خاص تعلق نہ ہر منزل کا جزو اعظم ہے۔

انہیں وجوہات سے غرائع و بانیہ کی توجہ نکال کر کی طرف ہوتی اور اس کی ترقیب دی گئی اس سے خاص بیان فرمائے گئے اور زمانہ خدمت اور قیامت بیان فرمائی گئی اور اس کے مرکب کے لئے سخت سخت وعیدیں وارد ہوئیں جیسا کہ انشاء اللہ مغرب و مشرق ہر جگہ مُقتداً سے اصطلاحی الفاظ کی توضیح۔

ایجاب و قبول۔ مرد و عورت کا یا ان کے دکلا یا اولیاء کا دونوں میں باہم زوجیت کا تعلق پیدا کر دینی گفتگو کرنا۔ سب سے پہلی جس کی گفتگو ہوگی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی اس کو ایجاب کہیں گے اور اس کے بعد دوسرے کی گفتگو کو قبول۔

مثال۔ (۱) مرد عورت سے کہے کریں نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا عورت کہے کریں نے منظور کر لیا، مرد کا کلام ایجاب ہے اور عورت کا کلام قبول۔

(۲) عورت مرد سے کہے کریں نے اپنے کو تیری زوجیت میں کیا مرد جواب دے کریں نے نعم کہ اپنی زوجیت میں لے لیا اس صورت میں عورت کا کلام ایجاب ہے اور مرد کا قبول۔

مہر وہ چیز ہے جو بوجہ عقد نکاح کے شوہر کی طرف سے عورت کو اس معاوضہ میں ملنا چاہیے کہ اس نے اپنے خاص منافع کا شوہر کو مالک بنا دیا ہے، حاصل یہ کہ ان منافع کی قیمت کا تمام مہر ہے، مہر کی چار قسمیں ہیں۔

مہر مجمل۔ وہ مہر جس کے ادا کرنے کا علی الفور وعدہ کیا گیا ہو۔

مہر موعیل وہ مہر جس کی ادائیگی کا علی الفور وعدہ نہ ہو بلکہ کسی مدت پر محمول ہو خواہ وہ مدت معلوم ہو یا محمول۔

مہر شمعی۔ وہ مہر جس کی مقدار عقد نکاح کے وقت معین نہ ہوگی کہ نہ۔

مہر مثل۔ آزاد عورت کا مہر مثل وہ مہر ہے جو اس کے باپ کے خاندان کی ان عورتوں کا جو حوزہ

عمر ان تیرہ سال میں مانتے اس سبب سے شرط لگائی گئی کہ ان کے اختلاف سے ہر ایک ان میں ہوتا مثلاً ایک جوان یا خلیفہ عورت کا مہر جس قدر ہو گا اور عورت کا اس قدر نہیں ہو سکتا نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ دونوں ایک چیز ہونے والے ہوں کہ مختلف شہروں کے مہر وراج مختلف ہوئے ہیں نہ ان سے ملوئے ہے کہ دونوں ملنا ایک ہونا کہ بدل جانے سے بھی دم و دعا میں فرق پیدا ہوتا ہے۔

باقول ہیں اس کے مثل ہوں۔ عمر۔ جمال۔ مال۔ شہر۔ زمانہ۔ عقل اور بنداری بکارت و ثبوت۔ علم۔ ادب۔ خلق۔ صاحب۔ اولاد ہونا نہ ہونا۔ شوہر کا اٹھ اوصاف میں یکساں ہونا۔ اگر باپ کے خاندان کی عزت و کرامت کا مہرہ معلوم ہو یا وہ عورتیں ان اوصاف میں ان کی مماثل نہ ہوں تو اور کسی اجنبی عورت کا مہرہ دیکھا جائے گا اور وہی اس کا مہر مثل قرار دیا جائے گا بشرطیکہ ان اوصاف کے علاوہ نسب میں بھی اس کی مماثل ہو اور لونڈی کا مہر مثل اگر وہ باکرہ ہے تو اس کی قیمت کا سو سال حصہ باکرہ نہ ہوتی بیویوں کے ف۔ زنا کے معاوضہ میں جو چیز دی جاتے اس کو مہر یعنی کہتے ہیں۔ اسی کو اردو زبان میں خسرجی کہتے ہیں۔

عقربہ وہ مہر ناجائز جماع کے معاوضہ میں عورت کو دیا جاتے اور ناجائز جماع کسی شہرہ کے سبب سے طوائفہ وقوع میں آیا ہو۔

بکارت۔ کنواری ہو ناجو عورت کنواری ہو کہہ کہتے ہیں۔ بکر کہہ دو نہیں ہیں۔

بکر حقیقی وہ عورت جس سے کبھی جماع نہ ہوا ہو نہ جائز طور پر نہ ناجائز طور پر خواہ جھلی باقی ہو یا ٹوٹ گئی ہو۔ جھلی کبھی حیض آنے سے بھی ٹوٹ جاتی ہے کبھی زخم کی وجہ سے کبھی زیادہ سن ہو جانے سے کبھی کودنے پھانسنے کی وجہ سے جو عورت کسی کے نکاح میں آپہنچی ہو مگر قبل جماع کے نکاح سے علیحدہ ہو گئی ہو وہ بھی حقیقتہً بکر ہے۔

بکر حکمی۔ وہ عورت جو ایک مرتبہ و نامیں جٹلا ہو چکی ہو اور یہ فعل اس کا لوگوں میں مشہور ہو نہ اس کو حاکم شریعت کی طرف سے اس کی مستحالی ہو۔

ثبوت۔ کنواری نہ ہونا۔ جو عورت کنواری نہ ہو اس کو ثقیب کہتے ہیں یعنی وہ عورت جس سے جماع

عصہ اگر ضرر و رونی کے اوصاف میں یکساں نہ ہوں گے تو ہمیں اختلاف ہو جائے گا کیونکہ ایک جوان یا ذی علم یا دیندار مرد کے ساتھ کم مہر پر بھی عورت یا اس کے ذلی ماضی ہو جائے ہے بخلاف بوٹھے یا جاہل یا فاسق کے ۱۲

عصہ بعض فقہاء کا قول ہے کہ کل اوصاف میں دو عورتوں کا مماثل ہونا ضروری ہے لہذا بعض میں کا بھی کافی ہے مگر یہ قول منون فقہاء کے خلاف ہے ۱۳۔

۱۴۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ لونڈی کا مہر مثل وہ ہے جو اور لونڈیوں کا ہو بشرطیکہ وہ جمال میں اس کے مساوی ہوں اور ایک بھی ان دونوں کے مال و جاہ میں مماثل ہوں ۱۵۔

ہو چکا ہو۔ اگر زمانہ ہو تو ایک مرتبہ سے زیادہ یا مشہور ہوئی ہو۔

ولی۔ نعت میں تو اس کے معنی دوست اور اہل اصول کی اصطلاح میں خدا کا دوست جو اس کے تمام صفات کا عارف ہو گئے ہوں سے بچتا ہو اور عبادت میں مشغول رہتا ہو اصطلاح فقہ میں وہ رشتہ دار جو ماقبل و مابعد وارث ہو سکتا ہو اور اس کو تعریف کا اختیار شراعت نے دیا ہو۔ یہی معنی یہاں مراد ہیں۔

ف۔ اگر کوئی رشتہ دار نہ ہو تو قاضی یا اس کا نائب بھی ولی ہو سکتا ہے۔

کفو۔ جو دو شخص ایسا ہوں جو اوصاف میں شریک ہوں ان میں سے ہر ایک دوسرے کا کفو ہے نسب۔ اشکام حریت۔ دیا رتبہ۔ مال۔ پیشہ۔

نسب کی برابری صرف عربی النسل لوگوں میں متبر ہے ان کے علاوہ اور لوگ نسب میں مختلف ہونے کے سبب سے غیر کفو کہلاتے ہیں عرب میں قریشی قریشی سب برابر ہیں گو کوئی مدوی ہو کوئی قمیسی کوئی فزلی غیر قریشی قریشی کا کفو نہیں اور غیر قریشی سب ایک دوسرے کے کفو ہیں اور غیر عربی النسل عربی النسل کا کفو نہیں۔

اسلام سے مراد۔ تو مسلم اس کو کہتے ہیں جو بذات خود مسلمان ہوا ہو یا اس کا باپ بھی مسلمان ہو گیا ہو اور جس کی دو پشتیں اسلام میں گذر جائیں یعنی باپ اور دادا کے وقت سے اسلام چلا آتا ہو وہ قدیم اسلام سمجھا جائے گا تو مسلم قدیم الاسلام کا کفو نہیں وہ تو مسلم جو صرف خود اسلام لایا ہے ایسے تو مسلم کا کفو ہو سکتے ہیں جس کا باپ بھی مسلمان تھا یاں دو پشتوں کے بعد پھر سب باہم کفو سمجھے جائیں گے گو ایک کی کم پشتیں اسلام میں گزری ہوں اور ایک کی زیادہ اسلام کی برابری کا اعتبار وہاں کے لوگوں کے لئے نہیں ہے کہ جہاں تو مسلم ہونا کچھ عار نہیں سمجھا جاتا۔

(فتاویٰ ہند)

عہدہ ایک ہے کہ عہدہ کا فرق نسب پر بہت ہے اسی کو غیر نسب میں متا کف سے بہت مارتی ہے بخلاف غیر عرب کا کفو نسبی اعتبار سے نہیں بلکہ عہدہ ہی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو اشقی تھے اپنی صاحبزادی بنی ام کلثوم کا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑے بھائی حضرت عمر سے نکاح کرنا چاہا لاکھ مدی تھے (رضی اللہ عنہم) ۱۰۔ جس میں مقام برکتی، اشاعت، ہونا کی ہوتی ہے۔ ہاں تو مسلم ہونا کچھ نہیں سمجھا جاتا ہاں جب اسلام کو کسی مقام پر پہنچا دے اور نہ تھا جائے وہاں پھر محبوب بگئے ہوتے ہیں اکثر فقہائے اس مقام پر یہ لکھ دیا ہے کہ اسلام کی برابری کا اعتبار اہل عرب کے لئے نہیں ہے بلکہ ہاں تو مسلم ہونا کچھ نہیں سمجھا جاتا لاکھ مدی صرف اسی زمانہ تک تھا جب وہاں اسلام شروع ہوا تھا اب وہاں اسلام سمجھا جاتا ہے۔

حسرت یعنی غلام نہ ہوتا۔ غلام آزاد کا کفو نہیں نہ وہ شخص جو صرف خود آزاد ہوا ہو اس شخص کا کفو ہو سکتا ہے جو اپنے باپ کے وقت سے آزاد ہے، ہاں دو پشتوں کے بعد پھر اس میں برابر کئے جائیں گے اگرچہ ایک کی زیادہ پشتیں آزادی میں گزری ہوں اور دوسری کی کم دو پشتوں کی آزادی میں گزرنے کا یہ مطلب ہے کہ خود بھی آزاد ہوا ہو بلکہ بعد پیدا ہونے کے آزاد کیا گیا ہو وہ شخص دو پشتوں سے آزاد سمجھا جائے گا جو غلام کسی شریف النسل کا آزاد کیا ہوا ہو اس کا کفو وہ غلام نہیں ہو سکتا جس کو کسی کم نسب نے آزاد کیا ہے۔

دیانت یعنی دینداری، جو شخص فاسق ہو وہ ایسی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا جو خود بھی پرہیزگار ہے اور اس کا باپ بھی پرہیزگار ہے اور اگر وہ عورت خود پرہیزگار ہو مگر باپ پرہیزگار نہ ہو باپ تو پرہیزگار ہو مگر خود پرہیزگار نہ ہو تو اس کا کفو ایک فاسق ہو سکتا ہے فاسق میں تعیم ہے چاہے اس کا نسق طائیہ ہو یا چھپا ہوا۔ (رد المحتار)

مال سے ملو اس قدر مال ہے کہ جس کی وجہ سے مہر اور نفقہ کی ادائی پر قدرت ہو مہر اگر کل معجل ہے تو کل کی ادائی پر اور جو کوئی جسز اس کا معجل ہے تو صرف اسی چیز کی ادائی پر قدرت کافی ہے اور نفقہ پر قدرت صرف بقدر ایک ماہ کے ضروری ہے اگر بیشہ ورانہ ہو اور جو بیشہ ور ہو اور وہ اپنے بیشہ سے اس قدر کمالیتا ہو جو ہر روز کے خرچ کو کافی ہو جائے تو وہ صرف اتنی ہی بات سے نفقہ پر قادر سمجھا جائے گا، ایک ماہ کے خرچ کے بقدر اس کے پاس اندوختہ ہونے کی حاجت نہیں (مالگیری وغیرہ)

پس جو شخص اس قدر مال کا مالک نہ ہو وہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا چاہے عورت بائیں فقیر ہو اور جو شخص اس قدر مال کا مالک ہے وہ ہر عورت کا کفو ہے اگرچہ بڑی دولت مند ہو۔ بیشہ میں برابر کا مطلب یہ ہے کہ جس قسم کا بیشہ ایک کے یہاں ہوتا ہو اسی قسم کا دوسرے کے یہاں بھی ہوتا ہو یعنی جو مکہ مختلف ہوتے ہیں ادھام طور پر کوئی بیشہ ذیل سمجھا جاتا ہے جیسے تالی، دھوبی، میٹھی وغیرہ ۲۰ رو کوئی عزت والا سمجھا جاتا ہے جیسے کاشت کار اور سوداگر

۷۔ اس مقام پر فقہان کی مبارک مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ صرف عورت کا پرہیزگار ہونا کافی ہے فاسق اس کا کفو نہیں ہو سکتا کوئی کہتا ہے کہ نہیں اس کے باپ کا پرہیزگار ہونا ضروری ہے چاہے خود پرہیزگار ہو یا نہ ہو ای دہشت مامب بھرا لایق فرماتے ہیں کہ مجھے اس مسئلہ میں تردید ہے مگر علامہ رشیدی نے ایک خوب نفیس تحقیق کی ہے انھوں نے تحقیق بیان دینے کی کوشش کی۔

وغیرہ کا لہذا پیشہ کار برابری کا اسی مقام میں لحاظ کیا جائے گا جہاں باہم پیشوں میں اختیار سمجھا جاتا ہو اور کوئی ذات کی نظر سے اور کوئی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو، پھر جو دو مختلف پیشے کسی مقام میں مساوی سمجھے جاتے ہوں وہاں کے لئے ان دونوں پیشوں کے کرنے والے باہم کفو ہیں اور جس مقام میں مساوی نہیں سمجھے جاتے ہیں وہاں کے لئے ان دونوں پیشوں کے کرنے والے باہم کفو نہیں ہیں۔

حسرم وہ مرد و عورت جن کا نکاح باہم ناجائز ہو ایک دوسرے کے حرم میں خواہ یہ عدم حوازل نکاح کا بادی ہو جیسے ماں، بیٹے، بھائی، بہن۔ داماد۔ خوش و امن وغیرہم یا کسی زمانے کے ساتھ موت ہو جیسے کسی غیر کی منکوحہ جس زمانہ تک غیر کے نکاح میں ہے اسی زمانہ تک اس کا نکاح ناجائز ہے یا کسی مشرط کے ساتھ مشرط ہو جیسے تین طلاق والی عورت اگر وہ کسی دوسرے سے نکاح کر کے اس سے طلاق لے لے تو پھر حرام نہیں۔

وکیل وہ شخص جو کسی دوسرے کے حقوق میں اس کی اجازت یا حکم سے بطور نائب کے تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہو اور جس نے اسے اختیار دیا ہے اسے موکل کہتے ہیں۔

فضولی جو شخص کسی دوسرے کے حق میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ اس دوسرے شخص کے اعتبار سے فضولی ہے مثلاً زید عمر کے حقوق میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتا تھا بیٹے نے اس کا ولی ہے نہ وکیل تو زید کو عمر کے اعتبار سے فضولی کہیں گے۔

بطلان و فساد عبادات کے مسائل میں قرآن و دنوں نفقوں کا ایک ہی مفہوم ہے نماز باطل ہو گئی اور فاسد ہو گئی، دنوں کا ایک مطلب ہے مگر معاملات کے مسائل میں بطلان اور فساد اور فساد اور چیز باطل اس معاملہ کو کہتے ہیں جو منعقد ہی نہ ہو یعنی اس کے ارکان میں خلل آگیا ہو اور فاسد وہ معاملہ ہے جو منعقد نہ ہو گیا ہو لیکن شرعاً قابلِ رفع ہو اس کے ارکان میں خلل نہ آیا ہو بلکہ صحت کی شرطوں میں قصور ہو گیا ہو۔

خلوت صحیحہ۔ زوجین کا ایک جگہ جمع ہونا اس طور پر کہ کوئی چیز جماع سے مانع نہ ہو مانع کی مثال۔ کوئی مرض ایسا ہو جس کی وجہ سے جماع ممکن نہ ہو یا نقصان کرے۔ زوجین میں سے

عہد مثلاً عورت کے لئے خاص مقتضی ہو کہ وہ کو کا خاص مقتضی میں داخل نہ ہو سکے یا اس قسم کا کوئی مرض ہو ۱۲۔

کوئی غایت درجہ کمسن ہو یا مثلاً کوئی تیسرا شخص وہاں موجود ہو یا آجائے کا خوف ہو۔ اگرچہ یہ ثالث ان دونوں ہمکناس کی زندگی ہو یا مرد کی دوسری زوجہ ہو اور یا یہ ثالث نابینا ہو یا صرب ہو یا اگر یہ ثالث کوئی ناگجہ بچہ ہو یا کوئی بیہوش تو بھڑاٹ نہ سمجھا جائے گا یا مثلاً جماع کرنے میں کسی کا خوف ہو یا مثلاً شریعت کی طرف سے کوئی چیز جماع کو مانع ہو مثل احرام اور صوم رمضان کے یا وہ مقام جہاں زوجین ہیں مسجد ہو۔

شہر کا عین یا خاصی ہو نا خلوت صحیح کے معنی میں نہیں اسی طرح غشت ہونا بھی معنی میں بشرطیکہ خلوت سے پہلے اس کا اثر ہو نا ظاہر ہو گیا ہو (در مختار وغیرہ)
خلوت قاسدہ زوجین کا ایک جگہ جمع ہونا اس طور پر کہ کوئی چیز مانع جماع ان دونوں میں سے پائی جائے۔

ف۔ ہم لفظ جماع کی بجائے خاص استراحت کا لفظ استعمال کریں گے اور ہر سہ کی جگہ پر تفصیل اور عورت کے چھوٹے کو سر اور شہوت کو نفسانی کیفیت سمجھیں گے۔

نکاح کی ترغیب اور فضیلت

نکاح کی فضیلت بیان کرنے کی چند اہم حاجت نہیں قرآن مجید اور احادیث کو جس نے سرسری نظر سے دیکھا ہے اس پر نکاح کی فضیلت و مشیّدہ نہیں ہے اصل یہ ہے کہ جس طرح بعض مذاہب میں نکاح کو ترک کر دینا اور لذائذ زندگی سے کنارہ کش ہو جانا عداوت سمجھا

عہ اگر کوئی بے پردہ مقام ہو مثل عام شاہراہ اور میدان کے تو وہ مقام مانع سمجھا جاتے گا کیونکہ وہاں کسی کے آجانے کا عین غایت عہہ بعض فقہانے سمجھا ہے کہ زندگی خواہ زوجین میں سے کسی کی ہو جائے مانع نہیں ہے لہذا اس کا وجود ہونا خلوت سمجھ کے معنی میں ہو گا مگر یہ خلاف حقیقی ہے ہر سہ اگر قاضی الامام ابو حنیفہ اور ابن کے صاحبین یا اتفاق یا تکرر کی زندگی کا وجود ہونا خلوت سمجھ کے معنی میں ہے امام محمد بیشتر اس کے خلاف تھے مگر اخیر میں انہوں نے رجوع کیا تا حقی خاں اور صاحب رد المحتار وغیرہ نے ایسا ہی سمجھا ہے اور بھی صحیح ہے۔
سہ شرط اس سبب سے لگائی گئی کہ اگر اس کا مرد ہو نا معلوم ہو یا ہو گا تو نکاح صحیح ہو گا اور خلوت سمجھ فرما اس بات کا ہے کہ نکاح صحیح ہو گیا ہو غشت اس کو کہیں بھی ہو جائے مرد و عورت کی طاقتیں موجود ہوں اور ایک زمانہ خاص میں کسی ملائت کو غلبہ ہوتا ہو اور کسی زمانہ میں کسی کو

ہو سکے ہیں کیا یہ بشارت اور حجاب و عہد ان کے اطمینان کے لئے کافی نہیں ہے۔

احادیث کو اگر دیکھئے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف پر نظر ڈالی جائے کہ آپ نے کس کثرت اور رغبت کے ساتھ نکاح کئے اس کے بعد آپ کے افعال شریفہ پر غور کیا جائے یہاں نمونہ کے طور پر دو ایک صحیح حدیثوں کا ترجمہ درج کرتا ہوں۔

(۱) ایک مرتبہ تین شخصیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ طاہرات سے آپ کی عبادات کی کیفیت پوچھنے آئے پھر جب ان کو آپ کی عبادات کی کیفیت بتائی گئی تو انہوں نے اس کو کم سمجھا اور کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کیونکر ہو سکتے ہیں آپ کے تو اٹھکے بچھے گناہ سب معاف ہو چکے تھے (اس کے بعد) ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں ہمیشہ ملت بھر نماز پڑھا کرتا ہوں، تیسرے نے کہا کہ میں غورت کے پاس نہیں جاتا اور کبھی نکاح نہ کروں گا، چوتھے نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یہ باتیں کہیں حالانکہ خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ خاص اسی کے لئے پرہیزگاری کرنے والا ہوں مگر میں کبھی روزہ رکھ لیتا ہوں کبھی نہیں رکھتا اور رات کے وقت کچھ دیر نماز پڑھتا ہوں اور کچھ دیر سو رہتا ہوں اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں میں جو شخص میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں ہے (صحیح بخاری)

اس حدیث کا آخری جملہ سرسری نہیں ہے کیا اس سے زیادہ مسلمان کے لئے اور کوئی تہدید ہو سکتی ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بے فرمائیں کو تو میرا نہیں ہے، شاید یہ حدیث ان لوگوں کو نہیں پہنچی جو اپنے زہد و تقویٰ پر فخر کیا کرتے ہیں اور یہ وجہ اس سنت کو ترک کئے ہوئے ہیں اور پھر اس پر تادم نہیں ہوتے بلکہ ایک اچھی بات سمجھتے ہیں۔

(۲) علقمہ کہتے ہیں میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا کہ مقام منیٰ میں ان سے عثمان رضی اللہ عنہ نے طاعات کی اور کہا کہ اے ابو عبد الرحمن مجھے تم سے کچھ کام ہے پس وہ دونوں تہدارہ گئے عثمان نے کہا کہ اے ابن مسعود کیا تم کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم کسی بکرے کو تہدارہ نکاح کر دیں کہ جو (عیش و عشرت) تم پہلے کیا کرتے تھے وہ تم کو یاد دلا دے۔ چونکہ عبد اللہ بن مسعود نے دیکھا کہ ان کو ضرورت نہیں ہے تو انہوں نے انکار کیا (اور میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اے علقمہ جتنا بچہ میں ان کے پاس گیا اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے جوالتو اگر شخص تم میں سے نکاح کا مقدور رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جو ضرور

ہر روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لئے عقیق کرنے کا فائدہ دے گا۔ اور ایک وہ سری حدیث میں نکاح کی تعریف میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ وہ نظر کا (نا محرم پر پڑنے سے) باز رکھنے والا اور مشرک گاہ کا (افعل حرام سے) حفاظت کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۳) نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں سب چیزوں میں ابھی چیز نیک مورچہ ہے (صحیح مسلم) المختصر اسی قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن سے نکاح کی فضیلت نکلتی ہے صحاح میں یہ شکل بنائیت تلاش سے چند لوگ ایسے ملیں گے جنہوں نے نکاح نہ کیا سو وہ بھی عذر سے خالی نہ ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے اس شخص کے مثل (پہنچیب) میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو میرا اس آیت کریمہ اِنَّ يٰكُوْنُوْا اَفْقَرًا يَفْضَحُوْهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِيْہِ کے برخلاف متعلقہ ہو سکے۔ (مسند امام شافعی)

میں قصیدہ کے (پہچان منسلک کی) نکاح کے لئے طرف سے یہ اہتمام ہوا کہ رزاق کی ممانعت کی گئی اس کے انکار کا
 نکاح ہی کی طرف کے لئے خدا کی طرف سے یہ اہتمام ہوا کہ رزاق کی ممانعت کی گئی اس کے انکار کا
 پر محنت سخت مذاہبوں کی تشریف گئی دنیا میں بھی اس کی سزا نہایت سخت دکھی گئی کہ ایسی سخت سزا
 سوائے انسان کے اور کسی جرم کی معلوم نہیں ہوتی 'اخری سزا کی بابت جو کچھ احادیث میں ملے
 ہوا ہے سب سے زیادہ میرے نزدیک یہ ہے کہ بعض احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ رزاق کا مرکب دافتر
 ایمان سے خارج ہے اس سے زیادہ رزاق کی مذمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ (العیاذ باللہ منہ)

انہیں مشریت اہم ہے کہ پوری توجہ نکاح کی طرف مصروف ہے اس کی ترغیب فضیلت میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا گیا اور جو جو چیزیں اس کی مانع ہو سکتی تھیں ان کا کافی اہتمام کر دیا گیا اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس کو زینت و عزت عطا فرمائی۔

انہیں رحمہ سے فرقتِ ظاہریہ کے لوگ مثلِ ملائمہ داؤدِ ظاہری وغیرہ کے اس امر کے قائل

ایک شخص کے منصب پر نہ لگا کر وہ ظاہر ہے کہ تکوین اللہ جل شانہ اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر نکاح کرنے والے شکر ست پر ہوئے تو ہم ان کو اپنے فضل سے مالدار کریں گے قراب نکاح کو خیال شکر ستی ترک کرنا بد فعلی نہیں تو اس کی پابندی واجب ہے اگر نہ کرے گا اگر نہ کرے والا نقصان دہ تو اس کے شکر دے لے کر جائیداد سے اسے باز نہ رکھنا جو نقصان تو نصف جسم اس کا زمین میں پھانک کر حرام ہوگا اس کو چھریاں یہاں تک کہ مر جائے اور حکم ہے کہ وہ دونوں شرعی

ماہِ ربیع میں ہوا ۱۲۔

ہو گئے ہیں کہ حالت اعتدال میں نکاح (مثل ردہ متاخر وغیرہ کے) فرض میں ہے اور خود حنفیہ میں بعض مشائخ اس کو فرض کفایہ کہتے ہیں اور بعض واجب اگرچہ ان کے قول پر فتویٰ نہیں ہے (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۲۲)

نکاح کے احکام

فرض ہے۔ اگر خاص استراحت کی خواہش اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جائے یا یقین ہو اور مہر پر اور زوجہ کے نفقہ پر بھی قدرت حاصل ہو اور یہ خیال نہ ہو کہ بی بی کے ساتھ معاشرت عمدہ طور پر نہ کر سکے گا بلکہ اس پر ظلم کرے گا اور بد مزاجی اور کج خلقی کا برتاؤ اس کے ساتھ کرے گا۔

واجب ہے۔ اگر خاص استراحت کی خواہش غالب ہو مگر نہ اس درجہ کی کہ زنا میں مبتلا ہو جائے یا یقین ہو اور مہر اور نفقہ پر قادر ہو اور بی بی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔

مندت منو کدہ ہے۔ اگر اعتدال کی حالت ہو یعنی خاص استراحت کی خواہش نہ بہت غالب ہو نہ بالکل مفقود (بحر الرایق وغیرہ)

ف۔ مستحب ہے اگر مہر و نفقہ کے لئے روپیہ پاس موجود نہ ہو تو قرض لے لے بشرطیکہ سودی قرض نہ ہو اور اس کے ادا کرنے پر قاعدہ ہو سکے گو بالفعل قدرت نہ ہو (در مختار وغیرہ)

مکروہ تحریمی ہے۔ اگر بی بی پر ظلم کا خوف ہو۔

حرام ہے۔ اگر ظلم کا یقین ہو۔

اگر خاص استراحت کی خواہش کا کمال درجہ غالب ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جائے کا خوف ہو مگر اس کے ساتھ ہی بی بی پر ظلم کرنے کا بھی خوف ہو تو اس صورت میں بھی نکاح حرام یا مکروہ (تحریمی) ہے گا۔ (بحر الرایق وغیرہ)

عہ بعض لوگوں کا مزاج ایسا تند ہوتا ہے کہ ان کو فتنہ میں اپنی طبیعت پر بالکل قابو نہیں رہتا اور فوہ استجاب میں فتنہ آتا ہے ایسے لوگ کئی جہتیں نہیں کر سکتے کہ کسی سے ناکی تعلق پیدا کر کے اس کے ساتھ حسن معاشرت قائم رکھ سکیں گے۔ عہ بعض ملانے جہاں میں نکاح کو مستحب سمجھتے ہیں ان کی دلوں میں سخت سنت ہو کر ہے (فتح القدیر) مہر اگرچہ ہے کہ نکاح نہ کرنے میں حق اللہ کے تلف ہونے کا خیال ہے اور نکاح کرنے میں حق اللہ کے تلف ہونے کا اور کلیہ قاعدہ ہے کہ حق اللہ کا زیادہ خیال کیا جاتا ہے ۱۲

نکاح کا مسنون و مستحب طریقہ

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے خواہ مرد ہو یا عورت تو قبل اس کے کہ نکاح کا پیغام دیا جائے ایک دو سرے کے حالات کی اطلاع کے عادات و اطوار کی خوب سمجھ کر لیں تاکہ پھر پیچھے سے کوئی امر مختلف طبع معلوم ہو کر ناموافقیت کا سبب نہ ہو جائے۔

مرد۔ کو عورت میں یہ باتیں دیکھنی چاہئیں 'دینداری' حسب نسب 'درسن' 'دہل' 'نیک مزاجی' خوش خلقی میں اپنے سے زیادہ 'مال و دولت' 'زور و قوت' 'قد و قامت' 'عمر میں اپنے سے کم' اگر کسی عورت میں ان اوصاف کی ہوں تو ان میں سے اس کو ترجیح دے جو کم مہر پر راضی ہو جائے 'جو عورت دیندار ہو مگر شکل و صورت میں اچھی نہ ہو۔ وہ ایسی عورت سے بہتر ہے جو شکل و صورت میں تو اچھی ہو مگر دیندار نہ ہو' یا تجھ عورت سے نکاح کا قصد نہ کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے بصورت جو با تجھ نہ ہو شو بصورت با تجھ سے بہتر ہے۔

مرد کے لئے یہ امر بھی مسنون ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہے اس کو خود دیکھ لے۔ بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ میں اگر اس کو پیغام دوں گا تو منظور ہو جائے گا (دشامی جلد ۲ صفحہ ۲۸۴) عورت۔ کے دل نہ ہو تو خود عورت کو مرد میں یہ باتیں دیکھنی چاہئیں 'مرد کفو ہو عمر میں بہت زیادہ نہ ہو۔ جو مرد مال و دولت نسب وغیرہ میں کفو نہ ہو مگر دینداری میں کفو ہو تو وہ بہتر ہے نسبت اس مرد کے جو اور حسب باتوں میں کفو ہو مگر دیندار نہ ہو۔

جہاں خوب گفتن و تحقیق سے تمام امور موافق مزاج معلوم ہوں وہاں مرد کی طرف سے

عہ حسب کے سنی فضل و کمال عزت و وقار ایک شخص سید ہو مگر میرے کام کرتا ہو کہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو وہ صاحب نسب آئے گویا عہ حسب نہیں ہے عہ ان باتوں میں کم ہونے کا فائدہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو فقیر نہ کیجے گی اگر ان باتوں میں شوہر کے برابر یا زیادہ ہوگی تو اس کو حقیر کہے گی پس عہ حسب پر اطاعت نہ کریجی۔

عہ باجہ ہونے کا علم اس مرد پر ہو سکتا ہے کہ پہلے اسکی شادی ہو چکی ہو اور باوجودیکہ شوہر کے ساتھ بہت دنوں تک بیکار رہی ہو مگر کفر نہ ہو یا جو ۱۲۔

لاحظہ فرمائیے اس وقت مسنون ہے کہ جب شوہر کوئی صورت ایسے حالات در یافت کر لیا کہ ممکن نہ ہو ۱۲۔

عورت کے ولی کو یا خود عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جائے اس کو ہمارے عرف میں نسبت اور سنگینی نہیں۔ منتخب ہے کہ پیغام نکاح بھیجنے سے پہلے دو لہا کا ولی یا جو شخص پیغام نکاح کا بھیجتا چاہے نماز استغفار مسنون طریقہ سے پڑھنے کے بعد اس کے پیغام بھیجے، اسی طرح دو لہا کے ولی کو یا خود دو لہا کو بھی منتخب ہے کہ پہلے نماز استغفار پڑھ لے بعد اس کے پیغام کی منظوری کلا تمہارا کہ پیغام نام۔ نکاح کے منقولہ ہر جانے کے بعد کوئی دن عقد نکاح کے لئے جراحہ طریقیں مقرر کر لی جائیں۔ منتخب ہے کہ بعد کا دن ہوتا رہے اور مہینہ میں اختیار ہے چاہے جو تاریخ جس مہینہ کی مقرر کی جائے کیونکہ کوئی اہمیت کوئی دن کوئی تاریخ طریقت میں محسوس نہیں کبھی جاتی نہ شریعت نے کسی دن کسی تاریخ کی نکاح کے لئے تخصیص کی ہے۔

عورت اگر عدت میں ہو تو عدت ختم ہو جانے کے بعد نکاح کا پیغام بھیجنا چاہیے جس عورت کے پاس ایک شخص نکاح کا پیغام بھیج چکا ہو تو جب تک اس کا سلسلہ قطع نہ ہو جائے دوسرے شخص کو اس کے پاس پیغام بھیجنا مکروہ تحریمی ہے۔

منتخب ہے کہ نکاح کی مجلس ملائم طور پر منعقد کی جائے ادا اس میں طرفین کے احباب اور اور دیگر بعض ابرار و اخیار بھی شریک کئے جائیں (احیاء العلوم) منتخب ہے کہ نکاح مسجد کے اندر کیا جائے۔

منتخب ہے کہ اگر مجلس میں غیر لوگ بھی ہوں تو وہ ہن شریک مجلس نہ کی جائے بلکہ اس کوئی اہل جو پر ہیزگار ہو اور طریقہ نکاح کا موافق سنت کے جانتا ہو اس کی طرف سے شریک مجلس ہو اور اگر وہ ہن کا کوئی ولی نہ ہو اور وہ خود بالغ ہو تو کوئی اس کا وکیل شریک ہو ان سب مراتب کے لئے ہر جانے کے بعد مسنون ہے کہ ایک خطبہ پڑھا جائے جس میں حمد و ثناء ہو اور توحید و رسالت کی

عدت دن تاریخ نامتوں بگناہوں میں کی تقلید ہے جس کی سخت مخالفت پہلی شریعت میں ہے اسلام نے جہاں ادا عود میرا توحید کا بیاد ڈالی ہے وہاں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ سوائے ایک خدا کے کسی کو صبر نہ بچائے والا اور نفع دینے والا نہ سمجھو سب کی نئی اسی کہا تھا میں ہے میں کو وہ نفع پہنچا تا ہے کوئی دن یا تاریخ اسے روک نہیں سکتا اسی طرح اس کی حضرت کو بھی کوئی دفع نہیں کر سکتا مسلمانوں میں دن تاریخ کے بعد شخص ہونے کا خیال مندوب کا مصلحت سے پیدا ہو گیا ہے اس کو ترک کرنا چاہیے۔

عصہ حدیث میں اس کی بہت مخالفت آئی ہے اس حرکت سے دو مسلمانوں میں انجوش پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے ۱۲۔

شہادت ہر اور غلط سے ڈرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی اور عہد و اقرار پر قائم رہنے کی ترغیب
پڑھائی گئی ایک معاہدہ ہے وہ بھی اس عہد و اقرار کے ضمن میں آجائے گا اور زیادہ مناسب ہے
کہ یہ خاص غلطی پڑھا جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُحَمَّدٌ اَوْ تَسْبِيحُهُ وَتَسْتَعِيْزُهُ وَتَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ
اَنْفُسِنَا وَشَيَاطِنِ اَهْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِيْهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُوْلُهُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ يُّوْخِلُ مِنْهَا
زَوْجًا ذَكَرًا وَنُثْيًا رِجَالًا كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُوْنَ بِمِ ذَاكَ عِندَ رَبِّهِ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلَيْكُم رَقِيْبًا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ
مُسْلِمُوْنَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَتَوَلَّوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُخْرِجُكُمْ
اَعْمَالَكُمْ وَيُعْزِزْكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ تَقَرَّرَ
عَظِيْمًا ط -

علامہ طحاوی نے حصن حصین سے نقل کیا ہے کہ یہ مہر خطبہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھا کرتے تھے۔ سنن ترمذی میں یہ خطبہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے۔
یہ خطبہ پڑھا یا جائے جو حسب نقل مواہب لدنیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قائلہ زہرا رضی اللہ
عنها کے نکاح کے وقت پڑھا تھا وہ خطبہ یہ ہے۔

عہد ہر طرح کا تعریف الشری کے لئے ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے عدا دہشتے ہیں اور اس سے عدا دہشتے
ہیں اور ہم اپنے نفسوں اور ہرے اعمال کی آفتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ جس کو اللہ ہدایت
کے ہیں گا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور یہ اس بات کی
شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں (اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد
ﷺ کے بعد اللہ کے پیغمبر نہیں آئے گا گو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (یعنی آدم) سے پیدا کیا۔ اور اس سے
آگاہی لی کہ تم کو اللہ اور ان دونوں سے بہت مراد و محروم تہیں دنیا میں پھیلا دی اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے
تم پر ہم سوال کرتے ہو اور قرآن کے (حق تعالیٰ) سے (دعویٰ) بیٹک اللہ تم پر تجلیاں ہے۔ اے مسلمانوں! اللہ سے ڈرو جس
اسم سے تم پناہ چاہتے ہو اور تم کو بحالت اسلام۔ اے مسلمانوں! اللہ سے ڈرو اور عقیدہ ثابت کہو کہ اللہ تمہارے اعمال کا
اسلام کو ہے اور تمہارے گناہوں کو بخیر ہے اور یاد رکھو کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی بروری کی وہ بری کیا۔

أَتُحَمَّدُ بِذَلِكَ الْمُحْمَدِيُّ بِتَعْلِيْقِهِ الْمَعْبُودِ بِقُدْرَتِهِ الْمُنْطَاعِ بِسُلْطَانِهِ الْمَوْجُودِ
مِنْ عَدَائِهِمْ وَسَطْوَتِهِ الْإِثَارَةِ فِي سَمَائِهِمْ وَأَرْضِهِ الَّذِينَ خَلَقَ الْخَلْقَ
بِسُلْطَانِهِ وَمَيَّزَهُمْ بِأَحْكَامِهِ وَأَعَزَّهُمْ بِدِينِهِ وَأَلْزَمَهُمْ بِنَبِيِّهِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَظَمَتُهُ
جَعَلَ أَمْرًا هَذِهِ سَبَبًا لِأَجْزَاءٍ وَأَمْرًا مَقْصُودًا أَوْ شَحْمَةً لِمَنْ رَحِمَ وَكَفَرًا
لِمَنْ شَاءَ فَقَالَ عَزَمُونَ قَائِلٌ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا وَجَعَلَ نَسَبًا
وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَلِيلًا قَامَرًا اللَّهُ تَعَالَى يُخْبِرُنِي إِلَى تَعْنَاهِ وَتَقْضَاهُ
يُخْبِرُنِي إِلَى قُدْرَةِ وَبِكَلِّ قَضَاهُ قَدْ رَدَّ بِكَلِّ قَدْ بَا جَلَّ وَبِكَلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ طَيِّبٌ
اللَّهُ مَا يَشَاءُ عَصِيْبُثْ وَعَيْشُثْ كَأَمَّ أَذْكَيْتَابٌ ط

نکاح کا خطبہ خود تو سنوں سے مگر اس کا سننا حاضرین پر واجب ہے ان کو کچھ تخصیص خطبہ
صحاح کی نہیں بلکہ تمام خطبوں کا یہی حال ہے خواہ وہ فی نفسہ سنوں ہوں یا واجب گران کا اقل
سے اخیر تک سننا حاضرین پر بہر حال واجب ہے (مخطوطی شرح مرقا الفطاح صفحہ ۴۱۲)
سنوں سے کہ خطبہ نکاح کا وہ شخص پڑھے جو دوہن کا ولی ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

عنه ترجمہ ۱۔ ہر طرح کی تعریف اللہ کو سزاوار ہے جو اپنی نعمت کے سبب سے سب کا محمود ہے اپنی
اپنی قدرت کی وجہ سے سب کا معبود ہے، اپنے علیہ کی وجہ سے سب کا مطاع ہے اس کے خطاب اور
قبسے لگاتے ہیں اس کا حکم اس کے آسمان ایسا اس کی زمین میں جاری ہے اس نے مخلوقات کو اپنی
نعمت سے پیدا کیا اور اپنے احکام سے ان کو امتیاز دیا اور اپنے بندوں سے ان کو عزت دی اور اپنے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے ان کو شرف کیا، بیشک اللہ نے زندگی ہے نام اس کا اور برتر ہے عظمت اس کی
اور شرف (گو امر شہدنی اور ضروری کام قرار دیا ہے اس سے قرآن مجید کو زینت دی ہے اور لوگوں کو رہنما کر دیا
ہے چنانچہ اس نے کہا ہے اور ہر کہنے والے سے جو رنگ ہے اس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کے
لئے نسب اور کسراں بنائی اور تہا پر وعدہ عطا قدرت والا ہے پس اللہ تعالیٰ کا حکم اس کی قضاء کی طرف چلے
ہے اور اس کی قضاء اس کی قدرت کی طرف جاری ہے اور ہر قضا کا ایک اعزاز ہے اور ہر ناکارگی ایک معذرت ہے
اور ہر بچاؤ کے لئے ایک کوشش ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہے شایع ہے اور جو چاہے قائم رکھتا ہے اور
اس کے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) ہے ۱۲۔

حضرت فاطمہ زہرا کے نکاح کے وقت خود ہی خطبہ پڑھا تھا جیسا کہ مواہب لارنیہ وغیرہ میں مذکور ہے ہاں اگر کوئی جاہل شخص ولی پر یعنی خطبہ نہ پڑھ سکتا ہو تو پھر اور کسی شخص سے خطبہ پڑھوائے جب خطبہ تمام ہو جائے تو عورت کا ولی و مرد ولی یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا کر وہاں سے یا اس کے ولی سے قاطب ہو کر کہے کریں نے فلاں عورت کا جس کا نام ہے ہے تمہارے ساتھ یا تم جس کے ولی ہو اس کے ساتھ اس قدر ہر کے عوض میں نکاح کر دیا وہاں یا اس کا ولی اس کے جواب میں کہے کریں نے منظور کر لیا اسی باہمی گفتگو کا نام ایجاب و قبول ہے جب گفتگو ہو چکی ہو تو نکاح ہو گیا۔ عورت کا ولی اگر خود اتنا سلیقہ نہ رکھتا ہو کہ ایجاب و قبول کرانے تو کسی اور شخص کو اپنی طرف سے وکیل کر دے وہ وکیل نکاح کر دے یعنی ایجاب و قبول کر دے مگر اس صورت میں یہ شرط ہے کہ ایجاب قبول کے وقت ولی خود بھی موجود رہے یا دو نہیں ہاں ولی ہو تو اس وکیل کو بلا واسطہ ولی نہیں سے اجازت و کانت کی داد دے گا وہوں کا وود و ہاں یا اس کے ولی کو دوہن کا نام اور اس کے باپ کا نام بتا دے غلط اور پیشہ وغیرہ کی ضرورت ہو تو یہ بھی بتا دے تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ رہ جائے اور وہ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ فلاں عورت کا نکاح ہے۔

مستحب ہے کہ پرہیز گار آدمی گواہ بنائیں جائیں : فاسق۔

نکاح کے وقت جو ہمارے ملک ہندوستان کے اکثر مقامات میں دستور ہے کہ نکاح پڑھا دے وہاں سے تجدید ایمان کے کلمات پڑھوائے ہیں یعنی ان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آمنت باللہ و طیبو کلمہ کہتے ہیں یہ امر دستور ہے نہ مستحب ہے غالباً اس کی مصلحت یہ ہے کہ بعض اوقات لاطنی کی وجہ سے آدمی کی زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے مرتد ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور چونکہ وہ ناواقف ہے تو یہ بھی نہیں کرتا ایسے وقت میں نکاح کی صحت نہیں۔ تردد ہوگا کیونکہ مرتد کا نکاح مسلمان کے ساتھ نہیں ہوتا۔ لیکن یہ مصلحت ہے تو وہاں سے

عہد میں کی وجہ ہے کہ اس صورت میں دلی نکاح کا وکیل ہے اور نکاح کے وکیل کو واجب ہمارے نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کسی اور کو وکیل کر دے اور اگر کر دے گا تو اس دوسرے وکیل کا نکاح کرنا اسی وقت جائز کہہا جائیگا جب پہلے وکیل کے مرنے کے بعد یہ نکاح نہ خاصی قاضی صاف مذکور ہے مگر اکثر لوگ نادان قضا سے اس کا خیال نہیں رکھتے۔ عہد فاسق کی گواہی نکاح کے معاملہ میں امام شافعی کے نزدیک درست نہیں اور یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ دوسرے مذہب کا روایت مستحب ہے بشرطیکہ اپنے مذہب کا کوئی امر نہ کر دے۔ لازم آتا ہے ۱۲۔

بھی تجویز دیا کہ ان کو کافی چاہیے۔ مگر پھر بھی اس دستور کو ایسا لازم سمجھ لینا کہ ہر شخص کے ساتھ اس کا ملنا نہ ہو کیا جائے خواہ وہ مذی علم بھی ہو اور غلط بھی ہو یہ شخص ناعافی ہے اور اگر اس کو مسنون یا مستحب سمجھ لیا جائے تو بدعت ہو جائے گا۔

مہر جہا تک ہو کم باندھا جائے اور مقدمہ سے زیادہ ہرگز نہ ہونے چاہئے زیادہ مہر باندھنے میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ نہایت مناسب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات یا بنات طبیبات کے گھروں میں کسی مہر کو اختیار کرے انشاء اللہ باعث برکت ہو گا، اہم انشاء اللہ تعالیٰ مہر کے بیان میں ایک نقشہ بنائیں گے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج و بنات کے مہر انگریزی و روپیہ مروجہ ہند کے حساب سے تحقیق کر کے لکھ دیں گے، نکاح ہو جانے کے بعد چھوہارے کا ایک طبق لٹا دینا مستحب ہے۔

نکاح ہو جانے کے بعد اگر چاہا اور احباب زوہین کو یا ان کے اولیاء کو مبارکباد دیں۔ اس طرح کہ اللہ تم کو یہ نکاح مبارک کرے اور تم دونوں میں موافقت اور مچھلائی کے ساتھ کجائی نہ لکھے یہ مبارکباد ہی مستحب ہے۔ (وہمقولہ الامانی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نکاح ہو جانے کے بعد فیرض اعلان دف کا بیجا تا بشرطیکہ اس میں کجی نہ ہو جائے، دین کا راستہ کر کے رخصت کرنا مستحب ہے۔

شب زفاف یعنی اس رات کے بعد جس میں زوہین کی کجائی ہو شود ہو کچل ہے کہ اپنے اعزہ و احباب وغیرہ کی حسب استطاعت دعوت کرے۔ دعوت دینے کے نام سے مشہور ہے دست بخت (مؤکدہ ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر برابر التزام رہا اور اپنے صحابہ کو بھی تاکید فرماتے رہے۔

رسوم

جس قدر امور نکاح کے وقت مسنون و مستحب ہیں وہ صرف اسی قدر ہی جو بیان ہو چکے ہیں

عہدہ : کتاب نہایت نفیس ہے، علامہ سیوطیؒ کی تصنیف ہے، اس میں تمام ان باتوں کا ذکر ہے جن کا مولانا پر مبارک باد دینا مسنون ہے ۱۲۔ عہدہ : بعض غیر محققین کا خیال ہے کہ نکاح میں دف بیجا نا مستحب ہے یہ صحیح نہیں حنفیہ کے نزدیک فنا اہل ہذا میر و دفوں مطلقاً نکر وہ تجویز کیا ہی نہیں گئی ہے میں نے اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام دفع الزنا عن عیالہ خلق یا اسماء ہے ۱۳۔

بارک ہیں وہ نکاح کی مجلسیں جن میں صرف انہیں امداد پر انتفا کی جائے، ابرکت میں، وہ نکاح جن میں انفراد کے وقت سوا طریقہ مسنونہ کے اند کوئی رسم نہ ہونے پائے۔

میں بہت افسوس کرتا ہوں کہ ہندوستان میں نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ ہندوؤں کی ناپاک رسموں اور کلی رواج سے غلط نہیں رہا، یقیناً ان رسموں نے اسلام کے عارف اور بے تکلف معاملات سے بچنے ہوئے چہروں پر ایک نہایت کشیدہ پردہ ڈال دیا ہے اب اگر کوئی ان معاملات کی اصلی صورت دیکھنا چاہے جو قرن اول میں تھی تو شاید اس کو محرومی کے سوا کچھ بھی نصیب نہ ہو۔ افسوس صد افسوس۔ اللہ و اللہ! الیہ راجعون۔

بچے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کبھی اس بات کو گوارہ نہ کریں کہ ان کے عبادات یا معاملات میں غیر قوموں کی اختراعی رسوم مختلط ہو جائیں۔ وہ کیسے مسلمان ہیں جو اپنے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑ کر غیر قوموں کی رسوم سے اپنا دل خوش کرتے ہیں حالانکہ خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ آج تک دنیا کی بڑی سے بڑی مہذب اور تعلیم یافتہ قومیں اسلام کے حکیمانہ اور بے تکلف اصول و فروع سے سبق لے رہی ہیں۔

شادی اور بیاہ میں جس قدر رسمیں رائج ہیں ان سب کا احاطہ نہیں کر سکتے ایک کلیہ قاعدہ رکھ لیتے ہیں جو رسوم فی نفسہ جائز ہوں جیسے دوہن کا آنچھٹا ہونا، بھاننا، دہا کو بطور سلامی کے کچھ دینا وغیرہ، اسی رسوم کو اگر کر لیا جائے تو کچھ ہرج نہیں مگر ان پر بھی ایسا التزام کرنا جس سے لوگوں کو رسوم کے مسنون یا مستحب یا مشروط نکاح ہونے کا شبہ ہوتا جائز ہے اور جو رسوم فی نفسہ ناجائز ہیں (جیسے ناچ گانا، آتش بازی وغیرہ) کا چھوڑنا لازماً حق حاجت و دشمنی کرنا، غمروں کا سامنے آنا، غیر غصہ توں سے ہنس مذاق وغیرہ) ان کا کرنا کسی حالت میں جائز نہیں پس اگر ہم رسول کو نہ چھوڑ سکتے تو ان رسموں کو ضرور چھوڑ دے جو فی نفسہ ناجائز ہیں۔

عہ ہندوستان کے اکثر مقامات میں رائج ہے کہ رات کو نکاح کی تہنیت سے پہلے دن پہلے مکان کے گوشہ میں تہنات میں پھرنے کا رسم ہے اس کے سامنے لڑکی ہے وہ بیٹی ہے نہ کھاتی ہے اسی کو مانچھے میں بھانا کہتے ہیں ۱۲۔ عہ غیر غمروں سے ہنسی مذاق کا ہلکے ملک میں ایسا رواج ہے کہ اب عوام احاس اس کو جائز سمجھتے ہیں ہمارے اور سالی سے تو مذاق کا رشہ ہی خیال کیا جاتا ہے حالانکہ بالکل ناجائز ہے لڑکی منگوانے کے سوا کسی عورت سے خرافات ایک عقد بھی کہنا جائز نہیں احادیث میں صاف صاف اس کی ممانعت ہے ۱۳۔

ہمارے یہاں ہر مقام پر کوئی نہ کوئی شخص نکاح پڑھانے والا مقرر ہوتا ہے اس کو قاضی کہتے ہیں۔
 امام لوگوں کا خیال ہے کہ اگر اس کے سوا، دوسرے شخص نکاح پڑھا دے یا زہدین خود ایجاب و قبول کر لیں
 تو نکاح نہ ہو گا یہ محض جہل ہے بلکہ مسنون ہی ہے کہ وہاں کا ولی خود ہی خطبہ پڑھے خود ہی نکاح
 پڑھا دے یا یہ قاضی ان لوگوں کے مفید طلب ہیں جو جاہل ہوں نکاح کا ظہیر فقیر نہ جاننے
 ہوں جیسے دنیاوی گنوار۔

نکاح کا طریقہ اور اس کے سفن و مستحبات بیان ہو چکے اب ہم نکاح کے شرائط نکھتے ہیں اور
 انہیں کے ضمن میں انشاء اللہ تعالیٰ نکاح کے تمام مسائل بہت خوش اسلوبی سے آجائیں گے۔

نکاح کے ارکان اور اس کے صحیح ہونے کی شرطیں

نکاح کا ایک دکن ہے ایجاب و قبول۔ اسی ایجاب و قبول کے مجبوعہ کا نام نکاح ہے صرف
 ایجاب یا ایجاب و قبول سے نکاح ہو جاتا ہے تین مرتبہ اس کی تکرار کرنا جیسا کہ مروج ہے بالکل بے
 ضرورت ہے اور اس کے صحیح ہونے کی شرطیں سات ہیں جو ذیل میں مذکور ہوتی ہیں۔
 (۱) دو گواہ۔ اگر ایک بھی گواہ نہ ہو یا صرف ایک ہو تو نکاح نہ ہو گا۔

(۲) عورت کا محرمات میں سے نہ ہونا۔

(۳) نابالغ اور مجنون اور عقلم کے لئے ان کے اولیاء کی اجازت، نابالغ کے لئے اس کے
 ولی کی اجازت بشرط نفاذ ہے۔

(۴) عورت کے لئے اگر وہ غیر کفو سے نکاح کرنا چاہے تو ولی کی رضامندی عورت بالغ ہو یا
 نابالغ ہر حال میں غیر کفو سے نکاح کرنے کے لئے ولی کی رضامندی شرط ہے ولی راضی نہ ہو گا تو
 نکاح صحیح نہ ہو گا۔

عہد ارکان پنج رکن کی ہے رکن اول شرط میں فرق ہے ہر دکن کا ایک کی ذات ہیں، داخل ہوتا ہے یعنی اسکا جز ہوتا ہے کلاً
 شرعاً ہے کہ وہ اپنے مشروط کی ذات سے خلاص ہو کر تھی ہے مثلاً قیام، رکوع، سجود تو نماز کے رکن ہیں یعنی نماز کے لئے مرکب
 اور نماز کے جز ہیں، اولیاء نماز کی شرط ہے نماز اس سے مرکب نہیں اور وہ نماز کی جزو ہے۔

عہد ۲ قول واسطہ میں بن زیاد کے امام ابو حنیفہ سے منقول ہے اس خلاص میں اسی پر فتویٰ ہے اور ائمہ اربعہ
 نسخ الفقیر اس کے مقابل میں امام محمد نے اپنی کتابوں میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسی حالت میں بھی
 بالغ عورت کا نکاح جائز ہے گو ولی کی اجازت اور رضامندی نہ ہو۔

(۵) مائل بائیں ہونا اگر کوئی شخص اپنا نکاح خود کرے تو خود اسی کا مائل ہونا ادا اگر اس کا ولی اس کا نکاح کرتا ہو تو ولی کا مائل بائیں ہونا شرط ہے وکیل کا بائیں ہونا شرط نہیں۔ اباں مائل ہونا اس کا بھی شرط ہے لہذا اگر کچھ دار کچھ وکیل بنا دیا جائے تو درست ہے (بجرا لائق)

(۶) ہر کے نہ دینے کی نیت نہ ہونا۔ اگر یہ نیت ہو کہ مہر دیا جائے گا لیکن عدوت راضی نہیں ہو چکے تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔

(۷) نکاح کو کسی مدت کے ساتھ مقید نہ کرنا جو نکاح کسی مدت کے ساتھ مقید ہو خواہ وہ مدت تھوڑی ہو مثلاً یوں کہا جائے کہ دو برس کے لئے نکاح کرتا ہوں یا مدت زیادہ ہو۔ مثلاً یوں کہے کہ دو تیس برس کے لئے نکاح کرتا ہوں یا مدت بالکل مہول ہو۔ مثلاً یوں کہے کہ تیس وقت تک فلاں زندہ ہے اس وقت تک کے لئے نکاح کرتا ہوں یا بہر حال یہ نکاح صحیح نہ ہوگا اس نکاح کو فاسخ کہتے ہیں۔

عنہ کسی جہاد میں تجدد کی وجہ سے صحابہ سخت پریشان ہو گئے تھے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے جنابِ ساقیاب صلی اللہ علیہ وسلم سے غصی کرنے کی اجازت طلب کی اس وقت حضرت نے انکو منع کر دیا اور اجازت دینا تھا ضرورت سے ہو جائیکے بعد آپ نے پھر اسکو حرام کر دیا یہت کا بھی احادیث کتب صحاح ستہ وغیرہ میں منع دیکھا ہے روکا ہے جو منع کی حرمت پر دلیل قطعی ہے یہ وہ بھی بات کہ وہ کوئی جہاد تھا جس میں منع کی اجازت دی گئی تھی اور بات اس میں مختلف ہیں بعض نے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ خیر میں اس کی اجازت دی گئی تھی پھر حرام کر دیا گیا بعض نے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ میں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ ادھاس میں تھیں تھیں ہے کہ منع کی تحلیل و تحریم کوئی بارہوی پہلے جنگ خیر میں جو مشہور کا واقعہ ہے پھر فتح مکہ میں جو مشہور کا واقعہ ہے پھر جنگ ادھاس میں کہ وہ بھی مشہور کا واقعہ ہے اور اس جنگ ادھاس میں تین دن کے بعد پیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ علامہ شافعی نے رد المحتار میں ابن حنابلہ سے جو نقل کیا ہے کہ منع کی حرمت تجزئہ الوداع میں ہوتی ہے لیکن نہیں ہے جنگ ادھاس میں اس کی حرمت پیشہ کے لئے ہو چکی تھی جیسا کہ احادیث کے نتیجے سے ظاہر ہے الوداع کی ایک حدیث میں تجزئہ الوداع کا ذکر ہے مگر اس میں صرف اسی قدر ہے کہ منع کی حرمت تجزئہ الوداع میں ہوتی ہے مادی کی غلط فہمی ہے تجزئہ الوداع میں تحریم حدیث نہیں ہوتی بلکہ اسی حرمت سابقہ واقعہ جنگ ادھاس میں ہے۔ حنفیوں نے کہا کہ یہاں اس میں اصلیت ہے لیکن کہ تجزئہ الوداع میں مسلمانوں کا بیع بہت تھا لہذا انکسرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد ہو کہ منع کی حرمت سے تمام مسلمان واقعہ ہوا تھا یہ راوی کو پہلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸۹ کا) سے متذکرہ حرمت کا علم نہ ہو گا اور یہ سمجھا کہ اس کی حرمت اب ہوئی ہے اس قسم کی غلطی بشر سے اکثر ہوتا ہے کوئی صحیح نہیں ہے۔

صاحب ہدایہ نے جو اہم مالک کی طرف جواز متذکرہ کی نسبت کی ہے اس پر تمام فقہاء نے ان کی سخت گرفت کی ہے ہدایہ کے بعد فقہ کی جتنی بڑی بڑی کتابیں تالیف ہوئیں تقریباً سب میں ہدایہ کی اس غلطی کا بیان کرنا لازم سمجھا گیا ہے وہ حقیقت یہ غلطی ان سے سخت ہوئی۔ مگر متذکرہ کی غیرت تمام اہل اسلام کا متذکرہ حرمت پر اجتماع ہے کیا صحابہؓ کیا تابعینؓ کیا فقہاءؓ کیا محدثینؓ صحابہؓ میں صرف ابن عباسؓ پہلے بغاوت اضطرار متذکرہ کو جائز سمجھتے تھے۔ مگر جب حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے اس پر ان کو سخت تہدید کی اور متذکرہ کی حرمت قطعی وادائی سے ان کو واقف کیا تو انھوں نے اپنے قول سے رجوع کیا ابن عباسؓ کا رجوع کرنا حدیث و فقہ کی کتابوں میں مذکورہ شیعہوں کا یہ کہنا ہے کہ متذکرہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرام کیا ہے یہ محض قلعہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حرام کرنے کا کیا اختیار تھا اس انھوں نے جس طرح اہل اسلامی احکام کی تصحیح میں ایک بڑا حصہ لیا ہے، قرآن مجید کی صحیح و ترمیم حدیث و فقہ کی تعلیم کی اشاعت انھیں نے دی اور ان کا بہت سے جزئی مسائل میں انھوں نے بڑی بڑی کوششیں کیں اس طرح متذکرہ کی حرمت کے اطلاق میں بھی انھوں نے کوشش کی ان کا آخری اطلاق یہ تھا اگر میں نے سنا کہ کسی نے متذکرہ کیا ہے تو میں اس کو زنا کی سزا دوں گا بعض لوگ جو متذکرہ کی حرمت سے اس وقت تک واقف نہ تھے وہ اب واقف ہو گئے اہل حق انھوں نے صرف اتنا ہی کام کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک حکم کی تصحیح کر دی اور دوسری کوشش کی کہ متذکرہ کی حرمت کی صدا پر ان میں کون کون سی غلطی، انھوں نے فقہی کے منادی کی آواز جو پہاڑوں اور جنگلوں اور دریاؤں میں اب تک گونج رہی ہے شیعہوں کے گلن یک نہیں بڑھی لفظ آذان کا یہ معنیوں بھلا ہو گا اور بیک نہ ہو گا مگر جس طرح انھوں نے خدا و رسول کے احکام کو مسلمان سنا کر دیا وہ سمجھنا و عینیتا کے مصداق ہے اس حکم میں بھی انھوں نے ایسا ہی کیا مسلمانوں پر ان کے سوا کوئی متذکرہ کی حرمت کا منکر نہیں ہے متذکرہ کی حرمت پر ان کا اصرار وہ سے گزر گیا ہے شدہ کو نہ صرف وہ جائز ہی کہتے ہیں بلکہ اس کے وہ فضائل بیان کرتے ہیں جو شاید کسی بڑی عبادت میں بھی نہیں گے میں نے شیعہوں کی کتابیں دیکھی ہیں خدا کی شان ہے کہ انھیں کی صحیح امانت میں ان سے متذکرہ کی حرمت منقول ہے جس کا جواب ان کے پاس سوا اس کے کچھ نہیں ہے کہ انھیں نے بطور تقیہ کے دیا ہے یعنی کسی مصلحت سے بعد ہر اس مسئلہ بیان کر دیا ہے۔ عجیب لطیف ہے کہ بعض شیعہوں کو یہ آرزو ہوئی کہ ان سنت کی کتابوں سے متذکرہ کی حرمت ثابت کریں مگر سوا اس کے کچھ

لال آرد آرد کے محال (بقیہ صفحہ ۶۹۰) پر

کہے نہ کہے اور مہرے نے تو اس صورت میں ایجاب و قبول صحیح نہ ہو گا، اس طرح اگر عورت کسی مرد سے کہے کہ میں نے اس قدر مہر کے عوض میں تیرے ساتھ نکاح کر لیا مرد زبان سے کہے نہ کہے مگر مہر دینے سے تو ایجاب و قبول صحیح نہ ہو گا کیونکہ ان دونوں صورتوں میں ایجاب اگرچہ لفظ سے ادا کیا گیا ہے مگر قبول بندہ فعل کے ادا کیا گیا ہے کتابت ابھی لفظ کے حکم میں ہے بشرطیکہ کاتب وہاں موجود نہ ہو اور اپنی تحریر دو گواہوں کو سنا دے اور دیکھا دے اور ان کو اس پر گواہ کر دے مثلاً کوئی شخص کسی عورت کو یہ لکھ بھیجے کہ میں نے تیرے ساتھ اپنا نکاح کر لیا اور عورت دوا دیسوں کو گواہ بن کر یہ کہے کہ بھلاں شخص کی یہ تحریر میرے پاس آئی ہے لہذا میں اس سے نکاح کرتی ہوں تو ایجاب و قبول صحیح ہو جائے گا اور اگر کاتب وہاں موجود ہو تو پھر کتابت لفظ کے حکم میں نہیں ہے بلکہ فعل کے حکم میں ہے ایجاب و قبول کا اس کے ذریعہ ادا کرنا درست نہ ہو گا، ہاں جو شخص گونگا ہو اس کے لئے ایجاب یا قبول کا بذریعہ لفظ کے ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بذریعہ افعال کے کافی ہے بشرطیکہ وہ اشارہ پہلے سے عین ہو۔ (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

(۱۲) ایجاب کی عبارت بعدی ادا ہو چکنے کے بعد قبول کی عبارت ادا کی جائے مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرنا ہوں تو وہ یہ مہر کے عوض میں عورت قبول اس کے مرد متور وہ یہ مہر کا لفظ منہ سے نکلے یہ کہہ دے کہ میں نے منظور کیا تو اس صورت میں قبول صحیح نہ ہو گا کیونکہ ابھی ایجاب کی عبارت تو تمام نہ ہو گئی تھی کہ قبول کی عبارت ادا کر دی گئی ایجاب کی عبارت تمام اس وقت سمجھی جائے گی کہ جب ایجاب کرنے والا اس کے بعد کوئی بات ایسی کہنا نہ چاہتا ہو جو گذشتہ عبارت کی معنی میں تغیر پیدا کر دے مثلاً عورت نے کورہ میں سو وہ یہ مہر کی عبارت اگر نہ بولی جاتی تو ہر مثل واجب ہوتا خواہ وہ متوکا ہو یا کم زیادہ مگر اس عبارت نے اس کے معنی کو بدل دیا اب بچائے مہر مثل کے متور وہ یہ واجب ہوں گے لہذا اس صورت میں قبول صحیح نہ ہو گا بلکہ قبول کرنے والے پر وہم ہے کہ ایسی حالت میں پھر دوبارہ قبول کی عبارت پڑے۔

(۱۳) ایجاب و قبول دونوں ایک ہی جگہ میں ادا کئے جائیں اگر ماقدرین میں سے کوئی اس

وجہ وہاں موجود نہ ہوئے کا یہ مطلب ہے کہ مجلس نکاح میں نہ ہوا اگرچہ اس میں موجود ہو (خامی) ۱۲
 مسہ حین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ جائے ہوں کہ یہ کسی بات کو شخص متفق کرتا ہے تو اس قسم کا
 اشارہ کرنا ہے جب کسی بات کو متفق کرتا ہے تو اس قسم کا۔

معا میں موجود نہ ہو بلکہ اس نے اپنی تحریر بھیجی ہو تو وہ تحریر جس مجلس میں پڑھیں جاتے اسی مجلس میں قبول کا ہونا ضروری ہے 'ایجاب و قبول کا متصل ہونا ضروری نہیں اگر ایک ہی مجلس میں ایجاب و قبول ہوں گو دونوں میں بہت کچھ فصل ہو جائے گا تب بھی درست ہے۔

مجلس کے ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان میں کوئی ایسا فعل نہ ہو جسے پائے جو ایجاب سے اعراض پر دلالت کرنا ہو اگرچہ بقصد اعراض نہ کیا گیا ہو، پیچھے سے اٹھ کھڑا ہونا کسی سے باتیں کرنے لگنا، کچھ کا ایضا بشرطیکہ وہ ایک لمحہ سے ٹانگہ ہوا کچھ پینا بشرطیکہ وہ چیز پہلے سے اس کے ہاتھ میں نہ ہو، ایٹ کر سود ہنا، نماز پڑھنے لگنا، چلنا پھرنا اور سی قسم کے افعال اگر ایجاب اور قبول کے درمیان میں واقع ہو جائیں گے تو مجلس بدل جائے گی۔ (شامی جلد ۴ صفحہ ۲۱)

اگر بعد ان افعال کے قبول ادا کیا جائے گا تو صحیح نہ ہو گا بلکہ اس صورت میں ضروری ہو گا کہ ایجاب کا پھر ادا کیا جائے مثلاً یہ عودت کے وکیل نے کسی مرد سے کہا کہ میں اپنی نوکھ کا نکاح تیری ساتھ کرتا ہوں مرد نے پہلے کسی سے کچھ ادا باتیں کیں اور اس کے بعد کہا کہ میں نے منظور کیا تو قبول صحیح نہ ہو گا۔

اگر عاتقین پہلے کی حالت میں ایجاب و قبول کریں خواہ زیادہ چل رہے ہوں یا کسی جانور کی سواری میں تو نکاح نہ ہو گا اس لئے کہ ایجاب و قبول دونوں کی مجلس اس صورت میں ایک نہیں رہ سکتی اور اگر حیض پر سوار ہوں اور وہ چل رہا ہو اور ایجاب قبول کریں تو صحیح ہے (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۸۹) عاتقین کی سواری بھی حیض اور کشف کا حکم رکھتی ہے اگر عاتقین ریل پر سوار ہونے کی حالت میں ایجاب و قبول کریں تو درست ہے۔

(۵) ایجاب اور قبول باہم مخالف نہ ہوں مثلاً کوئی مرد کسی عورت کے کہے کہ میں تیرے ساتھ روزہ توڑ دے ہر کے عوض میں تمکین کرتا ہوں اور عودت کہے کہ میں نے تمکین تو منظور کیا مگر یہ ہمسرہ

عہ بان کے کھانے سے مجلس نہ ہونے لگی کیونکہ ایک بان ایک لقمہ سے ڈانڈ نہیں ہوتا یا کوئی کلوریاں کچنے بعد چمکے کھائے تو بدل جائے گی ۱۲۔

عہ کشف کی سواری میں مجلس نہ بدلے گی وجہ علقہ مشامی نے یہ بھیجی ہے کہ وہ مثل گھر کے ہے اور اس کے نیلے کا عاتقین کو اختیار نہیں ہے نہ یہی وجہ ریل میں بھی موجود ہے ۱۳۔

منقول نہیں ہے تو ایسی حالت میں ایجاب قبول صحیح نہ ہو گا کیونکہ قبول ایجاب کے مخالف ہے۔

ہاں اگر قبول عورت کی چاہ سے ہو اور وہ مرد کے مقولہ کے ہونے سے کم مقدار کو قبول کرے یا قبول مرد کی طرف سے ہو اور وہ عورت کے مقولہ کے ہونے سے زیادہ مقدار کو قبول کرے تو ایسی حالت میں ایجاب و قبول باہم مخالف نہ کیجے جائیں گے۔

مثال (۱) مرد نے کہا کہ میں ایک ہزار روپیہ ہر کے عوض میں تیرے ساتھ نکاح کرتا ہوں اور عورت نے کہا کہ میں پانچ سو روپیہ ہر کے عوض میں نے منقولہ کیا (۲) عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے چار سو روپیہ ہر کے عوض میں تیرے ساتھ نکاح کیا مرنے کے بعد ایک ہزار روپیہ ہر کے عوض میں منقولہ ہے دونوں صورتوں میں ایجاب و قبول صحیح ہو جائے گا اور ایجاب و قبول باہم مخالف نہ کیجے جائیں گے۔

(۲) ایجاب یا قبول کسی وقت پر موقوف یا کسی بشرط پر مشروط نہ ہو مثلاً کوئی شخص کہے کہ تیرے ساتھ کن نکاح منظور ہے یا یہ کہے کہ اگر فلاں بات ہو جائے گی تو میں نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ان دونوں صورتوں میں ایجاب قبول صحیح نہ ہو گا۔

(۳) جس عورت سے نکاح کیا جاتا ہو وہ ماعدن کے سامنے متعین کر دی جائے خواہ اس طوع پر کہ وہ عورت خود مجلس نکاح میں حاضر ہو خواہ اپنا چہرہ کھولے یا نہیں یا اس طوع پر کہ اس عورت کا نام اور اس کے باپ کا نام عقد نکاح کے وقت گواہوں اور ماعدن کے سامنے لیا جائے یعنی اس طوع پر کہ مثلاً زینب جو حاملہ کی بیٹی ہے اس کا نکاح کیا جاتا ہے اگر کسی عورت کے دو نام ہوں تو جو نام مشہور ہو صرف اسی کا لے لینا کافی ہے اور اگر دونوں نام لے جائیں تو زیادہ مناسب ہے۔ اگر عورت کے نام میں یا عورت کے باپ کے نام میں غلطی ہو جائے اور عورت مجلس نکاح میں موجود نہ ہو تو نکاح نہ ہو گا (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۹۹)

مگر عورت مجلس نکاح میں حاضر نہ ہو اور نہ اس کا نام لیا جائے اور محمد بھی وہ گواہوں اور ماعدن کے نزدیک متعین ہو جائے تو کوئی ضرورت اس کے حاضر کرنے یا نام لینے کی نہیں ہے مثلاً کسی

عہ ماعدن ای و کہنے پر یا جہاں ایجاب و قبول کریں اگر وہ میں خود ایجاب و قبول تو وہی ماعدن بھی ہو جائیں گے اور جو نہ وہیں خود ایجاب و قبول نہ کریں بلکہ ان کے وکیل یا ولی ایجاب و قبول کریں تو اس وقت میں وکیل یا ولی ماعدن ہونگے عورت کے عین کرنے کی ضرورت ہی وقت ہے جبکہ ماعدن زوہب میں نہ ہوں۔

عہ اگر جہاں ایجاب و قبول اسی میں ہے کہ چہرہ کھولے (بحر الرائق)

شخص کا ایک ہی لڑکی ہے اس نے کسی سے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کرتا ہوں اس نے کہا میں نے مسئلہ کیا تو یہاں ايجاب وقبول صحیح ہو جانے کا بشرطیکہ گواہ اور وہ شخص جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے یہ جانتے ہوں کہ اس شخص کی ایک ہی لڑکی ہے۔

اگر کسی شخص کی دو لڑکیاں ہوں ایک بیاہی ایک بے بیاہی وہ کسی سے کہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کیا تو اسی بے بیاہی کا نکاح ہو جائے گا بشرطیکہ گواہ اور وہ شخص جس کے ساتھ نکاح کیا گیا ہے یہ جانتے ہوں کہ اس شخص کے صرف دو لڑکیاں ہیں اور ان میں سے ایک خود ہرالی ہے (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۸۹)

کسی شخص کی دو لڑکیاں ہوں حمیدہ اور سعیدہ ایک شخص نے اپنی منگنی سعیدہ کے ساتھ کی مگر نکاح کے وقت غلطی سے حمیدہ کا نام زبان سے نکل گیا اور ايجاب وقبول اسی نام پر ہوا تو یہ نکاح حمیدہ کے ساتھ ہو جائے گا نہ کہ سعیدہ کے ساتھ۔

اسی طرح جس مرد کے ساتھ نکاح ہوتا ہو وہ ملاقین کے سامنے معین کر دیا جائے، مرد کے معین کرنے کی بھی وہی صورتیں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔

(۸) ملاقین میں سے ہر ایک دو دھکے کے کلام کو یا اس چیز کو جو قائم مقام کلام کہہ سونے اگر نہ سکے گا تو نکاح نہ ہوگا (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۸۹)

(۹) ايجاب وقبول میں یا تو خامر لفظ نکاح و شروء کا استعمال کیا جائے یا اس کے ہم معنی

عہ طیبے تحریر ہے اگر ایک ملاقہ کا تحریر کردہ سزا سے اور قبول کرے تو نکاح نہ ہوگا ۲۔

منہ خلاصوں کہا جائے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا یا تیرے ساتھ تزویج کیا۔

سہ ہم معنی کی صورت ہے کہ مردوں کے کہیں نے قبضہ کو اپنی بی بی بنالیا یا بے کہے کہ میں تیرا طوطا ہوں یا بے کہے کہ تو میری ہو گئی یا صورت کے کہیں نے قبضہ کو اپنا شوہر بنالیا یا بے کہے کہ میں تیرا بی بی ہو گئی اس مقام پر فقہاء کہتے ہیں صرف نکاح اور تزویج کی فقہ کی تخصیص کر دی گئی ہے اور یہ تھا کہ نکاح اور تزویج کے علاوہ جس قدر غلطیاں ہیں سب کٹا دی گئیں مداخلت میں آکا وہ سے صاحب بحر الرائق نے اعتراض کیا ہے اور پورے ایک صفحہ میں وہ اضافہ کیے ہیں جو نکاح اور تزویج کے علاوہ ہیں مگر ان کا شمار کتبائے میں نہیں ہے پھر خود انکا جواب دیا ہے کہ چونکہ یہ الفاظ نکاح و تزویج کے ہم معنی ہیں لہذا نکاح و تزویج کے لفظ ان کو بھی شامل ہیں ۱۲۔

کوئی دوسرا لفظ جو نکاح کا مطلب کچھ طور پر ادا کرتا ہو۔

مگر نکاح و تزویج یا اس کا ہم معنی لفظ صراحۃً استعمال کیا جائے بلکہ کوئی ایسا لفظ جس سے کنایۃً مفہوم نکاح کا سمجھا جائے تو اس کے صحیح ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ لفظ ایسا ہو کہ اس کے ذریعہ سے کسی قابلیت کامل کی ملکیت فی الحال حاصل کیجائی ہو جیسے لفظ ہب کا اور صدقہ کا اور تحلیک کا یا لفظ بیع و شرا کا اور قرض کا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ حکم نے اس لفظ سے نکاح مراد لیا ہو اور کوئی قرینہ اس امر پر دلالت

دے کہ صراحۃً لفظ نکاح کا یا اس کا ہم معنی کوئی لفظ استعمال کیا جائے جس میں کسی کا اختلاف نہیں سب کے نزدیک

درست ہے اور اگر کوئی لفظ کنایہ کا استعمال کیا جائے تو اس کی چار صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ہب یا صدقہ یا

تحلیک کا لفظ استعمال کیا جائے مثلاً عورتوں کہے کریں، نے اپنی ذات لے لیا کہ وہ کر دی یا میں نے اپنی ذات بطور صدقہ

کے قبضہ کر دی یا میں نے قبضہ اپنی ذات کا مالک بنا دیا اس صورت کے جواز میں حنفیہ کا اختلاف نہیں ہے اگرچہ تو فخریہ

کا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ خرید و فروخت یا قرض کی لفظ استعمال کی جائے مثلاً وہ کہے کریں، نے قبضہ کر لیا یا عورت کے

عرض میں خرید لیا یا عورت کہے کریں، نے اپنی ذات پرے ہاتھ فروخت کر دی یا میں نے اپنی ذات قبضہ بطور قرض کے کر دی

اس صورت کے جواز میں خود حنفیہ کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ چار کہنے تیسری صورت یہ ہے کہ اجارہ اور وصیت

کی لفظ استعمال کی جائے مثلاً عورت کہے کریں، نے اپنی ذات کا تحلیک لے لیا کہ وہ کر دی یا عورت کا مال کہے کریں، وصیت

کرنے بولے کہ تو میری بیٹی کا مالک ہے اس صورت میں بھی حنفیہ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ چار نہیں چھ لفظ

یہ ہے کہ تحلیل یا ماریت یا ہب کی لفظ استعمال کی جائے اس صورت کے ناجائز ہونے میں سب کا اتفاق ہے ۱۲

(رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۱۹۰)

حصہ ذات کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے ہیں سے ذات کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ نتائج کی جیسے عاریت اور تحلیک

داخل کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے پوری ذات کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ کسی جز کی مثلاً کوئی شخص یا

کہے کریں، نے اپنی لڑکی کا نصف تجھے دیا فی الحال کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے اس وقت ملکیت حاصل

نہیں ہوتی بلکہ زمانہ بعد میں جیسے وصیت کی ملکیت کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے بالکل ملکیت حاصل ہی

نہیں ہوتی جیسے رہنے یا امانت ۱۳۔

سے قرینہ کی بہت سی صورتیں ہیں بخلاف اس کے یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص یا کہے کریں، نے قبضہ کر لیا اور وہ عورت کہے کریں،

تو قرینہ اس امر کا ہے کہ مولے اپنے سے نکاح ملے ہو یا لڑکی ہو مگر ہرگز ان کے جدا کیا ہو مثلاً ان کوں کہ کوئی کرنا خطہ نکاح

کا ہر صورت ان کوں کو گواہ بنانا یہ سب باتیں اس امر کا قرینہ ہو سکتی ہیں کہ اس لفظ سے نکاح ملو ہے ۱۴۔

کرنا ہو اگر قرینہ ہو تو قبول کرنے والے نے اس مراد کی تصریح کر دی ہو۔

تیسری شرط یہ کہ اگر اہول نے کچھ لیا ہو کہ اس لفظ سے مراد نکاح ہے خواہ بوجہ کسی قرینہ کے خود بھج لیا ہو یا بتا دینے سے بھجوا ہو۔

اگر مرد اور عورت باہم اس امر کا اقرار کریں کہ وہ دونوں زوج و زوجہ ہیں تو اگر یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہوا ہو اور مقصود اس سے نکاح کرنا ہے کہ تو یہ اقرار ایجاب و قبول کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر مقصود اس سے اس بات کی خبر و ناسبہ کی پیشتر نکاح ہو چکا ہے حالانکہ پیشتر نکاح نہ ہوا تھا تو یہ اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہیں ہو سکتا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۸۸)۔

ایجاب و قبول کا دل رضا مندی سے ہونا شرط نہیں ہے اگر کوئی شخص کسی خوف سے یا سخری میں ایجاب و قبول کے الفاظ زبان سے نکال دے تو نکاح صحیح ہوگا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹)۔ ایجاب و قبول کا عرفی زبان میں ہونا شرط نہیں ہر ملک کے لوگ اپنی (ذاتی) زبان میں کریں صحیح ہو جائے گا (بجرا الرایق وغیرہ)۔

ایجاب و قبول کے الفاظ کے معنی سے واقعہ ہونا شرط نہیں صرف اس بات کا جان لینا کافی ہو کہ اس لفظ سے نکاح ہو جاتا ہے مثلاً کسی مرد کو بے سبکھا دیا جائے کہ تو کہہ دے لَوْ جِئْتُ نَفْسِي مِنْكَ اور عورت کو سبکھا دیا جائے کہ تو کہہ دے قَدْ لَيْتُ نَفْسِي مِنْكَ اور ایجاب و قبول ہو جائے گا گو وہ دونوں عربی سے مثلاً کوئی شخص کسی سے ملے کہ تو کہہ دے لَوْ جِئْتُ نَفْسِي مِنْكَ اور ایجاب و قبول ہو جائے گا گو وہ دونوں عربی سے نہ ہوں۔

صحت میں اگرچہ کوئی قرینہ اس امر کا ہو کہ یہ مراد نکاح ہے تب میں نکاح ہو جائے گا کیونکہ قبول کرنے والے نے اس بات کو ظاہر کر دیا کہ یہ مراد نکاح ہے اور۔

فصل اس مسئلہ کے بیان کرنے میں فقہاء کی عبارات مختلف ہیں بعض تو کہتے کہ اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہیں ہو سکتا کیونکہ اقرار جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ایجاب و قبول کو جملہ اضافیہ ہونا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ اقرار اگر گواہوں کے سامنے ہو تو قائم مقام ایجاب و قبول کے ہو جائے گا لیکن اس مسئلہ کا صحیح جواب یہ ہے کہ مقسود کی نیت ہو جائے گی اگر اس کی نیت یہ ہے کہ زائد گزشتہ میں نکاح ہو چکا تب تو اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہ ہوگا اور اگر اس کی نیت یہ نہیں ہے تو نکاح ہو جائے گا البتہ جمیع گواہوں کے سامنے ہونا اس کے قائم مقام ہونے کی شرط نہیں بلکہ اس کے صحت کی شرط ہے جیسا کہ خود ایجاب و قبول بھی بغیر گواہوں کے صحیح نہیں ہوتا ۱۲۔

نصف ترجمہ ۱۔ میں نے اپنا نکاح قرینہ سے ساتھ کیا ۱۲۔

زبان اور بدن الفاظ کے معانی سے ناواقف ہوں یا اتنی بات جانتے ہوں کہ اس لفظ کے کہہ دینے سے نکاح ہو جائے گا یہ بھی نہ جانتے ہوں تو پھر نکاح نہ ہوگا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۰)

اگر نکاح عورت کے جسم کی طرف منسوب کیا جائے تو اس کے کل جسم کی طرف منسوب ہونا چاہیے مثلاً بولیں کہا جائے کہ میں نے تیری ساتھ نکاح کیا اور اگر کسی خاص جزو کی طرف منسوب کیا جائے تو اس میں پشطر ہے کہ وہ جزو ایسا ہو کہ اس سے کل جسم بھی نکاح لیا جاتا ہو جیسے سر، گردن، پشت، مثلاً بولیں کہا جائے کہ میں نے تیرے سر کے ساتھ نکاح کیا، اگر کسی ایسے جزو کی طرف منسوب کیا جائے گا جس سے کل جسم کبھی مراد نہیں لیا جاتا مثلاً یوں کہے کہ میں نے تیرے نصف جسم کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

اگر عجب و قبول میں کوئی قلم فقط استعمال کیا جائے تو اس میں دلچکنا چاہیے کہ وہ استعمال کرنے والا ذی علم ہے یا جاہل یعنی وہ صحیح نقطے سے واقف ہے یا نہیں اگر ناواقف ہے تو بہر حال ایجاب قبول درست ہو جائے گا اور اگر واقف ہے تو اگر وہ قلم فقط ایسا ہے کہ عام طور پر مانگا ہو گیا ہے تو درست ہوگا ورنہ درست نہ ہوگا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

مثال۔ کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرتا ہوں عورت کہے کہ میں نے قبول کیا اس صحت میں مذکورہ بالا امور کا لحاظ کر کے جو ازیادہ عام جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔

گواہی

گواہی صرف معاملہ نکاح کے لئے شرط ہے اور کسی معاملہ کے لئے مثل بیع اور وقف وغیرہ کے گواہی مشروط نہیں یعنی اور معاملات میں گواہی کے بھی درست ہو جاتے ہیں۔
نکاح میں گواہی کی مشروط ہونے کی مصلحت ظاہر ہے اگر نکاح میں گواہی نہ شرط ہو تو زنا میں اور اس میں کچھ فرق نہ ہوتا اور جن خرابیوں کے سبب سے شریعت نے زنا کی ممانعت فرمائی ہے وہ پرستور باقی رہتیں، زنا کی تحریم بے سود ہو جاتی علاوہ اس کے نکاح کی غفلت اور شان ظاہر کرنا بھی شامع کو مقصود ہے نکاح کی گواہی میں دس باتیں مشروط ہیں۔

۱۔ وہ اطفال میں کہ عاری زبان میں بھی کہیں ان سے کل جسم مراد ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں کہ ظان آنے میرے سے
۲۔ گواہی میں میرے تمام جسم سے مل گئی یا اس امر کا ادراک گردن پر ہے میرے ہاتھ پر ہے۔

(۸) دونوں گواہ ایک ساتھ طرفین کے ایجاب و قبول کو نہیں اگر ایک ساتھ دونوں نے نہیں سنا بلکہ پہلے ایک نے سنا پھر دوسرے نے سنا تو صحیح نہ ہوگا اسی طرح اگر گواہوں نے ایجاب قبول دونوں کو نہیں سنا بلکہ صرف ایجاب کو سنا صرف قبول کو سنا تب بھی صحیح نہ ہوگا۔

ف اگر گواہ ہرے ہوں تو نکاح نہ ہوگا ہاں اگر عاقدین گئے ہوں اور شاہد سے ایجاب قبول کریں اور ہرے گواہ اس اشارہ کو دیکھ کر کچھ لیں تو نکاح ہو جائے گا (اشامی جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

(۹) دونوں گواہ اگر قبول کے الفاظ مستکر یہ کچھ لیں کہ نکاح ہو رہا ہے گان الفاظ کے معنی نہ سمجھیں مثلاً ایجاب و قبول عربی زبان میں ہوا اور گواہ عربی نہ جانتے ہوں۔

(۱۰) دونوں گواہ زوجین سے واقف نہ ہوں یا اگر صرف زوجین کے نام سے ان کو بیان جائیں تو صرف ان کا نام بتا دینا کافی ہے ورنہ زوجین کے باپ دادا کا نام بھی ان کو بتا دیا جائے تاکہ وہ اچھی طرح واقف ہو جائیں کہ یہ کس کا نکاح ہے، اگر عورت برقع پہنے ہوئے مجلس میں بیٹھی ہو تو براہ گواہ اس کو دیکھ لیں کہ چہرہ نہ دکھیں تب بھی کافی ہے نام و طہر بتانے کی ضرورت نہیں مگر اس صورت میں احتیاط کی بات ہے نیز اگر عورت کا چہرہ گواہوں کو دکھایا جائے۔

مسئلہ۔ اگر جو نکاح کیا کہ فاسق کی اور رشتہ دار کی گواہی نکاح میں کافی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور عداوت اور زوجین کے مابین کے مصلحت نہ ہوں گے یہ مطلب نہیں ہے کہ عدالت میں ان کی گواہی ہوگی عدالت میں تو اسی کی گواہی مستحبر ہوگی جس میں تمام شرائط شہادت کی پائی جائیں کہ بعد ان شرائط کے یہ بھی ہے کہ گواہی کے رشتہ دار نہ ہوں نہ فاسق نہ ہوں اگر فاسقوں

ابقہ صفحہ ۲۹۵) عدالت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مالامل نہیں ہیں اور ان کو عالم غیب کہنا چاہیے ان آیات قرآنیہ اور روایہ متواترہ کے مقابلہ میں وہ اگر بعض ممالک کے اقوال پیش کرتے ہیں جنہوں نے غلوئے محبت اور عجز و عناد میں کچھ اضافہ کیا ہے علی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میں اس قسم کے کھوٹے ہیں جن سے علم غیب لازم آتا ہے لیکن وہ خبریں کہ اصول عقائد کی کتابوں میں یا بات مسلم پہنچی ہے کہ عقائد کے متعلق وہ حدیث بھی تاہر مل نہیں ہے جو مسئلہ آحاد نے ردی ہو چکا ہے کچھ بعض لوگوں کا قول اور وہ بھی مرسل نہیں، ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے غیور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا تھا جن کی بطور تجسزہ آپ نے خبر دی مگر اس سے عالم الغیب بظنا لازم نہیں آتا حضرت امثالہ نے مجبور ہو کر ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے جس کا نام تحقیقی المجتبیٰ فی علم الغیب ہے۔ نہایت مفقاً اور مفیدانہ بحث کی ہے ۱۲۔

بارشتہ داروں کو گواہ بنا کر نکاح کیا جائے اور بعد کنز وہی میں سے کوئی نکاح کا انکار کر جائے
 تو اس نکاح کا ثبوت صرف ان فاسقوں، بارشتہ داروں کی گواہی سے نہیں ہو سکتا قاضی اس
 نکاح کو قائم نہ کرے گا۔

مسئلہ۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے نکاح کے لئے کسی کو دیکھ لیا اور وہی کو دیکھ لیا یا
 قبول کرے اور دیکھ لیا خود بھی اس وقت وہاں موجود ہو تو وہ مکمل خود ہی مانتہ سمجھا جائے گا اور
 دیکھ لیا کا شمار گواہوں میں ہو جائے گا پس اگر دیکھ لیا کے سوا صرف ایک مرد یا صرف دو عورتیں اور یہاں
 تو کافی ہے، اسی طرح اگر دلی ایک باپ قبول کرے اور جس کا وہ ولی ہے وہ خود بھی وہاں موجود ہو تو
 وہ خود ہی مانتہ سمجھا جائے گا بشرطیکہ وہ خود مانتہ مانے ہو اور دلی کا شمار گواہوں میں ہو جائے گا
 (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹)

مسئلہ۔ صحیح ہے کہ بعد تمام ہو جانے کے ایک باپ قبول کے نکاح نامہ تحریر کر لیا جائے۔
 (بحر الرای جلد ۲ صفحہ ۹۷) نکاح نامہ میں نکاح کا دن، تاریخ، وقت اور نذر مہر کی تعداد اور دو مہین
 اور گواہوں کے نام لکھنے جائیں نہ وہ مہین یا ان کے وکلاء یا اولیاء سے اور گواہوں سے اس بار
 دخطہ کرائے جائیں۔

محرمات کا بیان

نکاح کی دوسری مشروط یعنی کو عین محرمات میں سے نہ ہو لہذا اب ہم ان عورتوں کا ذکر کرتے
 ہیں جو محرمات میں سے ہیں یعنی ان سے نکاح حرام ہے ان کے علاوہ جس قدر عورتیں ہیں ان کو
 سمجھ لیا جائے کہ محرمات میں سے نہیں ہیں۔

نکاح کے حرام ہونے کے دیگر سبب میں انبی، رشتہ ششدری، رشتہ او دودھ، نکاح ششدری، اختلاف
 مذہب، اختلاف نوع، اختلاف ہنس، ملاقی، امان، ملک، بیعت، تعاقب حق غیر، اب ہم ان تمام
 اسباب کے تفصیلی احکام بیان کرتے ہیں۔

پہلا سبب

نسبی رشتہ۔ اس رشتہ کی صرف چار قسموں سے نکاح حرام ہے اپنے اصول اپنے فرودے،
 اپنے ماں باپ کے فرودے، اپنے ماں باپ کے اصول کے فرودے۔

اپنے اصول سے مراد اپنے ماں باپ اپنے دواہ اور دواہ وغیرہ کا ہر خانہ وغیرہ دواہی پر دواہی وغیرہ

خالہ پر نانی وغیرہ۔ اپنے فروغ سے مراد اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک۔ ماں باپ کے فروغ سے مراد بھائی بہن اور ماں کی اولاد اخیر سلسلہ تک۔

اپنی ماں باپ کے اصول کے فروغ سے مراد چچا پھوپھی ماموں خالہ مگر ان کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے اسی وجہ سے چچا پھوپھی ماموں خالہ کی اولاد سے نکاح جائز ہے۔ ماں باپ کے چچا ماموں پھوپھی خالہ اسی جو حقیقی قسم میں داخل ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے ماں باپ کے اصول کے فروغ ہیں ان سے بھی نکاح حرام ہے مگر ان کی اولاد سے جو اپنے ماں باپ کی چچا زاد یا ماموں زاد بھائی بہن ہو نکاح جائز ہے حاصل یہ ہے کہ اس جو حقیقی قسم کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے ایک بطن کے بعد حرمت خالی نہ رہتی ہے۔

ماں کی سگی پھوپھی کی پھوپھی اور باپ کی سگی خالہ کی خالہ بھی اسی جو حقیقی قسم میں داخل ہے اس جو حقیقی قسم میں بہت سی صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

نسب کی یہ چاروں قسمیں جو پہلے بیان ہوئیں اسی حالت میں حرام ہیں کہ جب ان کا رشتہ نکاح حلال سے پیدا ہوا ہو اور اگر ان کا رشتہ زنا وغیرہ سے پیدا ہوا ہو تو مذکورہ بالا اقسام میں سے اپنی دو قسمیں تو بدستور حرام رہیں گی یعنی اپنے اصول اور اپنے فروغ پس زنا کے ماں باپ اور ماں باپ کے ماں باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک اور زنا کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک بدستور حرام رہیں گی ہاں تیسری اور چوتھی قسم میں سے صرف ماں کے فروغ اخیر سلسلہ تک اور ماں کے اصول کے فروغ ایک بطن تک بدستور حرام رہیں گی اور باپ کے فروغ اور باپ کے اصول کے فروغ

عدہ اس مقام پر صاحب درختار نے لکھ دیا ہے کہ ماں کی سگی پھوپھی اور باپ کی خالہ کی خالہ سے نکاح جائز ہے مگر یہ بھی نہیں ہے صاحب درختار کو اس مقام پر ایک عبارت سے دھوکا ہو گیا شاید ۱۲ عدہ زنا سے رشتہ پیدا ہونے کی صورت ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس زنا سے اس کی اولاد پیدا ہو تو وہ زنا کرنا حلال اس کا باپ ہو جائے گا اور زنا کرنا حلال اس کا بھائی اس کا چچا اور اس کا بہن اس کی پھوپھی ہو جائے گی اسی طرح زنا کی طرف سے بھلا سب لوگ رشتہ دار ہو جائیں گے ۱۳۔

سہ وجہ اس کی یہ ہے کہ مشابہت نے زنا کی اولاد کو نہیں، روافی اور اس کا نسب باپ سے قائم نہیں کیا بلکہ باپ کے فروغ اور باپ کے اصول کے فروغ رشتہ میں کوئی نہ کچھ جائز ہے۔ ماں باپ اور باپ کا باپ وغیرہ البتہ حرام ہیں کیونکہ ان کا رشتہ اعتبار پر موقوف نہیں ہے ۱۴۔

حرام نہیں ہیں۔

پس اثباتی بھائی بہن اصحابوں خالہ تو حرام ہوں گی اور غلاتی بھائی بہن اور چچا بھوپھی محرم نہ ہوں گے لیکن ان کی اولاد بھی اپنی اولاد کے حکم میں ہے (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۵۵۵) ان چار قسموں کے علاوہ اور جس قدر فیہ رشتہ دار ہوں سب سے نکاح جائز ہے۔

دوسرا سبب

شسرالی رشتہ۔ اس رشتہ کی بھی صرف چار قسموں سے نکاح حرام ہے۔
۱۔ غولات کے فروغ، منکوحات اور مدخولات کے اصول اپنے اصول کے مدخولات اور منکوحات اپنے فروغ کے مدخولات اور منکوحات۔

مدخولات کے فروغ سے مراد ان عورتوں کی اولاد ہے جن سے خاص استراحت کی نوبت آجکی ہو غولہ بزرگہ نکاح یا بطور زنا کے جس عورت سے نکاح صحیح ہو چکا ہو اس سے اگر خلوت صحیح

عہدہ ان کی اولاد جو اپنے باپ سے دہرائیاتی کہلاتی ہے اور پاپ کی اولاد جو اپنی ماں سے دہرولاتی کہلاتی ہے عہدہ اس مسئلہ میں فقہ کی عبادتی بہت مختلف ہیں، ایک یہ کہ کتاب میں مختلف اقال لکھے ہیں صاحب بحر الرائق عراقی کے بیان میں تو لکھتے ہیں کہ زانی کا چچا یا ماموں اس کی زنا کی اولاد سے نکاح نہیں کر سکتا میرضیاء کے بیان میں لکھتے ہیں کہ کر سکتا ہے اسی طرح صاحب فتح القدیر نے عورت کے بیان میں تو لکھا ہے کہ زانی کی اولاد زانی کے چچا ماموں محرم ہے اور میرضیاء کے بیان میں صاحب فقہ میں سے نقل کیا ہے کہ حرام نہیں ہے مگر متخالفاتی سے یہ پتہ چل گیا کہ زنا کے چچا ماموں کا عہدہ میں شمار کرنا صاحب بحر الرائق زائد فیہ رشتہ کی توفیق دانتے ہے اصل مذہب یہ ہے کہ ان کا شمار عورت میں نہیں ہے لہذا ہم نے زنا کے باپ کے فروغ اور زنا کے باپ کے اصول کے فروغ کو عورت کا عہدہ قرار دیا واللہ اعلم ۱۲۔ لیکن ان کی اولاد سے مرد اس عہدہ کی اولاد ہے جس سے لیکن ہوا ہوا لیکن ان کی تفریق فیہ رشتہ آگے بیان ہوگی ۱۳۔

لئے خاص استراحت کی نوبت اس طرح ہے آئی ہو کہ جس سے غسل واجب ہو سکے اگر مرد نے اپنے خاص حق پر ہوا ہو کہ ثابت ہوا جو عورت کے جسم کی حرمت مخصوص ہونے سے مانع ہے تو اس خاص استراحت سے اسی عورت کے فروغ اس مرد پر حرم نہ ہوں گے ۱۴۔ عہدہ بعض فقہوں کی کتابوں میں اس مسئلہ کو اختلافی لکھا ہے حالانکہ یہ صحیح ہے کہ عورت صحیح میں اس کا اختلاف نہیں ہے اختلاف خلوت کا مسئلہ میں ہے (دشانی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱) ۱۵۔

ہو جانے کے تو وہ بھی مدخلات میں شامل ہو جائے گی، جس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہو چکا ہے مگر طہارت
نیکو نہیں ہوئی اس عورت کی اولاد حرام نہیں ہے اور جس عورت کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو اور
نوبت خاص استراحت کی یا ان چیزوں کی ذاتی ہو جو قائم مقام خاص استراحت کے ہیں تو اس عورت
کی اولاد حرام نہ ہوگی۔

اس میں یہ بھی مشروط ہے کہ خاص استراحت ایسی حالت میں ہو کہ دونوں میں انسانی کیفیت
پیدا ہو چکی ہو اگر کسی ایسی عورت سے خاص استراحت کی جائے جس میں انسانی کیفیت پیدا نہیں
ہوئی تو اس عورت کی اولاد اس کے شوہر یا اس کے زانی پر حرام نہ ہوگی اسی طرح اگر مرد اس قدر سن
ہو کہ اس میں انسانی کیفیت پیدا نہیں ہوئی تو بھی اس عورت کی اولاد اس مرد پر حرام نہ
ہوگی (رد المحتار جلد ۸ صفحہ ۳۰۰)۔

مدخلات اور منکوحات کے اصول سے مراد ان عورتوں کے اصول ہیں ان کے باپ دادا
واری وغیرہ یا ان نانا نانی وغیرہ ہیں جن سے خاص استراحت کی نوبت آچکی ہو اگر بطور زنا کے یا ان
سے نکاح ہو چکا ہو تو خاص استراحت یا خلوت صحیح کی بھی نوبت ذاتی ہو حاصل یہ کہ فروع کے حرام
ہونے کے لئے تو خاص استراحت شرط ہے اور اصول کے لئے صرف نکاح بھی کافی ہے۔

اپنے اصول کے مدخلات و منکوحات اور وہ عورتیں ہیں جن سے اپنے باپ دادا نانا نانی وغیرہ
نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا ان سے نکاح صحیح ہو چکا ہو گو نوبت خاص استراحت کی
اولاد چیزوں کی ذاتی ہو جو قائم مقام خاص استراحت کے ہیں۔

اپنے فروع کے مدخلات و منکوحات سے مراد وہ عورتیں جن سے اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد وغیرہ
خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا ان سے صرف نکاح صحیح ہو چکا ہو نوبت خاص استراحت
کی ذاتی ہو۔

مسئلہ کسی عورت کے خاص حصہ کے اندر ذاتی جانب کا دیکھنا یا اس کے بدن کو چھونا خواہ جس
عضو کو چھوئے یا عورت کی تقبیل کرنا خواہ کسی مقام میں کرے، میں یا اور کہیں یا عورت کو لپٹا لینا
یا قائم مقام خاص استراحت کے ہے یعنی ان امور سے نسلی رشتہ قائم ہو جائے گا وہ عورت اس
مرد کے اصول و فروع پر حرام ہو جائے گی اور اس عورت کے اصول و فروع اس مرد پر حرام ہو جائیں
تھے اسی طرح اگر کوئی مرد کسی خاص حصہ کو دیکھے یا اس کے بدن کو چھوے یا اس کی تقبیل
کرے یا اس کو لپٹا لے تب بھی نسلی رشتہ قائم ہو جائے گا۔

مگر امور قائم مقام خاص استراحت کے اسکا وقت ہوں گے جب یہ پانچ شرطیں موجود ہوں۔
پہلی شرط یہ ہے کہ یہ امور نفسانی کیفیت کے جوش میں صادر ہوئے ہوں نہ وہ جوش مرد
عورت دونوں میں ہو یا صرف ایک میں جس وقت یہ امور صادر ہوں اس وقت جوش موجود ہو اگر اس
وقت نہ تھا بلکہ جوش پیدا ہوا تو قابل اعتبار نہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ عورت و مرد دونوں میں نفسانی کیفیت کا جوش پیدا ہو چکا ہو یعنی باغ
ہوں یا قریب بلوغ کے ہوں اگر تا باغ مرد بھی باغ عورت سے باتیں کرے تو عورت میں اس
وقت نفسانی جوش موجود ہو تو یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہ ہوں گے۔
اسی طرح اگر عورت یا باغ ہو اور مرد باغ قریب بھی یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہوں
تیسری شرط یہ ہے کہ ان امور کے بعد مرد کو انزال نہ ہو جائے انزال ہو جائے گا تو یہ امور
قائم مقام خاص استراحت کے نہیں رہیں گے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے خاص حصہ کو دیکھا ہو تو خاص کر
اسی مقام کو دیکھا ہو وہ اس کی شبیہ کو پس اگر کسی کے خاص حصہ کا عکس آئینہ میں یا پانی میں دیکھ لے
تو یہ دیکھنا قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہے۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے بدن کو چھوا ہو یا اس
کو پسایا ہو تو کوئی کپڑا وغیرہ درمیان میں حائل نہ ہو جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے
سے مانع ہو اگر کپڑا حائل ہو اور بہت ہی باریک ہو کہ ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس

عہ نفسانی کیفیت کا جوش نہ ان مردوں اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خاص حصہ میں اشادگی پیدا ہو جائے
یا اگر اشادگی پہلے سے تھی تو اب اس میں زیادتی ہو جائے اور عورت میں اور بڑھے مرد میں بات ہو کہ انکے دل
میں خواہش پیدا ہو اور پہلے سے خواہش موجود ہو تو اب زیادہ ہو جائے اگر باتیں نہ ہوں تو کسی کی طرف دیکھنے
کسی کی تعظیم کرنے سے مستحکم دل و مشقت قائم نہ ہوگا ۱۲۔

حصہ اس کا وجہ یہ ہے کہ یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے صرف اس سبب کے لئے ہیں کہ ان امور کے بعد خاص
استراحت کے وقت ہو جانے کا گھٹن غالب ہوتا ہے کہ اس خاص استراحت کے لئے موجب ہو جائے یہی پس سبب قائم
تمام سبب کہ یہ ایسا اگر انزال ہو جانے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اب خاص استراحت نہ ہوگی کیونکہ جوش فرو ہو گیا
لہذا انزال ہو جائیگا عورت میں یہ امور خاص استراحت کے قائم مقام نہیں سمجھے گئے ۱۳ و فیہ

ہونے سے منع نہیں ہوتا تو وہ کپڑا حائل نہ سمجھا جائے گا کپڑا حائل ہونے کی صورت میں چھونا یا پٹنا قائم مقام خاص استراحت کے نہ ہوگا بلکہ ایسی حالت میں خاص استراحت سے بھی سسرالی رشتہ قائم نہ ہوگا بالوں کا چھو لینا بھی مثل اور بدن کے چھو لینے کے ہے بشرطیکہ بال سر کے اوپر ہوں۔ سر سے لٹکے ہوئے بالوں کا چھونا قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہے۔

جب یہ پانچوں شرطیں پائی جائیں تو یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے ہو جائیں گے یعنی جس مرد و عورت میں یہ امور واقع ہوں گے ان میں باہم سسرالی رشتہ قائم ہو جائیگا خواہ یہ امور عمدت کے نہ ہوں یا بھولنے سے یا دھوکہ سے کسی مجبوری سے یا جنوں کی حالت میں یا نشہ میں۔

مثال (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو خاص استراحت کے لئے بیدار کرنا چاہا اور اس جوش میں اس کا ہاتھ بی بی کی لٹکی پر چڑھ گیا تو اس کی بی بی اس پر حرام ہو جائے گی نہ اب اس کی ساسا ہوگی مگر نکاح نہ ٹوٹے گا (۲) کسی شخص نے اندھیرے میں کسی اجنبی عورت کو اپنی بی بی سمجھ کر لپٹا لیا تو اب اس عورت کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہو جائیں گے یعنی ان سے نکاح نہیں کر سکتا کسی شخص نے جان کے خوف سے کسی عورت کو لپٹا لیا تو اس عورت کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہو جائیں گے اور نیز عورت اس شخص کے اصول و فروع پر حرام ہو جائے گی (۳) کسی نے نشہ میں اپنی بی بی کی ماں کے قبیل کر لی تو اب اس کی بی بی اس پر حرام ہو جائے گی مگر نکاح نہ ٹوٹے گا اگر کوئی مرد کسی عورت سے یا کوئی عورت کسی مرد سے یا تمباکھ کرے اور بعد اس کے اس امر کا انکار کر جائے کہ میں نے یہ باتیں انسانی کیفیت کے جوش میں نہیں کیں تو یہ انکار مان لیا جائے گا بشرطیکہ کوئی تحریر یا اس امر کے خلاف پردہ ہو مثلاً اس وقت خاص حصہ میں استاد کی ہو تو یہ قرینہ اس امر کا ہے کہ انسانی کیفیت کے جوش میں یہ باتیں ہوتیں ہاں خاص حصہ کے چھونے میں اور منہ اور خارہ کی تقبیل میں۔ (۱) کیا رہا ناجائزے لٹکا رفتح اقلیدر جلد ۲ صفحہ ۳۶۹)

عہد ان امور کا خاص استراحت کے قائم مقام ہونا محض عقلی نہیں ہے بلکہ احادیث و آثار سے بھی سکا ثبوت ملتا ہے جہاں چند آثار و احادیث فتح اقلیدر کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۶۹ پر درج ہیں ۱۰ عہد نکاح نہ ٹوٹنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ دوسرے سے نکاح نہ کر سکے گی اس کا نان و نفقہ اس شخص کے ذمہ واجب رہے گا اور حرام ہو جائے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ شخص اس سے خاص استراحت نہ کر سکے گا اگر آئی یہ کچھ نکاح ہوگا اگر یہ زنانی سزا سکودہ دی جائے گی (۱۲) (۱۳) (۱۴)

اگر کوئی عورت کسی مرد کے بدن کو چھوئے اور کہے کہ میں نے نفسانی کیفیت کے جوش میں چھو رہا ہوں اور مرد انکار کرے تو مرد ہی کی بات مانی جائے گی (فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۳۶۸)

سُسرال کے صرف اسی قدر رشتہ دار محرم ہیں ان کے علاوہ جس قدر سُسرالی رشتہ دار محرم ہیں ان میں سے جس کے ساتھ چاہئے نکاح کر سکتا ہے مرد اپنی بی بی کی بہن اور بھوپھی اور خالہ اور سوتیلی ماں کے ساتھ اور عورت اپنے شوہر کے بھائی چچا اموں بھانجے بھتیجے وغیرہ سے نکاح کر سکتی ہے۔

تیسرا سبب

دودھ کا رشتہ۔ دودھ پینے سے ایک تعلق دودھ پینے والے اور پلانے والے کے درمیان میں پیدا ہو جاتا ہے اس تعلق کو شریعت نے مثل نسبی تعلق کے قائم کر کے ایک مسلسل رشتہ نسب کی طرح جاری کر دیا ہے۔

مثلاً جس عورت نے دودھ پلایا ہے دودھ پینے والے بچے کی رضاعی ماں اور اس عورت کا شوہر جس کے سبب سے یہ دودھ پیدا ہوا ہے اس کا رضاعی باپ اور ان ماں باپ کی اولاد اس بچے کے

خاندان کا دودھ پلوانا اور کسی مرد کو دودھ پلانے کا سبب اس کی ماں سے دودھ پلوانے یا کسی اور عورت سے منکرانہ چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے جس عورت سے دودھ پلویا جائے اس کے شوہر سے اجازت لے لی جائے بلکہ اجازت ظہر ہر گز کسی بچے کو دودھ پلانا عورت کے لئے مکروہ ہے ہاں اگر اس بچے کی جان کا خطرہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ واجب ہے جس عورت سے دودھ پلویا جائے وہ عورت سب سے دودھ پلویا جائے کیونکہ دودھ کا اثر بچے میں آ جاتا ہے عورتوں کو چاہیے کہ ہر بچے کو دودھ پلایا جائے اور جب کسی کو دودھ پلائیں تو خوب دیکھیں تاکہ نکاح میں داخل نہ کسی رشتہ دار سے غلط نہ ہو جائے فقہانے لکھا ہے کہ اگر کسی بچے کو کسی شہر کے اکثر باشندوں نے دودھ پلایا ہو اور وہ عظیم ہو کر کسی نے دودھ پلایا ہے پھر وہ بچہ اس شہر کے کسی کوئی سے نکاح کرنا چاہے تو جس شخص سے کوئی ملاصقت اور کوئی قرینہ دودھ کے رشتہ کا نہ ہو اور کوئی اس رشتہ کی گواہی دے اس سے اس کا نکاح جائز ہے ۱۲ (دکھ لائق) ۱۳

عین شوہر کے سبب سے دودھ کے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نکاح سے ولادت ہو اور اس ولادت کے سبب سے دودھ پیدا ہو شوہر کی قیما اتفاق ہے حتیٰ کہ اگر کوئی عورت کسی کی دھڑک ہو اور اس مالک سے اس کے نکاح کا پید ہوا اس دودھ کو جو شخص پئے گا یہ مالک اس کا رضاعی باپ ہو جائے گا ۱۴

رضاعی بھائی بہن ہیں اولاد خواہ فیسی ہو یا رضاعی اور رضاعی ماں کی ماں رضاعی نانی، باپ رضاعی نانا، بھائی رضاعی، ماموں بہن رضاعی خالہ اور رضاعی باپ کی ماں رضاعی دادی باپ رضاعی دادا بھائی رضاعی چچا بہن رضاعی پھوپھی غرض تمام رشتہ یہاں بھی نسب کی طرح قائم ہو جائیں گے رضاعی ماں باپ کے ماں باپ بھائی بہن خواہ فیسی ہوں یا رضاعی بہر حال وہ دودھ پینے والے کے نانا دادا نانی دادی چچا ماموں پھوپھی خالہ ہو جائیں گے۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دودھ پلانے والی اور اس کی طرف کے ترسب لوگ اس بچہ کے رشتہ دار ہو جائیں گے یعنی دودھ پلانے والی خود بھی اور اس کا شوہر جس کا یہ دودھ ہے وہ بھی امدان دونوں کے اصول و فروع فی اہل اصول کی فروع بھی لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے صرف وہ خود رشتہ دار ہو جائے گا اور اس کی اولاد اور اگر وہ مرد ہے تو اس کی بی بی اور اگر عورت ہے تو اس کا شوہر رشتہ دار ہو جائے گا دودھ پینے والے کے اصول اور اصول کے فروع سے اس دودھ پلانے والی کو کوڑا خالق پیدا نہ ہوگا۔

ایک محقق فاضل نے ان تمام مطالب کو اس ایک شعر میں ہنارت خوبی سے ادا کر دیا ہے۔
از جانب شیر وہ ہمد خویش شوند از جانب شیر خورہ زو جان فروغ

عہ شلا سیدہ کا دودھ زید نے پیا تو سیدہ کی اولاد فیسی بھی زید کے بھائی بہن ہو جائیں گے اور اس کی اولاد بھائی بھی یعنی جن لوگوں نے سیدہ کا دودھ پی لیا ہے وہ سب ذہب کے بھائی بہن ہو جائیں گے خواہ انھوں نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا اس سے پہلے یا اس کے بعد۔

فہم اس شعر کو صاحب شریع وقایہ نے نقل کیا ہے واقعی عجیب جامع شعر ہے زجب اس شعر کا یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے سب لوگ عزیز ہو جاتے ہیں یا دودھ پینے والے بچہ کی طرف سے صرف وہ دونوں بیباں بی بی اور اس بچہ کی اولاد بعض فقہانے اس مقام پر ایک عجیب بدلت کیا ہے پہلے تو یہ کہہ دیا کہ دودھ پینے والے شخص کے سب لوگ باہم ہرشتہ دار ہو جاتے ہیں پھر جن جن لوگوں میں باہم نکاح یا عرقہ ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔ صاحب بحر اربعہ نے اٹھاسی صورتیں مستثنیٰ کیں اور لکھا ہے کہ یہ ہماری کتاب کے ساتھ مخصوص ہے صاحب وقایہ نے ایک سو تیس صورتیں ذکر کیں اور لکھا ہے کہ یہ ہماری کتاب کے خصوصیات سے ہے مگر حویٰ لکھتے ہیں کہ ایسی ایک سو آٹھ صورتیں ادا باقی رہ گئیں لیکن ہم کو ان صورتوں کے مستثنیٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ ہم نے فروغ نامی میں یہ بات کہہ دی ہے کہ دودھ پینے والے کی طرف سے سب لوگ ہرشتہ دار نہیں ہو جاتے پس جن جن صورتوں کو انھوں نے مستثنیٰ کیا ہے۔ ان میں ہم بھی کہہ دیں گے کہ ان میں باہم رشتہ ہی نہیں پیدا ہوا مثلاً انھوں نے بھائی بہن کی رضاعی ماں کو مستثنیٰ (باقی صفحہ ۷۰۹ پر)

پس بن جن لوگوں میں باہم دودھ کا دشتہ قائم ہو گیا ہے اور اس رشتہ سے نسب میں نکاح ناجائز ہے یہاں بھی اس رشتہ سے نکاح حرام ہے جیسے رضاعی ماں باپ اور ان کے باپ کے ماں باپ وغیرہ وغیرہ سلسلہ تک اور رضاعی بھائی بہن چچا ماموں رضاعی بھائی بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد وغیرہ سلسلہ تک اور جن لوگوں سے دشتہ قائم ہی نہیں ہوا جیسے دودھ پینے والے کا باپ اور اس کی رضاعی ماں یا دودھ چلانے والے کی بھی بہن اور اس کا رضاعی بھائی یا دشتہ تو قائم ہو گیا مگر اس رشتہ سے نسب میں نکاح جائز ہے جیسے چچا ماموں کی اولاد تو ان لوگوں میں باہم نکاح جائز ہے اسی طرح سُسرالی رشتہ کو بھی خیال کرنا چاہیے یعنی دودھ کی وجہ سے جو سُسرالی رشتے پیدا ہوئے ہیں اور ان سے سُسرالی رشتہ میں نکاح جائز تھا یہاں بھی ان سے نکاح جائز نہیں مگر دودھ سے سُسرالی کا دشتہ صرف تین قسم کے لوگوں سے پیدا ہوتا ہے منکوحات کے رضاعی اصول سے، رضاعی اصول کی منکوحات سے، رضاعی فروع کی منکوحات سے، انھیں تین رشتہ کے لوگوں سے نکاح ناجائز ہے، مدخولات زنا کے رضاعی اصول سے اور رضاعی فروع اور رضاعی اصول کی مدخولات زنا سے کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ دودھ کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہوتا اور اپنی مدخولات اور منکوحات کی رضاعی فروع سے بھی کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا، حاصل یہ کہ اس سُسرالی میں اور دودھ کے دشتہ کے سُسرال میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ دودھ کی سُسرال زنا سے قائم نہیں ہوتی اور وہ سُسرال زنا سے بھی قائم ہو جاتی ہے، لہذا جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا وہ اس عورت کی رضاعی زنا کی اور رضاعی ماں سے نکاح کر سکتا ہے، دوسرا فرق یہ ہے کہ دودھ کا سُسرالی رشتہ اپنی بی بی کی رضاعی فروع سے قائم نہیں ہوتا اور وہ سُسرالی رشتہ اپنی بی بی بلکہ مدخلہ زنا کی رضاعی فروع سے قائم ہو جاتا ہے لہذا اپنی بی بی کی ان رضاعی بیٹیوں سے جنہوں نے اور کسی مرد کا دودھ پیا ہو نکاح جائز ہے۔

(فقہ صفحہ ۷۰۸) کا کیا ہے کہ اس سے نکاح جائز ہے ہم کہیں گے کہ دودھ پینے والے کے بھائی بہن سے اور دودھ پلانے والے سے کوئی تعلق ہی نہیں پیدا ہو سکتا، کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہے اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے فقہانی قاضی غازی میں لکھا ہے کہ مجھے ہے کہ زنا کے سبب سے جو دودھ پیا ہو اس دودھ کے پینے والے کے ساتھ زانیہ نکاح نہیں کر سکتا مگر اگر رشتہ میں اسی طرف ہی کہنا کہ دودھ پینے والے سے اور زانی سے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا میں باہم نکاح جائز ہے (رضاعی جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

دودھ کے رشتہ کی شرطیں

دودھ کے پیئے سے مہر حال میں رشہ قائم نہیں ہوتا بلکہ جب یہ آٹھ ٹھٹھیں ہاں جاتی ہیں۔

(۱) رضا خاں دو برس کے اندر ہوئی جس بچہ نے دودھ پہلے اس کی عمر دودھ پیتے وقت دو برس یا اس سے کم ہو بعد اس عمر کے دودھ پینے سے رشتہ قائم نہ ہو گا۔

(۲) دودھ خلق کے نیچے اتر جانے کو بہت ہی قلیل ہوا اگر کسی بچے نے پستانِ مہ میں دیا مگر یہ علوم نہیں ہوا کہ اس نے جو سایا نہیں اور خلق کے نیچے اترایا نہیں تو یہ رشتہ قائم نہ ہو گا اسی طرح اگر بچے نے جڑی کراگل دیا خلق کے نیچے ایک قطرہ بھی نہیں اترایا تو رشتہ قائم نہ ہو گا۔

(۳) درودِ عزّت یا تاک کے ذریعہ سے اجدہ جائے یعنی اگر بچہ کھاری وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے تو اس سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

(م) جو صورت دودھ پلانے کا باعث ہو خواہ دودھ اس کا ولادت کی وجہ سے ہد یا بغیر ولادت کے بشرطیکہ دودھ کا رنگ زرد نہ ہو (شامی جلد ۲ صفحہ ۴۴۳)

(۵) دودھ کسی چھینے کی چیز میں شل دوا یا پانی کے ملا کر نہ پلایا جاتے، اگر ملا کر پلایا جائے تو دودھ غالب ہو کر دودھ غالب نہ ہوگا تو غرق نفسہ دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو اس دودھ کے چھینے سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

(۶) دودھ کسی کھانے کی چیز میں ملا کر نہ کھلایا جائے اگر کھانے کی چیز میں ملا کر کھلایا جائے تو دشتہ قائم نہ ہوگا، خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب۔

(۷) مرد کا رشتہ نہ ہو اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکل آئے تو اس کے پینے سے رشتہ

عہدہ تہذیب و ساجین کا سچا واداسیہ رفتاری ہے قرآن مجید میں ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا رَزَقُوا مِنْكُمْ يَوْمَ الْحُكْمِ
خود پختہ کیا اور پختہ ترجمہ اور آیتیں اپنے بچوں کو پڑھیں اور دوسرے دوسرے مائیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک
نہائی ہر سال ایک روز دہ چنے کی عورتی ہے ہذا کے نزدیک اعلیٰ برس کے اندر اندر دوسرے چنے سے دشت قائم
ہو جائیگا مگر اس قول پر رفتاری نہیں ہے مگر ہے کہ دوسرے برس کے بعد دوسرے چنانا چاہئے اور اس کے چنے سے رشتہ
نام نہ ہو گا ۱۲۔

۱۰۰۰ الم شائعی کے نزدیک جب تک پانچ سو روپے ہو کر دودھ نہ پیے رشتہ قائم نہیں ہوتا۔

قائم نہ ہو گا ہاں ختم کی پستان سے دودھ نکلے اور اس قدر زیادہ ہو کہ اس قدر سوا عورت کے اور کسی کے نہیں نکل سکتا تو اس کے پینے سے رشتہ قائم ہو جائے گا (در مختار)

(۸) دودھ (نئی اعلیٰ حالت میں) پلایا جائے دودھ اگر علیحدہ نکال کر دی بنایا جائے اور وہ بھی کسی بچہ کو کھلا دیا جائے تو اس دی کے کھانے سے رشتہ قائم نہ ہو گا (بحر الرایق)

یہ آئینوں سنو میں اگر پانی جاتیں گی تو دودھ کے پینے سے رشتہ قائم ہو جائے گا خواہ دودھ کم ہو یا زیادہ اور خواہ زندہ عورت کا ہو یا مردہ کا اور خواہ جڑن عورت کا دودھ ہو یا بوزھی کا اور خواہ دودھ پیٹ میں رہے یا فوراً پینے ہی سے ہو جائے اور خواہ اس بچہ کا دودھ چھوٹ چکا ہو یا ابھی پیتا ہو اور خواہ دودھ پستان سے پلایا جائے یا اس سے علیحدہ نکال کر۔ اگر دو عورتوں کا دودھ کسی بچہ کو پلایا جائے تو ان دونوں عورتوں سے اس کا رشتہ قائم ہو جائے گا گو کسی کا دودھ کم ہو یا کسی کا زیادہ۔ اگر کسی شخص کی دو بیٹیاں ہوں سعیدہ اور حمیدہ حمیدہ کی عمر دو برس سے کم ہو اور سعیدہ حمیدہ کو دودھ پلا دے تو یہ دونوں بیٹیاں اس شخص پر حرام ہو جائیں گی کیونکہ یہ دونوں آپس میں ماں بیٹیاں ہونگئیں ہاں اگر اس نے سعیدہ کے ساتھ خاص استراحت نہیں کی تو پھر حمیدہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور اگر سعیدہ کو طلاق دے چکا تھا اور وہ طلاق بائن تھی یا رجعی تھی اور اس کی عدت گزر چکی تھی بعد اس کے اس نے حمیدہ کو دودھ پلایا تو پھر حمیدہ کا نکاح بدستور قائم رہے گا دوبارہ نکاح کرنے کی حاجت نہیں۔

چوتھا سبب

اختلاف مذہب۔ اختلاف مذہب سے مراد یہاں دینی اختلاف ہے جیسے ہندو مسلمان کسی مسلمان کو طہیر مسلمان سے نکاح کرنا جائز نہیں سوا اہل کتاب کے کہ ان سے نکاح جائز ہے بشرطیکہ وہ عدت نکاح اول کے قائم نہ ہوئے کی وجہ سے کہ وہ دونوں ماں بیٹیاں ہونگئیں اور ماں بیٹیاں ایک ساتھ نکاح میں نہیں ہونگئیں اور حمیدہ کے ساتھ دوبارہ نکاح جائز ہونے کی وجہ ہے کہ جس عورت کے ساتھ صرف نکاح ہوا ہو خواہ استراحت نہ ہوئی ہو اس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے ۱۲۔

عدت دوبارہ نکاح کر چکی حاجت اس میں ہے کہ اس کی ماں نکاح سے اہل ہو چکی ہے ۱۳۔

۱۴۔ اگرچہ خلیفہ کے نزدیک اہل کرب کے تمام فرقوں سے نکاح جائز ہے مگر چونکہ یہ خود و نصاریٰ کے سوا اور کسی کا اہل کتاب نہ ہونا چاہیے لہذا ان کے سوا اور کسی سے نکاح نہ کیا جائے ۱۵۔

ہر پرستی نہ کرتے ہوں۔

اہل کتاب ان کافروں کو کہتے ہیں جو کسی آسمانی شریعت کے معتقد ہوں جیسے یہود و نصاریٰ، یہود و نصاریٰ کا اہل کتاب ہونا تو یقینی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ان کا اہل کتاب ہونا مذکور ہے ان کے علاوہ اور عیسٰی قدس کا فریب جیسے زرتشتی مذہب والے یا ہندو ان کا اہل کتاب ہونا یقینی نہیں ہے کیونکہ ہماری شریعت میں ان کا کچھ ذکر نہیں ہے علاوہ اس کے ان میں سے اکثر لوگ بہت پرست بھی ہیں لہذا نکاح کی اجازت صرف یہود و نصاریٰ سے دی جاتی ہے وہ بھی اس طور پر کہ مسلمان مرد کا نکاح تو یہودیہ یا نصرانیہ عورت کے ساتھ جائز ہے مگر نصرانی یا یہودی مرد کا نکاح کسی مسلمان عورت سے حرام وہ آزاد ہو یا لونڈی جائز نہیں۔

جس طرح اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اسی طرح ان کی لونڈیوں سے بھی نکاح درست ہے اہل کتاب کے ساتھ نکاح اگر چہ جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ حرباً اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحویکی ہے اور غیر حربی کے ساتھ مکروہ تنزیہی۔ مرتد کے ساتھ نکاح جائز نہیں اگر اس نے مرتد ہو کر کسی آسمانی مذہب کو اختیار کر لیا ہو چھے آج کل کے وہ عیسائی جو پہلے مسلمان تھے ان کی اولاد سے نکاح جائز ہے کیونکہ وہ مشرورع ہی سے عیسائی ہیں۔

مسلمانوں کے جس قدر فرقے ہیں گو ان میں بہت کچھ اختلاف ہے مگر دینی اختلاف نہیں ہے لہذا سب آپس میں نکاح کر سکتے ہیں، شیعہ ہوں یا سنی خارجی یا معتزلی ہوں یہ فرقے جو ضروریات دینہ امام شافعی کے نزدیک اہل کتاب کا ہونے سے نکاح درست نہیں ہے حصہ حربی ان کافروں کو کہتے ہیں ان سے مسلمانوں کی صلہ نہ ہو نہ مرتدہ شخص سے جو پہلے مسلمان ہو بعد اس کے پھر اس کا عقیدہ غراب ہو جائے اور کسی دھوکہ دہب کو قبول کرنے مثلاً یہودی ہو جائے یا عیسائی ہو جائے نعوذ باللہ منہ یا غصب یعنی کوئی کافر نہیں ہے اہل سنت کا مسلک مسئلہ ہے کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کوئی کافر نہیں ہوتا غلبہ گناہ کبیرہ اعتقادات کے قبیلہ سے ہو یا اعمال کے قبیلہ سے حصہ شیعہوں میں بہت سے فرقے ہیں بعض علماء نے ان کی تکفیر کا فتویٰ دیا ہے اور یہ کہاب تحقیق ہے اس لئے کہ قرآن مجید کے ایک حرف کا انکار بھی بلا جواز کفر ہے اور یہ نسد قرآن مجید میں ہر قسم کی کفریہ و بدعتی اور تحریف و تغیر کا عقیدہ قائل ہے اس کے علاوہ اور بہت سی وجوہ ان کے کفر پر میں کی جا سکتی ہیں میں لوگوں نے انہیں مسلمان کہا یا انھیں حقیقت میں شیعوں کے اصلی عقائد کا حال معلوم نہیں ہو سکا ہے۔

دین کے منکر ہونے یعنی ایسی چیزوں کا انکار کرنا جو دلیل قطعی شریعت اسلامیہ میں ثابت ہیں جیسے نجس جہنم کے لوگ کہ وہ جنت و دوزخ کا اثر مشعلوں کا قیامت کا اثنا و عذاب کا فردوں کے زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ امور نص قطعی شریعت میں ثابت ہیں لہذا ایسے لوگ مسلمان نہ سمجھے جائیں گے گواہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اگرچہ منافقت جائز ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اہل سنت اپنی لڑائی کسی دوسرے فرقہ کو حتی الامکان دین کیونکہ عورت حکوم پرستی ہے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا مذہب اختیار کر لے۔

پانچواں سبب

اتحاد نوع۔ یعنی مرد کا نکاح مرد کے ساتھ اور عورت کا نکاح عورت کے ساتھ جائز نہیں۔ غنث کا نکاح مذموم کے ساتھ جائز ہے نہ عورت کے ساتھ کیونکہ اس میں دونوں حیثیتیں موجود ہیں مرد ہونے کی بھی عورت ہونے کی بھی۔
حقیقی مرد کا نکاح عورت کے ساتھ جائز ہے کیونکہ وہ عورت کی نوع سے نہیں۔

چھٹا سبب

اختلاف جنس۔ یعنی انسان کا نکاح جن یا دریا کی آدمی سے یا وہ کسی مخلوق سے سوا اپنی جنس کے جائز نہیں۔

ساتواں سبب

طلاق۔ یعنی جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقیں دے دے تو اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اب اس شخص کو اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے ہاں اگر وہ عورت کسی دوسرے شخص

عدہ دلیل قطعی سے مراد وہ آیت یا حدیث ہے جس کا ثبوت خاص سے قطعی ہو اور اپنے مضمون پر صاف صاف دلالت کرتی ہو کہ اس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ نکلتا ہو لہذا کہ دولت میں یہ لکھا کہ اگر شخص جو عربی زبان جانتا ہو کہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی حقیقت خلافت میں آتروں سے ثابت ہے کہ ان کی ولایت ایسی مری نہیں ہے کہ عربی زبان اس کو کہے کہ بیکہ وہ شخص کہہ سکتا ہے جو استدلال تو ت رکھتا ہو اور عقل سلیم کے ساتھ انصاف کا بھی کچھ حصہ اس کو ملے۔ ۱۲۔

سے نکاح کرے اور اس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آجائے اور بعد اس کے یہ دوسرا شوہر اس کو غلامی
دینے کو اب اس سے اس کا پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے۔

آکھواں سبب

لعان۔ لعان کی تعریف اور اس کے احکام انشاء اللہ آئندہ بیان ہوں گے یہاں صرف اس قدر کہ
یہنا چاہیے کہ جس عورت سے لعان کے بعد تفریق ہو جائے اس سے پھر نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام
ہے اور خاص استراحت تو تفریق سے پہلے ہی حرام ہو جاتی ہے۔

لعان اس کو کہتے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو نہا کی آہستہ لٹکائے اور پھر قاعدے کے موافق حاکم
شرعیہ کے سامنے شوہر اپنے بچے ہوئے کی چار مرتبہ قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ مجھ پر خدا کی
عنت ہو اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں پھر چار مرتبہ عودت اپنے براہت کی قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ
کہے کہ خدا کا غضب مجھ پر ہو اگر وہ سچا کہہ رہا ہو۔

نواں سبب

ملک۔ یعنی ملک کا نکاح اپنے ملک کے ساتھ جائز نہیں۔

آزاد عورت کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ یا سکر جائز نہیں یعنی نکاح کے سبب اس غلام کو
اپنی یا سکر کے ساتھ خاص استراحت جائز نہ ہوگی پہلی کسی وہ سکر شخص کا غلام ہو تو اس کے ساتھ
آزاد عورت کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن وہ غلام شوہر اگر کسی وجہ سے اس آزاد بیوی کی ملک میں آجائے
تو فوراً ملک میں آئے ہی نکاح فاسد ہو جائے گا۔

آزاد مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ صحیح نہیں ہے مگر اس کے صحیح ہونے کا سلسلہ
یہ ہے کہ فضول ہے یعنی نکاح کا نتیجہ مرتب نہ ہوگا اور خاص استراحت وغیرہ تو اس کی اپنی لونڈی کے
ساتھ بغیر مزاج کے جائز ہے ہاں اگر اس لونڈی کے لونڈی ہونے میں کچھ شبہ ہو تو ایسی حالت میں

عہد ملک میں آجائے کی بہت سی صورتیں ہیں لیکن ان کے بخود ذکر کرے یا کوئی شخص اس کو بطور ہم کے دیکھے
یا بطور وراثت کے اس کو مل جائے۔

عسب نکاح کا مسئلہ یہ ہے کہ مہر واجب ہو سو اپنی لونڈی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے مہر واجب نہیں ہوتا۔

اعتیاداً نکاح کر لینا بہتر ہے۔

ہمارے راز میں لوٹنے کی خبر پر فروخت کا بالکل مذاج نہیں رہا، صرف حرمین شریفین میں البتہ یہ رواج باقی ہے مگر ان میں اکثر لوٹنے کی ظاہر ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ہونے میں شبہ ہوتا ہے اور آخر میں جا کے پتہ چلتا ہے کہ یہ آنا و تھا اور اس کو دھوکا دیکر کوئی شخص اس کے وطن سے بھگایا اور اس نے بیچ ڈالا تھا لہذا اس قسم کی لوٹنے میں سے بغیر نکاح کے خاص استراحت کرنا خلاف اعتیاد ہے اس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

علامہ ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے راز میں جو لوٹیاں چھاپے حاصل ہوتی ہیں ان سے خاص استراحت جائز نہیں کیونکہ مال غنیمت کی تقسیم آج کل باقاعدہ نہیں ہوتی لوگوں کے حقوق باقی رہ جاتے ہیں۔

اگر کسی آباد مرد نے کسی دوسرے کی لوٹنے سے نکاح کیا ہو اور وہ لوٹنے کی کسی وجہ سے اس ملک میں آجائے تو فوراً ملک میں آنے ہی نکاح فاسد ہو جائے گا مگر خاص استراحت اس سے اب بھی جائز ہے۔

دسواں سبب

جمع۔ جمع کے ہونے سے مطلب رکھنے میں پہلا مطلب یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور سادہ شدہ ہو کہ اگر ان میں سے ایک مرد فرض کر لی جائے تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ ناجائز ہو مگر ان میں طلاق جو تہیت کا قہر جیسے دو بہنیں کہ اگر ان میں ایک مرد فرض کر لی جائے تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ ناجائز ہو گا کیونکہ بھائی کا نکاح بہن کے ساتھ حرام ہے یا خالہ بھانجیاں یا بھوپھی بھینجیاں ہوں تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے خواہ اس طہر پہنچ کرے کہ ایک ہی وقت میں ان دونوں سے نکاح کرے یا اس طہر پر کہ ایک پہلے سے نکاح میں ہے اب دوسری سے نکاح کرے اور اگر ایک کو طلاق دے چکا تھا اس کے بعد دوسری سے نکاح کیا تو اگر اس مطلقہ کی مدت نہیں گزری تو یہ بھی منع سمجھا جائے گا اور ناجائز ہو گا فرق صرف اس قدر ہے

عہ۔ تیسرے نکاحی حکم کو اگر وہ دن میں برائیت کا تعلق ہو گا جیسے ان بیٹیاں تو ان میں جمع کرنا ایک ایک کے بعد بھی دوسرے نکاح کرنا جائز نہیں جیسا کہ بہت تفصیل سے مسئلہ جان ہو چکا ہے۔

مگر اگر دونوں کے ساتھ یکدم نکاح کیا ہے تو دونوں کا نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر ایک کے ساتھ پہلے کیا ہے اور اس کے بعد دوسرے کے ساتھ تو اگر اس کو یہ یاد نہ رہے کہ کس کے ساتھ پہلے نکاح ہوا تھا تو کس کے ساتھ بعد میں تو بھی دونوں کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر یہ یاد ہے کہ فلاں کے ساتھ پہلے ہوا تھا اور فلاں کے ساتھ چھپے تو پہلے والی کا نکاح صحیح رہے گا اور چھپے والی کا نکاح باطل ہو جائے گا۔ ہاں اگر دوسرے کے ساتھ خاص استراحت کرنی ہے تو جب تک اس دوسری کی عدت نہ گزرے پہلی کے ساتھ خاص استراحت جائز نہیں مگر نکاح اس کا بدستور باقی ہے۔

اسی طرح اگر دو لونڈیوں میں باہم اسی قسم کا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے ایک مرد فرض کی جلتے تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ ناجائز ہو تو ان دونوں لونڈیوں کو خاص استراحت میں جمع کرنا جائز نہیں ایسی یہ بات ناجائز ہے کہ اس سے بھی خاص استراحت کرے اور اس سے بھی بلکہ اس کو چاہیے کہ ان دونوں میں سے ایک کو اپنے اور حرام کچھ لے اور دوسرے کے ساتھ خاص استراحت کرے۔ اگر ان دو عورتوں میں جو باہم اسی قسم کا رشتہ رکھتی ہیں ایک لونڈی ہو ایک آزاد تو اس لونڈی کے مالک کو جائز نہیں کہ لونڈی سے خاص استراحت کرے اور اس کی اس رشتہ دار سے بھی جو آزاد ہے نکاح کر کے خاص استراحت کرے۔ ہاں یہ جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے اور بعد نکاح کے یا تو اس لونڈی ہی سے خاص استراحت کرے۔ یا اس کی اس آزاد رشتہ دار سے اگر اور بی بی کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا ناجائز ہے ہاں اگر آزاد بی بی کو طلاق دے چکا ہے اور اس کی عدت بھی گزر گئی ہے تو اب اگر کسی لونڈی سے نکاح کرے تو صحیح ہے اور اگر عدت نہ بھی گزری ہو تو بھی ناجائز ہے مگر طلاق بائن دے چکا ہو۔

دوسرا مطلب جمع کا یہ ہے کہ جس قدر نکاحوں کی غرضیت نے اجازت دی ہے ان سے زیادہ نکاح کرنا بشرعیعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت دی ہے اور غلام کو ایک وقت میں دو نکاح کی اور آزاد مرد کے لئے لونڈیوں کے ساتھ خاص استراحت کرنے میں کوئی حد نہیں مختصر کی گئی جس قدر لونڈیاں چاہے رکھ سکتا ہے اگر کوئی شخص ایک ساتھ ہی چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرے تو سب کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر کچھ عورتوں سے پہلے کو چکا ہے اور کچھ عورتوں سے اب کرتا ہے تو بعد والی عورتوں کا نکاح باطل ہو جائے گا اگر کسی شخص کے نکاح میں چار عورتیں تھیں ان میں سے ایک کو اس نے طلاق دیدی تو جب تک اس کی عدت نہ گزرے باہم نکاح نہیں کر سکتا۔

وَهَيَّتُ الْاُخْرَ وَبَنَيْتُ الْاُخْرَ وَأَمْسَلْتُ الْاُخْرَ أَوْ مَسَّحْتُ كَحْدَ قَاخُوا نَكَحْتُمْ مِنَ الرِّهَانَةِ
 وَأَمْسَلْتُ بِنَايَكُمْ وَرَبَايَكُمْ أَتَيْنِي فِي تَجْوَرُكُمْ مِنْ بِنَايَكُمْ أَتَيْنِي وَخَلَّيْتُ بَقِي
 ذَلِكُمْ لَكُمْ لَوْ اَدَّ خَلَّيْتُ بَقِي فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَخَلَّيْتُ لَكُمْ اَلْبَدَنَ
 مِنْ اَصْلِكُمْ بِكُمْ وَانْ تَجْعَلُوا بَيْنَ الْاَخْيَارِ لَوْ مَا قَدْ سَلَفَ طَرِيقُ اَللَّهِ كَانَ
 خَفُورًا اَتَيْتُمَا وَانْ اَخَصَصْتُ مِنَ الْبِنَا اَلْمَا عَدَلْتُ اِيْمَانَكُمْ كَتَبَ اَللَّهُ عَلَيْكُمْ
 وَ اُجَلَّ نَكَحْتُمْ مَا قَدْ اَدَّ اِيكُمْ اَنْ تَبْنُو بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِيَيْنَ فَلَا رُمْصًا لِحُرَّتِ
 ترجمہ نکاح مذکور میں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں مگر جو کہہ (بنا) ہو چکا ہے وہ رخصت ہے
 بیشک یہ بڑا اور ناپسند کام ہے اور یہ طریقہ ہے کہ تم پر حرام کر دی گئیں تمہاری ماں اور تمہاری بیٹیاں
 اور تمہاری بہنیں اور تمہاری وہ ماںیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریکی بنیں اور
 تمہاری بیویوں کی ماںیں اور تمہاری وہ پردوش کردہ لڑکیاں جو تمہاری حمایت میں ہوں برائی ان بیویوں
 کے (و شکم) سے جن کے ساتھ تم نے خاص و ستر است کی ہے پس اگر تم نے ان سے خاص و ستر است کی
 ہو تو تم پر ان سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیٹیاں جو تمہارے
 پشت سے ہوں اور یہ بھی حرام کر دیا گیا کہ تم وہ بیٹوں کے درمیان میں حق کر مگر جو (اب تک) ہو چکا
 (وہ صاف ہے) بیشک اگر بچنے والا مہربان ہے اور شوہر والی عورت رہی تم پر حرام ہے اگر وہ عورتیں
 جو (جہاد سے) تمہارے قبضہ میں آئی ہوں گو شوہر والی ہوں تب بھی حرام نہیں اور مذکورہ بالا طور پر
 کی حرمت (تم پر اللہ کی طرف سے فرض کی ہوئی ہے اور ان عورتوں کے علاوہ سب تمہارے لئے
 حلال کر دی گئی ہیں) بشرطیکہ (تم اپنے مال یعنی ہنس کے بدلے میں ان سے نکاح کرنا چاہو اور مال کو
 (ہیشہ کے لئے) قید میں رکھنے کا ارادہ کرو و مستحق نکاح کے کا اس آیت کریمہ میں پانچ سبب حرمت
 نکاح کے ذکر فرما کے ہیں: نسبی رشتہ - دودھ کا رشتہ - شریانی رشتہ -

عہ مراد اس سے اپنی لائی کی لڑکی ہے جو پہلے شوہر سے جدا ہو چکی ہو اور وہ صغیرا بن ہوئی ہو اور وہ سراسر شوہر کو
 پردوش کرتا ہے اس لئے پردوش کردہ فرمایا یا مقصود نہیں ہے کہ اگر پردوش کردہ ہو تو ان سے نکاح
 حلال ہے ۳۔ عہ مستحب پہلے شریانی رشتہ کی ایک صورت ذکر فرمائی کہ نہ کہ اس صورت میں عورت بہت سخت
 ہے تمام آسمانی مشرعاتیں اس کی حرمت پر متفق ہیں اس کے جدا و صورتوں کا ذکر فرمایا ہے اس کے بعد دودھ کے
 رشتہ کا اس کے بعد شریانی رشتہ کا اس کے بعد شریانی رشتہ کی ذاتی صورتوں کا اس کے بعد رشتہ کا اس کے بعد
 خلائق جن طبر کا ۱۲ سہ نسبی رشتہ کا بیان اصحت کھڑے بنائے الاخت و تک (باقی صفحہ ۷۱۹ پر)

تعلق حق غیر اور تین سبب دوسرے مقامات پر ذکر فرمائے ہیں مثلاً اختلاف مذہب کو اس آیت میں
 لَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ تُوَفَّوْا مِینَ اور اتحاد فروع کو قَوْمٌ لَوْ طَرِيعُ السَّلَام کے قصد کے ضمن میں اور طلاق کو
 اس آیت میں فَلَا تَحْجِلُوا لَهَا حَتَّىٰ تَنْكِحُوا ذَاہِیَ جَاغِیْرَہَا کا یہ کل آئہ سبب ہوئے باقی اسے تین سبب
 یعنی لَوْحِہ، ملک کے اختلاف جنس ان کا بیان قرآن مجید میں نہیں ہے۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۷۱۸) میں میں سات قسم کے لوگ ذکر فرمائے ہیں انہیں یہ پیشاں نہیں مجھو یہاں خلا میں جا
 کی پیشاں ہیں کی پیشاں انوں سے مراد عام ہے خواہ لفظ ان ہو یا اپنے آپ کے ان یا اپنی ماں کی ماں ہو فرض اصول
 میں میں داخل ہیں یا نہیں کا لفظ بھی اسی طرح عام ہے لفظ پیشاں ہیں یا اپنی مادہ کی پیشاں ہیں سب اس میں آگئیں
 جہاں ہیں کی نہیں میں بھی اسی طرح قیم ہے خواہ وہ انہیں کی پیشاں ہیں یا ان کی اولاد کی محاصل یہ کہ نسب کے
 چاروں مسلمہ رشتوں کا ذکر اس آیت میں آگیا اصول کا بھی فروع کا بھی ان ماپ کے فروع کا بھی ماں باپ کا اصول
 کے فروع کا بھی ۱۔ سے وہ ۲۔ کے اگرچہ صرف یہی رشتوں کا ذکر کیا ہے یعنی رضائی بہن کا مگر وہ دھ بٹانے والی کو
 ماں کہہ کر اس بات کی طرف مروتا اشارہ کر دیا کہ وہ دھ کا رشتہ بھی نسب کی طرح مجبور نسب کی ساری صورتیں ہیں
 ہی جاری کر دیا اس اشارہ کو مادہ رشتہ میں بہت وضاحت سے بیان فرمایا ہے ۱۔ ۲۔ سے ساری رشتہ کا بیان اُنھوں
 نے لہ کھٹے اُنھوں نے پگھٹے تک ہے ساری کے بھی ہاں ہر دم رشتوں کا ذکر اس آیت میں آگیا ہے اپنے پہل
 کی منکوحات کو تو لَا تَنكِحُوا میں بیان فرمایا اور اپنی عورتوں کی انوں یا منکوحات کے اصول کو بیان کیا اس کے بعد اہل
 بی بیوں کی فروع کا بھی ذکر کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ بی بی کے فروع سے نکاح اسی وقت حرام ہوتا ہے جبکہ اس بی بی سے
 خاص اس امر کی نوبت آگئی ہو اس کے بعد میرانی فروع کی منکوحات کا ذکر فرمایا ہے ۱۲

عَنْ قَلْقَنْسِ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَرْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا جَرْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا جَرْدٍ يَقُولُ
 نَكَاحُ ذَاہِیَ مَرْثَدٍ کہ سلمان ہو جائیں ۱۲۔ ۱۳۔ سے قوم و طر علیہ السلام کے قصص میں مردوں کے قصص میں مردوں کے باہم نکاح
 کی ممانعت نہ کر دے اور یہ بھی ہے کہ عورتوں کو انشورقانی نے مردوں کے لئے بنا دیا ہے یہی معلوم ہوا کہ مردوں کا آپس میں
 اجتماع اور اسی طرح عورتوں کا باہم اجتماع حرام ہے یہی مطلب اتحاد فروع کے حرام ہونے کا ہے ۱۴۔

طالعہ ترمذی ۱۵۔ ۱۶۔ میں وہ عورت اس طلاق دینے والے کے طلاق نہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کر دے ۱۷۔
 ۱۸۔ میں ان اور ملک کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا کہ احکام کی ہوتی عورت سے بھرت نکاح کرنا کو نیا دار کوئی کی عورت خود
 عورت سمجھتی ہے اسی طرح اتحاد عورت اپنے ظلم کے ساتھ نکاح کرنے پر اپنی میری سمجھتی ہے وہ کیا اختلاف جنس تو
 وہ ایک شانہ و مادہ جینیہ ہے اس کا حکم ہانے کا چند ماں ضرورت نہیں ۱۹۔

ولی کا بیان

مکلف کے صحیح ہونے کی تیسری مشروطہ بخشی کتابا بنی اور محنون اور غلام کا نکاح بغیر ان کے اولیاء کی اجازت کے صحیح نہیں لہذا اب ہم یہاں ولی کے احکام بیان کرتے ہیں پہلے یہ بات بیان کرتے ہیں کہ کون کون لوگ ولی ہو سکتے ہیں اور اس کے بعد یہ بیان کریں گے کہ ان کے کیا اختیارات ہیں غلام کا ولی تو اس کا مالک ہے اور آزاد آدمی کا ولی اس کا والدہ رشتہ دار ہے جو عقوبت بنفسہ ہوا اگر گئی مصیبت بنفسہ ہوں تو ان میں مقدم وہ ہے جو وراثت میں مقدم ہوا اگر مصیبت بنفسہ نہیں کوئی نہ ہو تو ماں کو ولایت حاصل ہوگی پھر دائی پھر بیٹی کو پھر بیوی کو۔ پھر برہنہ کو پھر نواسی کی بیٹی کو و علیٰ ہذا اس اگر مصیبت بھی نہ ہوں نہ ماں و دای بھی نہ ہوں اور لڑکیاں نواسیاں وغیرہ بھی نہ ہوں تو نانا کی ولایت حاصل ہوگی پھر حقیقی بہن کو پھر طلاق بہن کو پھر اختیائی بہن کو پھر ان تینوں کی اولاد کی کسی ترتیب سے اور اگر کوئی نہ ہوں تو ذوی الارحام کو ولایت حاصل ہوگی ذوی الارحام میں سب سے پہلے پھر بھیاں ولی ہوں گی ان کے بعد مامولان کے بعد خالائیں ان کے بعد چچا کی بیٹیاں پھر اس ترتیب سے ان کی اولاد اگر رشتہ دار کوئی عدولتہ داروں کی تین نہیں ہیں مصحاب ملائع میں کا قدر مفصلہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے مصیبت میں کا قدر قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے اور ان کا رشتہ کسی صورت کے توسط سے نہ ہو۔ ذوی الارحام وہ اغراض ہیں جن کا رشتہ کسی صورت کے توسط سے ہو جیسے خالہ کہ اس کا رشتہ ماں کے توسط سے ہے اور نواسہ کہ اس کا رشتہ بیٹی کے توسط سے مصیبت کا نہیں نہیں ہیں مصیبت بنفسہ غیر مصیبت و غیرہ مصیبت میں کا ذکر آیت میں ہے اس مصیبت کو کہتے ہیں جو ذکر مصیبت بنفسہ چار قسم کے لوگ ہیں پہلے ذکر فروغ یعنی بچے پوسٹہ ہونے وغیرہ اپنے ذکر اصول باب واداء ہوا اور غیر اپنے اپنے ذکر فروغ یعنی بھائی کی اولاد یا وغیرہ اپنے ذکر اولاد کے ذکر فروغ یعنی چچا اور چچا کی اولاد وغیرہ ۱۲ حصہ وراثت میں سے مقدم اپنے ذکر فروغ ہے اس کے بعد اپنے اصول اس کے بعد ماں کے بعد واداء کے فروغ پھر بہ نسبت عید کے مقدم ہے بیٹا بھی ہو پوتا بھی ہو تو بیٹا مقدم ہے واپ بھی ہو دار بھی ہو تو واپ مقدم ہے چنانچہ بھی ہو بھائی کی اولاد بھی ہو تو بھائی مقدم ہے چچا بھی ہو چچا کی اولاد بھی ہو تو چچا مقدم ہے ۱۳ حصہ یعنی غیر سلسلہ تک پہنچنے کی اولاد بہ نسبت بیٹی کی اولاد کے ایک درجہ مقدم ہے کی ۱۴ حصہ یعنی حقیقی بہن کی اولاد طلاق بہن کی اولاد سے مقدم ہے اور طلاق بہن کی اولاد اختیائی بہن سے مقدم ہے ۱۵ حصہ یعنی اگر چھوچھو ماں غلام نہیں چچا کی بیٹیاں نہ ہوں بلکہ ان کی اولاد ہو پہلے پھر چچا کی بیٹیاں ولی ہوں گی وہ ہوں تو ماں کی بیٹیاں وہ نہ ہوں تو خالہ کی بیٹیاں وہ نہ ہوں تو چچا کی بیٹیاں کی بیٹیاں ۱۶۔

دہونہ عصبہ غیر عصبہ تو مولیٰ الموالیات کو حق ولایت حاصل ہو گا اگر وہ بھی نہ ہو تو بادشاہ وقت کی ہے بشرطیکہ مسلمان ہو بادشاہ وقت کا نائب بھی نکاح کا ولی ہو سکتا ہے بشرطیکہ بادشاہ کی طرف سے اس کو یہ اختیار دیا گیا ہو کسی کا شر کو کسی مسلمان کی ولایت کا حق حاصل نہیں ہو سکتا اگر وہ اس کا رشتہ دار ہو ہاں اگر کوئی کافر لوثی کسی مسلمان کی ملک میں ہو تو اس مسلمان کو اس لوثی پر ولایت حاصل ہے کوئی غلام کسی آزاد کا ولی نہیں ہو سکتا گو اس کا رشتہ دار ہو کوئی بے عقل یعنی مجنون کسی دوسرے کا ولی نہیں ہو سکتا گو وہ باہم رشتہ دار ہوں یہاں اس قدر تفصیل ہے کہ اگر جنون مطبق ہے تو اس کی ولایت بالکل صحیح نہیں اور اگر جنون غیر مطبق ہے تو ہوش کے زائے میں اس کی ولایت حاصل رہے گی حتیٰ کہ اگر کہیں سے پیغام نکاح آئے اور دوسری طرف کے لوگ اس قدر انتظار کریں کہ اس مجنون ولی کو ہوش آجائے تو اس کے ہوش آنے کا انتظار کیا جائے گا اور اگر وہ لوگ دائیں کو بجز انتظار کے نکاح کر دیا جائیگا بشرطیکہ یہ ولی لڑکی کا ہو اور جہاں سے پیغام آیا ہے وہ اس کے کندہ ہونے (مثالی ہمارے صلیہ ۳۳) کوئی تباہ کسی دوسرے کا ولی نہیں ہو سکتا گو وہ ایک دوسرے کے رشتہ دار ہوں دینی نکاح کا ولی نہیں ہو سکتا اگرچہ وصیت کرنے والے نے اس کو نکاح کا اختیار بھی دیدیا ہو۔

ان لوگوں کا بیان ختم ہوا جو ولی ہو سکتے ہیں اب ولی کے اختیارات بیان کئے جاتے ہیں ولی کو اختیار ہے کہ نابالغ لڑکے لڑکی کا نکاح بجز اس کی اجابت کے کر دے اور باپ و لوا کو یہاں تک اختیار حاصل ہے کہ چاہے صریح نقصان کے ساتھ نکاح کر دیں اور چاہے کسی غیر گھو کے

عہ مولیٰ الموالاة وہ شخص ہے جس سے اس بچے کے اس بات کا معاملہ لیا ہو کہ اگر میں کوئی خیانت کروں گا تو اس کا تاجان تم کو دینا ہو گا اور جو مال چھوڑ جاؤں گا تو تم کو میری میراث ملے گی۔ عہ جنون مطبق وہ ہے جو کم از کم ایک ہینٹ تک رہے۔ ۱۵۔

عہ وجہ ہے کہ گھڑ بہت وقت سے دریافت ہوتے ہیں معلوم نہیں پھر دستیاب ہو یا نہ ہو ۱۶۔ عہ وہی اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے لئے کچھ وصیت کی جائے۔

عہ صریح نقصان سے مراد مہر ہی نہتہ ہو گا کھانا مثلاً لڑکے کا ولی ہے تو اس کا نقصان ہے کہ زیادہ مہر بدھ جائے لڑکی کے ولی کا نقصان اس میں ہے کہ کم مہر بدھ جائے ۱۷۰۰۰ روپہم تک چکے ہیں کہ یہی مذہب صحیح ہے مٹا قرین کا یہی پر حقوی ہے جس میں زیادہ لے اہم ابو حنیفہ سے اسی کو روایت کیا ہے ۱۷۔

ساتھ کرے، باپ اور دادا کے سوا اگر دکنی ولی لڑکی کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کرے گا تو وہ نکاح صحیح نہ ہوگا، اسی طرح اگر صریح نقصان کے ساتھ کر دیا ہے تب بھی صحیح نہ ہوگا خواہ لڑکے کا نکاح ہو یا لڑکی کا۔

ولی کو باغ لڑکے یا لڑکی کے بہ جبر نکاح کر دینے کا اختیار نہیں ہے خواہ لڑکی کنواری ہو یا نہیں اور خواہ ولی باپ والا ہو یا کوئی اور عزیز، اس سبب ہے کہ باغ لڑکی اپنے نکاح کا معاملہ اپنے ولی کے سپرد کر دے مگر حقیقت یہ ایک قسم کی وکالت ہو جائے گی، نہ رعایت المجتہدین اور معتقہ اگرچہ باغ ہوں مگر ان کے بہ جبر نکاح کر دینے کا حق ولی کو حاصل ہے اسی طرح لونڈی غلام اگرچہ بالغ ہوں تو ان کے مالک کو بہ جبر نکاح کر دینے کا اختیار ہے۔

باغ مرد و عورت اگر بغیر اجازت اور رضامندی ولی کے اگر اپنا نکاح کر لیں تو صحیح ہو جائے گا، لیکن عورت اگر غیر کفو کے ساتھ اپنا نکاح بغیر رضامندی ولی کے کرے تو درست نہ ہوگا، گو بعد نکاح کے وہ ولی رضامند ہو جائے۔

اگر کوئی عورت بغیر رضامندی ولی کے بہر مثل سے کم پر اپنا نکاح کسی کے ساتھ کرے تو ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہے وہ اس نکاح کو قاضی کے ذریعہ فسخ کرا سکتا ہے اور اگر ہر کی کسی پوری کر دی جائے تو پھر اس کو فسخ کرانے کا حق نہیں ہے۔

اگر کسی عورت کے گمنی ولی ہوں اور سب ذریعہ مساوی ہوں تو ان میں سے بعض کا راضی ہو یا مثل ہی کے ہو جائے کے ہے اور اگر وہ سب ولی و زوجہ میں مساوی نہیں ہیں بلکہ کوئی قریب ہے اور کوئی بعید تو بعید کے راضی ہو جانے سے قریب کا راضی ہو جانا لازم نہیں آتا، قریب کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ جو عورت کنواری ہو گو وہ نابالغ ہو ولی کو اس کے بہر نکاح کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور جو عورت کنواری ہو اس کے بہر نکاح کر دینے کا اختیار ہے گو وہ بالغ ہو سکتی ہو۔

حضرت معتزہ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی ہاضمہ میں خلل ہو یا کبھی بائکل سلوٹ متقل ہو۔

مسئلہ ولی کے بغیر رضامندی نکاح کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ولی کو بخیر ذی جائے جس سے اس کی رضامندی کا حال معلوم ہو، دوسرے یہ کہ کسی کوئی جائے مگر وہ ملکوت کرے یا کدے کو میں راضی نہیں ہوں (دیکھو الا لائق)

حضرت دہر میں مساوی ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے ولی اس کے لڑکے ہوں اور کوئی ہوں ۱۲۔

ولی کا سکوت کر لینا اس کی رضا مندی کی دلیل نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی فعل اس قسم کا اس سے صادر ہو جس سے رضا مندی سمجھی جاتی ہے تو وہ فعل رضا مندی کی دلیل ہو سکتا ہے مثلاً ولی نے نہ ہریر قبضہ کر لیا یا سامان چیز لے لیا یا ان اگر ولی اتنے زمانہ تک سکوت کیجئے رہے کہ اس صورت کے بچ ہو جائے تو اب اس کا سکوت رضا مندی کے حکم میں ہوگا اور اب اس کو کسی طرح اعتراض کا حق باقی نہ رہے گا تاہم بالغ کو بعد بلوغ کے اس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے جو بحالت نکاح تھا اس کے ولی نے کیا ہے یا ولی کی اجازت سے اس نے کیا ہے اگر باہم زوجین میں خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی ہو مگر باپ دادا کے کہے ہوئے نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کسی کا نکاح بحالت جنون اس کے ولی نے کر دیا ہو تو بعد ہوش آ جانے کے وہ اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے مگر باپ دادا کے یا اپنے بیٹے کے کہے ہوئے نکاح کو فسخ نہیں کر سکتا اس نکاح کے فسخ ہو جانے کی دو شرطیں ہیں اولہ کہ قاضی کے ذریعہ سے فسخ کیا جائے (۱۶) ۲ کہ اگر اس تمام مرد یا عورت کو نکاح کا علم پہلے سے ہے تو جس وقت بالغ ہو یعنی جس وقت اپنے بلوغ کا علم حاصل ہو مگر اسی وقت نکاح سے اپنی نارضا مندی ظاہر کرے اور پہلے سے علم نہ تھا تو جس وقت علم حاصل ہو فوراً اسی وقت اپنی ناراضی کا اظہار کرے اگر بلوغ کے بعد یا نکاح کا علم حاصل ہونے کے بعد مگر عورت خود ہی دیر میں سکوت کر جائے یا وہ جو بیکار ہونے کا اختیار رکھتی ہو تو اس کو فسخ کا اختیار باقی نہ رہے گا خواہ اس کو یہ مسئلہ معلوم ہو یا نہیں کہ میرے سکوت سے میرا اختیار باطل ہو جائے (گلاہ مختار۔ رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۷)

نکاح لڑکے اور ثیبہ عورت کا اختیار اہل بیت اس کے سکوت سے باطل نہ ہوگا تا وہ تنگی صریحی رضا مندی کی اپنی مذکور کردہ یا کوئی فعل ایسا کرے جس سے رضا مندی سمجھی جائے۔

۱۔ اگر کوئی شخص بالغ ہو گیا مگر اس کو اپنے بلوغ کا علم حاصل نہیں ہوا تو اس کو جب علم ہوا اسی وقت نکاح کرنا جائیجے مگر کو اپنے بلوغ کا علم اس طرح حاصل ہوگا کہ اس کا دلکلم ہوا اور وہ اپنے پٹروں پر نئی کاشانہ دیکھے۔ عورت کو اس طرح کو حیض آجانے ۱۱

۲۔ پس اگر کسی وقت اس کو خبر نکاح کی پہنچے یا بالغ ہوئی اور کسی نے اس کا منہ بند کر دیا تو اس حالت کا رضا مندی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

۳۔ مثلاً اپنا مطلب کرے یا غصبائے یا ہنس دے۔ ۱۳

نوٹدی کو بعد آنا دہو جانے کے اپنے اس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے جو نوٹدی ہونے کی حالت میں اس کے مالک نے کر دیا تھا اور اس کو اس نکاح کے فسخ کرنے کے لئے قاضی کی خدمت نہیں ہے اور جس مجلس میں وہ آنا دہی گئی ہو یا جس مجلس میں اس کو اپنے نکاح کا علم ہوا ہو اس مجلس کے آخر تک اس کو فسخ کرنے کا اختیار ہے اگر قبل مجلس بدلتے کے وہ کچھ دیر سکوت کئے رہے تو اس کا اختیار باطل نہ ہوگا ہاں اگر مجلس بدل جائے اور وہ کچھ نہ کہے تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا بشرطیکہ وہ اس مسئلہ سے واقف ہو کہ میرے اس قدر سکوت سے میرا اختیار باطل ہو جائے گا۔

دلی کو اختیار ہے کہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح خود اپنے ساتھ کرے مگر بعد بالغ ہونے کے اس نابالغ کو اختیار فسخ کا بدستور باقی رہے گا قاضی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جس نابالغ کا وہ دلی ہو اس کا نکاح اپنے ساتھ یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ کر دے جس کی گواہی اس کے حق میں مقبول نہ ہو اگر کسی عورت کا نکاح اس کے دلی نے مثلاً مزید کے ساتھ کر دیا اور دوسرے دلی نے حلقہ فائدہ کے ساتھ اسی عورت کا نکاح کر دیا پس اگر یہ دونوں دلی درج میں مبادی ہیں تو ان میں سے جس شخص نے پہلے نکاح کیا ہے اس کا صحیح ہو جائے گا اور اگر یہ مظلوم ہو سکے کہ کون پہلے ہوا اور کون پیچھے تو وہ لو نکاح باطل ہو جائیں گے اور اگر دونوں دلی درج میں مساوی نہ ہوں تو دلی قریب نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہو جائے گا اور دلی بعید کا کیا ہوا نکاح باطل ہو جائے گا۔

دلی بعید کو بچا لیتا دہو جانے والی قریب کے لڑکی کے نکاح کر دینے کا اختیار ہے بشرطیکہ دلی قریب ایسے مقام میں ہو کہ اگر اس کے آنے کا انتظار کیا جائے تو وہ نسبت نکاح کی قطع ہو جائے گی اور جہاں ٹھہری ہے وہ کفو ہو مثال کسی نابالغ لڑکی کا باپ سفر میں گیا اس کی منیت میں کسی کفو کے

نوٹدی کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ غلام کو یہ اختیار نہیں کہ نکاح اس کے مالک نے کر دیا تھا اس کو وہ بعد آنا دہونے کے فسخ کر سکے ۱۳

علم نوٹدی کے لئے مسئلہ سے واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے مالک کی خدمت میں مصروف رہتا ہے تخصیص علم اس کو مقرر نہیں ملتا بخلاف آزاد عورت کے کہ اس کو تحصیل علم کا موقع ہر وقت حاصل ہے پس اس کے حق میں مسئلہ سے ناواقف ہونا غلط نہیں سمجھا گیا ۱۴

بعض فقہاء نے سفر میں مدت قصر کا اعتبار کیا ہے یعنی اگر وہ ایسا سفر ہو کہ اس میں قصر جائز ہے تو دلی بعید کو اختیار ہے وہ نہیں مگر یہ قول قوی نہیں ہے (مثلاً)



یہاں سے اس لڑکی کے نکاح کا پیغام آیا تو اس لڑکی کا نکاح اس کا دادا کر سکتا ہے بشرطیکہ شوہر کی طرف سے وقت اس کے باپ کے ہونے تک انتظار کرنے پر راضی نہ ہوں پھر جب باپ اس کاوت کرے گا تو یہ نکاح اس نکاح کو طبع نہیں کر سکتا۔

دلی قسریہ کی موجودگی میں اگر دلی بید نکاح کر دے تو وہ نکاح اس دلی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اپنی رضامندی ظاہر کر دے گا تو نکاح صحیح ہو گا ورنہ باطل ہو جائے گا دلی قسریہ اگر نکاح کر دینے سے انکار کر دے تو دلی بید نکاح کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

دلی اگر کسی بالغ عورت کا نکاح کرنا چاہے اور اس سے اجازت طلب کرے خواہ خود یا بغیر اپنے وکیل کے یا نکاح کرنا چاہے اور اس کی اس عورت کو خبر کرے تو اگر وہ عورت اپنی رضامندی ظاہر کر دے یا سکوت کرے یا کوئی فعل ایسا کرے جو صبر و راحة رضامندی کے معانی نہ ہوں تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا خواہ باکرہ ہو یا نہ ہو۔

اگر کوئی مرد یا عورت کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنادے یعنی اس کو اختیار دیدے کہ تو جس کے ساتھ چاہے میرا نکاح کرے تو وہ وکیل جس کے ساتھ اس کا نکاح کر دے گا صحیح ہو گا مگر اس نکاح کے صحیح ہونے کی یہ شرط ہے کہ میں تدبیر موکل نے کہہ دیا ہے اس کے خلاف نہ ہو اگر اس کے خلاف ہو جائے گا تو نکاح نہ ہو گا ہاں اگر موکل بعد میں اپنی رضامندی اس مہر سے ظاہر کر دے تو نکاح ہو جائے گا اگر وکیل نے موکل کے مفرد کئے ہوئے مہر کے خلاف پر نکاح کر دیا اور موکل کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی تو جس وقت یہ بات اس کو معلوم ہو جائیگی اور وہ اس سے راضی ہو جائے گا تو نکاح صحیح رہے گا اور اگر اس سے راضی نہ ہو گا تو نکاح باطل ہو جائے گا گو باہم خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی ہو مثال دیا کہی مرد نے جس شخص کو وکیل کر دیا اور اس سے کہہ دیا کہ ایک ہزار روپے مہر مقرر کرنا وکیل نے وہ ہزار روپے پر نکاح کر دیا اور موکل کو اس امر کی اطلاع نہیں کی یہاں تک کہ زوجین میں خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی تو اب بھی اس مرد کو اختیار ہے چاہے نکاح کو قائم رکھے یا باطل کر دے وکیل کو اختیار نہیں ہے کہ یہ کہے کہ میں زیادتی اپنے پاس سے دیدوں گا (۲) کسی عورت نے کسی کو اپنے

عہد بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ قریب عورت جب تک صریح اجازت نہ دے اس کا نکاح صحیح نہ ہو گا مگر وہ حقیقت یہ بات در خارج سے متعلق نہ جہاں کہیں یہ در خارج ہو کہ قریب عورتیں صریح اجازت دیتی ہیں وہاں بغیر ان کے صریح اجازت کے نہ ہو گا اور جہاں یہ در خارج نہ ہو وہاں یہ قید نہیں ہے۔ ۱۲۔

نکاح کا وکیل کیا اور کہہ دیا کہ چار سو روپیہ مہر مقرر کرنا وکیل نے اس کا نکاح تین سو روپیہ مہر پر کر دیا اور اس عورت کو اطلاع نہیں کی یہاں تک کہ اس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی تو اب بھی اس عورت کو اختیار ہے چاہے نکاح قائم رکھے چاہے باطل کر دے (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۱۱۸)

اگر مؤکل نے ایک عورت سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہو اور وکیل وہ عورتوں سے نکاح کر لیا تو یہ دونوں نکاح باطل ہو جائیں گے۔

حاصل یہ ہے کہ وکیل اگر اپنے مؤکل کے حکم کے خلاف کرے مگر وہ بات مؤکل کے حق میں زیادہ مفید ہو یا خلاف بہت سی خفیف ہو تو وہ نکاح قطعاً صحیح ہو جائے گا اور اگر وہ بات مؤکل کے حق میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے تو یہ نکاح مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گا مثلاً کسی مؤکل نے اپنے وکیل سے یہ کہا کہ میرا نکاح بڑھی یا اندھی عورت سے کر دے وکیل نے آنکھ والی یا جملان عورت اس کا نکاح کر دیا یا مثلاً مؤکل مرد نے وکیل سے کہا کھٹاکر چار سو روپیہ مہر پر نکاح کر دے وکیل نے چار سو روپیہ مہر پر کر دیا یا مؤکل عورت سے ہوا اور وہ کہے کہ ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کر دے وکیل وہ ہزار روپیہ نکاح پر کر دے تو یہ سب نکاح قطعاً صحیح ہو جائیں گے کیونکہ ان سب صورتوں میں وکیل کی مخالفت مؤکل کے حق میں مضر نہیں ہے (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۱۱۸) وکیل کو یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے مؤکل کا نکاح اپنے ساتھ کرے اگر کوئی فضولی کسی شخص کا نکاح کر دے اور بعد اس کے اس شخص کو فیر کرے جس کا نکاح کیا ہے پس اگر وہ راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جائے گا اگر فضولی کے مرنے کے بعد نکاح سے رضامندی ظاہر کر دی جائے تب بھی نکاح صحیح ہو جائے گا۔

وکیل کو نکاح کر دینے کے بعد قبل اجازت کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے فضولی کو یہ اختیار نہیں ہے۔

مثال کسی وکیل نے اپنے مؤکل کا نکاح ایک بالغ عورت سے بغیر اس کی اجازت کے کر دیا تو اس وکیل کو اختیار ہے کہ قبل اس عورت کی اجازت کے اس نکاح کو فسخ کر دے اور اپنے مؤکل کا نکاح دوسری عورت سے کر دے بخلاف فضولی کے کہ وہ نکاح کر چکنے کے بعد خود فسخ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے مؤکل کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ یا اس نابالغ لڑکی کے ساتھ کر دے جس کا وہ دلی ہے اور اگر ایسا کرے تو مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ راضی ہو جائے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا ورنہ باطل ہو جائے گا (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۱۱۸)

مسئلہ ایک ہی شخص زوجین کی طرف سے (کیا بوجہ قبول دونوں کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ دونوں کا دلی مصلحتوں کے لئے ہرگز کی صورت ہے کہ ایک اس کا بیٹا ہو اور ایک اس کی بیٹی دونوں کے (باقی صفحہ ۱۱۸)

نکاح فتح کر دینے کا اختیار ہے۔

(۴) کفو ہونے کے لئے صرف انھیں پنج چیزوں میں برتری شرط ہے جن کا ذکر ہم مقدمہ میں کر چکے ہیں ان کے علاوہ اور کسی بات میں برابری مشروط نہیں عقل میں برابر ہونا شرط ہے نہ عمر میں برابر ہونا شرط ہے نہ حسن نہ جمال میں نہ میرپ سے سالم ہونے میں۔

اگر کوئی شخص خود مالدار نہ ہو مگر اس کے ماں باپ مالدار ہوں اور اس کی خرچ کی کفالت کرتے ہوں تو وہ شخص مالدار کہلایا جاتا ہے اس کے کفو ہونے میں کسی طرح کا نقصان نہ ہو گا مقدمہ میں ہم کچھ چکے ہیں کہ غیر عربی نسل عربی النسل کا کفو نہیں ہو سکتا اس سے ایک صورت مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ اگر غیر عربی النسل مسلم دین کا عالم ہو تو وہ عربی النسل بلکہ خاص قریشی عورت کا جو دم سے بے بہرہ ہو کفو ہو جائے گا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

نکاح کی چار شرطوں کا بیان ہو چکا اب تین شرطیں اور باقی ہیں مگر با پنجویں اور ساتویں شرط بالکل صاف ہے اس کی شرح کرنے کی حاجت نہیں اب ہم چھٹی شرط کا ذکر کرتے ہیں۔

مہر کا بیان

ہم کچھ چکے ہیں کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے کہ یہ نیت نہ ہو کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا اس مشروط کو اللہ لوگوں نے ذکر نہیں کیا بعض نے اس کے خلاف لکھا ہے۔
مہر کا ذکر کرنا نکاح کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے اگر مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور مہر پیش شرط ہر کے دوسرا وجیب ہو گا۔

عہ بعض دلوں نے ان کے علاوہ اور باتیں بھی لگی ہیں جن میں سے زیادہ سے زیادہ چھٹے مثلاً فدا کوئی حامیہ میں ہے کہ مرد کا خاص استراحت پر قائم رہنا بھی کفالت کی شرط ہے اگر باپ اور اس کے علاوہ کوئی دلی عورت کا نکاح کسی عین کے ساتھ باوجود علم کے کہ بے قرع نکاح صحیح نہ ہو گا مثلاً فدا کوئی فاضل خاں میں لکھا ہے کہ مخریہ کا اس میں اختلاف ہے کہ عقل میں مشروط ہے یا نہیں مگر یہ اقوال ضعیف ہیں ۱۲۔

عہ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ غیر عربی النسل قریشی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا اگر کوئی کتابی یا امام میں نہ ہو مثلاً فدا اس قول کو کہہ کے کہتے ہیں کہ کوئی کہہ گا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام حسن بصری جو عربی النسل نہیں ہیں ایک عربی النسل جاہل عورت کے کفو نہیں ہیں ۱۳۔

عہ اگر فقہائے نگاہ کے اگر کوئی شخص مہر دینے کی شرط کرے تو نکاح صحیح ہو جائے گا (باقی صفحہ ۷۲۹ پر)

مال کا مالک اس کا آقا ہے بخلاف آزاد و عورت کے کہ اس کے مال کا مالک اس کا دلی نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کو سر قرار دے تو جائز نہیں کیونکہ تعلیم قرآن اُن منافع میں نہیں ہے جو ہر کے مقابلہ میں اجرت لینا جائز ہے۔

دوسری شرط ہے کہ ہر کم سے کم دس درہم چاندی کی قیمت کا ہو خواہ چاندی سونے کی قسم سے ہو یا اور کوئی چیز ہو جس کی قیمت دس درہم کے برابر ہو پس اگر کوئی شخص دس درہم سے کم مہر یا دوسرے ترخیص ہمیں دس درہم اس کے ذمہ واجب ہو جائیں گے اگر کسی شخص نے مہر میں کوئی چیز ایسی مقرر

بقیہ ماضیہ صفحہ ۷۱۹ کا) فرمایا ہے اور پھر اس کے بعد کوئی ذکر اس امر کا نہیں ہے کہ یکم یا پندرہ ہے۔ ہذا اس پر عمل ہوتا ہے بعض لوگوں نے اس فقہ سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اگر عورت بی کی خدمت کو مہر قرار دے تب بگ درست ہے حالانکہ یہ ثابت اس فقہ سے ثابت نہیں ہوتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو خطہ صحت کی تو اپنی بی کی آپ کی نہ کیا پختی بی کی ۱۲۔

عہد شامیہ کہتے ہیں کہ تعلیم قرآن کو سر قرار دینا درست ہے اسلئے کہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ حضرت نے ایک شخص کا نکاح کیا اور فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے عرض کیا کہ کچھ نہیں آپ نے فرمایا کہ کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی تلاش کر لاس نے تلاش کی مگر وہ بھی نہ مل سکی تو آپ نے فرمایا کہ جس قدر قرآن تیرے پاس ہے یعنی قہر یا وہ کچھ اس کے عوض میں دے تیرے ساتھ اس صورت کا نکاح کر دیا، منغیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ہر ما عادت من القرآن ترجمہ ہے جس قدر قرآن تیرے پاس ہے اس کے عوض میں صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح ترجمہ ہے کہ جس قدر قرآن تیرے پاس ہے انکا درہم سے تیرے ساتھ نکاح کر دیا جائے جو کہ یہ بڑی کجی کو حاصل ہے اگر ہم اس وقت مال دنیاوی تیرے پاس نہیں ہے اس سبب میں تیرے ساتھ نکاح کر دینا اور ہر کا ذکر تو آپ اس وجہ سے نہیں کیا جب اس کے پاس درہم دس درہم دیکھا تو آپ نے ذکر فرمایا مگر وہی نے نقل نہیں کیا جس میں تاخرین حنفیہ نے بھی اس بنا پر کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا ان کے نزدیک ضرورت کا نہ ہے تعلیم قرآن کو عدا ضرورت مہر قرار دینا بھی جائز کر دیا ہے مگر صحیح نہیں کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز نہ اسکو مہر قرار دینا جائز نہ لہذا صحیح آئمہ اس کی تحقیق کر دے گئے۔

صہ شامیہ کے نزدیک دس درہم سے کم ہر گز درست ہے کہ نہ نکاح میں عدا ریہ اس سے کم مہر دینا ہر ایک حنفیہ کے نزدیک سب حد بشریہ صبیحہ صراحت اس حدیث کے جس میں لوہے کی انگوٹھی کا ذکر ہے جو ایسی کجی سے منقطع ہونگی ہے سو اس میں بھی عدا حقان ہے کہ یہ کہنے کو اس انگوٹھی کی تلاش مہر کا بعض حصہ اور کہنے کے لئے کوئی ہونہ کہ وہی انگوٹھی پر ہر تھا کہ نکاح اس راز میں مستور تھا کہ کچھ حصہ ہر کا قبل خاص استحضار کے اور کر دیا ماضیہ صفحہ ۷۱۹ ہے)

کوئی جس کی قیمت اس وقت دس درہم کی تھی مگر اس کے بعد وہ چیز اڑاں ہو گئی یہاں تک کہ جب اس نے اپنی بی بی کو وہ چیز دی اس وقت اس کی قیمت آٹھ درہم کی تھی تو کچھ عرصہ انہیں اس کے ذمہ اسی چیز کا دیدنا واجب ہے مثال کسی شخص نے دو گز کپڑے پر مہربانہ دھا جس وقت نکلا کہ ہوا اس وقت اس کپڑے کی قیمت فی گز پانچ درہم تھی مگر بعد نکلا کے وہ کپڑا اڑاں ہو گیا یعنی جس وقت اس نے اپنی بی بی کو وہ کپڑا دیا تو اس کی قیمت فی گز چار درہم تھی تو اس صورت میں خوشہ کہ اس کپڑے سے زیادہ دینے کی ضرورت نہیں۔ زیادہ مہر کی کوئی حد شریعت نے مقرر نہیں فرمائی جس قدر دینے کی جس شخص میں استطاعت ہو اس قدر مہربانہ رکھنا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ منظر اتنا عفت سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازلیات ظاہرات و بنات طہیات کے مہروں میں سے کسی مہر کو اختیار کرے جو ذیل میں ہم ہدایت محقق روایات سے درج کرتے ہیں۔۔۔۔۔ علماء سیر نے لکھا ہے کہ حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیبیاں ایسی تھیں جن کو آپ کی خاص استراحت کا شرف حاصل ہوا تھا ان میں سے ام المؤمنین صدیقہ اوسام المؤمنین و غنیمہ بنت خویلد رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں وفات پا چکی تھیں باقی نو بیبیاں آپ کے بعد تک زندہ رہیں ہم نے یہاں ان ہی کی گیارہ بیبیوں کا ذکر کیا ہے، سوا ان کے بیس یا کچھ زیادہ بیبیاں اور ہیں کہ بعض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا مگر خاص استراحت کی نوبت انہیں آئی کہ ان سے مشارقت فرمائی اور بعض سے صرف غواستگاری نکاح کی فرمائی مگر نوبت نکاح کی انہیں آئی اور بعض سے نکاح ہو چکا تھا مگر سب یہ کثرت نازل ہوئی یا اَنَبَاُ اللّٰہِیُّ قُلْ لَا رَدَّ اَحَدٌ عَلٰی غَدَاةٍ اِذَا جِلَّتْ اِلَیْہِمْ کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ حَیْوَاةِ الدُّنْیَا وَرَیٰتُہَا فَاَتَعَالٰیہِمْ اَمْثَلُکُمْ فَاَسَیْءُحْکُمْ سَوَاحَا جِیۡتَہِمْ تَوَ اَنَحْضَرْتُ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کثرت کا مضمون سنایا

وہابی حاشیہ صفحہ ۷۳۱ کام کرتے تھے ہیں اس حدیث سے استعمال شافعیہ کا صحیح نہیں، حاشیہ کا استدلال کیا حدیث سے ہے کہ مہر اقل من عظمیٰ و درلحدھ یعنی مہر دس درہم سے کم (دوسرے) نہیں اس حدیث کو بھیجی غلط وضعیف الدین ابی حاتم نے بقول حاکم ابی حنبلہ حسن روایت کیا ہے ۱۱

عہدہ دس درہم موافق فلان راہ کے ایک تودہ ۱۰ ماشہ، دہی کے ہوتے ہیں کیونکہ ایک درہم دو ماشہ ۱۰ دہی کا ہوتا ہے جیسا کہ ہم جو مبنی جلد میں بہت تحقیق سے لکھ چکے ہیں ۱۲۔

عہدہ تودہ ۱۰۔ اس کی بی بیوں سے کہہ دو کہ اگر تم دہی دینی زندگی اور اس کے سوا دوسرا مان کو چاہتی ہو تو انہیں نہیں کہ مال دینے اور تمہیں اپنی طرف سے دھت کر دوں ۱۳۔

۱۔ انہوں نے طہجد کی اختیار کر لی..... شیخ عبدالحق محدث دہلیؒ نے فرمایا سفر السعاده میں ایک بار یہی اپنی کا بھی پتہ دیا ہے ان کا نام یہاں نہ ملتے ہیں تھا یہ پہلے یہودی تھیں قید ہو کر آئی تھیں حضرتؒ نے ان کو آزاد کر کے ساتھ میں ان سے نکاح کر لیا محمد ابو ابرہہ سے کہتے وقت ان کی بیوی نے وفات پائی (شرح سفر السعاده صفحہ ۱) مگر اگر علماء اس کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا زوجہ امیر سے دیکھیں بلکہ نوٹروں میں تھیں اور اللہ اعلم... صاحبزادیاں آپ کی چار تھیں ان میں سے تین آنکھیں صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بجا وفات پا گئی تھیں صرف سطوت قائمہ زہراؑ آپ کے بعد باقی دو تھیں تھیں۔ اب یہ دونے بنائے ہیں ایک میں ازواج پاک کے مہر کئے گئے ہیں اور دوسرے میں بنات ظاہرات کے ایک خانے میں مہر کی مقدار اس وزن سے کھدی گئی ہے جو حضرت کے زمانہ میں رائج تھا دوسرے خانہ میں اس نساء کے امر و نکر و دن کے حساب سے تیسرے خانہ میں اس کی قیمت اس زمانہ کے حساب سے جو تھے خانہ میں مختصر حالات۔

مہر کی مقدار واجب کا بیان

جو مہر کی مقدار مختلف طور پر واجب ہوا کرتی ہے یعنی کبھی تو دس درہم کبھی مہر تہی کبھی مہر شل کبھی دس درہم کا یا مہر تہی کا نصف لہذا مناسب ہے کہ ہر مقدار کی صورتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کر دیں دس درہم واجب ہونے کی صورتیں علیحدہ ایک جگہ جمع کر دیں اور مہر شل وغیرہ کی صورتیں علیحدہ علیحدہ تاکہ ناظرین کو مسائل کے معلوم کرنے میں آسانی ہو۔

دس درہم کے واجب ہونے کی صرف دو صورتیں ہیں (۱) مہر دس درہم مقرر کیا جائے خواہ صاف علیحدہ پر دس درہم کی تصریح کر دی جائے یا اشارۃً مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور تیرا مہر تہہ ہے میں سے کم سفید لیت نے جائز نہیں رکھا (۲) مہر دس درہم سے کم مقدر کیا جائے گو عورت رافضی ہو جائے تب بھی دس ہی درہم دینا پڑے گا۔

مہر مسلم کے واجب ہونے کی یہ صورت ہے کہ نکاح کے وقت کوئی خاص مقدار معین کر دی گئی ہو خواہ صرفہ معین کر دی گئی ہو مثلاً میں کہے کہ پانچ سو روپے مہر پر تیرے ساتھ نکاح کیا یا کوئی بات ایسی کہ

عدہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں تیرے ساتھ سفیدی مہر پر نکاح کرتا ہوں اور عام طور پر سفیدی مہر دس درہم کہتے ہیں تو اس صورت پر بھی مہر دس درہم ہو گا۔

نقشہ مہربنات طیبات سرور عالم حبیب اللہ علیہ وآلہ وسلم

5

حضرت کی گرامر	تقدیر و ترجمہ	فنونِ رائج	تہذیب و تمدن	حضرت کی شخصیت
حضرت	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	حضرت کی شخصیت
تہذیب	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	حضرت کی شخصیت
تاریخ و تمدن	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	حضرت کی شخصیت
حضرت	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	حضرت کی شخصیت

کہ اس سے کسی مقدار کا تعین ہر کے مثالیوں کے کفایاں شخص کے غلام کو جس نے مہر مقرر کیا تھا اس صورت میں اس غلام کی قیمت و مینا پڑے گی اگر کسی شخص نے مہر میں ایسے منافع کا ذکر کیا جن پر اجرت لینا جائز ہے تو وہ مہر میں شامل ہیں مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا ہے کہ میرا غلام تیری خدمت کیلئے لگاؤ اس صورت میں اس شخص پر صرف اپنے غلام سے قیمت کرنا ضروری ہوگا۔

مہر مثل کے واجب ہونے کی سات صورتیں ہیں (۱) نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر نہ آیا ہو (۲) مہر کا ذکر نہ آیا ہو مگر اس کی مقدار عین کی گئی ہو مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ مہر جائز فی الشریعہ عوض میں نکاح کیا یا یوں کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر جس قدر تو کہے منظور کیا یا جو میرے دل میں آئے گا دیدوں گا یا جو کوئی اور آدمی تجھ کو کرے گا دیدوں گا یا یوں کہے کہ جس قدر وہی مجھے اس سال یا اس مہینہ میں ملے وہ میرا مہر ہے (۳) مہر کی مقدار بھی عین کی گئی ہو مگر اس کی قسم نہ بیان کی گئی ہو مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ دس گز پٹریے ایک قطعہ مکان یا ایک جانور مجھے عوض میں نکاح کیا مگر یہ نہ بیان کیا کہ وہ کچرا کس قسم کا ہے سوتی یا اونٹنی یا بڑھی یا دلائی یا بوسنی اور وہ جانور کس قسم سے ہے گھوڑا ہے یا گائے یا بکری یا کیا اللہ مکان کس قسم کس محلہ میں ہے اس میں کتنی گنجائش ہے (۴) کسی ایسی چیز کو مہر قرار دے جو نہ شرعاً مال سمجھا جاتا ہو مثلاً سود یا شراب پر مہر باندھے (۵) کسی ایسی چیز کو مہر قرار دے جو نہ شرعاً مال ہو نہ عرفاً نہ اس منافع میں سے ہو جن کی عوض میں مال لینا جائز ہے مثلاً کوئی شخص عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا ہے کہ جو فرض میرا تجھ پر آتا ہے میں ایک سال تک دونوں گایوں کہے کہ میرا مہر ہے کہ میں تجھے قرآن مجید پڑھا دوں گا یا یہ کہے کہ میں سال بھر تک تیری خدمت کروں گا یا مثلاً نکاح اس طور پر ہوا ہو کہ ایک شخص (بہن) اپنی بہن کا نکاح دوسرے شخص سے کر دے اور وہ دوسرا شخص اس کے معاوضہ میں اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کر دے اور یہی معاوضہ مہر قرار دیا جائے (۶) مہر کی مقدار مقرر کر کے کوئی ایسی بات کا ذکر کر دے جس سے مہر کی فسخ ہو جائے مثلاً کسی عورت سے کہے کہ ایک ہزار روپیہ مہر پر میں

عہد یا اس وقت ہے جبکہ عام طور پر لوگ جائز فی الشریعہ ہر مثل کو کہتے ہیں بلکہ کہ اس فقہ کا عام رویہ ہے کہ ہر جگہ صحت علم میں ہی مانگے ہوں گے۔ وہ صحت میں روئے جائے گا۔

نے تیرے ساتھ نکاح کیا مگر شرط یہ ہے کہ تو ایک ہزار روپے مجھے دے یا کوئی عورت کسی مرد سے کچھ کریں تو تیرے ساتھ بچاس اشرفی ہر پر نکاح کیا اور میری بچاس اشرفیاں جو تجھ پر قرض ہیں میرا نے معاف کر دیں اور اربعین جلد ۲ صفحہ ۱۵۶-۱۵۷) ہر مثل کا ذکر نکاح میں کیا گیا ہو مثلاً: مرد نے عورت سے یہ کہا ہو کہ میں نے تیرے ساتھ ہر مثل کے عوض میں نکاح کیا خواہ اس مرد کو اس عورت کا ہر مثل معلوم ہو یا نہیں۔

ہر کی یہ مقداریں جو اوپر مذکور نہیں یعنی دس دہم اور ہر سخی اور ہر مثل یہ ہر کی پوری مقدار اس وقت دینا ہوتی ہے کہ جب زوجین میں باہم خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت آجائے یا دونوں میں سے کوئی رخصت ہو یا کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو پہلے اس کے نکاح میں تھی اور اس سے خاص استراحت ہو چکی تھی اور بعد اس کے اس نے اس کو طلاق یا تنہا دیدی تھی مگر ابھی حدت نہیں گزرنے پائی ایسی عورت سے نکاح کرنے میں دوسرے نکاح کا پورا ہر دینا ہو گا گو اس نکاح کے بعد خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو اور اگر مذکورہ بالا امور میں سے کوئی بات نہ ہوئی ہو تو ان مقداروں کا نصف دینا پڑے گا جیسا کہ ہم نصف ہر کی صورتوں میں اگر کہتے ہیں۔

نصف ہر واجب ہونے کی یہ صورت ہے کہ نکاح کے وقت خیرین ہو چکا ہو خواہ وہ دس دہم ہوں یا اس سے کم و بیش یا ہر مثل ہو اور قبل اس کے کہ اس عورت سے خلوت صحیحہ یا خاص استراحت کی نوبت آئے اس کا شوہر اس کو طلاق دیدے اس صورت میں شوہر کو نصف ہر دینا ہو گا۔

مثال: کسی مرد نے کسی عورت سے دس دہم چاندی یا اس قیمت کی کسی اور چیز کو ہر قرار دیکر نکاح کیا اور بعد نکاح کے قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے اس عورت کو طلاق دیدی تو اب اس شخص کو باقی دہم چاندی یا دس دہم کی قیمت والی چیز کا نصف دینا ہو گا اور اگر دس دہم سے کم ہر یا باندھا محتاسب بھی باقی دہم دینا ہوں گے اور اگر ہر مثل پر نکاح کیا ہے تو جس قدر اس عورت کا ہر مثل ہو گا اس کا نصف دینا ہو گا۔

اور اگر ہر زوجہ کے حوالہ کر چکا ہے تو اب اس سے نصف ہر واپس لینے کا حق رکھتا ہے لیکن نہ جبراً بلکہ اس کی رضامندی سے یا بذریعہ حکم قاضی کے جب تک وہ عورت خود راضی ہو کہ شوہر کو نصف ہر واپس نہ کرے یا قاضی کی عدالت سے واپس کا حکم نافذ نہ ہو جائے اس وقت تک

عہ یعنی قاضی کے یہاں درخواست دہیائے اور قاضی اپنے حکم سے نصف ہر واپس کر دے ۱۲۔

اس کل مہر کی مالک عورت سمجھی جائے گی اور اس کے تصرفات اس میں صحیح رہیں گے۔
 اگر مہر میں بعد عقد نکاح کے کچھ زیادتی پیدا ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی اصل کے ساتھ متصل ہے یا اس کے علیحدہ ہے متصل ہو تو سمجھنا چاہیے کہ زیادتی اصل سے پیدا ہوئی ہے یا خارج سے پیدا ہوئی ہے اس طرح جو زیادتی علیحدہ ہوگی اس کی بھی دو حالتیں ہوں گی یا تو اصل سے پیدا ہوئی ہوگی یا خارج سے ہے چار صورتیں ہوتیں یہ چاروں صورتیں اگر قبل اس کے پیدا ہوئی ہوں کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کر لیا جائے تو جن صورتوں میں زیادتی اصل سے پیدا ہوئی ہے ان میں اصل مہر کے ساتھ زیادتی کی بھی تنصیف کر کے اس کا نصف ہی زوجہ کو ملے گا اور باقی دو صورتوں میں زیادتی کی تنصیف نہ ہوگی اور اگر یہ چاروں صورتیں قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہوں تو کسی صورت میں زیادتی کی تنصیف ملے گی یعنی صرف مہر کا نصف مشورہ ہو کر ملے گا زیادتی سے اس کو کچھ نہ ملے گا یہ سب صورتیں اس وقت جاری ہوں گی کہ جب زیادتی قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہو اور اگر یہ زیادتی بعد طلاق کے پیدا ہوئی ہو تو اس میں دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی قبل قبضہ زوجہ کے پیدا ہوئی ہے یا بعد قبضہ کے اگر قبل قبضہ کے پیدا ہوئی ہو تو اس زیادتی کی تنصیف کی جائے گی اور اگر بعد قبضہ کے پیدا ہوئی ہے تو دیکھنا چاہیے کہ قبل قبضہ کا ضعیف ہے یا بعد قبضہ کے اگر بعد قبضہ کے پیدا ہوئی ہے تب بھی اس زیادتی کی تنصیف کی جائے گی اور اگر یہ زیادتی قبل قبضہ کے پیدا ہوئی ہو تو اس

عہد یعنی جو چیز سہریں اس کو دیکھ گئی ہے اگر وہ بچکے والے تو یہ سچ سمجھتا ہے ہر جائے گی اسی طرح اگر کسی کو یہ خبر کر دے تو بھی درست اور جملے ۱۲۷۱۔

عسہ زیادتی متصل ہو تو اصل سے پیدا ہوتی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ شٹا کوئی جانور مہر میں دیا گیا ہو اور وہ جانور فرہ ہو جائے تو یہ فرہ کی زیادتی اس جانور کے ساتھ متصل ہے اور اسی سے پیدا ہوتی ہے جیسے کچھ دخت مہر میں دیتے گئے ہوں ان دشتوں میں پھل آجاتیں یا وہ دخت پہلے چھوٹے تھے اب بڑے ہو جاتیں اور جو زیادتی متصل تو ہو مگر اصل سے پیدا نہ ہوتی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ شٹا کوئی کچلہ مہر میں مقرر کیا گیا ہو اس میں کسی قسم کا رنگ نہ پایا جائے یا مثلاً کوئی مکان مہر میں مقرر ہو انشاء اب اس میں کچھ عمارت بڑھا دی جائے ان صورتوں میں زیادتی اصل کے ساتھ متصل تو ہے مگر اصل سے پیدا نہیں ہوتی یہاں زیادتی غلط ہو مگر اصل سے پیدا ہوتی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ شٹا کوئی جانور مہر میں مقرر کیا گیا ہو اس کے پیچیدہ ہونے اور زیادتی غلط ہو اصل سے پیدا نہ ہوتی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی زمین مہر میں مقرر ہو اس میں کسی قسم کا رنگ نہ پایا جائے یا کوئی مکان مہر میں مقرر کیا گیا ہو اس کے کرائے میں کسی قسم کا رنگ نہ پایا جائے۔

صورت میں اس زیادتی کا وہی حکم ہے جو حق فاسد امیج کی زیادتی کا بعد قبضہ مشتری کے ہے۔
(اشامی جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

اگر مہر میں بعد عقد کے کچھ نقصان پیدا ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ نقصان کسی آسانی حادثہ کے سبب سے پیدا ہوا ہے یا شوہر کے فعل سے یا زوجہ کے فعل سے یا اجنبی کے فعل سے یا خود مہر کے فعل سے یہ کل پانچ صورتیں ہوتی ہیں یہ صورتیں اگر فعل اس کے پیدا ہوتی ہوں تو زوجہ کا قبضہ مہر پر کر لیا جائے تو پہلی صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اس ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اس کی اس قیمت کا نصف شوہر سے لے لے جو عقد کے وقت تھی اور دوسری صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اس مہر ناقص کا نصف اور نقصان کا معاوضہ شوہر سے لے لے چاہے اس کی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے لے تیسری صورت میں شوہر کو اختیار ہے چاہے اس ناقص چیز کا ایک نصف اپنے پاس رکھے اور دوسرا نصف زوجہ کو دیدے اور چاہے وہ کل مہر ناقص زوجہ کے حوالہ کر دے اور زوجہ سے اس کی اس قیمت کا نصف لے لے جو نقصان پہنچانے کے وقت میں اس کی تھی چوتھی صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اس ناقص مہر کا نصف لے لے اور نقصان کا معاوضہ اس اجنبی سے لے لے اور چاہے اس کی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے لے پانچویں صورت کا وہی حکم ہے جو دوسری صورت کا ہے اور اگر یہ پانچویں صورت قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہوں تو پہلی تیسری اور پانچویں صورت میں خواہ قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہوں یا بعد طلاق کے بشرطیکہ قبل فیصلہ قاضی کے ہوں شوہر کو اختیار ہے چاہے اس ناقص مہر کا نصف لے لے اور چاہے اس کی اس قیمت کا نصف زوجہ سے لے لے جو قبضہ کے وقت اس کی تھی اور اگر یہ صورتیں بعد طلاق کے اور بعد فیصلہ قاضی کے پیدا ہوئی ہوں تو شوہر کو اس ناقص مہر کا نصف اور نقصان کا تا دامن زوجہ سے دلایا جائے گا اور دوسری صورت میں شوہر کو اختیار ہے کہ اس ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اس کی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے لے لے

عہد میں اگر وہ زیادتی متصل ہے اور اصل سے پیدا نہیں ہوئی تو اس زیادتی کی تخصیص دی جائے گی اور ایک نصف شوہر کو دے دیں دلیا جائے گا ۱۲۔

عہد شوہر کے فعل سے نقصان پیدا ہو جائے کی صورت ہے کہ مثلاً کوئی غلام مہر میں مقرر کیا گیا ہو وہ غلام جو دی کرے اور اس کی سزا میں اس کا قصہ کا طلاق جائے گا مہر میں کوئی جانور مقرر کیا گیا ہو اور وہ جانور کسی کو کھائے ۱۳۔

۱۴۔ اگر وہ زیادتی متعلقہ ہے اور مہر کے قبضہ سے پہلے ہوا ۱۴۔

جو تھی عورت میں شوہر کو اس کی اصل قیمت کا نصف زوجہ سے دلایا جائے گا۔ (بحر الرایق جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت معین نہ کیا گیا ہو اس کو اختیار ہے چاہے اپنے شوہر سے بیکار باہم رضا مندی سے کوئی مقدار مہر کی مقدار کر لے چاہے قاضی کی عدالت میں تعیین مہر کی درخواست دیکر قاضی سے۔

قاضی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف مہر کی کوئی مقدار مقرر کر کے شوہر کو اس کو قبول کرنے پر مجبور کرے بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ عین کی رضا مندی سے کوئی مقدار مقرر کر دے اور اگر نہ عین میں باہم اختلاف ہو ایک مقدار مرد و عورتوں رضی نہ ہوتے ہوں مثلاً شوہر کہتا ہو کہ باخسور وہ یہ مقرر کیا جائے اور عورت کہتی ہو کہ ایک ہزار وہ یہ مقرر کیا جائے تو ایسی حالت میں قاضی کو چاہیے کہ اس عورت کا مہر مثل دریافت کرے اور جس قدر اس کا مہر مثل ہو اسی قدر اس کا مہر مقرر کر دے۔ (بحر الرایق جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت بھی معین نہ ہوا ہو اور بعد نکاح کے تراخی طرفین سے یا حکم قاضی سے بھی کوئی مقدار معین نہ ہوئی ہو ایسی عورت کو اگر اس کا شوہر قبل عدالت سمجھا اور خاص استراحت کے اس عورت کو طلاق دیدے تو ایسی حالت میں شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے کہ اس عورت کے مہر مثل کا نصف اس عورت کو دیدے بلکہ اس کے ذمہ صرف اس قدر واجب ہے کہ ایک جوڑا کپڑا اس عورت کے لئے بنا دے یا اس کی قیمت اس کے مالک کرے ان کپڑوں کی تعداد ہر شہر کے دستور کے موافق ہونی چاہیے اور ان کپڑوں کی قیمت پانچ درہم ہے کم نہ ہو اور اس عورت کے مہر مثل کے نصف سے زائد نہ ہوں اور نہ عین کی حالت کے مناسب ہو چنانچہ اگر وہ عورت امیر ہوں تو اعلیٰ درجہ کا لباس بنایا جائے اور اگر کوئی غریب ہے اور کوئی امیر تو متوسط درجہ کا ان کپڑوں کے بنا دینے کو یا ان کی قیمت دینے کو مستحب سمجھتے ہیں۔

عہ اس مقام پر فقہانے بہت اختلاف کیا ہے بعض نے لکھا ہے کہ صرف شوہر کی حالت کے موافق۔
بہاں بننا چاہیے بعض نے لکھا ہے کہ عورت کا حالت کا لحاظ کیا جائے مگر صحیح یہی قول ہے کہ دونوں کی حالت کا لحاظ کرنا چاہیے ۱۱۔

عہ یہ فتوہ نہیں ہے اس کا طعن کے شیعہ قائل ہیں اس کو نکاح متعیناً متراشراً لای صحتہ (صفحہ ۱۶۰ پر)

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے بعد میں ہوا ہو خواہ تلافی طرفین سے یا حکم قاضی سے اس عورت کو اگر قبل حادثہ میمہ اور خاص استراحت کے طلاق و بچائے تو اس کے مہر کی تنصیف نہ ہوگی بلکہ پورا مہر اس عورت کو دلایا جائے گا اور اگر لے چکی ہے تو اس کا نصف شوہر کو واپس نہ دلایا جائے گا۔

مسئلہ شوہر کو اختیار ہے کہ نکاح میں جس قدر مہر میں ہوا ہے نکاح کے بعد اس کی مقدار بڑھا دے مگر یہ بڑھائی ہونی مقدار اس کے ذمہ اسی وقت واجب الاماں بھی جائیگی جبکہ عورت اسی مجلس میں اس زیادتی کو قبول کرے اور اگر وہ نابالغ ہو تو اس کا ولی قبول کر لے اگر اس عورت کو قبل خلوت میمہ اور خاص استراحت کے طلاق و بچائے تو اس کی زیادتی کی تنصیف نہ ہوگی تنصیف صرف اسی مقدار کی ہوگی جو نکاح کے وقت معین ہو چکی ہے۔

مسئلہ عورت کو اختیار ہے کہ اپنے مہر کا کوئی جزو یا کل معاف کرے شوہر اس معافی کو قبول کرے یا نہ کرے ہر حالت میں اس کا معاف کرنا صحیح ہو جائے گا یعنی اب شوہر کے ذمہ وہ معاف کردہ مقدار واجب الاماں نہ رہے گی ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ عورت خود اپنی ذات سے معاف کرے اس کے ولی کا معاف کرنا معتبر نہیں گو وہ اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر عورت منظور کر لے تو پھر صحیح ہو جائے گا اگر کسی نابالغہ عورت کا باپ اس کی طرف سے مہر معاف کر دے تو صحیح نہیں۔

مسئلہ جو تفریق کا شوہر کی طرف سے ہوئی ہو اور عورت کی طرف سے اس کا ہونا ممکن نہ ہو اس تفریق کا شمار طلاق میں ہے مثال۔ امان کی وجہ سے تفریق ہوگئی یا شوہر کے عین یا غرضی ہونے کے سبب سے قاضی کی مداخلت میں دھوی کر کے تفریق کر لی گئی، یا مثلاً معاذ اللہ شوہر مرتد ہو گیا اور جب اس سے مسلمان ہو جائے کہ کہہ گیا تو اس نے انکار کر دیا یا اس نے اپنی بی بی کی بیٹی یا ماں کی انسانی کیفیت کے جوش میں تقبیل کر لی ان سب صورتوں میں تفریق طلاق سمجھی جائے گی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۷۴۱) کہتے ہیں اس حد کے متن حد سے لے لے ہاں ہاں ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تَوَلَّوْا جَنَاحَہٗ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَقْتُمْ الْمُسَامِعَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمْسُوْهُنَّ اَوْ تَقْبُوْهُنَّ اِنَّہُنَّ قَوْلُ نَفْسٍ وَ مَتَعُوْهُنَّ عَلَی الْاَمْرِ رِیْعَ فَاَوْفُواْ بِمَا عَلَی الْاُنْفُسِ فَعَلْتُمْ لَا (ترجمہ اور مہر کہہ گئے ہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دیدو قبل اس کے کہ ان سے خاص استراحت کرو یا ان کے لئے مہر مسو کر دو اجماع ان کو متو

(یعنی کم فائدہ) اور اگر اس کے موافق اور فقیر اس کے موافق یہ حد واجب ہے) ۱۲۔

اور شوہر کے ذمہ مہر یا عقد دینا واجب ہوگا یاں اگر تفریق عدوت کی طرف سے ہوگی ہو مثلاً عدوت ترقہ ہوگی یا شوہر کے غیر کفو ہونے کے سبب اس نے یا اس کے دل نے تفریق کو الی یا عدوت نے اپنے شوہر کے بیٹے کی نفسانی کیفیت کے جوش میں تقبیل کر لی تو شوہر کے ذمہ مہر یا عقد واجب ہوگا اگر کسی مرد کا نکاح النافضی کی حالت میں اس کے دل نے کر دیا تھا بعد بدلے ہوئے کے اس نے اس کے نکاح کرنا منظور نہ کیا تو یہ منظور نہ کرنا طلاق نہ کہیا جائے گا اور مہر یا عقد شوہر کے ذمہ واجب نہ ہوگا مسئلہ۔ مہر اگر از قسم نقد ہو یعنی چاندی سونے کی قسم سے ہو تو یہ شوہر کو اختیار ہے چاہے چاندی سونا دے چاہے اس کی قیمت دے اور اگر مہر چاندی سونے کی قسم سے نہ ہو بلکہ ادکسی قسم کا مال ہو تو اگر وہ سامنے موجود ہو اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہو کہ یہ چیز مہر ہے یا اور کسی طریقے سے اس کی پوری قیمتیں کر دی جائے مثلاً جانور کو مہر قرار دیا ہو تو اس کی قسم بیان کر دے کہ گائے ہے یا بھینس اور اس کا پورا حلیہ بیان کر دے یا مکان کو مہر قرار دیا ہو تو اس کا عرض و طول اور مقام اور حدود اور عید وغیرہ بیان کر دے تو اس کی حالت میں خاص وہی چیز دینا پڑے گی اور اس کی تعیین نہیں کی گئی تو دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز کیل آدھ موزوں ہے یا نہیں اگر مکمل و موزوں نہیں ہے تو اس کی قسم بیان کر دی گئی ہو مثلاً جانور کو مہر قرار دیا گیا ہو تو یہ بیان کر دیا ہو کہ وہ گھوڑا ہے ایسی حالت میں شوہر کو اختیار ہوگا چاہے وہ چیز کی متوسط درجہ کی لے کر مہر دے چاہے اس چیز کے متوسط درجہ کی قیمت روجہ کے حملے کر دے مثال۔ یہی شخص نے کسی عدوت سے کہا کہ میں نے دس گوسؤں کپڑے کے عوض میں تیرے ساتھ نکاح کیا تو شوہر کو اختیار ہے چاہے دس گوسؤں کپڑا متوسط درجہ کا مول لے کر دے چاہے اس کی قیمت حلال کرے متوسط درجہ سے بہ مراد ہے کہ سوتی کپڑے جتنی قسم

عہ یعنی اگر نکاح کے وقت مہر میں ہو گیا تھا تو مہر اور جو مہر میں ہو اور تو وہ عقد واجب ہوگا عہ مگر قیمت میں کی اس حساب سے دینا پڑے گا جو نکاح کے وقت اس کی تھی مثلاً کسی نے ۵۰ تولیہ یا مہر میں سونے کا تھا اور اس وقت ۵۰ تولیہ سونے کی قیمت ایک سو پچیس روپے تھی تو اب اگر قیمت ۵۰ تولیہ سو پچیس روپے خوارا اب سو گارڈا پر مہر ہو گا اور ۱۲ سے عرب میں کچھ چیزیں ناچکھ نہ بھی جاتی تھیں جیسے عطر اور مسوہ و عسلت اور کچھ چیزیں تولیہ کر بھی جاتی تھیں جو چیزیں ناچ کر بھی جاتی تھیں ان کو مکمل کہتے ہیں اور جو تولیہ کر بھی جاتی تھیں ان کو موزوں کہتے ہیں ۱۰ للہ شفا کپڑے کو مہر قرار دیا ہو اور یہ بیان کر دیا ہو کہ سوتی کپڑا روپے یا بیسیں اور ۱۰ اس کپڑے کا اور قیمت اس کی نہ بیان کی ہو ۱۲۔

کے دلچسپوں مثلاً گھاڑیاں، نین، سکھ، تب زیب وغیرہ ان قسموں میں جو قسم متوسط درجہ کی ہو یعنی قیمت اس کی دسپ سے بڑھ کر ہو اور نہ سب سے گھٹ کر وہ کپڑے کر دیے اور اگر وہ چیز کیل یا مٹیرا ہو اور اس کی قسم بیان کر دی گئی ہو مثلاً غلہ کو ہر قسدا دیا ہو اور یہ بیان کر دیا ہو کہ وہ غلہ گیارہوں سے تو فی شہر کو اختیار دے گا چاہے متوسط درجہ کے گیارہوں میں لے کر مہر میں دیدے چاہے اس کی قیمت حوالہ کرے (رشامی جلد ۲ صفحہ ۱۵۷)

مسئلہ ۱۰۔ اگر مہر میں دو چیزیں ذکر کی جائیں ایک معلوم ہو اور ایک مجہول مثلاً کوئی مریخی عورت سے کہے کہ میں نے ایک ہزار روپیہ ادا کیا کپڑے کے عوض جس تجھ سے نکلا گیا تو ایسی حالت میں اگر قبل خلعت صحیحہ یا خاص استراحت کے طلاق دے تو شوہر کے ذمہ نہ واجب ہو گا اور اگر بعد خلعت صحیحہ یا خاص استراحت کے طلاق دے تو دیکھنا چاہئے کہ مہر دے چکا یا نہیں اگر دے چکا ہے تو جو دے چکا وہی مہر تھا اور اگر نہیں دیا تو مہر مثل واجب ہو گا (رشامی جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

مسئلہ ۱۱۔ مہر میں فرض کا ہوا الہی دین دینا جائز ہے خواہ وہ فرض کسی اور شخص پر ہو یا خود زوجہ کے اپنے ہو۔ مثال کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور میرا سو روپیہ جو تجھ پر فرض ہے یا فلاں شخص پر فرض ہے اس کو میں مہر قرار دیتا ہوں اس صورت میں اگر کسی اور شخص پر وہ فرض ہو گا تو زوجہ کو اختیار دے گا چاہے اپنے مہر کا مطالبہ اس فرضدار سے کرے چاہے اپنے شوہر سے اس کا مطالبہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۔ اگر مہر میں طلاؤہ مال کے کوئی ایسی بات بھی مشروط کی گئی ہو جس میں زوجہ یا اس کے کسی عزیز کا نفع ہو اور وہ نفع مشرعییت میں جائز ہو اور نکاح کے لازم میں سے نہ ہو تو ایسی حالت

عہ بقید اس لئے لگائی گئی کہ اگر کوئی ایسی مشروط کی گئی جس میں زوجہ کا یا اس کے عزیز کا فائدہ ہو جبکہ کسی اجنبی کا فائدہ ہو مثلاً شوہر نے ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ کسی غیر شخص کو سو روپیہ دیدوں گا تو ایسی صورت میں شوہر اس مشروط کو پورا کرے یا نہ کرے یہی ایک ہزار روپیہ اس کے ذمہ واجب ہو گا نفع کی مشرعییت میں جائز ہونے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر وہ نفع ناجائز ہو گا تو اس کے پورا کرنے کے لئے وہ نہیں جائز اور جس دینا ہو گا اس نفع کے لازم نکاح سے نہ ہونے کی شرط اس لئے لگائی گئی کہ اگر وہ نفع لازم نکاح سے ہو مثلاً شوہر ایک ہزار روپیہ پر نکاح کرے اس شرط کے ساتھ کہ اپنی بی بی کے ساتھ خاص استراحت کرے گا تو یہ مشروط تصور ہو جائے گی کیونکہ یہ فائدہ تو خود نکاح سے حاصل ہے ۱۱۔

میں اگر شوہر اس شرط کو پورا کر دے گا تو مال کی وہی مقدار دینا پڑے گی جو مہر میں معین ہو چکا ہے اور اگر اس شرط کو پورا نہ کرے گا تو اس کے ذمہ مہر مثل واجب ہو جائے گا بشرطیکہ مہر مثل اس مقدار کی ہو تو مقدار سے کم نہ ہو۔ مثلاً کسی مرد نے کسی عورت سے ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ عورت کو اس کے وطن سے باہر نہ لجائے گا یا یہ کہ اس کو اس کے ماں باپ کے گھر سے جدا نہ کرے گا یا اس شرط پر کہ اس کے جلتی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دے گا یا یہ شرط کہ میں تیری زندگی میں دوسرا عقد نہ کروں گا یا یہ شرط کہ میری جود و دستگیری ملی ہے اس کو طلاق و بدولت کا ان سب صورتوں میں اگر شرط ان مشاؤد کو پورا کر دے گا تو اس کو وہی انگیزار روپیہ دینا ہو گا جو مہر میں مقرر پا چکا ہے اور اگر شوہر ان شرائط کو پورا نہ کرے گا تو اس کو مہر مثل دینا پڑے گا خواہ مہر مثل ایک ہزار ہو یا ایک ہزار سے زیادہ ہاں اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو اس صورت میں پھر وہی ایک ہزار دینا پڑے گا۔

مشکلہ اگر نکاح کے وقت مہر کی دو مقداریں ذکر کی جائیں ایک کم اور ایک زیادہ اور کوئی شرط بیان کی جائے کہ اگر یہ شرط پائی جائے گی تو یہ زیادہ مقدار دی جائے گی ورنہ یہ کم مقدار تو ایسی حالت میں اگر وہ شرط پائی جائے گی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی اور اگر نہ پائی جائے گی تو مہر مثل واجب ہو گا بشرطیکہ مہر مثل اس مقدار سے کم نہ ہو ورنہ اس کو کم مقدار سے زیادہ ہو مثلاً کسی مرد نے کسی عورت سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور اگر تو اپنے گھر میں رہے گی تو ایک ہزار روپیہ مہر دوں گا اور جو میرے ساتھ رہے گی تو دو ہزار روپیہ یا یہ شرط کی کہ تو اگر بارہ گاہ تو دو ہزار روپیہ مہر دے گا تو اس صورت میں اگر یہ شرط پائی جائے گی تو وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا اگر نہ ہو تو وہ ہزار مہر اس کو ملے گا ورنہ مہر مثل ہاں اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو پھر ایک ہی ہزار اس کو ملے گا یا دو ہزار سے زیادہ ہو تو پھر وہی دو ہزار ملے گا ورنہ نہ ملے گا۔

عہ صاحبین کے نزدیک اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو مہر کی کم مقدار واجب ہوگی مگر امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں تصریح کی ہے کہ اگر وہ شرط بدیہی نہیں ہے تو پائی جانے کی صورت میں وہ شرط صحیح ہو جائے گی ورنہ پائی جانے کی صورت میں اس شرط کا اعتبار نہیں اور اگر وہ شرط بدیہی ہو تو دونوں صورتوں میں اس کا اعتبار کیا جائے گا اس تصریح کی صحت ہے کہ جب بدیہی ہوگی تو اس میں کسی طرح کا جھگڑا نہیں ہو سکتا بخلاف اگر بدیہی نہ ہو تو اس میں جھگڑا پڑے گا اور ایسی تصریح کی جس میں جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے۔

ہاں اگر وہ مشروط نہیں بدیہی ہو کہ ہر شخص دیکھتے ہی معلوم کرے کہ شرط پائی جاتی ہے یا نہیں تو ایسی حالت میں اگر وہ شرط پائی جائے گی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی اور نہ پائی جائے گی تو کم مقدار واجب ہوگی۔
مثال کسی مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور کہا کہ اگر تو حسین ہے تو دو ہزار مہر دوں گا ورنہ ایک ہزار یا کہ اگر اگر لڑخون ہے تو دو ہزار ورنہ ایک ہزار تو اس صورت میں اگر وہ عورت حسین ہوگی یا جوان ہوگی تو دو ہزار مہر اس کو ملے ورنہ ایک ہزار کہیو نہ حسین ہو یا نہ ہو یا یا جوان ہو یا نہ ہو یا ہر شخص دیکھ کر معلوم کر سکتا ہے (رشای جلد ۲ صفحہ ۲۸)

مسئلہ اگر مہر کی ایک ہی مقدار ذکر کرے اور اس مقدار کو کسی چیز پر مشروط کرے تو وہ شرط لغو ہو جائے گی اور جس قدر مہر ملے ہو گیا ہے دینا پڑے گا مثال کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس سے بچے کو تبرا مہر ایک ہزار دے ہے بشرطیکہ دوبارہ ہو یا بشرطیکہ توجران ہو تو ایسی حالت میں اس شخص کو پھر ایک ہزار دے دیا جائے گا ورنہ عورت باکرہ یا حبیبہ نہ ہو۔

مسئلہ اگر زوجین مہر کے بارہ میں اختلاف کریں ایک بچے کو نکاح کے وقت مہر کا کچھ ذکر نہیں کیا اور دوسرا بچے کو مہر کا ذکر کیا تھا اور یہ مقدار مقرر ہوئی تھی تو ان میں سے جو شخص مہر کے معین ہو جائے گا وہی کرنا چاہیے اس سے ثبوت طلب کیا جائے اگر وہ ثبوت پیش کر دے تو قاضی کو چاہیے کہ اسی کے موافق فیصلہ کر دے اور اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکے تو جو شخص مہر کی تعیین کا اقرار کرتا ہے اس سے حلف لیا جائے اگر وہ حلف پر راضی نہ ہو تو مجبوراً لکھا جائے گا اور اگر راضی ہو جائے اور حلف اٹھائے تو وہ جو کہ مہر مثل شوہر سے دلایا جائے گا۔

اور اگر مہر کی مقدار میں اختلاف کریں یا ایک بچے کو مہر ایک ہزار دے دیا تھا اور دوسرا بچے کو دو ہزار دیا تھا اور یہ اختلاف بکالت قیام نکاح کے ہوا ہو یا بعد طلاق کے ہوا ہو مگر قاضی استراحت و خلوت بھیجے ہو چکی ہو تو وہ لکھا جائے گا کہ مہر مثل کسی کی تائید کرتا ہے اگر مہر مثل شوہر کی تائید کرے یعنی جس قدر مہر اس نے بیان کیا ہے مہر مثل اس قدر ہوا اس سے کم ہو تو شوہر کا قول مان لیا جائے گا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو یعنی جس قدر مہر اس نے بیان کیا ہے مہر مثل اسی قدر ہوا اس سے زیادہ ہو تو عورت کا قول مان لیا جائے گا اور اگر مہر مثل کسی کی تائید نہ کرے یعنی شوہر کی بیان کی ہوئی مقدار سے زیادہ ہو تو عورت کی بیان کی ہوئی مقدار سے کم ہو تو دونوں سے حلف لیا جائے اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب کیا جائے اسی طرح اگر مہر مثل نامعلوم ہو تب بھی شوہر کے ذمہ مہر مثل واجب ہو گا اور اگر ان میں سے کوئی اپنے قول کا ثبوت پیش کر دے تو اسی کا قول مان لیا جائے گا خواہ مہر مثل اس کی تائید کرتا ہو یا نہیں اور اگر دونوں

اپنے اپنے قول کا ثبوت پیش کر دیں تو ہر مثل جس کی تائید کرتا ہو اس کا قول مان لیا جائے گا ہر مثل اگر
 شہرہ کی تائید کرتا ہو تو عورت کا قول مانا جائے گا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو تو شہرہ کا قول مانا جائے گا
 اور اگر یہ اختلاف بعد طلاق کے واقع ہوا ہو اور خاص استراحت سے مخلص ہو چکی ہو اس وقت تک ثبوت نہ
 آئی ہو تو دیکھا جائے گا کہ متفقہ مثل کس کی تائید کرتا ہے اگر شہرہ کی تائید کرتا ہو یعنی متفقہ مثل شہرہ کی بیان
 کی ہوئی مقدار کے نصف کی برابر ہو یا اس سے کم تو شہرہ کا قول مان لیا جائے گا اور اس کی بیان کی ہوئی
 مقدار کا نصف ہر اس سے دلا لیا جائے گا اگر متفقہ مثل عورت کے قول کی تائید کرتا ہو یعنی اس کی بیان
 کی ہوئی مقدار کے نصف کے برابر ہو یا اس سے زیادہ تو عورت کا قول مان لیا جائے گا اور اس کی
 بیان کی ہوئی مقدار کا نصف ہر شہرہ سے دلا لیا جائے گا اور اگر ان میں سے کوئی اپنے دعویٰ کا ثبوت
 پیش کر دے گا تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر دونوں اپنے اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کر دیں
 تو متفقہ مثل جس کی تائید کرتا ہو اس کا قول مانا جائے گا اور اگر متفقہ مثل کس کے قول کی تائید کرتا ہو تو
 دونوں سے حلف لیا جائے اور بعد اس کے متفقہ مثل شہرہ کے ذمہ واجب کر دیا جائے ہے حکم اس وقت
 ہے جبکہ کسی خاص چیز کو مہر بیان کیا جائے اور اگر کوئی خاص چیز میں بیان کی جائے مثلاً شہرہ کے
 کوہنے نے پگھڑا مہر میں مقرر کیا تھا اور عورت کہے کہ نہیں ہے گائے مہر میں مقرر کی گئی تھی تو ایسی حالت
 میں متفقہ مثل کی تائید کی کچھ ضرورت نہیں شہرہ کے ذمہ متفقہ واجب ہو جائے گا اور اگر زوجین میں سے پہلے
 بعد ان میں خاص استراحت کی ثبوت نہ آئی ہو اور ان کے درمیان باہم اختلاف کریں تو یہ اختلاف اگر
 اصل مہر میں ہے ایک کتاب ہے کہ مہر مقرر ہوا تھا اور دوسرا کتاب ہے کہ مہر کا ذکر ہی نہیں آیا جو منکر ہے
 اس کی بات مانی جائے گی اور مہر مثل شہرہ کے وارثوں سے زوجہ کے وارثوں کو دلا یا جائیگا اور اگر مہر
 کی مقدار میں اختلاف ہو اسے تو شہرہ کے وارثوں کی بات قبول کی جائے گی اور اگر زوجین میں خاص
 استراحت کے وقت کچھ حصہ مہر کا دیا جائے تو حکم سابق بدستور باقی رہے گا اور اگر اس خبر کا یہ دستور
 ہو کہ کچھ حصہ مہر کا قبل خاص استراحت کے زوجہ کو ضرور دیا جائے ہو تو جس قدر دینے کا دستور ہو

حصہ متفقہ میں ہوا وہ متفقہ جو اس عورت کے باپ کے خاندان کی عورتوں کا ہو اور اگر ان عورتوں کو متفقہ لینے کی
 ثبوت ملے گی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر ان کو متفقہ دیا جاتا تو کس قیمت کا متفقہ دیا جاتا ہے۔

عہ یعنی متفقہ مثل واجب ہوگا بلکہ بطور خود اپنی اور اس عورت کی حیثیت کے مناسب اس کو متفقہ دینا چاہیے
 تو وہ متفقہ مثل سے قیمت میں کم ہو یا زیادہ یا مساوی ۱۲۔

مثلاً جو تھائی ہر دینے کا دستور ہو تو اس قدر حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی ہر زوجہ کے وارثوں کو دلیا جائے گا۔ مثالاً یہ شوہر کے وارث کہتے ہوں کہ میرا پنجسو مقرر ہوا تھا اور زوجہ کے وارث کہتے ہوں کہ ایک خیر اور زوہ میں خاص استراحت ہو چکی ہو اور اس شہر پہلے دستور ہو کہ قبل استراحت کے جو تھائی ہر زوجہ کو دید یا جاتا ہے تو ایسی حالت میں زوجہ کے وارثوں کو تین سو پچھتر روپیہ دلیا جائے گا اور اگر مثال مذکور میں شوہر کے وارث کہتے ہوں کہ میرا مقرر ہی نہیں ہوا تھا اور عورت کے وارث کہتے ہوں کہ میرا مقرر ہو چکا تھا تو اب میرا وارث لا چو تھائی حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی ہر زوجہ کے وارثوں کو دلیا جائے گا۔

مسئلہ۔ شوہر کے ادا ہونے کے لئے یا مشورہ نہیں کر دیتے وقت یہ بھی بتائے کہ یہ میرے بلکہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کوئی چیز بھیجے اور یہ بیان کرے کہ کس طور پر بھیجتا ہے آیا بطور میرے یا تحفہ اور نیت میں ہو کہ بطور میرے بھیجتا ہوں تو یہ چیز میری محسوب ہوگی۔

ہاں اگر زوہ میں اختلاف ہو جائے شوہر کے کہیں نے وہ چیز میری بھیجی تھی اور زوجہ کے کہیں بطور تحفہ کے بھیجی تھی اور وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی نہ ہو تو دونوں سے اپنی اپنی بات کا ثبوت طلب کیا جائے، اگر دونوں ثبوت پیش کر دیں تو زوہ کا ثبوت مان لیا جائے اور اگر زوہ ثبوت نہ پیش کر سکے اور شوہر پیش کر دے تو اس کا ثبوت مان لیا جائے اور اگر دونوں ثبوت نہ پیش کر سکیں تو شوہر سے حلف لیا جائے اور اگر وہ حلف اٹھائے تو کسی کی بات مان لی جائے اب اگر وہ چیز موجود ہو تو زوہ کو اختیار ہے کہ اس چیز کو واپس کر دے اور کہہ دے کہ میں اس چیز کو میری مشورہ نہیں کرتی۔ اور اگر وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی ہو تو اس صورت میں زوہ کی بات مان لی جائے گی مگر پہلا اس سے حلف لیا جائے گا۔

ف۔ جو چیزیں ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قائم رہ سکتی ہیں وہ چیزیں بالفعل کھانے پینے کی نہ کہیں جائیں گی جیسے گھی، شہد، بعض بعض میوہ جات مثل بادام، پستہ اور کشمش وغیرہ کے اور جو چیزیں ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قائم نہیں رہ سکتیں وہ چیزیں بالفعل کھانے پینے کی کہیں جائیں گی جیسے روٹی، گوشت اور دودھ دہی وغیرہ۔

مسئلہ۔ اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو کوئی چیز بھیجی اور زوہ نے کہتی ہے کہ مجھے یہ چیز میری بھیجی ہے اور شوہر کہتا ہے کہ نہیں میں نے امانت کے طور پر رکھائی ہے تو اس صورت میں دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز از قسم میرے یا نہیں اگر از قسم میرے ہو تو زوہ کی بات مان لی جائے گی اور وہ چیز اس کو میری

ولادی جائیگی وہ شوہر کی بات مان لی جائیگی اور شوہر اگر چاہے تو اس چیز کو واپس لیے مثال میں
ایک گھوڑا سو روپیہ کی قیمت کا مقدر ہوا تھا شوہر نے ایک گھوڑا اسی قیمت کا اپنی زوجہ کو بھیجا پس اس
صورت میں اگر زوجہ دعویٰ کرے کہ یہ گھوڑا مجھے میری ملا ہے اور پھر شوہر کو واپس نہ دے تو
دست ہے اور اگر شوہر نے گائے بھی تو اب اگر زوجہ دعویٰ کرے کہ یہ گائے مجھے میری ملی ہے
تو اس کی بات نہ ملنی جائے گی۔

مسئلہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو یا مید نکاح کچھ دے (جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان میں
دستور چھکے نسبت ہو جانے کے بعد اور یوں بھی وقتاً فوقتاً شوہر کی طرف سے کچھ چیزیں منسوب
کے گھر میں بھیجی جاتی ہیں اور کہیں کہیں دستور ہے کہ نسبت کے یا اس کے بعد منسوب کے لئے کچھ
زیندات بھی بنوا کر بھیجے جاتے ہیں) بعد اس کے وہ عورت خود یا اس کا ولی نکاح کرنے سے انکار
کر جائے تو شوہر کو اختیار ہے کہ جو چیزیں اسے میری دی ہیں وہ اگر موجود ہوں تو خود انھیں سو
واپس کرے اس طرح چیزیں موجود ہوں تو ان کی قیمت اور جو چیزیں بطور تحفہ کے بھیجی ہوں
وہ اگر موجود ہوں تو ان کو واپس لے سکتا ہے اور اگر عورت نے دعویٰ کرے کہ یہ چیزیں میرے پاس
بطور وراثت کے بھیجی تھیں اور شوہر نے کہے کہ میں نے وراثت کی نیت سے نہیں بھیجی تھیں بلکہ میں
نے میری بھی تھیں تو اگر وہ چیزیں از قسم میری ہوں تو شوہر کا دعویٰ درجہ ہدوت کا دعویٰ قابل قبول ہے۔
مسئلہ اگر کوئی شخص ایسا بنی رہے کہ خرقہ کرے اور بعد کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ نکاح فاسد
نہا مثلاً ان دونوں میں مضامین کا کوئی رشتہ ثابت ہو جائے تو ایسی حالت میں شوہر نے اگر قاضی
کی تجویز سے اس پر خرقہ کیا تھا تو اس کو اس خرقہ کے واپس کر لینے کا اختیار ہے اور اگر بغیر تجویز
قاضی کے کیا تھا تو کچھ اختیار نہیں (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

عہد بین الہدیوں کا ہر میں ہونا اتفاق زوجین ثابت ہونا یا صرف شوہر ان چیزوں کے ہر میں ہونے کا دعویٰ
کوتا ہوا دس کا قول قاعدہ مذکورہ بالا کے موافق قابل قبول ہوگا۔

عہد گویہ چیزیں استعمال میں اگر غائب ہو گئی ہوں ۱۲

سے درجست امانت کو کہتے ہیں عورت کو اس امر کے دعویٰ کرنے میں کہ جو چیزیں بطور امانت کے میرے پاس بھیجی
تھیں یہ وہ ہے کہ اس کا تعلق دنیاوی یا دینی مال کے ہونے سے قطعاً نہیں ہوتا بلکہ ان کے اگر وہ چیزیں اور ہر
کے لئے جائیں تو در صورت ہلاک ہونے کے ان کا تعلق دنیاوی یا دینی ہے۔ (رد المحتار)

مسئلہ عورت کو جو چیزیں بطور جبر کے ماں باپ کے گھر سے ملتی ہیں ان کی مالک وہی عورت ہے ولو جبر میں رہی ہوئی چیزوں کے واپس لینے کا اختیار ماں باپ و خیمہ کو نہیں ہے ذوق کے بعد کوئی ان کا وارث ان چیزوں کو واپس لے سکتا ہے بشرطیکہ ان باپ نے ان چیزوں کو محض کی حالت میں اس کے نامزد کر دیا ہو مثلاً اس کے بچپن میں ان چیزوں کو اس کے جبر کے لئے خریدا ہو اگر جبر میں رہی ہوئی چیزوں کی نسبت وہ ماں باپ کہے کہ میں نے یہ چیزیں جبر میں نہیں دیں بلکہ عاریتہ دی تھیں تو ایسی حالت میں اس شخص کا اور اس کی قوم کا دستور دیکھنا چاہیے اگر وہاں اسکی قوم میں عاریتہ دینے کا دستور نہ ہو تو باپ کی بات دمانی جائے گی اور اگر عاریتہ دینے کا بھی دستور ہو تو باپ سے حلف لے کر اس کی بات مان لی جائیگی اور جبر میں چیزوں کی نسبت وہ کہتا ہے کہ میں نے عاریتہ دی تھیں وہ چیزیں اس کو واپس دلا دی جائیں گی۔

مسئلہ اگر کسی عورت کو اس کے ماں باپ باطل چیزیں یا بہت قلیل دیں جو شوہر کے یہاں سے آتی ہوئی چیزوں کے مناسب نہ ہو تو ایسی صورت میں شوہر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جو کچھ اس نے بھیجا تھا اس کو واپس لے لے یا وہ ماں باپ سے جبر کا مطالبہ کرے اور الخاراجہ (جلد ۳ ص ۱۳۹) **مسئلہ** عورت پر اگر جبر کر کے مہر معاف کر دیا جائے تو درست نہیں حالت مجبوری کی معافی قابل اعتبار نہیں مہر معاف کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ صورت مہر معاف کرنے کے اس کو ماریٹ کا لیا اور کسی قسم کی بے عزتی کا خوف دلا یا جائے اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے مرض موت میں مہر معاف کرے تو بھی درست نہیں ہے اسی طرح اگر کسی عورت سے مہر معافی مہر کی کسی ایسی زبان میں نکھالی جائے جس کو وہ نہ جانتی ہو تب بھی معافی درست نہ ہوگی (بحوالہ اربع جلد ۲ ص ۱۳۹)

نکاح فاسد و باطل کا بیان

نکاح فاسد و باطل کی تعریف تو ہم مقدمہ میں بیان کر چکے ہیں اب یہاں اس کی صورتیں اور اس کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

عہہ مقدمہ میں بات ٹھہری گئی ہے کہ باطل وہ معاملہ ہے جو باطل شرع میں نہ ہو اور فاسد وہ معاملہ ہے جو منفقہ تو ہو مگر باطل نہیں مثلاً نکاح باطل ہے اگر اس کے کلاموں میں خلل نہ ہو بلکہ صحت کی شرطوں میں فتور نہ ہو مگر نکاح کی اہمیت فقہاء کا عجب اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ نکاح باطل اور نکاح (باقی حاشیہ ص ۱۴۰)

(۱) نکاح فاسد میں جو ہر مقروء کیا جائے وہ نہیں واجب ہوتا بلکہ ہمیشہ ہر مثل واجب ہوا

کرتا ہے۔

(۲) نکاح فاسد میں خلوت منجم قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہے یعنی اگر نکاح فاسد کی منکوحہ کو قبل خاص استراحت کے طلاق دیدیا جائے تو خلوت منجم بھی ہو چکی ہو تو اس خلوت پر عدت واجب نہ ہوگی۔

(۳) نکاح فاسد میں اگر قبل خاص استراحت کے طلاق دیدے تو شوہر کے ذمہ ایک ہبہ رکچہ واجب ہوگا۔

(۴) نکاح فاسد میں بعد خاص استراحت کے اگر طلاق دیدیا جائے تو ہر مثل واجب ہوگا خواہ ہر مثلین ہو چکا ہو یا نہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر ہر مقروء ہو چکا ہو تو ہر مثل اس سے زیادہ واجب ہوگا بلکہ اگر ہر مثل زیادہ ہوگا تو اس زیادتی کو نکال دالیں گے مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد میں ایک ہزار روپیہ ہر مقروء کیا ہو اور اس عدت کا ضرر دہزار ہے تو اب شوہر کے ذمہ ایک ہزار روپیہ واجب ہوگا ہاں اگر ہر مثل کم ہو تو پھر جتنا ہوگا اتنا ہی واجب ہوگا مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد میں پانچ سو روپیہ ہر مقروء کیا ہو اور اس عدت کا ہر مثل چار سو روپیہ ہو تو شوہر کے ذمہ پانچ سو روپیہ واجب ہوگا اور اگر ہر کا تعین نکاح کے وقت نہ ہوا تھا یا ہوا تھا یا نہیں رہا تو ایسی صورت میں ہر مثل واجب ہوگا خواہ اس کی مقدار بہت زیادہ ہو یا بہت کم۔

(۵) نکاح فاسد میں عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں حتیٰ کہ اگر نکاح کے وقت فساد نکاح کا معلوم نہیں ہوا اور شوہر نے بطور نفقہ کے کچھ خرچ کیا تو اس کے واپس لینے کا اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵۰) فاسد میں کچھ فرق نہیں جس طرح مہارت میں فساد و بطلان کے ایک معنی ہی دیا گیا نکاح میں بھی فسخ القدر ہی ایسا ہی سمجھا ہے بعض کہتے ہیں کہ نکاح باطل و فاسد میں فرق ہے مگر کوئی جانتے و مانع تعریف اس کی نہیں بیان کرتے صاحب مجرا لرافعی نے نقل کیا ہے کہ جس نکاح کے جواز کا کوئی شخص ملتا ہے اس میں سے قائل نہ ہو وہ اطل ہے اور میں کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہو وہ فاسد ہے اس تعریف میں کمی و مضرب ہوتا ہے اور بہت سی صورتیں ایسی ہیں جن کے قدم جواز میں کسی کا اختلاف نہیں پھر بھی وہ نکاح فاسد میں داخل کیا جاتا ہے جیسے علم ہے نکاح کرنا باطل و فاسد کی ترجیح یہی ہے کہ جو مثالیں منہ تانے بیان کی ہیں انہیں پر قیام کر لیا جائے ۱۷۔

سوا اختیار ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا۔

(۶) نکاح فاسد میں لہذا اس امر کے معلوم ہو جانے کے یہ نکاح فاسد ہے خاص استراحت کرنا گناہ ہے اور ایسے نکاح کا فسخ کر دینا ہی ضروری ہے مرد اور عورت دونوں کے فسخ کا اختیار حاصل ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ ایک دوسرے کے مباحہ میں فسخ کرے یا غیبت میں غولہ خاص استراحت ہو چکی ہو یا نہیں اگر وہ دونوں کسی وجہ سے فسخ کرنے میں تاخیر کریں تو قاضی کو چاہیے کہ خود ان دونوں کے درمیان میں تفریق کر اے فسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے کہے کہ میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں یا میں نے نکاح کو فسخ کر دیا یا اور کوئی اسی قسم کا کلمہ کہدے نکاح فاسد میں موجود کر طلاق دیدے تو یہ بھی فسخ ہے۔

(۷) فسخ نکاح کے بعد بشرطیکہ خاص استراحت کے بعد ہوا جو عورت پر عدت واجب ہے اور عدت وہی ہوگی جو مطلقہ عورت کی عدت ہوتی ہے اگر منکوحہ یہ نکاح فاسد کا شہرہ مرا جائے تب بھی اس پر عدت واجب ہے اور اس صورت میں بھی اس کی قیامت ہے جو طلاق کی عدت ہے۔ (د مختار)

(۸) بغیر گواہوں کے نکاح کرنا یا محام سے نکاح کرنا یا غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ سے نکاح کرنا بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے اور جو محلی عدت کی عدت میں پانچویں عورت سے نکاح کرنا اور باوجود موجود ہونے آنادولی بی کے لڑائی سے نکاح کرنا اور کسی کا فرمودہ کا دگو وہ اہل کتاب میں سے ہو کسی مسلمان عورت سے نکاح کرنا یہ سب نکاح فاسد ہیں اور در صورت معلوم ہونے اس امر کے کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے اس سے نکاح کر لینا نکاح باطل ہے (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۳۸)

عہ خبر غلطی میں نکھا ہے کہ بعد خاص استراحت کے ان دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کی غیبت میں فسخ کرے بلکہ صرف ہوا میں فسخ کرنے کا اختیار ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے۔ ۱۲۔

عدت نکاح فاسد اور باطل میں باعتبار فسخ کے صرف اتنا فرق ہے کہ نکاح فاسد میں خاص استراحت کے سبب سے عدت لازم ہوتی ہے اور نکاح باطل میں عدت نہیں لازم ہوتی۔ بلکہ نکاح باطل میں خاص استراحت زمانا کا حکم لگتی ہے اور اس کا ترک سزا زمانا کا مستحق ہوتا ہے ۱۲۔

حقوق زوجین

تلاخ کا تعلق جو بعض ایجاب کی وجہ سے مرد اور عورت میں قائم ہوتا ہے شریعت اسلامیہ میں ایسا سخت اور مستحکم تعلق ہے کہ اس تعلق کے قائم ہوتے ہی طرفین کے بہت سے حقوق ایک دوسرے پر ثابت ہو جاتے ہیں جن کی تفصیل بیان ذیل سے واضح ہے۔
زوجہ کے حقوق۔ عورت کے حقوق اس کے شوہر پر چار ہیں۔

۱) اس کا ہر جس قدر معین ہوا ہو اس کے حوالہ کر کے اگر عیال ہے تو عذرت معین ہوتی ہے اور اگر عیال ہو تو فوراً اور کچھ منجیل اور کچھ منجیل ہو تو جس قدر منجیل ہو اس کو فوراً اور جس قدر منجیل ہو اس کو اس کی میعاد معینہ پر ادا کر دے ہاں اگر عورت معاف کر دے تو یہ دوسری بات ہے۔

اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ کا منجیل ادا کرے تو زوجہ کا اختیار ہے کہ وہ اس کے ساتھ خفاص استراحت اور تقبیل وغیرہ پر راضی نہ ہو اور ان افعال پر اپنے شوہر کو عذرت نہ دے اور اس کے ہمراہ سفر میں جانے سے انکار کر دے اگر کسی وجہ سے برضا مندری یا جبر خفاص استراحت ہو بھی گئی تو تب بھی سفر میں جانے سے وہ انکار کر سکتی ہے اور اس انکار سے نفقہ اس کا سا قضا ہوگا بلکہ بدستور اس کے شوہر کے ذمہ واجب ہے گا۔

اگر عورت نابالغ ہو تو اس کا ولی منجیل کے وصول کرنے کے لئے یہ باتیں کر سکتا ہے کہ اس لڑکی کو اس کے شوہر کے گھر بھیجے اور وہ اس کا اور اس کے شوہر کی کچھائی ہونے دے اور ایسی بات میں وہ نابالغ لڑکی اگر اپنے شوہر کے ہمراہ جانے پر راضی بھی ہو جائے تب بھی قابل اعتبار نہیں اور ماں باپ کے سوا اور کسی ولی کو بغیر منجیل کے وصول کئے ہوئے نابالغ لڑکی کا اس کے شوہر کے حوالے کر دینا دوست نہیں بلکہ عداوت اور اختار جلد ۲ صفحہ ۳۷)

(۲) اس کی عیال و آرام کی نگرانی کرے اور کم از کم جو نفقہ زوجہ کا شریعتاً مفروضہ ہے اس کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے شریعت نے عورت کا مکان اکپڑا رہنے کا مکان شوہر کے ذمہ واجب کر دیا ہے اس کو نفقہ کہتے ہیں نفقہ کے مسائل بقدر درست ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔

نفقہ کے مسائل

عورت کا نفقہ بشرطیکہ وہ نکاح صحیح زوجیت میں آئی ہو اس کے شوہر پر ہر حال میں واجب ہے

خواہ وہ عورت مسلمان ہو یا کافر یا فقیر ہو یا مالدار اور خواہ کبیرا پسین ہو یا صغیرا پسین ہاں شرط ضرور ہے کہ وہ قایل خاص استراحت کے ہو یا شوہر کی خدمت کے کہے اور اس کی مانوسی کا باعث ہو سکے خواہ اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتی ہو یا شوہر کے گھر میں رہتی ہو اور اگر عورت بہت ہی صغیرا پسین ہو کہ نہ حساس استراحت کے قایل ہو اور نہ اپنے شوہر کی خدمت یا انیت کا کام دے سکے اور اگر وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں رہے تو اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ واجب نہیں، اسی طرح اگر شوہر نے اس کو اپنے گھر بھجوا دیا اور وہ باوجود قدرت کے مدد نہ ہوئی تو اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ واجب نہ ہوگا نیز یہ شرط ہے کہ وہ پہلے کبھی شوہر کے گھر چاکی ہو لیکن اگر عورت کا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا وجہ عدم وصولی ہو تو اس انکار سے اس کا نفقہ ساقط نہ ہوگا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا جو عورت مرتد ہو جائے یا غیر رضامندی شوہر کے اور غیر کسی قدر شرمی کے اس کے گھر سے نکل جائے اور وہ عورت جو عورت کی عزت میں اور جس سے نکلے فاسد ہو یا اور وہ مرتد ہو جائے یا کبھی اپنے شوہر کے گھر نہیں گئی اور نہ اب بحالت موجودہ جاسکتی ہے اور وہ عورت جو کسی کی قید میں ہو یا کوئی اس کو غصب کرے لیا ہو اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے سوا اور کسی کے ہمراہ حج کو گئی ہو شوہر نے اجازت دیدی ہو ان تمام عورتوں کا نفقہ ان کے شوہر پر واجب نہیں جو عورت پیشہ ور ہو اور ان کو اپنے پیشہ

عہ کا نفیسہ مرد موجود نہ ہو نصاریٰ یہاں کیونکہ اہل کتاب سے نکاح جائز ہے اہل کتاب کے علاوہ اور کافروں سے نکلے جائز نہیں جیسا کہ شریعت کے بیان میں مقرر ہو چکا ۱۲۔
عصہ اگر اس کو نقل و حرکت کی قدرت نہ ہو مثلاً ایسی مریض ہو کہ کسی سواری پر بھی آجا نہ سکتی ہو تو اس حالت میں اس کا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا اس کے نفقہ کو ساقط نہ کرے گا۔

عصہ عذر شرمی سے مرد ہے کہ جس حالتوں میں شریعت نے غیر رضامندی شوہر کے عورت کو ہر نکل جانے کی اجازت دیدی ہو ان حالتوں میں نکلنے سے نفقہ ساقط نہ ہوگا مثلاً مہر وصول کرنے کے لئے یا اپنے بھتیجے یا بہن کی بربادی کے لئے جبکہ اس کے سوا اور کوئی حجت نہ ہو کر نے والا نہ ہو ۱۳۔

للعہ پیشہ زن، شوہر سے نکل رہی ہو، اسے نفقہ کا نفقہ اسے دے دے گا جب بھڑا پس آجائے گی تو اسے نفقہ ملے گا۔

عصہ اگر شوہر کے ہمراہ حج کو جائے تو شوہر پر اس کا نفقہ عین واجب ہوگا جس قدر وہ بحالت حضور پر کرتا تھا سفر کے اطرافات میں کرایہ وغیرہ کے اس کے ذمہ ہوں گے ۱۴۔

میں مشغول رہتی ہو مثلاً کھانا پکانے یا دودھ پلانے کی نوکری کیا کرتی ہو یا تالہ کا کام کیا کرتی ہو اس وجہ سے دن کو اپنے شوہر کے گھر میں نہ رہ سکتی ہو صرف عادت کو اپنے شوہر کے پاس رہتی ہو ایسی عورت کا نفقہ اس کے شوہر پر صرف شب کے وقت واجب ہے بشرطیکہ اپنے شوہر کے خلاف مرضی ان کا سوا کو کرتی ہو اور اگر اس کی مرضی سے کرتی ہو تو یہ مستور شب و روز کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے مگر اگر بیگمینی عذر کے دن کے وقت اپنے شوہر کے پاس نہ جاتی ہو تو اس کا نفقہ دن کے وقت اس کے شوہر پر واجب ہوگا ذرات کے وقت (رد المحتار جلد ۲ ص ۵۸)

اگر عورت اپنے ماں یا باپ کے گھر میں رہتی ہو اور جب اس کا شوہر اس کے یہاں جاتا ہو تو وہ شوہر کو اپنے پاس آنے دے اس صورت میں بھی اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا ہاں اگر شوہر سے بیگمینی ہو کہ مجھے اس مکان سے لے چل میں اس مکان میں رہنا نہیں چاہتی اور وہ دیکھتا ہے تو اس کا نفقہ ساقط ہوگا۔

نفقہ کے متعلق تین چیزیں ہیں: کھانا، کپڑا اور رہنے کا مکان مکہ نے میں اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ اپنی اور اس عورت کی دونوں کی حیثیت کے موافق کھانا کھلائے اور اگر وہ بالکل غیر مستطیع ہو عورت کی حیثیت کا لحاظ کر کے تو جس قدر اس سے ہو سکے کھلائے باقی اس کے ذمہ قرض رہے گا کہ جب اس کو وسعت حاصل ہو تو اس قرض کو ادا کرے مثلاً عورت بہت امیر ہو کہ اپنے باپ کے گھر میں سوا پلاؤ اور کھیر وغیرہ کھاتی ہو اور شوہر نہایت فقیر ہو کہ جو کچھ روٹی سے زیادہ نہ کھا سکتا ہو اور نہ کھلا سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ گھجیوں کی روٹی اور بکری کا گوشت اس کو کھلائے مگر بالفصل وہ اس کو جو کچھ روٹی کھلائے اور جو کچھ روٹی اور گھجیوں کی روٹی اور بکری کے گوشت کی قیمت میں جس قدر فرق ہو اس پر قرض رہے گا (رد المحتار ص ۵۸)۔

عورت اگر آٹا پیسنے اور کھانا پکانے سے انکار کرے تو دیکھنا چاہئے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو کام کرتی ہیں یا نہیں کرتیں۔ اگر ہو تو شوہر پر واجب ہے کہ اس کو پتہ پکا کھانا کرایا کرے یا کوئی ملازم رکھے جس سے اگر وہ ان امور میں جیسا کھانا کھلائے اور دونوں فقیر ہوں تو فقیروں جیسا اور جو کچھ میرا وہ سرفیق ہو تو سرفیق کا ۱۲ حصہ اس کا مطلب ہے کہ جس کے ماں باپ کے یہاں اگر سب لوگ اپنا اپنا کام خود کرتے ہیں تو اگر چاہتو وہ ان لوگوں میں گھس جائے گی حکام نے ان میں سے کس کس کے یہاں ایک رویت و ثروت ہو کہ نوکروں کے ذریعہ کام کیا جاتا ہو کہ وہ ان لوگوں میں گھس جائے گی جو اپنا کام خود نہیں کرتے پس اصل وہ مالدار اس کا امیر اور فقیر ہی ہے۔

جوان کاموں کو کر دیا کرے اور اگر نہ ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ پتلا پکا لکھانا اس کو لادیا کرے بلکہ اس عورت پر واجب ہے کہ خود پکائے اور خود ہی تمام کام کرے۔

خانہ داری کے تمام سامانوں کا مہیا کر دینا مثل چکی، توالی، اور ٹی، پیالہ، کابی، گھڑائی، ٹوٹا اور فرش وغیرہ شوہر کے ذمہ واجب ہے اور عورت کی کوشش کی چیزوں کا مہیا کر دینا بھی شوہر کے ذمہ ہے مثل گنگھی، تیل، صابون وغیرہ کے، پانی بھر لے کر کی اجرت بھی شوہر کے ذمہ ہے، پانی تنہا کو حقہ وغیرہ کی قیمت بھی شوہر کے ذمہ واجب نہیں (رد المحتار جلد ۲ ص ۷۸۷)

عورت اگر بیمار ہو جائے تو اس کی دعا و علاج کے مصارف شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہیں، (رد المحتار جلد ۲ ص ۷۸۷)

جس طرح عورت کے کھانے پینے میں، دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہے، اسی طرح لباس میں بھی دونوں کی حیثیت کا لحاظ رہنا ضروری ہے، شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ سال میں دو مرتبہ اس کے کپڑے گرمیوں میں گرمی کی ضرورت کے موافق اور جاڑوں میں جاڑے کی ضرورت کے موافق لباس کی تعداد اور اس کی نوعیت دونوں کی حیثیت کے موافق ہونی چاہیے یعنی اگر دونوں امیر ہیں تو امیروں کا لباس اور دونوں غریب ہوں تو غریبوں کا سا اور جو ایک غریب ہو اور دوسرا امیر تو متوسط درجہ کا۔

کپڑے کی نوعیت میں اگر شوہر کے دم و رواج کا لحاظ بھی ضروری ہے عورت کے لئے بستر اور لحاف وغیرہ علیحدہ بنا دینا چاہیے اگر وہ اس کی خواہش کرے، جو قی وغیرہ بھی لباس میں داخل ہے۔ مکان بھی عورت کے رہنے کا دونوں کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے اور اس مکان میں بغیر عورت کی رضامندی کے کوئی اور عزیز شوہر کا نہیں رہ سکتا سوا ایسے نابالغ بچوں کے جو عورت مرد کے باہمی تعلقات کو نہ سمجھتے ہوں، شہر کا بھائی، بیٹا، ماں باپ، دوسری بیویاں وغیرہ سب سے وہ مکان خالی ہونا چاہیے اس طرح شوہر کو بھی اختیار ہے کہ اس مکان میں عورت کے کسی عزیز کو نہ رہنے دے۔

اگر کسی بڑے مکان کا کوئی خاص حصہ محفوظ ہو اور مقفل ہو سکے عورت کو ویرا جائے تب بھی کافی ہے یہ کچھ ضروری نہیں کہ مکان باطل علیحدہ ہو۔

اگر شوہر اپنی عورت کے لئے کوئی ایسا مکان تجویز کرے جس کے اطراف میں بالکل آبادی نہ ہو تو عورت کو چاہیے اس طرح شوہر کو بھی اختیار ہے کہ اس مکان میں رہنے پر راضی نہ ہو پس شوہر پر یہ بات ضروری ہوگی

نوکسی ایسے مکان میں اس کو رکھے جس کے پڑوس میں شرقا و مغربا رہتے ہوں اگر عورت کے ہمسوا کوئی غلام یا لونڈی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ حاجت سے تادمہ ہوں اگر لونڈی غلام نہ ہوں بلکہ نوکر ہو تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے عورت جب مریض ہو جائے تو اس کی خدمت کے لئے کوئی ملازم رکھ دینا شوہر کے ذمہ ہے اگر کوئی شخص اپنی عورت کا نفقہ ادا کرتا ہو تو عینت کو حق حاصل ہے کہ قاضی کی عدالت میں اپنے نفقہ کی تلاش کرے اور قاضی موافق قلابہ مذکورہ کے اس شخص سے نفقہ دلادے قاضی کو چاہئے کہ اس مرد کے پیشہ اور اس کی آمدنی کے لحاظ سے نفقہ دینے کی مدت مقرر کر دے یعنی اگر کوئی دستکار ہو مجھ روزانہ آمدنی ہوتی ہے تو اسے روزانہ نفقہ دینے کا حکم دے اور اگر کوئی ملازم ہو جسے ماہانہ آمدنی ہوتی ہو تو اسے ماہانہ دینے کا حکم دے اور اگر کوئی کاشتکار یا زمیندار ہو جسے سالانہ آمدنی ہوتی ہے تو اسے سالانہ دینے کا حکم دے اور نیز قاضی کو چاہئے کہ شوہر کا خرچ و غیرہ دریافت کر کے نفقہ مقرر کرے اور اگر قاضی نے جو مقدار روپیہ کی متعین فرمائی فائدہ گراں ہو جانے کے سبب کہ وہ مقدار کافی ہو جائے تو ایسی صورت میں شوہر کو روپیہ کی مقدار بڑھانا ہوگی تاکہ کافی ہو جائے اسی طرح اگر فائدہ اڑاں ہو جائے تو جس قدر روپیہ فاضل بچتا ہے وہ عورت کو واپس کرنا ہوگا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۷۰۲)

اگر عورت کو شوہر کے مفروض یا روپوش ہو جانے کا غرض ہو تو اس کو اس امر کا حق حاصل ہے کہ اپنے نفقہ کے لئے شوہر سے ضمان طلب کرے خواہ ایک ماہ کے لئے ضمان طلب کرے یا اس سے زیادہ کے لئے جیسی اس وقت مصلحت ہو اور (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۷۰۲)

عورت کو اختیار ہے کہ اپنے شوہر کے مال میں سے کھائے پینے کی چیزوں کو موافق دستور کے کھاپی لے اور اپنا لباس وغیرہ اس کے روپیہ سے جو لے لے شوہر کو اطلاع کرے یا نہ کرے اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نفقہ کی بابت یہ رضامندی خود کوئی مقدار روپیہ کی مقدار کرے پھر بعد چند روز کے کہے کہ یہ مقدار مجھے کافی نہیں ہوتی تو اگر وہ حقیقت وہ مقدار کافی نہ ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ اس مقدار کو بڑھا دے اور اگر وہ تعین مقدار کے شوہر کہے کہ میں اس مقدار کے دینے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کی بات نہ مانی جائے گی ہاں اگر فائدہ میں روزانہ ہو گئی ہو یعنی اس مقدار معینہ ہے کہ اس صورت کے لئے کافی ہو جائے تو پھر قاضی اس مقدار کو کم کر دے گا

گورشتہ دونوں کی بابت نفقہ کا طریق ایک ملایا ایک ماہ سے زائد کے لئے نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک مہینہ گزر جانے سے نفقہ ساقط ہو جاتا ہے ہاں اگر قاضی کے فیصلے سے یا باہمی رضامندی سے

نفقہ کی بابت کوئی مقدار خاص نفقہ کی مقدار مقرر ہوگئی ہو تو اس کا دعویٰ ایک ماہ سے زائد کے لئے بھی ہو سکتا ہے (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۷۱۲)

اگر عورت و مرد میں باہم اس گزشتہ زمانے کی مقدار میں اختلاف ہو جس میں شوہر نے نفقہ نہیں دیا مثلاً عورت کہتی ہو کہ دو مہینہ سے نہیں دیا شوہر کہتا ہو کہ ڈیڑھ مہینہ سے نہیں دیا تو ثبوت عورت سے طلب کیا جائے گا اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکے تو شوہر کی بات مانی جائے گی اور اگر عورت نفقہ دینے کی منکر ہو اور شوہر مدعی ہو تو قسم لے کے عورت کی بات مانی جائے گی۔ طلاق سے عورت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا یعنی جب تک اس کی قدرت نہ گزر جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ وہ عورت کے زائد نہیں گھری ہو مگر یہی پر مضمین ہے طلاق بائن ہو خواہ رجعی (محکم دلائق)

(۳) نیکسراحتی زوجہ کا حسن معاشرت یعنی شوہر پر واجب ہے کہ وہ اس کی خاطر واری اور دغا مندی کا ہر امر میں لحاظ رکھے بشرطیکہ کوئی مصیبت لازم نہ آتی ہو۔ ہماری شریعت اسے میسر میں ایک مرد کے لئے ایک ساتھ چار نکاح کی اجازت دی گئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی حکم بھی ہے کہ اگر سب کے ساتھ حسن معاشرت نہ کر سکے اور برابر کا برتاؤ نہ کر سکے تو ایک سے زیادہ نکاح ذکر سے یہاں سے بچنے والے کہہ سکتے ہیں کہ ہماری شریعت میں حسن معاشرت کا کہاں تک خیال کیا گیا ہے۔

جس شخص کی کئی بیویاں ہوں اس پر واجب ہے کہ کھانے میں اور ہر ایک کے پاس رہنے میں برابری کا لحاظ رکھے جس قسم کا کھانا اور لباس ایک کو دے ویسا ہی دوسری کو بھی دے اور چھٹی دیر ایک کے پاس ہے اتنی ہی دیر دوسری کے پاس لگے گی۔ شب ایک کے پاس رہے تو ایک شب دوسری کے پاس بھی اور جو دو شب ایک کے پاس رہے تو دو دوسری کے پاس بھی دو شب رہے ان خاص استراحت میں برابری کا لحاظ نہیں واجب کیا گیا کیونکہ یہ بات دل کے میلان سے اتفاق رکھتی ہے اور دلی میلان انسان کے اختیار سے باہر ہے لیکن حتیٰ الامکان اس میں بھی برابری کا لحاظ رکھے تو مستحب ہے اور اگر خاص استراحت میں برابری کا لحاظ واجب نہیں لیکن یہ بات واجب ہے کہ

عہ انزل تعالیٰ نسرا تا ہے کہ فان خفتم الا فعدوا فاولئک اذین اگر تمیں ہے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کر ۱۲۰۔

حقوق زوجہ کے ذمہ ہیں اور بہت سے مسائل حاصل ان تمام حقوق کا یہ ہے کہ غنیمت کا راضی رکھنا اور اس کی اطاعت کرنا زوجہ پر واجب ہے بشرطیکہ خلاف فرض الہی اور خلاف شریعت یا نہ کا حکم دے اور اگر شوہر کے حقوق کی تفصیل میں طول ہوگا لہذا مختصر اُصرف اسی قدر کھدنا کافی ہے کہ زوجہ پر اللہ کے حق کے بعد سب سے زیادہ شوہر کا حق ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی کا سجدہ جائز ہو تا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے غنیمت پر کاسجدہ کرے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بائیں آدھیں کی نگاہ روزہ اور کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی مگر ان کے وہ عورت ہے جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو۔

عورت کو یہ بھی چاہیے کہ اپنے شوہر کے سامنے اپنی آراء پیش و فیصلہ کوتاہی نہ کرے اور اس کے بزرگوں کا ویسا ہی خیال و ادب رکھے جیسے اپنے بزرگوں کا اور شوہر کے مال کی حفاظت جہاں تک اس سے ممکن ہو کرے اور شوہر کی غیبت میں اپنا بناؤ سنگار باطن نہ کرے۔

زوجین کے حقوق کا بیان ہو چکا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت جو اہمات المؤمنین کے ساتھ تھا نقل کرتے ہیں جس کو دیکھ کر سوائے کہ آپ ہی کی قوت تھی اور کچھ نہیں کہا جاسکتا اس قدر کثرت اور آج پرانی حسن معاشرت ہر بصر کے حوصلے سے باہر ہے یہ بھی یکساں پکا معجزہ تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن معاشرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر فرمایا کرتے تھے خیام رکھنا کھانا کھانا دانا خدیر کھانا کھانی یعنی تم میرا بھرہ ہے جو اپنی بی بی سے عودہ برتاؤ کرے اور میں اپنی بی بی کے ساتھ تم سب سے زیادہ عودہ برتاؤ کرتا ہوں یہ ایک بہت بڑی شہادت حسن معاشرت کی ہے جو خود حضرت کے کلام سے ثابت ہوئی اب آپ کا برتاؤ اپنی ازواج کے ساتھ جو حدیث کی کتابوں میں مروی ہے نقل کیا جاتا ہے بیان سابق سے یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت ان تئیں اور ان کو بیویوں کے علاوہ کچھ نہیں تھی یعنی ان کے لیے ایک ماہیات ہے کہ جب کس کے علاج میں کئی عورتیں ہوتی ہیں تو ان میں باخود رجحان و کشمکش کے علاوہ جو سوت کے ہونے کے لوازم

عہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ جن مثل الذی علیہن یعنی جس طرح عورتوں پر مردوں کا حق ہے اسی طرح مردوں پر بھی عورتوں کا حق ہے ۱۱۔

سے ہے ان کو اپنے شہر سے بھی رنج و ملال پہتا ہے اور اس رنج و ملال اور تنازعہ و بغض کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ ظہر کا انتقام سب کی طرف کیساں نہیں ہوتا مگر ایک معصوفہ عورت جس نے خوب تحقیق سے تو رنج و ملال دیکھا ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس کو اس کی وجہ سے اس کے اندر کچھ نہیں کر آپ کا انتقام سب کی طرف برابر تھا اگر حادثہ کی کتابوں میں یہ عروسی ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کو محبت زیادہ تھی مگر کبھی اس زیادتی محبت کے باعث یہ نہیں ہوا کہ آپ نے اوروں کی طرف انتقام کم کر دیا ہو یا اوروں کے یہاں آمد و رفت کم کر دی ہو ان کی خبر گیری میں ان نفقہ و غیرہ کے مصارف میں کچھ کمی کر دی ہو اس کی سبب سے کبھی کسی بی بی کو آپ سے اس امر کی شکایت کا موقع نہیں ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے جب تک رَأَى مِنْ دُونِ الْكُفْرِ الْفَيْتَ سَلَوًا قَلِيلًا یعنی مجھے تنہا دیکھ کر دنیا کی چیزوں میں سے صرف دو چیزیں پسند تھیں عورت اور خوشبو اسی وجہ سے آپ نے کسی نکاح کے کثرت ازدواج کی کچھ حکمتیں ہم اور بیان کر چکے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعدۃ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے بہت سے نکاح کئے اس میں یہ حکمت تھی کہ بہت سے احکام شریعت جو عہد قبل سے متعلق ہیں اور مردوں کو ان پر اطلاق نہیں ہو سکتی تھی وہ احکام ان ازدواج پاک کے ذریعہ سے امت کو پہنچیں اور حجت خداوندی قائم رہے اور عورتوں کے حقوق ادا کرنا اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کا برتنا تمام امت کو معلوم ہو جائے ماقبلی یہ حکمت ایک بہت بڑی حکمت ہے اگر دقیق نظر سے دیکھی جائے تو ایک اور اور العزم وغیرہ جو اپنے حقیقی مالک کی درگاہ میں اعلیٰ وجہ کا تقرب رکھتا ہو اور منصب نبوت کے فرائض کی انجام دہی اس کے متعلق ہو وہ ایسا کثیر التعلقات ہو کر ان تعلقات کے ادا کے حقوق کا اس قدر خیال کرے اور اپنے گراں بہا وقت شریف کا ایک حصہ ان باتوں میں صرف کرے کہ کثرت ازدواج سے جس طرح عورتوں کے حقوق ادا ان کے ساتھ حسن معاشرت کی یہ نظیر تاکید ثابت ہوتی ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی طرفی اور بلند درجہ و منزلت کا بھی کچھ اندازہ ہوتا ہے اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اندازہ کرنا بشری قوت سے باہر ہے۔

الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازدواج کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھتے تھے یعنی سب کے ادا کے حقوق کا برابر خیال کرتے تھے ہر ایک کے یہاں رہنے کے آپ نے باری مقرر کر دی تھی ایک کی باری میں دوسرے کے یہاں ہر گز دہتے تھے حضرت عائشہؓ سے باوجود کہ محبت نواز

تھی مگر ایک مرتبہ وہ حضرت صفیہؓ کی باری کے دن حضرت کے پاس آئیں تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم کہیں آئی ہو، جاؤ، انھوں نے عرض کیا کہ آج صفیہؓ نے اپنی باری مجھے دیدی ہے بڑی کا بہانہ کیا تھا کہ مرض وفات میں بیکآپ کی طبیعت حضرت عائشہؓ کے یہاں رہنے کو چاہتی تھی آپ نے بغیر اجازت اور اذواج کے اس امر کو گوارہ نہ کیا جب سب نے اجازت دیدی اس وقت آپ حضرت عائشہؓ کے یہاں تشریف لے گئے جب آپ سفر میں تشریف لے جاتے تھے تو قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام قرعہ میں نکل آتا تھا آپ اسی کو اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔

ہر روز نماز عصر کے بعد آپ اپنی تمام اذواج کے یہاں تشریف لے جاتے تھے اور سب کی خیریت دریافت فرماتے تھے۔

بہت ہی خوش گوئی اور خوش خلقی سے پیش آیا کرتے تھے کبھی سخت کلامی نہ فرماتے تھے گو کبھی ہی خلاف مزاج بات کہیں نہ ہو، ایک مرتبہ تمام اذواج مطہراتؓ کی آپ سے اپنی اخراجات کا مطالبہ کیا حضرت ؐ کو بیت نگوار گزارا لیکن اس کے جواب میں کسی قسم کا سخت کلام نہ ہاں مبارک سے نہیں نکلا ہاں اس واقعہ پر آپ نے ایک مہینہ کا ایلا کر دیا تھا یعنی ایک مہینے تک آپ اپنی اذواج کے پاس تشریف نہیں لے گئے۔

حضرت ام المومنین حضرتؓ کو ایک مرتبہ جی طلاق دی بعد اس کے رجوع کر لیا۔ کسی روایت میں ؐ نہیں دیکھا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اذواج پاک کو خطاب کیا تھا کوئی سخت اور ناگوار کلمہ کہا ہو بیشہ تحمل اللہ پر باری سے آپ نے کام لیا اگر کبھی کوئی بات نصیحت اور تعلیم کے طور پر فرماتے تھے تو نہایت نرم اور با اثر الفاظ میں۔

لونڈی غلام اور ان کے نکاح کے احکام

- (۱) یہ مسئلہ اور پر بیان ہو چکا ہے کہ عورت اپنے غلام کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی اور جس طرح ان میں نکاح جائز نہیں اس طرح بغیر نکاح کے بھی خاص استراحت و صحت نہیں۔
- (۲) مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ درست نہیں مگر اس کے دوست نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ نکاح کا نتیجہ مرتب نہ ہوگا اور بعد از ذکر دینے کے نکاح قائم نہ رہے گا اور اگر اس لونڈی کو طلاق دی جائے تو طلاق نہ ہوگی (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)
- (۳) اپنی لونڈی کے ساتھ بغیر نکاح کے خاص استراحت و صحت جائز ہے مگر اس زمانہ میں اس امر کے

نے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر لوگ دنیا میں ناجائز طریقے سے قبضہ کر لیتے ہیں اور ان کے لئے بڑی توجہ ضرورت کے لوٹتی بنائی جاتی ہیں جہاں وہ سے جو عورتیں گرفتار ہو کر آتی ہیں وہ بوجہ اس کے کہ آج کل مال خیریت کی تقسیم قاعدہ شرعیہ کے موافق نہیں ہوئی تو عدلیہ کا حکم نہیں رکھتیں اور ان کے بغیر نکاح کے خاص استراحت درست نہیں ہیں اگر کسی طریقے سے یہ امر معلوم ہو جائے کہ یہ لوٹتی دراصل لوٹتی ہے تو اس کے ساتھ خاص استراحت میں کوئی مشالہ نہیں ہے اور احتیاطی بغیر نکاح کے خاص استراحت سے احتساب بہتر ہے اور اگر کوئی کافر لوٹتی نہ ہو یا تحقیق ہو جائے تو ایسی حالت میں اس سے بغیر نکاح کے خاص استراحت ناجائز ہے۔

(۲) ایسی صورت میں جبکہ کسی لونڈی کے لونڈی ہونے میں احتمال ہو اگر اس سے نکاح کیا جائے تو گواہ نتائج نکاح کے اس نکاح پر مرتب نہ ہوں گے مگر ایک نتیجہ اس پر احتیاطاً ضرور مرتب کرایا جائے گا اور وہ یہ کہ اس نکاح کے بعد صرف تین نکاح اس شخص سے کئے جائیں گے۔
 ہیں، پھر تھے نکاح سے احتیاطاً اجتناب کرے (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

(۵) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی لونڈی خاص استراحت کے لئے دے تو اس دوسرے شخص کو اس لونڈی سے خاص استراحت جائز نہیں کیونکہ خاص استراحت کے جائز ہونے کی صرف دو ہی صورتیں ہیں نکاح یا ایک (۱) مالخاں جلد ۱ صفحہ ۳۸۰

(۶) باپ کی لونڈی سے بیٹے کو اور بیٹے کی لونڈی سے باپ کو، اداسی طرح اپنی نردج کی لائندہ سے شوہر کو خاص استراحت چائز نہیں گو یہ لوگ اجازت دے کر بھی دیں۔

(۷) ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی نوڈی غلام کا نکاح دوسرے سے کر دے یا انہیں اجازت نکاح کی دے۔ اگر نوڈی غلام نکاح پر راضی نہ ہوں تو اس کا مالک جبراً ان کا نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ ایک ماں کی کامل بیوہ۔

عہدہ لازمی کا لازمی مہر نامہ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ وہ اثاثہ فسطحاً بعد فسطحاً مختلف ہوگی پہلی آمد ہی ہو یا اس طور پر کہ ٹھکانہ
اقرار کرے یا اس طرح ہرگز بہت المال کے کھل سے بھری ہوئی ہو۔

عصا غلام کی کوئی قسمیں ہیں ایک قن اور دوسری کا مل غلام بھی کامل غلام ہے دوسرے شکاتہ کہ جس سے یہ معاملہ چنگا پر کہ صاحب
صفت قن پرانی گلاب سے ادا کرنے کے بعد ادا ہے جس سے دوسرے سے مالک نے کہہ دیا ہو کہ تو جلد میرے ارٹنے
کے ادا چھان و قسموں کے غلام کامل غلام نہیں ہیں ۱۳

(۸) جس لونڈی کے ساتھ اس کا مالک خاص استراحت کیا کرتا ہو اس کا نکاح کسی دوسرے سے کرے تو وہ امر ضروری ہے کہ پہلے اس کے دم گناہ صاف ہونا معلوم کرے اگر نہ اس کے معلوم کئے ہوئے نکاح کر دیا اور اس لونڈی کا اپنے مالک سے حاملہ ہونا ظاہر ہوا تو یہ نکاح فاسد ہو جیسا کہ تھا۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ کر دے تو اس صورت میں اس غلام پر ہر دفعہ واجب نہ ہو گا اور اگر لونڈی کسی اندک ہے اور غلام کسی اور کا یا کسی آزاد عورت سے کسی غلام کا نکاح کیا جائے یا کسی لونڈی کے ساتھ کسی آزاد مرد کا نکاح کیا گیا ہو تو ان مسیحہ صحت میں نفقہ اور مهر شوہر کے ذمہ واجب ہو گا اور اگر کسی غلام کو بعد نکاح کر دینے کے اس کا مالک فروخت کر دے گا تو اس کی بیانی کے ہر دفعہ کا مطالبہ اس مالک سے نہ کیا جائے گا بلکہ وہ اسی غلام کے ذمہ رہے گا۔

(۱۰) جب تک غلام اپنی عورت کا نفقہ اور مهر ادا کر سکے تو اس کے مالک کو چاہیے کہ اسے بیچ ڈالے اور اس کی قیمت سے نفقہ اور مهر ادا کرے اور اگر یہ قیمت کافی نہ ہو تو بقیہ رقم کا مطالبہ اس سے بعد آزادی کے کیا جائے گا پھر دوسرے مالک کے یہاں بھی اگر وہ نفقہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر بیچا جائے گا۔ ہاں ہر کے عوض میں اب دوبارہ نہ بیچا جائے گا کیونکہ ایک مرتبہ اس کے لئے یک چکا ہے البتہ نفقہ جو تک بار بار واجب ہوتا ہے لہذا اس کے لئے بار بار بیچنا چاہیے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو ہر دفعہ کی وجہ سے بیچنے میں سستی کرتا ہو تو قاضی بیچوس کی موجودگی میں اسے فروخت کر ڈالے گا۔

(۱۱) لیس مالک کی اجازت کے اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنا نکاح کسی سے کر لے تو وہ نکاح مالک کی اجازت پر موقوف ہے گا اگر مالک اجازت دے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا ورنہ باطل ہو جائے گا اور باطل ہونے کی صورت میں ہر دفعہ شوہر کے ذمہ واجب نہ ہو گا ہاں اگر خاص استراحت کی کی نوبت آگئی ہے تو ہر مثل کا مطالبہ اس سے کیا جائے گا وہ بھی بعد آزاد ہو جانے کے۔

(۱۲) مالک نے اگر ایک نکاح کی اپنے غلام یا لونڈی کو اجازت دی اور اس نے دو نکاح کر لئے تو پہلا نکاح صحیح ہو جائے گا اور دوسرا نکاح باطل ہو جائے گا۔

حکم دم کے خلاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حاملہ تو نہیں ہے بل کا ہونا ہر حیض کے آنے تک معلوم ہو جاتا ہے۔

تو اس غلام کو میری طرف سے ایک ہزار روپیہ میں آزاد کر دے اور وہ آزاد کر دے تو فوراً نکاح فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس عورت میں گو یا وہ غلام اس شخص سے ایک ہزار روپیہ کے عوض ہے اس عورت کے ہاتھ بیچا پھر گویا اس کی طرف سے نکاح اسے آزاد کیا ہاں اگر وہ عورت یہ نہ کہے تو ایک ہزار میں بلکہ صرف اسی قدر کہے کہ اس کو میری طرف سے آزاد کر دے تو نکاح فاسد نہ ہو گا اور یہ آزادی اس عورت کی طرف سے نہ بھیجی جائے گی۔

(۸) جب کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کر دے تو پھر اس لونڈی سے اس کو خاص استراحت کرنا جائز نہیں ہاں جب اس کا شوہر اس کو طلاق دیدے یا کسی وجہ سے نکاح فاسد ہو جائے تو پھر اس سے خاص استراحت جائز ہے مگر بعد اس امر کے معلوم کرنے کے کہ اسے حل تو نہیں ہے۔

نابالغ بچوں کے نکاح کا بیان

نابالغ بچوں کے نکاح کے مسائل اگرچہ ضعیف کچھ اور بیان ہو چکے ہیں لیکن خاص طور پر اب ان کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) جس طرح نوٹری غلام کا نکاح بغیر اجازت مالک کے نہیں ہوتا اسی طرح نابالغ بچوں کا نکاح بغیر اجازت ان کے والد کے نہیں ہوتا۔

(۲) نابالغ لڑکیوں کو بعد بلوغ کے نکاح کے قائم رکھنا ضرور کھتے کا اختیار ہے مگر اختیار صرف ذات بلوغ تک کے لئے ہے، اُن کو جس وقت اپنے بلوغ کا علم ہوا ہو یا بعد بلوغ کے نکاح کی خبر ملی اور فوراً نابالغ کا علم ہوتے ہی یا نکاح کی خبر سننے ہی رضامندی یا ناراضمانندی ظاہر نہ کی تو اختیار باطل ہو جائے گا، ہاں اگر عورت شبہ ہو تو اس کا اختیار بغیر صریح رضامندی یا ناراضمانندی کے باطل نہ ہو گا اس اختیار میں مسئلہ کا معلوم نہ ہونا قدر نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی نابالغ نے جو بعد اس امر کے معلوم ہونے کے کہ نابالغ کو بعد بلوغ کے اپنے نکاح سابق کو قائم رکھنے نہ کھتے کا اختیار ہوتا ہے، اپنے نکاح کی خبر سنا کر سکوت کیا تو اس سکوت سے بھی اس کا اختیار باطل ہو جائے گا، یہ اختیار جس طرح عورت کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح مرد کو بھی حاصل ہوتا ہے اور مرد کا اختیار شبہ عورت کی طرح بغیر صریح رضامندی یا ناراضمانندی ظاہر کئے ہوئے باطل نہیں ہوتا۔

ہاں اگر یہ نکاح باپ نے یا دارا نے کیا ہو تو پھر بلوغ کے بعد اس کو فسخ کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح اگر یہ تاباٹ کوئی عمامہ یا لٹری ہو اور اس کے مالک نے اس کا نکاح کیا ہو تو اس کو بھی بعد بلوغ کے فسخ کا اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص بیٹوں ہو گیا ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور بحالت جنون اس کا نکاح اس کے بیٹے نے کر دیا ہو تو اس بیٹوں کو بعد زوال جنون کے اس نکاح کے فسخ کا اختیار نہیں ہے (رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۳۲)

اور اگر لوگ معاملات میں غلطی کرنے (اور دھوکا کھانے) میں مشہور ہوں یا یہ نکاح انھوں نے نظے میں کر دیا ہو تو باپ دادا اور بیٹے کے کہنے ہوئے نکاح میں اختیار حاصل رہے گا مگر مالک کے کہنے ہوئے نکاح کے ختم کا اس صورت میں بھی اختیار نہیں ہے۔

(۳) باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی اگر کسی نابالغ کا نکاح غیر رضائے سے کر دے تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اس باپ دادا کا کیا ہوا نکاح اس حالت میں بھی صحیح ہوگا جبکہ لازم ہوگا یعنی فسخ کا اختیار باقی ضرر ہے گا جیسا کہ اوپر گزشتہ جگہ۔

یہاں تک کہ مسلمانوں کے نکاح کے احکام تھے جو بیان کے لئے مجھے اب کچھ مختصرے مسائل کافروں کے نکاح کے متعلق بھی بیان کئے جاتے ہیں مگر چنانچہ ان مسائل کی زیادہ ضرورت اس وقت تھی جب اسلام کی حکومت تھی غیر وہاب کے لوگ اپنے مقدمات وغیرہ اسلام کے قاضیوں اور اماموں کے سامنے پیش کرتے تھے اور اب ان کی چنداں ضرورت نہیں رہی کیونکہ بغرض تحصیل علم کے اور نیز اس وجہ سے کہیں زہدین میں سے کوئی ایک یا دو لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے ہمچار سابق کا حکم قاعدہ اسلامیہ کے موافق دریافت کرنا منظور ہوتا ہے اور اس قسم کی کبھی کبھی ضرورتیں بھی پیش آجاتی ہیں لہذا بقدر ضرورت کافروں کے نکاح کے مسائل بھی لکھے جاتے ہیں۔

کافروں کے نکاح کا بیان

(۱) جو کلمہ مسلمانوں کی یہاں از روئے شریعت صحیح ہے وہ کافروں کے لئے بھی صحیح ہے۔

صحیح مسیحی (د عقائد و غیرہ)

[illegible]

حق تعالیٰ اسکا موصوفہ قرآنِ اخیر کے دہریوں کے لئے عجیب عالمِ ماکتہ بنا لیا ہے۔

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ کسی کافر کی بی بی سے ہم میں قواعد شریعہ کی طرف سے نکاح صحیح ہو گیا ہو
کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز نہیں اگرچہ ممانعت ان کافروں میں سے ہونے کے ساتھ مسلمانوں
کو نکاح کرنا جائز ہے یعنی اہل کتاب۔

دوسرا نتیجہ۔ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر زوجین ایک ہی وقت میں مسلمان ہو جائیں تو اسی نکاح سابق
پر قائم رکھے جائیں گے جدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۲) جو نکاح مسلمانوں کے یہاں ناجائز ہے یا جو کسی شرط صحت نکاح کے نہ پائے جانے کے
بہ کا غرض کے لئے جائز ہے بشرطیکہ وہ اس کے جواز کا اعتقاد رکھتے ہوں۔

نتیجہ اس مسئلہ کے یہی وہی ہیں جو پہلے مسئلہ کے تھے مثلاً کسی عیسائی یا یہودی نے اپنے
ہم مذہب عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح میں اللہ کے شریعت اسلامیہ کوئی شرط صحت نکاح
کی نہ پائی تھی مگر شریعت عیسوی یا موسوی میں وہ نکاح بہم وجہ صحیح ہے تو ایسی صورت میں کوئی مسلمان
یہ سمجھ کر کہ اس کا نکاح تو ہمارے نزدیک صحیح نہیں اس کی بی بی سے نکاح کرنا چاہے تو ناجائز ہے
اور دونوں زوجین کو اگر خدا ہدایت کرے اور مسلمان ہو جائیں تو اسی سابق نکاح پر برقرار رکھے
جائیں گے۔

(۳) جو نکاح مسلمانوں کے یہاں بوجہ عدم صلاحیت محل کے ناجائز تھا وہ ان کے لئے جائز
رکھا گیا ہے یہ صحیح ہے اور اختیار وغیرہ)

اس مسئلہ کے بھی دو نتیجے ہیں اول یہ کہ ایسی منکوحہ سے اگر کوئی مسلمان نکاح کرے تو ناجائز
ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے زوجین پر بوجہ اس نکاح کے جہت زنا کی لگائے تو اس پر حد قذف جاری
کی جائے گی، یہ نتیجہ صرف اسی زمانہ کے ساتھ خاص تھا جب اسلام کی سلطنت تھی اور قوانین اسلام
پر عمل کیا جاتا تھا نتیجہ پہلے دونوں مسئلوں میں بھی ہے (دہ بخارہ وغیرہ)

اس مسئلہ میں یہ نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا کہ اگر زوجین جو فوق خداوندی مسلمان ہو جائیں تو بھی
نکاح ان میں باقی رکھا جائے گا مسلمان ہو جانے کے بعد اس نکاح پر وہ قائم رہ جائیں گے اور
ذاب جدید نکاح بوجہ عدم صلاحیت محل کے جائز ہو گا مثلاً کسی یہودی نے اپنی ماں کے نکاح

عہ قذف کے سنی کسی پاک دامن کو جہت زنا کی لگایا ایسے شخص کی سزا شریعت میں اتنی دہ
ہی اسی کو قذف کہتے ہیں ۱۰۔

کر یا تو اب اس کی ماں سے کوئی مسلمان نہیں کر سکتا اور اگر اس یہود کا یا اس کی ماں پر کوئی شخص اس نکاح کے سبب سے نکاح الزام لگانا تو اسلامی شریعت کی رو سے قذف کی سزا دی جاتی ہے اگر یہ دونوں مسلمان ہو جائیں تو یہ نکاح قائم نہ رہے گا۔

۱۱) جس نکاح پر کفار بعد اسلام کے قائم نہ رکھے جائیں اس نکاح میں زوجین باہم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے اور جس پر قائم رکھے جائیں گے اس میں وارث ہو سکتے ہیں یہی صحیح ہے۔ (رد المحتار)

۱۲) اگر کفار مسلمانوں میں کسی کو حکم بنا سکے اپنا نکاح فسخ کرنا چاہیں تو وہ نکاح اگر وہی ہو جس کا بیان تیسرے نمبر میں ہوا تو وہ حکم ان دونوں میں تفریق کراوے اور جو زوجین ہیں سے کوئی ایک کسی مسلمان کو حکم بنا سکے تفریق کا فوائدا سنگاڑ ہو تو اس صورت میں وہ حکم تفریق کا حکم نہیں دے سکتا کیونکہ مسلمانوں کو اس امر سے منع کر دیا گیا ہے کہ وہ کسی کے مذہبی معاملات میں دست اندازی کریں، اُن اگر کوئی خود ان سے دست اندازی کی استدعا کرے تو اہل بیت انہیں دست اندازی کا تر ہے اور اس صورت میں چونکہ یہ معاملہ دو آدمیوں سے متعلق ہے اور ان میں سے صرف ایک نے دست اندازی کی استدعا کی ہے لہذا ایسی حالت میں از روئے شریعت کسی کو دست اندازی کا حق حاصل نہیں ہے۔

۱۳) اگر کافر زوجین میں سے صرف ایک آدمی مسلمان ہو جائے تو دوسرے کو بھی اسلام کی ترغیب دی جائے اور اس سے مسلمان ہونے کے لئے کہا جائے اگر وہ مسلمان ہو جائے تو بہتر ہے نکاح ساقی بدستور قائم رہے گا اور اگر وہ مسلمان ہو جائے تو نکاح کو دے تو قاضی ان دونوں کے درمیان میں تفریق کراوے یہ سب صورتیں اس وقت ہی جبکہ زوجین عاقل و بالغ ہوں اور اگر وہ کبھی مسلمان ہو گیا تو عاقل و بالغ ہے اور اگر مسلمان نہیں ہو تو وہ عاقل و بالغ نہیں ہے وہ بھی اس صورت میں اس کے بن تمیز کا انتظار کیا جائے گا جب بن تمیز کی پہنچ جائے گا تو راجح ہے کہ اس وقت اس پر اسلام پیش کیا جائے اگر مسلمان ہو جائے تو وہی نکاح ساقی قائم رہے گا۔
۱۴) اگر تفریق کرا دی جائے اور اگر وہ بالغ بنو تو پھر اس کے بن تمیز کا انتظار کیا جائے گا

۱۵) نہ مختار کے بعض عیبوں سے اس مقام پر غلطی ہو گئی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ اگر اس شخص کی ماں نکاح بدستور ہو تو اس ماں پر اسلام پیش کیا جائے گا بلکہ قاضی وہی ملو کر کے نکاح فسخ کر دے گا۔

بلکہ اس کے والدین پر گروہ زندہ ہوں گے تو اسلام پیش کیا جائے گا ان میں سے اگر ایک بھی اسلام لے آئے گا تو یہ نابالغ بھائی اسی کا نکاح قرار دیا جائے گا اور صلح سابق قائم رکھا جائے گا اور اگر والدین زندہ نہ ہوں تو کچھ قاضی اس کی طرف سے کسی کو دھبی مقرر کر دے اور اس دھبی کے موافق میں ان زوجین میں باہم تفریق کر دے۔
(۸) کافروں کی طلاق اور خلع وغیرہ صحیح ہے۔

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر کوئی کنبائی کافر اپنی بی بی کو طلاق دیدے یا اس سے خلع کرے تو اس سے دوسرا شخص جو مسلمان ہو نکاح کر سکتا ہے۔
(۹) کافروں کے ذمہ ان کہہ بیویوں کا ہر اور نفقہ واجب ہے۔

نتیجہ اس مسئلہ کے دو ہیں، اول یہ کہ اگر کسی قاضی کی عدالت میں کوئی کافر عورت اپنے کافر شوہر پر نان و نفقہ کا دعویٰ کرے گی تو اس کا دعویٰ مسوع ہو گا مگر یہ نتیجہ اس وقت کے مسلمانوں کو کچھ کار آمد نہیں کیونکہ نہ ان کا حکومت ہے اور نہ کوئی ان کا قاضی۔

دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی کافر عورت مسلمان ہو جائے اور اس کے شوہر نے زمانہ نکاح میں اس کو نان و نفقہ نہ دیا ہو اور پھر بھی اس کا نہ ادا کیا ہو تو اس عورت کی طرف سے بعد مسلمان ہو جانے کے بھی ہر دفعہ کا دعویٰ جائز کر سکتا ہے اور اگر اس کا شوہر کچھ مال چھوڑ کر مرے تو یہ عورت اس شوہر کے تمام داروں سے زیادہ اس کے مال کا استحقاق رکھتی ہے پہلے اس کا نفقہ دہرا دیا جائے گا بعد اس کے داروں کا حق اس مال میں قائم ہو گا کیونکہ یہ عورت قرض کا دعویٰ کرتی ہے اور قرض کا ادا کرنا میراث پر مقدم ہے۔

(۱۰) کافر زوجین میں جو تفریق ہر خواہ طلاق و خلع وغیرہ کے سبب سے یا تفریق قاضی کی وجہ سے یا ان میں سے کسی کے مسلمان ہو جانے کے باعث سے یہ تمام تفریقیں طلاق کے حکم میں ہیں۔

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ کافر عورت سے بعد تفریق کے قبل عدت گزر جانے کے نکاح کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں ہاں جو تفریق کافر عورت کے طرف سے ہوگی وہ طلاق کے حکم میں نہیں ہے

عہ خلع اس کو کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دیکھ شوہر سے اپنی غلو خلاص کرے، طلاق اور خلع کے مسائل متفرق کتب میں جلد ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱

مثال کوئی کا فرسلمان ہو گیا مگر جب اس کی عورت سے مسلمان ہو جانے کو کہا گیا اس نے انکار کر دیا ایسی صورت میں تفریق تو ہو جائیگی مگر یہ تفریق طلاق نہ سمجھی جائے گی حتیٰ کہ اگر اس عورت سے اگر وہ کہتا یہ ہو کر کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے۔

۱۰) اگر کوئی کافروں سے کوئی وہ سکر کنائی مذہب کو اختیار کر لے خواہ وہ مرد ہو یا عورت تو اس کا نکاح منع نہ ہو گا ہاں وہ اگر کسی ایسے مذہب کو اختیار کرے جو کنائی نہ ہو تو نکاح منع ہو جائے گا مثال کوئی عیسائی یہودی ہو گیا ہو تو اس کی بی بی اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی ہاں اگر یہ آتش پرست بن جائے تو اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو جائے۔

نتیجہ اس مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی عیسائی یہودی ہو جائے تو کوئی مسلمان یہ سمجھے کہ اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو گئی ہے اس سے نکاح کرنا چاہے تو ناجائز ہے ہاں اگر وہ ہند ہو جائے تو بے تامل اس کی بی بی سے بعد عدت گذر جانے کے نکاح کی اجازت ہے۔

۱۱) مرتد ہو جانے سے بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگر کوئی مسلمان معاذ اللہ عیسائی ہو جائے تو بے تامل بعد عدت گذر جانے کے اس کی بی بی سے نکاح درست ہے ہاں اگر دونوں ساتھ ہی مرتد ہوئے ہوں تو اس صورت میں نکاح قائم رہے گا اور پھر اگر ان میں سے کوئی شخص دوسرے سے پہلے مسلمان ہو جائے گا تو یہ نکاح منع ہو جائے گا اور دونوں اسلام لے آئیں تو پھر قائم رہے گا۔

یہ مسئلہ بہت خیال رکھنے کے قابل ہے بعض اوقات جاہلوں کی زبان سے ایسی کلمات نکل جاتا کرتے ہیں جن سے کفر و شرک لازم جہاں کہے اور بعض اوقات وہ کلمات ایسے صاف ہوتے ہیں کہ خواص خواہ اس کے کہنے والے کو مرتد کہنا پڑتا ہے اور اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی اب جو ان میں باہم خاص استراحت ہوتی ہے وہ حرام ہے اور اولاد و اولادوں پر سب خرابیاں جہالت سے لازم آتی ہیں اس کا تدارک جاہلوں کے لئے کچھ نہیں سوا ان کے کہ کوئی باہر رفت و رد نہ کہیں تاکہ اگر کسی نفرت نے خبری میں کوئی کلمہ نکل جائے تو تو یہ سے اس کی تلافی ہو جائے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ بعض اوقات جب جاہلوں کی خلاف مرضی کوئی مسئلہ انہیں بتایا جاتا ہے تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ اپنی شریعت کو طاق پر رکھو ایسی شریعت کو ہم نہیں مانتے یہ کلمات صاف کفر ہیں بعض عالم تہا جاہل آج کل یہ ضاد بر پا کر رہے ہیں کہ جب دو میاں بی بی ہیں انہیں تفریق کرنا منظور ہوتی ہے تو ان میں سے کسی سے کلمہ کے کلمات نکلوا دیتے ہیں معاذ اللہ

پہلیں شروع چشتی ہے بعض لوگ جاہلوں کے خوش کرنے کو فقہاء کی طرف سے منع فرما کر دیتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بی بی کو مفلس طلاق دے اور پھر اس سے تجدید نکاح چاہے پھر اس کے کہ کسی دوسرے شخص سے اس کی بی بی کا نکاح کیا جائے اور پھر اس کی طلاق کا اعتقاد کیا جائے کہ وہ شخص کوئی کافر کا اپنی زبان سے نکال دے حالانکہ فقہاء کا یہ منظر ہرگز نہیں ہے عورت کیا اگر جان بھی جائے تو کفر کا کلمہ زبان سے نکال دے درست نہیں۔

(۱۲) مرد مرد یا عورت کا نکاح کسی سے درست نہیں نہ کسی مسلمان سے نہ کسی کافر سے نہ کسی مرتد سے۔

(۱۳) اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے اور اس کے نکاح میں پانچ عورتیں ہیں تو اگر ان کا نکاح ایک ہی مقدمہ میں کیا تھا تو ان سب کا نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر کچھ بعد دیگرے ان کے ساتھ نکاح کیا ہے تو جس کے ساتھ آخر میں نکاح کیا ہے اس کا نکاح باطل ہو جائے گا۔

مثال (۱) کسی کافر نے پانچ عورتوں سے مخاطب ہو کے کہا کہ میں نے تم سب کے ساتھ اپنا نکاح کیا تو مسلمان ہو جانے کے بعد یہ سب عورتیں اس کے نکاح سے باہر ہو جائیں گی اور بیکے بعد دیگرے پانچ عورتوں سے نکاح کیا تو جس عورت سے اخیر میں نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہو جائے گا۔

(۲) کسی کافر نے دو بہنوں یا دو ماں بیٹیوں سے مخاطب ہو کے کہا کہ میں نے تم دونوں سے اپنا نکاح کیا تو مسلمان ہو جانے کے بعد یہ دونوں اس کے نکاح سے باہر ہو جائیں گی اور اگر پہلے ایک سے کیا اس کے بعد دوسرے سے کیا تو اخیر میں جس سے نکاح کیا اسی کا نکاح باطل ہو جائے گا۔

نکاح کا بیان ختم ہو گیا!

تمام شد

(آقا پرہیزگار)

